TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222113

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP -880--1-8-71 -10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. [illegible]

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

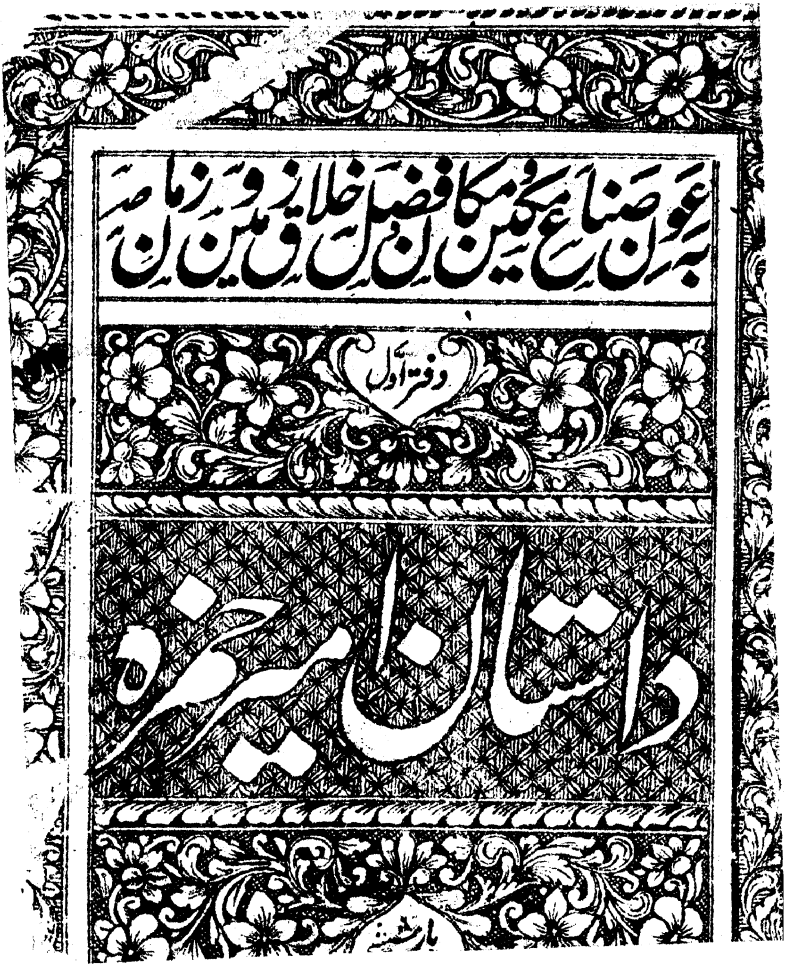
به عون صناع مکین مکان فضل خلاق حین و زمان
دفتر اول
داستان امیر حمزه
بار شصتم

Checked by Mou Checked

آغاز داستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگاران رنگین تحریر ومورخان شیرین تقریر نوکنندگان افسانہ کہن یاد دہندگان دیرینہ سخن یون بیان
ین ایران جنت نشان مین ملک ملاین کا ایک شہنشاہ تھا قباد کامران نام کامگار وکامیاب وکامران ناکام
مین لاجواب اور عدالت گستری مین نظیر اُسکا نایاب عدل گستری اُسکے عدل کے روبرو جو معلوم ہوتا تھا
دیار مین بیداد ظلم وبیداد خواب عدم مین سوتا تھا اسکے ملک مین محتاج وفقیر مثل عنقا بے نشان تھے اغنیا
فتاج ارباب استحقاق کوئی نہ ملتا تھا حیران تھے اور زیردست وزبردست یکسان تھے باز وکنجشک ہم آشیان تھے
یر دلجوئی کرتا تھا اور ایک دوسرے پر مہربان نہ ہوتا تھا دن رات دروازے گھروں کے مثل چشم پاسبان کھلے رہتے تھے
سیاے عدالت مین بیسا جاتا تھا چور چوری سے بھی نام چوری کا زبان پر نہ لاتا تھا اگر راہی راہ مین کچھ پڑا پا
سے کو دے جاتا شجاع شیر دل درزور آور ایسا کہ رستم بابن شجاعت وتوانائی اُسکے مقابلے مین مثل پیر زال ناتوان
سات سو حکیم کہ افلاطون وارسطو
وجفر ونجوم مین

چالیس دستہ غلامان زرین کمر صف مرتب جواہر اس بادشاہ کی مجلس شکرم فردوس تزئین مین حاضر رہا کرتے خدمت بدر دین
چست وچالاک جان نثاری کا دم بھرا کرتے اور اُسی شہر مین ایک حکیم خواجہ نجبت جمال نامے اولاد مین حضرت دانیال
پیغمبر علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقیم تھا علم وحکمت وریل ونجوم وجفر مین یادگار حکمائے سلف قدیم ملک القش نامے
وزیر شاہ نے اکثر اہل حکیم کے احکام کو آزمایا اور بتبنائے تمام زانوے شاگردی اُسکے روبرو دھر دیا اور ایسا اسکا معتقد و
گرویدہ ہوا کہ ایکدم جدائی اُسکی گوارا نہ کرتا چند روز کے عرصہ مین القش نے علم رمل مین ایسی مہارت پیدا کی دروہ دستگاہ بہم
پہونچائی کہ خواجہ کا شاگرد رشید مشہور ہوا اور شہرہ اُسکا دور دور ہوا ایکدن اسنے خواجہ سے کہا کہ شب کو بے شغلی سے دل
جو گھبرایا مین نے تمھارے واسطے قرعہ پھینکا شکلون کے ملانے سے معلوم ہوا کہ اختر تمھارا خانہ نحوست مین ہے چندے گردش تمھاری
قسمت مین ہے چالیس روز تک اُسی خانہ مین رہیگا پس تنے دن گھر سے باہر قدم نہ رکھیے گا اور کسی کا اعتبار نہ کیجیے گا حتی کہ
بھائی تنے دنون تک سنگ صبر اپنی چھاتی پر دھروگا ملاقات آپ سے نکروگا خواجہ القش کے فرمانے کے بموجب اپنے گھر کا
بند کرکے عزلت گزین ہوا دوست وآشنا سے ترک ملاقات کرکے گوشہ نشین ہوا جب اُنتالیس دن زیست سے گذر
ایام نحوست اور دلدر سے اُترگئے چالیسوین دن خواجہ سے نرہا گیا بیٹھے بیٹھے گھبرا گیا عصا ہاتھ مین لیکر گھر سے باہر نکلا کہ القش
وزیر سے چلکر ملاقات کیجیے اپنی صحت وعافیت سے اُسکو مژدہ دیجیے کہ سوائے اُسکے اُس شہر مین کوئی اپنا یار و فادار نہ
دلمحبت شعار نہین ہے اتفاقاً شاہراہ کو چھوڑکر ویرانہ کی طرف سے دریا پر جانکلا چونکہ گرمی کا موسم تھا عمارت آفتاب سے
بیتاب ہوکر ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھ گیا ناگاہ ایک عمارت عالیشان سامنے سے نظر آئی مگر چار دیواری اُسکی گرگئی تھی
کچھ جی مین جو آیا تو ٹہلتے ٹہلتے اُسطرف بڑھا دیکھا کہ اکثر مکانات مسمار ہوگئے ہین والان ٹوٹے پڑے ہین لیکن ایک دالان
قائم ہے مثل دل عاشقان پریشان سنسان اور اُس والان مین ایک کوٹھری کا دروازہ انیٹون سے چنا گیا صحیح وسالم ہے
خواجہ نے انیٹون کو جو ہٹایا دست راست کی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا مگر مقفل خواجہ نے چاہا کہ کسی انیٹ پتھر سے اُسکو کھولون
تھوڑی زور آزمائی کرون اس ارادہ سے اُسمین ہاتھ لگا یا قفل ہاتھ لگاتے ہی کھل کر گر پڑا خواجہ نے بڑھکر اُسکے اندر قدم رکھا
ایک تہ خانہ دیکھا اُسمین سات گنج زر وجواہر بیش بہا کے شمار کے جمع کیے ہوے دفن تھے خواجہ اُسمین سے خوف کے سبب کچھ لے نہ سکا
اُلٹے پانون وہانسے پھر یہ خبر فرحت اثر شنا[illegible] القش
[illegible] خواجہ دیکھا
بھلا کے بعد اظہار اشتیاق بولا کہ آج
[illegible] فرمائی کل مین خو
[illegible] کامل کرتا خواجہ نے دو چار باتین کرکے ہفت گنج کی حقیقت بھی لعت غیر
[illegible] طالع چمکا کہ ایسا خزانہ لازوال نظر پڑا لیکن چونکہ یہ خزانہ
[illegible] کے لینے کو میرا سمجھ گیا ہے لہذا مین نے اپنے دل مین
[illegible] ن خزانے کا نشان آپکو دون آپ جو کچھ ہاتھ اٹھا کر مجھے

القش نے جو ہفت گنج کا نام سنا خوشی کے باعث پھولا نہ سمایا الفور دو گھوڑے تیار کروا کے ایک پر خواجہ کو سوار کیا اور دوسرے پر آپ سوار ہو کر خواجہ کے ہمراہ اُس ویرانہ کا راستہ لیا جاتے جاتے منزل مقصود تک پہونچا ہفت گنج کو دیکھتے ہی گھبرایا گیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اس خوشی میں اپنی جان گنوائے سوچا کہ میرے معبود نے یہ دولت غیر مترقبہ مجھکو دی ہے اُسی کی عنایت سے ملی ہے مگر یہ حکیم خواجہ بخت جمال اس راز سے ماہر ہے تمام حقیقت حال اُسپر ظاہر ہے ایسا نہو کہ اپنے رسوخ کے واسطے بادشاہ کو مطلع کرے تو اُسوقت اور لینے کے دینے پڑیں آفت میں جان پھنسے یہ دولت خداداد بھی ہاتھ سے جائے اور بادشاہ خائن سمجھکر منصب وزارت سے معزول فرمائے بلکہ عجب نہیں ہے کہ گھر کو میرے ضبط کرے مجھکو زندان میں بھیجے اہل وعیال پریشان وحیران ہوں گھر بار کھو دا جائے بے نام ونشان ہوں اس سے بہتر یہ ہے کہ خواجہ کو مار کر اسی مکان میں ڈال دیجیے بے وسواس خزانہ لازوال پر قبضہ کیجیے تا کسر مخفی افشا نہو یہ رائے کسی پر ظاہر اصلا نہو یہ سوچکر فی الفور اُسکو پچھاڑا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر اُسکی گردن پر رکھدیا خواجہ اُسکی اس حرکت سے مشدہ ہوا کہنے لگا کہ اے القش تجھے کیا ہو گیا نیکی کا تمرہ بدی ہوتا ہے احسان کا بدلہ یہی ہوتا ہے میں نے کون سی تقصیر کی ہے جسکے عوض تو نے میری یہ تدبیر کی ہے جنہیں اُس مظلوم مرد پیر نے زار نالی کی عجز وانکساری کی لیکن اس سنگدل کا دل نہ پسیجا اور مطلق ظالم کو اُس مظلوم پر رحم نہ آیا جب اُس مرد ضعیف نے دیکھا کہ اس ظالم کے پنجے سے چھوٹنا محال ہے دم کے دم ہی میں خرمن ہستی اُسکے ہاتھ سے پامال ہے ناچار ہو کر کہنے لگا شعر تا قتل ہماری لاش کی تشہیر سے ضرور نہ آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے ۔ ای القش آخر تو مجھے ذبح کرتا ہے میرے خون ناحق سے وستم عظیم بھر تا ہے مگر میری دو چیزیں ہیں اگر تو عمل کرے تو میں بیان کروں آخر عمر اتنا ہی تیرا بار احسان گردن پر لوں وہ احسان قرلبوش بولا کہ جلد کہڈال کہ پیمانہ عمر لبریز ہے خنجر بیداد خونریزی پر تیز ہے اس بیچارے نے کہا میر حسن احمد صابر بلگرامی شعر دوست تھے جسے ہم وہی دشمن نکلا ۔ اہل جزیرہ تھے جسکو وہ رہزن نکلا ۔ کہ میرے گھر میں سوائے آج کے کل کے کھانے کا تھکانا نہیں ہے مطلق آب ودانہ نہیں ہے تلف کچھ خرچ بھی دینا اُن بیکسوں کی خبر لینا اور دہری وصیت یہ ہے کہ میری منکوحہ کو امید فرزند ہے اتنا کہدینا اگر بیٹا تولد ہو تو اُس کا نام بزرجمہر رکھنا اور بیٹی پیدا ہو تو تجکو اختیار ہے جو جی چاہے سو نام مقرر کرنا یہ کہکر آنکھیں بند کیں اور کلمہ پڑھنا شروع کیا مظلوم تھا امیدوار مغفرت ہوا اُس قاتل بے درد نے خنجر بیدریغ سے خواجہ مظلوم کا سر کاٹا اور گھوڑے کو بھی ذبح کیا اور اسی تہ خانہ میں کہ خزانہ سے معمور تھا لاشوں کو گاڑا اور دروازے کو بدستور بند کر کے دریا پر گیا خنجر اور ہاتھ کا لہو دھویا دولت دو روزہ

سفلہ بخت جمال پر بیٹھنا اور خنجر سے اُسکا سر کاٹنا اور اُسکے گھوڑے کو مار ڈالنا

کے واسطے ایمان اپنا کھویا پھر سوار ہو کر اپنے گھر گیا دل مین بہت خوش و محظوظ ہوا دوسرے دن مع ترک و تاز ہو کر پھر اُس مکان مین پہونچا اور اُسے دیکھ بھال کر دار وغہ کو حکم دیا کہ یہان ہمارے واسطے ایک باغ تیار ہووے اور باغ کے گرداگرد چار دیواری سنگ مرمر کی بنے اور اُس دالان کو پاٹ کر ایک بنگلہ فیروزے کا ہماری نشست کے واسطے بنایا جائے اسباب گرانبہا نادر روزگار سہم پہونچا کے اس عمارت گردون منزلت مین سجوایا جائے حکم کی دیر تھی فی الفور دار وغہ نے معمار مزدور سنگتراش شہر سے بلا کر بدد جاری کی چند روز کے عرصہ مین چار دیواری مع باغ بنگلہ تیار ہوئی النقش دیکھکر مسرور ہوا نام اُسکا باغ بید اور رکھا اور خواجہ نخبت جمال کے گھر مین جا کر وصیت خواجہ کی بیان کی اور بہت تسلی و تشفی دی اور بہت روپیہ دیکر کہا کہ تم اُسکو اپنے خرچ مین لاؤ پھر جب ضرورت ہوگی امداد کیجائیگی تکلیف نہونے پائیگی خواجہ کو مین نے تجارت کے واسطے چین کی طرف بھیجا ہے بہت جلد وہان سے منفعت اُٹھا کر پھر آتا ہے یہ کہکر اپنے گھر کی راہ لی اصل حقیقت دل مین رکھی رہا باقی دوران بقا جواہر صحرا گذشت تلخی و خوی درشت و زیبا گذشت پذاشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد و برگردون و جاند و بالگذشت

داستان بزرجمہر کے پیدا ہونے کی اور مضمون کتاب ہوید ا ہونے کی

عندلیب کلک عالمان قصص پاستانی و طوطی خامۂ مدعیان تاریخ دانی یون ترانہ سنج عشرت ہزار زبان ہے چمن قرطاس مین شادیانہ خوان مسرت ہے کہ خالق دو جہان کے فضل و کرم سے وہ روز سعید آیا کہ بعد گذرنے مدت حمل کے جمعہ کے دن ساعت سعید مین خواجہ نخبت جمال کی بی بی کے فرزند ارجمند بلند پیدا ہوا شعر ناسخ کو نساز شید آج اپنا چراغ خانہ ہے بزم مین باہم ہجوم فرقہ و پروانہ ہے پہلے تو اُسکی مان خواجہ کو یاد کر کے اپنی تنہائی پر خوب اشکبار ہوئی اُسکے بعد لڑکے کی صورت دیکھکر اُس شمع اقبال پر پروانہ وار نثار ہوئی آفریدگار کا شکرانہ ادا کیا وصیت کے بموجب بزرجمہر اُسکا نام رکھا آغوش مادر مین پرورش پانے لگا خدا نے اپنے فضل سے سب آفات سے بچایا صانع مطلق نے دست قدرت سے وہ صورت بنائی کہ حسینان جہان نے اُسکے روبرو شرم کے باعث مشکل اپنی چھپائی جبین انور سے آثار اقبال نمایان چہرۂ روشن سے شوکت و عظمت نور افشان جب بزرجمہر پانچ برس کا ہوا تو اُسکی مان نے ایک معلم کے پاس کہ وہ محلے کے لڑکون کو پڑھاتا تھا اور خواجہ نخبت جمال کے شاگردون مین کہلاتا تھا لیگئی اور کہا کہ خواجہ صاحب کا حق تمپر بہت سا ہے اور یہ اسکا لڑکا ہے اُسکو تعلیم کروگے تو تمہارا نام ہوگا اُسنے بسر و چشم قبول کیا اور اُسکی تعلیم مین بدل و جان مصروف ہوا چار سالے کہ نوکست از بہارش پیداست معمول تھا کہ تمام دن ملا کے پاس نوشت و خواند مین مشغول رہتا اور چار گھڑی دن باقی رہے چھٹی پاکر اپنے گھر جاتا اُسکی مان جو کچھ محنت مزدوری کر کے پکا رکھتی اُسے کھاتا اتفاقاً ایک دن کچھ کھانے کو میسر نہ آیا بزرجمہر نے اپنی مان سے کہا کہ ابتو مارے بھوک کے انتڑیان قل ہو اللہ پڑھتی ہین اگر کوئی چیز ہو تو دیجیے اُسکو فروخت کرلاؤن کھانے کی فکر کرون اُسکی مان نے کہا کہ بیٹا تمہارا باپ کچھ چھوڑ نہین گیا کہ تمکو دیتے کودون اکل و شرب

کی تدبیر کر دن مگر ایک کتاب تمھارے نانا کی طاق پر دھری ہو بہت پرانی لکھی ہو یا رہا تمھارے باپنے جا ہا کہ اُسے بیچ ڈالے اپنے مصرف مین لاوے جب وہ کتاب لینے طاق کے پاس جاتا تھا طاق مین سے ایک مار سیاہ پھنکارتا ہوا نکلتا تھا وہ خوف سے ہٹ آتا تھا دیکھو اگر وہ کتاب تمسے لیجائے تو لیجاؤ اسکو لیکر بیچ کھاؤ سوائے اُسکے اور تو کوئی ایسی چیز نہین ہو کہ تمکو دن دوقت پر بیچ کر کھلاؤن مان کے کہنے سے بزرجمہر وہ کتاب اُٹھا لایا اور وہ سانپ جو ہمیشہ نکلتا تھا نظر نہ آیا دو چار صفحے اُسکے مطالعہ کر کے پہلے تو زار زار مانند ابر نوبہار کے ڈاڑھین مار کر خوب رویا بعد اُسکے ایک مقام پر دیکھا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا چہرہ زرد جو رشک فزائے کہربا تھا شمی تھا فرط عشرت سے غیرت یاقوت رمانی ہو گیا حاضرین اس حرکت سے متعجب و متحیر مجھے حیران و ششدر ہوئے کہ یہ رونا اور ہنسنا کیسا ہو خدا خیر کرے یہ معاملہ کیا ہو اسکی ماں کو گمان جنون کا ہوا گھبرا گئی برسی سے کہنے لگی کہ خدا کیواسطے فصاد کو بلالاؤ تو اسکی فصد کھلاؤن کسی سے بولی کوئی تعویذ لکھوا لاؤ کہ اسکے گلے مین ڈالون کہ مجھ دکھیا کا یہی ایک وارث ہو اگر اسکو بھی جنون ہوا تو کہین مجھ مصیبت زدہ کا ٹھکانا نرہا بزرجمہر نے اپنی ماں کو جب مضطرب دیکھا تو کہنے لگا کہ آپ اضطراب نہ فرماوین و غمین نہ ہونے نہ گھبرائین انشاء اللہ تعالی ایام مکلفت جلد دفع ہو جائینگے اس رنج و مصیبت کے عوض خوب راحت پائینگے بخت خوابیدہ بیدار ہونیوالے ہین دوست و احباب عیش و محظوظ اعدا شرمسار ہونیوالے ہین مع ہذا صبح عید ہوئی ساقیا شراب چلے بقیہ پیشکہن ساغر سے آفتاب چلے: میر حسن اُسے فضل کرنے نہین لگتی بارہ نہوا اُس سے مایوس امیدوار نہ ہو مجھکو سودا ہوا نہ دماغ مین خلل پیدا ہوا یہ اصل مطلب ہی تو نے ہنسنے کا یہ سبب ہو کہ اس کتاب کے پڑھنے سے حال گذشتہ و آیندہ مجھکو معلوم ہو گیا ہو رویا تو اسواسطے کہ تیرے باپکو افلاس وزیر نے بیگناہ مار ڈالا ہو چنانچہ ابتک اُسکی لاش کو گور و کفن بڑی ہو بالائے زمین اُسطرح دھری ہو اور ہنسا اس بات پر کہ مین اُس سے اپنے باپکا بدلہ لونگا اور یہانکے بادشاہ کا وزیر ہونگا اچھے کھانے پینے کا غم نہ کیجئے کھاتا بہت ہو اور دن کو دیجئے یہ کہکر ایک خادمہ کو اپنے ساتھ لیکر ایک بینے کی دکان پر گیا اور اُس سے کہا کہ اس عورت کو اسقدر جنس از قسم میوہ و شیرینی و گھی وغیرہ جو مانگا کرے ہر روز دیا کرو اور قیمت لینے کی فکر نہ کیا کرو اُسنے کہا قیمت آخر کب ملیگی بیحساب کیے کیسے بنے گی بزرجمہر بولا کہ قیمت مجھسے مانگتا ہی اپنا کیا ہوا شاید بھول گیا ہو تو نے چاند نامے دمقان سے کئی ہزار من گیہون لیکر اُسکو زہر دیا ہی چار فرزند سمیت غلہ بچانیکے واسطے بیقصور مار ڈالا ہی یہانتک اگر عدالت شاہی مین جاکر افتاد کردن تو کیا حال ہو کیسا تمھارا مال ہو فیصلہ تیرے کی سنکر سُن ہو گیا پگڑی اُتار کر دونو زانو بیٹھ گیا کہنے لگا کہ میا بچی خدا رام جانے یہ دوکان آپ ہی کی ہو جسوقت جو درکار ہو اکر مانگوا لیا کرو پر یہ بات جوان کہنی آپنے کہی ہو اُسکو اپنے جی مین رکھو بزرجمہر وہانسے خادمہ کو ہمراہ لیکر قصاب کی دوکان پر گیا اُس سے کہا کہ ایک من تبریزی گوشت ہر روز اس عورت کو بیدریغ دیا کرنا اُسنے کہا کہ حساب کب ہوا کریگا بزرجمہر نے کہا کہ وہ جو تو نے قوس گلہ بان سے کئی ہزار روپے میں قیمت مانگنے کیوقت اُسکو مار کے اپنی دوکان کی کوٹھری مین گاڑ دیا ہو اُس بیچارے کا ہزار ہا روپیہ مار لیا ہو تو جانتا ہو کہ عدالت شاہی مین اُسکے وارثون کو بھیجون تجھے اُسکے خون کا رنگ دکھلادون کہ گوشت کی قیمت

مجھے طلب کرتا ہی ایسا غافل بیٹھا ہو قصائی یہ جملہ سنکر گائے کی طرح سے کانپنے لگا اور بے تحاشا بیزر جمہر کے پاؤں پر گر کر کہنے لگا کہ گوشت تو کیا میری جان بھی آپ پر قربان ہو جسقدر سرکار کی لونڈی حکم کریگی اتنا گوشت تحفہ کر یگی کا ہر روز تول دیا کرونگا دھوکے سے بھی حرف طلب کبھی زبان پر نہ لاؤنگا مگر میری جان و حرمت کا خیال فرمائیے گا یہ روز نہ لائے گا اسطرح صراف کو بھی کچھ احوال ماضیہ اُسکا بیان کر کے گھبرا دیا پانچ دینار کا یومیہ مقرر کرا لیا اور خوشی خوشی بغلگیر ہو کر وقت کا انتظار کرنے لگا دوست واحباب نئے نئے جمع ہوے عیش و عشرت بیشمار کرنے لگا ع بگڑی بنجاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہو

داستان مدعو ہونا بادشاہ کا القش کے باغ بیداد مین اور حسن ہونا اُس بوستان مینو سواد مین

تخلبندان بوستان اخبار چمن پیرایان گلستان اظہار سخنہ کا غذصاف مین اسطرح آبشجار الفاظ موقع موقع پر نصب فرما ہین صحن شفات قرطاس کو گل دریا مین مضامین رنگا رنگ سے یون رشک تختہ ارتنگ بناتے ہین کہ جب باغ بیداد تیار ہوا نمونہ بہشت شداد نمودار ہوا القش خوشی سے پھول گیا فکر دارین بھول گیا فرط مسرت سے پھولا نہ سماتا تھا جامۂ تن سے باہر ہوا جاتا تھا بادشاہ کی خدمت مین عرض کی کہ غلام نے حضور کی بدولت واقبال یک باغ تیار کیا ہی انواع انواع کے درخت ثمردار اور گل بوٹے کے لگائے ہین دور دور سے بصرف کثیر نادر نادر درخت منگوائے ہین باغبان نادر کار تخلبندی مین ہوشیار ہم پہونچائے ہین ہزار ہا روپے صرف کر کے سیکڑون اُستاد اس فن کے بلوائے ہین ہر ہر شخص یکتاے زمانہ ہو اپنے ہنر مین یگانہ ہر بیل بوٹے ایسے لگائے ہین کہ مانی و بہزاد اپنی صنعت سے شرمائے ہین مگر چلن بہار کی نظر و نمین سماتا نہین خزان کا رنگ باغ مین معلوم ہوتا ہو جبتک ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کا قدم مبارک اُسمین جا نہین ناسخ سرسبز ہو جو سبزہ ترا پائمال ہو ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو امیدوار ہون کہ حضرت خاقان جمجاہ شیران زمان بطریق گلگشت کبھی اس طرف توجہ فرمائین خانہ زاد موروثی کا رتبہ فلک اعظم تک پہونچائین حضرت کے قدمون کی برکت سے باغ مین بہار آجائے ہر گل و غنچہ اپنا اپنا رنگ دکھائے از راہ غلام نوازی اگر دو ایک میوے نوشجان نورسین غلام کو ثمر مراد حاصل ہو اشجار امید بار لائین بادشاہ نے اُسکے التماس کو قبول فرمایا معروضہ اُس کا درجۂ اجابت مین لایا القش نے تسلیم بجا لاکر رخصت ہوا باغ مین آکر سامان دعوت کرنے لگا آناً فاناً سب اسباب ضیافت کا مہیا ہو گیا اقسام اقسام کے کھانے تیار ہونے لگے طرح طرح کے میوے کشتیون مین چنے گئے ارباب نشاط کی حاضری کو حکم ہوا آتشبازون نے آتشبازی چھوڑنے کا موقع ڈھونڈھ رکھا روشنی کا سامان ہونے لگا ہزار ہا گلاس چڑھ گیا چھاڑ فانوس دیوار گیریان صاف ہونے لگین موی کافوری شمعین چڑھائی گئین تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ جمجاہ فلک رفعت خورشید طلعت دادگر انصاف پرور بھی مع ارکان دولت واعیان سلطنت بہار افزاے باغ بیداد ہوا القش کا شجر مقصود بار لایا القش نے ایک تخت روان ہوا دار اس تکلف کا بادشاہ کیواسطے تیار کیا تھا کہ اُسپر گل و روئے الماس اور یاقوت کے بنائے تھے اور چار دن کونون پر چار طاؤس زمرد کے جمائے تھے اُن طاؤسون کے جو دنبین بخ دار اور کھے تھے

ہرطاؤس کے پہلو مین دو نرگس و ان قعبیہ کیے تھے کہ کوزے جنکے مرصع لٹکائے تھے زمرد کے پتے الماس کے پھول بنائے تھے زیرہ اُسمین کپھراج کی کینون کا دیا تھا صانع بیچون کی قدرت کا نمونہ تھا جب بادشاہ کی سواری باغ کے قریب پہونچی القش نے توہرکارے اور سوار خبر رسانی کو تعینات کر رکھے ہی تھے خبردارون نے بادشاہ کی آمد آمد کی خبر دی مقدم مبارک شاہی کی دھوم ہوئی شعر صبا پر آمد غلغلہ آلہی جو ہوئی گلشن مین ۔ گل وہ پھولے کہ سماتے نہین پیراہن مین ۔ القش مع اپنے فرزندون اور مصاحبین معزز کے بطریق استقبال حاضر ہوا وہ تخت اور چالیس ہاتھی جنپر زینت کی جھولین پڑی ہوئین ہودج اور عماریان طلائی جواہر نگار گنگا جمن کے کام کی پٹیھون پر کھنچی ہوئین زنجیرین اور ہمکلین نقرئی اور طلائی گردنون مین زینت کی مستک پرشکین دانتون پر چاندی اور سونے کی خولین چڑھی ہوئین سونڈ وان تمامی کی سونڈ وتیان پڑی ہوئین آنکس الماس کی ڈنڈیون کے فیلبانون کے ہاتھ مین یکسر ہار سی پگڑیان چوڑی دار مہاوتون کے سر پر قبائین زربفت کی برمین زری کے کمربند کمر مین چرنٹے ہمراہ شجر کے گھنگھنے کمخواب کی مرزائیان پہنے ہوئے نبار سی ایک پٹے کمر مین کسے ہوے زری کے پھٹے سر پر لپٹے ہوے برچھے اور ڈنڈے مرصع ہاتھون مین لیے ہوئے گرد اگرد سانڈھ مارو نکارے کا پرا صبار نقار گھوڑون پر سوار گھوڑ ونکر جاتے اُڑاتے ہزار ہا دُلدُلے قطار در قطار اور دو سو گھوڑے تازی عراقی عربی ولایتی کاٹھیاواڑ کچھی چوگوشیا بھیرا تھلی ترکی تازی بخدی کیپ ویلا مجنس ہنے اور سو اسوا نگ کوہی رنگپور پگو اشاہی رنگون بسبت جادی بخاری بتول ٹیڑھی کسکی قدم باز بادرفتار صبا کردار زمین پر قدم نہ جانے خیال سے آگے جاتے پری صورت دیو سیرت ابال ترشے ترشائے عطر مین بسے بسائے زین زرین سے مزین زرد وزی غاشیے اُن پر پڑے ہوئے کلغی پوری چہ دچی بیش بند ہیکل مرصع جگمگاتی سٹرکین چنور لگے ہوئے جال کلابتون کے پٹھون پر اُسپر پاکھرین جواہر نگار عین طلائی ہاتھون مین زیر بند پشمینے کے بندھے ہوئے بالا تنگ زیر تنگ سے کھنچے ہوئے کلابتونی بالگذ درین سائیسون کے ہاتھ مین فی راس دو سائیس ساتھ ہین طلائی کڑے سائیسون کے ہاتھون مین پڑے سُرخ بیتان سر پر باندھے گجراتی مشروع کے گھنگھنے پاؤن مین پہنے گلے مین مرزائیان سقرلاتی کارچوبی کام کی بھاری بھاری جوشر یان گنگا جمنی ڈنڈیون کی کہ جنکے بال بال مین موتی پروئے تھے لیے ہوئے گس رانی کرتے تھے آگے پیچھے دائین بائین جانورون کے حال کی نگرانی کرتے تھے اور کئی ہزار مہارشتر عربی بغدادی دوکوہانی ماڑواڑی جیپوری بیکانیری جن کے اوپر جڑاؤ کجاوے کارچوبی سقرلات کمخواب کی جھولین پڑی ہوئین کلغیان سُنہری روپہلی دہانو نیر چڑھی ہوئین نکیل ریشمی اور کلابتونی ناک مین ہر ہر شتر سوار اپنی اپنی خودبینی کی تاک مین وہ کس بل کہ غرور چالاکی سے ہر ایک سانڈنی تنی تنی گاہے غایت ناز محبت سے شتر سوار کی گود مین سر رکھتی تھی کمال علو ہمتی سے زمین کی طرف گردن نہ جھکاتی تھی اور کئی ہزار نقرئی اور طلائی کشتیان بعل یاقوت الماس زمرد کپھراج نیلم نیلک زبرجد بونگا فیروزہ وغیرہ جواہر آبدار پیش قیمت گرانبہا نایاب اور زیورات مرصع کار جہیز لاجواب سے معمور اور کئی ہزار کشتی انواع انواع سلاح

قسم شمشیر خراسانی اصفہانی قزوینی پرتگالی گجراتی الیانی مغربی جنوبی مصری فرخ بکی شراہ سروہی لچ بھیم اور چھرے
اور فرولی بیش قبض سچھوا مانک کٹار دشنہ قمع یہودی اور بندوق ولایتی ٹوپی دار چھرہ دار سلائی دار بہولا اور طپنچہ
ایک نالہ دو نالہ ہفت نالا بیجک وغیرہ سے جنی ہوئین چشمہ بدور اور علی ہذا القیاس تھان ہزار ہا کمخواب زربفت پتانوٹ
مشروع گلبدن رعنا زیبا رومال دوپٹے ٹیکے بنارسی گجراتی جامدانی کامدانی محمودی چندیلی شبنم چھٹن تارشمار نہ اندام
مکمل کلاچ تینوین سکھ تن زیب وغیرہ کے کشتیون مین قرینے سے لگے ہوئے پوشاک سرمائی دوشالہ رومال ٹیکے گلوبند جڑاؤ
صوری قبا لبادہ کلیچہ عبا اچکن بہت سلیقہ کے ساتھ چاندی کے خوان اور کشتیون مین دھرے ہوئے ساتھ لیکے باہر کے
جلوخانے مین نذر گزران کے تحت کایا پکڑے ہمراہ ہوا جب بادشاہ فلک بارگاہ باغ مین داخل ہوا دیکھا تو واقعی
باغ قابل گشت فرحت فزا ہے خوب آراستہ نفیس خوشنما پرفضا ہے دروازہ باغ کا بہت مرتفع ہے عظیم الشان چوکھٹ
باز و چوب صندل کے آبنوس کا دروازہ اسپہ چاندی اور فولاد کی میخین جڑی ہوئین از بس مستحکم اور مضبوط

بادشاہ کا باغ بیدادمین جانا اور بارہ دری مین تخت طاؤسی پر بیٹھکر القش کو خلعت دینا اور نابینا ہونا

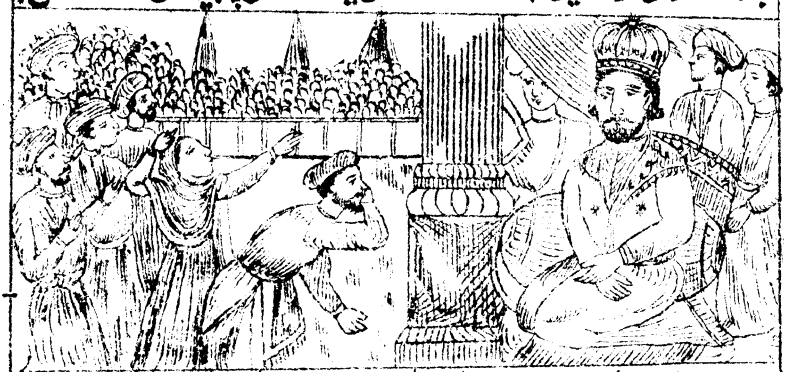

قابل استحسان سنگ مرمر کی ہو چار دیواری بنائی تھی اُسکے دروازون مین جواہر کی تحریر یچی کاری کی تھی اور جا بجا دیوار
مین جواہر کے درخت جو تبسیہ کیے تھے شاخین اور پتے زمرد کے اور غنچہ و گل یاقوت و لعل کے بنائے تھے اُن کی شاخون پر
بلبل طوطی مینا قمری فاختہ لال وغیرہ سینہ باز و خوشرنگ ہر ایک کو کلا فیروزے زمرد نیلم لعل کے بنا کر بٹھائے تھے اور
نیچے اُس دیوار کے ٹٹیان مینا کار اُنپر انگور کی بیل زمرد کی بنی ہوئی تھی اور خوشے موتیون کے بجاے خوشہ ہاے انگور
لٹکے ہوئے تھے اور اصلی خوشے اور پھل جو درختون مین لگے ہوئے تھے اُنپر تھیلیان تاش بادلے کی چڑھی ہوئی تھین
اور ریشمی اور کلابتون کی ڈوریون سے گچھی ہوئین قیمت مین ایک سے ایک بڑھی ہوئی تھین اور چمن بندی و صفائی
اس روش سے کی تھی کہ روشون پر بلور کی پٹریون کا صاف گمان ہوتا تھا پاسے نگاہ پھسلتا تھا۔ بدرکہ تماشائی حیران

ہوتا تھا کیا پھولون مین پھولون کے ہر قسم کے درخت مثل گل لالہ نافرمان جعفری داؤدی بابونہ گیندا ہزار پھر کی بیلا موتیا موگرا چنبیلی جوہی سوسن راے بیل موتیا کیتکی کیوڑہ گل مہندی کلغا نرگس دوپہریہ اور رنگ شبو سوچ مکھی نرگس نازبو مدنبا عباسی زعفران گل چراغان کے لگے تھے اور کسی چمن کے گرد ٹٹی مہندی کی کتری ہوئی اور کسی کے گرد بینچے کی باڑھ اور کسی کے چار کونون پر مولسری کے درخت قد آدم چھٹے چھٹائے کھڑے تھے اور کسی چمن کے گوشہ پر سرو صنوبر شمشاد ہار سنگار کے سر بفلک ہوے چمن مین انکی خوشبوے صلی علی اور ہی مہک اور شاخین پھولون کی کمال اختلاط و محبت سے باہم گرم آغوش دہان غنچہ سے ایک دوسرے کا منھ چوم رہی تھین اور درختان میوہ دار کی شاخین پھولون سے لدی ہوئی جھوم رہی تھین ہنس قمقرے سارس اور کبک و چکور روشنہ پر خوشخرامی کر رہے تھے اور شاخہاے گلبن پر ہزاردن بلبل ہزاردستان کے چہچہے تھے سرو و شمشاد و صنوبر برفاختہ و قمریان لباس خاکستری پہنے کوکو زنان اور ہر ہر چمن پر چار دروازے محراب دار چاندی کی تپلیون پر بنے ہوے کھڑے تھے اور انکے کنار و نہر ستون چاندی کے خول چڑھے ہوئے کمال خوبصورتی سے گڑے تھے جابجا فصیلون پر طاؤس رقص کنان اور چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کی بالنسبت نہایت کے لنگے پہنے اُسپر سالو کی چُنری گردبچکا کا ہوا اوڑھے مانگ ٹیکا بیندی ماتھے پر لگائے پہونچی کنگن علائی کلائیون مین پہنے پہنائے مانگ مرصع بازو دُون پر چھاپ حنائی انگلیون مین چھوٹے انوٹ بچن پانون مین گھنگھیان سونے کے دانون کی گلے مین ڈالے طلائی اور نقرئی دستون کے بیلچے گھونگھرو لگے ہوئے ہاتھون مین نئے نئے انداز کی نرالی گھاس روش پٹری کی سوکھی شاخ ٹوٹی کلی چنون سے دور کرتی تھین ہر روش کو خس و خاشاک سے صاف کرکے دیکھنے والون کے دلکو مسرور کرتی تھین انکی نرم نرم نازک کلائیان شاخ صندل کو شرماتی تھین باریک باریک انگلیان حنائی انکی شاخ مرجان کو شرمین نہ لاتی تھین سینہ شفاف چشم بدرد رگو راصاف صاف اور اُسپر اُبھار نور علی نور سیب زنخ چبکے آگے بڑھا ہوا ناراور لیمو شرماتا ہوا جابجا غول کے غول باغون مین پانی بہاتی تھین آپس مین ہنسی ٹھٹھول دل لگی کرتی تھین خوش الحانی سے چہکے چہکے کچھ گنگناتی تھین کسی روش کی گھاس سوکھی کھاڑ کے ایک طرف لگادی کسی پٹری پر ہری ہری دوب اکھاڑ کے بیلچے سے جمادی کسی کیاری مین درختون کے تھالے بنانے لگین کسی درخت پر عشق پیچے کی اور کسی ٹٹی پر انگور کی بیل دوڑانے لگین اور آبجوئین جو چمنون کے گرد جاری تھین دور یہ اُسکے کنار و نہر گلے قمقمے سرخاب مرغابی چیتے قطار در قطار بیٹھے تھے اور بڑے بڑے چودرخت تھے اُنکی ٹہنیون اور شاخون پر سفید و سبز و طلائی رشیم کی تمامی کے ہزارے چڑھے تھے اور جابجا چبوترے سنگ مرمر و رخام سنگ موسی افشانی کے بہشت پہل بنے ہوئے تھے اور ہر ایک چبوترے کے آگے حوض گلاب و عرق بید مشک و بہار و کیوڑے سے بھرے ہوئے تھے درمیان مین ہزارے فوارے شکل بلبل و فاختہ و قمری جواہرات کے تیار تھے اور چاندی سونے کے خزانے فوارون کے حوضون مین گلے ہوئے جاری رہتے تھے جب انکے پر و بال سے ہزارہ چھوٹتا تھا تو ہزار ہزار طرح کا لطف دیکھنے والون کی آنکھون مین جھلکی آتی تھی ولا باغ باغ

دے خندیدم بباغبان قدرت کی صناعی سے چمن دہر مین ہر وقت نیا پھول پھولتا ہی دیدۂ ہوشیار عاقبت مین اسکی صنعت کاملہ دیکھکر دنیا و مافیہا بھولتا ہی اگر نہسا و بین خار غم اُسکے پہلو مین چبھا جس شاخ نے عاجزی سے گردن جھکائی فوراً ثمر مراد ہاتھ مین لائی جس ٹہنی نے اپنی حد سے زیادہ سر اُٹھایا دست تغلبندنے دفعتہً کاٹ ڈالا شعر نگاہدار سر رشتۂ حساب اینجا کہ دم شمردہ زندیجر و رحساب اینجا دیکھیے اس باغ مین نیا گل کھلا اور ہی رنگ کا شگوفہ چٹکا ہر رچہر کا قصہ پھر شروع ہوا ہی زمانہ نیرنگی کیسی کیسی دکھاتا ہی راویان حکایت کی تحریر ہی باستانی مقرردن کی تقریر ہی کہ بزر رچہر ازبسکہ مرد متین و ہوشیار ذی شعور سلیقہ شعار تھا گوشہ انزوا قبول کرکے بیٹھ رہا تھا معبود حقیقی کی عبادت مین شب و روز بسر کرتا تھا ایکدن اُسکی مان نے کہا کہ بے اختیار ساگ کھانے کو دل چاہتا ہی بیٹا اگر تکلیف کرتے تو مان کی نیت بھرتی بزر رچہر نے بسر و چشم مان کا کہنا قبول کیا باغ بیداد کی طرف کا راستہ لیا جب باغ کے دروازے پر پہونچا تو باغ کا دروازہ بند پایا باغبان کو آواز دی وہ فوراً چلا آیا چون قفل کھولنے کا ارادہ کیا خواجہ نے کہا کہ قفل کو ہاتھ نہ لگانا تو نے جو کل سانپ مارا تھا اُسکی ناگن قفل کی جھڑ مین تیرے ڈسنے کے لیے بیٹھی ہی اپنے جوڑیکا بدلا لینے کی فکر کر رہی ہی باغبان نے جو غور کیا تو واقعی ایک ناگن کو قفل کے روزن مین بیٹھے دیکھا باغبان نے اُسکو مارکر دروازہ کھولا اور قدمبوسی کرکے کہنے لگا کہ آپنے میری جان بچائی مجھے پہلے سے اطلاع فرمائی ورنہ اسدم مرتے مین باقی کیا رہا تھا مفت مین غلام جان بحق ہوا تھا یہ سنکر بولا کہ کیا حکم ہوتا ہی کیون اسطرف کا قصد ہوا ہی بزر رچہر نے کہا مجھکو تھوڑا سا ساگ چاہیے جو دام ہونگے دیدونگا اپنے گھر کا راستہ لونگا باغبان بولا کہ ساگ حاضر ہی قیمت اُسکی مین ایسے محسن سے کیا لونگا یون ہی حاضر کردونگا باغبان جو ساگ لانے کو گیا دیکھا کہ بکری زعفران زار مین بیٹھی ہی بے اندیشہ چمن خوب چر رہی ہی باغبان نے جھنجھلا کر ایک بیلچہ اُسکو مارا وہ تڑپ کے مرگئی جان سے اُسیوقت گزر گئی بزر رچہر نے کہا کہ ای ظالم یہ بے واسطے تین خون تو نے کیون کیے یہ خون ناحق اپنی گردن پر لیے اُسنے مسکرا کر کہا کہ صاحبزادے خیر ہی ایک بکری مری تین خون بتلاتے ہو یہ کیا سخن فرماتے ہو بزر رچہر نے کہا کہ ای بیوقوف اس بکری کے پیٹ مین فلانے فلانے رنگ کے دو بچے بھی ہین وہ بھی اسی کے ساتھ مرگئے اتنے مین ناگہان جسوقت ان دونون سے یہ باتین ہوتی تھین القش بھی شہ نشین پر بیٹھا سنتا تھا اسی طرف متوجہ ہورہا تھا باغبان کو بلاکر مکرر دریافت کیا کہ یہ گفتگو کیا تھی کیا ماجرا تھا اُسنے پوست کندہ حال بیان کیا القش نے بکری کا پیٹ جو چاک کراکے دیکھا تو اُسی رنگ کے دو بچے جیسے بزر رچہر نے بتائے تھے بکری کے پیٹ سے نکلے اُسے دیکھکر تعجب ہوا اور بزر رچہر کو اپنے پاس بلاکر بٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور تیرے باپ کا کیا نام ہی کہان بود و باش کہان مقام ہی بزر رچہر نے کہا کہ خواجہ بخت جمال کا بیٹا اور حکیم کانواسا ہون فلک بیداد کا ستایا ہون میرے باپ کو کسی ظالم نے مار ڈالا ہی اُس سے انتقام لینے کی فکر مین پھرتا ہون گوشہ نشینی اختیار کی ہی چندے اور صبر و شکر کر رہا ہون منتقم حقیقی کی عبادت مین مشغول ہون ہر وقت والد مرحوم کے غم مین ملول ہون القش نے کہا کہ پھر تو نے اپنے

باپ کے خون کو پایا بزرجمہر نے کہا کہ خدا منتقم حقیقی ہے اُسکے نزدیک سب آسان ہے کبھی نہ کبھی نشان مل ہی جائیگا اُس بیچارے مظلوم کا خون رنگ دکھائیگا القش نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو شب کو میرا مافی الضمیر کیا تھا بولا کہ تو نے جو دفینہ پایا ہے مال مفت ہاتھ آیا ہے چاہتا تھا کہ اپنی جورو سے کہے لیکن نہین کہا کچھ سمجھ کر خاموش ہو رہا یہ بات سنتے ہی القش کے ہوش اُڑ گئے حواس پریشان ہو گئے کچھ اور کے اور ہی سامان ہو گئے اور مثل بید کانپنے لگا دل مین سمجھا کہ مبادا راز افشا ہو جائے یہ سب مال و متاع اور آفت لائے یہ لڑکا رشنضمیر ہے اور ایسے آدمی کے دل و جگر کھانے سے خورندہ بھی رشنضمیر ہو جاتا ہے اُسکو قتل کیا چاہیے اور اسکا دل و جگر کھایا چاہیے اُسکے قتل سے فتنہ و فساد کا خوف بھی جاتا رہیگا اور کوئی حرف کسی طرح کا کوئی زبان پر بھی نہ لا سکیگا فی الفور بختیار حبشی کو کہ اُسکا غلام تھا بُلا کر چپکے سے کہا کہ اگر تو اُس لڑکے کو ذبح کر کے اُسکے دل و جگر کے کباب لگا کر مجھکو کھلا دے تو اُسکے صلے مین تیری مراد بر آوے اُس غلام نے بزرجمہر کو بموجب حکم کے ایک اندھیری کوٹھری مین لیجا کر پچھاڑا چاہا تھا کہ چھری گلے پر پھیرے بزرجمہر بے اختیار کھل کھلا کر ہنسا اور کہا کہ جس تو قع پر تو یہ عذاب مول لیتا ہے وہ امید تیری اس وعدہ خلافت سے برنہ آئیگی بلکہ یہ عزت و آبرو جو وہ بھی خاک مین ملجائیگی اگر اس حرکت سے تو باز رہیگا تو انشاء اللہ تعالی تو مجھسے کامیاب ہو جائیگا اُسنے کہا کہ بھلا میرا مطلب کیا ہے اگر تو بتلا دیگا تو بھی رہائی پاویگا بزرجمہر نے کہا تو القش کی بیٹی پر عاشق ہے اور وہ کبھی مجھکو نہ دیگا مگر مین البتہ تیرا نکاح اُسکے ساتھ ٹھہرا دونگا بالفرض تیرے سر انجام شادی کا خود متکفل ہو جاؤنگا اسوقت تو مجھکو چھوڑ دے آج کے دسویں دن بادشاہ ایک خواب دیکھکر بھول جائیگا اور اپنے وزرا کو وہ خواب سنائیگا سے تعبیر اُسکی پوچھے گا سب کا امتحان کریگا جب کوئی نہ بتا سکیگا بادشاہ غضب ہو گا اُسوقت یہ تیرا خاوند مجھکو مجھسے طلب کریگا مگر خبردار جبتک تین طمانچے مجھکو نہ مارے تو مجھکو نہ بتانا خبردار خبردار یہ حرف و حکایت زبانپر نہ لانا حبشی نے کہا کہ اُسنے تیرے دل و جگر کے کباب مانگے ہین اگر مین کسی جانور کے دل و جگر کے کباب بنا کر لیجاؤن تو وہ حکیم تشخیص کریگا اور مجھکو نہ دیگا بزرجمہر نے کہا کہ شہر کے دروازے پر ایک بکری کا بچہ ہے اُسکو آدمی کا کاندھا بلا کر لیجا اور ایک بڑھیا جتی ہے مجھسے قیمت لے اُسکو لا کر ذبح کر کباب اُسکے دل و جگر کے بھون کر اُسکو کھلا اتی گوشت اُسکا اپنے تصرف مین اُٹھا بارے اُسکو بھی خدا کا خوف اور اپنے مطلب فضول کا لالچ آگیا بزرجمہر کے کہنے کے بموجب عمل کیا اور اسکے خون سے دو گز زار القش کباب کھا کر سمجھا کہ اب مین بھی رشنضمیر اور صاحب کمال ہوا باغ مین بیٹھے بیٹھے خوشی کے باعث نہال ہوا بزرجمہر جب جیتا جاگتا اپنے گھر آیا سمجھا کہ عجب سیدہ بود بلائے وے بخیر گذشت یہ مادر مہربان سے سب ماجرا زبان پر لایا وہ بیچاری آفت کی ماری کچھ اپنے شوہر کا حال اور کچھ اُسکی بیکسی اور آفت رسیدگی کا خیال کر کے خوب روئی پیٹی اور پھر اُسکی محفوظی اور سلامتی پر خدا کا شکر بجا لائی اور بولی کہ بیٹا تم اپنے گھر سے باہر نہ نکلا کرو گوشہ عافیت مین بیٹھے رہو جو کچھ خدا شام تک دیگا کھا لینگے اُسکا شکر ادا کرینگے دشمن دیکھیگا وہ خدا نہ کرے کوئی آفت اُٹھائے تمھارے دشمنون کو خدانخواستہ کسی آفت مین پھنسائے اُسنے کہا کہ آپ بیدلین کسیطرح کا وسواس نفرمائین دیکھیے تو انشاء اللہ تعالی

کیا ظہور مین آتا ہی اللہ تعالی اپنی قدرت نمائی فرماتا ہی اتفاقات سے اُسکے دسوین دن بادشاہ ایک خواب دیکھکر بھول گیا
صبح کو حکیمون اور وزیرون سے کہا مین نے شب کو ایک خواب دیکھا تھا سو بھول گیا ہون کسی طرح یاد نہین آتا ہی بہت یاد
کرتا ہون تم کو لازم ہی کہ اُس خواب کو بیان کرکے تعبیر اُسکی کہو مجھسے صلہ اُسکا لو سبھون نے عرض کی کہ اگر خواب معلوم
ہوتا تو البتہ اُسکی تعبیر اپنی عقل کے موافق بیان کرتے اپنے اپنے ذہن وعقل کا امتحان کرتے بادشاہ نے کہا کہ سکندر کے
وقت مین جو حکیم تھے اکثر اُسکے خواب کو کہ وہ دیکھکر بھول جاتا تھا بتاکر تعبیر بتاتے تھے صلہ اُس کا پاتے تھے تمکو بھی
مین نے ایسی ہی مہات کیواسطے ملازم رکھا ہی اور ہزار طرح کا سلوک تم لوگون کے ساتھ ہوا کیا ہی اگر خواب میرا بتاکر
تعبیر نہ کہوگے تو ایک ایک کو قتل کرونگا اور زن وبچہ پلوا ڈانونگا اور گھر بار لٹوا لونگا ازروے رحم کے چالیس دن کی
مہلت دیتا ہون اگر تعبیر موافق پسند کے کہی تو خیر ورنہ دیکھنا کسطرح پیش آؤنگا اور القش پر سب سے زیادہ موکلہوا کرو
سب سے ممتاز تھا جتنے حکیم اور وزیر وندیم تھے سب حیران وپریشان تھے کہ بے دیکھا سنا خواب کیونکر بتلاوین کس
فکر وتدبیر سے اس بلاے ناگہانی سے نجات پاوین جب چالیس دن گذر گئے بادشاہ نے سب کو بلاکر فرمایا کہ خواب
کو دریافت کیا کچھ پتا لگا یا اور تو کوئی نہ بولا مگر القش نے عرض کی کہ غلام کو بموجب حکم مل معلوم ہوا کہ حضور نے
خواب مین دیکھا تھا کہ آسمان پر سے ایک مرغ نے آکر حضور کو دریاے آتش مین ڈالدیا ہی یہ دیکھکر حضور خوف سے
چونک پڑے اور خواب بھول گئے بادشاہ نے برہم ہوکر فرمایا کہ اے مردک دروغ گو یم پر ردے تو مجھے اچھا فقرہ لایا
اسی عقل پر دعوی حکیمی اور رمالی کا کرتا ہی عقل ودانائی کا دم بھرتا ہی یہ خواب بھلا مین نے کب دیکھا تھا کہ تو نے بیان کیا
دو دن کی فرصت اور دیتا ہون اگر تیسرے دن تو نے خواب کو نہ بتایا ہوگا تو قسم ہی مجھکو آتشکدۂ نمرود کی تجھکو سب سے
پہلے جیتا گڑوا یا ہوگا ایک ایک پر سیاست کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا القش یہ سنکر پریشان حواس اپنے گھر گیا
ذوالفور بختیار حبشی سے پوچھا کہ سچ بتا وہ لڑکا کہان ہی اُسے زندہ چھوڑ دیا یا زیر زمین پنہان ہی اُسنے کہا لڑکو مین نے
جب ہی بموجب حکم جناب عالی کے گردن ماردا اور اُسکے دل وجگر کا کباب بھونکر حضور کو کھلایا آج تجھسے پوچھا جاتا ہی کہ وہ
لڑکا کہان ہی القش نے کہا کہ وہ از بسکہ دانا اور روشن ضمیر تھا یقین ہی کہ وہ تیرے ہاتھ سے بچ رہا ہوگا تو خوف سے حکم عدولی کے
نہین بتاتا ہی مجھکو قسم ہی لات ومنات کی مین تجھسے کچھ مواخذہ نہ کرونگا بلکہ جاگیر اور منصب دونگا تو اُسکو بتلا دے کہ
میری جان بچے اور میرے ساتھ کتنے بندگان خدا کی جان اور آبرو سلامت رہے اُسنے جو پہلے کہا تھا پھر اسی
سخن کا اعادہ کیا تب تو اس گردن زدنی نے تین طمانچے اس زور سے مارے کہ کان کے پردے پھٹکر لہو
نکل آیا بختیار یہ بیتاب ہوکر زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد ہوش مین آکر کہنے لگا غلام کو مت مارے مین اُسکو
لے آتا ہون آپکا کہنا بجا لاتا ہون القش نے کہا کہ اے نادان پہلے مینے کسطرح تجھسے پوچھا تو نے سواے انکار کے اقبال کیا
اب جب مار کھائی تو یہ بات زبان پر آئی بختیار نے کہا کہ اُسنے تاکید کی تھی کہ جبتک تین طمانچے نکھا لینا میرا نشان ہرگز

نہ دینا القش نے اُسکو چھاتی سے لگایا اور کہا کہ جلد اُسکو بُلا لا مین تجھے بہت خوش کرونگا بیشمار زر و جواہر دونگا
تجتیار نے آکر بزرجمہر کے دروازے پر دستک دی بزرجمہر جلد تر گھر سے باہر نکلا اور کیفیت دریافت کر کے
اُسکے ساتھ القش کے پاس گیا القش بزرجمہر سے تعظیم و تواضع پیش آیا اور اگلی باتون کا عذر کرنے لگا اور کہا کہ
بادشاہ ایک خواب دیکھکر بھول گیا ہے جسکو مفت پریشان کر رکھا ہے کہتا ہے کہ اگر میرا خواب نہ بتاؤ گے تو ایک ایک کو قتل کرونگا
سبکو سزا دونگا پس سوائے آپکے یہ کس مین طاقت ہے کہ غیب کی بات بتا دے ہمارے زن و بچونکو آفت ناگہانی سے بچائے
اگر اسوقت آپ مہربانی کر کے اُس خواب کو بتا دین تو گویا جان بخشی ہماری سب کی کرین بزرجمہر نے کہا کہ مین یہان
نہ بتاؤنگا مگر آپ آج صبح کو بادشاہ سے عرض کرین کہ مین حضور کے حکما اور ندما اور وزرا کا امتحان کرنا تھا کہ یہ بھی عرفانی کا
علم رکھتے ہین یا نہین سو جیسا کچھ یہ لوگ جانتے ہین مجھپر کیا حضور پر بھی روشن ہوگیا انکا مبلغ علم معلوم و ظاہر ہوا خانہ زاد کا
ایک شاگرد ہے اگر اُسکو بُلا کر پوچھین تو ابھی حضور کا خواب بتلا دیگا سب تفصیل وار کہدیگا جب بادشاہ مجھے بلاویگا مین خواب کو بیان
کر کے تعبیر کہدونگا آپکو سرخرو کرونگا سیکڑون دین بندگان خدا کی جان قتل سے نجات پائیگی آپ کی ترقی مدارج ہو جائیگی

بیان کرنا بزرجمہر کا بادشاہ کے خواب کو وقت خاص مین اور قتل ہونا القش وزیر کا اُسکے باکے قصاص مین

قرد گندم از گندم بروید جو ز جو ناید ز مکافات عمل غافل مشو ۔ گر مسلمانی بحشر و نشر ہے دور روز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین ثبات
وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین ہے دنیا دار مکافات ہے ہر شے کا بدلا اکثر تو اسی عالم مین ہو جاتا ہے اور اگر اتفاقات وقت سے
یہان نہ پایا تو قبر مین رہا تو حشر پر بعد طے اُسکا ہے انسان کو لازم ہے کہ مآل کار پر نظر کرے دنیا و دولت دور روزہ کی محبت مین
دنیا کی رسوائی اور عقبیٰ کی عقوبت سر پر نہ لے مصداق اس مقال کا اور مقتضی اس حال کا قصہ القش بدکردار
ظالم زناکار کا ہے کہ اپنے بداش عمل کو پہونچا محسن کشی کا ثمرہ ملا و اتفاقات قصص باستانی و واقعات گان و دانستگان زمانی
خواب شب بداد کو زبان خاسر پر لاتے ہین صبح قرطاس مین تعبیر اسکی اسطرح فرماتے ہین کہ دوسرے دن جو القش
بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا آموختہ بزرجمہر کا زبان پر لایا حکم ہوا کہ اُسکو حاضر کرین جلد بارگاہ سلطانی مین لائین
ایک چوبدار نے بزرجمہر سے جاکر کہا کہ چلیے بادشاہ نے یاد فرمایا ہے بہت جلد آپکو بُلایا ہے بزرجمہر نے کہا کہ میرے واسطے سواری
حضور سے کیا لائے ہو جو مین سوار ہون حضرت ظل سبحانی کی آستانہ بوسی کو تیار ہون اُسنے کہا کہ سواری تو نہین یون ہی
آیا تھا اور کچھ حکم نفاذ نہین پایا تھا اب مین جاتا ہون ارکین دولت سے عرض کر کے سواری لاتا ہون چوبدار نے جاکر عرض کی
کہ بے سواری وہ نہین حاضر ہو سکتا ہے وہ آدمی بڑی فرش کا ہے حکم ہوا کہ گھوڑا بھیجدو ابھی لے آؤ عیب گھوڑا لیکر چوبدار آیا تو بزرجمہر
نے کہا کہ گھوڑے کی پیدائش باد سے ہے اور مین خاکی ہون ظاہر ہے کہ خاک و باد سے باکدگر ضد ہے مین گھوڑے پر تو نہین
سوار ہونگا میرے لائق سواری لاؤ تو مین اُسپر سوار ہو کر چلون حضرت خلیفۃ الرحمانی کی درگاہ مین شرفیاب ہون چوبدار
یون ہی جاکر پھر بادشاہ سے عرض کی فرمایا کہ سب سواریان بھیجدو جسپر اُسکا جی چاہے سوار ہو کر آوے تب جو حکم شاہی سب تسلیم کی

سواریان تیار ہوئین فی الفور بزرجمہر کے گھر پر پہونچین بزرجمہر نے سواریون کو دیکھکر کہا کہ ہاتھی پر مین چڑھنے کا نہین
کہ یہ خاص سواری بادشاہ کی ہی اُسپر سوار ہونا بے ادبی ہی میانہ پر بیمار چڑھتے ہین مین بیمار نہین ہون اور نہ مردہ ہون
کہ چار کے کاندھے پر جاؤن جیتے جی آپکو مردہ بناؤن شکر ہی آفریدگار کا کہ تندرست ہون کسی طرح کا نہ بیمار ہون نہ سست
ہون اونٹ فرشتہ خصلت اور مین انسان بے حقیقت اُسپر سوار ہونے کی طاقت نہین مجھمین ایسی کچھ لیاقت نہین پھر جوانمرد
اور مین مثال زادہ میری سواری کے قابل نہین طبیعت میری اُسکی طرف مائل نہین بیل پر بیٹھے اور دھوبی چڑھتے ہین
مین نہ دھوبی ہون نہ بنیا شریف زادہ ہون اہل علم نیک و بد کا دانا بینا گدھے پر وہ سوار ہووے جوگنا ہگار ہووے مین بیچارہ
بیگناہ ایک ادنی رعایا سے جہان پناہ کی ہون ان سواریون کو پھیر لیجاؤ اور جسطرح مین نے کہا ہی شاہ داد گر کے گوش ہوش
تک پہونچاؤ عرض کرو ناچار وہ سواریان جو لوگ کہ لائے تھے پھیر لیگئے اور بے کم و زیادہ تقریر بزرجمہر بادشاہ کی خدمت
مین بیان کی بادشاہ نے کہا کہ اُس سے پوچھو کہ کون سواری مانگتا ہی جو کہ سو بھیجی جائے اُسکی فکر کیجائے ملازمان شاہی نے
جاکر حکم بادشاہ کا بزرجمہر کو سنایا اُسنے کہا کہ اگر بادشاہ کو خواب سنا منظور ہووے تو النقش کی پیٹھ پر زین کس کر اُسپر سوار
کہ مین بالواسطہ الجنس عیال نے الجنس اُسپر سوار ہو کر حضور مین حاضر ہون اور خواب بادشاہ کا بے کم و کاست عرض کرو دلن
دوسرے یہ کہ وہ خر حکما ہو اور مین حکیم ہون اُسپر سوار ہونا اور تفوق عیب نہین مجھے زیبا ہی حاضرین دربار کو ہنسکر ہیسہ ہوئی
کہ یہ آدمی کس دل و دماغ کا ہو کس سے جواب صاف دیتا ہو ارشاد شاہی کی بجا آوری مین لوگ اپنا فخر جانتے ہین
اگر کسی بیوقوف کے ذریعہ سے پہونچے تو اُسکا احسان مانتے ہین یہان تو جل سجانی نقش نقیس خود یاد فرماتے ہین وہ ذات شریف کس
بے پروائی سے پیش آتے ہین یا تو اُس شخص کے دماغ مین کچھ فتور ہو یا بڑے رتبہ کا انسان ہو ہمارے فہم کا تصور ہو بادشاہ یہ
سنکر بے اختیار کھلکھلا کر ہنسا اور کہا النقش کی پشت پر زین کسکر لیاؤ بزرجمہر کو لے آؤ حکم کی دیر تھی فی الفور النقش کی پیٹھ پر زین
باندھا گیا اور مُنھ مین دہانہ دیا گیا بزرجمہر کو حاضر کیا اُسکی مرضی کو مقدم کیا بزرجمہر ملا النقش کی پیٹھ کے اوپر سوار ہو کر بادشاہ کے

بزرجمہر کا النقش کی پشت پر سوار ہونا اور تماشا دیکھنے کا جانا

ہر قدم پہ کہتا چلا شکر ہے کہ آج مین نے اپنے باپ کے قاتل کو پایا ہے اثنا راہ مین جسنے دیکھا ایک نئی بات سمجھکر کیا لڑکا کیا جوان کیا بوڑھا ہر ایک اُسکے ساتھ ہو لیا جب بادشاہ کیخدمت مین بہلیت کنڈائی حاضر ہوا بادشاہ نے بہت عزت وحرمت اُسکی کی اور داد قدر شناسی اور رتبہ دانی کی دی اور فرمایا کہ پہلے تو یہ بلا کہ القش نے تیرا کیا تصور کیا ہے کہ اس کج ادائی سے تو اس سے پیش آکر دہ ذلت ہوا ہے بزرجمہر نے عرض کی اول تو یہ خان ہے کہ حضرت ظل سبحانی حاتم ثانی ساجواد زمانہ آقا اور خداوند نعمت پاکر اُسنے ایسی خیانت کی پھر چوری بھی کیسی سینہ زوری اُسکو خوف نہ آیا کہ اگر میری چوری ظاہر ہو جائیگی تو کیا انجام ظہور مین آئیگا غضب سلطانی مین پڑونگا زندہ گور مین گڑونگا کونسی آفت ہے کہ سر پہ نہ آئیگی یہ چوری کیا کیا خرابی نہ دکھائیگی دوسری بات یہ ہے کہ باوجودیکہ علم رمل مین میرے باپ کا شاگرد تھا اور اُسنے اُسکے ساتھ ایسا سلوک کیا اور وہ کوچہ علم وہنر کا دکھا دیا کہ اگر اُسکا باپ بھی ہوتا تو اپنے جیتے جی ایسا سلوک کبھی اُسکے ساتھ نکرتا وہ تو اس بے پیر کا اُستاد تھا صاف باطن نیک طینت اُسکی طرف سے دل شاد تھا مہر اُستادی سے اُسکے ساتھ محبت رکھتا تھا اپنی اولاد سے زیادہ اس بے پیر سے الفت رکھتا تھا کوئی نیک وبد اس سے مخفی نہ کرتا تھا کسی شے کو اس ظالم سے پوشیدہ کبھی نہ کرتا تھا سات گنج شداد کے دفن کیے ہوئے اُسکو ملے تھے آپ نہ لیکر دوستی کے لحاظ سے اسکو بتا دیے ایک خرمہرہ بھی اُسمین سے نہ لیا سب خزانے اسی کو حوالے کیے اتنے اس دہشت سے کہ مبادا کسی کے کانون تک یہ بھنک اُسکی زبان سے پہونچے اور شدہ شدہ حضور کو معلوم ہووے تو یہ ہفت گنج میرے ہاتھ سے جاتے رہین اور مفت دوسرا کیون اُس بیگناہ کو قتل کرکے اُسی تہخانے مین جہان وہ خزانے ہین سپرد کیا کچھ خوف خدا اور لحاظ محسن کشی کا نہ کرکے خون ناحق اپنی گردن پر لیا چنانچہ ہنوز نقش اُسکی اُسی جگہ بے گور وکفن پڑی ہے کنکر تھر کے نیچے کچھ کھلی کچھ دبی ہے یہ نہ سمجھا کہ بیگناہ کا خون سر پر چڑھ کے پکارتا ہے کبھی نہ کبھی طرح طرح کے رنگ دکھائیگا جہان پانی نہ ملے وہان مارتا ہے بس اب مین حضور سے عادل بادشاہ سے داد خواہ ہون امیدوار ہون کہ اپنی داد کو پہونچون اگر حضور آج عدالت نہ کرینگے اور داد نہ دینگے تو فردائے قیامت کو عادل حقیقی سے کہ وہ داور دادار ہے داد طلب کرونگا اور اُسی عالم الغیب اور منتقم اعمال سے تلافی اعمال چاہونگا اُسوقت حضور بھی پوچھے جائینگے اس امر کے مکافات مین بلائے جائینگے کہ ظالم کی داد کیون نہ دی اور ظالم کی سزا کیون نہ کی اُسوقت کیا فرمائیے گا اور اس جواب دہی سے اُس ملک علام کے حضور سے کیونکر نجات پائیے گا جب بادشاہ نے یہ ماجرا اُسنا القش کیطرف بچشم غضب دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے اسکے باپ نے تیرا کیا تصور کیا تھا کہ تو نے اُس مظلوم پر ایسا ظلم بے پایان کیا اور اُسکے تمام حقوق فراموش کرکے کس بیرحمی سے اسکو مارا اسکے فرزند کو قید اور زر وزبہ کو اُسکی رنج رنڈاپے کا دیا میرا خوف نہین تو خدا کا بھی خوف تجکو نہ آیا نہ سوچا کہ مین جو اسدم خون ناحق کرتا ہون آخر ایکدن یہ خون رنگ لائیگا روز سیاہ مجھکو دکھائیگا سچ ہے اُسنے تیرے ساتھ ایسی ہی بدی کی تھی کہ جسکے بدلے تو نے اُسکو یہ سزا دی اگر وہ علم رمل مجھکو تعلیم نہ کرتا رموز اُسکے نہ بتاتا تو بقول شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نظم کہ نباشد خشنود عالم بزر ۔ کہ مر اعاقبت نشانہ نہ کرد ۔ ہدف تیر قضا اُسکو کیون بناتا اگر وہ سات گنج شداد کے کہ دولت خداداد اُسکو ملی تھی تجھکو

نہ دکھاتا تو تو اُسکو بھوگ نہ چڑھاتا شعر نکوئی با بدان کردن چنانست : کہ بد کردن بجائیک مردان پنکر دکھیہ تو نکردن فونی
وزندہ سوختنی تو بھی اس کردار بد کی کیسی نیک سزا پاتا ہی کیسا سیدھا بخوبی وخطر جہنم میں جاتا ہی اگر تجھکو تو وہ تیر عدالت
نہ بنایا بڑی خطا کی اور خون انصاف و عدالت اپنے سر پر لیا القش نے کہا کہ حضور یہ مجھپر تہمت کرتا ہی مفت مجھکو لیے
مرتا ہی بزرجمہر نے کہا ہمین گو سے وہمین میدان بیفائدہ کیا کہنا کیا سُننا ہی ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی لوگ میرے ساتھ
چلین میں اپنے دعوی کو ثابت کردونگا اس دعوے کو ثابت کرنے کو تا بدروازہ بھوپنچا وُنگا بادشاہ خود بذات اقدس مع ارکان دولت
اُس مقام کیطرف جہان خواجہ جمال مقتول پڑا تھا متوجہ ہوا بزرجمہر کے ساتھ ہولیا اور حکم دیا کہ القش کو بھی پابجولان کرکے
لیجاؤ اور پیادہ پا اُسکو قیدیون کی طرح جلد دوڑاتے ہوئے دہان بھوپنچاؤ اس منگامے سے شہر بھر مین ہل چل مچی
تمام مخلوقات اُس ظالم کی ہیئت دیکھنے کو دوڑی کوئی قہر آلہی بیکہکر الامان الحفیظ زبان پر لاتا تھا کوئی بازاری جوان
مین سے اُسکا حال سُنکر گالیان دیتا چلا جاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ بدی کا ثمرہ بدی ہوتا ہی کوئی کہتا تھا برے کا برا
بدا کبھی نہ بھی ہوتا ہی کوئی اُسکو بحال خراب دیکھکر عبرت کرتا تھا کوئی اُس حرکت بیجا سے حیرت کرتا تھا خلاصہ یہ کہ
مع ہجوم تماشائی اور ملازمین سرکاری جنمین قریب تمام اُسکو دباغ تک بھوپنچا بہ دباغ بیدا دمین داخل ہوا بزرجمہر بادشاہ کو
اُس تہ خانے مین لیگیا اور اُس مقام کا نشان دیا دیکھا تو فی الحقیقت سات گنج اُس تہ خانے مین محفوظ ہین اور ایک طرف تخت خواجہ
بخت جمال کی سونکھی ہوئی پڑی ہی مظلوم دوست اور بیگناہی جنازے پر بستی ہوا اور مرکب بھی اُس کے مُردہ کا ہار پہنے ہوئے
اور سچمچ ان سونکھکر کا ستا ہوا یا ہی بادشاہ اُس خزانہ لازوال کو دیکھکر باغ باغ ہوا حکم دیا کہ بیوقت اسکو خزانہ شاہی مین
بھوپنچائین بحفاظت تمام بہت اضیاط سے کوٹھون مین رکھوائین بموجب ارشاد کے عمل مین آیا مضمون مع کنز مخفی
درجہان گنج گنج بصادق ہوا اور خواجہ جمال کی لاش نکلوا کر بتزک و احتشام بعد تجہیز و تکفین جمعی دھوم دھام سے
موافق اپنی ملت کے دفن کرکے مقبرہ کی تیاری کا حکم دیا اور بزرجمہر کو خواجہ کی عزاداری اور فاتحہ وغیرہ کیواسطے
چالیس دن کی رخصت عنایت کرکے اپنے خزانہ عامرہ سے ہزار اشرفی روپیہ عطا کیا بزرجمہر اُس روپیہ کو ہاتھیون پر
لدوا کر اپنے مکان مین لایا اور والدہ مہربان کے روبرو جاکر رکھوایا اور تمام احوال بیان کیا اور فکر چہلم مین مشغول ہوا
اہلکار ہر طرح کے بیئے سرکار دیکھکر فراہم ہوئے غریب و قریب دوست و احباب بدستور اقبال شکر باہم ہوئے بحث طعام
شروع ہوئی کھانا ہر روز تمام شہر مین تقسیم ہونے لگا بہت تکلف سے توشہ بندی کا حصہ ہزار ہا خوان جا بجا بھیجا گیا
جب عمائد شہر اور براوری وغیرہ سے فراغت ہوئی تو فقرا اور مساکین اور رعایا کی نوبت پہونچی غرضکہ چالیس دن
برابر مناسک فاتحہ چہلم ادا ہوئے سب تکلفات تقسیم اور بحث طعام کے حد سے سوا ہوے بعد اسکے بزرجمہر بادشاہ کے حضور مین
حاضر ہوا خلعت ماتم پرسی کا پایا دربار کی حاضر باشی کا حکم ملا ہر روز حاضر ہونے لگا ایکدن موقع پاکر عرض کی کہ اگر حکم ہو تو
اُس خواب کو التماس کرون حضرت کے روبرو بیان کرکے ٹھہرون ارشاد ہوا کہ اس سے کیا بہتر اگر خواب بیراست درست بناؤ گے تو بہت کچھ صلہ

اُسکا پاؤگے پریشانی مابد دولت کی رفع ہو جائیگی غمانیت وتسلی دل کو آئیگی بزرجمہر نے عرض کی کہ حضور نے یہ خواب دیکھا تھا کہ دسترخوان بچھا ہوا اور اُسپر اکتالیس قاب انواع واقسام کھانے کی چنی ہوئی ہین حضور نے ایک حلوے کی قاب مین سے نوالہ بنا کر چاہا کہ تناول فرماوین اُسمین ایک سگ سیاہ آیا اور وہ نوالہ حضور کے ہاتھ سے چھین کر کھا گیا حضور نے خوف کھایا اور چونک پڑے اور اس خواب کو بھول گئے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو آتشکدہ نمرود کی بھی خواب مین نے دیکھا تھا اور واقعی یہی خواب میرا تھا ہان اب اُسکی تعبیر بیان کر میرے دل کو اُسکی تعبیر سے شادمان کر بزرجمہر نے کہا غلام کو اپنے محل مین بھیجیے اور جہانتک کہ عورتین محل مین ہون سبکو ایک جا جمع ہونیکا حکم دیجیے اُسوقت تعبیر اس خواب کی عرض کرونگا حضرت نے بیقیت بتا دونگا بادشاہ بزرجمہر کو ساتھ لیکر داخل ہوا اور تمام حرم کو طلب کیا جب سب بموجب حکم کے یکجا حاضر ہوئین اُن سب کے بعد ایک معشوقہ دلنواز نازنین بانکر شمہ وناز پری طلعت حوصورت پوشاک بیحد بنے ہوئے جواہرات گرانبہا سے آراستہ جس جس مین سرو نوخاستہ چند خوبصورت چلبلین خرامان خراماں بصد شعبدہ وناز نرالی چال وڈھال شان انداز سے جلوہ فگن ہوئی خواصون کے ساتھ ایک حبشن تیز پری بزرجمہر اسکا ہاتھ پکڑے بادشاہ سے عرض کی کہ یہ وہی سگ سیاہ ہے جسنے حضور کے ہاتھ سے لقمہ چھین لیا تھا اور وہ لقمہ یہ شاہزادی ہے حضرت سایہ شاہ حسن خورشید تمثال بدر مثال چھوڑ اکر کفران نعمت کر رہی ہے بادشاہ نے مثال آئینہ متحیر ہوکر دریافت کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ حقیقت وہ عورت نہین ہے مرد ہے عورت کے لباس مین شاہزادی کے ساتھ محل مین رہا کرتا تھا رات دن عیش وعشرت مین بسر کرکے شراب وصل بے دغدغہ پیا کرتا تھا بادشاہ کو اس حال کے دریافت ہونے سے کمال غیظ وغضب ہوا اور داروغہ کو بلا بھیجا عتاب شاہی مین گرفتار ہوئے خصوصًا داروغہ اُس محل کا زیادہ معذب ہوا اور بادشاہ کے حکم سے اُسی وقت وہ حبشن تیغکاری کتون کا راتب ہوا اور وہ شاہزادی بدبخت اول تو گدھے پر سوار کرکے تمام شہر مین پھرائی گئی بعد ازان سر راہ میدان مین چنوائی گئی اور بزرجمہر کو خلعت فاخرہ عنایت ہوا القش کو اُسی دن بیرون شہر بھیجوا کر قوم عام مین روبرو چنوا کر تیراندازان بخطا کا نشانہ کیا اور مال ومتاع مع زن وفرزند القش کا بزرجمہر کو عطا فرمایا لاکھون روپے کا تقد جنس دم کے دم مین کہان سے کہان آیا بزرجمہر رخصت ہوا اور نجتیار غلام کو ہمراہ لیکر اپنے محل مین گیا اسکی بی بی سے کہا کہ مجھکو مال ودولت سے کچھ کام نہین ایسا مال کوئی لیکر کیا کرے تیرا مال تجھکو مبارک رہے مگر مین نے نجتیار سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے باپ کے خون لینے کے بعد القش کی بیٹی سے تیرا عقد کراونگا مقصد دلا تیرا برآئیگا ایفاء وعدہ کرونگا سو اب میری خاطر سے تو اپنی بیٹی کا عقد اسکے ساتھ کردے اسکا جام بادہ مراد سے بھر دے اور تجھسے یہ بھی اقرار کرتا ہون کہ اگر تیری بیٹی کے بطن سے نجتیار کا بیٹا پیدا ہوگا تو اُسکو مین خود تعلیم کرونگا اور جب سن شعور کو پہونچیگا تو اُسکو بجاے القش بادشاہ سے وزارت کا خلعت دلوا ونگا القش کی زوجہ نے التماس کیا مجھے آپکی تعمیل ارشاد مین کیا عذر ہے بندۂ بے زر خریدہ ہون جسمین آپکی خوشی ہوگی ہم راضی ہین وہ لونڈی پکی جسکو چاہو دیدو ہماری

عین رضامندی ہی خلاصہ یہ کہ القش کی زوجہ نے بموجب حکم بزرجمہر اپنی بیٹی کا عقد بختیار حبشی سے کردیا بزرجمہر کا کہنا بسر وچشم قبول کیا ہرگاہ بادشاہ نے یہ حال سُنا بزرجمہر کی سیر چشمی پر غش کر گیا اور اُسکے کئی دنکے بعد جسوقت وزرا وندما وحکما وپہلوان وسلاطین بارگاہ جمشیدی مین حاضر ہوئے فرمایا کہ بزرجمہر اپنی قوم کا اشراف اور بزرگ وبزرگ زادہ عالی ہمت اپنے وقت مین یکتا ہی خواجہ بخت جمال کا بیٹا حکیم جاماس کا نواسا ہی اور علم وفضل مین اپنا آج ثانی نہین رکھتا ہی اور متدین وامانت دار سیر چشم بھی ایسا کم دیکھا ہی دیکھو القش نمکحرام کی دولت جو مین نے اُسکو عطا کی تھی اُسنے اُسکی جورو بیٹی کو معاف کی ایک کوڑی آپ اُسمین سے نہی صرف نحو منطق اخلاق ریاضی معانی ہیئت ہندسہ آداب حساب حکمت رمل نجوم وغیرہ سب علوم مین مہارت تام رکھتا ہی علاوہ اسکے فقط ملا نہین سیاست مدن علم مجلس حسن صورت نظم ونسق مالی وملکی حفظ وضع سخاوت شجاعت مروت مین بھی لیاقت تمام رکھتا ہی راست گفتار خوش بیان بھی ہی اس وجاہت اور لیاقت کا آدمی کم دیکھا ہی بلکہ بہت جستجو اور تلاش سے بھی ایسا انسان جامع کمالات زمانے مین نہین ملتا ہی اُسپر یہ طرہ ہی کہ غیب دان بھی ہی اور آگے اسکے ہماری سلطنت مین جتنے وزیر تھے سب بے خرد وجاہل تھے ناتجربہ کار نالائق انتظام امور سلطنت مین حیلہ جو اور کاہل تھے اسواسطے مین چاہتا ہون کہ اُسکو اپنا وزیر کردون خلعت وزارت اُسکو دون حاضرین دربار نے بالاتفاق بادشاہ کی راے صائب کی صفت وثنا کرکے عرض کی کہ واقعی اس صفات کا آدمی نہ دیکھا نہ سُنا حضرت کی راے عالی کے سامنے کسی کی عقل کو کیا یارا کہ دہانتک پہونچے حضرت کی فکر صائب کے روبرو کیا مجال کہ کوئی دم مارسکے اس امر مین حضرت کی چشم عنایت بہت مناسب ہی ہم سبکو بسر وچشم منظور بزرجمہر کی ترقی مراتب ہی بادشاہ نے اُسیوقت بزرجمہر کو خلعت وزارت مرحمت کیا اور داہنے تخت کی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا بعد اُسکے دربار برخاست ہوا بزرجمہر تبرک وچشم اپنے گھر چلا انعام واکرام تقسیم ہونے لگا تصدق لٹتا ہوا اپنے مکان تک پہونچا اُسکی ماں نے دیکھکر سجدۂ شکر شہنشاہ حقیقی کا ادا کیا بزرجمہر انتظام امور وزارت مین مشغول ہوا داد نظم ونسق وصلاح تعلقات ملکی دہی کرنے لگا

نکالنا بادشاہ کا معشوقۂ دلارام کو اور بھیر منظور نظر کرنا اُس محبوب گلاندام کو

فلک شعبدہ باز انسان کو کس کس گردش مین لاتا ہی زمانہ نیرنگ ساز آدمی کو طرح طرح کی نیرنگیان دکھاتا ہی کبھی گدا کو بادشاہ بنا دیا کبھی سلطنت کو ایکدم مین مٹا دیا جنکو نان خشک میسر نہ آتی تھی وہ لنگر بانٹتے ہین خزانے لٹاتے ہین جو ایک ایک کوڑی کو محتاج تھے وہ صاحب گنج ومال ہو جاتے ہین چنانچہ حسب حال سکے یہ ایک قصہ فقیر کا ہی مورخان تحقیق نے لکھا ہی کہ بادشاہ کو شاہزادی فاجرہ مقتولہ کی اُس حرکت کے سبب سے کل عورات کا اعتبار جاتا رہا تھا سوا دلارام کے کہ قطع نظر حُسن وعصمت وعفت کے جنگ نوازی مین کمال مشاق تھی فن موسیقی مین نہایت طاق تھی بادشاہ کے روبرو اور کوئی عورت نہ آنے پاتی تھی اور اگر شاید اتفاقات سے کسی کا سامنا ہو گیا تو عتاب سلطانی مین مبتلا ہو جاتی تھی تقریب بادشاہ ایکروز تقریب شکار سوار ہوا باز جرے بہری لگڑ جھگڑ بٹیر اگوہی پاہ بہی بچہ شکرہ ماشا نر متی چرخ جھوتی تیتر

شکاری کتے چیتے سیاہ گوش قمر دل وغیرہ کا غول کا غول رکاب شاہی مین چلا دارالسلطنت کے قریب ایک میدان تھا نہایت بلند آسمان سے پیوند کمال دلکشا عجیب فرح افزا باغبان قدرت نے گلہاے بوقلمون موقع موقع پر لگائے کہ تفرج کا ملہ نے اشجار گوناگون بانواع مختلفہ اُس کوہ مین اُگائے کسی طرف درخت دراز قامت سر فلک اُٹھائے تھے کسی جانب درخت بیلدار خاکساری سے زمین پر بچھے جاتے تھے اُسکے دامن مین ایک میدان تھی مفرح بالکل از دس پر فضا بوٹا پتا گھانس کا رشک افزاے لالہ وگل جدول آب روان چشمہ سہرا ایک چشمہ حیوان صبا گلزار درختون کی خوشبو سے شگفتہ تاتاری تھی نکہت خوش آیند غنچہ ہاے شگفتہ غیرت وہ شمیم غیرت باد بہاری تھی درختون پر فیض ترشح اور موافقت ہوا سے جوبن تھا گلہاے خودرو سے وہ مقام نمونہ گلشن تھا شکار کی وہ افراط کہ شمار مین نہ آسکے شکاری جانور دیکھکر گھبرا جائین فطرتون نہ سما سکے قاز کلنگ سُرخاب مرغابی سارس آس بڑی قرقرے قراقر لوہار سارنگ تیکن ڈھینک لک لک سون سیرزی کاواک نوا وغیرہ بیشمار علاوہ اسکے ایک طرف میدان مین ہرن چنکل پاڑھے بارہ سنگے بیسون گھوڑا اور نیل گاؤ چکارے قطار در قطار چرند و پرند کی کثرت تھی اور کوسون تک گیاہ سبز سے فرش زمردین کی صورت تھی اور پانی کی چادرون سے نہرین جاری تھین کہین چشمے کہین بہتی ہوئی ندیان چھوٹی چھوٹی پیاری پیاری تھین ایک طرف ایک دریا موج زن تھا کوسون کا پاٹ پانی صاف شفاف مثل دل پاکان روشن تھا کنارون پر اُسکے ہرے ہرے درختون کے کھیت لہلہا رہے تھے بعض بعض مقام پر گل نیلوفر مزہ دکھا رہے تھے بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر لب دریا اُتر پڑا اتفاقاً ایک مرد پیر لکڑیون کا بوجھ سر پر رکھے ہوئے جنگل کیطرف سے آتا ہوا نظر پڑا نہایت ضعیف اور ناتوان قدم قدم پر لڑکھڑاتا تھا راستہ اچھی طرح چلا نہ جاتا تھا بادشاہ نے اُسکے حال پر رحم و تاسف کرکے فرمایا کہ تحقیق تو کر واس خارکش کا نام کیا ہے اور اسکا موطن اور مقام کیا ہے دریافت ہوا کہ نام آفتزدہ کاقبا ہے زمانے کے ہاتھ پریشان اور بربادی بادشاہ اپنے ہمنام کو اس خواری مین دیکھکر کمال متحیر و متعجب ہوا نبرجیمر سے ارشاد کیا کہ دیکھو تو ہمارے اور اُسکے طالع مین کیا فرق واقع ہوا ہے باوجود ایک راس ہونیکے ہم تو ہفت اقلیم کے بادشاہ ہین اور یہ گدا ہے نبرجیمر نے موافق قاعدہ کے عرض کی کہ حضور کا اور اسکا ایک ہی ستارہ ہے کہ ہنگام تولد حضور کے ماہ خورشید برج حمل مین باہم تھے اور اُسکے تولد کے وقت برج حوت مین فراہم تھے دلارام کے منھ سے بے تحاشا نکلا کہ نہین اس بات کی قائل نہین ان عقائد کی طرف مطلق دل میرا مائل نہین معلوم ہوتا ہے کہ اسکی عورت بدسلیقہ ہے بے تمیز بڑی ہے اور یہ بیچارہ کند ذہن ناتراش سیدھا سادھا آدمی ہے نہین تو یہ اس نوبت کو نہ پہونچتا اسکا یہ حال نہوتا اس مصیبت اور رنج مین زندگی نہ کھوتا بادشاہ تو عورتون کی طرف سے بدظن اور متنفر ہو ہی رہا تھا دلارام کا یہ سخن نیک بد معلوم ہوا فرمایا کہ اسکے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ ہماری دولت خداداد اسکے سلیقہ سے ہے تمام ساز و سامان ہمارا اسکے وسیلے سے ہے ہان لباس اسکا اُتار کر اس خارکش کو سونپ دو بہت جلد ہمارے سامنے سے اس بے ادب کو دور کر دو حکم ہوتے ہی حکم سلطانی کی تعمیل ہوئی ہزارون آدمیون مین وہ بیچاری آناً فاناً خوار و ذلیل ہوئی دلارام نے رضا بالقضا کہکر اُس لکڑہارے

کہا کہ مجھکو اپنے گھر لے چل خدا نے تجھپر رحم فرمایا کہ بھسی عورت کو تجھے دلوایا کریم کارساز کا شکر کیجیے کہ ایام کلفت رفع ہوئے مصیبت کے دن دفع ہوئے اُسکا غم نہ کھانا کہ روٹی مجھکو دنیا پڑیگی اِس سن مین اور آفت سر پر لینا پڑیگی ورنہ تو کو کھلا کر کھاؤنگی تیرا نام روشن کرونگی یہ سُنکر وہ پیر مرد نہایت خوش ہوا اپنے ہمراہ اُسکو اپنے گھر لیچلا جب گھر کے قریب پہونچا تو اسکی جورو نے دیکھا تو آج نیا شگوفہ لایا ہے کوئی نیا پھول جنگل مین کھولا ہے ایک عورت جوان پری پیکر حور طلعت ماہ وش سیمبر ہمراہ لیے آتا ہے لانبے لانبے قدم رکھتا ہے خودی سے باہر ہوا جاتا ہے چڑیل کیطرح جھنجھلاتی ہوئی دوڑی اور کہنے لگی کہ او بوڑھے تجھکو کیا بڑھاپے مین لگا ہے کہ مجھپر اِس عمر مین اور سوت لایا ہے یہ کہکر اِس زور سے ایک دو ہتڑ مارکر بوڑھا زمین پر گر پڑا لوٹن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا دلآرام نے اُس عورت سے یہ کہا المترجمہ عبث کس لیے طیش کھاتی ہین آپ نہ تجھکو راہی شوہر مراد نہی یا سچ نہ کچھ اور سو اس فرمانے سے کوئی خدشہ دلمین نہ اب لائیے بادی فرضہ خصال حور جمال اس رشتے سے آپ میری مادر مہربان بجائے امان ہین اپنے فرزندون مین مجھکو بھی شمار کیجیے مجھے اپنے ہاتھ سے روٹی اُٹھا کر دیجیے اور مین کھانے پینے کی تکلیف آپکو نہین دونگی بلکہ آپ کی وخدمت کرونگی اس بڑھیا کو دلآرام کی تقریر رحم آیا اور بی حرکت پر نادم ہوکے فرمایا کہ بی بی تم میری جان ومال کی مالک ہو گھر بار تمھارا ہے مجھے بھی ہاتھ اُٹھا کر بیٹھ رہنے دو میں تمھاری خدمت کیا کرونگی معمول تھا کہ وہ بوڑھا ہر روز شام کو لکڑیان بیچ کے بازار سے روٹی مول لیکر گھر مین آتا اور بارہ تیرہ لڑکے جو اُسکے اندھے لولے لنگڑے اپاہج تھے اُسکے بیٹ جاتے اور روٹیان لیکر ایکدیگر بانٹ کھاتے مگر پیٹ کبھی نہ بھرتا بھوکے رہتے ناچاری رنج وکلفت سہتے تھے ایکدن تو دلآرام کیفیت دیکھکر چپکی ہورہی مگر دوسرے دن نہ رہا گیا اُس نابکار کش سے کہا کہ بابا جان آج تم لکڑیان جنگل گیہون مول لانا روٹیان بازار کی کسیطرح گھر مین نہ پہونچانا اُسنے کہا اچھا بیٹا آج ویسا ہی کرونگا تمھین گیہون دلادونگا اُسدن وہ لکڑیان بیچکر گیہون تریدکر گھر لایا اور دلآرام کے سامنے بیچنے پہونچایا دلآرام ہمسایہ مین جاکر اُن گیہون کو پیس لائی اور روٹی اُسکی پکا کر تین دن تک سب کو بھر پیٹ کر کھلائی وہ سب اُسکو دعا دینے لگے اور آسائش وآرام اُسکے عمل عاطفت مین لینے لگے اور وہ جو دو روز کے پیسے بچے ہوئے تھے اُس کی اون منگا کر ڈوریان بٹ کے اُس بوڑھے کو حوالے کین کہ اسے بازار مین لیجاؤ اور بقیمت مناسب بیچ لاؤ چنانچہ یہی معمول رکھا کہ کئی روز کے گیہون بیچ کر کے ایک روز اُسکی اون بدلوائی اور اُسکی ڈوریان بٹ کر بازار سے بکو امنگانی رفتہ رفتہ تھوڑے سے دو نوین کچھ روپیہ جمع کر کے ایک خچر مول لیا اور اُس ضعیف کو دیا کہ اُسپر لکڑیان لادلایا کرو اس ضعیفی مین تکلیف نہ اُٹھایا کرو لکڑیان بھی زیادہ آئینگی دام تم بھی آرام پاؤگے اور جو بچینگے وہ گھر مین چلینگے القصہ بطرح دو برس کے عرصہ مین آہستہ آہستہ پانچ چار خچر اور کئی غلام دلآرام نے مول لیے اور اُسکے کرائے سے کچھ اور جائداد اور مکانات بھی خرید کیے اس بوڑھے کے گھر کیصورت بدل گئی دلآرام دور ہوئے اقبال شروع ہوا الطف یہ کہ بائے خوش وخرم بڑے میان خود بھی اپنی رنگت بدلی ہوئی دیکھکر محظوظ اور مسرور ہوئے جب موسم گرمی کا آیا

دلآرام نے کہا کہ بافعل گرمی کی فصل تک غلا مونکو مع خچر اپنے ساتھ لیجا کر لکڑیان جنگل سے بازار مین بیچنے کو نہ لایا کرو اور وہین پہاڑ کی کسی کھوہی مین جمع کر آیا کرو جاڑے اور برسات مین زیادہ قیمت سے بکینگی کچھ نہ کچھ نفع دینگی اُس پیر مرد نے ویسا ہی کیا جیسا دلآرام نے کہا جب برسات آخر اور جاڑا شروع ہوا لکڑیون کا صرف حمام وغیرہ مین ہونے لگا موسم کا رنگ بدل گیا سردی نے روپ دکھایا بادشاہ اُسی پہاڑ پر پھر شکار کھیلنے کو آیا نا گہان دوسرے دن شبکو ایسی برف پڑی اس شدت کی سردی ہوئی کہ کسی سے بات نہ کیجاتی تھی ہاتھ پانون باہر نہ نکالے جاتے تھے سوائے آگ کے یا روئی کے اور کہین مفر نہ تھا دانت کڑکڑاتے تھے تمام لشکر بادشاہ کا سردی کے مارے ٹھٹھر کر قریب بمرگ ہو گیا جنگل ومیدان سے کام پڑنیوالون نے لکڑیان تاپنے کو تلاش کرنا شروع کیین اتفاقاً لکڑیان کا ڈھیر جو پہاڑ کی کھوہ مین دیکھا بدن مین جان آگئی زندگی کا سہارا ہوا آگ لگا کر تاپنے لگے پیٹ بھر سانس سہائی حواس درست ہوئے صبح کو بادشاہ تمام لشکر و سپاہ کو اکھیل کر اپنی دارالخلافت مین نہضت فرما ہوا اور قباد خارکش لکڑیان لانے کو گیا موافق معمول کے اُسی مقام پر پہونچا لکڑیان تو نہ پائین کوئلون کا ڈھیر دیکھا کر پکا کے جیارہ بیٹھ گیا اور ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا اشک حسرت سے منھ دھونے لگا اب اُس منعم حقیقی کی قدرت کو ملاحظہ کیجیے کہ قباد کے دن پھرے اقبال رہنما ہوا مٹی مین ہاتھ لگائے تو سونا ہوتا ہے اُن کوئلون کا ماجرا یون ہوا کہ اُس نار مین سونے کی کان تھی آگ دہکنے سے اُسکو گرمی پہونچی وہ پگھل کر ایک جگہ مجتمع ہو گئی بوڑھے نے کوئلون کو نکالنا شروع کیا تھا بھی جل گیا تھا اسکو بھی کوئلا سمجھکر پھینکتا تھا تو اُسکے نیچے کئی سلین نکلین بوڑھے نے دلآرام کے دکھانے کے واسطے کئی خچر کوئلون سے لادے دو ایک سلین بھی ہمراہ رکھین جب گھر مین آیا دلآرام کے روبرو کوئلے ڈالکر زار زار رویا اور سب قصہ زبان پر لایا اور کہا کہ سوائے کوئلون کے کچھ نہ پایا سلین پتھر کی بنگی ہین ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہین چنانچہ دو ایک سل بھی ہمراہ لایا ہون کہ شاید تمھین یقین نہ آئے تو اپنی آنکھون سے دیکھ لو مجھے جھوٹا نہ سمجھو اور مصالح پیسنے کے کام بھی آوینگی ایک آدھ بکسے بھی جاوینگی دلآرام نے اُس سل کو چھری کی نوک سے امتحاناً کھرچا دیکھا کہ سل کندن کی ہے اُسی دم سجدہ شکر ادا کر کے بولی کہ سچ ہے وہ روئی کو چاہے تو پربت کرے اور اپنے دینی باپ سے کہا جلد جاؤ جتنی سلین ہین خچرون پر لا دو لاؤ پیروی الغوجا کر جتنا قدر سلین تھین لد وا لائے دلآرام نے ایک رقعہ فیصل تتار کے نام لکھکر قباد لکڑہارے کے ہاتھ مین دیا اور ایک خچر پر چند قدر سلین لدوا کر اُسکے ہمراہ کر کے کہا کہ بصرہ مین جا کر یہ رقعہ اور سلین جو خچر پر لادی ہین فیصل زرگر کو دینا اور میرا سلام کہنا جسطرح سے تم میرے باپ ہو اُسیطرح سے وہ میرا بھائی ہے اُسنے میری بڑی دلسوزی فرمائی ہے اُس سے کہنا کہ مین فلانے کا وکیل ہون تمھارے پاس بھیجا ہے اور جو مطلب ہوگا وہ اُس رقعہ مین لکھا ہے وہ ان سلون کا سکہ کرا کے تمھارے حوالے کر دیگا تم نے آنا خبردار راہ مین کسی چور اُچکے بدمعاش کے مکر و فریب مین نہ آجانا قباد تو رقعہ اور سلین لیکر بصرے کی طرف روانہ ہوا ادھر دلآرام نے باقی سلونکو ایک گڑھا بہت گہرا اور بڑا صحن مین کھدوا کر گڑوا دیا اور ایک غلام کو سہیل

صرات کے پاس کہ شہر مداین مین رہتا تھا بھیجا اور یہ پیغام کہا کہ کئی برس سے مین عتاب سلطانی مین آئی ہون
ایک خرابے مین بسر کرتی ہون فلک کجرفتار کی ستائی ہون اگر خدا چاہتا ہی تو بہت جلد پھر سرفراز ہوتی ہون
بادشاہ کی بارگاہ مین عنقریب ممتاز ہوتی ہون لازم ہی کہ فی الفور تم میرے پاس مع کاریگر معماردن اور مزدورون
نجارون وغیرہ کے پہونچو اور مطلقاً حسرت کی روانگی مین تساہل ورتکاہل نہ کرو کہ مجھے ایک عمارت نمونہ ایوان شاہی
تمھاری معرفت بنوانی ہی اگر تمھارے اہتمام سے بنجائے اور میرے پسند آئے تو تمھاری کمال خیرخواہی اور جانفشانی ہی اور
سردست جو کچھ تعمیر مین اس عمارت عالیہ کی خرچ ہوگا وہ تم اپنے پاس سے صرف کرنا مزدورون وغیرہ کی مزدوری
چکا دینا انشاء اللہ تعالی بہت جلد تمھارا روپیہ ادا ہو جائیگا دام دام مجھسے لے لینا چونکہ سہیل کو دلآرام کا بڑا اعتبار
تھا اس پیغام کے سننے کے ساتھ ہی مع معمار سنگتراش کامل عاقل اُستاد ہوشیار لیکر دلآرام کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ مین آپکا تابعدار ہون جو کچھ ارشاد ہو بجالاؤن دنیے لینے کا مذکور کیا ہی جب خدا آپکو مراتب اعلی کو پہونچائے
مجھے سرفراز فرمائیگا یہ قول کرکے بھول نہ جائیگا بساعت سعید عمارت کی بنا ڈالی ہزارون معمار مزدور سنگتراش
بڑھئی کام بنانے لگے اس جنگل مین آبادی کی صورت نکالی تھوڑے عرصہ مین وہ عمارت عالیشان تیار ہو گئی اس میدان
خدا کی قدرت نمودار ہو گئی جب وہ مکان تیار ہوا دلآرام نے اپنی اور بادشاہ کی تصویرین تمام مکان کے صفحات
دیوار و در پر کھنچوائین اور ہزارون تشبیہ عمدہ عمدہ نفیس مصوران سحرکار جادو نگار سے بنوائین اور اسباب شاہانہ
منگوا کر اُس مکان کو خوب سا سجا تھوڑے زمانے مین نہایت عمدگی و نفاست کی ساتھ اُس مکان کو نمونہ خانۂ ارژنگ بنا دیا
اور ہر کار ہ ترنداز تنگنے فراش خدمتگار خاص بہ دار چوبدار مشعلچی جامہ چین نادر روزگار ملازم فرمائے اور ہر فن کے کامل یکتا ہر حکمت
بیمثیل بنکیت بنیت چابکسوار نیزہ باز تیراندار دُور دُور سے بلوائے اس عرصہ مین قباد بھرے سے اشرفیان لیکر پہونچا
دلآرام نے قباد کو حمام مین بھجوایا قباد کی ہفتاد پشت مین بھی کسی نے حمام کی صورت نہ دیکھی تھی حمامی جو کپڑے اُتارنے لگا
ڈر گیا اُسکے پاؤن پر گر پڑا کہ مجھسے اگر کچھ قصور ہوا ہو تو معاف فرمائیے مجھے برہنہ کرکے اس گرم مکان مین کھولتے ہوئے پانی
مین نہ جلائیے حمامی اسکو نوکر قرار دیکھکر سہنسا اور اُسکو تسلی اور دلاسا دیا اور کہا کہ جیسا تم مجھے ہو ویسا نوکر پایگا خاطر جمع رکھو
تمھین تکلیف نہوگی غسل کے بعد بدن صاف اور ہلکا ہو جائیگا لنگی جو باندھنے کو دی سر باندھنی شروع کی خوفکہ ہمارے
خرابی بصرہ نہلایا گیا بڑی مشکل و روقت سے نہلایا دھلایا گیا اور وہ پوشاک اُسکو پہنائی کہ سوائے بادشاہان فی جرات
کسیکو دیکھنا میسر نہ آئی اور حکم دیا کہ آجکے دنسے سوائے قباد سوداگر کے اگر کوئی لکڑہارا کہیگا تو اُسکی زبان گدی سے نکالی
جائیگی بڑی ذلت وخواری سہیگا اور چار پانچ روز کے بعد عمدہ عمدہ شیاء اور تحائف روزگار اُسکے ساتھ کرکے بزرجمہر کی
ملاقات کیواسطے بھیجا اور قرینہ وآداب ملاقات وزرا و امرا کا سکھا پڑھا دیا قباد دارالوزارت مین پہونچا بزرجمہر کو اطلاع
ہوئی دربار مین بلوا کر سوداگر سے بغلگیر ہو کر مرد پیر دیکھکر کمال اخلاق پیش آیا اور بہت اعزاز واکرام فرمایا بعد ملاقات واظہار

شوق کے **قباد** نے بموجب فہمائش **دلارام** کے بادشاہ کی ملازمت کی درخواست کی شرف قدمبوسی چاہا ہی **خواجہ** نے کہا بہت خوب آج مین حضرت سے تذکرہ آپکا کرونگا موافق آپکی آبرو اور عزت کے تقریب کرونگا کل روز بھی اچھا ہو دن بھی فرصت کا ہو اول وقت تشریف لائیے بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہو جائیے **قباد** رخصت ہوکر اپنے گھر آیا اور جو کچھ خواجہ **بزرجمہر** نے کہا تھا اُس کو کہہ سنایا **دلارام** نے دوسرے دن **سہیل** سے دریافت کیا کہ آج بادشاہ کیسی پوشاک پہنے ہے کونسا لباس قیمتی زیب بر کیے ہے اُس نے جیسا بیان کیا **دلارام** نے ویسا ہی لباس **قباد** سوداگر کو پہنا کر بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا **قباد** اول **خواجہ** کے پاس گیا **خواجہ** بموجب وعدے کے اُسکو ہمراہ لیکر ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوا اور دربار مین لیجاکر جلوخانے مین ٹھہرایا اور آپ بادشاہ سے تقریب کرنے کو چلا اور بارگاہ سلطانی مین جاکر جو کچھ عرض کرنا تھا بوجہ احسن بادشاہ کی سماعت مین پہونچایا بادشاہ نے استدعاے **خواجہ** قبول کی **قباد** سوداگر کی طلبی کی اجازت دی چونکہ بیچارہ سوائے لکڑی کاٹنے بیچنے کے شاہ و وزیر کی صحبت کی قدر کیا جانتا تھا **دلارام** نے چلتے وقت سمجھایا دیا تھا کہ جب ظل سبحانی کے حضور مین جانا پہلے دہنا پاؤن بڑھانا اور سات تسلیمات بہت جھککر بجالانا اسکو تو بھول گیا مگر بادشاہ کی صورت دیکھکر **دلارام** کی نصیحت یاد آئی اپنے دونون پاؤن ملاکر ایک جست کی وہان سنگ مرمر کا فرش تھا پاؤن جو پھسلا چوتڑون کے بل گر پڑا اس حرکت سے بادشاہ مسکرایا ارکان دولت بھی بادشاہ کے مسکرانے سے خندہ زیب ہوئے **قباد** کی اس حرکت سے محظوظ سب کے سب ہوئے لیکن بلحاظ اس کے کہ **خواجہ** کے ذریعے سے وہان تک پہونچا تھا کسی نے دم نہ مارا بادشاہ نے اُسکی نذر قبول کی اور اسقدر اُسپر نوازش کی کہ ایک ڈلی مصری کی جو ہاتھ مین تھی اُسے دی اُسنے لیکر سلام کیا اور ساتھہی سلام کے اُس ڈلی کو مُنھ مین ڈال لیا جتنے حاضرین دربار تھے سب پر ثابت اُسکی بے ادبی اور بدتمیزی ہوئی اور بزرجمہر کو بھی اُسکی اُن دونون حرکتون سے اپنے جی مین کمال شرمندگی ہوئی پھر گاہ دربار برخاست ہوا **قباد** اپنے گھر مین آیا اور بادشاہ کی عنایت سے مصری کی ڈلی کا دینا اور آپ سلام کرکے کھا جانا **دلارام** سے دُہرایا **دلارام** اپنے دل مین نہایت خجل ہوئی از بسکہ اس فعل سے نادم بدل ہوئی اور کہنے لگی کہ کمال تم سے بے ادبی ہوئی بہت بدسلیقگی ہوئی بادشاہ کی چیزدی ہوئی روبرو بادشاہ کے نہین کھاتے ہین بلکہ نذر دیکر اور تسلیمات بجالاکر سر پر رکھ لیتے ہین اور اپنے گھر بطریق تبرک شاہی لے آتے ہین **قباد** نے پوچھا کہ پھر اب کیا کرین کہ دربار مین نادان نہ بنین **دلارام** نے کہا کہ اب جو کچھ بادشاہ عنایت فرمائے اُسکو سر پر رکھ لینا اور تسلیمات بجالانا اگر کوئی نذر کا ہو تو نذر دینا اُسنے اس بات کو یاد رکھا دوسرے دن دربار مین حاضر ہوا اُسوقت بادشاہ خاصے پر تھا مگر **قباد** کی حاضری کو اُسکی یہ حرکات دیکھکر یہ رکھا تھا عرض بیگی نے عرض کی فوراً بلایا **قباد** کو دیکھکر مہربانی سے پیالہ قورمے کا عنایت فرمایا اُسنے لیکر آداب بجالایا اور **دلارام** کی نصیحت یاد کرکے اُس پیالے کو اپنے سر پر اُلٹ لیا اُسکے شوربے سے سوائے کپڑون کے داڑھی اور مونچھون بھی بھگکر تمام بسم خراب گیا بادشاہ نے اپنے دل مین کہا کہ

مطلق اسکو تمیز سے بہرہ نہین ہو جو حرکت کرتا ہو سراسر حماقت کرتا ہو پھر اسپر دعوی تجارت کرتا ہو خدا کی قدرت ہو اُسدن دلارام نے چلتے وقت کہدیا تھا کہ خواجہ کو اپنا مشیر اور معین کرکے بادشاہ کی جناب مین دعوت کے واسطے عرض کرنا اور اگر قبول فرمائے تو کمال آرزو اور عزت تمھاری ہو جائے چنانچہ قباد نے ایسا ہی کیا دلارام کے بموجب کہنے کے بادشاہ کے حضور مین دعوت کا نام لیا اور یہ شعر سکھایا ہوا دلارام کا پڑھا شعر زجاہ و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ذرا التفات بما نسرائے دہقانے بزر جمہر کو بھی اُسکے حال پر رعایت تھی ساعی ہوا بادشاہ کی بھی بسبب اُسکی حرکات اور اُسکی سادگی کے نظر لطف تھی دعوت قبول کی قباد شادان اور خرمان ہنستا ہوا رخصت ہوکے دلارام کے پاس آیا اور بادشاہ کی دعوت قبول کرنا بیان کیا دلارام نے تیاری دعوت کی کی سامان ضیافت مہیا کرنے لگی

جانا بادشاہ کا قباد خارکش کے گھر مین اور سرفراز کرنا دلارام کا اور نوش فرمانا دعوت کا اور دور باده و جام کا

جب کارپردازان قدرت کاملہ نے دو سو سے روز سپید صبح کا دستر خوان فرش فلک پر بچھایا اور طبق زرین آفتاب عالمتاب کو نہایت خوش سلیقگی سے جڑی چمک دمک کے ساتھ موقع پر لگایا بادشاہ مع بزرجمہر وارکان دولت قباد و دیگر مکان مین ضیافت کھانے کو تشریف فرما ہوا قباد نے پیشوائی کرکے اندر گزرانی اور کماع ای آمدنت باعث آبادی ما جب بادشاہ اُس مکان مین رونق افروز ہوا ہر دالان اور نشیمن و چمرے کے صفحہ دیوار پر اپنی اور دلارام کی تصویر کو تمام دیکھا دلارام کو یاد کرکے بہت تاسف فرمایا اور جس مکان کو دیکھا جسمین ایوان شاہی کا نقشہ پایا بزرجمہر سے ارشاد کیا کہ یہ مکان ہو بہو میرا ہی معلوم ہوتا ہے کتنا خوب اور مشکل و مشابہ بنایا ہے کہکر بارہ دری مین سند جواہر نگار پر جا کے اجلاس کیا طبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ رنگ شروع ہوا تھوڑی دیر کے بعد خاصہ مانگا سفرچی نے قطع بچھاکر دستر خوان بچھایا اور باورچی نے انواع و اقسام کے نمکین و شیرین و حلوا آش و نان و قلیہ و نانوده و فواکہات تر و خشک ظروف چینی و غوری مین چنا قباد نے بموجب اشارہ دلارام آفتابہ سلفچی طلائی جواہر نگار مگا کر بادشاہ کے ہاتھ دھلائے اور بعض کھانے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے حضور لگائے بادشاہ جسوقت کھانا تناول فرما چکا دلارام نے پوشاک شاہانہ لباس امیرانہ پہنکر چلون کی اوٹ سے جلوہ شاہ بادشاہ کو دکھلایا اس پر دین بادشاہ کو اپنی طرف رجھایا بادشاہ نے جو اُس کی جھلک دیکھی قباد سے پوچھا کہ یہ عورت چلون کے اندر ہے تیری کون ہو نام اسکا کیا ہو عورت خوش سلیقہ ہو بندوبست و انتظام اسی کا معلوم ہوتا ہو قباد نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام کی بیٹی ہو اور یہ جو کچھ ہو اُسی کی خوش سلیقگی ہو اور حضرت جہان پناہ سے کیا پردہ ہو محل مین تشریف ارزانی فرمائیے غلام کی عزت و آبرو بڑھائیے لونڈی بھی مشتاق زیارت ہو اُسکو بھی غایت درجہ تمنا ملازمت ہو بادشاہ اُسکی استدعا کے بموجب محل مین جو گیا تو پہلے تو دور سے دیکھکر دلارام کو شبہہ دلارام پیدا جب قریب پہونچا اُسنے بجز کیا فرمایا کون ہو دلارام تو یہان کہان دلارام قدمونپر گر پڑی اور جی کھولکر رونے لگی بادشاہ نے اُسکے سر کو اُٹھاکر چھاتی سے لگایا اور بہت سے کلمات عنایت و مہربانی زبان پر لایا اُسنے عرض کی کہ یہ وہی قباد

لکڑہارا ہے کہ جسکے حوالے یہ لونڈی کی گئی تھی کمال ذلت وخواری سے اسکو دیکھی تھی حضور کے اقبال سے یہانتک تو اسکی
نوبت پہونچی ملک التجار ہوا حضرت سلطان زمان نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اسکو آبرو بخشی بادشاہ یہ بات سنکر اپنے دل میں
نہایت منفعل ہوا اور دلارام کا ہاتھ پکڑکے اُس بارہ دری میں جہاں سند بچھی تھی جا بیٹھا دلارام کے سلیقے کی تعریف کی اور مسند شاہی کے برابر بٹھالیا
بادشاہ کا قباد کے گھر دعوت کھانے جانا اور دلارام کو پہچان کر گلے لگا کر مسند پر بٹھالینا

اور قبا و کو خلعت فاخرہ عطا کرکے خطاب ملک التجاری کا دیا اور کمال نوازش دلارام سے چنگ بجانے کی فرمائش کی
وہ بموجب ارشاد کے نوبت چنگ بجانے لگی ایسا چنگ بجایا کہ لولی فلک کو بھی چنگ پر چڑھایا وہ سمان بندھا کہ تمام
بارگاہ دنگ ہوئے تصویر کی نقشہ ہوگیا جب دلارام چنگ بجاچکی بادشاہ جمجاہ کو اپنا کمال دکھا چکی بھانڈ بھگتیے کتھک
کشمیری قوال ڈومنیاں کلاونت کسبیوں نے مجرا کیا خوشنودی دیکے بعد بادشاہ قبا کو دوبارہ محل کرکے دربار برخاست کیا
مع دلارام سوار ہوکر ایوان شاہی میں داخل ہوا اور وہ جو عورتوں سے رفاقت ہوگئی تھی بسبدل بغیبت ہوتی چند روز
بعد محترم بانو سے کہ بادشاہ کے چچا کی بیٹی تھی عقد شاہانہ کیا ایک برس کے بعد شاہزادی کو امید فرزند ہوئی جب نو ماہ کے
فصل سے مدت حمل کی گذری شاہزادی کو درد زہ ہوا بادشاہ نے نجیر حمیر کو طلب کیا اور فرمایا کہ شاہزادی کو درد زہ
جسوقت لڑکا پیدا ہو اُسکے طالع کا حال لکھا چاہیئے زائچہ اُسکا تیار کیا چاہیے خواجہ ساعت تولید دریافت کرنے کے واسطے
ہندی فرنگی رومی زنگی فرانسیسی گھڑیال اور ستاروں کی گردش معلوم کرنے کے لیے اصطلاب تختہ اپنے روبرو
رکھکے فرجہ ہاتھ میں لیکر مستعد بیٹھا اور فرزند رجمند کی ولادت باسعادت کا انتظار کرنے لگا کہ خالق نجوم کے فضل سے خورشید
اُبہت واقبال دنیر جاہ وجلال نور دیدۂ سلطنت نور حدیقہ مملکت یعنی فرزند رشید بساعت سعید برج حمل سے نمودار ہوا
آغوش دایہ سے ہمکنار ہوا خواجہ نے اُسیوقت ساعت لکھکر فرجہ تختے پر پھینکا اور زائچہ کھینچکر جو نکلو نکو ملایا خورشید
برج حمل میں آیا اور زہرہ ومشتری وعطارد دوزحل ومریخ کو برج سعد میں شرف بشرف دیکھا خواجہ کی باچھیں خوشی سے

کھل گئین بادشاہ کو مبارکباد دیکر عرض کی اور یہ تین پڑھین ترجمہ مبارک ہو فرزند ای نیک فال پہ رہین دوست شاد اور عدو پامال یہ سلطان ہی ہفت اقلیم کا پہ فروزندہ ہو تاج و وہیم کا پہ یہ فرزند ارجمند اکثر ممالک کا حکمران ہوگا عادل داد گر صاحب مملکت فراوان ہوگا اور ستر برس سلطنت بڑے کر دنر سے کریگا مگر اپنے ایک ندیم کی حماقت سے اکثر متردد رہیگا یہ کہکر نام تجویز کرنے لگا کہ دو عیارون نے حاضر ہو کر بادشاہ سے التماس کیا کہ چشمۂ نوش خاص جو کئی برس سے سوکھ گیا تھا آج خود بخود پانی اسمین روان ہوا ابزر جمہر نے فال نیک سمجھکر شاہزادے کا نام نوشیروان رکھا اور بعض مورخین نے لکھا ہی کہ ہنگام تولید شاہزادہ بادشاہ کے ہاتھ مین جام مرگلرنگ تھا بزرجمہر نے زبان فارسی مین التماس کی کہ قبلۂ عالم جام را نوش دروان بفرمائید بادشاہ نے خوش ہو کر خواجہ کو خلعت کیا اور شاہزادے کا نام نوشیروان رکھا نقار چیونکو شادیانے بجانے اور توپخانے مین سلامی شلک اُڑانے کا حکم ہوا توپخانون مین توپون پر تپی پڑنے لگی اور نقارون مین شادیانے کی نوبت جھڑنے لگی فوراً صدائے مُبارک وسلامت ساکنان فلک کے گوش تک پہونچی عوام وخواص رذیل وشریف امیر و وزیر چھوٹے بڑے مین خوشی اور تہنیت ہونے لگی سامان عیش و نشاط باہم ہوا تاج رنگ کا جابجا جلسہ ٹھہرا پیر فلک نے اُس جوان بخت کی مسرت ولادت سے مہر و ماہ کا دف سنبھالا زہرہ و مشتری نے کمال عشرت سے رقص کیا وہ رنگ جمایا کہ ہر چرخ چکر مین آیا خزانون کے دروازے علی العموم کھلے جانتک فقیر تھے بادشاہ کی زر ریزی سے امیر ہو گئے اور تمام رعایا کو یکسالہ خراج معاف ہوا ہر فرد بشر عیش و عشرت مین بسر کرنے لگا گیارھوین دن عین جشن مین بادشاہ کو خبر دار نے

پیدا ہونا نوشیروان کا اور جشن کرنا بلخ وادمین اور ارالین سلطنت کا مندرین دنیا بادشاہ کو

خبر دی کہ القش کی بیٹی کے بیٹا پیدا ہوا شاہزادہ آفاق کا جان نثار جشن درسے ہو یدا ہوا بادشاہ نے خواجہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ القش کے نواسے کو ابھی سے مار ڈالنا انسب ہی کہ اگر یہ زندہ باقی رہا تو غضب ہی یقین ہی کہ قاہو پاکر تمسے عداوت کریگا خواہ مخواہ تم سے اپنے نانا کا بدلہ لیگا افعی کشتن و بچہ اش را نگاہداشتن کار خردمندان نیست

اسپر عمل کرنا لازم اور مناسب ہو آیندہ تمکو اختیار ہی ان امور مین تمھاری رائے صائب ہی خواجہ نے کہا کہ قبل ز وقوع گناہ تعزیر کرنا کسی مذہب مین روا نہین ایک طفل معصوم کو قتل کرنا کسی طرح زیبا نہین بادشاہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بمقتضاے قتل الموذی قبل ان یذ ایسکے وجود کو معدوم کرنا لازم ہی ورنہ یہی بناے فساد ابھی سے قائم ہی یاد رہے کہ اگر اسکی زندگی وفا کریگی تو اُسکے ہاتھ سے ایذا تمکو ضرور پہونچیگی بزرجمہر نے اُسکی شفاعت کی اور بادشاہ کی رائے اسطرف سے پھیری اور بادشاہ سے رخصت ہوکر القش کے گھر گیا اور بختیار کے لڑکے کا نام منجنک رکھا جب نوشیروان چار برس چار مہینے کا ہوا بادشاہ نے تعلیم کیواسطے بزرجمہر کو سونپا بزرجمہر نے ایک ہفتے کے بعد منجنک سے بادشاہ کو نذر دلوائی اور عرض کرکے جاگیر القش کی اُسکے نام پر کھلوائی اور نوشیروان کے ساتھ اُسکو بھی تعلیم کرنے لگا اور نہایت دلسوزی سے اُسکی تعلیم مین بھی مصروف ہوا چونکہ نوشیروان اڑہی برس تین مہینہ کا تھا کئی سال کے عرصے مین علوم مشہورہ یعنی صرف نحو معانی منطق حکمت ادب ریاضی نجوم رمل ہندسہ ہیئت جغرافیہ تاریخ وغیرہ سے فراغت حاصل فرمائی و رفنون سپاہ گری مین بھی علم استادی کا بلند کیا مہارت کاملہ پیدا ہوئی اتفاقاً ایکدن چین کے سوداگر اُس شہر مین وارد ہوے بادشاہ کی خدمت مین تحائف گذرانکے شاہزادے کو بھی نذر دینے کی اجازت لی بادشاہ نے حسب استدعا انکو اجازت حاضری کی دی جب سوداگر انے شاہزادے کیخدمت مین تحائف عجائب و غرائب پیش کیے اور کچھ تحفے نفیس اشیا لطیف کے بطور نذر گزرانے نوشیروان خاقان چین کے حال کا مستفسر ہوا سوداگر دنے اُسکا حال مفصل عرض کیا اور کہا کہ خاقان چین کی ایک بیٹی مہرانگیز نام ماہ طلعت مہرجبین گل اندام نازنین سمن بر مہ رو حور وش پری پیکر جسکے حُسن کا شہرہ قاف سے تا قاف ہی تو نیچا ہی ایک عالم اُسکے جمال جہانتاب کا شیدا ہی ہزارون شہزادے اُسکے چاہ الفت مین پانی بھرتے ہین سیکڑون بادشاہ اُس زہرہ جمال پر مرتے ہین شعر عشق تا نہ عاشق از دیدار خیزد ۔ بسا کین دولت از گفتار خیزد ۔ تذکرہ مہرانگیز کا شاہزادے کے دل مین مہرانگیز ہوا نادرہ عشق عجوبہ نوشیروان کے سینہ مین شعلہ خیز ہوا جگر سے تیر محبت کا پار ہوگیا حضرت عشق کا شہزادے پر وار ہوگیا شدہ شدہ تاب و طاقت نے جواب دیا صبر و شکیبائی نے اپنا راستہ لیا خواب و خور حرام ہوا ایک چپ سی لگ گئی ہنسنا کھیلنا اختلاط کرنا یکقلم چھوٹ گیا و زات اُسکے تصور مین اپنے دل سے باتین کرا کرتا تھا اور عالم تصور مین اُسکو اپنا مقابل کرکے یہ اشعار پڑھا کرتا تھا اشعار یا تو وہ دن تھے کہ جب فصل بہار آتی تھی ۔ گلشن کو طبیعت مری لہراتی تھی ۔ وحشت دل سو گلزار جہانگیر تھی تدر کوڈالیان پھولون کی صبا لاتی تھی ۔ ساتھ احباب تھے اور زمزمہ پردازی تھی ۔ تتمہ گاہ تھا باہم کبھی گلبازی تھی ۔ باغ عالم مین نہ غنچہ کی طرح تھا دل تنگ ۔ داشتہ دل سے تھا ہر گل صفت آئینہ دنگ ۔ رات دن جوش پہ رہتا تھا گل عیش کا رنگ ۔ اُٹھتی ہر وقت طبیعت سے تھی اک تازہ اُمنگ ۔ گلرخون سے چمن دہر مین کچھ کام نہ تھا کبھی کا شیفتہ عارض گلفام نہ تھا ۔ جانتا کا ہیکو تھا صرصر اندوہ کا نام ۔ آنے پاتا نہ تھا قلب پہ کبھی فسوہ کلام ۔ بادہ نوشی سے سروکار تھا ہر رات مدام ۔ رونے بے ریخ میسر دی تھی ہر صبح ہر شام ۔ ہمیر گلشن تھی ہمیں دوست تھے مونوشی تھی ۔ یاد گلگشت تھی اور غم ہے فراموشی تھی ۔ آتا زمانہ

نہ تھا دامن خاطر پہ غبار ۔ رو بہ رو آنکھ کے رہتا تھا کھلا باغ و بہار ۔ شاہد عیش سے حاصل تھا سد ابوس و کنار ۔
یا تو دکھلائے نہ چرخ نے اب لیل و نہار ۔ صرصر عشق نے شیفتہ حالی ڈالی ۔ شجر دل کی جدا ہو گئی ڈالی ڈالی ۔ فقہ زرد ہوا
برگ خزان کی صورت ۔ گل عشرت سے ہوئی باد بہاری رخصت ۔ اٹھ گئی پہلو سے یکبار عروس راحت ۔ چرخ نے اُسکے
عوض رنج کی بخشی صحبت ۔ گل پژمردہ کے مانند جھکائے سر ہوں ۔ مثل نرگس کے میں حیران ہوں اور شدر ہوں ۔ ہوئی گویا لال
زبان صورت برگ سوسن ۔ خود بخود چاک ہوا صورت گل پیراہن ۔ پیچھے بھولے نہ کچھ یاد رہی سیر چمن ۔ صورت طائر
پر بستہ ہوں ڈالے گردن ۔ نکلو حلقہ مثل صورت قمری دارم ۔ دہ کہ کر دست مین کارم لو شوارم ۔ بحر خون چشم سے ہر وقت
چڑھا ہوا ہو دل ہی ۔ واقف ہو کچھ درد و الم ستا ہو ۔ طاقت ضبط نماند ست خدا یا کیا کیجیے ۔ دردِ دل یا کہ بگویم و دا چیجیے ۔
سیل دریاے تالم مین گھرا ہون ایسا ۔ نظر آتا کسی جانب نہین ساحل جسکا ۔ موج ہر ایک ہو اک سلسلہ رنج و بلا ۔
دیکھیے خوبی تقدیر دکھائے کیا کیا ۔ آشنا کوئی نہ غمخوار ہوا سوقت مرا ۔ کون ہے ذات خدا یار ہوا ستمت مرا ۔ کیا کہون کیسے کہون
سخت ہون آفت مین پھنسا ۔ آتش عشق مین دن رات مین جلتا ہون ۔ جان سے ہاتھ نکلتا ہو دہن سے نہ نکلتا ہو ۔ نہ نکلتا اس
سوز نہانی کو کروون تا بکیا ۔ شرح این آتش جانسوز نہ گفتن تا کے ۔ سوختم سوختم این راز نہ گفتن تا کے ۔ ہر چند ضبط کیا مگر نکلتے
کی ہر نہ ری لب کے تھی آہ سرد دل پر درد نے چھینے ندیا جب روز بہ روز شاہزادے کا حال تبہ ہونے لگا خیر خواہان سلطنت
بادشاہ کے حضور مین التماس کیا کہ معلوم نہین کہ بسبب اعدا شاہزادہ کو کیا مرض ہوا ہے خورد و نوش بالکل ترک ہو گیا ہے
نہ کسی کی سنتے ہین نہ کچھ کہتے ہین آئینہ حیرت زدہ تصویر کیصورت بیٹھے رہتے ہین یہ خبر سنتے ہی بادشاہ نے سیماب کے مانند بیقرار ہو
خواجہ بزرجمہر سے یہ ماجرا بیان کیا ۔ خواجہ نے بادشاہ کو تسلی دی اطمینان کیا اور نوشیروان کے پاس آیا اور تخلیہ کرکے کہا
کہ حضرت جو یہ حال آپ کا سنا ہے مزاج مبارک کیسا ہے کیا احوال ہے کیون اتنے ہیچ مچ زائل کا بیان کرنا بہتر ہے تاکہ میں اُسکا
علاج کروں ۔ آپ کے معالجے مین مصروف ہون ۔ نوشیروان نے کہا کہ خواجہ صاحب اول تو آپ میرے باپ کے وزیر ہین
اور دوسرے میرے اُستاد ہین مرد پیر ہین ہین آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون اگرچہ مقام شرم و حجاب ہے اس راز نہفتہ کا
افسانہ از بیان مرنا صواب ہو ۔ لب رخصت نہین دیتا ہے کہ اپنے حال سے آپکو مطلع کروں ۔ درد دل سے آگہی دون لیکن
بلحاظ الامر فوق الادب زبان پر لاتا ہون کہ مین صفت حسن ملکہ مہر نگار دختر خاقان چین کی سنکر نادیدہ عاشق ہوا ہون
اور اُسکے ناوک عشق کا نشانہ بنا ہون اور خوب یقین ہے کہ اگر اسکے ساتھ میری شادی ہو گی تو جیتا نہ بچونگا ہجر محبوب مین نا مراد کہان تک
نظم یہ سکر جو ضبط آہ جانسوز کی ۔ تو آگ اُسکے دامان دلمین لگی بحرارت سے طاری ہوا غش ۔ ہوئی جان دول مین عجب
کشمکش ۔ خواجہ نے کہا کہ شاہزادے اسقدر مرہون خودی نہونا چاہیے عالی ہمتی سے بعید ہو اس درجہ ہوش و حواس
نہ کھونا چاہیے یہ کون بڑی بات ہے جسکے واسطے یہ صورت اپنی آپ نے بنائی ہو اسقدر بیٹھے جھائے بیفائدہ کی تکلیف اٹھائی ہے
خدا کے لیے اس غم کو دلسے دور فرمایئے کھانا پینا نوش کیجیے عیش و نشاط مین دل بہلایئے ابھی نام خدا آپکا سن کیا ہے جو طرف میلان خاطر

ہوا ہو خود حسینان جہان آپ پر جان و دل سے قربان ہو جائینگے بادشاہ عظیم الشان کیجانب سے عقد کے چاہم آئینگے
چندے ضبط نفس فرمائیے خود داری سے بیگانہ ہو جائیے یہ کیا امر محال ہو حسین خدا نخواستہ آپ کی تلف جان کا احتمال ہو
آپ خاطر جمع رکھیں اس مہم کو میں خود جا کر آپ کے واسطے سر کرونگا آپ کا جام اشتیاق بادۂ مراد سے بھرونگا نوشیروان
کو اسکے کلام مہر انگیز سے تقویت ہوئی ملکہ مہر انگیز کے ملنے کی امید باعث اطمینان طبیعت ہوئی فی الفور چھوکھٹ سے
اٹھکر حمام کیا رنقا اور مصاحبین کو بلوایا اور پوشاک تبدیل کر کے خاصہ نوش فرمایا بزرجمہر دیان سے بادشاہ کی خدمت
میں آیا اور احوال شاہزادے کے عاشق ہونے کا حضرت کی سماعت میں پہنچایا بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ یہ امر
بے تمہارے دریعہ کے انجام نہ پائیگا تمہاری تدبیر صائب سے اسکا انتظام ہو جائیگا کہ وہ بادشاہ اولوالعزم عالیشان ہو
صاحب ملک وسیع والا دودمان ہو نسبت و قرابت کا واسطہ نا تک ہو کوئی شخص جلیل القدر اس درمیان میں سفیر جائے
ایسے امر شرگ کا انتظام کرنے والا مرد ہوشیار و باتدبیر چاہیے آخر بعد صلاح و مشورہ یہ امر قرار پایا کہ خواجہ خود
ملک چین کیطرف جاوے اور تقریب عقد کی اپنے واسطے سے ٹھہراوے چنانچہ سامان سفر مہیا ہوا بزرجمہر چھ پیسو
دیبارہ اپنے ہمراہ لیکر چین کی طرف چلا بعد تک کا حال سننے کہ جب سے ہوش سنبھالا اپنے نانا کا حال شکر تہ رہو
اپنی زبان سے کہتا تھا کہ میں جب بزرجمہر کا منہ دیکھتا ہوں میری آنکھ نہیں ٹھہرتی اسکا ہونا نانا کا حال یاد کر کے
دل بھر آتا ہے جبتک زندہ نانا کا بدلہ نہ لونگا تب تک چین سے نہ بیٹھونگا قابو پاؤنگا تو کبھی نہ کبھی تو دام میں آئیگا اور کہتا
بزرجمہر کی بدی کر کے نوشیروان کے کان اپنی دانست میں اسکی طرف سے بھرا کرتا تھا اور جو وہ میں آتا جھوٹ سچ بنا بنا
کہا کرتا تھا مگر نوشیروان اسکو نصیحت ملامت کر کے کہتا تھا کہ خواجہ کی نیکیوں کو اپنے ساتھ دیکھ وہ تیرے ساتھ تو کیا کیا
سلوک کرتا ہے اور تو اسکی جانب سے ایسے ایسے اوہام باطلہ و شکوک کرتا ہے تجھ سے وہ ہر طرح سے تیرا محسن ہے تو یہ کر
نہیں تو خسر الدنیا والآخرۃ ہو گا خدا کو کیا منہ دکھائے گا اور دنیا میں ذلیل و خوار گرفتار مذلت ہو گا
روانہ ہونا بزرجمہر کا چین کیطرف باجاہ و حشم اور ملنا ملکہ مہر انگیز کا اور عقد ہونا طالب و مطلوب کا
تقریر سرایان عشرتکدۂ حال و سرود نوازان محفل مقال قانون تحریر سرست انگیز اور رنگ تقریر نشرت خیز سے ہمکنار
شادی برپا کرتے ہیں اور جلسہ عروسی و دامادی کو اسطرح گرم بے انتہا کرتے ہیں کہ جب خواجہ بزرجمہر بادشاہ سے
رخصت ہو کر باحشمت و جلال و تزک و احتشام کمال طے مسافت کرتا ہوا منازل و مراحل شوار گذار سے کذرتا ہو
شہر چین میں داخل ہوا خبردارون نے خاقان چین کو مطلع کیا کہ بادشاہ ہفت کشور کا وزیر باتدبیر خواجہ بزرجمہر
حضور کے پاس آیا ہے شاہنشاہ زمان قباد کامران کا کوئی پیغام لایا ہے یہ سنکر خاقان چین نے ارکان دولت کو خواجہ
پیشوائی کو اسطے بھیجا اور جب قریب تر پہونچا اپنے بیٹوں کو مع سلاطین خطا و ختن استقبال کا حکم دیا بزرجمہر
دیوان خاص میں داخل ہوا آداب شاہی کو فرش بجا لایا اپنے شاہنشاہ کیطرف سے موافق ادعا اطلاع شوق و ذوق کی بعد الف دعا

کہ ہمراہ لیگیا تھا اپنے بادشاہ کی طرف سے خاقان چین کی خدمت مین پیش کیے اور جواہرات بیش بہا اور اسپ و فیل و سلاح اور اقمشۂ نفیسہ حضور مین بادشاہ کے رکھدیے خاقان چین نے ادب و سلیقہ خواجہ کا بہت پسند کیا اور سخنان شیرین سے نہایت خرسند ہوکر خواجہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا زر و مال بیشمار دیا لکھتے ہین کہ پہلی ہی صحبت مین خواجہ کو گیارہ بار خلعت عطا فرمایا اور اسکا اعزاز و اکرام حد سے سوا بڑھا یعنی جو سخن خاقان زبان چلاتا تھا اُسکا جواب باصواب پاتا تھا خلعت عطا فرماتا تھا ہرگاہ بسبب آنیکا پوچھا اُسکو ایسا آئین شائستہ خواجہ نے بیان کیا کہ خاقان نے دل و جان سے مہرانگیز کی شادی نوشیروان کے ساتھ قبول کی ورسوائے اُسکے کہنا مان لینے کے اور کوئی بات نہین ہی اور فخریہ دربار عام مین یہ کلمہ ارشاد کیا کہ زہے سعادت میری کہ نوشیروان سا داماد مجکو ملا اور اُسید حکم دیا کہ جلد تر اسباب سفر کا مہیا کرین اور جہانتک ہو سکے کمال سرعت سے قصد ملک مدائن کا کرین خلاصہ یہ کہ فقط حکم کی دیر تھی کئی روز کے عرصہ مین سامان سفر تیار ہوا خاقان چین نے کہا چینی و قلماچینی کو کہ یہ دونون خاقان کے خلف الرشید تھے ملکہ مہرانگیز کے ہمراہ چالیس ہزار ترک سے روانہ کیا اور کئی پشت کا اندوختہ زر و جواہر و لباس و اشیاء عمدہ و تحفہ اور کئی سو کنیز و غلام ترکی و حبشی خطائی خطنی جہیز مین دیے کئی مہینے کے عرصہ مین خواجہ مع ملکہ مہرانگیز شادان شادان قریب ملک ایران کے بانیل مرام تھوڑے فاصلے پر وارد ہوا اور اُس جگہ شب کی شب مخیم سراوقات عصمت کو کیا صبح کو سرداران قوم نے اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور شاہزادگان چین نے سامان جہیز اور شادی کا بکمال انتظام و اہتمام ہمراہ لیا جب اہل شہر کو یہ مژدۂ فرحت افزا معلوم ہوا تو ہر طرف سے خلائق کا ہجوم ہوا بادشاہ نوشیروان نے استقبال کیا اور طبق طبق زر و جواہر مہرانگیز کے محافے پر سے نثار کرکے فقیرون کو دولت سے مالا مال کردیا اور خواجہ

بزرجمہر کا چین سے ملکہ مہرانگیز کو بجلوس شاہانہ لانا اور بادشاہ کا مع نوشیروان استقبال کرنا

بزرجمہر کو بانواع شفقت و مہربانی گلے سے لگایا اور انواع انواع خلعتہاے فاخرہ سے مخلع فرمایا اور شاہانہ سامان شادی کا کرکے ساعت سعید مین نوشیروان کا عقد ملکہ مہرانگیز کے ساتھ کیا اور بعد برات کے ایک سال تک جشن شادی کا رہا المترجمہ ہوئی بسکہ شادی مین وہ دھوم دھام ۔ جسے دیکھکر خوش ہوے خاص و عام ۔ چلا شب کو دولھا جو تارون کی چھانون ۔ نہ چھپنے بھی باہر رکھا گھر سے پانؤن ۔ ہوئی روشنی سے شب تار روز ۔ کہ نوتہ تھا خورشید عالم فروز ۔ وہ تختون پہ تھے تختہ تختہ چمن ۔ شگفتہ گل و لالہ و یاسمن ۔ فضیلت نہ کیون دن پہ وہ رکھتی رات ۔ کہ وہ شب حقیقت مین تھی شب برات ۔ مبارک سلامت کا تھا شور و غل ۔ زبس شادو خرم خدا کی تھی کل ۔ ہوا ز جو نوشاہ پہ نثار گدا ۔ زمانہ ہوے مالدار ۔ بادشاہ بصلاح خواجہ نوشیروان کو تخت پہ بٹھلا کے آپ گوشہ نشین ہوا اور طریقہ ترک دنیا اختیار کیا انزوا گزین ہوا اور مکرر سہ کرر نوشیروان کو نصیحت کی کہ بغیر شورہ خواجہ بزرجمہر کوئی کام نہ کرنا اور تخت کو اصول شاہی مین مدار المہام نہ کرنا تاکہ سلطنت کو زوال نہووے اور انحطاط پر خورشید اقبال نہووے کہتے ہین کہ جب بادشاہ نے نوشیروان کو تخت پر بٹھانے کے لیے بزرجمہر سے شورہ چاہا اور مکنون خاطر اپنا زبان فیض ترجمان پر لایا تو خواجہ نے عرض کی کہ چالیس دن کے بعد شہزادے کو شوق سے تخت پر بٹھلایئے گا خاطر خواہ جشن تخت نشینی شاہزادہ کا بقدر پندرہ دن فرمایئے گا اور اتنے دنون تک شاہزادے پر میرا اختیار رہے جو مین مناسب جانونگا سو کرونگا دوسرے شخص کو اس مین اختیار نہ دونگا بادشاہ نے بدل و جان قبول کیا اور اسکو اختیار دیدیا خواجہ نے اُسید مند نوشیروان کو باشارہ بزرجمہر کے زندان مین بھیجا اور اکتالیسوین دن قید سے رہا کرکے پیدل اپنی سواری کے ساتھ دوڑتا ہوا ایوان شاہی تک لیگیا اور مین تاریخ اس زور سے نوشیروان کے مارے کہ نوشیروان جھلا گیا دھوپ کی سختی میدانون کی ریت اُسپر اتنی دوڑ دھوپ مارے گرمی کے بلبلا گیا بعد ازان تلوا کھینچکر نوشیروان کے ہاتھ مین دی اور اپنا سر جھکا کر یہ بات عرض کی کہ اس بے ادبی کی سزا یہ ہے کہ مجھکو قتل کیجیے اس بے ادبی کی سزا دیجیے نوشیروان خواجہ کے گلے سے لپٹ گیا اور بے اختیار اُس کے سینے سے چمٹ گیا اور کہا کہ خواجہ اسمین بھی کچھ حکمت ہوگی ورنہ تم مجھکو اسقدر تکلیف نہ دیتے اور وبال پیری مصیبت کا اپنے سر پر نہ لیتے پھر گاہ و بیگاہ دو برس کے بعد بادشاہ نے انتقال کیا انجشک کی گرم بازاری ہوئی اُس مردک نے نوشیروان سے کیا کیا ظلم و بدعت مکروائی مخلوق کو کیا کیا رنج اور تکلیف نہ دلوائی حتی کہ زمانے مین نوشیروان ظالم مشہور ہوا اور اُسکے جور و تعدی کا شہرہ دور دور ہوا ناگہان ایک قزاق جلت راہزنی پکڑ آیا نہایت خونخوار بدمعاش قطاع الطریقون کا سردار ہزارہا خون بیگناہ کیے سیکڑون پھانسی دیے ہتھون کے سرتن سے اُتارے اکثر مسافر زہر دیکر مارے نوشیروان نے اُسکے قتل کا حکم دیا جلاد قتل گاہ کو لیچلا اُسوقت اُسنے عرض کی کہ قتل تو مین کیا ہی جاونگا پاداش عمل پاؤنگا لیکن اگر چالیس دن کی مہلت مجھکو ملے بادشاہ اتنی فرصت دے اور بھی شراب و کباب شاہد رعنا بھی عنایت ہو تو مین ایک ایسا علم جانتا ہون اور ایسا ہنر اُستاد سے سیکھا ہون کہ دربار شاہی مین کوئی نہ جانتا ہوگا بلکہ کسی نے کبھی نہ سنا ہوگا بعد چالیس دن کے

جسکو حکم ہوگا تعلیم کرونگا پھر جیسا میرے بارے مین حکم ہوگا بجالاؤنگا نوشیروان نے پوچھا کہ وہ علم کیا ہی اور کجھہ مفید مطلب بھی ہوتا ہی اُسنے کہا کہ مین سب جانورون کی زبان کا عالم ہون اس علم کو خوب جانتا ہون ہر چڑیا کی بولی کو مت اچھی طرح سمجھتا ہون نوشیروان نے اُسکی عرض کو قبول کرکے بزرجمہر کے سپرد کیا بزرجمہر نے اُس کو ایک مکان رہنے کو دیا اور جب درخواست اُس کے سامان عیش و عشرت کا اُسکے مسکن پر بھجوایا اور لباس اور ماکل و شرب مین نہایت اہتمام فرمایا کہ اُسنے چالیس روز تک خاطر خواہ عیش کی اور جی بھر کے داد عشرت دی اکتالیسوین دن بزرجمہر نے اُس سے کہا کہ اب تو چالیس دن گذر گئے علم زباندانی حیوانات مجھکو تعلیم فرمائیے موافق اپنے وعدے کے وہ علم مجھے سکھائیے اُسنے کہا کہ مین جمیع علوم سے جاہل مطلق ہون مجھے علوم سے کیا کام مرد بیوقوف اور احمق ہون مگر خدا اپنے گدھون کو خشکا کھلاتا ہی اور اپنی قدرتین دکھلاتا ہی یہ اُسکی شان ہی کہ تل سے مجھے بچایا اور انواع انواع عشرت سے مجھے کھلانا اور پانی اقسام اقسام کا پلایا غرض عیش کرتی تھی سو اس حیلہ سے اپنے دل کی آرزو پوری کرلی اب حاضر ہون گردن مارئیے یا پھانسی دیجئے جسطرح دلمین آئے جان لیجئے خواجہ یہ تقریر سنکر ہنس دیا اور اُسکو رہائی اور چھوڑی کی قسم دیکر رخصت کیا ایک دن بادشاہ کا کھیلتا ہوا کسی طرف چلا گیا اور سوداگر بزرجمہر پنجتنک کے تیسرے شخص ہمراہ تھا ایک مقام پر دیکھا کہ دو الو ایک درخت پر بیٹھے ہین اپنی اپنی بولی بول رہے ہین نوشیروان نے بزرجمہر سے پوچھا کہ انکا کیا کلام ہی کس امر مین مشورہ کر رہے ہین بزرجمہر نے کہا کہ اسمین گفتگو اپنے اولادون کی شادی کی کرتے ہین نکرا اور تدبیر خانہ آبادی کی کرتے ہین بیٹے والا بیٹی والے سے کہتا ہی کہ تمین دیرانے اگر تو اپنی بیٹی کے جہیز مین دینا قبول کرے تو مین اپنے بیٹے سے تیری بیٹی کی شادی کرتا ہون ورنہ مجھے منظور نہین اُسکو مین دوسری جگہ اپنے فرزند کی دامادی کی کرتا ہون اُسنے کہا کہ اگر نوشیروان کی زندگی ہو اور ایسا ہی ظلم عباد اللہ کرتا رہا تو تمین دیرانے کیا جتنا ملک نوشیروان کا ہی مین سب جہیز مین دونگا نیز اوامن متاع صلے سے زیادہ کہا سے سرزد ہوگا نوشیروان بولا کہ اب ہمارے ظلم کا چرچا جانورون مین بھی ہونے لگا تذکرہ جور و بیداد کا دور دور پہونچا یہ کہکر بہت متنبہ ہوا اپنے افعال سے نادم اور شرمندہ ہوکر زار زار رویا اور آتے ہی زنجیر عدالت دیوان خاص مین بندھوادی اور تمام شہر مین منادی کرادی کہ جو کوئی داد خواہ آوے زنجیر کو ہلادے کسی کی معرفت خبر ہونے کی کچھ حاجت نہین ہی جو بیدار اور پہرکارے کی ضرورت نہین چنانچہ ایسا ہی معمول ہوگیا جو داد خواہ آیا اُسی ذریعہ سے اپنی داد کو پہونچا پھر تو ایسی عدالت کی کہ آجتک نوشیروان کا عدل مشہور ہی چھوٹا بڑا اُسکے نام سے واقف ہی تشریح اسکی کیا ضرور ہی کئی برس کے بعد بادشاہ کی ایک بیٹی اور دو بیٹے ملکہ مہرانگیز کے بطن سے پیدا ہوئے کئی اختر اقبال افق جاہ و جلال سے ہویدا ہوے بیٹون کا تو ہرمز اور فرامرز اور بیٹی کا مہرنگار نام رکھا اور اُنکی پرورش بطور شاہانہ ہونے لگی بادشاہ نے تعلیم اور علم سے کام رکھا خواجہ کے یہان بھی دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا سیاوش اور دوسرے کا دریادل نام رکھا اور دونون کی پرورش مین اہتمام کرنے لگا نجتک کو بھی خدا نے

ایک بیٹا عطا فرمایا اُسنے بختیارک کے نام سے پکارا رادی لکھتا ہے کہ ایک شب کو نوشیروان نے خواب دیکھا کہ مشرق
سے ایک زاغ سیاہ آیا اور میرے سر سے تاج اُتار کر لیگیا پھر مغرب کیطرف سے ایک بازنو دار ہوا اُسنے اُس زاغ کو
مار کر تاج میرا میرے سر پر رکھدیا یہ خواب دیکھکر بادشاہ جاگ اُٹھا اور صبح کو بزرجمہر سے بیان کرکے تعبیر پوچھنے لگا
بزرجمہر نے عرض کی کہ مشرق کی طرف ایک شہر خیبر ہے اُس شہر میں ایک بادشاہ زادہ ہشام بن علقمہ خیبری نامے
پیدا ہوگا آپ سے اور اُس سے جنگ وجدل ہوگی بڑا فساد برپا ہوگا وہ آنکر حضور کا تاج و تخت چھین لیگا اور آپ کو
شکست فاش دیگا پھر مغرب کیطرف ایک شہر مکہ ہے اُدھر سے ایک لڑکا حمزہ نامے آویگا وہ اُس بے ادب کو مار کر
پھر تاج و تخت حضور کو دیگا اور آپکا انتقام اُس سے لیگا بادشاہ یہ بات سُنکر بہت خوش ہوا اور خواجہ کو خلعت دیکر مکہ معظمہ کیطرف بھیجا
اور اس بارمین وداد دش کرو کہ اگر وہ لڑکا پیدا ہوا ہو تو ہمارا فرزند مشہور کرکے آئین شائستہ اُسکی پرورش کرو خواجہ بزرجمہر بہت سا
سامان تجمل اور زر وجواہر لیکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور اُس فرزند ارجمند کی تلاش کرنے لگا جسے اُسکے حال کا خانہ خراب ہو

خواجہ بزرجمہر کا مکے کی طرف جانا اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے کی خبر کا ہر جگہ سُراغ لگانا

مخبران اخبار گو یان و نمیان آثار بقلمون رمز دانایان معارک واقعہ دانی و دقیقہ خوانان مصاف عرصہ آرائی
یون سمند خامہ کو میدان تحریر مین جولان کرتے ہین حکایت شیرین کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ بعد طی منازل
و قطع مراحل مکہ معظمہ کے قریب پہونچا ایک خط اُس مقام سے خواجہ عبدالمطلب کو کہ قوم بنی ہاشم کے سردار تھے
اس مضمون کا لکھا کہ بندۂ خاکسار مکہ معظمہ کی زیارت کے واسطے آیا ہے اور آپسے بھی ملازمت کی تمنا ہے مستدعی ہون کہ
آپ اپنی ملاقات سے محظوظ فرماوین مسافر نوازی کو عمل مین لاوین خواجہ عبدالمطلب خط پڑھکر بہت خوش ہوئے
اور جمیع دوسا مکہ کو ساتھ لیکر بزرجمہر کے استقبال کو گئے اور بکمال عزت و تو قیر لے آئے اور مکانات عمدہ اُنکی
سکونت کیواسطے خالی کروائے پہلے تو بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کے ساتھ کعبے کی زیارت کی بعد ازان شہر کے رئیسون سے
ملاقات بکمال عظمت کی اور ہر ایک کو روپئے اشرفی دیکھا کہ سلطان ایران نے فرمایا ہے کہ مین تم سے راضی ہے تمہارے
اور تم لوگون کو اپنا دعاگو جانتا ہون اور ہمیشہ دعا خیر کا خواہان ہون اور امر نیک کا مستدعی اور جویان ہون یہکر
ڈھنڈورے کو بلاکر منادی پھروادی کہ آج کے دن سے جسکے گھر مین بیٹا پیدا ہوگا وہ نوکر سلطان ایران کا ہوگا پس
پیدا ہوتے کے ساتھ ہی لڑکے کے وارث ہمارے پاس آدین اور اُس مولود کو ہمین دکھائین کہ ہم اُسکی پرورش کیواسطے
سلطان کی طرف سے اخراجات مقرر کرین اور اُسکا نام بھی ہم خود ہی رکھین اور چونکہ خواجہ بزرجمہر کے ساتھ فوج کثیر تھی
اسواسطے شہر کے باہر مخیم خیام ہوا بسبب کثرت لشکر کے اُس جگہ اتفاق قیام ہوا لیکن ہمیشہ خواجہ عبدالمطلب کی ملاقات کے واسطے اس
شہر مین آتے اور کبھی کبھی خواجہ عبدالمطلب بھی خواجہ بزرجمہر کے پاس تشریف لیجاتے اکیدن پندرہ بیس روز کے بعد خواجہ
بزرجمہر خواجہ عبدالمطلب کی ملاقات کو وقت مقررہ پر آئے تو خواجہ عبدالمطلب بعد سلام علیک کے فرمایا کہ کل بندہ زادہ پیدا ہوا ہے

خداے قدیم نے فرزند نرینہ عطا کیا ہی بزرجمہر نے اُسی دم منگوا کر چہرہ دیکھا اور طرح پھینک کر بولا جو کچھ میں نے سمجھا معلوم ہوا کہ یہ وہی لڑکا ہی جو شاہان ہفت اقلیم سے خراج لیگا اور تمام جہان مین اپنا عمل کرلیگا اور جتنے پردہ دنیا اور کوہ قاف پر زبردست ہین وہ سب اسکے زیردست ہونگے اور بڑے بڑے سرداران روے زمین اس خراج اقبال کے روبرو پست ہونگے اور کفر کا تنزل اور اسلام کی ترقی ہوگی عدالت کی زیادتی ظلم کی کمی ہوگی بزرجمہر نے پیشانی پر بوسہ دیا اور حمزہ نام رکھا اور خوش ہوکر خواجہ عبدالمطلب کو مبارکباد دی اور آپسمین مبارک سلامت ہونے لگی جتنے حاضرین تھے سبھون نے مع خواجہ بزرجمہر بمنظلہ کے طرف ہاتھ اُٹھاکے فاتحہ خیر پڑھا امیر حمزہ کی سلامتی کے واسطے دعا مانگی خالق حقیقی کا شکر ادا کیا اور کئی صندوق اشرفیون کے بزرجمہر نے امیر حمزہ کی پرورش کے واسطے خواجہ عبدالمطلب کو دیے اور بہت سے جواہرات بیش بہا اور طاقچہ پارچہاے پوشاک کے پیشکش کیے خواجہ عبدالمطلب موافق رسم عرب کے شیرینی تیار کرکے چاہا کہ حاضرین کو بلاوین اور ہمسایون اور برادری مین بھجوایین بزرجمہر نے کہا کہ تھوڑا صبر کیجیے اور دو تخصون کو کہیں آپنے دیکھیے کہ آئے کبھی لڑکے آپ کے صاحبزادے کے رفیق دیرینہ ہونگے خواہ نیک کام یا درد جان نثار ہونگے بزرجمہر یہ کہتا ہی تھا کہ بشیر نامے غلام خواجہ عبدالمطلب کا اپنے لڑکے کو لایا اور کہا کہ غلام کے یہان خانہ زاد پیدا ہوا بزرجمہر نے نام اس لڑکے کا مقبل وفادار رکھا اور بشیر کو ایک توڑا اشرفی کا مقبل کی پرورش کے واسطے دیا اور کہا کہ یہ لڑکا فن تیراندازی مین ماہر ہوگا فسانہ بازی تیراندازی مین تادر ہوگا بہر کیف بشیر خدمت ہوکر اپنے گھر کی طرف چلا راہ مین امیہ ضمیری نامے سوار یہان سے ملاقی ہوا اُسنے بشیر سے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہی تو توڑا اشرفی کا کیونکر ہاتھ آیا اُسنے مفصل حال بیان کیا امیہ ضمیری خوشی خوشی اپنے گھر مین گیا اور سارا قصہ سنایا اور وہان جاکر اپنی جورو سے کہنے لگا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی ہی کہ مین بیٹے سے ہون عاجز ہی کہ روپیہ اشرفیان ہاتھ آوین اور خوشی خوشی عشرت مین اُٹھاوین اُسنے کہا کہ تجھے خبر ہی ہوش کے تاجی نے مجھے ابھی سات دن ہوئے ہین شروع ہی فوج میرے ابھی لڑکا ہووے میرے دشمنون کو تدبون اور دریہ کا دھڑکا ہووے امیہ نے کہا کہ تو کاہے کو گھبرا شروع کرا بتدا لڑکا پیدا ہوگا اگر آجکل فرزند تولد ہوا تو فولاد نہ سہی اور دو مہینے کے بعد تو پیدا ہوگا تو تجھکو فائدہ کیا ہوگا وہ تجھجلا کر کہنے لگی کہ مردوے کی عقل ماری گئی ہی بیہودہ دون لڑکا جنواتا ہی نہ ورنہ ظلم عقل کی کوتاہی مجھے آنکھین دکھاتا ہی امیہ کو جو طیش آیا ایک لات اُسکے پیٹ پر اس زور سے ماری کہ وہ بیچاری بلبلا کر درد کے مارے لوٹنے لگی بچہ تو اُسکے پیٹ سے نکل پڑا اور اُسکا دم تنا ہوگیا اُمیہ نے جھٹ پٹ لڑکے کو اپنے زیر غل کی آستین مین لپیٹ لیا اور بزرجمہر کے سامنے لیجاکر کہنے لگا حضرت اس نمکخوار کے بھی لڑکا پیدا ہوا ہی طالع بیدار نے یہ دن دکھایا ہی حضور کے دکھلانیکو لایا ہون اور اُسکا نام بھی دفتر شاہی مین لکھوانے آیا ہون خواجہ بزرجمہر اُس کو دیکھ کر ہنس دیا اور خواجہ عبدالمطلب سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ لڑکا شاہ عیاران روزگار ہوگا بڑا چالاک دہوشیار اور مکار ہوگا اور بڑے بڑے بادشاہ ذی جروت و عالیشان اور پہلوان قوی ہیکل غیرت رستم و نریمان اسکے نام سے

لرزینگے اور اُسکا ذکر سنکر پشیاب کر دینگے اور سیکڑون بلکہ ہزارون قلعے تہ کرینگا بڑے بڑے لشکرون کو اکیلا
ہزیمت دیگا بڑا ہی طماع اور مقتری وچالاک ہوگا بیرحم وجفا کار و نامدار اترس سفاک ہوگا مگر امیر حمزہ کا رفیق وہمدم ہوگا
اُنکی رفاقت مین نمک حلال وثابت قدم ہوگا یہ کہکر بزرجمہر نے جو اُسکو اپنی گودی مین لے لیا چھین مارکر رونے لگا
خواجہ بزرجمہر نے اپنی انگلی اُسکے مُنہ مین دیدی سنے انگوٹھی خواجہ کی مُنھ سے اُتار لی اور چپ ہورہا اور پھر مطلق نہ دیا
ہرگاہ خواجہ نے انگوٹھی اپنی اُنگلی مین نہ دیکھی عبا کی جیبون مین ڈھونڈھی جب نہ ملی تو مصلحتاً خاموشی اختیار کی
بسوقت سب نے شربت پیا خواجہ نے ایک قطرہ شربت کا اُسکے منھ مین بھی ڈالدیا مُنہ جو اُسکا کھلا انگوٹھی منھ سے
گرپڑی بزرجمہر نے اُٹھائی اور ہنسکر خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ یہ پہلی اسکی چوری ہے اول بسم اللہ بھی ہوئی ہے یہ کہکر
فرمایا کہ مین نے اسکا نام عمرو بالفتح رکھا اور دو صندوق اشرفیون کے اُمیہ کو دیکر کہا کہ احتیاط سے اسکی پرورش بدل کرنا اور
تعلیم اور تعلم مین اُس کی دل وجان سے توجہ کامل کرنا اُسنے صندوق اشرفیون کے تولے لیے مگر کہنے لگا کہ اسکی ان چنتیہی
مُرغی ہے مین اُسکو کیونکر پرورش کرونگا بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ حمزہ کی مان نے بھی انتقال کیا اور ان
دونون لڑکوں کی بھی مائین مرگئی ہین پس مناسب ہے کہ آپ ان دونون لڑکون کو بھی اپنے ہی گھر مین رکھین اور عادیہ یا نوحدی کہ
کی مان کہ اُسکو حضرت ابراہیمؑ نے عالم رویا مین مشرف باسلام کیے حمزہ کے دودھ پلانے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے
سودہ چلی آتی ہے آپ استقبال کرکے اُسکو لے آئین اور داہنی چھاتی کا دودھ حمزہ کو اور بائین چھاتی کا دودھ
مقبل وفادار اور عمرو عیار کو پلوائین خواجہ عبدالمطلب بموجب حکم خواجہ بزرجمہر عادیہ یا نوحدی کو
کرکے لے آئے اور رسم مہمانداری بجالاکر شربت پلوایا یا بھر یا ٹون دُھلوائے اور تینون لڑکون کو اُسکی گود مین دیا اور دودھ
پلانے کے واسطے اُسکے حوالے کیا جب چھ دن امیر کے تولہ کو گذر رہے اور چھٹی ہوچکی بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا
کہ صبح کو گمواراالامیر کا بالاخانہ پر رکھوا دیجیے گا اور اگر وہ گمواراہ غائب ہوجائے تو کچھ تشویش نہ کیجیے گا کہ آفریدگار عالم نے
مخلوقات عجیب وغریب اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے اور ہر ہر جماعت کی قیامگاہ اور صورت معاش انواع واقسام کا نہ
مقرر فرمادی ہے چنانچہ ربع مسکون کے گرد احاطہ دریاے عظیم الشان کا ہے جسمین جزائر اور بنادر بہت وسیع اور آباد ہین
منجملہ اُسکے ایک مقام مسکن مخلوقات اور نبی جان کا ہے کہ اسکو کوہ قاف کہتے ہین اُسکے گرد بہت بستیان ہین کہ اُنمین بہت بڑی
دیو غول شتر پا گاؤ پا وسر گوش فیل نیم تن قسم یاگھوڑے مُنھے وغیرہ رہتے ہین اور وہانکا بادشاہ شہپال بن شاہمرغ بہت وجیہ
وجمیل وخوبصورت مہر طلعت عبدالرحمن دربالفعل زمانے مین کوئی عدیل ونظیر اُس کا نہین ہے عاقل صاحب
تدبیر مستقیم شبانہ روز عبادت الٰہی مین مصروف رہتا ہے گمواراہ حمزہ کا اپنے بادشاہ کے پاس بھیجدیگا اور سات دن کے بعد
پھر آپکے پاس بھیجدیگا اسمین فوائد کثیر مرتب ہونگے طرح طرح کے منافع اور مقاصد اس سے دنیا مین حاصل ہونگے یہ کہکر خواجہ
عبدالمطلب سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر مین آیا خواجہ عبدالمطلب منتظر وقت رہا رفتہ رفتہ اس بات کا چرچا کیا اور تھے

جانا گہوارۂ امیر حمزہ کا پردۂ قاف کی طرف اور لیجانا اُس مہ کمال کو کوہ قاف کی طرف

راحل صبا رفتار خانہ باد و نگار مورخان باتحقیق و پیک صرصر رفتار یعنی قلم مضامین بار منہیان باتدقیق و دکلۂ وقائع کوہ قاف کے زبان پر لاتا ہے مشتاقان قصص و حکایات پارینہ کو فقرے داستان عجیب کے سناتا ہی ایک دن شہپال بن شاہرخ فرمانفرمائے کوہ قاف باشان و شوکت شاہی و کروفر تمتاہی تخت سلیمانی اریکہ کرانی پر بیٹھا تھا اور جوانب اطراف پردۂ قاف کے اٹھارہ بادشاہ کہ اُسکے خراجگزار و زیر فرمان و باجگزار تھے دربار مین حاضر و موجود تھے اور یون تو رئیس اور اکابر جوار دست بستہ خدمت مین حاضر تا معدود تھے محلدار نے حاضر ہوکر تسلیم بجالاکر مژدہ دیا کہ اختر برج سعادت و عصمت و زہرہ فلک رشادت و عفت یعنی شاہزادی مشتری خصال مہر جمال زینت بخش مہد و مہولی رونق افزاے دودمان انور ہوئی بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن سے کہ اُسکا وزیر زیارت کنندہ و صحبت یافتہ حضرت سلیمان ؑ اور جمیع علوم کا عالم ذیشان تھا فرمایا کہ اِس لڑکی کا نام کچھ رکھو اور اُسکے طالع کو دیکھو کیسا ہی اور اسکا بخت و اقبال کا ستارہ کیا ہی خواجہ عبدالرحمن نے حسب الحکم بادشاہ کے شاہزادی کا تو نام آسمان پری رکھا اور تقریب کھینچکر زائچہ کھینچکر نکالو نکو ملایا بہ بشاشت تمام بادشاہ کو یہ مژدہ سنایا کہ حضور کو مبارک ہوے یہ لڑکی قاف کے اٹھارہ پردے پر حکومت کریگی شان و شوکت سے اُس ممالک کی ریاست کریگی لیکن آج کے اٹھارھوین برس جو دیو زبردست کہ اسوقت زیر دست ہین یکسر سرکشی کرینگے انتہا کی بغاوت اختیار کرکے قدم جادۂ اطاعت سے باہر رکھکر بے ادبی کرینگے اور سوائے شہر گلستان ارم زرین سمین فاتح و چند شہر ہین سب حضور کے قبضے سے نکلجائینگے مگر اُس زمانہین ایک آدم زاد ربیع مسکون کی طرف سے آکر اُن متمردون کو زیر و زبر کر شکست فاش دیگا اور نئے سر سے سب ملک اپنی قوت سے لیکر حضور کے زیر نگین کریگا بادشاہ یہ بات سنکر نہایت خوش ہوا اور کمال مسرت سے آپسے باہر ہوگیا اور فرمایا کہ دیکھو تو وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہین آغوش مادر مین جلوہ فرما ہوا یا نہین اور کس ملک کا باشندہ ہی کس برج اقبال کا اختر تابندہ ہی خواجہ عبدالرحمن نے قرعہ کھینچکر کہا کہ ملک عرب مین ایک شہر مکہ ہی وہانکے سردار کا وہ لڑکا ہی اور آج چھٹیار روز ہی کہ وہ پیدا ہوا ہی اور اُسکا نام حمزہ رکھا گیا ہی اور آج گہوارہ اُسکا بالاخانے پر اُسکے باپ نے رکھا ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ چار پریزاد جاکر اُسکا گہوارہ اُٹھالادین اور جلد اُس نور دیدہ جاہ و جلال کو

امیر حمزہ کو بالاخانے کی چھت پر گہوارے مین لٹانا اور جنات کا مع گہوارہ پرستان مین اُٹھالیجانا

ہمارے روبرو پہونچا دین اور آپ جشن مین مصروف ہوا اور دروازہ خزانے کا صرف شادی کے واسطے کھلوا دیا
ہنوز بادشاہ جشن مین تھا کہ پریزادون نے **حمزہ** کا گہوارہ لاکر تخت کے آگے رکھدیا اور اُس حسن خدمت کے جلد دین
ہر نبی جان انعام مانگنے لگا جتنے ناظرین تھے اُسکا حُسن و جمال دیکھکر بصورت تصویر حیران ہوگئے اُسکی شکل و شمائل دیکھکر
پریزادون کے ہوش پرّان ہوگئے بادشاہ نے امیر کو گہوارے سے اپنی گودمین لیکر اُٹھالیا پیشانی پر بوسہ دیا اور سر پر سلیمانی
منگواکر آنکھون مین لگادیا اور دایہ اور جھولجھولا اور دوا کے حاضر کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا بموجب حکم کے فوراً سب
حاضر ہوئین اور دیو پری جن غول شیر پلنگ کا دودھ سات روز تک پلوایا **خواجہ عبدالرحمن** نے کہا کہ ازروے علم
ہوتا ہے کہ اسی لڑکے سے **ملکہ آسمان پری** کی شادی ہوگی اور آپسمین بنی آدم اور بنی جان کے رسم عروسی و دامادی ہوگی
بادشاہ نے خوش ہوکر ایک گہوارہ کہ جسکے ڈنڈے اور پائے زمرد کے تھے اور پٹیان یاقوت کی اور طرح بطرح کے جواہرات
بیش قیمت اُس مین جڑے تھے اپنی دولتسرا سے منگاکر اُسمین امیر کو لٹایا اور نہایت احتیاط سے اُس مین سلایا اور
کئی دانے لعل شجراغ کے ریشم سُرخ مین گوندھواکر اُس گہوارے مین لگادیے اور طرح طرح کے جواہر گرانبہا گہوارے مین کھولوادیے
اور جو پریزاد کہ لائے تھے اُنسے فرمایا کہ جہان سے لائے ہو وہین اُسکو باحتیاط تمام پہونچا آؤ اور اُسکی خیر و عافیت اور سرگذشت
راہ و مکان اور احوال اُس سرزمین کا مجھے آکر سناؤ حکم ہوتے ہی پریزادون نے گہوارہ امیر کا اُسی بالاخانے جہان
سے اُٹھالائے تھے پہونچادیا اور شادان و فرحان تھوڑی دیر کے بعد تمام احوال راہ کا بادشاہ کے حضور مین بتفصیل عرض کیا

بزر جمہر کا مدائن کی طرف روانہ ہونا اور وہان پہونچکر جشن شاہانہ ہونا

مسافر خامہ تیز رفتار طی مسافت صحائف قرطاس مین عاجل ہمم طے منازل داستان جدید مین یون سرگرم
در اصل ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد خواجہ بزر جمہر نے **خواجہ عبدالمطلب** کہلا بھیجا کہ خبر تو لیجیے گہوارہ امیر کا پردۂ
قاف سے آیا کہ نہین وہ یوسف گم گشتہ اپنا آپ نے پایا کہ نہین یہ سنکر **خواجہ عبدالمطلب** نے آدمی کو جو کوٹھے پر دیکھنے کو
بھیجا تو اُسکو گہوارہ دیکھکر سکتہ سا ہوگیا گہوارے کی جوت سے ہر ایک کو جکا چوندلگ گئی حیرت سے ٹکٹکی بندھگئی خواجہ کو
خبر دی کہ یا امیر ایک اور گہوارہ کہ چشم فلک نے جسکا ثانی نہ دیکھا ہوگا دیکھکر آئے ہین کہ جس سے بالاخانہ روشن ہورہا ہے سارا
کوٹھا لعل و جواہر کا معدن ہورہا ہے ع یوسف گم گشتہ بازآمد بکنعان غم مخور **خواجہ عبدالمطلب** یہ خبر سنتے ہی خدا شاہد تمام کیفیت **خواجہ بزر جمہر** سے کہلا بھیجی وہ سنتے ہی اپنے لشکر سے آیا اور امیر کے دیدار سے اپنی آنکھون کو منور فرمایا اور
خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ مجھے حضرت ظل سبحانی کے قدم چھوڑے مدت گذری اور میرے اہل و عیال پر بھی میری
مفارقت مین خدا جانے کیا کیفیت گذری اب شوق زیارت حضرت شاہنشاہی کا دل مین جوش زن ہے بیتابی عنان
عزیمت کشان جانب وطن ہے اب مین تو رخصت ہوتا ہون امید وار دعائے خیر کا ہون لیکن آپ امیر اور **مقبل و عمر** کے پالنے
اور نگہبانی مین غفلت نفرمائیے گا اور حتی المقدور اُنکی تعلیم اور تعلم مین کمال سعی اور کوشش عمل مین لائیے گا اور جب کبھی میرا بلانا

آوے جواب اُسکا جلد عنایت ہوا کرے مطالب ضروری تفصیل وار درج کتابت ہوا کرے اور امیر کو پسند خاندان بادشاہ ہفت کشور مشہور کیجیے گا دور و نزدیک اپنے بیگانون مین اس امر کی شہرت دیجیے گا خواجہ عبد المطلب نے بسر و چشم قبول کرکے ایک عرضی شکریہ لکھکر خواجہ بزرجمہر کو حوالہ کی کہ اسکو بادشاہ ہفت کشور کیخدمت مین گذران دیجیے گا مراتب رسم سلام و تحیت میری طرف سے ادا کیجیے گا بزرجمہر وہ عرضی لیکر اُن کی طرف روانہ ہوا چند روز کے عرصہ مین اپنے وطن مین پہونچا اور موافق آداب شاہی خدمت ظل سبحانی مین مشرف ہوکر وہ عرضی گذرانی اور خواجہ عبد المطلب کے اخلاق اور علو مرتبت اور والا خاندانی کی بہت ثناء اور صفت کی بادشاہ اُسکو پڑھکر بہت خوش ہوا اور بزرجمہر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اُسکے کئی مہینے کے بعد ایلکدن نوشیروان تخت کاؤس پہ جلوہ افروز تھا ہر مرتبہ کا وزیر میر صغیر و کبیر اہل کمال صاحب جلال سعادت حضوری سے بہرہ اندوز تھا اور لیکن دولت اپنے اپنے مقام حاضر تھے سفیران ممالک تاجران اطراف و جوانب در بار مین موجود اخبار و یاد اصحاب حضور مین پڑھے جاتے تھے کہ چین کے اخبار نویس کی عرضداشت گذری اُسمین یہ خبر لکھی تھی کہ بہرام گور خاقان چین خلعت خاقان الاعظم تخت نشین ہوا صاحب تاج و نگین ہوا چونکہ قوت و زور مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا ہی رستم و نریمان کا اُسکے روبرو تہ پیراہن کا ہی صید گاہ مین جس فیل مست جنگلی کی مسک پہ گھونسا لگاتا ہی وہ چنگھاڑ مارکر مٹھ جاتا ہی اور شیر بیشہ صحرائی کو کتے کے برابر بھی نہین جانتا ہی ہر تنا ور و پہلوان جہان اُسکے زور کو مانتا ہی سوائے چین و ماچین کے کئی شہر اور بھی ہزدہ شمشیر اپنے قبضہ مین کیے ہین بہت بڑے بڑے ملک وسیع زرخیز اپنی قوت بازو سے چھین لیے ہین اور چار سال کا خراج جو اُسکے ذمہ ہی اُسکے ادا کرنے کی نیت نہین ہی مالگذاری سرکار دولت مدار داخل کرنے پہ طبیعت نہین ہوا پنی طاقت اور قوت پر یہ کہلا بھیجا ہی کہ بادشاہ ہفت کشور کی خیر آسمین ہی کہ مجکو نعلبندی دیوے اور اپنے زر بافتیات کا نام نہ لیوے نہین تو مدائن کو غارت اور تاراج کرکے تمام مملکت مین ایک جھونپڑا تک نہ چھوڑونگا بادشاہ نے مشورہ کو بزرجمہر سے فرمایا کہ کیا صلاح ہی اسکی فکر کرنا چاہیے اسمین کچھ مشورہ اور تدبیر کیا چاہیے خواجہ نے عرض کی صلاح تو یہی ہی کہ ابھی بہت زور اُسے حاصل نہین ہوا ہی کسی کو حکم دیجیے کوئی ملازم شاہی جرار اور کارگزار اُسپر مقرر کیجیے کہ اس سرکش کو گرفتار کرکے حضور مین حاضر کرے یا اُس سرکش تا عاقبت اندیش کا سر تخوت پیکر کاٹ کر حضور مین لاکر دھرے نہین تو درصورت زور پکڑنے کے استیصال اسکا دشوار ہوگا ملک چین مین اُسکی ذات سے فتنہ و فساد آشکار ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ تمکو اختیار ہی جسکو مناسب جانو اُسکو بھیجو اُس باغی کی سرکوبی کیواسطے جسے چاہو روانہ کرو بزرجمہر نے گستہم ابن اشک زرین کفش ساساتی کو کہ سپہ سالار نامی تھا اور ان پہلوانون کی جماعت مین گرامی تھا بادشاہ سے خلعت و لوا کرا بدہ ہزدہ جرار سے بہرام خاقان چین کی تنبیہ و تادیب کیواسطے بھیجا اور بھی سرداران اولوالعزم جنگ آزما شجاعان شیر ہتا کو ہمراہ کیا اور تاکید تمام حکم دیا کہ سوائے خراج چار سالہ مندرانہ بھی اُس سے بطریق جریمانہ لینا اور درصورت تمردی شکست فاش دینا اور گرفتار کر

پا بزنجیر حضور مین روانہ کرنا خبردار خبردار اس امر مین غفلت اصلا نہ کرنا یہ کہکر گستہم آراب رخصت بجا لایا اور چین کیطرف روانہ ہوا

داستان عمرو کے لعل چورانے کی اور تعلیم کے واسطے مکتب مین جانے کی

اطفال نے سوار نظرہ ہاے مدامید ان قرطاس مین یون جولان ہین تلاش مضامین دلچسپ امیر و عمرو کے کتب بیت ہر طرف دوان ہین کہ عادیہ بانو کا معمول تھا کہ ایک چھاتی کا دودھ اکیلے امیر حمزہ کو اور دوسری چھاتی کا دودھ مقبل و عمرو کو پلاتی تھی اور بہ نسبت اُن دونون کے امیر حمزہ پر زیادہ شفقت فرماتی تھی لیکن امیر روز بروز دُبلے ہوتے اور عمرو موٹا ہوتا جاتا تھا گو کہ دو شریک ملکر ایک چھاتی کا دودھ پاتا تھا سب حیران تھے کہ اسکا کیا سبب ہے کہ یہ اور لڑکون سے تیار ہے الغرض خواہ مخواہ مرد آدمی تندرست اور روادار ہوا کیدن عادیہ رات کو سوتے سوتے جو چونکی تو دیکھتی کیا ہے کہ عمرو نے امیر و مقبل کو تو پلنگ کے نیچے ڈھکیل دیا ہے اور آپ دونون چھاتیون کا دودھ غٹ غٹ پی رہا ہے صبح کو عادیہ نے یہ کیفیت سب سے بیان کرکے کہا کہ یہ لڑکا جب بڑا ہوگا نامی چور اپنے وقت کا ہوگا کہ ابھی سے اُن حرکتین کرتا ہے غضب کی شوخیان کر رہا ہے اُسکے چند روز کے بعد جب پانون چلنے لگا عمرو نے یہ اختیار کیا کہ جب سب لوگ گھر کے سو جاتے تو آپ گھسٹتے ہوئے چلکر جس دالان مین آتا عورتون کا چھلا اُنکو تھی اور جو زیور کی قسم پاتا اُٹھا لاکر عادیہ کے پاندان یا اُسکے تکیے کے نیچے رکھدیتا اور آپ سو جاتا صبح کو سب جب اپنا مال ڈھونڈھتے تو عادیہ بانو کے تکیے کے نیچے یا اُسکے پاندان مین پاتے اپنا اپنا اسباب اور مال اُٹھا لیجاتے عادیہ سخت متحیر ہوتی اور شرماتی مگر کچھ زبان پر نہ لاتی ایکدن امیر کے گھوڑے کا لعل چورا کر اپنے منہ مین رکھلیا اور مطلقا کسی کو معلوم نہ ہوا اور یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو پہونچی کہ گھوڑے کا ایک لعل گم ہوگیا وہ جواہر قیمتی مکان ہی مے کھو گیا یا گمان اُسدن خواجہ کی نظر عمرو کے منہ پر پڑگئی دیکھا کہ ایکطرف کا گال کچھ سوجا ہے خواجہ اور بھی عادیہ اور لونڈیون پر جو لڑکون کی محافظ تعین خفا ہوئے اور عمرو کو پاس بلا کر دیکھنے لگے کہ یہ ورم کیسا ہے گل چوہا یا اُسکے منہ سے لعل گل پڑا خواجہ نے کہا کہ خدا خیر کرے ہرگاہ اس خرد سالی مین اسکا یہ حال ہے تو جوانی مین دیکھیے یہ کیا کریگا کیا کیا غضب ڈھائیگا غرضکہ عمرو کے ہاتھ سے سب نالان تھے اور کبھی اُسکی حرکات صغیرین سے بعض اوقات خفا تھے جب امیر حمزہ اور مقبل و عمرو پرورش پا لیکر ہوئے خواجہ عبد المطلب نے ایک ملا کے پاس کہ بنی ہاشم اور بنی امیہ کے لڑکون کو پڑھاتا تھا ان تینون لڑکون کو بھی پڑھنے کو بٹھایا مکتب خانے مین بطریق رسم ملک کے بھیجوایا پہلے دن تو بسم اللہ پڑھائی گئی موافق رواج زمانہ کے تقریب شادی کی عمل مین لائی گئی جب دوسرے دن ملا کو سبق دینے لگا امیر و مقبل نے تو جو کچھ ملا نے بتلایا اُسکو پڑھا لیکن عمرو سے جب اُسنے کہا کہ الف بولا سا ستد برحق ہے ملا نے کہا میں کہتا ہون کہ الف کہ تو کہتا ہے کہ راست و برحق ہے یہ کیا بات ہے کیسا احمق ہے عمرو نے کہا کہ جو آپ کہتے ہین میں اسکا جواب دیتا ہون جو بات مین سمجھتا ہون وہ خدمت عالی مین عرض کر رہا ہون یعنی آپ کہتے ہین الف مین کہتا ہون راست و برحق جدا مین سمجھ فرق نہین ہے یعنی الف سیدھا ہے اور الف کا عدد ایک ہے اور ذات وحدہ لاشریک کی بھی واحد ہے اگر یہ غلط اور غلط کہتا ہون تو

ہاتھ دھوے اور جی مین سوچا کہ یہ وہی مٹھائی ہو کہ عمرو نے آج فاتحہ دلوائی ہو شب بخیر صبح کو عمرو ہی اوڑھن ہون کوڑا ہو اور اسکی پشت و کمر ہو اور مین ہون اُسدن کا حال سنیے کہ صبح ہوتے ہی سب سے پہلے عمرو مکتب مین آیا اور بھپوتے کو جھاڑ جھوڑ ملّا کا مسند تکیہ لگا کر کتاب کھول کے پڑھنے لگا ملا نے جو آکر اُسکو مکتب مین دیکھا دل مین کہا اسپر میرا خوف غالب ہوا ہو کہ سب سے پہلے آیا ہو آج اُسکو کچھ نہ کہنا چاہیے بھلا و ادیا چاہیے ملّا نے سبکو سبق دیکر کہا کہ مین حمام مین جاتا ہون بہت جلد وہان سے فراغت کرکے آتا ہون تم لوگ بیٹھے ہوئے پڑھو اور اپنا اپنا سبق یاد کرو اور خضاب تیار کرکے عمرو کے ہاتھ پہلے سے حمام مین بھیجدیا اور پیچھے آپ قصد حمام کا کیا عمرو نے راہ مین فرصت پاکر پیسہ بھر ہرتال خوب باریک پیسکر خضاب مین ملا دیا ہرگاہ ملا جی حمام مین گئے وہ خضاب ڈاڑھی مونچھون مین لگا کر ایک ساعت کے بعد گرم پانی سے جو دھویا مونچھ ڈاڑھی کا صفایا ہوگیا اشک ندامت سے مُنہ دھویا لہٰذا پانی پانی ہوا ہر ایک سے مُنہ چھپانے لگا رات کو ایک برقع چہرے پہ ڈالکے خواجہ عبدالمطلب کی خدمت مین گیا اور صورت اپنی دکھا کر خوب منہ پٹیا اور رو کر کہا عمرو نے اس بڑھاپے مین میری یہ شکل بنائی اس خیر سے مین تجھے دولت دکھائی مارے شرم کے کسی کو مُنہ نہین دکھا سکتا ہون کسی دوست آشنا کے پاس کیونکر جا سکتا ہون اور تمام قصہ اور مٹھائی اور آسمین جال گوٹے ڈالدینے کا بیان کیا خواجہ نے انکو تو عذر کرکے رخصت فرمایا اور عمرو کو سزا دینے کے واسطے بلا بھیجا اور امیر سے کہا کہ اگر کبھی تم نے عمرو کا نام لیا تو ہم تم سے بہت آزردہ ہونگے بیٹا ایسے نالائق شریر کو اپنے پاس کوئی ٹھہراتا ہو شہدے بچے کو کوئی گھر مین بلاتا ہو ایسے آدمی کی صحبت مین انسان بدنام ہوتا ہو صحبت بد کا بدر انجام ہوتا ہو عمرو کی جدائی کب گوارا تھی دو شبانہ روز تک بھوکے پیاسے رہے کوٹھے پر جا جا کے رویا کیے یہ خبر خواجہ عبدالمطلب کو پہنچی چار ناچار عمرو کو بلوا کر تقصیر معاف کی امیر کے حوالے کیا اور ایک رقعہ ملا کو سفارش مین لکھدیا ملا نے مضمون رقعہ کا یہ پایا کہ عمرو بھر مکتب مین داخل ہوا الحمدللہ کسی شاگرد کے گھر سے ملّا کیلئے کھانا نہ آیا ملّا صاحب عمرو کو لے جاکر اپنے گھر مین پہونچا آئے الاّ راہ مین کچھ چالاکی نہ دکھلائے اگر راہ مین بھولا تو آسمین مُرغ کا چوزہ ہی ہو نکل سے کبھی ہاتھ نہ آئیگا عمرو بولا کہ مجھکو کھونے سے کام کیا ہو مجھے کیا کاٹنے کا ٹا ہو استانی صاحبہ کو دیتا ہون اُنسے جواب لاتا ہون اس خوان کو لیکر وہانسے تو روانہ ہوا جب ملا کے مکان کے نزدیک پہونچا تو ایک جگہ خوان سر سے اُتار کر کھولا تو آسمین مٹھے چاول نظر آئے منہ مین پانی بھر آیا بھوکا تو تھا ہی اُس جگہ بیٹھکر خوب پیٹ بھر کے نوش جان فرمایا جسقدر بچ رہے وہ کُتون کے آگے ڈالدیے اور خالی قاب خوان مین رکھ کر کسنے اوڑھ لیا اور ملا کے گھر پہونچکر استانی کو پکارا وہ دروازے پر جب آئین یہ خوان حوالے کرکے کہا کہ ملا صاحب نے اسکے کھونے کو منع کیا ہو اور فرمایا ہو کہ کھانا کچھ نہ پکانا اور ہمسائے مین حوالیک دو دوست تمھارا ہو انکے یہان کھانا بھیجدینا وہ بیچاری تو عمرو کے فریب سے ناواقف تھی منہ آپ بھی

کچھ نہ پکایا اور ہمسائے مین بھی دو بیبیون کو کہ اُسکی دوست جانی تھین کھانا پکانے کو منع کہلا بھیجا اتفاقاً اُس روز جو ملا صاحب مکتب سے اُٹھے تو ایک دوست کی ملاقات کو گئے کہ گھڑی بھر دید و اوید کرتے چلین کچھ گفت و شنید کرتے چلین اُسنے دوپہر رات گئے تک ملا کو نہ چھوڑا ہر چند کھانا کھانے کو کہا ملا نے کہ میٹھے چاولون کا مزہ منہ مین تھا کچھ نہ کھایا جب رخصت ہو کر گھر مین گیا اور بی بی سے پوچھا کہ آج کیا پکایا ہے تو کہا آج بڑی تکلیف ہوئی میرے انتظار کی تمنے کچھ کھایا یا ابھی تک کچھ نہین کھایا اُسنے کہا کہ پکانی کیا تم نے کھانا پکانے کو منع کر بھیجا تھا اور فلانی فلانی بیبیون کو بھی مین نے تمھارے بموجب کہنے کے کھانا پکانے کو منع کر دیا تھا سو آج خلاف معمول دوپہر رات تک باہر رہے مہانون سے ایسے بیخبر رہے وہ بیچاریان بھی اپنے خاوندون اور لڑکون سمیت بھوکی بیٹھی ہین کھانے کی راہ تک ہی ہین بہرحال کھانا جو تم نے بھیجا ہو وہ رکھا ہے پہلے تو کچھ اُن بیچاریون کو کہ جنکو تمھارے کہنے سے مین نے مہمان کیا ہے بھیجو پیچھے آپ نوش جان کرو ملا نے یہ جملہ سنکر اپنے دل مین کہا کہ خدا خیر کرے یہ حرکت عمرو کی خالی از علت نہین ہے دال مین کچھ کالا ہے یہ امر بھی خالی از شرارت نہین ہے خوان جو کھول کر دیکھا تو اُس مین خالی قاب پائی دل مین سوچا آزمودہ را آزمودن جہل ست تیز عقل پر کیا شامت آئی کہ اس کمبخت ازلی کے ہاتھ سے ذلک اُٹھایا کہا ہے اور پھر اُسپر اعتماد کرتا ہے ملا نے مع اہل و عیال اُس شب کو فاقہ کیا اور یہ حال سنکر اُنکے ہمسایون نے جو مدعو تھے آدمی بھیجکر انکا سا تھ دیا صبح کو ملا نے کچھ ناشتا کر کے مکتب مین جاکر عمرو سے پوچھا کل جو کھانا خوان مین بھیجا تھا کھایا عمرو نے کہا کہ کھانے سے تو مین نہیں واقف وہ مرغ جو آپ نے بھیجا تھا اثنا راہ مین خوان پوش اور کسنے کو پھاڑ کر اُڑ گیا مین نے بہت تلاش کیا پتا نہ لگا ملا نے کہا کہ تو نے کھانا پکانے کو میرے گھر مین کیون منع کیا اور بیفائدہ گھر والونکو رنج دیا اور مین نے کب کہا تھا کہ ہمسائے کے لوگون کو مدعو کرنا اور اُنکو بھی میرے ساتھ فاقہ مرنا عمرو بولا کہ یہ البتہ تقصیر ہوئی ملا نے عمرو کو باندھکر تار و تار واقعی سزا دی اُسنے اُسکی تضمیع کرائی اور اُس سے رہائی دلائی اور کہا کہ اب اس سے ایسا قصور نہ ہوگا اسکو آپکا نقصان متظور نہ ہوگا لیکن عمرو دلین ملا کا جانی دشمن ہو گیا ہر وقت اس بیچارے کے درپے ذلت ہوا پونکہ ابوجہل اور ابی سفیان بھی اس کمتب خانے مین پڑھتے تھے وہ بھی وقت جب سب لڑکے سو رہے نیند مین غافل ہو گئے عمرو نے انکو ٹھلی یا ابوجہل کی اُنگلی سے اُتار لی ملا کے گھر مین جاکے ملا کی بیٹی کے صندوقچہ مین رکھدی اور اُس لڑکی کے کان کی بالی ملا کے نام سے لاکر ابوجہل کے ہاتھ مین ڈالی اور چپکا ہو رہا صبح کو ملا نے سب لڑکے جاگے منھ ہاتھ دھو کر پڑھنے لگے ملا نے ابوجہل کی اُنگلی مین اپنی بیٹی کی کان کی بالی پہنی دیکھی تو کچھ کان کھڑے ہوئے لیکن کچھ کہہ نہ سکے ابوجہل سے پوچھا کہ یہ بالی تو نے کہان پائی ہے ابوجہل اپنے ہاتھ کو دیکھکر سخت متحیر ہوا اور بگڑ کر کہنے لگا کہ مین نہین کہہ سکتا کہ کسنے یہ بالی میرے ہاتھ مین پہنائی ہے عمرو بولا کہ تیرا مجھ سے پوچھنے مین اس بات سے خوب واقف ہون یہ راز مجھپر آشکار ہے اگرچہ خلاف ادب اس کا اظہار ہے ملا نے کہا

عمرو بولا کہ دوپہر کو جب آپ اور سب لوگ سو جاتے ہین یہ اُٹھکر آپ کے گھر جایا کرتا ہے پھر اُسی پانون جھٹ پٹ پھر آیا کرتا ہے آج جو یہ اُٹھکر چلا قضا کا ریسری آنکھ اُسوقت کھل گئی مین بھی اُسکے پیچھے دبے پانون گیا جب یہ آپ کے دروازے پر پہونچا اسنے دروازے کی زنجیر ہلائی آپکی صاحبزادی اندر سے دوڑی آئی پہلے تو بایکدیگر بوس وکنار ہوا پھر آنے جانے کا قول وقرار ہوا بعد ازان کچھ باتین راز ونیاز کی ہوئین چلتے وقت ابوجہل نے اپنی انگوٹھی اُسکو دی اور اُسکے کان کی بالی آپ لی مین یہ ماجرا سب دیکھتا رہا بعد ازان خفیہ یہان آکر سوتا بنگیا یہ سنکر ملا کی آنکھون مین خون اُترا ابوجہل سے بالی لیکر اسقدر اُسکو چونچا کرکے مارا کہ اُسنے چیخی کا دودھ اُگل دیا اور اُسی غیظ مین اپنے گھر جاکر بیٹی کو پاس بلایا اور اُسکا صندوقچہ منگایا دیکھا تو فی الحقیقت اُسمین انگوٹھی ابوجہل کی رکھی ہے نہایت احتیاط سے محفوظ دھری ہے یہ دیکھتے ہی اس بیچاری کے سر کے بال بکھرے اپنے طمانچے اُسکے گل سے رخسارون پر لگائے کہ وہ تلملا گئی غش کھا گئی اور مُنہ اُس کا تانبا سا ہوگیا ان اُسکی گالیان دیتی ہوئی دوڑی کلیجہ کو سودا ہوا ہے شیطان ابھی سر پر چڑھا ہے اُس بیچاری کو مارے ڈالتا ہو قصور اُسکا ہے کیا ہے اور ایک دو تھپڑ چپیڑ پر مارا تو ملا اپنی بیٹی کو چھوڑکر اُسکو پٹا اُسکی ڈاڑھی اُسکے ہاتھ مین اور اُسکی چوٹی اُسکے ہاتھ مین لوگ محلے کے غل شور سنکر دوڑے اور ملا سے کہنے لگے کہ تملو عورت پر دست درازی کرنے کا سبق کسنے پڑھایا ہے اور کس اُستاد نے آپ کو یہ علم تعلیم فرمایا ہے جس کتاب مین یہ لکھا ہو کہ خصم جورو کو مارے ہمکو تو دکھا دو یہ مسئلہ ہمکو بھی خوب سمجھا دو القصہ بیچ بچاؤ کرکے ہر ایک کو لعنت ملامت کرنے لگے اور عورت پرستی دراخوری کی جانعت کرنے لگے قضارا اُسکے دوسرے دن جمعہ کا دن تھا لڑکون کی چھٹی تھی جابجا لہو ولعب مین مشغول ہر ایک طفل کم سن تھا مگر عمرو کو نئی سوجھتی تھی ایک بساطی سے جاکر کہا کہ تمہاری جورو کا حال بُرا ہے مجھے منت کرکے لوگون نے خبر کرنے کو بھیجا ہے بساطی یہ بات سنتے ہی رونپٹیتا اپنی ڈاڑھی کھسوٹتا گھر کو چلا عمرو تھوڑی دُور اُسکے ساتھ جاکر الگ ہوا اور آٹے یا نون اور راہ سے دوکان پر آکر اُسکے شاگرد سے کہا کہ وہ بڑا بکس جو سوئیون کا ہے تمہارے اُستاد نے مانگا ہے کہ ایک شخص مول لیگا دام خاطر خواہ دیگا وہ خود نہ آسکے اسواسطے مجھکو بھیجا ہے آیندہ تمکو اختیار ہے دینے نہ دینے کا اُسنے سمجھکر کہ لڑکا کاظاہر مین معتبر معلوم ہوتا ہے فرب اور دغابازی کیا جانتا ہوگا بکس سوئیون کا حوالہ کیا عمرو بیکتب مین پہنچا اور میدان خالی پاکر ملا کے تمام بچھونے اور تکیے مین سوئیان چبھوئین اور آپ اپنے گھر کو چلا آیا جو کہ اُسدن ملا اور اُس کی جورو سے جوتی بیزار ہو چکی تھی گھر مین کھانا وغیرہ کچھ نہ پکا تھا آفت مچی تھی ملا روٹھکر مکتب مین آیا اور بستر بچھایا کہ آج ہمین سو رہونگا اور رگھو پیچھے نہ جاؤنگا جونہین بچھونے پر پانون رکھا وہ سوئیان تلوؤن مین چبھ گئین چیخ مارکے بیٹھ گیا جو تڑ چھڑ گئے سوئیان پار ہوئین بیتاب ہوکر جو لیٹ گیا تو کمر اور پیٹھ مین سوئیان رگ گئین بیقرار ہوکے کروٹین لینے لگا تمام بدن صورت غربال بنگیا دن جمعہ کا شاگرد بھی نہ تھے کہ سوئیون کو اُسکے بدن سے نکالتے اُستاد کو اس رنج ومحن سے چھڑاتے وہ سوئیان جیسے بدن مین پیوست ہوئی تھین ویسے ہی پیوست رہین ملا بدن چھ گیا

اور ہر بُن مو سے خون کا فوارہ چھوٹنے لگا دوسرے دن ہفتے کو جو لڑکے آئے تو دیکھا کہ مُلّا صاحب مچھلی کی طرح تڑپ رہے ہین کراہتے ہین اور بچھو نے پیبتاب اور پُر مردہ پڑے ہین لڑکے سوئیان نکالنے لگے اور مُلّا صاحب سے جو چیخین مارتے تھے اُنکو سنبھالنے لگے اسمین عمرو بھی کہ اُسدن سب کے پیچھے گیا تھا پہونچا مُلّا کو دیکھکر رو رو کہنے لگا کہ جسنے یہ حرکت کی ہے اگر مجھکو معلوم ہووے تو ایسا ہی حال اسکا بھی کرون اپنے استادجی کا بدلہ اُس سے بخوبی لون اور جھٹ پٹ ایک میانہ لاکر مُلّا صاحب کو سوار کیا اور جراح کے گھر لیچلا جب اس بساطی کی دوکان کے قریب میانہ پہونچا وہ عمرو کو پہچان کر دوڑا اور کہنے لگا کہ اوئے لڑکے تو بڑا فتنہ انگیز اور تماشاہی تو نے مجھکو تو جھوٹ موٹ فقیر کہ تیری جورو جان بلب ہے گھر کو روانہ کیا اور میرے شاگرد سے میرا نام لیکر کئی ہزار سوئی کا پڑا لیکر چلتا ہوا اب تو کہان جاتا ہے ابھی تیرا کچومر نکالتا ہون سوئیان اپنی تجھ سے لونگا تجھے اس چالاکی کا مزہ دکھادونگا مُلّا کے کان کھڑے ہوئے جو یہ تقریر سنی اس بساطی سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ یہ کب سوئیان تیری دکان سے لیگیا تھا عمرو نے دیکھا کہ راز افشا ہوا جھٹ پٹ آنکھ بچاکر وہان سے چلتا ہوا اور مکتب مین آکر امیر اور مقبل سے کہا کہ لو خدا حافظ ہم اپنا تو اس شہر مین رہنا نہین ہوسکتا امیر کو بے عمرو کے کب چین آتا تھا یہ کلام عمرو کا سُنکے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے بیچ بچاؤ کیا معاملہ گذرا عمرو نے کہا کہ میرے تو حواس سلامت جمع نہین ہین کہا جراکہون سا قصہ راہ کا آپ کو کہ سناؤن جب قدرے اطمینان ہوگا سب مفصل عرض کرونگا تمام سرگذشت حماعت مبارک مین پہنچاؤنگا تب تو امیر نے کہا چل کہان چلتا ہے تیرے ہمارا دل کب سنبھلتا ہے ہم بھی تیرے ہمراہ ہین گو کہ آپ کی حرکتون سے خوب آگاہ ہین امیر و مقبل اور جن جن لڑکون کو امیر کے ساتھ محبت ہوگئی تھی سب کے سب عمرو کے ساتھ ہوئے اور خفیہ لزران اور ترسان آگے پیچھے دیکھتے ہوئے اُسکے جلو مین چلے عمرو سب کو ساتھ لیکر کوہ ابوقبیس کے درے مین جاکر چھپا اور ہمراہیون سمیت اس مقام مین ایک شبانہ روز رہا جب ایک رات فاقے سے گذرا دوسرے دن امیر نے عمرو سے کہا کہ ابتو بھوک کے مارے اپنا قانیہ تنگ ہے فاقے کے سبب طبیعت کا اور رنگ ہے کچھ کھانے کی فکر کیا چاہیے کسی طرح پیٹ بھر لیا چاہیے عمرو نے کہا آپ بالکل فکر نہ کیجیے اپنے ہمراہیون سے اختلاط نہ کیجیے غلام کھانا لاتا ہے دیکھیے تو کیسی کیسی نعمتین حضور کو اسمقام مین کھلاتا ہے یہ کہکر شہر کیطرف روانہ ہوا ایک قصائی سے روٹھا ہوا وہ آنت لیکر نزدیک بڑھیا کے گھر کے پچھواڑے پہونچا اُسکی مُرغیان گھورے پر چرتی تھین وہ پکڑنی شروع کین اسطرح سے کہ روٹے کے ایک سرے پر گرہ دیکر گھورے پر پھینکا جب مرغی نکل گئی دوسرے سرے کیطرف سے پھونکنا شروع کیا آنت جب پھول گئی مرغی کے گلے مین گرہ پڑی پھندا لگا فوراً پکڑ کے ذبح کیا اور صاف کرکے ایک رومال مین باندھ لیا جب پندرہ سولہ مرغیان رومال مین باندھ چکا اور کچھ لینے دینے کی تدبیر سوچا چاہا پانچ چھ مرغیان اُس بڑھیا کے چھپر پر پھینکے اور آپ منتظر وقت کھڑے رہے وہ ضعیفہ غل مچاتی ہوئی گھر سے باہر نکلی چارون طرف دیکھتی ہوئی

حیران و ششدر نکلی عمرو نے دوسری طرف سے اُسکے گھر میں گھس کے کوٹھری دیکھنا شروع کی وہاں ایک ہانڈی میں مرغیوں کے انڈے جو جمع تھے لیکر اپنی راہ لی آگے بڑھ کے ایک کبابی سے اُن مرغیوں کے کباب بھنوائے اور انڈوں کے حلوے خاگینے بنوائے اور پانچ روپے کی شیرمالیں اور نہاری اُس سے لیں اور خوانمیں رکھیں اور اُسپر کباب اور انڈے رکھکے اپنی چادر کو کسا اور اپنے سر پر رکھا اور کبابی سے کہا کہ اپنا آدمی ساتھ کر دے میرے ہمراہ چلکے کچھ دیر ہوئی اسیوقت تمہارے آدمی کے ہاتھ دام بھجوا دونگا اور خواجہ عبدالمطلب سے کہ اُنکے یہاں آج جہاب کی دعوت ہے تمہاری روٹیوں کی قیمت دلوا دونگا اُسنے جو خواجہ کا نام سُنا فی الفور اپنا آدمی عمرو کے ساتھ کیا اور ذرا بھی تکرار نہ کی سودا دینے میں کچھ انکار نہ کی عمرو نے تھوڑی دور جاکر اُس آدمی سے کہا کہ تم آگے بڑھو خواجہ کے دیوانخانے میں چلکے بیٹھو مجھے پنیر وغیرہ لیناہی لیکر آتا ہوں تمہیں اچھی قیمت دلواتا ہوں وہ تو اسطرف گیا اور آپ کوہ ابوقبیس کی طرف روانہ ہوا جب امیر کے پاس پہونچا خوان دیکھکر سُنھوں کا دل خوش ہوا خون کو جو کھولا انواع انواع کھانا اُس بھوک میں پایا امیر شیرمال و خاگینہ و کباب دیکھکر بہت محفوظ ہوئے عمرو کی چالاکیوں سے تو واقف ہی تھے فرمایا کہ پہلے یہ ارشاد ہو کہ یہ کھانا کس فطرت سے آیا ہے کونسی چالاکی اور عیاری کو کام فرمایا ہے عمرو نے کہا کہ اول طعام بعد کلام پہلے خاصہ تناول فرمائیے بعد اسکے ایسے کلمات زبان مبارک پر لائیے امیر نے ہمراہیوں سمیت اُسکو تناول فرمایا اب اُس آدمی کا حال سنیے جسکو کبابی نے روٹیوں کی قیمت کے واسطے عمرو کے ساتھ کیا تھا خواجہ عبدالمطلب کے پاس گیا اور کہا کہ اُستاد نے بعد آداب و تسلیمات عرض کیا ہے کہ حضور نے عمرو کی معرفت پانچ روپے کی شیرمالیں جو منگوائی ہیں اُسکی قیمت کیواسطے غلام کو بھیجا ہے ملا صاحب تو پہلے ہی سے مٹھی ہوئے عمرو کا دُکھڑا رو رہے تھے یہ سُنکر اور اُنکے ہوش پریشان ہوئے آسمین ایک بوڑھیا روتی پیٹتی ہوئی فریاد کی آئی کہ عمرو مجھ دکھیا کی مُرغیاں اور انڈے اس فریب عیاری سے لیگیا ہے دیکھیے مجھ بیوہ محتاج کو کیسا تباہ اور فریب دے گیا ہے خواجہ عبدالمطلب کبابی کے آدمی سے پوچھا کہ آخر عمرو کدھر گیا اُسنے کہا کہ وہ ابوقبیس کے سمت جاتا تھا اور چار دن طرف دیکھتا ہوا بھونچکا سا تھا خواجہ عبدالمطلب نے اُسکو پانچ روپے منگا دیے اور بڑھیا کو بھی دام مرغیوں اور انڈوں کے دلوا دیے اور ملا سے کہا کہ آپ کوہ ابوقبیس تکتکلیف فرمائیے اپنے شاگردوں سے عمرو کو پکڑوا کر لے آئیے ملا کی جو شامت آئے شاگردوں کو ہمراہ لیکر کوہ کا راستہ لیا اور عمرو کی گرفتاری کا قصد کیا کوہ ابوقبیس کے قریب پہونچا عمرو نے دور سے دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور امیر سے کہا کہ ملاجی ہمکو پکڑنے آتے ہیں اپنے شاگردوں کو ساتھ لاتے ہیں دیکھیے تو میں کیسی گت بناتا ہوں کس ہیئت سے گھر بھجواتا ہوں یہ سُنکر ملا صاحب تو ٹھٹھکے اپنی جگہ ٹھہرے کہ ابوجہل و ابوسفیان وغیرہ کو عمرو کے پکڑنے کا حکم دیا اور آپ کچھ دور رُوبک تبانا شروع کیا جب ابوجہل وغیرہ قریب پہونچے تو عمرو نے پکار کر کہا کہ تم لوگوں کی شامت آئی ہے بیٹھے بٹھائے کھوپڑی کھجلائی ہے ملاجی کو تو نہیں پہچانتے تمہیں کیا کہتے نے کاٹا ہے بھلا چاہتے ہو تو پھر جاؤ خیر و عافیت سے اپنے ماں باپ کو مُنھ دکھاؤ ابوجہل

مانتا تھا جرأت کر کے آگے بڑھا عمرو نے سنگریزے اُٹھا کر اس زور سے ابوجہل کے منہ پر مارے کہ تمام منہ اُسکا زخمی ہو گیا اور کنکریون کے سوراخون سے سارا بدن گویا چلنی ہو گیا بلا کے سنگریزے تھے گویا چھرے تھے ابوجہل کی پیشانی اور رخسارون مین گھس گئے تب تو ابوجہل روتا آنکھین ملتا پیچھے کو ہٹا اور رڑکون نے ابوجہل کا حال جو دیکھا ایک آگے نہ بڑھا ملا یہ سمجھکر کہ میرا خون ہو گا عمرو کے پکڑنے کو آپ چلا جو بیچ نزدیک ہو نیچا ایک پتھر اُٹھا کر ایسا مارا کہ سر ملا کا پھٹ گیا پیش روی سے قدم ہٹ گیا اور خون کا فوارہ سر سے چھوٹے اگا تب تو ملا جی بھی برسر حساب ہو کر پچھلے پاؤن ہٹے اور گھر کا راستہ لیا اور خون مین بھیگے ہوئے چلے اور اپنا سر اور ابوجہل کا منھ خواجہ عبدالمطلب کو جا کے دکھا کر تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین عمرو کے پڑھانے سے باز آیا آپنے خوب سبق میرے ساتھ فرمایا خواجہ یہ تمام قصہ سنکر آپ سوار ہو کر کوہ ابوقبیس کی طرف گئے اُس نشان پر جہان ملانے بتایا تھا چلے عمرو نے دور سے دیکھکر کہا میر خواجہ آتے ہین اُنسے میرا کچھ بس نہین چلنے کا سمجھکو یا دینگے تو معلوم نہین کیا سزا دینگے مین اپنی راہ لیتا ہون تا ق غلامی کا ادا کیے دیتا ہون اب آپ جانین اور آپ کا کام جانے جب خواجہ وہان کوہ تک پہونچے عمرو کو تنہا پایا لیکن امیر کو دلاسا دیکر اونٹ پر اپنے ساتھ بٹھایا اور بانیل مرام دوتختانے کا رہتہ لیا اور مقبل کو رڑکون سمیت اپنے غلام کے ساتھ کیا جب گھر مین آئے تو امیر کو تسلی اور تشفی دیکر فرمایا کہ بابا خبردار خبردار اب عمرو کا نام تم زبانپر نہ لانا اور اُسکو اب کبھی اپنے گھر نہ بلوانا شریف زادے ایسی صحبت بد سے پرہیز کرتے ہین ایسے مفتری متقفی کے ساتھ کی نشست و برخاست سے گریز کرتے ہین وہ تمھین بدراہ اور بدنام کریگا تمھارے آباؤ اجداد کا نام ڈبو دیگا امیر نے جب عمرو کے کہان تک آرام تھا بے اختیار رونے لگے اور خواجہ نے ہر چند سمجھایا بجھایا کچھ جواب نہ دیا چپکے ہو رہے اور سات دن تک کھانا نہ کھایا دانہ پانی کچھ مُنھ سے نہ لگایا تب تو خواجہ عبدالمطلب گھبرائے کہ حمزہ کی جہان مفت جا دیگی چار پھیر عمرو کی تلاش کو آدمی بھجوائے لیکن امیر سے کہا کہ اب عمرو کے کہنے پر عمل کرنا اُن لڑکون کی باتون کو دل مین نہ لانا جی گھبرائے تو اپنے باغ مین جا کر سیر کرنا دل بہلانا پرائے باغ مین بھولکر بھی قدم رکھنا ہمارے کہنے کا خیال ہر دم رکھنا شعر ناسخ گلگشت گل پر آنکھ ہم یون اُبھارتے ہین ۔ سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین ۔ اکبر و عمرو نے امیر کو ترغیب دی کہ آج چلکے باغ کی سیر کیجے گلگشن کی راہ لیجیے بموجب اُسکے در غلانے کے امیر مقبل عمرو کو اپنے ساتھ لیکر اپنے باغ مین تشریف لیگئے اور بہشاش بشاش بوستان کی سیر کرنے لگے عمرو اُس باغ سے نکلکر ایک بیشخص کے باغ مین گیا اور اُسکا نوکر چھپا کر آیا اور کہا حضور یہانسے قریب ایک ایسا باغ جنت نشان ہے کہ آپکے باغ کی بہار اُسکے آگے خزان ہے امیر نے پوچھا کہ کتنے فاصلہ پر اور کدھر ہے بولا کہ یہی آپکے باغ سے قریب تر ہے امیر و مقبل عمرو کے ساتھ اُسطرف چلے اور خرامان خرامان اُس باغ مین پہونچے دیکھا تو واقعی تختہ تختہ ہر قسم کے پھولون کے کھلے ہوے ہین اور چند درختون مین غنچے خوشے کے لگے ہوے ہین نہرین خوبصورت اُس روش مین جاری ہین کیاریان در پہ ریان ہر ہر تختے کی نفیس بنا ہوی ہین اُس باغ

کے میوے دیکھکر دیکھنے والے کے مُنھ مین پانی بھر آئے ایک خربا جو اُنمین کا کھائے تو لذت اور میوونکی بھجو لجائے اور نبات
باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ایسا صاف مصفا بنا ہی کہ آنکھ بھی نہین ٹھہرتی ہو پاے نگاہ پھسلتا ہی امیر اس چبوترے
پر بیٹھے گئے سیر کرنے لگے اور عمرو اِدھر اُدھر پھیر کے میوے توڑ توڑ کر اپنا پیٹ بھرنے لگا تھوڑی دیر مین ایک چنداں خربے
کے توڑ کر کھاتا ہوا امیر کے سامنے آیا امیر نے فرمایا کہ ہم بھی ان خربونکا ذائقہ چکھین زبان کو لذت بخشین بولا کہ
بیٹھو صاحب کس کس محنت سے درخت پر چڑھ کے یہ خربے لایا ہون جان پر کھیل کے آیا ہون تو آپ کھاؤن انکو
کھلاؤن اگر کھانے کا شوق ہی تو دست خود وہان خود آپ بھی اس درخت کے نیچے تشریف لے آیئے اپنے ہاتھ
سے توڑ کر کھائیے امیر نے جو درخت کے پاس جاکر چڑھنے کا قصد کیا تو عمرو بولا کہ حضرت ایسے کام کا آپکی غلام ہی
نہ کہ ایسے موٹے آدمیون کا درخت پر چڑھنا کام ہی اگر تمھارا سا بدن میرا ہوتا تو درخت کو جڑ سے اکھاڑ لاتا ہوتا امیر
کو عمرو کے کہنے پر کچھ غیرت سی معلوم ہوئی طیش سا آیا تنہ درخت پر ایک دھکا جو مارا درخت زمین پر گر پڑا جڑ سے
اکھڑ گیا عمرو بولا کہ اس درخت کا گرانا تکلف نہین رکھتا ہو ایسے پتلے درخت کا گرا دینا حقیقت کیا ہی مین بھی چاہتا تو اس
ضعیف جثے پر گرا دیتا ابھی آپ کو اپنی طاقت دکھا دیتا یہ درخت کرم خوردہ تھا اسکا اکھاڑنا حقیقت کیا یہ سنکر
امیر کا غضب بڑھا ایک اور درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا عمرو بولا کہ یہ بھی درخت گھنا تھا مگر ہان وہ جو
سامنے درخت پیش نظر ہی البتہ مضبوط اور تناور ہی اسکو اکھاڑنا کام ہی گرانا اسکا بیشک زور آزمائی کا
مقام ہی اکھڑتے بھی معلوم ہوتے امیر کو طیش آیا اُس درخت کو بھی اکھاڑ ڈالا اب تو کہنے لگا کہ اور عرب تجھکو کیا ہوا ہی
کیون پرایا باغ اُجاڑے ڈالا ہو اپنے زور کے سامنے کسی کو نہین سمجھا کچھ بھی خوف خدا کا ہوا اور یہ کہکر مالک باغ کو خبر دی
اور باغبان کو اطلاع کر دی کہ اسوقت ایسے زور سے آندھی آئی تھی کہ تیرے باغ کے تین درخت جڑ
سے اکھڑ گئے پہلے تو کچھ شاخین ٹوٹین بعد اُسکے ایک ہی جھوکے مین ایکبارگی زمین پر گر پڑے سُنکے کہا کہ یہان تو تم ہی

امیر حمزہ کا باغ عمرو باغ مین جانا اور عمرو کا درخت پر چڑھکر خربا توڑنا اور حمزہ کا تین درخت جڑ سے اکھاڑنا

ہوا نہین چلی کہ پتا بھی ہلتا ایک پھول ہی یا پھل درخت کے نیچے نہین ملتا باغ مین ایسی ہوا کہان سے آئی کہ درختون کو گرا گئی عمرو بولا کہ باغ مین جاکر دیکھو جھوٹ سچ معلوم ہو جائیگا راست و دروغ ابھی وقت فہم مین آئیگا باغبان جو باغ مین گیا دیکھا تو واقعی تین درخت جو تمام باغ کی جان تھے گرپڑے ہین زمین سے لگے ہوئے ہین زار زار رونے لگا کہ اوقات اُس بیچارے کی انھین درختون پر تھی اُسکے میوے پر اُسکے اہل وعیال کی گذر تھی امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اُسکو تسلی اور دلاسا فرمایا تین اونٹ درختون کے بدلے عنایت کیے فوراً اپنے آدمی کو بھیجکر منگوا دیے باغبان باغ باغ ہوگیا دل سے ہزارون دعائین دینے لگا شہزادہ امید نئے سرے سے ہرے ہوئے عمرو نے اُس باغبان سے کہا تو لٹرکون کو پھسلا کے اونٹ لے لیتا ہی بھلا جب تک مجھکو شریک نہ کریگا مین کب تجھے یہ اونٹ پھیرنے دونگا شتر بے مہار دیکھ تو کیسا چراناک مین دم کرونگا اُسنے ڈرکے مارے ایک اونٹ عمرو کو دیا اور دو اونٹ آپ لیکر اپنا راستہ لیا

داستان نظر کردہ کرنا امیر و مقبل و عمرو کو اولیا اللہ کا

شہسواران انامل منشیان مشین خامہ خوشخرام کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین شہسب تیز گام قلم کی چالاکیان معرکۂ قرطاس مین کس خوبصورتی سے دکھاتے ہین کہ ایک روز امیر حمزہ مقبل و عمرو اپنی دولتسرا کے برآمدے پر بیٹھے ہوئے تھے مع رفیق و احباب اُسمقام پر جلوہ فرما رہے تھے کہ لوگون کو اُسطرف سے بکثرت جاتے ہوئے دیکھا دیکھکر عمرو سے کہا خبر تو لاؤ یہ لوگ کہان جاتے ہین مجھے جلد آکر نشان بتلاؤ جہان جاتے ہین عمرو نے آکر خبر دی کہ کچھ سوداگر گھوڑے لائے ہین باہر سے کئی کاروان آئے ہین اُن گھوڑون کے دیکھنے کو خلقت جاتی ہی بھی طرح سے بے مبالغت دیکھ بھال آتی ہی اگر حضور کے دلمین شوق ہو تو تکلیف فرمائیے سیر چلکر دیکھ آئیے امیر نے گھوڑون کا نام سنکر اُسیطرف کا قصد فرمایا فرط شوق سے پیادہ پا دوست و احباب سے قدم بڑھاتا وہان جاکر دیکھا تو واقعی بہت عمدہ عمدہ گھوڑے ہین ہر قسم کے ترکی تازی عربی نجدی جنیبی کیب وغیرہ موقع موقع پر بندھے ہین اور کل رونہین ایک گھوڑا زنجیرون سے جکڑا ہوا منھ مین چھینکا دیا ہوا آنکھون پر اندھیریان پڑی ہوئین پاؤنمین اگاڑی پچھاڑی کی بانکہ زنجیرین بڑی بڑی پڑی ہین ایک شامیانے کے نیچے بندھا ہی شیر بنا ہوا کھڑا ہی عمرو نے اُسکے لاک سے جاکر رابطہ پیدا کیا اور پوچھا کہ اس گھوڑے کو زنجیرون سے کیون باندھا ہی اُسنے کو سنا قصور کیا ہی وہ بولا یہ گھوڑا کڑا اڑیل ہی کچھ عیب شرعی رکھتا ہی چرنے نہین دیتا تو کیسا کوئی اُسکے پاس بھی نہین جاسکتا ہی چھینکون مین رکھکر اسکو دانہ پانی دیا جاتا ہی بڑی مشکلون سے پانی پیتا اور دانہ کھاتا ہی عمرو بولا کہ یہ تو کہنے ہی کی بات ہی یہ کیا معمولات ہی کہ کوئی اسپر سوار نہین ہو سکتا ہی ہوا بنا رکھا ہی بھلا اگر کوئی اسپر چڑھے تو کیا ہا روگے اور اُسکو کیا دوگے اُسنے کہا کہ ایسا تو مین یہان کسیکو نہین دیکھتا ہون اُن لوگون کو خوب آزما چکا ہون اگر کوئی سوار ہوئے اور اُسکو دس پانچ قدم پھیرے تو یہی گھوڑا بیدم و درم نذر کرونگا ہزارونکی ملیت دیدونگا عمرو نے یہ سنکر خوب قول و قرار مضبوط کرکے ہاتھ مار لیا اور چند سوداگرون کو کہ وہان اُترے ہوئے تھے اس شرط پر گواہ کیا

اور امیر سے آکر شرط کی نقل کی اور اُس گھوڑے پر چڑھنے کی ترغیب دی امیر اُس گھوڑے کے پاس گئے اور اُسکو زین بند ھوا کر زنجیرین اور زمد ھیریان اُسکی کھلوا دین میدان مین مگایا جب قصد چڑھنے کیا ایال پر ہاتھ رکھا گھوڑا کھلتے ہی اپنے جوہر ذاتی دکھانے لگا چراغ پا ہوکر قلابان بجانے لگا امیر اُسکے نزدیک جاکے ایک جست کرکے اُسکی پیٹھ پر جا بیٹھے تسمہ سے پرمنھ ڈالا ٹاپین مارنے لگا کاندھی دی پٹنگ جھاڑی امیر نے ایک گھونسا ایسے زور سے اُسکے سر پر جڑا کہ گھوڑا بیتاب ہوگیا عرق مین غرق ہوگیا اور بکدی کیطرح کان ڈالدیے دم نیچی ہوگئی پھر تو امیر نے اُسے قدم پر لگایا پھر دہانہ رنگ اور پوئی اور سرپٹ دوڑایا پیڑی جو کڑی کی تو گھوڑے کو ہوا لگی اُسکا منھ زور ہونا ہر چند لگام کو کھینچا لیکن نہ تھما پچاس کوس تک بگ ٹٹ چلا گیا آخر امیر نے بنا گمدکیا کی کر توڑ ڈالی تمام شرارت اور زوری کی لذت دکھادی گھوڑا تو گر گیا امیر پیدل پھر کو پھر اکیلے پیادہ پا دلی کی عادت تھی پیدل چلنے کی قدرتی بانوں مین پھلانگتے گھڑیہ پنچے کے لائق پڑا کہ قدم آگے نہین رکھ سکتے تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے کیا ہین کہ ایک سوار نقاب پوش آیا ہے ایک گھوڑا لایق رنگ زین مرصع سے مزین کوتل ہمراہ لاتا ہے المقصہ جمعہ نظم کرے وصف اُس اسپ کا گر قلم ہو سیاہ ہو نام کمیت قلم کہ کمان بادی خنگ خلک نے پیچال ہو کرے باد صرصر وہ پا خیال ہو چہرہ نقاب پوش امیر کے پاس آیا طریقہ سلام علیک بجا لایا اور کہا کہ یا حمزہ میں خنگ ساتھی ہون علیہ السلام کی سواری کے لیے لایا ہون اسکا نام سیاہ قیطاس ہے مین وصف یاد ہا ری کا ہی ہے اسکے حکم ہے تیری سواری کو اٹھا لایا ہون اور جب سے میں اسکو لایا ہون نظر کردہ کرنے آیا ہون کوئی پہلوان جہیز بردست زور کا تیرا مقابلہ کرے اسکا شاہد بیت ہوگا

سیاہ قیطاس دینا پیر مرد کا امیر کو

سب تیرے کیے درست رہینگے اور سب کے سب تیری اطاعت کرینگے یہ پتھر جو سات پٹارہی انبار سا گاہی اسکو ہٹا کر زین کو کھود دیکھین سے ایک صندوق نیلون کے سلون کا برآمد ہوگا اُسمین ہتیار ہر ہر قسم کا تحفہ سے تحفہ بیشمار ہوگا اسکو اپنے بدن پر لگانا وقت پڑے کے جوہر آزمانا امیر نے فی الفور اس پتھر کو ہٹایا اور زور اپنے ہاتھ پاؤن مین اس قدر پایا کہ گمان مین بھی نہ تھا اُسکا چہارم حصہ دھیان مین بھی نہ تھا زمین کے کھودنے مین

زور آزمایا تین پیراہن حضرت اسمٰعیل خود حضرت ہود زرہ حضرت داؤد دستانہ حضرت یوسف موزہ حضرت
صالح کمربند و خنجر رستم صمصام و تمغام برخیا سپر گرز شاسب گرز سام بن نریمان نیزہ شہراب نیزہ حضرت نوح
علیہ السلام کا تکا کر دیکھا بھالا اور اُن ہتھیاروں اور لباس کو زیب تن فرمایا اور بسم اللہ کہہ کے سیاہ قیلماس کو
زیر ران لایا شعر آیا جو زیر ران وہ گھوڑا زمین چڑھا بادل پڑ گیا کہ خاتم زمین پر نمین چڑھا بادر وہ نقاب پوش نظر
سے اوجھل ہو گیا اور ایک آن کی آن مین ساٹھ سے غائب یہ چل وہ چل ہو گیا کتنے ہین کہ وہ نقاب پوش
حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو اُسوقت معین و معاون امیر حاجیقام تھے واللہ اعلم بالصواب امیر تو مکہ کی طرف
متوجہ فرما ہوئے دولتسر اکی طرف تشریف لیچلے اب عمرو کا حال سُنیئے کہ دس کوس تک تو امیر کے پیچھے پیچھے گرتا پڑتا
چلا آیا اور طاقت نچھوڑی ساتھ دوڑنے سے قدم نہ ہٹایا جب تلوے پاؤن کے خارستان سے خانہ زنبور ہو گئے
اور جسکی تشنی درخت کے نیچے بیہوش ہو کر گر پڑا خدا کی قدرت سے حضرت خضر علیہ السلام شہر وے کے سر پر پہونچے
اور دلجوئی کرنے لگے اور زمین سے اُسکو اُٹھایا اور اُسکو اپنا منظور کردہ کر کے فرمایا کہ اے عمرو اُٹھ مجھے
سے تجھکو نظر کیا تجھ سے آگے کوئی نہ جا سکیگا یہ کہکر نظروں سے غائب ہو گئے خدا جانے وہ کون تھے
عمرو نے اُٹھکر ایک دوڑ ماری اُنکے فرمانے کا آزمانا تھا کہ آنکھ کی تھی دیکھا تو فی الحقیقت ہوا سے جی کے تیز پڑتا ہے
اسمٰعیل بھی مجھ سے آگے بڑھ جانے کا مجال کیا ہو سجدہ شکر کر کے امیر کی تلاش کو چلا اُس ہمت کی طرف بھر
امیر کو چھوڑا تھا بڑھا چڑھا قدم نہ گیا تھا کہ سامنے سے امیر نمودار ہوئے دونوں طرف سے ذوق و شوق اور مصافحہ
و معانقہ کے اظہار ہوئے عمرو سلاح اور گھوڑے کو دیکھکر متحیر ہوا امیر سے کہنے لگا کہ اے عزیز یہ گھوڑا سودا گر کا کیا کیا اور
اُسے بتا کر کس طرح قابو کر کے یہ گھوڑا اور اسباب چھین لیا امیر نے فرمایا کہ پرائی جان کا مارنا تیرا کام ہی کیا نامعقول آدمی
تین خانہ کے حکم سے نظر کردہ حضرت جبرئیل ہوا ہون کفیل سلاح انبیا علیہم السلام کا ہون اور یہ گھوڑا سیاہ قیلماس نام
حضرت اسحٰق کی سواری کا ہے اور بقیہ سلاح نبیون کا خداوند کریم نے مجھکو عنایت کیا ہے عمرو بولا کہ یہ تین جب جانون
کا کارشاد ہے جانون کہ آپ کا گھوڑا مجھ سے آگے نکلجاوے اور میرا قدم تھوڑا سا بھی پچھل جاوے امیر نے اپنے
دل مین کہا کہ یہ کیا بکتا ہے اس مسخرے کو سودا ہوا ہے آدمی کہین ایسے گھوڑے کے برابر دوڑ سکتا ہے انسان اس سے
آگے نکلجائے کیا بکتا ہے کہا کہ لیجیے آیئے اپنی دوڑ میرے گھوڑے کے روبرو دیکھا چاہیئے عمرو نے کہا کہ پہلے کچھ شرط
بھی ہو جیسے میری دلجمعی کر دیجیے امیر نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے جسے شرط بدے عمرو نے کہا کہ اگر مین اس گھوڑے سے
آگے نکلجاؤن تو دس مشتر آپ سے لون اور اگر گھوڑا مجھ سے آگے نکلجاوے تو میرا باپ ایک سال تک بیمزد و محنت
میرے باپ کے اونٹون کا گلہ چرا دے امیر نے قبول کیا اور گھوڑے کی باگ عمرو بھی ساتھ ہوا دوکوس تک گئے
عمرو اور گھوڑے کے قدم برابر پڑتے تھے دونون گوش بگوش چلے جاتے تھے دونون تیز رفتاری مین صبا کے ہوش اُڑاتے تھے

امیر عمرو کی دوڑ کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اُسکی چالاکی سے ششدر رہگئے عمرو نے عرض کی کہ یا امیر مومنین بھی نظر کرینگے حضرت خضر علیہ السلام ہوا ہون اور فیض یافتہ ایک بڑے نبی کا ہون اب ذرا حال خواجہ عبدالمطلب کا سنیئے کہ جب گھوڑا سوداگر کا امیر کو لیکر بھاگا اور عمرو امیر کے پیچھے پیچھے گرد ان روانہ ہوا یہ خبر سن دعن خواجہ عبدالمطلب کو پہونچی خواجہ بدحواس ہوگئے اور مع رؤسا مکہ شہر کے باہر نکلے دیکھا کہ سامنے سے امیر سلاح نسروی گائے خود زرہ تیغ سپر سے سجائے سیاہ قیطاس پر سوار سلامت اقبال و دشمت مہین سعادت آگین سے نمودار اور عمرو اُنکا شکار بندھے ہوئے ہوچلے آتے ہین بشرے سے آثار مسرت و بشاشت پائے جاتے ہین یہ دیکھکر خواجہ کا حزن و ملال مفارقت دفع ہوا سرخی چہرے پر دوڑ گئی سجدہ شکر ادا کیا امیر خواجہ کو دیکھکر گھوڑے سے اُتر پڑے اور تسلیم بجالا کر قدمبوس ہوئے خواجہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا آنسو آنکھون مین بھر آئے اور خوش خوش امیر کو لیکر گھر مین آئے اور بہت کچھ امیر پر صدقے کیا فقرا و مساکین کا کاسہ امید بھر دیا پھر بیت سب اور سلاح کی بابت بھی امیر نے تفصیلوار سب حال ظاہر کیا خواجہ نہایت محظوظ ہوئے اور منعم حقیقی کا شکر کرنے لگے مقبل وفادار کا حال سُنا چاہیئے جس نے کہ امیر کی ہر گز نہ چھوڑا تھا جب امیر عمرو نظر کردہ جبرئیل و خضر علیہم السلام ہوئے خدا کے فضل سے یہ دونون نہ تو کیونکر ان سے ہوسکتا ہے دل مین سوچا کہ تو ان سے کمتر ہے بہتر یہ ہے کہ چلکر نوشیروان کی خدمت اختیار کرین شاید اسے اچھا رہے ریت پہنچے توسی عمدہ مامور ہوکر برسر اعتبار ہوجائین نصیب جاگین بخت بیدار ہوجائین وہان سب کی عزت برابر ہوگی ملازمت سلطان مین ایک اور فائدہ ہے دوسرے یہ خیال بناکر شہر سے باہر نکلا اور مدائن کی طرف روانہ ہوا چلا چلتے کوستک گیا ہوگا کہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل سے کہنے لگا کہ ایسے جینے سے تو مرنا بہتر اس ذلت و خواری سے تو جان سے گذرنا بہتر نہ زادراہ ہے نہ سواری ہے کیونکر مسافت اور ذلت و خواری ہو یہ سوچکر درخت پر چڑھ کے ایک سرا اپنے کمربند کا درخت مین باندھا اور دوسرا سرا پھانسی بناکر اپنے گلے مین ڈالا اور لٹک کر ہاتھ پانون مارنے لگا قریب تھا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے کوئی دم کے دم مین وارفتا سے گذر جائے کہ شیخ خدا صاحب بل اتی شاہ خیبر شکن ثانی پنجتنؑ نے پہونچکر آواز دی مقبل زمین پر گر پڑا حضرت نے اُسکو اُٹھالیا پانچ تیر ایک کمان عنایت کرکے فرمایا کہ ہمنے تجھ کو تیراندازی کا فن عطا کیا اس فن مین بے نظیر و بے بدل کردیا ہے بڑے بڑے استاد ترا مانہ تیری شاگردی سے افتخار کرینگے اس فن مین شاطران روزگار تیرا مقابلہ نہ کرسکینگے مقبل نے عرض کی کہ اگر کوئی مجھسے پوچھے کہ تو کسکا نظر کردہ ہے تو کیا بتلاؤنگا ہر شخص کو کیا جواب دونگا فرمایا کہ کہیو اسد اللہ الغالب کا نظر کردہ ہون اسی خاندان کا تمک پروردہ ہون مقبل وہ پانچون تیر اور کمان لیکر شاد شاد کے کی طرف روانہ ہوا وہان امیر اور عمرو نے مقبل کو جو نہ دیکھا تو پھرا کے عمرو مقبل کی تلاش کو نکلا شہر کے باہر قدم بڑھایا تھا کہ سامنے سے مقبل نظر پڑا خوش خوش دوڑکر مقبل سے لپٹ گیا امیر کے پاس لے چلا

مقبل نے امیر کو تین حاضر ہو کر وہ تیر و کمان دکھائی اور کیفیت اپنی نظر کروگی کی سنائی امیر بہت خوش ہوئے اور بادشاہ سے کہا

خراج لینا امیر کا اور مسلمان کرنا شاہ یمن خوش تقدیر کا

کلید خامہ سے قفل دوات کھولکر تحریر مضامین ارباب ہنر پر اشکار کرتے ہین در ہاے معانی مخفی کو وضع جملہ کالکار آویزہ گوش سامعین سلیقہ شعار کرتے ہین کہ ساتوان برس امیر کو شروع تھا کہ ایک دن بطریق سیر بازار لیطون مع مقبل و عمرو تشریف لیگئے اُدھر بازار مین کچھ لوگ سہیل یمنی سپہ سالار شاہ یمن کے بحکم شاہ یمن خراج تحصیلنے کو بیٹھے ہوئے تھے دوکاندارون سے خزانہ تحصیل کرتے تھے جسکے پاس کچھ دینے کو نہ تھا دو دعدہ کرتا تھا لیکن جرم نہ مانتے تھے مار دھاڑ کرتے ذلیل و خوار کرتے تھے امیر نے عمرو سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ مثل و شور کیسا ہے عمرو خبر لایا کہ سہیل یمنی کے آدمی خزانہ تحصیل کرتے ہین جو بازاری عذر کرتا ہے اُسپر پیٹ کر کے بار پالنگ دھرتے ہین امیر کو اُنکے حال پر رحم آیا عمرو سے فرمایا کہ جاؤ ہماری طرف سے منع کردو اُن لوگون کو اس ظلم و تعدی سے باز رکھو عمرو نے جب حکم کے اُس مقام پر گیا وہان کون سنتا تھا امیر خود متوجہ ہوئے عمرو کو حکم دیا کہ دوکاندارون سے کہدو کوئی کسیکو کچھ نہ دے اور جو کچھ سپاہیون نے تحصیل کیا ہو وہ بھی اُنسے چھین لے حکم ملتے ہی مقبل و عمرو معاون کے مزاحم ہوے اُن لوگون کو جبر و ظلم سے روکنے لگے ان لوگون نے لڑکا سمجھکر استادگی کی امیر نے دو چار آدمیون پر تنبیہ قرار واقعی کی کسی کا ہاتھ توڑا کسیکا پاؤن کسی کا سر پھوڑا ان لوگون نے بھاگ کر سہیل یمنی کے خیمے مین پناہ لی اور یہ کیفیت اجاکر بیان کی کہ ایک کاشف الغمزہ نامے نے پہلے تو خزانہ کی تحصیل سے ہمکو روکا ہرگاہ ہم نے نہ مانا دو لڑکون سمیت کہ اُس کے ساتھ ہین ہماری طرف متوجہ ہوا اور یہ حال ہمارا کیا اور جو کچھ خزانہ تحصیل کیا تھا وہ بھی ہم سے چھین لیا یہ کہہ رہے تھے کہ امیر سیاہ قیطاس پر سوار سامنے سے نظر آئے اور مقبل و عمرو دست راست دست چپ شکار بند پکڑے ہوئے برابر آئے سہیل یمنی خیمے سے باہر نکل آیا اور امیر سے متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے لڑکے تیرا گھوڑا اور ہتیار مجھکو پسند آئے ہین شاید گھر بیٹھے مجھکو تقدیر نے دلوائے ہین لاجہد پیشکش کر کہ میں تیرا قصور معاف کردون تیری خطا سے درگذر دون نہین تو اپنے کیے کی سزا پائیگا اپنی زیادتی کے کانے کا ٹھائیگا یہ سنکر امیر بہت کھلکھلا کر ہنسے اور فرمانے لگے کہ اگر تجھکو اپنی جان پیاری ہے تو دل سے مشرف باسلام ہو بعد اسکے ہم سے برسر کلام ہو اور میری اطاعت قبول کر نہین تو پچھتائیگا انجام مین شرمائیگا سہیل یمنی نے کہا کہ اس لڑکے کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنی سلامتی سے باہر گفتگو کرتا ہے ہان اسکو گھوڑے پر سے اُتارو سب سپاہ چھین لو ہرا ہیون نے بموجب اُسکے حکم کے چارو طرف سے امیر کو گھیر لیا اور امیر پر دست اندازی کرنیکا ارادہ کیا امیر نے بعضون کو تیرون سے بعضون کو گرز سے بعض کو شمشیر جان گزا سے جہنم واصل کیا بعضون کو گھوڑے کی ٹاپون سے روندکر قعر دوزخ مین داخل کیا مقبل نے تیر لگانا شروع کیے جو دو تین آدمی آگے پیچھے ہوتے چھد کر گر پڑتے جب سہیل نے دیکھا کہ کئی ہزار آدمی کام آئے تب غیض مین آکر آپ امیر حمزہ سے برسر انتقام آیا امیر نے اُسکا کمر بند پکڑ کے سر سے بلند کیا گھوڑے پر سے

اُٹھالیا چاہتے تھے کہ زمین پر اُسکو پٹکین اُس سرکش کو بھی خاک مین ملائین کہ اُسنے امان مانگی جان بخشی چاہی امیر نے
باہستگی تمام زمین پر بیٹھ رہا سہیل یمنی اسوقت ہزار پہلوان سے مسلمان ہوا امیر نے اسکو چھاتی سے لگایا اور بغل گیر
اسکو ٹہلایا اور کمال شفقت و مہربانی اُسکے حال پر فرمائی کمال عزت اور آؤ بھگت اُسکی بڑھائی سہیل یمنی درمقبل و فادار
و عمرو اور پہلوانون نے کہ جو سہیل یمنی کے ساتھ مشرف باسلام ہو گئے تھے اور جن خداشناس کی صولت و دلاوت
کے باعث رام ہوئے تھے امیر کی سرداری اپنے اوپر منظور کرکے امیر کو نذرین گذرانین اور سزاکی اتفاق و اطاعت
مین گردنین جھکادین امیر نے تبسم فرماکر ہر ایک کو اُسکے لائق مخلع کیا اور موافق لیاقت اور حیثیت کے ہر ایک کو
انعام دیا اور شہر مین آکر پہلے تو کعبے کی زیارت کی دو رکعت شکرانے کی پڑھی پھر خواجہ عبدالمطلب کے حضور مین آکر تسلیم
ہوئے اور اپنے امیر ہونے اور سہیل یمنی کے مسلمان ہونے کا حال عرض کیا اور تمام قتل کفار اور قلع قمع کا فتح ہونا
سلامت مین پہونچا دینا خواجہ نے کہا کہ ہر چند میرے خوش ہونے کی جا ہی ہزار ہزار شکر خدا ہو کہ اُسنے تجھکو یہ روز سعید دکھایا
اپنے کمال فضل سے تجھین اس قوم نامدار کا سردار بنایا لیکن روسیاہ شہر حسد کرینگے آتش حسرت مین جلینگے اور بادشاہ یمن
کہ اسوقت چالیس ہزار سوار اور لاکھون پیادے اور لازم اُسکے فرمانبردار رہتے اور کہی بادشاہ اور لوگ فرمانبردار اُسکے محکوم اور خراج
گذار مین مبادا کہین فوج کشی کرے اور متوجہ ہووے تو اہل مکہ گھبرینگے اور تجھین کو لازم لگا لینگے امیر نے عرض کی کہ حضرت
کی دعا اور صاحب حقیقی کا فضل چاہیے وہ ادھر آنے نہ پائیگا فرمایا جاکر صورت اسلام قبول نہ کرینگے روز بد اُنکو
دیکھنا ہیگا آخر دو چار روز کے بعد امیر خواجہ عبدالمطلب سے رخصت ہوکر یمن کی سیر مع مقبل و عمرو و سہیل یمنی
بجمعیت ہزار سوار روانہ ہوئے سامان سفر کرکے باترک و احتشام تمام نصرت و اقبال ہمرکاب اس ملک کو چلے عزیز قریب و
آشنا یا غریب و سرو پا پیادہ و سوار خدمت کرنے کو شہر کے باہر تک ہمراہ آئے دم وداع کسی نے دعا پڑھکے دم کی کسی نے
تعویذ بازو پر باندھا خواجہ نے بھی لگے لگاکر خدا کے حفظ و امان مین سپرد کیا اور کچھ کلمات نصیحت آمیز کہ مین فرمائے القصہ
منزل مقصود کی راہ لی دوسری منزل کے اثنا راہ مین امیر فوج سے الگ ہو کر عمرو سے باتین کرتے گھوڑے بڑھائے
چلے جاتے تھے کہا کہ شگفتہ شمار نو روز کی بہار دیکھتے میدان کی ہوا سے سرد کھاتے چلے جاتے تھے کہ دیکھا ایک جوان چال
سے لڑکا بیس برس کا سن و سال فقیرانہ لباس پہنے ہوئے سر شوریدہ زانوے حسرت پر بلوا بیٹھا ہے آثار حزن و ملال چہرے سے ہویدا
ہے امیر کو اُسپر رحم آیا اُسکے جانب گھوڑا بڑھایا کہ ایسا جوان اور فقیر ہو جائے شباب بیباک مین لائے امیر سلام علیک کرکے
اُسکے حال کے مستفسر ہوئے اُسنے کچھ جواب نہ دیا تب زیادہ مصر ہوئے امیر کے آگے کچھ حیلہ نہ چلا دلمین سوچا کہ یہ عزیز
بے افشاے راز نہ بیگانہ خواہ درد دل کہنا پڑیگا شعر ناصح گرچہ دانا ست و سخن گیرا ست ۔ چون بعاشق رسی نادان ست
اختیار سے نہ امیر کے اصرار کے روبرو کچھ نہ چلا آہ سرد بھر کر کہنے لگا میرا نام بلگرامی شعر بدرد تازہ نیک بتلیخہ
کہ عیسی مرگ میگوید دوا چیست ۔ ای عزیز زمین وہ درد رکھتا ہون کہ دنیا مین جس کی دوا نہین ہو عالم مین کوئی علاج

انکا نہین ہوا اور یہ اشعار واسوخت میان بحر کے پڑھے واسوخت میان بحر یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہ ہو ۔
دم نکلجائے بلا سے یہ آزار نہو ۔ شعلۂ حسن کبھی گرمی بازار نہو ۔ کھوٹے دامون کوئی یوسف کا خریدار نہو ۔ نہ رہے
حسن پرستی کا مزہ آنکھون مین ۔ ماہ رو داغ نظر آئین سدا آنکھون مین ۔ عشق جو دیکھین دو دم تو ہو جائین بیباک
دامن دشت ہو اس خار سے اُلجھے تو ہو چاک ۔ یہ ہوا باغ کو لگجائے تو گل ہو خاشاک ۔ پڑے دریا مین جو قطرہ تو اٹھے نہین
خاک ۔ پھٹ پڑے سر پہ فلک عشق جو برپا ہو جانے ۔ یہ بلا طور پہ نازل ہو تو سر ہو جائے ۔ یہ کہاں آب نمک آنکھ دو ہو صد
شور انگیز ۔ یہ بھائی ہو جانون کے لیے زہر آمیز ۔ یہ بلا مرد سن جان پہ سدا آتش ریز ۔ یہ کیجے اس آگ سے یہ ما کے مانند
گریز ۔ زندہ جی سے بھی ہو رہتا نہین مارا اسکا ۔ آگ پانی مین لگاتا ہی فقط مارا اسکا ۔ قتل کرنے کے لیے خنجر بران ہے عشق کا تیر
دل کے پار ہو دیتے کو طوفان ہی عشق ۔ ہر رخنہ زنیست ہی نیش رگ شریان ہی عشق ۔ نہ بچھے جب سے موے پر بھی وہ نمدان
جو عشق ۔ حق تعالی نہ اس آفت مین کسی کو ڈالے ۔ نام اسکا جو کوئی لے تو زبان ڈھو ڈالے ۔ عشق کا نام لے انسان
عیاذاً باللہ ۔ ٹک بھی کودکی منزل کو نہ سمجھے ۔ پہ کاہ ۔ قیس و فرہاد ہوئے ٹھوکرین کھا کھا کے تباہ ۔ قافلے لاکھون
ہوئے گھر خاک سیاہ ۔ دل جلا کر یہ کہا تا ہو دھوئین ۔ دنیا مین یہ فرشتون کو جھکاتا ہی زمین ۔ عشق وہ بلا ہی
جس سے بندہ آتا ہی ۔ اشک خون ریزہ مشتاق سے برساتا ہی ۔ صاعقہ آہ شرر بار کا چمکاتا ہی ۔ ننگ و ناموس کو
کو تو بہا تا ہی ۔ اسکی بارش ہو جہان سبزہ وہان خاک فسردہ ۔ گل و سنبل کے جہان جنس وہان خاشاک نہو ۔ فوارون کا بدن
چیرون کا کانٹا نجائے ۔ باد تیغ جلاد کا پھل شاخ گلو سے ہاتھ آئے ۔ عشق وہ فصل ہی جو رنگ نہ لائے ۔ کھلائے ۔ ہلاکو فرعون
سے تن زار کو گلنار بنائے ۔ پیچ و تاب طبیعت رہے سنبل کی طرح ۔ مرغ دل نالہ و شیون کرے بلبل کی طرح ۔
دو گھڑی آہین سی کر نہ اچھلتے دیکھا ۔ ذرہ جان کو صدف تن سے نکلتے دیکھا ۔ نہ شمع دل پروانہ دل سر آگ مین جلتے دیکھا ۔
جسم کو شمع کے مانند پگھلتے دیکھا ۔ گرد آلود بہت جامۂ تن دیکھے ہین ۔ کپڑے یاروں نے جو بدلے تو کفن بدلے ہین ۔
کسی کی چال پہ بھولے نہ کوئی اپنی چال ۔ دیکھکر کبھرے ہوئے بال نہ لے ۔ مرہ وبال ۔ عزت و مال کا دشمن ہی یہ دین
کا جمال ۔ چاہیے خواب مین بھی آئے کسی کا نہ خیال ۔ جامۂ دیوان کا بستر طالب دیدار نہو ۔ بانکی و ضعون سے تفرج
سرو کا رہو ۔ آئی آفت جو کسی شی پہ طبیعت آئی ۔ ہفت اقلیم مین مشہور ہوے سودائی ۔ پہ آبرو کھدی کسی حکمین فراست
پائی ۔ پیار کرنا بھی زمانے مین ہی کیا رسوائی ۔ نہ ہا بقدر محبت نہ کرے ہر کہا جائے کہیں طعنے ہے ۔ بدنامی آئے
بولے کہ سوا ے مرض الموت کے کوئی درد ایسا نہین کہ جسکا علاج ہو نہین ۔ شفقت دہر کی دیکھکر زبان کیا اشک آتشین
رخسارۂ زعفرانی پر گرنے لگا یون سرگذشت اپنی کہنے لگا شعر خاطر آشفتہ دام دول سرد نہ نالہ سائم بداغ محنت و
درد ۔ ملک مغرب آباد اجداد کا مقام ہی آوارہ وغربت بلا ہون سلطان بخت میرا نام ہی بادشاہ مغرب کا بیٹا ہون
شاہ یمن کی بیٹی کے عشق نے مجھکو اس درجہ پہونچایا ننگ و ناموس کا خیال نہین عزیز نہ قریب بچھڑے گھر انا چھوٹا

شعر ایک جا ہتے نہین عاشق بدنام کہین نہ دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین نہ چونکہ اُسکے شرائط ادا کرنے کی
اپنے مین طاقت نہین دیکھی ناچار دنیا سے افسردہ خاطر ہوکر فقیری اختیار کی امیر نے کہا کہ یہ امر ایسا دشوار نہین کچھ مقام
فکر نہین وہ کون ایسی مشکل ہی جو حل نہین ہوتی کونسی ایسی مصیبت ہی جو راحت سے مبدل نہین ہوتی انسان
کو مضطر و بدحواس نہونا چاہیے ادنیٰ سے امر مین سراسیمہ اس قدر نہونا چاہیے شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود دردیا
ہمراہان نشود خدا کے فضل سے امیدوار رہیے صبر و شکیبائی اختیار کیجئے آپ یہان سے اُٹھیے بندے پر کرم کیجئے اس خرابہ کو
چھوڑ کر میری معیت مین آبادی کی راہ لیجئے اس مہم کو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلے سر دنگا گو ہر مراد سے یکا دامن بھر ونگا
امیر نے اسدن اُسی جا پہ مقام کیا اور سلطان بخت مغربی کو داخل دائرۂ اسلام کیا خادمان بارگاہ کو حکم ہوا شاہزادے
کا لباس فقیرانہ اُتروا دین حمام و غسل کے بعد پوشاک نفیس دہرہ بچھانین اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ جو جو کہ چاہیے تماش کے
واسطے علیحدہ مقرر کیا اور ہمیشہ پاس و لحاظ اُسکا مدنظر رکھا شاہزادہ امیر کے ظل حمایت مین بسر کرنے لگا روز و شب بڑے
آرام و آسائش سے گذر کرنے لگا کئی منزل کے بعد تماشائے راہ مین ایک جوان کو دیکھا کہ شیر کی کھال کی ڈبی اور رقبا پہنے
ہوئے بیٹھا ہی اور ایک شیر نر اُسکے سامنے بندھا ہی قریب جاکر اُس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی اور نام و نشان تیرا کیا ہی
اور اس شیر کو کیون باندھ رکھا ہی وہ بولا کہ مین راہزن قزاق ہون اس کام مین بینظیر و نہایت مشاق ہون نام میرا
اطوق بن حران ہی بالفعل ہی میدان میرا مسکن و مکان ہی جو کوئی ادھر سے گذرتا ہی جو مسافر راہ مین جاتا ہی اس شیر کو اُسپر
چھوڑ دیتا ہون جب شیر اُسکو مار ڈالتا ہی اُسکا سب اسباب مین لے لیتا ہون اور گوشت اُسکا شیر کو کھلاتا ہون اور
اسباب وغیرہ بیچکر خوب کھا چکا ہون امیر نے فرمایا کہ اے جوان بیگناہون کی خونریزی سے توبہ کر نہین تفسیر الدنیا والآخرۃ
مین گرفتار ہوگا تو مآل اخروی اور ذلت دنیوی سر پر لیتا ہی ایک دن اُسکے پاداش مین ذلیل و خوار ہوگا وہ بولا کہ اے شخص
مجھکو تیرے حسن و جمال پر رحم آتا ہی یہ بیفائدہ گفتگو کیون کر رہا ہی اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی خیر اسمین ہرگز گھوڑا اور سلاح و لباس
اپنا مجھے دے اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ لے تجھکو مین امان دون اور تیری جان تجھکو بخشون امیر نے کہا کہ زیادہ گوئی
نکر کیا بیہودہ سرائی ہی کیون شامت آئی ہی شیر کو اپنے چھوڑ کر قدرت خدا کا تماشا دیکھ اور سازو خداداد ہمارا دیکھ
اُسنے یہ سنتے ہی شیر کے پٹے سے ڈوری کھینچکر امیر کی طرف اشارہ کیا شیر نے جو امیر پر جست کی امیر نے نیزہ سے شیر کو
اُٹھا کر اُسی جوان پر پھینکدیا وہ امیر کی قوت دیکھکر متحیر ہوا اور تلوار کھینچکر حملہ آور ہوا امیر نے نیزے کی ڈانڈ سے اُسکو
گرا دیا اور گھوڑے سے اُتر کر اُسکی گردن پکڑ کے اُٹھانا چاہتے تھے کہ اُسنے زمین پر دے مارین صفحۂ ہستی سے نام
اُسکا مٹا دین کہ اُسنے امان مانگی اور جان بخشی چاہی امیر نے آہستہ اُسکو چھوڑ دیا اور کفر اُسکا توڑ دیا اُسنے راہزنی
سے توبہ کی اور استغفار پڑھی امیر نے اُسکو مسلمان کر اپنے لشکر کا نشان بردار کیا اور انعامات و نوازش سے
اُسکو برسر اعتبار و افتخار کیا رفتہ رفتہ بعد مسافت جب قلعۂ یمن پانچ کوس رہا امیر نے ایک سبزہ زار خوش فضا

دیکھکر حکم دیا کہ یہان آج مقام ہو چندے آسائش کر کے لشکر کا انتظام ہو پھر وہان سے اُترنے لگے جا بجا موقع موقع پر نصب ہوئے اب منظر شاہ یمنی کا حال سنیے وہ لوگ جو سہیل یمنی کے لشکر سے بھاگ کر یمن گئے تھے جان اپنی بچا کر اپنے وطن پہونچے تھے اُنھون نے ساری حقیقت امیر کی لڑائی اور سہیل یمنی کے مسلمان ہونے کی بیان کی اور ساری کیفیت اس شیر بیشۂ شجاعت کی تفصیل وار کہی منظر شاہ نے نعمان نامے اپنے بیٹے کو دس ہزار سوار سے قلعے مین چھوڑا اور آپ تیس ہزار سے مکے کیطرف روانہ ہوا مگر اور راہ سے گیا اور امیر کا لشکر دوسری راہ سے پہنچا امیر نے پہلے ایک نامہ لکھکر نعمان کو بھیجا اور ایک سفیر روانہ کیا کہ مین ہمارے تاجدار کیواسطے آیا ہون اُسکے ساتھ مقابلہ چاہتا ہون اُسکی شرطون سے تجکو اطلاع کر دونگا شرطین مین ادا کرونگا ہمارے تاجدار کو بھیج دیجائے گا نعمان نے اپنی بہن سے کہا اُسنے چپہ خوش کہکر میدان کے آراستہ کرنیکا حکم دیا اور کہا کہ صبح دو چوگان بازی مین تیر کے سر اُسکا قلعے کے کنگرے پر پڑے دونگی طاقت اور سپاہ گری اور شجاعت کا حال بتا دونگی مردانگی ساری جبلا دونگی سرکشی کا دھوا چکا دونگی نعمان نے جواب مین لکھا کہ بہت بہتر ہی ہمارا آپ کی رعایت مدنظر ہو کل چوگان بازی ہوگی ہر شخص کی تیر آزمائی ہوگی اگر آپ کے میدان سے لیجا دینگے ہمارے تاجدار کو پا دینگے ورنہ تو آپکا سر قلعے کے کنگرے پر چڑھیگا قلعے مین کشت و خون ہوگا وبال اُسکا آپ پر پڑیگا امیر چوگان بازی کا نام سُنکر بہت خوش ہوئے و شجاعان کردہ شکن و پہلوانان پیلتن کا دل بڑھانے لگے اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام رات دونون لشکرون مین طبل و نقارہ بجا کیا امیر شب بیدار رہے اور جناب باری مین مصروف مناجات و استغفار رہے جب شاہ خاور تخت فلک پر جلوہ افروز ہوا اور شعاع نورانی سے میدان زمین پر نیزہ بازی کرنے لگا نعمان اپنے لشکر کو لیکر میدان مین نکلا پہلوانان صف شکن و یلانان تہمتن کاپرا جمائے ہوئے عرعدہ وغا مین آپہونچا سلطان ذی وقار صاحبقران روزگار امیر باوقار یعنے حمزہ نامدار خود بسر زرہ در بر شمشیر در کمر بھی نسنج ہو کر سیاہ قیطاس پر سوار ہوے نیزہ ہاتھ مین لیا جلو مین صحابہ و رفیق جان نثار ہوئے طوق بن حران نے علم کا سایہ صاحبقران پر کیا ہمارے وچ سعادت اپنے دوش مین لیا دست راست سلطان بخت مغربی اور دست چپ کو سہیل یمنی سلاح جواہر نگار بدن پر سجے ہوئے باوہ غرور شباع جام کاسۂ سر بھرے ہوئے اور عمر و عیار پیک نامدار خنجر گزار جگر نگار بکمال چستی و چالاکی گھوڑے کے آگے پھلانگتے ہوئے نعرہ ہائے تاجدار کرتا چلا اور لشکریون کو ہمت دلاتا بڑھاوے دیتا چلا آن و بان سے بڑی شوکت و شان سے خندان خندان گھوڑے کے آگے بڑھا اور مقبل فادار کو اُسدن امیر نے ہراول کیا وہی رسالہ ہزار سوار کا جو سہیل یمنی کے ساتھ مسلمان ہوا تھا مقبل کے ہمراہ کر دیا عمرو نے اس تدبیر سے صفین قائم کین کہ غنیم بھی اس لشکر ظفر پیکر کو دیکھکر حیران ہوا پانچ چھ ہزار سپاہی کامیر کے لشکر پر گان ہوا دونون طرف سے جب صف آرائی ہو چکی مبارز طلبی کی جب نوبت پہونچی امیر ہمارے تاجدار کے اشتیاق مین منظر شاہ کے مقابل کھڑے تھے شیر غران کیطرح پکارتے ہوئے بڑھے

رہے تھے کہ ایک جوان نقاب نمد رومین چہرے پر ڈالے سر سے پاؤں تک مع مرکب سیاہ جواہر مین غرق سپر تلوار خنجر و کمان ترکش نیزہ قبضہ و دش پر سنبھالے چوگان ہاتھ مین لیے ہوا کو خیز کیے دھپیو سیر لاکھ خراماں میدان مین آیا امیر یہ طرفہ دیکھکر آواز دی کہ خدا بندہ ہمارے تاجدار کو ان ہی میرے سامنے آوے یہی گوے یہی میدان ہی اپنا کسب ہنر دکھلاوے امیر نعرہ سنتے ہی تنگ سلحق نبی علیہ السلام کو برق کیطرح چمکا کر میدان مین آئے گاہ اخیرن پر لگام کبھی اڑاتے کبھی جماتے اس سپاہ شکن کو معرکے مین لائے اور فرمایا کہ وجوان ہوشیار ہو سیع مہین میدان مین چوگان ہین گوے و اسکے عیار نے گوے کو میدان مین لاکر ڈالدیا اور اس معشوقہ نے گھوڑے کو ران سے گدگدا کر گوے کو چوگان سے اچکنا چاہتی تھی کہ گوے کو لیجا دے اپنی چالاکی اور استادی دکھاوے کہ امیر نے عمرو کے ہاتھ سے چوگان لیکر گھوڑے کو آگے ٹھہرا اس برانی کردار کو آسن سے دبا چوگان کو جھالکر گوے پر بہ اراقوت خداداد کا جلوہ دکھایا اس معشوقہ نے دیکھا کہ ہاتھ سے بازی جاتی ہے تمام شعبدہ بازی اور دغا فنائی خاک مین ملی جاتی ہے جھٹ پٹ نقاب الٹ کر چہرۂ پر نور دکھایا کہ جہان آرا سے سطح میدان کو منور کر دیا ملتمع جمعہ الٹ جو دیار خ سے اسنے نقاب نہ زمین پر دکھائی دیا آفتاب ہوئی اس سے جب چشم حمزہ دوچار ہوئے تو فتنہ حیرت آئینہ وار امیر تو دیکھکر شدر رہو گئے صانع مطلق کی قدرت کا ملہ کے متحیر ہو گئے ہمارے تاجدار نے فرصت پاکر گھوڑے کو جھپکا لا اور چوگان کو گوے پر لگایا اسنے اپنی فراست مین گوے کو لیجانے مین کوتاہی نہ کی تھی کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی لیکن امیر نے دلکو سنبھالا لاحول ولا قوۃ پڑھکر استقلال و تہماست کا کام فرمایا مرکب کو جولان کرکے کہا ہم تیرا فریب اور چالاکی سمجھے اور تیری مکاری اور صفائی سمجھے معلوم ہوا یونہی تو گوؤن کو میدان سے لیجاتی ہو اور مردان عالم سے شرط بیت کرکے سر نگون کرتی ہو پر بھلائی ہو مگر کسی صاحب ہنر سے سابقہ نہ پڑا ہوگا کسی مرد دلیر سے معاملہ نہ پڑا ہوگا گوے کو میدان سے یون لیجاتے ہین جو ہر شجاعت و مردانگی یون دکھاتے ہین دیکھو خبردار رہو ہوشیار ہو مین گوے کو میدان سے لیچلا اور ذرا کے غفلت میدان میرے ہاتھ رہا یہ فرماکر گوے کو میدان سے لیگئے ہمارے تاجدار کو شکست فاش دیگئے ہر چند ہمارے تاجدار نے مکر و چوگان گوے تک پہونچانے مین اپنی چالاکی اور ہنر دری دکھائی لیکن امیر سے کب بازی لیجا سکتی تھی اس شیر مشیہ شجاعت کے روبرو کب فروغ پا سکتی تھی امیر گوے کو لیگئے اور اسکی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے اے ہمارے تاجدار کہاں ہے کچھ اور بھی حوصلہ باقی ہو اسنے کہا ایک مرتبہ اور امتحان کیا چاہیے عرصۂ کارزار گرم کرکے اپنے اپنے جوہر دکھایا چاہیے امیر نے بموجب اسکے کہنے کے گوے کو میدان مین پھینک دیا اور پھر چوگان سنبھالکر اس چستی و چالاکی کو کام فرمایا کہ پھر میدان دوبارہ جیت لیا ہمارے تاجدار نے دیکھا کہ بازی ہاتھ سے گئی ہزارون آدمی مین عزت دا برد خاک مین ملی چابا لہ گھوڑے کو اڑکر کے اپنے بھائی نعمان تک پہونچے میدان چھوڑ کر اپنے لشکر مین جا ملے امیر نے گھوڑے کو خیز کرکے ہمارے تاجدار کا کمر بند پکڑ کے مرکب سے جدا کیا اور عمر و کیطرح گنید کی طرح پھینک دیا

عمرو نے کمند کے پیچھے سے ہاتھ اُسکے باندھکر اپنے لشکر کی طرف رخ کیا ہمارے اوج حسن وجمال کو اپنے دام مین لیا نعمان نے یہ معرکہ دیکھکر فوج سے کہا کہ یارو اس جوان نے تو غضب کیا آناً فاناً مین میدان مار لیا ہان کسی طرح سے جانے نہ پاوے ایسا کرو کہ ہم لوگون کی آبرو اور عزت رہ جاوے کہ ہمارے تاجدار کو لیے جاتا ہی ہمارا ننگ و نام دس نیست و نابود کیے جاتا ہی یہ سنتے ہی دس ہزار سوار جو مسلح کھڑے تھے سبھون نے باگین درسبھون نے یکدل ہوکر صرف ہمت کی امیر کو گھیر لیا اور چارون طرف سے اپنا اپنا وار کرنا شروع کیا رگ ہاشمی امیر کی بھی جوش مین آئی جہاد کی طرف دانے توجہ فرمائی تلوار کھینچکر جس طرف رخ کیا میدان کا میدان صاف کر دیا

امیر حمزہ کا عین جنگ مین نعمان کو گرفتار کرنا اور اُسکے لشکر کا بھاگنا

سیاہ باطنون کی فوج کا کی کیطرح سب چھٹ گئی رزمگاہ کشتون سے پٹ گئی شعر آتے تھے نظر جو مرد ابطال بولکے نہ مقابلہ سب نے ڈالدیے کھول کھول کے نہ غازی نے سبکو زیر کیا رد رد کے نہ نیزے لگائے خوب انھین تول تول کے نہ جس سر دار کے سر پر تلوار لگائی زمین تک اُتر آئی جسکے حامل کا ہاتھ مارا سر و گردن سے نصف سینہ تن سے جدا ہر قسم کا زخم کوسد ہارا جسکی کمر مین ہاتھ پڑا دو ٹکڑے ہوا اسلم نعمان بن منظر شاہ یمنی نے آنکر چاہا کہ ایک تلوار امیر کے سر پر لگائے بازوے نابکار کی طاقت دکھائے امیر نے اُسکے وار کو سپر پر روک کر اُسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالکے صاف زین سے اُٹھا لیا اور کنجشک کیطرح اُس شاہباز شجاعت نے اُسکو دبوچکر عمرو کے حوالہ کیا باقی لوگ جتنے تھے اکثر بدحواس ہوکر بھاگ گئے اور بہت سے تہ تیغ شمشیر ہوکر جہنم واصل ہوئے امیر فوج کو لوٹ معاف کر کے مظفر و منصور اپنے خیمے مین داخل ہوے طبل فتح و نصرت بجنے لگا غلغلہ شادی و فرحت بلند ہوا جب شب کو بزم عشرت آراستہ ہوئی امیر نے

نعمان کو طلب فرمایا کہا کہ اب کیا کہتا ہو دلمین اب ارادہ کیا ہو اُسنے التماس کیا کہ اگر کوئی میرے ابتاے جنس مین ہوتا تو اُسکی کیا مجال تھی کہ میری فوج جرار پہلوان دشمنگزار سے مقابلہ کرتا اور جان نہ کھوتا مگر خدا جانے کہ آپ کہان تک یا انسان ہین ہر تقدیر بگزیدۂ ایزد منان ہین کہون کیا مسلمان ہوتا ہون امیر نے اسلام تلقین کرکے اُسے چھاتی سے لگایا اور اپنے برابر اُسکے دہنے طرف بچھوایا اور ساغر ہلا داخل زمرۂ اہل ایمان ہوا اور عمدہ شادیانہ گانے لگا جب مجلس برخاست ہوئی امیر نے نعمان اور ملکہ ہماے تاجدار کو کہ اُسنے بھی اسلام قبول کیا تھا خلعت لائق سے سرفراز کرکے رخصت کیا اور آپ خوابگاہ مین تشریف فرما ہوے صبح کو نعمان نے اپنی فوج کو طلب کرکے دعوت اسلام کی سب نے گردن اطاعت کی ایک سرے جھکا دی سب مسلمان ہو گئے جتنے سردار فوج کے تھے سب نے شرافت اسلامی پائی اور انکو لاکر امیر کی ملازمت کروائی امیر نے ہر ایک کو خلعت عطا کیا جب یہ خبر منظر شاہ یمنی کو پہونچی کہ چوگان بازی مین حمزہ گوے سبقت لے گیا بیقدر رنج و غیرت ہوئی کہ کاوعزم فوج کرکے اُٹھا پھر اور قلعے مین پہونچتے ہی طبل جنگ بجوایا امیر نے خبر سنکر اپنی فوج مین بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صف آرائی کا سامان لشکر ظفر پیکر مین ہونے لگا آفتاب کی کرن پھوٹتے ہی طرفین لشکر رزمگاہ مین آراستہ و آمادۂ کارزار ہوے میدان شیر ہمت اور شجاعان تہور اندیش جانبازی پر تیار ہوے منظر شاہ نے بنام مرکب میدان مین نکلکر آواز دی حمیت جاہلیت مین آگے اسطرح صدا بلند کی کہ امیر حمزہ سردار لشکر کون ہی اور کہان ہی دیکھون تو سہی شکل و شمائل کیسی ہی کہ تاب روان کا انسان ہی میرے سامنے آئے اپنی دلیری اور شجاعت دکھائے شعر ہر کہ فولاد بازو پنجہ پولاد ساعد مسکین خود را رنجہ کرد یکبھی کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا کسی جنگ آزما سے معاملہ نہوا ہوگا اپنے خون کا پیاسا ہی اندکے سیر مرگ پر آمادہ ہی یہ سنتے ہی امیر اُسکے مقابل ہوے اور فرمایا کہ کیا لاف و گزاف بک رہا ہی کیون سودا سر پر سوار ہوا ہی انشاء اللہ تعالی ایک وار مین تو تیرا کام تمام ہوتا ہی دم کے دم مین تہ تیغ اسلام ہوتا ہی اول تو ہی اپنا حربہ دکھا دل کا حوصلہ دل ہی مین نہ لیجا اُسنے نیزہ اُٹھایا امیر نے گھوڑا بڑھایا اُسکے قتل گئے اور ہتھ بلی کرکے نیزہ اُسکا چھین لیا ڈانڈ توڑ کر پیچھے پھینک دیا اُسنے تلوار کھینچی اُسکی مرب خالی دے کمر مین ہاتھ ڈال کے گھوڑے سے کھینچ لیا تلوار چھین لی چاہتے تھے کہ زمین پر پٹکین کہ اُسنے امان چاہی جان بچائی امیر نے اُسکو سبک نہین پر چھوڑ دیا وہ قدمون پر گرا اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اُسکو اپنے خیمے مین لائے اور بکمال شفقت و مہربانی پیش آئے اُسکو اور اُسکے رفیقون کو جو فوج کے افسر تھے مخلع بخلعتہاے گران بہا فرمایا اور ازدیاد مراتب عطا فرمایا منظر شاہ نے ایک مہینے تک امیر کی دعوت کی اور کمال اخلاص و عقیدت سے فرمانبرداری اور اطاعت کی اور اُسی روز سے سامان شادی نکاح موافق اپنے مراتب شاہانہ کے کرنے لگا اور حسب الحکم امیر کے سلطان بخت مغربی کے ساتھ ہماے تاجدار کا عقد کرنے پر مستعد ہوا سلطان بخت نے عرض کی کہ ہماے تاجدار اب میری زوجہ ہو چکی

حضور کے اقبال سے یہ نعمت غیر مترقبہ مجھے نصیب ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ عقد اس روز کر دنگا جب میں حضور کی شادی ہوگی خداوند نعمت کی خانہ آبادی ہوگی جبتک ہمارے تاجدار گھر میں سے باپ کے یہاں چندے سیر کرے آئیے نے رسم نشان ادا کر کے ایک جشن شاہانہ ترتیب دیا اور بعد جشن کے منظر شاہ سے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں طرف جاؤنگا کہ جناب والد ماجد منتظر اور پریشان ہونگے میرے انتظار میں راہ نگراں اور حیران ہونگے منتظر شاہ نے عرض کیا کہ میں بھی ہمراہ رکاب چلتا ہوں خانہ کعبہ حرم محترم اور زیارت حضرت خواجہ صاحب کا مشتاق بے انتہا ہوں یہ سنکر ملک کا انتظام اپنے نائب پر چھوڑا اور تیس ہزار پہلوان کو مع نعمان ساتھ لیکر امیر کی رکاب میں حشام بن علقمہ خیبری کا عزم خروج اور ملک مدائن پر خروج موخان بالتحقیق کا بیان ہے یہ جب حشام دوازدہ سالہ ہوا ہوش سنبھالا کمال عاولو العزمی قدم گھر سے باہر نکالا سربازار شور وغل سنکر پوچھا کہ یہ شور وغل کیسا ہے شہر میں یہ کیوں واویلا ہے لوگوں نے کہا کہ محصلان نوشیروان خراج تحصیل کرتے ہیں جو شخص سر دست ادا کرنے میں عذر کرتا ہے اسکی تذلیل کرتے ہیں حشام کو بڑا معلوم ہوا چند آدمیوں کو پکڑوا کے ناک کان کاٹ کر شہر بدر کیا اور قدغن کیا کہ کوئی ایک کوڑی کسی کو نہ دیوے جو خراج کہ میں ہوں ہماری سرکار میں داخل کرے اور فوج کی نگاہداشت جاری کی اور توجہ تام جانب ملک داری کی تھوڑے سے دنوں میں ایک لشکر جرار فراہم کر لیا مدائن کیطرف کوچ کیا جب اخبار نویسوں نے یہ خبر کہی بادشاہ عادل کے گوش مبارک تک پہونچی کہ حشام بن علقمہ خیبری نے خروج کیا ہے بکمال تزک و احتشام فوج کثیر ہمراہ لیکر مدائن کا رستہ لیا ہے بادشاہ نے بزرجمہر سے مشورہ چاہا ارکان دولت کو جمع فرمایا بزرجمہر نے صلاح دی کہ اگر حضور خود بذات اقدس مقابلہ کرینگے تو میرے نزدیک یہ امر نازیبا ہے فدوی کی رائے میں یہ حرکت کمال ناروا ہے کیونکہ اگر اسپر فتح ہوئی تو کچھ نام نہوگا اور اگر مبادا صورت دگرگون ہوئی تو ننگ انجام نہوگا اعلیٰ مقام گفتگو ہوگا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کا ایک ذلی شخص سے شکست دی پھر ہر ایک مقابلہ کی ہمت ہوگی ہر متنفس کو تمرد اور سرکشی کی جرأت ہوگی اس سے میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ اسکے آنے سے پہلے حضور لشکر لیکر تشریف لیجاویں سرداران میں کسی سپہ سالار کو مقرر فرماویں کہ جسوقت وہ گردن زدنی آوے اسکو گوشمالی قرار واقعی دیجاوے تاکہ برادران اور اعلی کے حوصلے پست ہوجاویں سوائے اطاعت اور تابعداری کے سر نہ اٹھاویں بادشاہ کو یہ رائے بزرجمہر کی پسند آئی اور اسکی نیک اندیشی پر تحسین فرمائی آپ تو صید گاہ کیطرف تشریف فرما ہوئے شکار کا کھیلنا دستور کیا اور عنترفیل گوش کو کہ پہلوان نامی تھا پچاس ہزار سوار سے مدائن کی حفاظت اور حشام کی گوشمالی کیواسطے ملزم کیا ہفتہ عشرہ نہ گذرا تھا کہ حشام بن علقمہ خیبری نے چالیس ہزار سوار خونخوار سے اگر قلعہ کو گھیر لیا اور رعایا پر دست ظلم دراز کیا عنترفیل گوش نے بھی حق قلعہ داری کا ادا کر کے آنشکاری سے کسی کو خندق تک آنے نہ دیا فوج عدو کے کسی لشکری کو قدم آگے بڑھانے نہ دیا ایکدن عنترفیل گوش کے دل میں یہ خیال گذرا کہ حشام چند روز سے شہر کو محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہے اور میں

کہ بندون ہشام ایسا کہان کا بہادر یکتا ہی کہ جس سے مین فورون شہر کے باہر نکلکر مقابلہ کرون اور دم کے دم مین
ندہارون شکست فاش نہ دون دنیا مین نیا نام دبہادر کہلاؤنگا اور بادشاہ سے جاگیر و منصب پاؤنگا شعر تیم ہا
مین یہ نہ بہرام رگیا نہ مردون کا آسمان کے تلے نام رگیا پانچہزار سوار لیکر شہر سے باہر نکلا ہشام سکو دیکھکر قہقہہ مارکے
ہنسا اور بولا کہ قضا اسکے سر پہ کھیلتی ہی موت اسکو آگے کو ٹھیلتی ہی کہ یہ میرے سامنے آیا ہی اپنا ستھ مجھے دکھایا ہی
لشکر ان کو اسکے برابر لا کر کہنے لگا کہ ارادہ ہی کیون اپنی فوج کی خونریزی اور اپنی جانہی پیادہ ہو عنتر بولا کہ ونکہ ہم
پشتینی نمکخوار ہو کے اپنی پگہ باندہی ہو دنیا ے دورونگی ہوت مین کرنگی تعجب یہ کہ ہر تومین جانتا ہو کہ شاہنشاہ ہفت کشور کا ایک
ادنی نام بجکو سنا دیسکتا ہی یہ تمام تیر اکر دفتر یک ہشام بات کی بات مین خاک مین ملا دیسکتا ہو ہشام نے کہا کہ ارے نادان کیہہ
سودا ہی اپنا نہین جانتا ہی کہ امور ملک اور کشور ستانی مین کون کسکا آقا اور کون کسکا جدا رائے اور رعیت کہلاتا ہی ع
ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند پہین بزدر شمشیر تیرے شاہنشاہ سے تعلقدری ونگا تمام ملک اور خزانہ
جہت جلد اپنے قبضہ قدرت مین کرونگا عنتر نے کہا کہ ہشام کا یہ کہنا تھا کہ عنتر نے تڈکے ایک نیزہ ہشام کے سینہ پر کینہے پر مارا
اور نیزہ نے صندوق سینہ ہشام سے سر باہر نکالا لیکن ہشام نے باوجود زخم کاری کھانے کے عنتر کو ضرب تیغ سے
دو ٹکڑے کیا اور فوج پر اسکی ہمگر انفوج بے سردار تھی شہر کی طرف بھاگی ہشام مع لشکر انکا تعاقب کیا شہر مین
مین داخل ہوا اور تمام شہر کو تاراج کیا ستر ہزار آدمی مبارز اور شہر کے ناکون پانچ دستے مقرر کرکے اور جاسوس
سلطنت مع تخت تاج لیکر اپنے فرودگاہ پر آیا شب کو بعیش و عشرت کاٹا صبح کو مع لشکر خیبر کی طرف روانہ ہوا
نو منزل کے بعد ایک دوراہہ ملا ایک راہ کعبہ کو جاتی تھی اور دوسری راہ خیبر جانیکی تھی ہمراہیون نے کہا کہ ان دو
خواشوہ دیا کہ یہ لڑائی دنیا کے واسطے لڑے تھے اور ظفر یاب ہوئے ایکنام ذابھی سر کیجئے اجر عظیم حاصل کیجئے یعنے چلکر حج
خدا کو بجا لیجئے اہل ایمان کے معبد کو نعوذ باللہ مٹا دینے ہشام کی تقدیر نے سر پر شامت ہلائی یہ کوتاہ اندیشہ کی پسند آئی
یہہ خبر جونہی مکہ معظمہ کا قصد کیا یہ خبر مکہ مین منتشر ہوئی یہ افواہ خاص و عام مین پہونچی کہ ہشام بجانب خیبر مدینہ
کو تاراج کرکے کعبہ کے خراب کرنیکے لیے چلے آتا ہی لشکر کشیر بڑے جاہ و جلال اور ظلمت و شوکت کے ساتھ قصد مدینہ منورہ کا
رکھتا ہی جنے شادہ بید کے واقعہ سے زندہ گیا خون کے مارے کانپنے لگا اسی روز حمزہ نامدار بھی مع فوج لشکر جرار مظفر و
منصور مکے مین پہونچے کعبے کی زیارت کرکے اپنے باپ کے قدمبوس ہوے خواجہ عبد المطلب نے انکا سر اپنے قدمونپر سے اٹھا
کر سینہ سے لگایا ہمراہیون سے بھی حسب مراتب پیش آئے شربت کے گھڑے منگوائے بعد ازان شکر جناب باری مین ادا
کیے اور زار زار رونے لگے امیر نے عرض کی کہ حضرت آج روز خوشی کا ہی ایسے وقت مین موقع رنج و ملال کیا ہی بیچ وسلات
کہ ایک بچہ ہے پھر جوان ایسی فتح نمایان حاصل کرکے حاضر ہوا ہون کہ لوگ کہتے تھے فقط فضل الٰہی شامل حال ہوا اور جھوٹ بھائے
تادی غم کرتے ہین عیش و نشاط کو رنج و الم کے عوض رنج و الم کرتے ہین خواجہ نے کہا کہ اے فرزند ارجمند میرے

یہ سبب رونے کا ہو کہ تھوڑے روز دن مین غضب کا سامنا ہونے والا ہو حشام بن علقمہ خیبری مدائن کی تاراج کیے ہوئے کیجے کے ڈھانے کو آتا ہو فوج جرار لشکر قہار بکمال کروفر اراستگی ہمراہ لاتا ہو روساے اس شہر کے دست و باچہ ہین کہ وہ بڑا گبر ہو زور آور صاحب فوج خونخوار بانی جبر ہوا سلیے مین چاہتا ہون کہ تمکو کسی بہانے سے جیش کی طرف بھیجدون امیر نے کہا کہ قبلۂ حاجات قبل از مرگ واویلا کیا ضرور ہو آفریدگار اس سے قوی دلتوانا تر ہو اسکے فضل اور کرپی دعا کی برکت سے اگر ہماری فتح ہو جائے کیا عقل سے دور ہو مین اُسے یہانتک کب آنے دیتا ہون استقبال کر کے اسکی جان لیتا ہون یہ کہکر ایسی دم باچہ نصبت ہوے اور کعبۃ اللہ مین گئے بہ نیت فتح دو رکعت نماز ادا کی اور خداے معین عز و جل سے اعانت چاہی لشکر ظفر پیکر آراستہ کر کے حشام کی راہ روکنے کو راہی ہوے اور ظلم بدیش کے قلع قمع کیواسطے تشریف لیچلے دو سہ منزل طے کیے جاتے تھے ایک منزل پر ٹھیک خبر پہونچی ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ یہانسے دو منزل کے فاصلہ پر اُس مردود کا لشکر پڑا ہو کوسون تک فوج کی بہار پر نگاہ سے میدان بھرا ہی یہ سنتے ہی اُسمقام پر اُترے فوج کا انتظار کرنے لگے چار گھڑی رات گذری ہوگی کہ کئی ہزار سوار اپنے لشکر سے انتخاب کیے اور اُسیوقت بعزم تاخت سمت کو کوچ کر دیا بہت جلد شام کے لشکر پر فوج امیر بلاے آسمانی کیطرح سے ہاگری حشام کے لشکر مین ہل چل پڑی اسنے نعرہ اللہ اکبر کہکر فرمایا کہ اے خوابیدہ بخت بیدار ہو جاؤ شوم طالع ہوشیار ہو جاؤ کہ قہرباتی نے تمہین گھیر لیا ہے بھاگنے کا فرون کا جی اور سر کشون کا دل جان سے چھوڑا دیا کہ عزرائیل تمہاری روح قبض کرنیکو پہونچا صبح ہوتے ہوتے دس ہزار آدمی حشام کے لشکر کے قتل کیے حشام اپنے خیمے مین پڑا سوتا تھا کہ آواز قتل قتل کی کشمکش کی اُسکے کان مین گئی نعرہ اللہ اکبر کی صدا اُسے پہونچی فی الفور جاگ اُٹھا اپنے لوگون سے پوچھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہی یہ شور و غل کیسا ہی لوگون نے کہا کہ حضرت نے کوئی سوب ہو اُسنے شبخون مارکر قتل عام کیا ہی حضور کی فوج کو تمام کر دیا ہی اگر یہی خونریزی دو چار ساعت رہی تو لشکر مین آدمی کا نام و نشان نہ رہیگا صبح تک حضور کی طرف کا باقی کوئی انسان اور حیوان نہ رہیگا حشام جھٹ پٹ اپنے گھنڈے پر سوار ہو کے لشکر مین آیا وہان سبکو بدحواس اور سراسیمہ بیشمون کو مقتول و مجروح پایا کہ اس عرصے مین شاہ خاور بخت فلک پر جلوہ فگن ہوا یعنی شب گذری اور روز روشن ہوا اُسوقت تین ہزار سوار حشام کے ساتھ اور دس ہزار سوار امیر کے ہمرکاب تھا اور بازاری آدمی اور عملہ فعلہ زائد از حساب تھا حشام گھنڈے کو میدان مین نکال کے حمزہ کو دیکھکر بولا کہ او عرب زادے یہ گھوڑا اور سلاح کس سے تو مانگ لایا ہی اتنی بساط تجھ سے مقابلے کو آیا ہی تجھے اپنی جان کا خوف نہ آیا بیفائدہ میرے لشکر کو ستایا تیری جوانی پر مجھے رحم آتا ہی دفعۃً تیرے قتل کو حکم نہین دیا جاتا ہی یہ سلاح و گھوڑا اگر مجھکو بطور نذر کے دے دست بستہ یہ چیزین پیش کر کے عذر تقصیر چاہے تو البتہ تیری خطا معاف کرون تو نے جو میری فوج پر شبخون مارا اُسکے اِنتقام سے درگذرون تو نے کمال بے ادبی کی اور نہایت تمردی پر کمر باندھی اور اگر حکم عدولی کریگا تو تجھکو بے تیغ اجل مارونگا گور و کفن بھی نہ ملیگا بے نام و نشان کر دونگا امیر یہ بادہ گوئی اُسکی

لشکر غصہ ضبط نہ کر سکے غضب مین آکر فرمانے لگے کہ او گبر ملعون گردن زدنی تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کس خاندان کا ہون خواجہ عبد المطلب کا بیٹا ہون اور ہاشم کا پوتا ہون ہماری تلوار کا شہرہ کیا تیرے کان تک نہین پہونچا ہماری شجاعت کا غلغلہ کیا تو نے نہین سنا اے جہنمی ذرا ہوش مین آ یہ باتین فضول زبان پر خیر دار مت لا کیون شامت آئی ہے کسلیے زندگی سے طبیعت گھبرائی ہے حشام اس کلام کو سنکر طیش مین آیا اور نیزہ جو اُسکے ہاتھ مین تھا امیر کے سینے پر لگایا امیر نے اسکا نیزہ اپنے نیزے کی نوک پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی جب سو سو طعن نیزے کے چلچکے درمیان مین کچھ نہ پہونچا تب حشام نے گھبرا تا ہوکر نیزے کو ہاتھ سے چھینکدیا اور تلوار کو میان سے کھینچ لیا چاہتا تھا کہ امیر برابر آکر تلوار اسے امیر نے ہتھ بلی کر کے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور اپنے ہمراہیون کو پھینکدی اور فرمایا کہ اپنے حربے کر چکا اب میری ضرب کو سنبھال اپنے ہتھیار درست کر کے دیکھ بھال دیکھ یہ نہ کہنا کہ خبر دار کر کے مارا امیر وار ہونے نپایا جو دیکھا تو سپر پر

صف آرائی لشکر امیر اور حشام کی اور ایک ضرب مین مارا جانا حشام کا سیر گیندے امیر کے ہاتھ سے

رکھا تھا لیکن امیر نے اللہ اکبر کہکر جو تلوار اُس ناپاک خود سر کے سر پر لگائی سپر کو دو پارہ کر کے خود فولادی کے دو حصے کرتی استخوان مغز کے پرخچے اُڑاتی گردن صراحی کو قلم کرتی سینے مین مجوب ہنسکر کمر سے نکلی نمدزین پر اُتر آئی گیند سی پیٹھ کاٹتی پیٹ سے نکل گئی دوست و دشمن کے حواس اُڑ گئے کہ ایسی تلوار دیکھی نہ سنی فظم اللہ ہے کاٹ اسکا کہ وہ سر پہ نہ ٹھہری نہ سر ایک طرف گنبد مغز پہ نہ ٹھہری نہ بینی تمگار کے منبر پہ نہ ٹھہری نہ بالاے سر بھولون کے بستر پہ نہ ٹھہری نہ ماند آسود ادھر آئی اُدھر آئی نہ جس سر پہ رکھا پاؤن زمین پر اُتر آئی نہ لمتر جمہ تلوار نہ کہا ہے برق تناہ نہ انسان کا یہ ہاتھ ہی یا دست خدا ہے

امیر حشام کو جہنم کی طرف بھیجکر جسطرح سے شیر درندہ بکریون کے گلے مین گھستا ہی اُسکے لشکر پر گرے ایک دم مین کشتون کے پشتے لگائے بعض روسیاہ بھاگ کھڑے ہوئے اور اکثر مسلمان ہوگئے امیر نے اپنے لشکر کو سوائے تخت و تاج نوشیروان کے اور لوٹ مطلق معاف کی اور اُساری کو قید سے رہائی بخشی ہر ایک کے لائق خلعت و سواری و زر و راہ عطا کیا اور اپنے اپنے گھر جانے کا حکم دیا بعد ازان ایک عریضہ نوشیروان کو لکھا کہ مین نے بفضلہ تعالے آپکے اقبال سے اُس گبر کو قعر دوزخ مین پہونچا دیا اور ستر ہزار آدمی جو رعایا و ملازمین سے حضور کے اُسکی قید مین تھے اُنکو رہا کیا اور سر لشکر خود سر کا مقبل وفادار کے ہمراہ حضور پر نور مین بھیجتا ہون اور تاج و تخت خسروی کو اگر حکم ہو تو آپ لیکر حاضر ہون یا جسکو ارشاد ہووے اُسکے سپرد کرون مقبل وفادار کو سر حشام اور عریضہ دیکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور آپ مظفر و منصور مکے کی طرف کوچ کیا کہتے ہین کہ امیر نے سوائے اس ایک تبے کے کبھی غنیجون نہین یا اور کبھی ایسی تاخت و تاراج کا ارادہ نہین فرمایا

داستان حاضری مقبل وفادار بحضور نوشیروان فلک اقتدار

بلبل خامہ نی داستان سناتا ہی محن قرطاس کو تختہ گلزار بناتا ہی کہ جب چالیس دن کے بعد نوشیروان صید گاہ سے مدائن مین آیا شہر کو ویران اور تخت و تاج بے نشان پایا یزر جمہر سے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ گردش فلکی نے یہ رنگ دکھایا یہان تک تو بطریق خواب کی ظہور مین آئی تم نے بتائی مگر برائی دیکھیے یہ پریشانی ہماری کب جاتی ہی اور وہ تعبیر کب وقوع مین آتی ہی یزر جمہر نے کہا انشاء اللہ تعالی آج سے کل تک وہ بھی ظاہر ہوگی بشاشت اور عشرت حضور کو لاحق ہوگی سامانیون نے کہ بوقت فرصت سے بچے تھے بخدمت سے آکر کہا کہ یہ جو کچھ کیا یزر جمہر نے کیا اگر بادشاہ کو مدائن سے صید گاہ کی طرف نہ جانا تو حشام ایسا روزید بکو نہ دکھاتا مفت مین عزیز و اقربا ہمارے بے اجل مارے گئے اور پراگندہ و شکستہ ہوکے گور کنارے گئے حقیقت مین یزر جمہر نے مذہب کے تعصب سے ہمکو برباد کیا ہمارے عزیزون کے مارے جانے سے دلکو شاد کیا بادشاہ کی خدمت مین تم عرض کرکے ہماری داد دلاؤ ہماری طرف سے نارائی کرکے اتنا تو اب کما حقہ شور و غوغا ہوا تھا کہ صابر نمد پوش عیار گرد و غبار سے آلودہ بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور مژدۂ فرحت افزا اور خبر مسرت زا لایا کہ حشام بن علقمہ خیبری کو جسنے ان کو خراب و برباد کرکے ستر ہزار زن و مرد کو دشگیر کیے خیبر کی طرف جاتا تھا اور اپنے تئکبر سے روبرو کسی فرد بشر اور سلاطین کو ملکر کے شمار مین نہ لاتا تھا حمزہ نے حضور کے اقبال سے قتل کیا ہی اور سر اُس بھیجکر اپنے ایک رفیق کے ہاتھ کہ نام اُسکا مقبل وفادار ہی حضور مین بھیجا ہی اور اُسکے لشکر کو پریشان اور تاراج کرکے حضور کی رعایا کو اُسکی قید سے چھڑا لیا ہی اور اسارلی کو رہا کرکے خلعت آزادی بخشی یہ مژدہ سنکر بادشاہ اچھل پڑا دوڑکر یزر جمہر کو چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا کہ جلد سب سردار مقبل وفادار کے استقبال کو جاوین اور بتوقیر تمام اُسکو لے آوین فوراً حکم کی تعمیل ہوئی امرائے نامدار اور سرداران ذوی الاقتدار اپنا اپنا سامان درست کرکے مقبل کی پیشوائی کو شہر پناہ کے باہر آئے اور بتوقیر و آرہ تمام اُسکو اپنے ہمراہ لائے جسوقت مقبل حاضر ہوا بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرضی امیر کی گذرانی بادشاہ نے اسقدر امیر کی توقیر کی

کہ عریضہ امیر کا مقبل سے اپنے ہاتھ مین لے لیا پہلے تو آپ مطالعہ کیا بعدازان مجمع بزرگ مین کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ تم اسکو باواز بلند پڑھو اور اُسکے مضمون کا اشتہار رہا سے تمام ممالک محروسہ مین دلوا دو جتنے ساسامی دکیانی مجدکی تھے اس عریضہ کا مضمون سُنکر بشاش ہوئے اور بادشاہ کو اس فتح کی مبارکباد دینے لگے بادشاہ نے اسوقت مقبل و فادار کو خلعت گرانمایہ سے متلع کیا اور زر و جواہر بیش بہا سے منھ اُسکا بھروا دیا اور حکم دیا کہ جبتک مقبل و فادار مدائن مین ہے ہر روز دربار مین بلا قید حکم حاضر ہوا کرے راوی لکھتا ہے کہ جسدن مقبل و فادار نے بادشاہ سے ملازمت کی اتفاقاً اُسدن لوگون نے ایک فاختہ بارگاہ جمشیدی کے گلشن مین شاخ سرو پر بیٹھی دیکھی اور بجاے طوق ایک رسیاہ اُسکے گلے مین حلقہ زن نظر آیا خبردارون نے یہ معاملہ بادشاد عالیجاہ کے گوش حق نیوش تک پہونچایا بادشاہ نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ اپنی داد کیواسطے آئی ہو کوئی شاطر ایسا ہے کہ تیر اُسکا خطا نہ کرے مارکے مارنے مین دغا نہ کرے مگر فاختہ پر اگر صدمہ پہونچا تو مجھکو بڑا رنج ہوگا کسی نے حامی نہ بھری کسیکی جرات نہ پڑی اور کوئی اپنی جگہ سے نہ ٹسکا کسیطرح اپنے مقام سے نہ سرکا مقبل اپنے مقام سے اُٹھکر بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگ کر اُدھر کا رخ کیا اور نیزے کی نوک پر ایک آئینہ نصب کرکے ایک شخص کے ہاتھ مین دیا کہ اُسکے منھ کے روبرو رکھے مطلقاً خوف خطر نہ کرے ہاتھ کو بنبش ہونے نہ دے سانپ کو جو اپنی شکل مین نظر آئی غصے کو اُٹھا کر اُسطرف تکنے لگا زبان نکالکر اپنے ہمصورت کیجانب لپکنے لگا مقبل و فادار نے فرصت پاکر سوفار تیر چلے سے آشنا کیا اور گوشۂ کمان کو تا بناگوش پہونچا کر اُس شاہین قضا کو طائر روح مار پر چھوڑ دیا فاختہ کے پرتک کی مسافت پہونچا اور تیر سر مارمین تراز و سا ہو گیا سانپ تو زمین پر گر پڑا مقبل نے اپنا تیر نکال لیا اور فاختہ پر بجاتی ہوئی اپنے آشیانے کی طرف اڑ گئی بے اختیار ناظرین کے منھ سے احسنت و آفرین کی صدا نکلی بادشاہ نے مقبل کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور خلعت مرصع سے متلع کیا اور حمزہ کی عرضی کا جواب لکھا اور مع خلعت شاہانہ بختک کو دیا کہ لفافے پر مہر ہمارے کر کے بہمن سگان اور بہمن خران کے سپرد کرو کہ جلد امیر کے پاس جاوین اور یہ جواب و خلعت بعنوان شُستہ اُنکو پہونچا دین کہتے ہین کہ بادشاہ نے اپنے خط مین لکھا تھا کہ ای پہلوان زمان گردن شکن سرکشان جہان تو نے میری سپر خواہگی کا نہایت پاس کیا اور میرے دشمن سے کہ بادۂ غرور سے دماغ اُسکا بھرا تھا مقابلہ کرکے نیست و نابود کر دیا نفس المرمن اگر آج رستم و نریمان ہوتے تو حلقۂ اطاعت تیرا اپنی گردن و گوش مین لٹکاتے سہراب و اسفندیار تیرے زور کے روبرو سر دعوی نہ اُٹھاتے بہمن سگان اور بہمن خران کو مین نے مع خلعت بھیجا ہے تخت و تاج اور دیگر تانہ شاہی جو کچھ اُس گبر سے واپس کیا ہے بارگاہ حضور مین روانہ کرکے بہت جلد یہان حاضر ہو اور میری چشم براہ انتظار کو اپنے نور جمال سے منور کرکے مسرت افزاے خاطر ہو بختک بدذات نے اُس شقہ کو تو نہ بھیجا اور شقہ اس مضمون کا لکھا کہ ای عرب ادے اس سے پہلے میرا ارادہ تھا کہ تمام عربون کو قتل کرون اور بنی ہاشم مین سے کسی کو باقی نہ رکھون پر تجھ سے یہ کام حسب دلخواہ اسوقت بن آیا لہذا مین نے گناہ تیرا معاف کیا اور خلعت بہمن خران اور بہمن سگان کی ہاتھ روانہ کیا اور وہ شقہ

بادشاہ کا نہ بھیجا لکھا ہی کہ ایک پہلوان عادی نامے ہمیشہ سے اسی قلعہ تنگ رد حمل مین رہا کرتا تھا اور اُسی مقام قلب مین شب و روز بسر کیا کرتا تھا ہشام بن علقمہ خیبری کی خبر سنکر مکان کو اپنے خالی کیا اور آپ اٹھارہ ہزار سوار سے دامن کوہ مین چھپکر بیٹھا کہ ہرگاہ ہشام اُس طرف سے نکلے تو مین اسکو زیر و زبر کرون کہ ایک عیار نے اسکو خبر دی کہ ہشام بن علقمہ خیبری کو حمزہ نے مارا ہی اور اُسکا مال و متاع لیے ہوئے بعزم مکہ کہ اسکا وطن ہی جاتا ہی وہ یہ سنکر بولا کہ خیر ہم بھی اس سے اپنا حصہ لینگے اور جو دینے مین کچھ تامل کریگا تو لڑینگے ہرگاہ قلعہ تنگ رد حمل کے متصل حمزہ وارد ہوے اُس ظالم دزد سے گذار مین پہونچے عادی نے اپنی فوج مین سے ایک سردار کو واسطے سفارت کے انتخاب کیا اور یہ پیغام دیکر حمزہ کے پاس بھیجا کہ ہشام بن علقمہ میرا فکار تھا بہت روز سے مجھے اُسکا انتظار تھا مین اُسپر تاک لگائے ہوے بیٹھا تھا اُسکی راہ دیکھ رہا تھا اُسکو آپ نے شکار کیا میرا ارمان دلمین رہا اب آپ کی خدمت مین یہ التماس ہی کہ جو کچھ اُسکے مال و منال مین سے آپ کے ہاتھ آیا ہی جو اتفاقہ آپ نے اُسکے خدا نے اور ملک سے پایا ہی نصف مجھکو دیجیے اور نصف آپ لیکر خیر سے اپنے گھر کی راہ لیجیے نہین تو آپ کا مال بھی اُسکے ساتھ جائیگا بجز حسرت و افسوس اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا امیر یہ پیغام سنکر بہت غصے اور اُسکے اوپر بہت حمایت فرما کے کہنے لگے کہ ہماری طرف سے عادی کو جاکر کہنا کہ اگر صلح منظور خاطر ہی تو ہمارے حاضر ہو اگر جنگ کا سامان درکار ہی تو یہی گوے یہی میدان ہی ہر طرح سے مین موجود ہون جو مرغوب ہو اُسکی فکر کرے یہ غیرت حمزہ کے دلوالی یہ ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور عادی سے جاکر جواب اُسکے سوال کا کہا اور عرض کیا کہ جسنے اپنی اس عمر مین ایسا سردار بہادر نہین دیکھا کوئی نہین صاحب ہمت و مروت ایسا ہماری نظر سے نہین گذرا معلوم ہوا کہ یہ اولاد العزم مین سے ہی عجب نہین ہی کہ ہفت اقلیم مین کوس لن الملک بجاوے بعد چندے تمام اطراف و جوانب کی سلطنت اُسکے قبضہ قدرت مین آوے یہ پیغام سنکر عادی آمادہ جنگ ہوا عادی بن معدی کرب دوسرے دن اٹھارہ ہزار سوار کی جمعیت سے کوس حرب بجاتا ہوا میدان مین آیا امیر بھی اپنی فوج ظفر موج لیکر اُس سے دوچار ہوے آمادہ جنگ پیکار ہوے عادی اس سج دھج سے آیا کہ فوج والون کا دل گھبرایا دیکھا تو امیر ارشک قد و قامت ہی اسپر اسقدر بدن کا عرش اُسی درجہ جسامت ہی نہایت لحیم و شحیم چودتن و توش عظیم اور سر پر خود آہنی اُسپر سات پگڑیان باندھکر سات تلے چھوڑے ہین اور اُسپر مودے سر بھی خود تھوڑے تھوڑے ہین اور کیس گز کا لشکر کا دور ہی انسان کا ہیکو کوئی قسم اور ہی اُسپر کمر بند فولادی باندھے زرہ بکتر آستانے راگے موزے مکوری پہنے سپر پشت پر تلوار خنجر کٹار ترکش زیر کمان پانچ تاک کی کاندھے پر ڈالے دو نیزہ ہاتھ مین سنبھالے ہی عمرو دیکھکر امیر سے کہنے لگا کہ بہت آپ کو اپنے زور کا گھمنڈ تھا آج معلوم ہوجائیگا خدا خیر کرے دانتون پسینا آئیگا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ زور دہندہ میرا اُس سے زیادہ تو انا تر ہی دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر ست ہمچے اضطرار نیجا ہی ہمارا معین و مددگار خداوند جل جلالہ ہی دیکھ کہ کیا ہوتا ہی امیر نے اپنے خالق کو یاد کرکے اُس کے عزو و قامت سے مطلق اندیشہ نہ کیا اور مرکب اپنے اُسکی طرف چھپکارکر توی سے

کنوتی کو ملا دیا برابر ہونا تھا کہ ایک اوجھڑ سپر کی ایسی اُسکے مرکب کی پیشانی پر ماری کہ چند قدم گھوڑا اُسکا پس پا ہوگیا اور وہ بڑھ اس ہو کر سر جھاڑنے لگا عادی نجدیہ قوت حمزہ کی دیکھی سمجھا کہ حریف زبردست ہے نشہ شباب سے مست ہو بولا کہ ای جوان معلوم ہوا کہ تجھ مین بھی اسقدر طاقت ہے اور گو نہ ہمت و جرأت ہے نام اپنا بتا تاکہ سمجھا پہلوان بے نام و نشان میرے ہاتھ سے مارا نہ جائے امیر نے کہا جانتا نہین ہو کہ بہادرون کا نام قبضۂ شمشیر کو شمکان پیکان تیر پر منقش رہتا ہے تو سن لے میرا نام ابو العلا ہے تیری ضرب دست کے شوق مین آیا ہون تیز زور اور ہنر دیکھا چاہتا ہون لا کیا ضرب رکھتا ہے دیکھون تیرا وار کیسا ہے عادی گرز مارنا تو لکر امیر کے سر پر آیا اور بہ قوی امیر پر لایا اور بولا یا گہ لے ابو العلا اس کی ضرب سے تو باخبر نہ ہوگا اس ضرب سے تجھے ضرر نہ ہوگا یہ کہکر امیر کے سر پر وہ گرز لگایا خاطر خواہ اپنا حوصلہ اور زور دکھایا امیر نے اُسکو رد کر کے کہا کہ ہان اب دوسری ضرب بھی لگا کہ ارمان دل مین نرہے تیری ہوس قلبی نکلے ابکی ضرب سے بچ نگا تو مین بھی ایک ضرب لگاؤنگا اگر جیتا رہا تو واقعہ اسکا کبھی نہ بھولیگا ہمیشہ اس ضرب کو یاد کریگا عادی یہ سنکر غضب مین آیا اور گرز کو شکا بند سے لٹکایا تلوار میان سے لے کر اور رکاب سے رکاب ملا کر چاہتا تھا کہ امیر کے سر پر وار کرے خلاف کفر کا اظہار کرے امیر نے قبضہ اُسکا پکڑ کے دوسرا ہاتھ اُسکے کمر بند پر ڈالدیا وہ بھی امیر سے زور کرنے لگا مرونے قریب آکر کہا کہ ای پہلوانو تم تو آپسمین گاؤ زوریان کر رہے ہو مرکب بیچارے بے قصور بے زبان مین انکی کمر کیون توڑتے ہو اگر زور آزمائی منظور ہے تو زمین پر اُتر کے زور و طاقت کرو اظہار ہمت و قوت کرو بابا حمزہ اور عادی دونون نے رائے عمرو کی پسند کا اور گھوڑون کی لڑائی بند کی گھوڑون سے اُترے مقابل مین کھڑے ہوئے

حمزہ اور عادی کا باہم کشتی کرنا اور امیر کا عادی کو اٹھا کر سر سے بلند کرنا

عادی نے کہا کہ حمزہ ہتھیار مین تو ہم تم دونون برابر ہے ہین نیزہ بازی اور گرز بازی اور شمشیر زنی مین ہمسر ہے ہین آؤ جنگ مغربی مین آزمایش کرین دونون اپنی اپنی طاقتین آزمائین جو غالب ہو مغلوب اُسکی اطاعت کرے ہمیشہ ضعیف قوی کی تابعداری اور ملازمت کرے امیر نے فرمایا کہ مین بہر صورت حاضر ہون تیری آزمایش کا منتظر ہون پاتھی ماکر چار زانو بیٹھ گئے عادی نے اسقدر زور کیا کہ ہر بُن مو سے عرق بدن نکلا مگر حمزہ کو جنبش نہوئی امیر نے زمین چھوڑی بولا کہ حمزہ مجھین جہانتک زور تھا کر چکا اب تم زور کر اپنی طاقت دکھاؤ اُسکا یہ کہنا تھا کہ حمزہ نے پہلے زور مین اُسکا لنگر اُٹھا لیا اور کئی بار چکر دیا اور پوچھا کہ اب کیا کہتا ہے کچھ اور ارادہ ہو عادی نے کہا فرمانبردار ہون دل و جان سے آپ کی طاقت خداداد کا قربان و نثار ہون امیر نے باآہستگی تمام زمین پر رکھدیا عادی قدمبوس ہوکر اور کلمۂ توحید پڑھکر مسلمان ہوا اور امیر کو مع لشکر قلعۂ تنگ روحل مین لیجا کر جشن شاہانہ ترتیب دیا اور اپنے بھائیون کو شرف ملازمت سے مشرف کیا امیر نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت پہلوانی سے سرفراز فرمایا جب امیر نے جشن سے فراغت پائی فرمایا الوداع حافظ ہو اب مین اپنے وطن کو جاتا ہون تم کو اپنا دیدار دکھاتا ہون جناب والد ماجد کے قدمبوس ہونگا عادی نے کہا کہ حمزہ ایسا تو مین ہرگز نہ ہونے دونگا اور بھی نہین کہ آپ مجھکو کھانا نہ دے سکینگے مجھکو دستر خوان ہمراہ نہ لینگے ہزار من غلہ اگر میرے واسطے مقرر کرینگے تو مین اُسمین سے دو وقت بسر کرونگا دو وقت نہین تو ایک ہی وقت کھاؤنگا عمرو بولا کہ ماشاءاللہ نفس الامر مین عادی کرب کی بھوک نہین ہے بہت کم کھاتا ہے بھلا ایسی کم غذا والے سے کون مقابلہ کریگا اس بچارے کم خوراک کا دل توڑیگا امیر نے ہنسکر عادی سے کہا یہ کیا بات ہے رزاق مطلق کی ذات باصفات ہے مجھکو تمکو دونون کو وہی رزق دیتا ہے ہر معاملات کی وہی خبر لیتا ہے اگر تم چاہو تو میرے سر آنکھون پر رہو بولے عادی اٹھارہ ہزار سوار لیکر امیر کی ہمرکابی مین آیا اور امیر نے شادان و فرحان مکے کی جانب کوچ فرمایا

امیر کا مکۂ معظمہ مین آنا اور نامہ نوشیروان کا شرف ورود پانا

راویان شیرین زبان و حاکیان عذب البیان بیان کرتے ہین کہ جب امیر مکے مین پہونچے اول زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوکے دوگانہ فتح کا ادا کیا اور عادی سے راہنمائی کی تو یہ کروائی علامیت اور ادائے مراسم اسلام کا اقرار لیا بعد ازان اپنے باپ کی قدمبوسی کو چلے والد ماجد کی زیارت کیلئے متوجہ ہوئے خواجہ عبدالمطلب جو امیر کے آنیکی خبر سنی باشندگان شہر نے معاودت امیر کی مبارکباد دی روسا شہر کو ہمراہ لیکر امیر کے استقبال کیواسطے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل قافلہ امیر کے لیتے کو چلے اثناے راہ مین باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی امیر نے قدم چومے خواجہ نے امیر کا سر اٹھاکر اپنے سینے سے لگایا اور زر سرخ و سفید فقرا کو لٹایا فقرا اور مساکین تصدق لینے لگے روسا شہر امیر کو عطا دینے لگے کہ فتاح حقیقی ہمیشہ تمکو فتح نصیب کرے مدام دشمن روسیاہ پر ظفر و منصور رہو خواجہ امیر کو جب گھر مین لیجا اور دیدار خانے مین بیٹھے اور روسا شہر بھی آئے امیر نے منظر شاہ یمن النعمان بن منظر شاہ سیل سبا سلطان بخت منصور عادی کو

طوق بن حران کی مذمت کر دائی ہر ایک کی توصیف و تعریف فرمائی خواجہ بہت محظوظ ہوئے اور ہر ایک کے حال پر مہربانی کی اور علی القدر مراتب ہر شخص کی توقیر اور قدر دانی اور مہمانی کی ایکدن تذکرہ تھا امیر کو معلوم ہوا کہ عادی عادیہ بانو کا نباہی امیر بہت خوش ہوئے کہ میرا بھائی دودھ شریک ہی اُسیدن امیر نے عادی کو اپنی فوج کا سپہ سالار اور لشکر کا دل اور دار و غہ دیوان خانہ و فراش خانہ و نقارہ خانہ کا کیا اور خلعت اٹھارہ پارچہ و خطاب دیا عمرو نے حسب الحکم امیر عادی سے پوچھا کہ آپ کے کھانے کے واسطے جسقدر جنس غیرہ درکار ہو فرما دیجیے کہ باورچی خانہ کا داروغہ ہر روز پہونچا دیا کرے یا کھانا پکوا کے آپکی فرودگاہ میں بھجوا دیا کرے عادی نے کہا یہ تو گھر ہی مجھکو قوت لایموت چاہیے منظور ہے کہ امیر کے دسترخوان سے پر آپکی حق اطاعت نباہیے عمرو نے کہا کہ آپ ہر چیز کا نام و مقدار کہدیجیے تا داروغہ آپکے باورچیخانہ میں پہونچا دیا کرے گول گول گسنا کیا ضرور ہو شرم و حیا اپنے آقائے نعمت سے کرنا خلاصہ اور نیازمندی سے دو بدو عادی نے کہا کہ اچھا بھائی داروغہ سے کہدو کہ صبح کو اکہیل اونٹ کی نہاری کھاتا ہوں اور دوپہر کو اکہیل ہرن اور اکہیل دنبے کے کباب لنگوری کے اکہیل شیشوں کے ساتھ گزک کرتا ہوں اور اکہیل اونٹ اور اسی قدر ہرن اور دنبہ اور سیر بھینس کے گوشت کا قلیہ شب کے کھانے کے واسطے تیار ہوتا ہوا اور اکہیل من آٹے کی روٹیوں کا دونوں وقت میں کھانے کیواسطے انبار ہوتا ہی اگرچہ سیری جیسی چاہیے ویسی نہیں ہوتی ہی مگر بان البتہ فاقہ شکنی ہوتی ہی ہیچ ستر فلاں کہ المضاعف ہر صبح کو عادی کے باورچیخانہ میں داروغہ بھیجدیا کرے مطلقا نہیں دریغ اور کمی نہ کیا کرے چنانچہ وہی راتب مقرر ہوا ہر روز کھانا جایا کیا کمی روز کے بعد امیر نے سنا کہ نوشیروان کے ایلچی آتے ہیں آپکے نام شقہ و خلعت لاتے ہیں خواجہ عبدالمطلب امیر حمزہ معہ سرداران شہر آگے استقبال کیواسطے باہر آئے اور بتعظیم و تکریم لا کھپیش آکر دولت اپنے مکانات عظیم الشان جو فرش شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ ہو رہے تھے آگے قیام کے لیے مقرر فرمائے اور تھوڑی دیر کے بعد کئی خوان نفلیات کے اور شب کو انواع انواع کے کھانے پکوا کے آنکی فرودگاہ میں بھجوا دئے امیر حمزہ خلعت دیکھکر اور شقے کو پڑھکر بہت بیچین ہوئے آشفتہ خاطر اور دل حزین ہوئے خواجہ سے امیر کی آزردگی کا سبب دریافت کر کے کہا کہ بابا یہ بادشاہ ہیں کبھی سلام سے تیوری بھوین سکوڑ لیتے ہیں اور کبھی گالی سے خوش ہو کر خلعت دیتے ہیں ناخوش ہونے کا مقام نہیں ہی رنج و ملال کا ہنگام نہیں ہی دوسرے دن جو خاور سپاہ لاریب قدرت نے قرص خورشید کا گرز مرصع نور فلک سے نکالا اور بساط زمین پر سے فرغرہ نورانی ظل تمسی کا بچھایا خواجہ عبدالمطلب نوشیروان کے ایلچیوں کی دعوت کی اور تمام اکابر و روساے شہر کو بھی اس دعوت میں شریک کیا بعد فراغت اکل و شرب ایلچیوں نے خواجہ کے نام کا شقہ خواجہ کو دیا اُسکے پڑھنے سے امیر کو اپنی بیخانمائی اور خیرخواہی پر حسرت ہوئی حاضرین کو حیرت ہوئی کہ ان ایلچیوں کا عجب نام ہی عنوان کا تمام لیفے ہمیں جو ان کے نام ہیں نہ سے پڑھا جاتا تھا اسکو خلاصہ مجمل کا نقطہ سمجھکر خران پڑھا اور تشدید کاف مکان پر کاتب کی غلطی سے نہ تھی اُسکو باکاف فارسی سگان پڑھا اور وہ دونوں اسی نام سے کہتے

مشہور ہوئے اسی لقب سے ملقب نزدیک دور ہوئے عمرو شقے کا مضمون سنکر امیر سے بھی زیادہ ناخوش ہوئے
وستر خوان بچھا عین مجمع میں دو خوان کسنوں سے سکر ان دونوں کے روبرو لایا اور بڑا بھلا کہنے کو آمادہ ہوا مگر امیر
نے منع کیا اور اس حرکت سے باز رکھا لیکن وہ بولا کہ یہ دعوت آپ کی میری طرف سے ہے اور بڑے تکلف اور اہتمام
سے رکھوایا اور ہمین خوراک قابل آپکے ہے یہ کہکر خوان پوش اُتار کے کسنوں کو کھولکر جس قلب مین گھاس تھی
وہ تو جمن خران کے روبرو بچھوائی اور جسمین مردونکی ہڈیان تھین وہ تاب ہمن سگان کے آگے لگائی جتنے حاضرین تھے
بحیرت تمام عمرو سے کہنے لگے کہ یہ کیا حرکت ہے بیہودہ اور بیموقع کیسی شرارت ہے عمرو بولا کہ خر و سگ کیواسطے - والے اسکے غذائے
تفیس کیا ہے یہی خر دشتا کو ملا کرتا ہے چونکہ اُنکی ضیافت مجھپر بھی واجب تھی لہذا مین نے بھی پہلوتہی نکی دونون اپنے دلمین عمرو پر
دانت پیسکر رہ گئے خلاف مصلحت جانکے کچھ کہہ نہ سکے جب کھانے سے فراغت ہوئی سب کی سطبیعت ہوئی عمرو نے دو کشتیان
خلعت کی منگوائین اُنکے سامنے رکھوائین ایک پر سے کفتی پوش اُٹھا کر بالان پر زر نگار اور بیٹھ پر بہمن خران کی ڈالا
اور دوسرے مین سے ایک جھول زرافت کی نکالکے بہمن سگان کو اُڑھائی تب تو اُٹھے زر ہا گیا خنجر نکالکر دونون عمرو پر دوڑے
اُنکے مارنے پر مستعد ہوئے طوق بن خران نے خنجر دونون کے ہاتھون سے چھین لیے اور گھونسے مار کے اُنکے ہاتھ پانون
نرم کیے اسی دم دونون ایلچی پانون سر پر رکھکر بھاگے کسی کے حواس بجا نہ رہے امیر نے ایک عرضی بادشاہ کیخدمت
مین لکھی اور اپنے خادم کے ہاتھ روانہ کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جو خدمت وجان نثاری اس حقیر سے ظہور مین آئی اُسکے
صلے مین حضور نے خوب خوبی کی قدر دانی فرمائی فدوی ایسے ہی شقاوت خلعت کا سزاوار تھا کہ حضور سے عنایت ہوا چاہیے
تھا کہ سرفراز نامہ عنایت ہوتا نہ کہ عتاب نامہ نازل ہوا اور عرضی شقاوت خلعت کو مہر عقیق کے ہمراہ روانہ کیا اور جو کچھ عرض
کرنا تھا اُسکی زبانی کہلا بھیجا ایلچیون نے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر تمام احوال اپنی خرابی کا بہزار زار نالہ بیان کیا اور
جھوٹ سچ بہت سا کچھ بہتان اپنے سر لیا تو شیروان نکر نہایت برہم ہوا اور بزرجمہر سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ عرب
کمال گستاخ مین بڑے بیادب ہین ایلچیون کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اراوہ بغاوت کا رکھتے ہین بزرجمہر نے عرض
کی کہ بنا بعالی عمرہ سا شخص با اخلاق وفدوی عمرو صاحب ہمت وفتوت وادیب وآدم شناس دنیا مین پیدا نہوا
فہم و فراست اور عقل و دانائی کا آدمی دوسرا نہین ہے اگر ایلچیون کی تقریر سچ ہو تو ہمین شائبہ نفسانیت ضرور ہے
بہرحال معلوم ہو جائیگا جیسا کچھ وقوع مین آئیگا یہ گفتگو ہی ہو رہی تھی کہ مقبول امیر کی عرضی اور خلعت شقاوت بادشاہ
کیطرف سے امیر کو پہنچا تھا لیکر حاضر ہوا بادشاہ عرضی کا مضمون اور اپنے شقے کی تحریر پڑھکر خلعت لائق کہ بادشاہ اپنے جملہ خورد کو بھی نہ دیتا
دیکھا بیحد برافروختہ ہوا بگڑنے لگا کہ عمرو کی یہ کیا خباثت ہے جو تو نے کہی ایسی بدذاتی اور شرارت پر کمر باندھی امیر نے ہزار تہدید
سے شرح اُس پر جرانہ کیا اور کئی روز تک دربار مین آنے نہ دیا اور امیر کو معذرت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا کہ وہ شقہ و
خلعت جو کہ بہ شکنے بدذاتی سے بلکہ بھیجا تھا لازمہ سعادتمندی کا یہ ہے کہ ہمارے طرف سے نثار اپنے

آئینۂ دل پر بیٹھنے نہ دو اور اپنے دل کی کدورت نکال ڈالو اور اُسی واسطے یہ شقہ و خلعت خواجہ بزرگ امید علیہ رشید خواجہ بزرگ چہر کے ہمراہ بھیجا جاتا ہے کہ بنگاہ کو کسی عنوان بدذاتی کرنے کا موقع نہ ملے شرارت کا قابو اور دست رس نہ ہو ورنہ اتفاق خواجہ بزرگ امید تم بھی حضور میں حاضر ہو اور تخت و تاج اپنے ہاتھ سے حضور میں گذرانو شقہ اور خلعت شاہانہ اگلے خلعت سے گرانمایہ تر خواجہ بزرگ چہر کو دیکر فرمایا کہ بزرگ امید کے ہاتھ امیر حمزہ کے پاس روانہ کرو اور دیکھو خبردار کسی طرح کی نقلت اور کسی اور کا دخل نہونے دو خواجہ بزرگ چہر نے گھر میں آکر بساعت سعید ایک علم تیار کیا پیکر طلسم کا ایسا بنایا کہ جب ہوا منھ کی ماہ سے اُسکے پیٹ میں جاتی تین مرتبہ آواز بلا حجاب آن کی متواتر اُسکے پیٹ سے آتی اور ہر دو سمت دشمن کے کان میں پہونچتی اور خوشبو سے تمام لشکر کا دماغ معطر ہوتا اُس کی خوشبو کے سامنے مثل مشک و عنبر ہوتا اور جب حریف کے پیش نظر آتا امیر کے لشکر کا رعب اُسپر چھا جاتا اور اُس علم کے ساتھ ایک ہاگا حضرت دانیال پیغمبر کی بھی حمزہ کے واسطے بھیجی اور چار سو چالیس بارہ براق کسب عیاری میں کہ کر عمرو کے لیے بزرگ امید کو تفویض کیے اور فرمایا کہ ہماری طرف سے عمرو کو پہونچا دینا اور لباس پہننے کی ترکیب بزرگ امید کو تعلیم کرکے کہا کہ اسطرح عمرو کو اپنے ہاتھ سے پہنا دینا یہ سمجھا کر ایک دستہ سواروں کا ساتھ کرکے روانہ کیا اور شب و روز سفر و منازل اور بادیہ اہل کا سب سمجھا بوجھا جب چار کوس کہ باقی رہا خواجہ بزرگ امید نے مقام کیا قضا کا اُسدن عمرو بالا دو کی کو اسلحہ لگیا تھا بزرگ امید نے قریب سے پہچانا کہ ہو نہ یہ عمرو ہے نزدیک بُلا کر گلے سے لگایا اور کہا کہ ہم تم دونوں بھائی ہیں خواہان یکجائی ہیں بسم اللہ یہاں اُترو اندر کے قیام کرو جناب والد ماجد نے کچھ تحفہ عنایت کیا ہو تمھارے واسطے ایک دست لباس عیاری بھیجا ہے لباس عربی کو اُتارو کہ اُسے پہنائیں اُسکی ترکیب تمھیں تعلیم کرونگے لباس اپنا اُتارا بزرگ امید نے اس لباس کو اپنے آدمیوں کے حوالے کیا اور ایک ساعت کامل عمرو کو شکار رکھا اور کہا کہ پھر کبھی طبع خام سے نشہ مت ہونا اب یہی لباس عیاری پہنے رہو اور رضاے حق پر راضی ہو کر شکار لاڈے رہو تب تو عمرو بہت گھبرایا زار زار رویا فریاد و فغاں کرنے لگا کہ لباس سیر اسکو عنایت کرو مجھے ننگا اور برہنہ اتنے آدمیوں میں مت رکھو ہمیشہ تمھارا ممنون اور دعاگو رہونگا میں آپکے خلعت اور تحفے سے باز آیا اپنے گھر کی راہ لونگا بزرگ امید نے ہنسکر کہا کہ اے بابا سے دوندگان علم رہبت لوگوں کو تو عریان و پریشان کریگا اور بہتوں کے تو کپڑے اتاریگا اسلیے میں نے تجھکو پہنایا کہ آیندہ یہ وقت یاد رکھیگا عمرو بولا کہ میں حضرت کا شاگرد ہوا بزرگ امید نے بچہ تو شے خانے سے منگایا اول قبان پہنایا عمرو کو دیکھا جامہ میں اُسکو اور دیکھنے لگا عمرو نے کہا کہ بابا جان بھی کہاں تک ہیں کہ بالشت بھر کی قبا قبان میں نہ دی بزرگ امید نے آفت بند نکالا عمرو دیکھنے لگا تو ایک پتلی پتی مخمل کی ہے اسپر سات رنگ کے ریشم سے گل بوٹے بنا کے بھی ہے اور اُسکی ڈوڑی میں ایک تکمہ لعل کا نصب کیا ہے کہ وہ بہت قیمتی اور بے بہا ہے بزرگ امید نے عمرو کو قبا میں رکھ کے لنگوٹ کی طرح سے کھینچکر کہا کہ اسکو آفت بند کہتے ہیں آپکے بزرگوں نے بھی کبھی ایسے لباس اور پٹکے

سنے یا دیکھے ہین اور اُسکے فوائد تجربہ سے ایک تو دوڑنے بھاگنے مارنے مین خصیونکو زحمت نہ پہونچیگی
اور دوسرے پانی مین پیرنے کے وقت تنبان کے بند کھولنے کی حاجت نہوویگی عمرو بولا کہ رحمت ہو جناب خالد کو کہ میرے
واسطے خلعت بھیجا تو کہ میرے ستہ کو بھی خلعت کیا بزرگ امید نے دو پیراہن عمرو کو پہنائے ایک تو حریر کا اور دوسرا کتان
کا اور اُسکے فوائد بتائے اور فرمایا کہ ایک جو نرم ہی بدن کے آرام کے واسطے اور دوسرا اعتدال ہوا کے لیے ہی اور سر پر طرہ
زربفتی پنہائی نیم تاج مرصع کہ جسپر ایک طوطا زمرد کا مجوف پر از مشک و عنبر برائے تفریح دماغ اور جیغہ کلغی و اطاقہ جواہر نگار
تھا نصب کیا عمرو کے سر پر رکھا اور آہو سے خطائی کے پوست کا آنتا کہ آفتاب کی تمازت دفع کرنے کو پیشانی پر لگایا
اور ایک فلاخن کو جسپر سات رنگ کا ریشم لپٹا ہوا تھا اور انواع انواع کا زربفتی اُسپر بنا ہوا تھا اور بچھلے کے کمر کے
کہ جسکے ہر حلقے مین گرہین زمرد و یاقوت کی نگینین چمک مین دونور آفتاب پر ترقی کرتی تھین اور پانچ خنجر مرصع دستون کے
اور چالیس نگولہ عمرو کی کمر مین باندھے بارہ مقام اٹھائیس گوفے چھ آوازے چوبیس شصبے چھ پاتاسے اور علی دارا بھی کے
باندھنے کے طریقے تعلیم کیے خیتہ قارورہ نقطہ کمر مین رکھا خوب مضبوط کسا اور قدرے سنبھل کی روئی دو آنون کی نہالی
ہوئی شراب مین بگھو کر سوکھالی ہوئی کہ جب اُسکو پانی مین بھگو دیجیے تو پانی شراب ہو جائے بادۂ کلنگ کا لطف دکھلائے اور حقہ
مومیائی روغن کاعطر دان پر زعطر نقنہ نہایت تکلف کا بنا ہوا تریاقی کی ڈبیا کمال خوشنما گلسان دم طاؤس کا مشکینہ پانی بھرا
تلوار جواہر دار صاعقہ بار گردہ سپر قرص خورشید کی ہمسر تیر کشکان قوس قزح جیسے آگے پشیمان قرطیان خرسانی
اور اصفہانی بے نظیر اجاب ولاثانی چادر عیاری لانبی چوڑی سر سے پانون تک مثل دم ماہی مشبک کہ جسکو سمین
باندھے آدمی کا دم گھٹا نہ دے جی نہ گھبرائے سانس نہ رکے جفت پائے پاپوش روئی سے زیادہ نرم و سبک اور بلکا
خاکاندار مقراض سر نصب کیا ہوا دو ہرے ریشم مین گندھے ہوئے ان مین باندھنے کے لیے اگر ہزار کوس کی دوڑ مارے
تو پانون نہ تھکین چلنے سے باز نہ رہین اسی طرح سے چار سو چالیس تازہ براق عیاری ساختہ بزرجمہر سر تا عمرو کو پہنا کے
اور ہتھیار ہر قسم کے تحفہ تحفہ نفیس نفیس دیے اور جواہر دار اُسکے بدن پر سجے اور لگائے عمرو بزرگ امید سے رخصت
ہو کر براسپ طرح صبا سیر کنان مست مین گیا اور تمام احوال اپنا مفصل کہا اور عرض کی کہ نوشیروان نے آپکی عرضی کے جواب مین
ایک مقدار خلعت فاخرہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے کے ہاتھ کہ انکا خواجہ بزرگ امید نام ہی اور وہ تم
سے دو کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے ہین بھیجا ہی خواجہ بزرجمہر نے بھی ایک علم لشکر دہا یکہ اور خیمہ انسانی آگے دستے
طریق ہدیہ ارسال کیا ہی اور ایک دستہ لباس مع چار سو چالیس پارچہ براق عیاری کہ وقت مین پہنے اور لگائے
ہون مجھکو عنایت فرمایا ہی اور اُنکے ما جبرا دے نے یہ سب اسباب مجھے پہنا کر خواص ہر چیز کا بتایا ہی امید نے بہت
بہت خوش ہوکے مع رفقا و سپاہ تبرک تمام سوار ہو کر خواجہ بزرگ امید کے استقبال کو دستے شہر سے باہر پہنچے
بزرگ امید بہ تعظیم بزرگانہ امیر سے پیش آیا و نوشیروان کا صفحہ نامہ ملاحظہ سے گذرا تا وخلعت بوغیروان نے امیر کیلئے

بھیجا تھا پیشکش کیا امیر شقہ شاہی پڑھ کر محظوظ ہوئے اور خلعت وغیرہ سے بعض بعض پارچے کو اسی وقت پہن لیا بعد
اسکے بزرگ امید نے علم آزدہا پیکر و خیمہ و دنیال امیر کی خدمت مین گذران کر بادب تمام التماس کیا کہ والد نے آپ کو
دعا کہی ہی اور یہ تحفہ آپ کے لیے بھیجا ہی اور واقعی یہ بے بدیل ہی زمانہ عجوبہ دہر آپ ہی کے واسطے زیبا ہی امیر اُس سے
کمال شاد اور شکر گزار خواجہ کے ہوے علم طوق بن حران اور خیمہ عادی کو تفویض کیا اور بزرگ امید مع لشکر
قفر پیکر شہر کی طرف چلے دہان پر پہونچکر خواجہ عبدالمطلب اور روساء شہر سے ملاقات کروائی اور کتنے دنون تک
بزرگ امید کے لیے محفل جشن ترتیب فرمائی آبکدن بزرگ امید نے امیر سے کہا کہ بادشاہ آپکا انتظار فرماتے ہونگے تذکرہ
آپکا دربار مین بار بار فرماتے ہونگے اولی یہ ہو کہ اب آپ مدائن کیطرف نہضت فرماوین اپنے جمال سراپا جلال سے
دہانکی مخلوق کو بھی محظوظ اور مسرور فرمائین امیر نے فرمایا کہ خواجہ کعبہ کی زیارت کرکے خواجہ عبدالمطلب سے رخصت
ہوکر نصرت منظر شاہ یمنی و نعمان بن منظر شاہ بن سہیل یمنی و سلطان بخت مغربی و عادی کرب و طوق
بن حران قیس ہزار سوار خونخوار دشمن کش کی جمعیت سے مدائن کی طرف تشریف لیچلے ہر روز منزل بمنزل اُترتے بحر و
بر کی سیر کرتے جاتے تھے مع رفقا اور ملازمان طے مسافت فرماتے تھے کہ ایک دوراہہ پر امیر نے خواجہ بزرگ امید
سے پوچھا کہ چونکہ آپ اسطرف سے تشریف لے گئے تھے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ راہین کسطرف کو گئی ہین اور کس کس ملک کی
سرحدین ملی ہین بزرگ امید نے کہا کہ دونون راہین مدائن کی ہین ایک راہ بیخوف و خطر ہی مگر مسافت زیادہ مقرر
ہی چھ مہینے مین اس راہ سے گذرتے ہین اور دوسری راہ سے بہت جلد مدائن کی مسافت طے کرتے ہین لیکن بایں خطر
سبب سے یہ راہ بند ہی کہ اس راہ مین بیشتہ فیض ملتا ہی اُس بیشہ مین ایک شیر ہی وہ کسی طرف سے آکر راہ آدمی کی پاکر
فیلستان سے نکلکر راہی بیچارے کو مار ڈالتا ہی ایک ہی تھپیڑ مین کیسا ہی قوی ہیکل زبردست آدمی ہو دم نکالتا ہی اسلئے
اس راہ سے کوئی نہین جاتا ہی ہر شخص اپنی جان بچاتا ہی امیر نے فرمایا کہ وہ موذی خلق اللہ کو ایذا دیتا ہی مجکو اُسے مارنا
واجب ہی یہ کہکر تنہا آپ مع پیک خنجر گزار یعنی خواجہ عمرو عیار اس راہ خطرناک سے مدائن کی طرف تشریف لیچلے اور
لشکر مع رفقا اُس راہ سے کہ بیخوف و خطر تھی خواجہ بزرگ امید کے ساتھ نہضت فرما ہوے اور ارشاد کیا کہ دو پہر چلے
جاتا ہر چند منظر شاہ وغیرہ نے ہمراہ رکاب کی استدعا کی لیکن امیر نے نہ مانا دوسرے دن تیسرے پہر کو بیشہ
فیل مین ایک نیستان کے متصل ہو پہونچے وافرحت انگیز دیکھا گھوڑے سے اُترپڑے ایک چشمہ مہم چشمہ حیوان دیکھا بالی فصا
و شاداب نہایت خوشنما سایہ کنارے پر سبزے کی چادر بچھی ہوئی کمال دلنشین کچھ درخت سایہ دار ادھر اُدھر لگے ہوئے سبزہ خوشنما دار
تھا پھولون پر رنگبرنگ طیور بولتے ہوئے اُسکے کنارے پر زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے اور عمرو مرکب کو چرانے لگا اور جنگل کی ہوا کھانے لگا کہ دفعتہ
فیلستان مین کچھ آہٹ پیدا ہوئی جانور کے آمد کی آہٹ پیدا ہوئی اور ایک شیر اُسمین سے نکلا عمرو نے تمام عمر
کبھی کوئی شیر نہ دیکھا تھا جو مین اُسکو دیکھا خوف سے گھوڑے کو چھوڑ کر ایک سخت قطع نشان پر چڑھ گیا اور میر کیکارنے لگا کہ

سرزمین میں آئے ہیں اُنکی ملازمت کیواسطے جاتا ہوں کیسی بادشاہ کی خدمت سے آتا ہوں عمرو بولا کہ تو نے بہت بُرا کیا کہ اُنکی ملاقات کو چلا مقبل نے کہا کہ عمرو تو کیا دیوانہ ہو گیا ہو کہ مجھسے برابری کرتا ہو عمرو تو بہانہ ہی ڈھونڈھتا تھا جھٹ لاکر بولا کہ اوکا کا زادے تجھکو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ مجھ سے ایسی گفتگو کرنے لگا نوشیروان نے تین صندوق اشرفیوں کے دیا دیئے کہ تو خوجہ بنگیا حو اس بجانب ہے یہ کہکے فوراً اپنے نیم تاج سے فلاخن کو کھولا اور ایک سنگ ترا شیدہ و خراشیدہ آفتاب بیم مہتاب خوردہ اور دو خانے کے پانی سے پرورش پایا ہوا کیسہ عیاری سے نکالکر فلاخن میں رکھا اور چرخ دیکر نشانہ جوڑا مارا مقبل کی پیشانی پر پڑا خون کا فوارہ چھوٹنے لگا مقبل اُسی صورت سے امیر کے سامنے چلا آیا اور گریہ وزاری کرنے لگا امیر سمجھکر کہ شاہ اہل مدائن نے اسکو خون میں نہلایا ہی کسی مفسد بدذات نے اُسکو صدمہ شدید پہونچایا یا چین جبیں ہوئے کہ مقبل نے شکوہ عمرو کیا امیر نے عمرو کو بلاکر کہا کہ یہ کیا حرکت ہی تیسین اُسی عادت بد عمرو نے عرض کی کہ یہ وہی مثل ہی کہ تنہا پیش قاضی روی رہنی آئی مجھ سے بھی سُن لیجیے تب الزام دیجیے فرمایا کیا تو کہتا ہی سُنیں ایکا جواب کیا ہی عمرو بولا کہ قبلہ حاجات انسان غیر سے امید رکھتا ہی پردیس میں صاحب سلامت کا بہت سہارا ہی کہ ساتھی ہی ایک مدت کے بعد مجھ سے اُسنے ملاقات نہ ہوئی نہ تو مجھ سے سلام علیک کی کہ علامت اسلام اور آدمیت کی ہی اور نہ گھوڑے سے اُتر کے بغلگیر ہوئے کہ نشانی محبت کی ہی اور ظاہر ہی کہ میں اور یہ ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں میری داد دیں آپ کے روبرو ہم دونوں برابر ہیں ایک دوسرے کو فوق نہیں دونوں ہمسر ہیں میں تو اسکی ملاقات کے لیے گھر سے اور یہ تو تمام گھوڑے کی باگ روک کر مجھ سے آگے پوچھنے لگا میں نے جتلا دیا کہ اور سیاہ تجھکو امیر نے بادشاہ کے حضور میں حاضر رہنے کو بھیجا ہی کہ سیر کرنے کو تو بہت بُرا کرتا ہی کہ سیر کرتا پھرتا ہی تو یہ اُسکے جواب میں مجھسے کیا کہتا ہی تو میری برابری کرتا ہی جناب عالی انصاف کریں میری داد دیں سوائے اسکے کہ حضور کی بدولت اسکو خدا نے یہ دولت دی ہی خلعت مرصع نوشیروان کا دیا ہوا پہنے ہوا اور تین صندوق اشرفیوں کے پائے ہیں اور کرنا ہی کیا اسکو فقط ہاتھ لگا کر دیکھے اسکو اپنی تعلی اور دماغ داری کا شوق ہی بیچ کسی نے کہا ہی کہ خدا کی قدرت کو مقدور ہے کہ ذرے کو آفتاب کر دے اور آفتاب کو ذرہ عالی نہ بخشے امیر نے عمرو کی تقریر سنکر مقبل سے فرمایا کہ سچ ہی اس قدمے میں قصور تیرا ہی کہ تو نے عمرو سے ایکو کھیلیا اپسمیں سبر و نخوت کرنا بیجا ہی جاؤ آپسمیں ملجاؤ مقبل ملنے کو موجود ہوا لیکن عمرو نے انکار کیا اور کہا کہ یہ صاحب اہل کمال ذی مرتبت صاحب جاہ و جلال ہیں میں بیچارہ کیا ہے اعتبار مجھکو اُنسے کیا مناسبت ہی میری انکی روبرو کیا حقیقت ہی مقبل نے دیکھا کہ عمرو صفائی نہیں کرتا ایک صندوق اشرفیوں کا عمرو کو دیا اور کہا کہ بھائی بتوسط آگاہ صاف کر دینا دل میری طرف سے صاف کر عمرو تو لالچی بندہ تھا ہی اشرفیاں لیکر مقبل سے ملگیا دوسرے دن پھر بارگاہ امیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام سرگذشت اپنے جانے اور امیر کا آنکی بیان کیا بادشاہ بہت شگفتہ خاطر ہوئے اور حسب مشورہ بزرجمہر دوسرے دن مع ارکین دولت امیر کے استقبال کیواسطے چلنے کا ارادہ کیا چنانچہ سلاطین کو دستور ہی

ممانعت پر آمادہ کیا کہ دقار اور جاہ وجلال سلطنت پر یہ کیا ستم ہو کہ بادشاہ ہفت کشور ایک عرب زادے کا استقبال کرے ادنی ملازم اور دست گرفتہ کا استقبال کرے خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا کہ سوائے اسکے حمزہ بادشاہ کا پسر فرزند ہی خود بھی اُسنے تم پر کیسا کیسا احسان کیا ہو کہ تم لوگوں کو مع اہل وعیال غنیم کے پنجے سے چھڑا کر کے خلعت وسواری دزادراہ دیکر آزاد کیا ہی معلوم ہوا کہ تم لوگ سخت بے شرم ہوا حسان فراموش ہو اور بالکل عقل سے بے بہرہ اور بیہوش ہو بارے سبزر جمہر کی فہمایش سے وہ غل وشور موقوف ہوا ہر شخص اپنے اپنے مقام پر دم بخود ہو رہا بادشاہ چار ہاتھی کے تخت پر سوار ہو کر تبرک و احتشام میرا مراؤں کو لیکر پیشوائی کو چلے لاکھین دولت واعیان سلطنت ہمرکاب ہوئے دو کوس سواری گئی ہوگی کہ سامنے سے گرد سیاہ پیدا ہوئی جب مقراض تموج ہوائے زبان گرد کو چاک کیا اور چہرۂ میدان کو غبار سے نشانۂ صبا نے پاک کیا تیس نشان تیس ہزار سوار کے نمودار ہوئے ملعون کے پھریرے دوش صبا پر اُڑتے ہوئے برسر اظہار ہوئے سواروں کے حلقے مین یہ علم اژدہا پیکر کے سائے کے نیچے سیاہ قیطار سوار نظر آئے دست راست کو شاہان نامدار اور دست چپ کو پہلوانان ذی وقار دکھلائی دیے اور جلو مین امیر کے باہاے دو ندگان عالم افسر سرہنگان روزگار شاہ عیاران خنجر گذار خواجہ عمر وعیار نیم تاج زری کا سر پر رکھے قنطورۂ زرنقبتی یا قابۂ سقرلاتی گرمین عیاری حیلہ ہاے لکاری سے آراستہ پیچہ آب برق کا بجھایا ہوا تاب مین خنجر جوہر بار کمر مین کمان ترکش کا نھے سے لگائے حلقہ ہاے بچھڑ کدار جاہل حریف کی جنبال ہاتھون مین لیے چھ آوازے بارہ مقام چھ بیس شعبے اٹھائیس گرشتے دہن سے اداکرتا گرداگرد شاگردون کو لیے ہوئے چلا آتا تھا دونون طرف لشکر آراستہ عین ویسا ہی پیش پسر پیادہ وسوار خنگ آزمودہ نشۂ شجاعت سے آسودہ کہ جلوہ خدا کی قدرت کا تھا بادشاہ نے امیر کو دیکھا تو پندرہ سولہ برس کا سن وسال سبزۂ خط نمودار خورشید فلک اُس کے حسن کے آگے ذرۂ بیمقدار ہو شجاعت وفتوت وہمت ومروت وشوکت سے مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہو کہ چشم فلک نے اس بیچ رھیچ کا جہان پر دۂ زمین پر دوسرا نہ دیکھا ہوگا جامع کمالات صوری ومعنوی حلیم سلیم ذی وقار صاحب اعتبار ایسا عالم مین کم کسی نے سنا ہوگا نوشیروان کی آنکھین تو گویا مشاق چشم زدہ میکے سر پا برگ سین اور رستمے پہلوان قوی ہیکل زبردست قوی بازو بادشاہ کے ہمراہ تھے بھون کی نگاہین اُس خورشید جاہ وجلال پر پڑین ہر ایک نے دعوے کو باطل سمجھا سکا حوصلہ پست ہوا امیر بادشاہ کا تخت دیکھتے ہی مرکب سے کود پڑے اور شرف ملازمت کے واسطے آگے بڑھے اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور تخت کیخسرو کی کو جسے ہشام جہنمی نے کیا تھا اپنے سر پر رکھکے مع تاج و جلوس شاہی بادشاہ کو نذر کیا امیر کے تخت سر پر اُٹھانے کا سبب یہ تھا کہ جب کیخسرو نے توران مسخر کر کے ایران پر قبضہ کیا رستم بن زال تخت کو اپنے سر پر اُٹھا کے تیس قدم بادشاہ کی تعظیم کو گیا تھا اس لیے امیر نے بھی یہ نوشیروان کی توفیر کی کہ تخت کو سر پر اٹھا کے چالیس قدم گئے اور اُس تخت گران بار کو پھول کی طرح اُٹھا کر گل وتار سمجھے کہ رستم سے مین دس حصہ زیادہ زور آور رہون پہلوان جہان اور طاقت دران زمانہ کا افسر ہون نوشیروان حرکت سے میری نہایت

خوش ہوا اور اپنے خدام اور ملازمین کو اشارہ کیا کہ تخت کو بلد امیر کے سر پر سے اُتار لیں اور بقدر مناسب اپنے سروں پر رکھیں اور آپ تخت پر سے اُتر کر امیر کی طرف چلا اور امیر کو جانب کمال شوق و مسرت سے دیکھنے لگا امیر بھی نہایت انکسار

امیر کا بہ تجمل و احتشام تخت کو سر پر رکھکر بابوسی بادشاہ کو جانا اور بادشاہ کا امیر کو گلے لگانا

اور تمنا سے چلے جلد جلد آگے بڑھے اور غایت نیاز سے قدمبوس ہوئے تو شیروان نے دونوں بازو امیر کے پکڑ کر مانند جان کے گلے سے لگا لیا اور اُسی دم ہرمز فرامرز اپنے دونوں بیٹوں کو امیر سے بغلگیر ہونے کو

اور سب سرداروں سے ملوایا اور ہر ہر شخص کا نام و نشان و عہدہ بحفظ مراتب اشارہ بتلایا

داخل ہونا امیر کا شہر مدائن میں اور بیٹھنا رتم کے دنگل پر اور فوق لیجانا اس قوی ہیکل پر

راویان بزم افروز سخن و مقرران افسانہ کہن اس طرح سے تقریر کرتے ہیں کہ دوسرے دن خواجہ زرجہر سوداگر بادشاہ سے عمرو کی ملازمت کروائی اور تعریف اُس کی بکمال خوش بیانی بادشاہ کے گوش مبارک تک پہونچائی اور تمام جوہر عمرو کے بادشاہ سے عرض کیے بادشاہ نے بکمال شفقت و مہربانی بازوئں عمرو کی طرف پھیلا دیے کہ بوسہ لیوے اور دست مبارک کو زانو پر رکھا عمرو نے بادشاہ کے قدم چومے اور ہاتھوں کو آنکھوں سے لگایا اور بجالائی تمام بادشاہ کی انگلی سے انگوٹھی اس سبکی سے اُتار لی کہ بادشاہ تک کو خبر نہوئی بعد ملازمت شاہ و سرداروں سے ملنے لگا جب

خواجہ گرازالدین تجنک سے نوبت ملنے کی آئی چپکے سے وہ انگوٹھی اُسکی جیب مین ڈالدی اُسیوقت بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر عنان بعنان صاحبقران کے مدائن کی طرف چلے عمرو اپنے عیارون کو لیکر بادشاہ کی جلومین ہوا اچھلتا کھیلتا مارتا ہوا خوش فعلیان کرتا چلا عمرو کی اس حرکت سے مہتر آتش کہ نوشیروان کے عیارون کا سردار تھا جل بھنکر کباب ہوگیا پکارکے عمرو سے کہنے لگا کہ اولڑکے کے آدمی فوکے پیرشدی یہ مقام تیرے چلنے کا نہین ہے میرے روبرو مجھے پیشقدمی نہ دیا نہین ہے اپنے قاعدے سے چل اپنے جامے سے باہر نہ نکل بادشاہ کی جلومین تیرا کیا کام ہے حضرت سلطان عالم کی جلو مین چلنا کون مقام ہے عمرو بولا کہ اول تو میری نسبت تم بوڑھے ہو اور مین جوان ہون اور ثانیاً ہم دوم آگے تم اکیلے تھے اب مین ہم پلہ عیار آپہونچا ہون مثل مشہور ہے کہ آب آمد تیمم برخاست میرے آگے تم کو پیشقدمی کرنا نہ چاہیے بوڑھے ہوئے ہو جہان پناہ کے تصدق مین کچھ مقرر کرا کے گوشۂ عزلت اختیار کیا چاہیے مہتر آتش عمرو کی یہ گفتگو سُنکر آگ ہوگیا نرم گرم کہنے لگا بادشاہ اور امیر نے یہ تقریر دونون کی سُنی اور دونون کے حالات پر نظر کی بادشاہ نے آتش سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے یہ کیا آپسمین جھگڑا ہوا اُسنے بیان کیا کہ خانہ زاد قدیم سے اُردوے شاہی کے عیار رہتا آیا ہے اور اس مملکت کے عیار دن مین حضرت کے صدقے سے معزز و مفخر ہے اور یہ عیار بچہ نورسیدہ مجھکو حضور کے جلومین چلنے نہین دیتا ہے نوشیروان نے عمرو کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہے تجھکو شاید اپنی عیاری کا بھی غرہ ہوا ہے عمرو نے عرض کی کہ قبلۂ عالم عیاری فقط باتون سے علاقہ نہین رکھتی متعلق بکسب و ہنر ہے اس پیشے مین بڑا فن و دندگی اور چستی کا کام ہے اگر آتش کو منظور اسکا امتحان ہے تو یہی میدان ہے دیر نکرے میدان پکڑے بادشاہ نے فرمایا کہ عمرو یہ بات تو تو نے بہت اچھی کہی ہمارے پسند ہوئی یہان سے شہر کا دروازہ دو فرسنگ ہے تم دونون ایک ایک تیر لیکر دوڑو اور اسقدر مسافت طے کرو تم سے جو پہلے دربان کو تیر دے آوے وہ دوسرے پر سبقت لیجاوے دونون نے قبول کیا بادشاہ کے حکم سے دونون کو ایک ایک تیر ملا دونون لیس ہوکر دست بدست کفت بکفت شرر آسا گرم رفتار ہوئے کڑی کمان کے تیر کی طرح چلے تھوڑی دور سواری سے بڑھکر عمرو عمداً پیچھے رہا اور آتش آدھ کوس آگے بڑھگیا دیکھنے والون نے کہا کہ عمرو نے ناحق اپنا وقار اور اعتبار شرط بدکر کھویا آخر مہتر آتش عمرو سے آگے نکلگیا عمرو نے اپنی باتون کا پاشانے راست کیے نزدیک تھا کہ آتش باب الشرق تک پہونچے عمرو نے یہ سمجھکر کہ دیکھنے والے پیچھے رہتے ہونگے بایا دوندگان نے معلق زنان آتش کے متصل جست کرکے پہرے کے سپاہی کو تیر دیکے آتش کے پیچھے سے ایک دولتی لگائی اور زور سے ایک چیت جمائی اور گردن کو ایسا گانٹھا کہ آتش چار ون شانے چت گر پڑا تمام گرد و پی اپنی بھولا چھٹی کا دودھ یاد آگیا سر مین چوتھیر کی ٹھوکر لگی ایک کرچ کھوپری کی اُڑگئی سراپا در یا خون مین ڈوبگیا بیہوش اور مدہوش ہوا عمرو نے تیر تاج عیاری اُسکے سر سے لیکے تیر و زبان کو دیکے کہا کہ مجھکو پہچان رکھو کہ میرا نام عمرو عیار ہے میری عیاری کا شہرہ شہر شہر و یار دیار ہے جھوٹون کو گھر تک پہونچا دیتا ہون در دنگو کو اچھی طرح سمجھا لیتا ہون ایسا نہو کہ کچھ لے دیکر کے پہلے تیر آتش نے دیا ہو اور عمرو اسکے

پیچھے پہونچا ہی بچا اگر جھوٹ بولوگے تو اپنی سزا پاؤگے خبردار خبردار لالچ کو کام نہ کرنا راست راست بادشاہ سے کہنا دروغ اور لغو کلام نہ کرنا دربان گھبرایا کہ یہ ماجرا کیا ہوا آئی یہ کیا بلا ہو عمرو پچھلے پاؤن وہان سے روانہ ہوکر بادشاہ کی خدمت مین جا پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیکر مہتر آتش کا نیم تاج دکھلایا بادشاہ اُس کی چالاکی پر بہت ہنسے آتش کے وضو ٹھنڈے ہوئے اور نجالت سے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا سر کپڑا اپنے گھر گیا جب سواری بادشاہ کی شہر کے پھاٹک پر پہونچی فرمایا کہ لشکر صاحبقران کا تل شادکام پر اُترے واضح ہو کہ قلعے کے باہر اُس میدان پُر فضا کا تل شادکام نام تھا صاحبقران کا خیمہ تل شادکام پر سُسیوقت اور اُسی مقام پر ایستادہ ہوا اور اُسی مقام پر امیر کا خیمہ ہوا دریا کے کنارے ایک مقام تھا اور موقع موقع پر مقام سوار و پیادہ ہوا اور سواروں نے پرے اپنے اپنے موقع سے لگائے اور تلنگون نے قطار در قطار اپنی پلٹنین جمائین مگر صاحبقران بادشاہ کے ہمراہ قلعے مین داخل ہوا قلعے کو آراستہ اور شہر کے کوچے کوچے کو پیراستہ دیکھا صاحبقران کے دیکھنے کو تمام شہر اُمڈا تھا ہر زن و مرد کے گھر مین عید تھی کہ صاحبقران نے اُن لوگون کو قید سے چھوڑا کر سبلوک تمام آزاد کیا تھا جو دیکھتا تھا وہ امیر کے حق مین دعا بد عا تھا خلاصہ نذر کرم اس جوان کے بخت کو ہمیشہ جوان رکھے ترقی و دولت و اقبال و افزونی جاہ و جلال بخشے حتی کہ صاحبقران بادشاہ ہفت کشور کیساتھ باگاہ جمشیدی مین داخل ہوئے اور رفقا و صاحب اور پہلوان ذیشان طرفین کے دربار سلطانی مین پہونچے بادشاہ حکم دیا کہ امرائے اسلام تخت کے داہنے بیٹھین اور اور لوگ اپنے اپنے مقام پر ٹھہرین سب کے پہلے عمرو ایک چوکی پر تکیہ لگا کے بیٹھ گیا اور مونچھون پر تاؤ دینے لگا صاحبقران نے بادشاہ سے کہا کہ ملکو اختیار ہے جہان جی چاہے وہان بیٹھو کہ تمھارا گھر بار ہے امیر نے اپنے دل مین کہا کہ ایسی جگہ بیٹھیے کہ کوئی دعوی ہمسری کا نہ کرے مثل مشہور ہے گر کنند من زوال بادشاہ کے تخت کے برابر ایک صندلی جواہر نگار بچھی ہوئی تھی اور وہ نشستگاہ ستم کی تھی آداب بجالائے اور امیر اسی پر بیٹھے جب دم صاحبقران نے اُسکا غاشیہ اُٹھا کر قدم رکھا سا سانیون کے دل پر یکایک الم چھا گیا ان کہا آج کلون کا مکرار کا نہین ہے موقع فساد و انزجار کا نہین ہے کل سمجھ لینگے اِس سست کا جواب وسوال کرینگے بادشاہ نے کئی خوان زر مرصع منگا کر صاحبقران کے سر پر سے نثار کیے صاحبقران نے بھی جو تحائف کہ اپنے ساتھ لائے تھے بادشاہ کی خدمت مین گذرانے جوانان پری پیکر خوش لباس شیرین کلام بادشاہ کے اشارے سے جامہاے شربت لائے پیالے شربت فیض و گلاب کے پلائے پہلے شربت صاحبقران نے پیا بعد ازان اور سردارونکو دست بدست دلایا بعد ازان خوان اسالله جواہر نگار ہر طرح کے خوان نعمت چُنکر لایا بادشاہ نے مع صاحبقران اُسکو نوش فرمایا جب خاصہ نوشجان فرما چکے ساغر کے دور چلنے لگے صدا بنوش بنوش و نا و نوش کی بلند ہوئی بزم عشرت کی رونق عیش و نشاط کی صحبت جمی ساقیان سیمین ساق بصد طمطراق ایک ہاتھ مین صراحی پُر از مے گلنار اور دوسرے ہاتھ مین جام بلورین نقش دار لیکر حاضر ہوے بادشاہ نے عین سرور مین خواجہ عمرو سے گانے کی فرمائش کی عمرو نے دوتارا اُودی کو ملا کر چھیڑا اور ترانہ گانے لگا ہر چند چھوٹا بڑا کان

لگانے لگا وہ ترانہ گایا کہ میان شوری چھکے ہوگئے ہر ہر تان کو کان لگا کر سر دیبان فلک سننے لگے ہر طرف سے آواز
احسنت وواہ واہ کی آتی تھی میان تانسین کی روح تازی ہوئی جاتی تھی اسوقت نوشیروان نے چاہا کہ انگشتری ہاتھ
سے نکالکر عمرو کو دے نغمہ سرائی کا صلہ بخشے خیال کیا تو انگشتری سے انگلی خالی پا حیران ہوکر فرمایا کہ ہماری انگوٹھی کسنے
لی ہے ابھی ہاتھ سے غائب ہوگئی ہو کہیں گر تو نہیں پڑی ہو عمرو نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ جہان پناہ سوائے
حاضرین کے کوئی غیر تو آیا ہی نہیں کہ وہ مرتکب اس گناہ کا ہوا اور اتنے آدمیوں سے سلطانعالم کی انگوٹھی لیگیا
اگر حکم ہو تو غلام ایک ایک کی تلاشی لے اور حضور کے اقبال سے انگشتری پیدا کرے اور پکار کر کہنے لگا کہ یار جسنے انگوٹھی
پائی ہو حضور میں گذران دے انعام پائیگا ورنہ صاقہ عتاب میں آئیگا ادھر وہ ڈھونڈھنے لگا ہر ایک کہتا تھا کہ بھلا ہوا
ہم دربار سے باہر نہ گئے بادشاہ نے عمرو سے فرمایا عمرو نے ہو حکم شاہی سبکی تلاشی لی برائے نام سبکی جیب ٹٹولی اور کہا
کہ اہل اسلام میں کسی پر ہمکو گمان نہیں ہوان لوگوں کا دین و ایمان نہیں ہوتم ہمارے آدمیوں کی تلاشی لو انھیں لوگوں میں تلاش کرو
جب عمرو سب پہلوانوں اور سپہ سالاروں کی تلاشی لیچکا بادشاہ نے بزرجمہر کو حکم دیا کہ اب تم خود اٹھکر اور اپنی تلاشی کرو
اور خوب اچھی طرح سے کپڑے اوڑکر دیکھو سبکا لباس دیکھا اور سب میں تلاش کیا جب نوبت نجتک کی آئی انگوٹھی اسکی
جیب میں پائی وہ ششدر رہگیا اور سب امیروں نے انگشت حیرت دانت کے نیچے دبائی اور نجتک کو کمال غیرت ہوئی مگر
عمرو نے بادشاہ سے ہاتھ باندھکر آواز بلند کہا کہ عیاروں کو سنا تھا و زیروں کو چوری کرتے نہ سنا نہ دیکھا تھا آج نجتک کو
دیکھا اور وزیر ہوکر ایسی خیانت کرنیکا یقین ہوا اگر دس بیس لاکھ کی کوئی چیز ہوتی تو بھی منافقہ نہ تھا اسقدر قلیل پر نیت
خراب کرنا انھیں کا کام تھا ایسی خیانت پر انکی مدارالمہامی کا اختتام تھا باوجودیکہ حضور کے تصدق سے اس سے بہتر بہتر
جواہر اسکے گھر میں ہوگا اسپر بھی یہ نیت ہے اور کسقدر ہوگا نفس الامر میں یہ علقش کا نواسا ہے اسی کے قدم بقدم ہوا ہے اس
نمکحرام خونی نے ہفتگنج شداد کے بڑے حضور سے اخفا کیے تھے اسنے شہنشاہ بہت کشور کے ہاتھ کی انگوٹھی چرائی تو کیا ہوا
مگر اپنے نانا پر بھی سبقت لیگیا نوشیروان نے نجتک پر سیاست کی اور سر دربار بخت مست فرمایا بہت ذلت دی عمرو بولا کہ
چور کے تو ہاتھ کاٹا سردار ہوا ایسے شخص کی بوسزا ہو وہ زیبا ہے نجتک نے اپنے دل میں کہا کہ غضب کیا اس عیار نے میرے ہاتھ کٹوانے
کی فکر کی کمان کی کسر مجھ سے نکالی بارے بزرجمہر کی شفاعت سے ہاتھ تو نہ کاٹے گئے معذور ہونے سے بچے لیکن دربار سے
نکالا گیا کمال ذلت میں مبتلا ہوا حکم ہوا کہ نجتک گردنیان دیگر دربار سے نکالدیا جاوے اور پھر کبھی دربار میں آنے نپاوے
حکم کی دیر تھی اسی دم نجتک نکالا گیا دربار سے زرد رو ہوا امیر نے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ سے عرض کی کہ نجتک غض
بیگنہ وہ عمرو کی یہ خوش طبعی تھی یہ اس عیار کی شوخی اور چالاکی تھی بادشاہ عمرو کی تیزدستی پر متحیر ہوا اور نجتک کو امیر کے کہنے سے
دربار میں آنے کا حکم دیا اور وہ انگوٹھی عمرو کو بخشی اسکی تیزی اور چالاکی سے طبیعت خوش ہوئی امیر سے فرمایا اچھا اپنے خیمہ میں جاکر آرام کرو
لیکن ہر روز مع رفقا دربار میں آنے کا التزام کرو امیر رخصت ہوکر محل شاہ کام میں پہونچے اور بادشاہ محل میں داخل ہوئے

واردہونا گستہم کا شہر مدائن مین بہرام گرد خاقان چین کے ہمراہ باکمال عظمت وشوکت وجاہ

انگشت خامۂ داستان نویسان اپنی طاقت کو دکھاتا ہی صفحۂ کاغذ کے کل مین کس شان وشوکت سے زور آزماتا ہی جب امیر تل شاہ کام مین تشریف لیگئے اور پوشاک درباری سے آراستہ ہوکے استراحت کا ارادہ کیا کہ بخنک کا رقعہ خواجہ عمرو کے نام اس مضمون کا بھیجا کہ پانچ سو تومن نقد اور پانچ سو کا مسک بطریق نذر اندبھیجا ہی پر وہ آپکی دعوت کا ہی بہت جلد زرمندرجہ بھیجکر مسک پھیلیا جائیگا اور کبھی کبھی کچھ بھی پیشکش کیا جائیگا امیدوار ہون کہ آیندہ ایسا اختلاط نہ کیجیے گا اور دربار مین ایسی ذلت نہ دیجیے گا کہ میری سبکی ہووے ذلت اور بے آبروئی ہووے آپکی عنایت سے مین بھی ساسانیون مین عزت رکھتا ہون ان لوگون مین مفت زر باکرتا ہون عمرو نے تومسک لیکر بہت خوش ہوا اور دل مین کہا کہ الحمد للہ پہلے روپے کی صورت تو دیکھی کسقدر جمع ہاتھ لگی شگون نیک ہو اخدا نے گھر بیٹھے بھجوایا اور جواب مین رقعے کے معذرت کی اور رسید زر نقد و مسک کی لکھی دوسرے دن امیر بھیر مع رفقا دربار شاہی مین حاضر ہوئے اور بدستور اُسی صندلی پر بیٹھے امرا سے ساسانی دیکھکر انگار دن پر لوٹے اور اس فکر مین ہوئے کہ کسی تدبیر سے امیر حمزہ کو بادشاہ کی نظر مین سبک و بے اعتبار کیجیے یہ جو بڑھ بڑھ کے بیٹھتے ہین اُسکا ثمرہ اُنکو دکھادیجیے ایک دن امیر دربار مین حسب دستور اُسی صندلی پر بیٹھے تھے ایک جوان بنا قامت زرہ بکتر خود چار آئینہ موزے راگے پہنے ہتھیار اپنے بدن پر لگائے دامن کو گردانے آستینون کو رومال کیے ہاتھون پر دستانے فولادی چڑھائے دست بقبضہ دربار مین حاضر ہوا بادشاہ کو کورنش تعظیم بجا لایا تو قیر و تکریم سے کی جب بیٹھ چکا امیر کیطرف ترچھی چتون سے دیکھکر بادشاہ سے التماس کیا کہ میرے باپ کو تو حضور نے کابل کی مہم پر بھیجا اور اُسکی نشستگاہ پر ایک عرب زادے کو بٹھلایا یہ کیا قدردانی اور عدالت ہی اور یہی قدیم جان نثارون کی آبرو عزت ہی وہ قریب خفقہ منصور ہوکر حاضر ہوتا ہی اُسوقت دیکھا چاہیے کہ عرب اس صندلی پر کیونکر بیٹھکر شگفتہ خاطر ہوتا ہی امیر سے یہ تقریر اُسکی سنکر بزبان بادشاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہی اور کہانکا رہنے والا ہی جو عبادت وسرکشی سے پیش آیا اور کیا کہتا ہی نوشیروان نے فرمایا کہ نام اسکا فولاد بن گستہم ہی جو بہرام گرد خاقان چین نے سر اُٹھایا تھا مین نے اُسکے باپ کو اُسکی تنبیہ کے واسطے بھیجا ہی وہ اُس کو گرفتار کیے ہوئے لیے آتا ہی قریب پہونچے گا اور ملا دیجیگا اور یہ صندلی جسپر تم بیٹھے ہو اُسی کے بیٹھنے کی ہی جگہ اس کو عنایت ہوئی ہی اس سے تمھارا بیٹھنا اسکو ناگوار ہی اسپر تمھاری نشست اُس کی گردن پر نہایت بار ہی کہتا ہی کہ صندلی میرے باپ کے بیٹھنے کی ہی انکے بیٹھنے کو کیون دی ہی امیر نے کہا کہ مین بھی یہی چاہتا ہون کہ اسکا باپ مجھسے زور کرے اور مغلوب غالب کا تابع فرمان رہے فولاد کو یہ سنکر طیش آیا تیوری چڑھاکر بولا کہ ای عرب میرے باپ سے پہلے مجھسے تو پنجہ بلائے اور خوب خاطرخواہ زور اپنا آزمالے امیر نے فرمایا بسم اللہ فولاد امیر کے متصل بیٹھکر امیر سے پنجہ لڑانے لگا امیر اُسکا پنجہ لیکے اور وہ کرسی سے نیچے گر پڑا کھسیانا ہوکر خنجر کھینچ کر امیر پر دوڑا امیر نے اسکا خنجر چھین لیا پھر فولاد سے کہا

کہ اے فولاد تیرا دعوہ کیا مجلس کے درہم برہم کرنیکا ہو اتنا خفیف بھی ہو چکا سپر اپنی سینہ زوری سے باز نہین آتا ادھر آکے چپکا بیٹھ جا زیادہ غل و شور مت مچا مبادا آئندہ اور مذلت مین گرفتار ہو سر دربار بے عزت و خوار ہو وہ سر نیچے کرکے ہر مز کے پاس جا بیٹھا بادشاہ نے امیر سے معذرت کرکے دوبارہ درخواست کیا خلاصہ یہ کہ ہر روز امیر مع رفقا دربار مین آتے تھے اور جب دربار برخاست ہوتا تھا تل شاہ کام پر تشریف لیجاکر استراحت فرماتے تھے دس بارہ روز کے بعد بادشاہ کو خبر ہوئی کہ گستہم گرد خاقان چین کو مع چار ہزار پہلوان اژدہا گرفتار کرکے لایا ہے اور یہان سے چار کوس کے فاصلے پر ٹھہرا ہے منتظر حکم کا ہے جسوقت بادشاہ بوحاضر ہووے عزت تمذبوسی حاصل کرے چونکہ نخجنگ کے دلمین امیر کیطرف سے بغض بھرا ہوا تھا ہر طرح فکر و تدبیر مین تھا کہ امیر کو خفیف کرکے کسی صورت اُن کا وقار اور آبرو گھٹائے بادشاہ امیر کی پیشوائی کو گیا تھا اور لشکر لوگون اُسکا پیچھا تھا نخجنگ نے اُسی لاگ ڈانٹ پر چاہا کہ بادشاہ کو گستہم کی پیشوائی کو لیجائے اور یہ بات لوگون کے دلمین جمائے کہ بادشاہ اگر امیر کی پیشوائی کو گئے تو کچھ اُنکا فخر نہین جو کوئی ملازم شاہی کو مع صرکرکے آتا ہے اُسکی پیشوائی فرماتے ہین اور خود بدولت اقبال اُسکی عزت اور آبرو بڑھاتے ہین غرض کہ عرض معروض کرکے بادشاہ کو گستہم کی پیشوائی کے لیے لے گیا اور آپ بھی ہمراہ رکاب چلا اثنائے راہ مین نخجنگ نے بادشاہ سے عرض کی کہ امیر حمزہ کا بھی ہمراہ رکاب ہونا ضرور ہی ہے ایسے دلیر و شجاع اور نامور کی رفاقت دونون لشکر حضور ہی بادشاہ نے اسیوقت امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم گستہم کی پیشوائی کیواسطے جاتے ہین تم بھی آؤ اور اپنا لشکر اور رفیق رفقا ہمراہ لاؤ بادشاہ ایک کوس شہر کے باہر گئے ہونگے کہ دیکھا گستہم بن اشک زرین کفش وہ جوشن پہنے کرگدن پر سوار ہو گنجون پر تاؤ دیتا علم گرگ پیکر کے سائے کے نیچے چلا آتا ہے اور چیتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاقان گرد چین کو گرفتار کرکے لائے سے بجائے خود کسی کی شجاعت اور بہادری اور طاقت خیال مین نہین لاتا ہے سکو دیکھکر امیر ساسا تی خوش دل ہوئے کہ اب یہ آگیا تو امیر کو پست کریگا تصورات دل کے حاصل ہوئے گستہم نے نگہ مے پرے اُتر کے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور سر کو نشست اپنی بہادری اور بہرام خاقان چین کی گرفتاری و نخجنگ کا معرکہ بکمال خوش تقریری بیان کیا بادشاہ نے بیٹے ہوئے دو سو خدا اُن کو سجدۂ شکر کیا اور طلسم کیطرف پھرا گستہم نخجنگ کے اشارے سے پیچھے ہو گیا اور بادشاہ کے ہمراہ نو اپھرتے وقت راہ مین امیر سے بادشاہ نے فرمایا کہ آپ بھی گستہم سے ملتے آیئے اُسکی باتین سُنکے تھوڑی دیر جی بہلایئے امیر نے کہا بہت خوب مجھے تعمیل ارشاد مین کیا انکار ہو جاؤ اور فتح کی میری سعادت دارین افتخار ہو نخجنگ کا احوال سنیئے کہ گستہم سے امیر کی شکایت کرکے کہا کہ دیکھا اور سُنا اور اُس عزیز کے اپنی شجاعت کا ایسا گھمنڈ ہے کہ بے اوبانہ آپکی صندلی پر تکیہ زن ہوا اور فولاد کا پنجہ سر محفل پھیر لیجاکر اُسکو خجل و منفعل کیا اگر ہو کہ آپ اُن پہونچے جلد تشریف لائیے بغلگیر ہونیکے وقت ایسا دبایئے کہ ذرا ہڈیان اُسکی نرم ہو جائین کہ آپ سمجھے پوجھے رہتے آئندہ آپکے روبرو تعلی اور غرور کی حرکتین وقوع مین نہ آئین گستہم نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا اسمین امیر کی سواری پہونچی خیمہ گستہم

انسانی انسوس ہے

مین داخل ہوے گستہم امیر کو دیکھکر پیادہ ہوا استقبال کیا اسطے آگے بڑھا امیر بھی پنڈ مرکب سے اُترے دونون معانقہ کو چلے
یفلگیر ہونیکے وقت پہلے گستہم نے امیر کو اپنے زور بھر دبایا اور کلمات ذوق وشوق زبان پر لایا پھر امیر نے بھی بنا اشتیاق
ظاہر کرکے اُسکو ایسا دبایا کہ گستہم کی مقعد سے کئی بار گوز صادر ہوا شرمندہ ہوکر امیر کے کان مین کہا کہ یا امیر تم جوانمرد ہو
اِس حرکت کو کسی کے آگے زبان پر نہ لانا مجھے کہین ناموس اور خجل نہ فرمانا میرے آپکے یہی پیار ہا امیر نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا
گستہم تو قلعے کیطرف روانہ ہوا اور اُسکا لشکر بھی اُسکے ہمراہ چلا اور امیر سبزہ زار کی سیر کرنے لگے اور رفیق رفقا جلوس
مین بطیفہ سنجی کرتے تھے کہ دفعتہً ایک طرف جو نگاہ گئی دیکھا کہ ایک تابوت زنجیر وبین کھنچا ہوا اور پیچھے اُسکے چار ہزار سپاہ
جرار ہمراہ چلا آتا ہی غمخوارون سے پوچھا کہ اس تابوت مین کیا ہی وہ بولے بہرام گرد خاقان چین بند ہی جسکی جوانمردی اور
ہمت کا شہرہ عالم مین بلند ہی امیر نے فرمایا کہ پہلوانون اور دلاورون کو قید کرکے کوئی اسطرح لاتا ہی جوانمرد نکو کردار کہکے
اسطرح کوئی ستاتا ہی صندوق کو زمین پر رکھوایا اور فوراً اپنے طلازمین سے کھلوایا اُسمین ایک جوان رعنا تھا سے جکڑا
ہوا آنکھ مین پڑا دیکھا امیر نے اُسکو تابوت سے نکال کر قید سے رہا کیا اور گلاب بید مشک اُسکے منھ پر چھڑکا اور شربت
سیب انار کہ بغلی پر ہمراہ تھا اُسکے منھ مین ٹپکایا جب اُسکو ہوش آیا امیر نے پوچھا کہ اے بہادر تو کون ہی اُسنے کہلا بھیجا کہ
پہونچکے اپنی سرگذشت کہونگا تمام قصہ اپنا عرض کرونگا ابھی مجھمین حواس بجا اور طاقت نہین بات منھ سے نکالنے کی
قدرت نہین امیر نے ایک گھوڑا فوراً منگواکے اُسے سوار کیا اور جتنے قیدی اُسکے ساتھ تھے سبکو چھوڑدیا کہان عزت
اپنے ہمراہ لیچلے اور آناً فاناً دو منزلی مین داخل ہوے اور بہرام گرد خاقان چین کو اپنے پلنگ پر لٹاکے لعلی
سونگھانے کا حکم دیا اور حریر لطیف تیار کرواکے پلوایا اور اُسکے ہمراہ یون کیا سطے کھانا نفیس نفیس منگواکر خوب پیٹ
طرح سے کھلوایا جب خاقان گرد چین کے حواس بجا ہوئے دستر خوان چھنے امیر نے کہا کہ اگر چہ آپکی کیفیت ہاتی ہوئی خوب
پوچھنا بموقع اور آدمیت اور لحاظ کے خلاف ہی مگر چہرہ مبارک سے یہ امر ظاہر وجلالت خاندان نمایان صاف صاف
ہی لیکن دوسرا اس قابل نہین کہ آپکی کیفیت اُس سے دریافت کرون ذرا منتظر رہون کہ کسیکا منتظر ہون
لفظ آپ ہی سے عرض ہو کہ آپ اپنے حسب ونسب سے مطلع فرمائیے اور اپنا نام ونشان مجھے جلد بتائیے بہرام نے
کہا کہ آپ نے میری جان بخشی کی مجھے حیات تازہ بخشی نہین تو کوئی دم مین بیدم ہوجاتا اور نہ ملک عدم ہوجاتا بہت دن
سے مین اس تابوت مین بے آب ودانہ بند تھا ہر وقت موت کا آرزومند تھا کہ خدا نے مجھے آپ تک پہونچایا یہ دیکھکر
معلوم ہوتا ہو کہ ابھی کچھ حیات مستعار باقی ہی اور تھوڑے دنونکی زندگی ہی امیر نے فرمایا کہ اے بہرام گستہم تجھکو
ہوا اور تو اُسکے قابو اور دام مین کسطرح پھنسا اُسنے بیان کیا کہ میدان جنگ مین مینے اُسکو زیر کرکے اپنے تابع کیا تھا اور اُسکے
لشکر کو قتل وتاراج کرکے اُسکو گرفتار کرلیا تھا چار برس تک یہ میری خدمتگزاری اور اطاعت مین سرگرم رہا ایکدن
مین شکار کھیلتا ہوا دور نکل گیا فوج میری مجھ سے دور تھی پیاسا جو ہوا تو اُس سے پانی مانگا اُسنے قابو پاکے دارو دیدی بیہوش پاکر

پانی مجھکو پلایا جب مین ہوش ہوگیا اپنے دوستون اور رفقا کو جو بظاہر میرے لشکر مین شریک تھے بلایا اور مجھکو پابند سلاسل کرکے تابوت مین بند کیا انواع انواع کا رنج و الم مجھکو دیا امیر نے کلمات تشفی آمیز فرمائے بہرام نے خوش ہوکر کہا کہ تمکو اُس شخص کا مین زیر بار احسان ہوا کہ جسکا ہفت اقلیم مین کوئی ثانی نہ نکلیگا جب یہ خبر گستہم کو ہوئی کہ امیر بہرام گرد خاقان چین کو مع اسیران فوج اپنے اُردو مین لیگئے اور اُسکو مع فوج قید سے آزاد کیا اور اُسکا دل مہماندار ی اور خاطرداری سے خوب محظوظ اور شاد کیا غیظ سے آگ ہوگیا اور سیدھم بادشاہ سے جاکر مفصل حال کہا بادشاہ کو بھی یہ حرکت امیر کی بہت ناگوار ہوئی نہایت دشوار گذری اُسی دم امیر کو طلب کرکے فرمایا کہ اے ابو المعالم تم جانتے ہو بہرام ساکوئی دشمن میرا ہفت اقلیم مین نہو گا تمھین یہ کچھ خیال آیا تم نے کیا سمجھکر اُسے قید سے خلاصی دی امیر نے کہا کہ قبلۂ عالم بناہفشاہ ہفت کشور مین اگر پہلوان اور بہادر ونکو بسطیح فریب سے زیر کرینگے تو لوگ کلمات بے ادبی زبان پر لائینگے تاریخون مین لکھا جاویگا ابد آبا د تک بادشاہون کی محفل مین چرچا رہیگا نوشیروان البسا مرد تھا کہ اُسکے وقت مین پہلوان دغا سے قید ہوکر گرفتار ہوتے تھے اور اُسکے ملازم اور ارکان دولت پہلوان وغیرہ ہمیشہ کمر و جیب دہی کیواسطے تیار رہتے تھے اور بہرام ایسا کو نشانہ بر دست ہی کہ سر میدان زیر نہین ہو سکتا اور اُسپر حملہ آور مظفر اور منصور کوئی دلیر نہین ہو سکتا فرمایا بہرام کہان ہی اُسے بلواؤ دربار مین جلد حاضر کرو کہ مین اُس سے اُسکی گرفتاری کا حال پوچھون اُسکی سرگذشت خود اپنے کانون سے سُنون امیر بہرام کو جلوخانے مین چھوڑ گئے تھے اسی دم اُسکو بلایا بادشاہ نے اُسکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ گستہم نے تجھکو بہادری سے گرفتار کیا تھا یا نامردی سے مطبع اور محبوس کرلیا تھا بہرام نے عرض کی کہ حضور اسی کو ملاحظہ کرلین بیشتم انصاف دیکھین کہ چار مہینے مین نے فاقے کشی کی ہے آب دانہ کی صورت نہین دیکھی ہی اُسپر طرہ یہ ہی کہ تابوت مین قید آہن سے جکڑا ہوا تھا دنیا کی آب ہوا دیکھنے کا آرزومند تھا اگر مجھکو امیر تھوڑی دیر اور تابوت مین سے نہ نکالتے تو مین مرچکا تھا عالم بقا کو روانہ ہوا تھا اُس سے ظاہر ہی کہ از بس کمزور ہون مگر اس حالت مین بھی اگر گستہم میرے سامنے آوے تو اُسکی تلوار چھین لون اور اگر نہ چھین لون تو سزاوار قتل ہون گستہم مع سپاہ ساسان حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہی کس کا کلام سُنتا ہی گستہم نے نجات سے سر نیچے کرلیا اور مطلقاً کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے پھر بہرام سے پوچھا کہ امیر حمزہ سے زور کریگا بولا حاضر ہون پہلوانی کا نام کرکے کیونکر منھ موڑون امیر نے کہا کہ قبلۂ عالم یہ ابھی نہایت کمزور ہو رہا ہی طاقت اور کس بل اسمین اصلا نہین ہی چالیس روز ناز و نعم سے پرورش پائیگا تو بدستور توانا ہو جائیگا سو قت اُسکے زور دیکھنے کا البتہ لطف ہی ہماری طاقت اور زور آزمائی کا مزہ ہی بادشاہ کو یہ بات امیر کی بہت پسند آئی امیر و بہرام دونون کو خلعت عطا کرکے بہت مرحمت سلطانی فرمائی اور ارشاد ہوا کہ اچھا حمزہ بہرام تمھاری سپردگی مین رہے اُسکی غور اور پرداخت تمھارے ہی اہتمام سے ہووے بعد چالیس روز کے اُس سے زور آزمائی کا طاقت دیکھینگے دونو کی کیفیت دیکھینگے امیر خوش ہوکر بہرام کو اپنے اُردو مین مع خیر و خوبی

لے آئے اور پرداخت اُسکی کرنے لگے جب چالیس روز گذرے اکتالیسوین دن امیر مع بہرام بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بہرام سے لڑوائیے خوب کھا پی کر تیار ہوا ہی کشتی ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے بہرام سے پوچھا کہ تیری کیا مرضی ہی بولین کیا ٹھنی ہی بولا کہ مین حاضر ہون حضور کے ارشاد سے کیونکر انکار کرون بادشاہ نے کہا کہ اچھی بات ہی ہم بھی تماشا دیکھینگے تلوگو نکی کیفیت ملاحظہ کرینگے اکھاڑے کی تیاری کا حکم دیا فوراً اکھاڑا درست کیا گیا امیر و بہرام نے شیر کی کھال کی جانگھیا اور ٹوپ پہنکر لنگوٹ کسا اور خم ٹھوک کر باہمدیگر زور ہونے لگا دونون نے گردنون مین ہاتھ ڈالکر ایک ٹکر ایسی ماری کہ اگر تودۂ فولاد پر وہ ٹکر پڑتی تو سرمہ سا ہو جاتا کسی کی پیشانی کو خبر نہوئی پھر پھر کا مل آپس مین دانون پیچ چلے مگر کسیکا

کشتی حمزہ اور بہرام کی بادشاہ کے سامنے اور حمزہ کا بہرام کو اُٹھا کر سر سے بلند کرنا

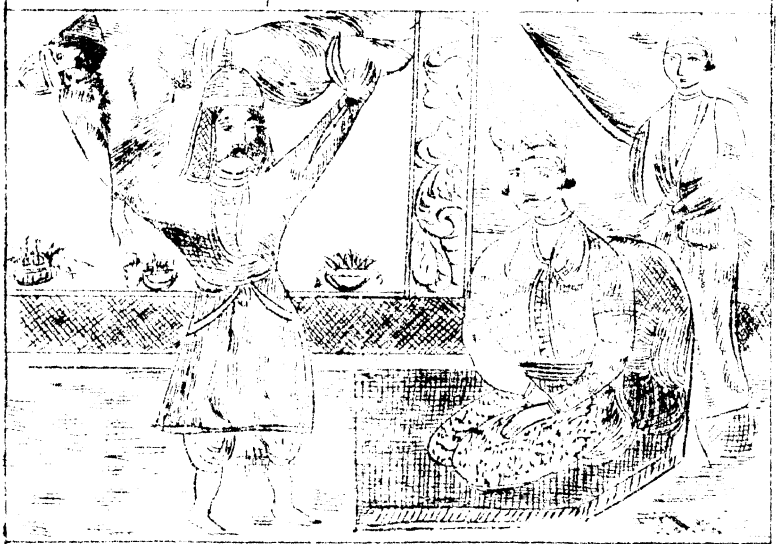

لنگر کسی سے نہ اُکھڑا چت ہونیکا کیا ذکر تھا آخر امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے بہرام کو اٹھا لیا سر سے اونچا کیا بہرام بولا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ مین زور داد الٰہی ہی دنیا مین کوئی آپ سے زورآور نہین ہی بالفعل آپکا کوئی ہمسر نہین ہی مطیع فرمان بردار ہون مجھے زمین پر چت نہ کیجیے گا مجھے ذلت ہزارون پہلوانون نہ دیجیگا امیر نے سبکدستی سے اسکو زمین پر رکھدیا چارون طرف سے صد احسنت و آفرین کی بلند ہوئی بادشاہ نے تعریف کی امیر نے سلام کیا اور فرمایا کہ بہرام اب بادشاہ کیخدمت مین رہنا اختیار کر اور اس بارگاہ مین حاصل افتخار کر مجھ سے کہا کہ مین سوائے آپکے کیسکے پاس نہین رہنے کا بندۂ بے زر ہون آپکی اطاعت سے کب باہر ہون بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارے پاس تو میرے پاس ہاتھی خلعت لشکر اور

بہرام کو دیے امیر بہرام کو اپنے اُردو میں لائے اور اُسکی پاسداری اور خاطر کرنے لگے مطبخ و طویلہ وغیرہ اُسکا الگ کر دیا اور چالیس گھوڑے اپنے خاصون مین سے بازین ساز طلائی و نقرئی اور سات قطار شتر بار دار کو ہانی اور چالیس خروار زر سُرخ و سفید کے بخشے اور رسم خراج ملک یمن کا مع غنیمت حشام بہرام کو عنایت کیا اور تمام سرگذشت اتنی مدت تک ایک عرضی مین لکھکر عمرو کے ہمراہ خواجہ عبد المطلب کیخدمت مین بھیجا اب حال سامانیونکا سنیے کہ مع نجشک گستہم کے پاس جاکر داد بیداد کرنے لگے چھوٹے بڑے خفیہ اور علانیہ جاجاکر اُسکے روبرو آہ فریاد کرنے لگے کہ ہملوگ حمزہ کے ساتھ بہت بے آبرو اور بیغیرت ہین نہایت ذلیل اور کم حقیقت ہین اگر حمزہ کے دفع کرنیکی کچھ فکر قرار واقعی نہوگی تو آسائش حرام ہو کسیصورت زندگی نہوگی روز بروز بادشاہ کی سرفرازی سُپہ ہوتی ہی اور ہملوگونکی قدر و منزلت ساعت بساعت کمتر ہوتی ہی گستہم نے کہا کہ زور مین تو حمزہ سے کوئی سرپر نہ آئیگا کبھی سُپر فگانا پائیگا لیکن مین دو چار روز مین بساط آشتی بچھاکر اُسکو مارونگا اُسکا نام اس ملک سے مٹادونگا شبونو یہ مشورہ ہوا صبح کو گستہم سوار ہوکر امیر حمزہ کیخدمت مین گیا اور کمال تملق و چاپلوسی سے پیش آیا اور کمال انکسار اور عجز کرنے لگا امیر نے بہت اُسکی خاطر داری کی دو ہاتھ سوار ہوکر بادشاہ کی بارگاہ مین آئے اور راہ مین بہت سے کلمات التیام اور محبت کے طرفین سے زبان پر لائے جب امیر دربار سے اُٹھکر اپنے خیمے کیطرف چلے بارگاہ سلطانی سے باہر نکلے گستہم ہمراہ رکاب جاکر امیر کو خیمہ گاہ تک پہونچا آیا گویا تمام تر تدبیر اور فریب کا بچھا آیا ہر روز گستہم دو بار امیر کیخدمت مین حاضر ہوتا اور انواع انواع وضع کی خوشامد کرتا اور اخلاص و نیازمندی کا دم بھرتا شدہ شدہ امیر کے دلمین بھی گستہم کیطرف سے جگہ ہوئی طبیعت مین کسیطرح کی کدورت نہ رہی ایکروز گستہم نے امیر سے کہا کہ آپکی عنایت و مہربانی جسقدر میرے حال پر ہی تمام مدائن مین مشہور ہی اس صورت مین میری نیازمندی اور خدمتگاری کا بھی ظہور ضرور ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ میرے باغ مین تشریف فرما ہوکے دو چار روز جشن فرمائیے جسمین میری آبرو اور عزت بڑھ جائیگی امیر چونکہ صاف باطن و پاک طینت تھے دعوت رد نہ کی اُسکی عرض قبول کی معمول تھا کہ بادشاہ ایک ہفتہ دربار کرتے تھے اور ایکہفتہ زنہان باہر سے خلوت گاہ مین صحبت رکھتے تھے عشرت اختیار کرتے تھے اس مرتبہ بادشاہ مصروف جشن زنانہ ہوئے متوجہ نغمہ و ترانہ ہوئے گستہم نے امیر سے کہا کہ اس ہفتہ مین فرصت ہی اگر آپ کمترین کے باغ مین تشریف لیجائین یہ ہفتہ عیش و نشاط مین بسر کرین تو کمال عنایت ہی میری بر دو عزت ہی امیر بہرام گرد خاقان چین اور مقبل وغیرہ چند رفیقونکو ہمراہ لیکر گستہم کے باغ کیطرف بڑے تزک احتشام سے چلے اور خوش خوش دروازۂ باغ پر وارد ہوئے گستہم نے باغ کے دروازے پر بادہ دری تک کمخواب زیبفت واطلس کا بانداز کیا تھا اور بادہ دری مین فرش شاہانہ بچھا رکھا تھا امیر اُسکے حوصلے کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئے اور اپنے رفقا سے اُسکی خوش سلیقگی کی تعریف کرتے تھے گستہم نے تر و خشک میوہ اور تحائف مدائن کے پیشکش کیے اور ساقیان سیمین بدن کو حاضر کیا جام شراب چلنے لگے اور خود نوکر ونکی طرح سے دامن کمر ان خدمت کے بہانے اوقات ٹالنے لگا اور ہر ہر دوست و آشنا جانبار

فالودست کم جرأت کو دیکھنے بھالنے لگا اور قبل امیر کے تشریف لانیکے چار سو پہلوان کہ جنپر اُسکو اعتماد تھا گوشۂ باغ مین
خفیہ تعینات رکھے تھے اور اُنسے کہدیا تھا کہ جب مین تو اترتین دستکین دون اس بہانے سے تمکو بلاؤن تب تم فوراً پہونچکر امیر کو مع
ہوا خواہ دفعتاً تیغ سے قتل کرنا اور خبردار خبردار بادشاہ اور برزجمہر کی سیاست سے مطلقاً نہ ڈرنا القصہ جب
گستہم نے دیکھا کہ آدھی رات کا عمل ہوا اور امیر مع رفقا ایسے نشے مین سرشار ہوے کہ سیاہ و سفید مین عتبار نہین کرسکتے
پارہ دری کی غلام گردش مین آکر تین دستکین تو اترتو والی دین بہت زور سے تین تالیان بجائین لوگ سکے کمینگاہ سے نکلا اور
گستہم کیساتھ مع رفقا امیر اور امیر کے رفقا کے سر پر پہونچے گستہم نے امیر سے چار آنکھین کرکے کہا کہ او عرب زادے بہت تو نے
سر اٹھایا تھا امرے سلطنت کو نہایت بے حقیقت اور ذلیل سمجھا تھا لے اب تیری قضا اُن پہونچی موت سر پر کھڑی
ہوئی ہی یہ کہکر امیر کے سر پر پہونچا اور ایک ہاتھ تلوار کا لگایا بہرام یہ دیکھ نشے مین چور تھا مگر امیر پر جا پڑا اور آپکو سپر کیا
وہ تلوار گستہم کی امیر پر تو نہ پڑی بہرام کی پشت پر لگی اسطرف سے اُسطرف تک کھل گیا اس پہلو سے اُس پہلو تک زخم
کاری لگا تمام آنتین پیٹ سے باہر نکل پڑین مقبل ہوشیاری کی تھی کہ شراب بہت کم پی تھی قدرے قلیل پیتا تھا
اور رنگ مجلس کا دیکھ رہا تھا فی الفور کمانکو قبضے مین لیکر تیر پر تیر مارنے لگا تیر پر تیر مارنے لگا حتےٰ کہ سوجوان سے زیادہ
اُسنے زمین پر گرا دیے باقی سب کمستون کے بیٹنے لگا دیے گستہم نے اپنی دانست مین امیر کو مارا تھا دل مین سوچا کہ
حمزہ کا کام تو تمام کرچکا اب یہان ٹھہرنا مقبل کا تا حق ہلاک نشانہ ہوتا ہی مفت مین اپنی جان کھوتا ہی اپنے ان فوجون
سمیت کہ جو مقبل کے ہاتھ سے بچے تھے جان لیکر بھاگا کسیطرف چلدیا جسوقت امیر کا نشا اترا امیر نے دیکھا کہ وہ واہ
مجلس کا عجب رنگ ہوا دہی دعوت کا ڈھنگ ہی تمام بارہ دری اور اُسکے آگے کی وسیع خونسے گلزار ہورہی ہی باغ مین نئی
طرح کی بہار ہورہی ہی بہرام شکم چاک پڑا سسکتا ہی اور سو جوان سے زیادہ تیر و نسے مارا پڑا ہی مقبل سے کیفیت دریافت
ہوئی کہ گستہم نے ایسا کیا اس نامردے اُس پردہ دستی مین آپکے دشمنو کو مارنا چاہا اور اُسکے فریب دینے کی شہرت نہ
ہوئی آپ کسی طرف بھاگ گیا ہرگاہ یہ خبر مدائن مین کوچہ بکوچہ مشہور ہوئی کہ گستہم نے حمزہ کو اپنے باغ عیش
کی اور دعوت مارا بادشاہ سُنکر نہایت غمگین ہوا اور فی الفور ہرمز تاجدار اور برزجمہر و نجتک کو بھیجا کہ حمزہ کی خبر لاؤ
اُنکی جلد دوا و علاج کرو اور علقمہ ساطور دست کو تین ہزار سوار سے گستہم کے گرفتار کرنے کیواسطے روانہ کیا اور بہت
سا انعام دینے کو کہا جب حکم گرفتاری کا گیا گستہم یہ خبر سُنکر شہر سے بھاگا اور جان چھوڑ کر مفرور ہوا شاہزادہ ہرمز تاجدار
اور برزجمہر و نجتک گستہم کے باغیمن پہونچے امیر کو سلامت دیکھکر سجدہ شکر ادا کرنے لگے اور بہرام کو مجروح دیکھکر بہت
تاسف کیا امیر نے خواجہ برزجمہر سے کہا کہ آپ حکیم ہین بہرام کا جلد علاج کیجئے اس عزیز کی خبر لیجئے کہ اگر بہرام خدانخواستہ
جانبر نہو تو یاد رکھنا قسم ہی مجھے مکۂ معظمہ کی کہ ایک ساعتی کو جنتیانہ چھوڑونگا برزجمہر بہرام کا زخم دیکھکر سخت متردد
ہوے دوا علاج کیا متحیر و مشوش ہوے حواس جاتے رہے اتنے مین بابا ے دوندگان استاد شعبدہ بازان ہمان

پیش تر اشندہ کا فران عیاران یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آپہونچا خوش خوش خواجہ عبدالمطلب کی خیر و عافیت امیر کو سُنائی مگر بہرام کا حال نہ کہکر دیا اور امیر سے کہنے لگا کہ کیون صاحبقران اسی طرح کا سلوک و تفاقے کرتے ہین ایسا ہی پاس دستگیری وفا کرتے ہین جسپر احسان کیجئے اُسکو یون برباد و پریشان کیجئے امیر نے فرمایا کہ اے عمرو نصیحت کا نہین ہی دریغ و طعن تشنیع کی جا نہین ہی بہرام کے اچھا کرنیکی فکر کیا چاہیے اس بیچارے کی خبر اچھی طرح لیا چاہیے عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ بفضلہ تعالی حکیم الحکما ہین آپنے کیا علاج تجویز کیا ہین خود سوچ رہا ہون اُسی کی فکر کر رہا ہون خواجہ نے کہا کہ زخم کاری ہی سب اقسام جراحت سے اُسکو تہر کشتہ ہین بے اُسکے کہ آنتین پیٹ مین جاوین واپنے مقام پر جگہ پاوین ٹانکے لگا نہین سکتے اور آنتین پیٹ مین جانا محال ہی گے کی آنتین سوکھی جاتی ہین دودھ دل پر ہاتھ لگانے سے فوراً مرجائیگا پھر کچھ بن نہ آئیگا اور یہ خیر ممکن ہی کہ اوہ دل کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور زخم کے سینے کی کوئی تدبیر عمل مین آئے عمرو بولا کہ خواجہ راست فرماتے ہین آپ حکیم حاذق ہین اور میرے اُستاد صادق ہین لیکن حق یہ ہی کہ حکمت بہت مشکل ہی سکھنے اس فن مین قی زمانہ مدت حاصل ہی یہ کہکر ایک استرہ جیب سے نکالا بہرام کو دونون پاؤنکے درمیان لٹا کر ہاتھ پیٹ کیطرف بڑہایا خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے پوچھا کہ ارادہ کیا ہی کہسطرح پر ذبح کرتا ہی عمرو نے کہا کہ جتنی آنتین پیٹ کی باہر نکلی ہوئی ہین اُنکو ہاتھ کی صفائی سے صاف کرونگا کہ جسمین نہ خم سا جائے پھر ہم لگا کر اچھا کر دونگا خواجہ حیران ہوئے کہ یہ کیا کہتا ہی کہ اس بیچارے کی جان لینے کا قصد کیا ہی بہرام نے جو عمرو کی تقریر سُنی سناٹے مین آیا زندگی سے مایوس ہوکر نہایت گہرا یا ٹھنڈی سانس جو حسرت سے بھری تمام آنتین پیٹ مین جاتی رہین اپنے اپنے مقام پر جا ہوئین عمرو نے خواجہ سے کہا کہ لیجئے اب تو آپکا مطلب حاصل ہوا دیکھیے کچھ بھی مشکل ہوا ٹانکے دیجئے زخم سی لیجئے بزرجمہر نے عمرو کی عقل پر آفرین کی اور بہت شاباشی دی اور حاضرین ہنستے ہنستے بیخبر ہوگئے بالاتفاق سب مدح و ثنا عمرو کی عقل پر کرنے لگے خواجہ نے بہرام کے زخم کو سیا اور شربت پلوانیکا حکم دیا کہ خون فاسد دور ہو جائے جو کچھ باقی مواد فاسد ہو نکل جائے اور امیر سے کہا کہ بہرام کے ہاتھ پاؤن بندھوائیے کہ جنبش نکر سکے نہین تو ٹانکے ٹوٹ جائینگے لب زخم کے آپس سے چھوٹ جائینگے اور اُس حالت مین بچنا اُسکا خلاف قیاس ہی پھر تو اُسکی زندگی سے یاس ہی اور مین ہر دو زدہ دونون وقت آکر زخم کو دیکھونگا دل و جان سے اُسکا علاج کرونگا یہ سُنکر خواجہ اور شاہزادہ ہرمز تا چار و بجبتک امیر سے رخصت ہوئے اور اپنے مکان کو چلے امیر نے کہ بہرام کو بہت عزیز رکھتے تھے اپنے یا دون سمیت وہین رہنا اختیار کیا اور اپنے رفقا کو بھی وہین رہنے کا حکم دیا بزرجمہر نے تمام احوال بادشاہ سے عرض کیا فرمایا کہ خواجہ باغ داد سے بہتر اس مدائن مین کوئی مکان نہین اور کوئی عمارت اُس سے زیادہ اس شہر مین عالیشان نہین چاہتا ہون کہ حمزہ کو وہان چند روز رکھون اور تا امکان اُسکی خاطرداری کرون اور کچھ تحفہ دون کہ ملال اُسکے دل سے دور ہو ایسا نہو کہ حمزہ مجھپر بدگمانی کرے کہ میرے اشارے سے تمہنے یہ حرکت بیرویچ کی ہی مجھے اسقدر رنج و ایذا دی ہی کسیطرح میرے کانو تکو بھی اس خبر کا اثر ہو مجھکو قسم ہی

تشنگدہ نمرود کی اگر مجھکو کچھ بھی گستہم کے ارادہ کی خبر ہو تم جانتے ہو کہ مین نے اس تہدید کے سنتے ہی جا بجا جاسوس کی گرفتاری کے واسطے نیچے مین ہر طرف بہ دانے بہ کارے روانہ کیے ہین یہ کہکر اسیدم امیر کیواسطے تصدق بھیجا اپنی تعریف آوری کا قصد بھی کیا دوسرے وقت بہرام چوبہ کو گستہم کے دیکھنے کیواسطے گیا امیر نے کہا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا ہی اور فرمایا ہی کہ مین نے چھ سو دار ہر چہار طرف گستہم کے پکڑ لانے کو بھیجے ہین اور ہر خفیہ ہرکارے اور بہ دانے بھی روانہ کیے ہین جسیدم مرد وہ پکڑا آتا ہی اسیدم اسکا پیٹ چاک ہو کر بھس بھرا جاتا ہی اور ہر ایک شتر کو تین تین کہ تنکوا اس موذی کے ہاتھ سے کچھ صدمہ نہین ہوا خدا نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا اور یہ تحفہ عنایت کیا ہی کمال شفقت سے یہ امتحان دیا ہی اور فرمایا ہی کہ ہماری طرف سے بہرام کی بھی احوال پرسی کرنا اور امید وار مراحم سلطانی کرنا اور مجھپر دریاب علاج بہت تاکید کی ہی کہ ایسی تدبیر عمل مین آوے کہ بہرام کا زخم بہت اچھا ہو جاوے اور فرمایا ہی کہ میری خوشی یہ ہی کہ مین ایک ہفتہ حمزہ کو لیکر باغ داد کی سیر کرون اور وہین مع رفقا اور امرائے رہون مگر بیتکلف اور غم و صحبت مین نہون کہ دونون مایہ فساد ہین فرمایا ہم دونون کے دلونمین عناد ہی امیر نے قبول کیا اور ارشاد شاہی مان لیا دوسرے دن بادشاہ نے باغ داد مین جا کر امیر کو بلوایا اور اپنی دست سے ترسب امیر کو اسے تمام فرمایا صاحبقران عادی اور مقبل کو اپنے ساتھ لیگئے بادشاہ کیتی تمین پہونچے باغ کو دیکھا کہ جا بجا فرسخ کا لمبا چوڑا ہی جوش بہار سے ازبس پر فضا ہی اس باغکی تعریف بلحاظ حوالت قصہ خوان کے سوا لے کرنا ہون کہ قبل سکے باغ داد کی تعریف کر چکا ہون امیر بادشاہ کے دست راست ہر مرتبہ ماہدار کے پہلو مین بیٹھے اور مقبل فادار و دیگر مہپر و سرداران دیگر امیر کے دست چپ ٹھہرے سازندہ ہاے دلنواز اور خواننده ہاے خوش آواز اور ارباب نشاط فرحت افزاے حاضر ہوئے محفل عیش و نشاط کی گرم ہوئی بادہ وی کی صحبت جمی پہلے دن بادشاہ نے ایک بارہ دری مین جشن کیا جب بریط زرین آفتاب پر غلاف چڑھا اور روے سیمین ماہ بزم افروز ہوا اسوقت ساقیان ماہ رخسار ساغر جواہر نگار صراحیان بادہ گلنار لیکر محفل مین حاضر ہوئے جا بجاے بادہ ارغوانی کے دور چلنے لگے بادشاہ نے ایک جام مے ارغوانی کا اپنے ہاتھ سے امیر کو عنایت کیا امیر کو رنش بجا لائے اور اُسکو پی گئے پھر تو دور ساغر تھا ساقیان مہر رخسار شراب ارغوانی سے جام بھر بھر کے دینے اور مونوشان سرشار لینے لگے یہانتک کہ پھر گل ماہتاب مین فلک مین کھلا اور گل چاندنی برنگ دیدۂ نرگس بے نور ہوا ساقیان سیمین عذار شیشہا سے خمار شکن کو لے کر حاضر ہوئے اور سیہ مستان بادۂ خمار موتشی سے قاصر ہوئے مغنیان خوش نوا ایسے گانے بجانے لگے کہ دیوار و در تک وجد مین آئے اب دیکھنا بیتابی ہوشیاران روزگار رخواجہ عمرو عیار اور دو فقرے لطیف چالاکی اور ہوشیاری اُس نتین روزگار کی تحقیق ہے امیر کو ایک شبانہ روز عمرو نے نہ دیکھا پھر اکر مکان سے باہر نکلا تماش اور تجسس کرتا ہوا باغ کے دروازے پر پہونچا وہان دیکھا کہ عادی بیتکلف کرسی پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور لوگ ہر طرح کی گرمجوشی اُس کے زیر دولت مین وہ خوش ہو ہو کر کھاتا ہی اور ایسا بند و بست ہی کہ پرندہ تک دروازے کی دیوار سے اُدھر باغ مین نہین جا سکتا خاصہ اس

حوالی گلشن مین بار نہین پا سکتا عمرو نے لوگون سے پوچھنا شروع کیا کہ یہ مضمون کیا ہی امیر تو باغ کے اندر رہین عادی کیون باہر بٹھایا کسی نے کہدیا کہ بادشاہ کا حکم ہی کہ عمرو بختک باغ مین نہ آنے پائین اسواسطے امیر نے عادی کو دروازے پر بٹھلایا ہی کہ بختک و عمرو باغ مین نہ آئین عمرو عادی سے سلام علیک کرکے کرسی پر بیٹھگیا عادی نے پوچھا کہ خواجہ کسطرح آئے ہو کس فکر مین تشریف لائے ہو بولا کہ دو دن سے تمکو ندیکھا تھا آنکھون مین اندھیرا آنے لگا کرتا پڑتا تمھارے دیکھنے کو آیا بخت نے آسانی سے یہانتک پہونچایا گو کہ آپ نے مجھے فراموش کیا مین تو نیازمندی سے باہر نہوا عادی نے شراب و کباب کی دعوت کی اور گزک بھی سامنے رکھدی عمرو نے ایک پیالہ پیا اور عادی سے کہا کہ آج مین نے ایک لعل خریدا ہی اپنے نزدیک ارزان لیا ہی دیکھو تو مین ٹھگا تو نہین گیا عادی اپنے دلمین خوش ہوا کہ عمرو مجھکو جوہرشناس سمجھتا ہی تب تو لعل پر جھوانے آیا ہی ایسا جواہر میرے دکھانے کو لایا ہی عادی بولا خواجہ تمسا جوہری کون ہوگا تم کو کون ٹھگ سکتا ہی کسکا منھ ایسا ہی مگر بہرحال مین دیکھون تمھارے ارشاد کی تعمیل کردن عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالکر ریت مٹھی مین مکالی اور عادی کی آنکھونمین جھونکی عادی تڑپکر آنکھین ملنے لگا کہ عمرو تیرا برا ہو تو نے مجھکو اندھا کیا اور لوگ گھبراکر عادی کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسکے مُنھ اور کپڑون کی خاک جھاڑنے لگے عمرو جست کرکے باغ کے اندر داخل ہو صحن چمن مین پہونچگیا عادی نے جب آنکھین دھوکر پونچھین اور گرد و غبار سے صاف گین اور کھٹک آنکھونکی کم ہوئی طبیعت لڑی لوگون سے پوچھا کہ عمرو کہان گیا کوئی نہ بتا سکا کہ کسطرف کو گیا کس جانب ہوا ہُوا عادی سمجھا کہ میرے خوف سے بھاگ گیا باغ کو عمرو دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہ عمر بھر ایسا باغ دیکھا ستا تھا گلگشت کرتا ہوا اُس قصر کیطرف گیا جہان بادشاہ اور امیر بزم افروز تھے ارباب صحبت مسرت اندوز تھے متصل اس قصر کے لب نہر ایک درخت چنار کا اُسکے نیچے بیٹھ کے دو تارا ملاکر گانے لگا عمرو کا گانا مرے کو جلاتا تھا خفتگان گور کو ہوش مین لاتا تھا امیر کے کانمین جو آواز گئی مقبل وفادار سے فرمانے لگے کہ عمرو کی سی آواز آتی ہی اُسکے دو تارے کی بھنک کانمین جاتی ہی ہم نے عادی کو منع کیا تھا کہ عمرو کو باغ مین نہ آنے دنیا اسکو اسطرف قدم نہ بڑھانے دنیا پھر یہ کیونکر آیا جاؤ عادی کو تو بلا لاؤ بادشاہ نے امیر کو برہم دیکھکر کہا کہ عادی کو بلانا کچھ ضرور نہین ہمنے عمرو کا قصور معاف کیا ہان عمرو کو بلا لو اُسکی طلب کو چوبدار بھیجو چوبدار عمرو کے بلانے کو گیا بولا کہ جس صحبت مین بادشاہ اور امیر ہون وہان بھلا مجھ غریب عیار بے اعتبار کا کیا کام ہی یہ محفل فیض منزل سراپا عیش و عشرت مین مجھ بے حقیقت آدمی کا کہان مقام ہی باغ داد کی تعریف سُنی تھی اسواسطے مین بھی آیا ہون اور ایکطرف گوشہ مین بیٹھا ہوا گل کا کھلکھلانا بلبل کا زار و نالہ کرنا دیکھ سُن رہا ہون اور مین اگر جاؤن شاید کسی کے آئینہ دل پر میرے جانے سے غبار بیٹھے تو مین اُس کے ہاتھ سے ایذا اُٹھاؤن اس سے بمقتضائے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات مین الاثنین تنہا بیٹھنا خوب ہی گوشہ نشینی اور علیحدگی اور وحدت مجھے مرغوب ہی شعر نیست در عالم بہشت خوشتر از خلوت مرا دوزخ بنود بہ از گرمی صحبت مرا چوبدار نا چار ہوکر پھر آئے اور تقریر اُسکی بادشاہ کے حضور مین عرض کیا مین لائے بادشاہ بے اختیار ہنسے اور سب

حاضرین محفل ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے قصر کے باہر آئے اور چمنوں کی سیر کرتے ہوئے جس طرف عمرو بیٹھا گا رہا تھا اسطرف چلے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ و امیر مع ارباب محفل آتے ہین اسطرف تشریف لاتے ہین ایک جست کرکے بادشاہ کے قدمبوس ہوا اور دعا دیکر کہنے لگا کہ مجھکو حضور سے یہ امید نہ تھی کہ مجھے محفل صحبت جانین اور اسقدر بزم نشاط و سرور مین مجھے میری حاضری کا حکم نہ دین اور حمزہ کو تو کیا کہون بڑے رفیق پرور اور صاحب مروت ہین کہ تنہا مزے اڑاتے ہین اور ذرا سی کیفیت مین جان نثاران قدیم کو بھول جاتے ہین بادشاہ ہنس پڑے اور عمرو کا ہاتھ پکڑے قصر فیروزنگار مین تشریف لیگئے جب تخت پر اجلاس کیا عمرو کو حکم ساقی گری کا دیا عمرو جام بھر بھر کر پلانے لگا اور خوش نعلیان اپنی دکھلا۔ نرنگارات بھر تو ساقی گری کیا کیا جب سفیدۂ صبح نمودار ہونے لگا عمرو نے ہفت بند وجوڑ کر ایسا بجایا اور الحان داؤدی سے ایسا گایا کہ بادشاہ و امیر و یاران صحبت زار زار رونے لگے اور رومال پر رومال بھگونے لگے بادشاہ نے جیب و دامن عمرو کا موتیون سے بھر دیا اور بہت خلعت و انعام بخشا اور قصر فیروزہ نگار سے قصر زرین مین کہ دیوان اسکی خشت طلائی سے بنی تھین اور درز نمین نگین جواہر کی تعبیہ کی تھین امیر کو لیکے جا بیٹھے اور اس مکان مین جلوہ فگن ہوئے اب دو کلمے بختک کے حالمین بیان کرتا ہون سامعین کو ہنساؤن اُس نے باغ داد مین عمرو کے پہونچنے کی جو خبر سُنی بیتاب ہوگیا پیٹ پکڑے پھرنے لگا کہ کیا غضب ہی عمرو باغ داد مین پہونچے اور مین نہ جاسکون اُس محفل جنت مثال مین دخل نہ پاسکون خدا جانے عمرو میدان خالی پاکر میرے حق مین کیا کانٹے بوویگا اُس باغ مین کیا گل کھلاویگا یہ سوچکر کچھ تھان مخمل و کمخواب و اطلس پرزرکے کشتیون مین لگا کر گھر سے نکلا جب باغ داد کے دروازے پر پہونچا عادی سے ملاقات کرکے دوستی اظہار کرنے لگا عادی نے پوچھا کہ آپ کدھر تشریف لائے کیونکر یہانتک آئے بولا کہ آپ کے لیے کچھ تحفہ نذر لایا ہون آپکی خدمت مین گذرانے آیا ہون اگر اسے قبول کیجیے باغین مجھے جانے دیجیے تو کمال عنایت ہی سراسر مروت ہی عادی یہ بات سُنکر نہایت برہم ہوا اور افروختہ ہوکر کہنے لگا کہ بختک کیون گستاخیان آتی ہین تیری شامتین یہان لائی ہین مجھکو تو نے مرتشی مقرر کیا ہی کہ رشوت دیکر باغ مین جایا چاہتا ہی اگر غیرت اپنی رکھنا منظور ہو تو سامنے سے دور ہوجا نہین تو بسر امیر ابھی تجھکو بیحرمت کرکے سپاہیون سے گردنی دلوا کر نکلوا دونگا بختک لگیر و ناکام اپنے گھر پھر گیا دن تو رو دھو کاٹا جب شب ہوئی ایک خدا اوڑھکر بغل مین دستچہ اپنے کپڑون کا دبایا چورون کی طرح چھپتا پاسبانون کی نگاہ سے بچتا باغ داد کی دیوار کے نیچے پہونچا اور دستچہ تو باغ کے اندر پھینکدیا اور آپ بدرو کی راہ سے گھسا خواجہ عمرو کا حال سینے کہ قصر زرنگار مین بادشاہ کے ساقی گری کر رہا تھا جامہاے بلورین مالا مال گون سے بھر رہا تھا کہ پسلی پھڑکی آتش شرارت سینے مین بھڑکی یعنی دل مین خیال کیا کہ اسی طرح گستہم نے بھی امیر کی دعوت کی تھی بظاہر اُس کی کمال خاطرداری اور محبت کی تھی ایسا نہ ہو کہ وہی سامان یہان بھی ہو ویسی ہی دعوت کی ہو ذرا چلکر سُن گُن لے آنا چاہیے ادھر اُدھر دیکھا بھالا چاہیے جیالہ رفع حاجت قصر زرین سے نکلا اور نیچے

پھرتا پھرتا پنجستان کی سیر کرتا داہنے بائین دیکھتا ہوا دروازے کے متصل پہونچا عادی اُسوقت کسیسے کہہ رہا تھا کہ آج بختک مجھکو رشوت دینے آیا تھا مجکو بھی اپنے باپ سا نگکرام سمجھا کر طمع کر یہ باغ مین جایا چاہتا تھا یہ سخن جو گوش زد عمرو کے ہوا عمرو چونکا کہ یہ وہ اس ارادے سے بختک یہانتک آیا تھا تو ضرور کسی نہ کسی طرح وہ باغ مین آویگا جھاڑی جھاڑی گلبن گلبن بوٹا بوٹا دیکھنے لگا اور نئے نئے روش سے پڑی پڑی چمن چمن ڈھونڈھنا شروع کیا ناگاہ اُسکی نگاہ بستیجہ پر پڑی اُسکی بساط پر آنکھ لڑی دُور سے دیکھا کہ ایک گٹھری زیر دیوار باغ پڑی ہے اور پوشاک وغیرہ سے خوب بھاری بندھی ہے اُسکو جو کھولا تو اُسمین پوشاک بختک کی نظر آئی مراد دلی بر آئی باغ باغ ہو گیا پھولا نہ سماتا تھا گٹھری کو تو ایک گوشے مین پتون کے نیچے چھپا دیا اور خود تلاش کرنے لگا کہ اس باغ مین کسطرف آنے کا لگاؤ ہے یہان تو چور کی جان جائے تب کسی کا بچاؤ ہے در و دیوار چوگاہ پڑی بغور نظر کی دیکھا کہ کوئی شخص سر نکال کر اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے اور پھر کو اندر کھینچ لیتا ہے سمجھا کہ ہونہ ہو

بختک کا بدر رو کی راہ سے برہنہ ہو کر اندر باغ داد کے جانا

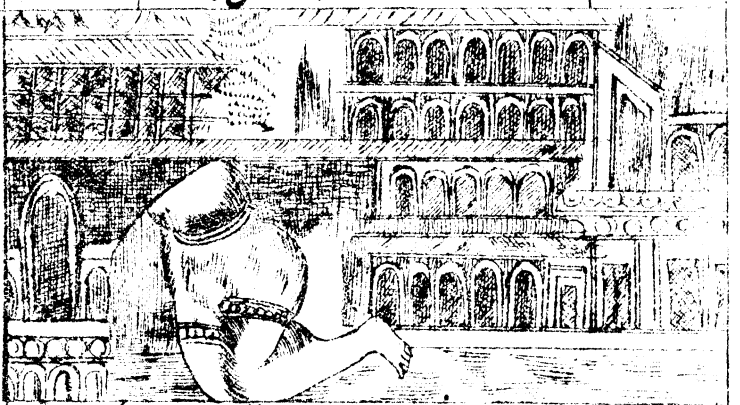

بختک ہو نہ ہو یہی کورنگ ہے خواجہ علف پوش سے کہ مہتر باغبانو کا تھا جا کر کہا کہ تو تو غفلت مین سکھ نیندے رہا ہے اور باغ مین ایک چور بدر رو کی راہ سے گھسا چاہتا ہے مین نے آہٹ پا کر خبر دی تجھے مرد معقول جانکے از راہ محبت خانہ زاد اطلاع کر دی اب تو جان اور تیرا کام جانے بادشاہ کا انتقام جانے اگر کچھ نوعدیگر ہو گا تو صبح کو تو ہے اور زندان ہے پیر و جوان باغ کہان ہے وہ گھبرا کے مع چند باغبان بیلچے لے کر اُٹھا اور بدر رو کے متصل دیوار باغ سے لگ رہا جین بختک بدر رو سے باہر نکلا باغبانون نے لپٹکر پکڑ لیا ہر چند اُسنے کہا کہ مین بختک ہون کسی نے نا مانا ایک درخت کے ٹھنٹھے مین اٹکا کر ہر ایک سے بجائے خود زدوکوب کرنی شروع کی خاطر خواہ تواضع کی آخر کی جب خوب ٹھہرایا بختک کی نرم ہو گئین اور مٹھی [illegible]

ایک چور پکڑا ہی اُسکو درخت سے باندھا ہی بختک نے جو عمرو کی آواز سنی اُسکی صدا اُسکے کان مین پڑی عمرو کو پکارا بان
عیاری مین کہنے لگا کہ خواجہ عمرو مجکو ان موذیون کے ہاتھ سے نجات دلواو باغبانون کی قید سے ہمکو چھڑا دین عمر بھی ہمارا
ممنون رہیگا کسی امر مین تمسے مُنھ نہ موڑون گا عمرو نے پاس آکر خواجہ لطیف پوش سے کہا اور بختک کی سفارش کرنیلگا
کہ فی الحقیقت یہ بختک وزیر بادشاہ کا ہی خدا نے کس آفت مین یہان آکر پھنسایا ہی خوگر ہا کرو اُسکو چھوڑ دو جتنے
باغبان تھے سب غصے کیطرح چلنے لگے ہزار طرح سے بکنے لگے کہ خواجہ صاحب یہ آپ کیا کہتے ہین یہ تو عجب رنگ کا
آپ کہتے ہین بختک کی کیا بیخبری ہی کہ اسطرح سے شکار ہوکر بدر روکی راہ سے آویگا وہ مقربان بادشاہی سے ہی آپکا کیون
چور بنا ویگا یہ مقرر چور اُچکا ہی یہ حرامزادہ بڑی جرات کرکے آیا ہی اسکو اُسکی دلیری کی سزا تو ملے یا عمین تو بیکار نہ تو چھوٹے اور اگر
اگر بختک ہی ہو بلائے آفت وہی ہی تو اسوقت ہم نہین چھوڑینگے صبح تک باغمین سے باہر نہ جانے دینگے بادشاہ کے روبرو جیسا
ہوگا ویسا ہوگا بختک نے عمرو سے کہا میری پوشاک دیتے تو مین یہان سے بتا بھاگ جاتا عمرو نے کہا کہ مین تیرے کپڑونے کا کیا کرون اور اگر ان
لوگون نے بھی ہمکو تو اُنے ایسی رسم راہ نہین کہ دلوا دون اور تجھے بٹھا دون مجھے نہین معلوم کہ کتنے دن یہان اور کر باغبان
نے اُڑا دیے ہین یہ کہکر عمرو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تمام شب ساقی گری کرتا رہا جب صبح صادق ہوئی بادشاہ سے عرض کی

شعر ابیات گلزار ہی فصل بہار ہی ہر گلشن مہک رہے ہین ہر پھول کیا کیا بلبل چہک رہے ہین ہر ہر ٹھنڈی ٹھنڈی
چل رہی ہی ہر دم و ہر نسیم سحری ہی نور کا تڑکا ہی وقت گلگشت کا ہی مرغان خوشخو ایجھک رہے ہین گل خندان ہین غنچے چٹک
رہے ہین اوس پر مانے کسے خاکجی ہی مٹی مین شبنم باری کے سبب سے نمی ہی بادشاہ کے بھی جی مین آگیا اسیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے
حاضرین تفریح کے لیے چمستان کیطرف چلا عمرو بادشاہ کو لگائے ہوئے اُسطرف لے آیا جہان بختک سر پا برہنہ درخت مین
بندھا ہوا تھا بختک بادشاہ کو دیکھکر غل مچانے لگا کہ پیر و مرشد باغبانون نے میرا چال بنایا اور دُدھ سے خواجہ لطیف پوش
نے حاضر ہوکر عرض کی کہ رات کو ایک چور بدر روکی راہ سے ہمین آیا تھا سو اُسکو غلام نے درخت سے باندھ رکھا تھا جلی رچوٹ
کی بڑی تو کہتا ہی کہ مین بختک وزیر بادشاہ کا ہون اتفاق وقت اور بیوقوفی سے یہان آکر پھنسا ہون بادشاہ اور میر
نے جو غور کرکے دیکھا تو واقعی بختک ہی بلکہ درخت سے بندھا ہوا نظر پڑا عمرو نے بڑھکے کہا کہ آج ہمین نیا گل پھولا بختک
کو بہت نہمیدہ اور ہوشیار ہی صاحب جرات اہل وقار ہی اُسکی کیا بیخبری ہو کہ یہان آنا اور آپکو پھنسانا شاید کوئی
بھوت اُسکے لباس مین آیا ہی حضور کی دل لگی کو شعبدہ دکھا رہا ہی غالب ہی کہ ایک ساعت کے ہوا ہو جائیگا پھر اس
مقام مین کسیکو نظر نہ آئیگا عمرو یہ کہ رہا تھا اور بادشاہ سیر کنان آگے بڑھے تو میر تلمین سمجھے کہ خواہ مخواہ ہمین عمرو عیار
گالی ہی ذات شریف کا یہان کچھ فعل مقرر ہوا ہی بختک کو دیکھکر بادشاہ بے اختیار ہنسکر گل پھل کھلا کر ہنسنے اور ہنسنے حاضرین سب
ہنسی کے ارے لیسے تعین ہوئے کہ بے اوبانہ بادشاہ کے روبرو قہقہہ مارنے لگے میر نے بھی کھلوا دیا اُس آفت آسمانی سے رہائی دیکھا
کہ تمام مین بختک کا نرخی ہی جا بجا سے اہو بہ را ہی چاندا ہو گئی ہی بادشاہ نے برسبیل مذاق فرمایا کہ اسی ہیئت کذائی سے

اسکو نکالدو ہمارے سامنے سے جلد دور کرو امیر نے تقصیر معاف کرائی اور پوشاک اسکی عمر و سے تین لاکھ تومن کو مول لے کر
اُسے عطا فرمائی اور ہمراہ لیا اور تسلی اور دلاسا دیا بادشاہ باغ بہشت کی طرف کہ ناف باغ دامین
مثل نگین واقع تھا مائل ہوے اور اُس باغ مین امیر و بزرجمہر و حمزہ تاجدار کو مع مقبل و نجتک و دیگر سردارن جانفرین
لیکر داخل ہوے واقع مین وہ باغ اسم با مسمی تھا نمونہ فردوس معلی کا تھا عمرو نے نجتک کا نام بیاض سفاہت مین سرے
پر لکھا تھا دفتر حقائق مین سرنامہ لکھا تھا بادشاہ کے روبرو ظرافت کرنے لگا اظہار شرارت کرنے لگا کہ قبلہ عالم نجتک بچارے
کی ہڈیون کو یا عجائبون نے پیسکر کے مارے زبون حیز کر دیا ہے اور سر پر بال باقی ہین خوب صاف و نرم ساچمک رہا ہے سر اسر بلہ ہو رہا
ہے اگر اسکو مرحمت موسیائی ہوتی تو عین سرفرازی ہوتی اور امتو تقصیر ہوئی کہ حضور کی حکم عدولی کی یعنی بحکم باغبین آیا سر مکاشرہ
ملا اب اس سے ایسا قصور ہوگا کہ جسکی حکم عدولی کا مرتکب بیشعور نہوگا یہ کہکر نجتک کیطرف متوجہ ہوا اور مُنھ سے کہنے لگا ہاتھ جوڑ
کے توبہ کر کہ پھر مجھسے ایسی حرکت جیاہلونگی ایسی جرأت پھر اصلا نہوگی القصہ عمرو نجتک کو مسخرہ بناتا تھا اور حاضرین دربار کو
ہنساتا تھا بادشاہ نے فرمایا کہ عادی کو تو بلاؤ جلد ہمارے حضور مین پہنچا وے جلادی حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ کیون
جلادی تم مجھین در وازے کا کنگرا کیون اور مسمار کیون کیا تم نے کوئی خدمت شایستہ انجام نہین دی غفلت کرو اور بھاگے تو اگر خفیف سمجھکر
نجتک کا گلا کاٹ ڈالو اندر کبھی نہ آؤ تمھین مطلقا اجازت نہین وہ بے اجازت ہماری یہان داخل ہو اور تم غافل ہو جلادی نے التماس کیا
کہ قبلہ عالم نجتک کی طاقت ہو کہ بے اجازت حضور کے باغبین قدم رکھے یہ حضرت کے اشارے کنارہ باغ تک بھی پہونچ سکے میرے
پاس آیا تھا کہ مجھے نذرانہ لاؤ اور مجھے باغبین جانے دو مین نے اسکو جھڑکدیا وہ اپنے گھر شرمندہ ہو کر چلا گیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو تو
وہ کون بیٹھا ہے نجتک ہے یا کوئی اور آدمی ہے جلادی نے نجتک کو دیکھکر عرض کیا کہ وہ تو نجتک ہے اور گردن پکڑے ہوا لا کر باغ سے نکل کے دیکھیے گا
کہ کیا کہتا ہے بادشاہ نے جلادی کو بہت سا انعام دیکر رخصت کیا اور نجتک سے مزاح ہونے
لگا بادشاہ نے اسکی تقصیر معاف کی اور اسکی عافیت سے درگذر فرمایا پھر اپنے مقام پر چلا وہان بیٹھے تھے مین بیٹھو علوی نے باغ
کے دروازے پر کیا اور محفل مین ساغر کا دور ہوا جب طاؤس آفتاب کوہ مغرب مین آشیانہ گزین ہوا اور مرغ ماہ نے زد یک
خضر فلک کے خرام نا شروع کیا علیحیون سے غمہاے کافور جھاڑ دئے مین اور روشن کین ارباب نشاط حاضر ہوے سر تو سیش و عشرت کی
صحبت جمی عمرو تمام شب مہ ناب سے ہر ایک کو چھکایا اور ظرافت کرتا رہا صبح ہوئی تا دشاہ قصر چہل ستون مین تشریف فرما ہوے میر
صنعت کاریگرون کی جو اس مکان مین دیکھکر دعا کرنے لگے القصہ بادشاہ ہر روز امیر کو ایک نئے مکان مین لیجاتے تھے محفل عیش و سرور
کرتے تھے اور انواع نوع نعمت سے میر کو سرفراز فرماتے تھے جو کہ پانچ شبانہ روز بادشاہ کی ملاقات چھسکی تھی ہم بادشاہ کی آنکھ
لگ گئی میر بھی پوشاک بدلنے کے لیے قصر چہل ستون سے باہر تشریف لائے اور رفیق و مصاحب بھی ہمراہ آئے کہ تم کرتے
ایکطاق کنج باغبین جو پہونچے ایک مرد کو دیکھی کہ جسکی لطافت کے روبرو آئینہ ماہ دھندلا نظر آتا تھا بانکی چھبیلی نوجوانی
راہ سے محل مین جاتا تھا مقبل سے فرمایا کہ غسل کرینگے پوشاک بدلینگے مقبل نے امیر کی پوشاک خاصی اور نوکر خاصی پوشاک لیے ہوے

منگوائی امیر نہانے لگے حمام فرمانے لگے اتفاقاً ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان عادل روبرو بمکان بالائے سیر بالائے قصر جھروکہ نیں تھی ہوئی تھی ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی ناسخ شہ نشین سے کوٹھے نوبنے دختر بنا دیا ۔ تہ بالان کو نیلکر بنا دیا ۔ امیر پر جو اسکی نگاہ پڑی ۔ تیر عشق امیر اسکے جگر کے پار ہو گیا غش کھا گئی ناسخ چل اُٹھا بانو اسکی برق حسن کی تاب نہ سے پھول اب کلیں اُٹھاتے نہیں تو آتشگیر سے ۔ تیر عشق کھا کر دلمیں سوچی کہ مجکو تو اس کمان ابرو نے گھائل کیا بیٹھے بٹھائے نہم عشق و داغ محبت دیا اسکا سلامت جانا خوب نہیں ہم صاف کہلا جانا اسکا طبیعت کو مرغوب نہیں ہم عنچہ چہ گلے سے کالکر اسکے کف پیسکا امیر کے کاندھے پر گرا امیر نے ہو کو دیکھا جلوہ قدرت صانع مطلق الفاظ یا ضبط نہ اسکے ؎ نظر پڑا اک بت پریوش زرا دیکھا تو ہوش نہ رہا ۔ دیکھا تو وہ عمر دیکھو تو وہ ہوش اس کی تھی تعریف خدا کی ۔ امیر جادو نشانے بیت پانی پر گرے مقبل کے تو در امیر کو سنبھلے اور گوہ دین لیکر نہ سے باہر نکلا امیر نے ایسی آہ سوزناک کھینچی کہ دین عشق دین میں آگ لگ گئی شعلہ عشق دین بھڑکنے لگا شاک حسرت انکھوں سے ٹپکنے لگا ناسخ ؎ آتش عشق وہ جہنم ہے سمندر جلجائے اگر لگ جائے ہو تو پھر ہو تو تیمر جلجائے ۔ اشعار تبدیل لوا سب بہا دہ صاحب فی تخلص کے امیر کی زبان پر تھے اشعار و سوختہ یاد آیا کہ کچھ دلکو غم و درد تھا کچھ کرم آہیں یہ تھیں لب سرد سرد تھا ۔ اشک مژہ آنکھ نے جاری نہ تھا رواں زرد تھا جامہ تن پہ سراسیمہ سن گرد تھا ۔ کاہ رکھتے نہ تھے ہرگز کسی خود کام سے ہم ۔ راہ مکان زیست اسکرتے تھے ارام سے ہم ۔ دیکھو وہاں ہی بے آب میا بی تھی ۔ نہ تشنہ رہ روانہ پیجوائی تھی ۔ جس ملبع میں اک رونق دغا دہی تھی ۔ حسرت و یاس مغموم و درد کی باد ہی تھی ۔ باغ عالم کی ہوا دیکھے دل نہ خوش تھا ۔ غنچہ خاطر غمیں گل پر مردہ تھا ۔ کوئی رویا تھا تو کہتے تھے کہ رونا کیسا باغ کسے کہتے ہیں منہ پھیر کے دھو لیا والہ شیدا محبوب ہونا کیسا ۔ دل دین ہوش خرد عشقمیں کھونا کیسا ۔ لوگ معشوقوں کے کیوں جور و ستم سہتے ہیں ۔ عاشق چیز ہی کیا عشق کسے کہتے ہیں ۔ آپ جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہی عشق ۔ تو جو نظر ہی سیاہ و آفت ہی عشق ۔ کہی باعث طعن و ملامت ہی عشق ۔ شعلہ برق دمن دل طاقت ہی عشق ۔ دل و دین ہوش خرد سب کو جلا دیتے ہیں سکو ہی رشک زراں ہو جاتے ہیں ۔ دوستی کیجیے جس سے وہی دشمن ہو جائے ۔ آتش غم فروزی الفت سے نہم تھے آگاہ ۔ اک شرارہ نے کیا خانہ دل خاک سیاہ ۔ لب پہ یا تا لہ و فریاد سو شعلہ آہ ۔ جلگئے بسکہ اسی آہ سے ہم تو واللہ ۔ ہو امان مانگی اسی سے کرشمہ ساز نے ۔ لاکھوں گھر پھونکدیے ہیں اسی جنگاری نے ۔ قیس کو اسنے کیا ساکن صحرا ئے جنوں ۔ کیسی شیریں اسی کے سر میں ہے زیاد کا خون ۔ اس نے وامق کو کیا تھا عذرا کا مفتون ۔ اس فسوں ساز نے مجنوں بھی کیا ہے فسوں ۔ عشق کے رنج نہیں راحت کا سرانجام کہاں ۔ آپ بستا ہے دل آرام کو آرام کہاں ۔ ایسے اک جان کے دشمن سے پڑا ہے پالا ۔ ہر جگر سینہ میں پیدا ہے بزنگ لالہ ۔ دلسے پیشہ بخون آتا ہے تا لب نالہ ۔ آپکو دیدہ و دانستہ بلا میں ڈالا ۔ کل سے بہلاتے تو دل اور دیکھتے سنبل کیطرف ۔ وہیں کھنچتا اسکے رخ و کاکل کی طرف ۔ بیچ میں لائی ہے آخر مجھے وہ زلف سیاہ ۔ کیسے عیاش اسکے عوض عالم غریباں پہ نگاہ ۔ غیب تاریک سے بدتر ہے مرا دل واللہ ۔ ہو گیا گھر بھی سیہ خانۂ زندان مجھے آہ ۔ موجب بیکسی و رائے غنچی ۔

زلف جاناں کے عوض مشک کی بو کیا کم تھی ۔ دیکھتی تھی نہ مجھے چاندسی وہ پیشانی تھی مگر عشق کی قسمت میں ہاتھ آئی ۔ آبشیر سے بہتر تھی شہادت پانی ۔ اُسکے ابرو کی نہ تلوار تھی بڑھکر کھائی خاطر خاغ ہجراں کا ستم سہتا تھا ۔ پر چھپاں کھائی تھیں اُن پلکوں نے بیچ رہتا تھا ۔ چشم بیمار سے تھا اُسکی مناسب میز ۔ یہ سمجھے کہ ہے سفاک و ستمگر خونریز ۔ قتل مردکو گاہو کے ہیں سو خنجر تیز ۔ اُس سے جو آنکھ لڑے وہی مجھے لازم تھا گریز ۔ دیدۂ مرگس بیمار نظر کرتی تھی ۔ شوخ چشم غزالاں پر نظر کرتی تھی ۔ گرچہ بیمار تھے آنکھ نرگس کے سہ سے پُر نور ۔ چاکر دل کرتا تھا مانند کتان قتل سے دو چار ۔ مار کر رہکو جلاتا تو بھی تا مقدور ۔ اب جانبر کتا نہ زبان پر لاکر ۔ بسی آلودہ خاک دانتوں پیسنے کا ش ۔ شب ایک میں اجرم یہ نظر کرتے کاش ۔ تیر تھے ابروئیں کی طرح پیارے ۔ کھنچے تھے کمان ابرو سے ۔ طوب مرتا جو کہیں میں تربت بنتا تھا اُسکی گردن کی صفائی سے ۔ ہیبت دل سے ۔ دیکھنا گردن صیقلے بلورین کی صفا ۔ گو کہ قاز نمک سے تر و صاف سینہ ۔ پر یکھنا آئینہ تھا مجھکو بجائے سینہ ۔ دست زنین کی نزاکت پہ ہوا کیوں نہ مائل ۔ ملتا ہوں دست تاسف کر گیا ہاتھ سے دل ۔ لطف یہ پنجۂ مرجان ہی سے لڑتے ۔ حاصل پیچ سے ہوئے کہ ہے نکلنا مشکل ۔ کام ساق و کفک پا سے نہ کچھ تھا مجھکو ۔ کر دیا عشق نے پامال سراپا مجھکو ۔ جیسا رسوا ہوں میں اسطرح کوئی خوار نہو ۔ اس بلا میں کوئی انسان گرفتار نہو ۔ غرض مجھکو ہی ایسا کوئی بیمار نہو ۔ اور پیاریاں ہوئیں پر یہ آزار نہو ۔ دن جو گذرا تو یہ دھڑکا ہو کہ شب آتی ہے ۔ عشق کے نام سے اب مجھے تپ آتی ہے ۔ غم بجز دام محبت سے نکلنا معدوم ۔ ایسے دریا میں ہوں ڈوبا کہ اُچھلنا معدوم ۔ پس بلند ایسے گرا ہوں کہ سنبھلنا معدوم ۔ سیر گلشن کو کبھی جاؤں تو ہلنا معدوم ۔ ہوں بلبل کے بھی نالوں میں کھو دیتا ہوں ۔ شکر اتنا ہے اگر غنچہ تو دیتا ہوں ۔ اسقدر دام محبت نے دیا ہے مجھے داغ مثال آتشکدہ آتی ہے نظر صورت باغ ۔ نکہت گل بھی مجھے کرتی ہے آشفتہ و داغ ۔ روش غنچہ ہوں دلتنگ نہیں غم سے فراغ ۔ مثل شبنم کبھی گلبن کے تلے روتا ہوں ۔ اور کبھی سر کے لگ لگ کے گلے روتا ہوں ۔ گھر میں فرقت پڑنے سے مجھے ہے سر کار ۔ ہمدم و دوست ہے کوئی نہ کوئی مونس و یار ۔ کچھ عجب طرح بسر ہوتی ہے اب لیل و نہار ۔ بیقراری سے نہیں ایک جگہ مجھکو قرار ۔ شہر سے گاہ نکلجاتا ہوں صحرا کی طرف ۔ صورت سیل کبھی جاتا ہوں دریا کیطرف ۔ کسطرح اس دل ناشاد کو شاد کروں ۔ کیونکر اس خانۂ ویران کو میں آباد کروں ۔ کون سنتا ہے کہاں جلکے میں فریاد کروں ۔ عشق نے ظالم کیا کس سے طلب راہ کروں ۔ آپ سوا تو ہو دے اور کسے دوش کہے ۔ شکوۂ دوست جو کیجے تو بھلا کیا کہیے ۔ بخت ناساز کا اپنے ہی گلا لازم ہے ۔ کہنا دشمن کو بھی دشمن ہی کیا لازم ہے ۔ جو معشوقوں کو عاشق کو وفا لازم ہے ۔ لو جو دشنام بھی لیجے تو دعا لازم ہے ۔ کشور حسن بتاں جبتک آباد رہے ۔ وہ وفا بھی کہ عالم میں بہت یاد رہے ۔ مقبل نے امیر کو سمجھایا کہ یہ مقام خود رفتگی کا ہے میں ہر متنفس یہ بیخودی کا نہیں ہر دیوار کے نئی بدلیے اور فصل میں چلیے ۔ بارے اُسوقت امیر نے مقبل کی نصیحت سنی کر پوشاک بدلی

قصر چہل ستون میں تشریف لے گئے ۔ طبیعت کا اور ہی تعلق تھا ۔ جو اس سطرف ملک زرنگار کا حال اور اسطرف چہرہ کھٹ میں بیہوش ہو کر گری ۔ سایہ زردوں کی طرح سے پڑی ۔ دائی و داخصوں نے گھیرا ۔ کوئی کہتی چہل سبی کوئی کہتی

بلاتی کوئی آیۃ الکرسی مسجد دم کرتی کوئی نادعلی پڑھکر پھونکتی کا کل و شرب ج اب خورد توف ہو گیا کوئی ہاتھ پاؤں سہلاتی ملکہ کو جب افاقہ ہوا اپنے دلمین سوچی کہ کہین یہ راز افشا نہ ہو جائے یہ عشق آہ باعمین کوئی گل نہ کھلائے خوصو نے کہا کہ تشویش کا مقام نہین مجھ خود یہ ہوا سو اب اچھی ہون بھلی چنگی ہون خل خورمت جیا ؤ دلمین نہ گھبراؤ اور دم کا حال سنئے کہ امیر دم بدم ساعت بساعت دیکھتے تھے کہ دن کہین تمام ہوے تو بیتابی لگی تدبیر لگائے کہین شام ہووے تو دل ٹھہر جاوے بارے جون توان کرکے دن کو کاٹا اور پہر رات تک ضبط کیے بیٹھے رہے آخر خطر اور دل بیقرار ضبط کا یارا نہ رہا بادشاہ سے التماس کیا کہ آج رات چھٹی ہر پکپک سے پاک فارغی کی نہین لگی ہے اگر حکم ہو تو کسی قدر استراحت کرون کسی گوشہ باغ مین جاکر سو رہون بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ خدا کرے ہو نیا امیر مع مقبل و فادار اپنے مجلس سے اٹھے پھر جھروکے کے نیچے آئے کوئی لگا ؤ اوپر جانیکا نہ پایا لیکن از کثرت عظیم الشان محل کی دیوار سے ملا ہوا نظر آیا شاخین اسکی بام قصر پر پھیلی ہوئی تھین مقدیر سے لگی ہوئی تھین مقبل کو اس درخت کے نیچے کھڑا کرکے آپ اس پر چڑھ گئے بام قصر پر پہونچ گئے

پہلی ملاقات امیر کی سرحلقۂ خوبان روزگار سے یعنی ملکہ مہرنگار سے

اشعار عشق رہ تازہ کار تازہ دماغ ۔ ہر جگہ اسکی نئی ہر چال نئی ۔ کہین آنسو کی یہ سرایت ہے کہین یہ خونچکان حکایت ہے ۔ گہ نمک اسکو داغ کا پایا ۔ گہ پتنگا چراغ کا پایا ۔ کہین طالب ہو کہین مطلوب ۔ اسکی باتین عرض ہین دونون خوب ۔ خانہ دل نگار نقش نشاسان مشتاق مزاج دانایان ۔ بیمار فراق کا کب شہ دیدہ مریض عشق و ذوق زبان سے لاتا ہے ہجر و وصال کی داستان سناتا ہے کہ امیر نے سقف قصر پر سے دیکھا کہ ملکہ مہرنگار باہر دالان پری پیکر کے صحن مین بیٹھی ہے اور صراحی مے گلگون سے بھری ہوئی سامنے رکھی ہے جام بلوریں ہاتھ مین چمک رہا ہے باوہ ارغوانی پیالے سے جھلک رہا ہے

شعر شاباش ۔ شراب عرتش و جام و باخود لذتے دارد ۔ نشہ ساقی لبش میکش چہ میدانی صحبتی دارد ۔ میگون کو لبہ لنک کی لبی نوک مژہ سے سلسل تا بلبن ہر آتش عشق کا نون سینہ مین متعلہ ان ہے آہ شعلون پر دیوانہ کسی کا شغل کشتہ خون کا تو امیر نے دور سے دیکھا تھا اب متصل سے جو نظارہ کیا دیکھا کہ چشمہ خورشید و خشان اسکے حسن کے آگے پانی بھرتا ہے اور ماہ تابان اسکے چہرہ پر نور کے پرتو سے ضیا اقتباس کرتا ہے چاہ زنخدان کو اگر ہاروت و ماروت دیکھتے تو بیکوغرق فنا پاتے غبغب کو اگر ترنج دیکھتا تو دانت کھٹے ہو جاتے قد نے اس کے سرو کو پا بگل کیا رخسار دن نے لالہ کو داغ دیا آنکھون نے غزالان چین کو صحرا دکھایا ابرو کے روبرو ہلال تلک انگشت نما ہوا زلف نے سنبل کو پیچ و تاب دیا غمزہ نے داغ عاشق مین تیر پار کیا سچ ہے اس گل کا دیکھنا تو غنچے سر بزشک سے بے سخن کھلا جاتا ہے لبو نسے مقابل ہون تو برگ سمن ہیچ ما جاتا ہے گوش کا بالہ حلقہ بگوش بینی راستی سے دوش بدوش لڑی دانتون کی اگر بولے آبدار دیکھے تو حسرت سے سر چگر خشک ہو جائے مگر کیسا ہی بینا دیکھے سرمہ نظر نہ آئے شکم دریائے محبوبی مہر آور وہ دو قبائے خوبی راف فلوطمان دیبائے بہت کہ اسطے گرداب پانون وہ جسکے ہاتھ لگانے کے لیے عاشق بیتاب ملتمجہ ہے آفتاب اس بھنگر آکہ چلا رہا ہے چکا دھا ہو دے

اُسے بیشمار ۔ مہ چار وہ اُسکو گرد دیکھ پائے ۔ تو وہ داغ پُر داغ محبت سے کھائے ۔ اگر دیکھتا یوسف حسن سبز ۔ تو باغ بھی کانٹا نہ کٹتا ترچھ ۔ زلیخا اُسے کھو لیتی اگر ۔ تو یوسف پہ کرتی نہ پھر گزر نظر ۔ سراپا ۵ سطر ۔ طرح چہرۂ تاباں ہین ہے مہتبی کی ضیا ۔ اک الف نور کا ہے دفتر خشان ۔ پھنچا ۔ گوش ۔ وگوش کہ ہین کان جواہر سے سوا ۔ آئینہ گرد ہے خسارے نے پائی ہے صفا ۔ لب ہین وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے ۔ دنت وہ دنت کہ ہیرے کی کنی خون کرے ۔ وہ دہن غنچۂ موہوم ہوے وہم گمان ۔ کچھ سخن آہن نہین قدرت خالق ہے عیان ۔ ایسی تنگی کسی غنچے نے بھلا پائی کہان ۔ دیکھکر حیرت یہ حیران اُسے تک ہے تہمان ۔ خوب و صاف دہن کس سے کہے جاتے ہین ۔ لب تقریر بھی خاموش سے ہو جاتے ہین ۔ وہ زبان ہے کہ ہے ایک خدا کی قدرت ۔ جسکی بحر کا گرداب ہے کیا خوش صورت ۔ دلکو ہے جاہ رنخدان سے سراسیمہ حیرت ۔ آپسے دیکھے کی ہوتی ہے اسمین سبقت ۔ گر کے آئین سے نہ ہر گز کوئی مائل نکلے ۔ یہ کنواں وہ ہے کہ یوسف کا بھی دل نکلے ۔ گردن ایسی ہے کہ آنکھون نے نہ دیکھی زنہار ۔ شفق صبح کے مانند دکھاتی ہے بہار ۔ مصحف رخ کے لیے رحل دہی ہے تیار ۔ ہاتھ گردنمین حائل ہین تو آجاے قرار ۔ بعلاگر دھیان مین صدقت سے وہ گردن ہے ۔ شمع کافور سامنے اک دشمن ہے ۔ ہاتھ مہندی کی جو رنگت سے ہین مشغل ۔ اب سنو دل اگر گیا اور بھی جا ۔ ہاتھ یہ بات نہین ہاتھ مین جی ہے کل ۔ عیش مین انمین لایا مجھے لائی اجل ۔ رنج بہ بجاتی ہے وہ نقش مین کلائی بکھو ۔ آجکل کیا نہین بات سے کل آتی بکھو ۔ ہاتھ ایسے یہ قدرت سے ہوے ہین تیار ۔ لے تھیلی کی طرح ہین یہ ہتیا سو بار ۔ دست خورشید درخشان ہے ترقی یہ ہزار ۔ ہاتھ کٹوائے جو اس پنجہ سے کر ہو دچار ۔ انگلیونکی جو چمک دیکھے تو حیران ہو سمجھے ۔ پنجہ مہر نبی کی ہے کف بدندان رہجاے ۔ جان سو جان سے ہو جاتی ہے قربان ۔ سر و سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین ناز ۔ تو بیان ہار یہ دو رکھی ہین باہر شکار ۔ یا بھرے قلقے دو نور کے روشن کیا ۔ دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا ۔ منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا ۔ کبھی چھاتی سے ڈھلک جاتا ہے ۔ شرم سے جسم مین آکا مٹ سما جاتا ہے ۔ رنج دو پلے کے اٹھنے کو بلا جاتا ہے ۔ دم بہان عاشق بیدم کا اُلٹ جاتا ہے ۔ بند محرم کے شب و روز کسے رہتے ہین ۔ جان دل طرفہ یہ بندش مین پھنسے رہتے ہین ۔ وہ شکم صاف کہ آئینہ بغیرت سے آب ۔ قدرت حق سے زمین پر ہے یہ قرص مہتاب ۔ وہ صفائی ہے کہ خورشید کو بھی آئے حجاب ۔ وہ چمک ناف کی ہے آئے سراسے کو نہ تاب ۔ ہاتھ لگجاے کمر کو تو قرار آجاے ۔ بکت سے دام مین عنقا کا شکار آجاے ۔ آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہے ۔ بات پردے کی ہے پردے مین بیان ہوتی ہے ۔ دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہے ۔ پردۂ شرم مین کشیدہ نہان ہوتی ہے ۔ بان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین ۔ وہ مہ نو نمی صورت کے یہ پسندیدہ ہین ۔ ران ایسی کہ ہو سر رکھنے کی خواہش ہر بار ۔ دل بیتاب تڑپے بھی آئے نہ قرار ۔ یہ عمل کا اگر بنکے ہزار آئیگا ۔ کوئی بے سر رکھے زانو یہ قرار آئیگا ۔ پنڈلیان گوری ہین ایسی کہ خدا کی قدرت ۔ عرش کی انکو نہ کبھی ہو نسبت ۔ رخ مہتاب کی بھی دیکھے کے فق ہو رنگت ۔ پہونچے اُچاپنہین پاے نگہ کی طاقت ۔ پنڈلیان حسن لطافت مین فزون دونون ہین ۔ خانہ حسن نے کیا پاے ستون دونون ہین ۔ پنجہ مہر کہ ہے پنجہ پاے محبت ۔

ہو رُخ ماہ کو اٹیری کی صفا سے خجلت ۔ ہر ستارے کو ہو نا خن کی ضیا سے خجلت ۔ شفق صبح کو ہو رنگ حنا سے خجلت ۔ مُہر
خالی نہ کرے کبک دری آنکھوں میں ۔ خاک پا پوش کو لیجائے پری آنکھوں میں ۔ ہر سراپا جو قیامت تو ہو آفت چلبل ۔
ایسی رفتار چھلا دیکھا بھی دل جائے نکل ۔ نازک ایسی ہو کہ چلنے میں سو کھاتی ہو بل ۔ وہ لگاوٹ کے ہیں انداز کہ اللہ بچائے
رنگ لائیگی غضب طور میں رنگینی ہو ۔ دور ابھی نام خدا وہ سیاسے خود بینی ہو ۔ بھی آئینے میں دیکھی نہیں صورت اپنی ۔
نہیں معلوم انھیں حسن کی زینت اپنی ۔ ابھی سمجھے نہیں ہرگز وہ حقیقت اپنی ۔ بھولے اتنک ہیں بہت خوب ہے قسمت اپنی ۔
حسن پر ناز نہیں شکل پہ غرور نہیں ۔ کسی سے آنکھ لڑانی ابھی منظور نہیں ۔ چہرے پر زلفوں کے بل کھائے گھبرائے ہیں ۔
اُلجھے گیسو کے وہ سُلجھانے سے گھبراتے ہیں ۔ دیر تک گیسو نہیں شانے سے گھبراتے ہیں ۔ عطر پوشاک میں ملوانے سے
گھبراتے ہیں ۔ خود کو معشوق بنانیکا کچھ ارمان نہیں ۔ جان دے کوئی مرے اسکا ابھی دھیان نہیں ۔ ایسے معشوق بھی
عالم میں بہت ہوتے ہیں کم ۔ سادی پوشاک سے رہنے میں نہایت خرم ۔ کہتے ہیں ہار پہننے سے گھٹا درد سر ۔ پھولوں
کا اٹھے کس سے کہ نازک ہیں ہم ۔ ابھی گھنے سے مسی سے انھیں کچھ شوق نہیں ۔ کوئی گردن میں بھی نت کے سوا طوق نہیں ۔
آئینہ جب انھیں دکھلاتے ہیں گھبراتے ہیں ۔ منھ چھپا لیتے ہیں خسماتے ہیں گھبراتے ہیں ۔ بھاری پڑ جو نکو پہناتے ہیں گھبراتے
ہیں ۔ بند مرصع کے جو کس جاتے ہیں گھبراتے ہیں ۔ بات عاشق کی نزاکت سے وہ کب سنتے ہیں ۔ دور سے ہوتا ہے فغان جو
بھی چنتے ہیں ۔ چشم پر بار گراں ہے ابھی کاجل کا بوجھ ۔ دوش سے اُنکے سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ ۔ دور ہے اُنکے گلے سے ابھی
ہسلی کا بوجھ ۔ ایسے نازک ہیں کہ اُٹھتا نہیں ہلکا سا بوجھ ۔ تاب کب لائے نزاکت کے وہ لگ سکتے ہیں ۔ ہاتھ مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے
ہیں ۔ میر کے حسن و لاوزکو دیکھکر آپ میں نہ رہے اور بھی شعلہ نوائے شعلہ بیان بھڑکے ملکہ جہنگار کو ہمنشینان محرم راز سمجھا
رہی تھیں اپنے اپنے طور پر کلمات تشفی آمیز سنا رہی تھیں کہ اس گریہ و زاری سے نہیں معلوم کہ کیا طوفان برپا ہوگا یا جرار کہ ہا
تو دشمنوں کا خدا جانے حال کیا ہوگا ایسی پھونک مارو جاؤ ذرا آپکو سنبھالو آخر جسکے واسطے اتنا حال ہوا ہے اسے بھی تو کچھ پتا
ہو اسکو بھی چین کہاں ہوگا وہ تمھارے فراق میں سرگرداں ہوگا کوئی نہ کوئی تدبیر ملنے کی کریگا خواہ مخواہ کوئی صورت وصل کی
نکالے گا الحاصل سبھوں کے سمجھانے بجھانے سے ملکہ کا رونا موقوف ہوا اور فتنہ بانو نے کہ ملکہ کی دایہ کی بیٹی تھی ساغر مے
ملکہ کے ہاتھ میں دیا کہ اسکو پیو شعر خواجہ حافظ ؎ بنوش باده که ایام غم نخواهد ماند ۔ چنان نماند چنین نیز هم نخواهد
ماند ۔ ملکہ نے کہا میں سب کے پیچھے پیونگی تھوڑی دیر کے بعد نوش کرونگی پہلے تم تو اپنے صیاد کا نام لیکر ہوۂ قلیل میرے واسطے
رہنے دو سب سے پہلے فتنہ بانو نے جام لب لعل بھرا اور کہا اے عمرو عیار کا نام لیکر پیا یہ سنکر امیر کا دل گھبرایا کہ عمرو یہاں
کیونکر آیا یہ سوچتے تھے فکر کر رہے تھے کہ دوسری معشوقہ مقبل فرہاد کا نام لیکر مرگلگوں کا پیالہ پی گئی اور اسطرح ہر ہمنشین
نے جلیس شراب لال رنگ پی پی گئی میر نے اپنے دل میں کہا کہ معقول اس راز سے ہم آگاہ نہ تھے ان امور سے ہم وقت کبھی دانا نہ تھے
ملکہ نے ساغر کو لگا رہ کہکر منھ سے لگایا کہ کشندۂ حشام بن علقمہ خیبری کی یاد میں پیتی ہوں کہ جسنے تم سبکو بے پیر بنایا ہے سنکر

بہت محظوظ ہوے اور بہت سے معاملات راز و نیاز مین ملحوظ ہوے پہر بھر کا دن نرم باد خواری گرم رہی ملکہ ہر بار بہ نام صاحبقران کالیکر ساغر مہ ناب پیتی تھی جب دوپہر سے زیادہ رات گذری مجلس برخاست ہوئی ملکہ چھپر کھٹ پہ جاکر لیٹی ہر چند کروٹین لیتی تھی صاحبقران کے خیال مین نیند نہ آتی زار زار روتی جاتی آخر روتے روتے تھک گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ بھی سو گئی اور ہر جورت اپنے اپنے مقام پر جاکر سو رہی سیٹ بھونکی اوسے بام قصر سے نیچے اترے اور بے پاؤن ملکہ کے چھپر کھٹ کے پاس گئے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہے مگر چشم شفا کھلی ہے آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز ہے فتنہ تو سو گیا ہے ور فتنہ ہا نہ ہے دیر تک اسکے دیدۂ منور کو دیکھا کیے دلمین سوچا کیے کہ تو بڑی محنت سے یہانتک پہونچا ہے کمان تکلیف اٹھاکے یہ قرب نصیب ہوا ہے دلکی ہوس نکال کسی حیلہ سے صاحبقران نے اپنے دونون ہاتھ گل بکپوتر رکھے چاہا کہ اسکے لب شیرین کو چومین اور خسارہ تابان کا بھی بوسہ لین ہاتھ نیکو سے پھسل گئے ملکہ کی آنکھ کھل سے ناگ گئے ملکہ چونک پڑی میر کا تو خیال نہ تھا بے اختیار چیخ مارکے چور چور کہنے لگی ہر چہار طرف سے خواصین جاگین اٹھکر دوڑین امیر نے کہا ایجان مین کشندۂ حشام من علقمۂ خیبری ہون اور مقتول نا زہ ادا ہے مہر نگار پری ہون ملکہ امیر کو پہچانکر اپنے غل مچانے پر بہت شرمندہ ہوئی اور عذر معذرت کرنے لگی اوصاحبقران کو جھٹ پٹ چھپر کھٹ کے نیچے چھپا دیا خواصونکو یہ کہکر بہلا دیا کہ مین بدخواب ہوئی تھی اس سے چیخ مار اٹھی چہانم لوگ جاکر سو رہو اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ تو نیند کی باتیان تھین اپنے اپنے مقام پر جاکے سو رہین صاحبقران اُنکے جاتے ہی نیچے سے نکلکر اوپر آئے ملکہ مہر نگار کے برابر آئے ملکہ نے ذکو تو دور سے نظارہ کیا تھا جو پاس سے دیکھا اور بھی غش کر گئی ہوش سے گذر گئی صاحبقران نے مُنھ سے مُنھ ملاکر اپنی بوجو

امیر اور مہر نگار کا بارہ دری مین پلنگ جواہر نگار پر یکجا بیٹھنا

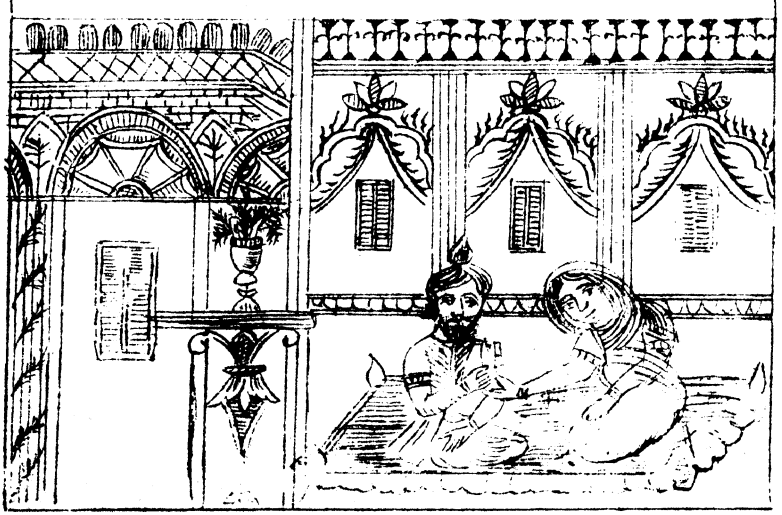

جو سنگھائی تھوڑی دیر کے بعد ہوش مین آئی اسنے مین سپیدہ صبح کا نمودار ہوا صاحبقران نے مانند شبنم اپنی چشم نرگس
مین اشک حسرت بھر کے کہا کہ لو جہان خدا حافظ ہی ایک گشندہ علقہ چشمی ٹھہر نہین سکتا ہی شعر دوست علیصاحب
خلیل ؎ کھلا سمجھیے وقت سحر جاتے جاتے ؛ وہ مہ دیگیا داغ گھر جاتے جاتے ؛ کہ خوف افشائے راز کا ہی بادشاہ سے لیکا
بھائی کر کے آیا تھا اگر جیتا رہا تو پھر بات کو آکر ملاگردان ہونگا شعر ناسخ سبق شبگون کی جا دیکھی شب تار فراق ؛ ہوگیا مین
دلکے پھنستے ہی گرفتار فراق ؛ وصل مین بھی ہا جس دل کو ہونا تھا قرار ؛ ہی فلک نے کیا اسکو گرفتار فراق ؛ مگر ان سبسل
خنجر ناز کو بھول نجانا بتلاے فراق کو دل سے نہ بھلانا ملکہ نے ایکآہ سرد کھینچی اور آبدیدہ ہوکر بولی کہ دیکھیے تنادن کیونکر صبر ہوتا
ہی کسطرح مطمئن دل مضطر ہوتا ہی ؎ شب فراق تو جون توں کٹی ہزار آہ ؛ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ ؛ جہانتک
کو سپرد کیا اللہ کی امان مین سونپا ؎ بس اب آپ تشریف لیجاتیے ؛ جو گذرگی ہمپر گذر جائیگی ؛ اگرچہ طبیعت کو مگر فراق ؛
ٹھہرنے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی ؛ اس کے بعد امیر رخصت ہوے بدستور بام قصر سے نیچے اترے اور متصل وفادار کو ساتھ
لیکر مجلس مین پہونچے بادشاہ بھی خوابگاہ سے برآمد ہوکر بزم افروز ہوا ہر منصبدار اور وزیر و امیر دولت ملازمت سے
بہرہ اندوز ہوا ہر گاہ گل خورشید کو نسیم سحری نے شگفتہ کیا اور پھول سورج مکھی کا پھولا بادشاہ سیکار کھانے کے چاہین مین
تشریف لائے اور ارباب محفل بھی اسی مقام پر حاضر آئے امیر کو سیماب آتش دیدہ کیطرح قرار نہ تھا کسی صورت دلپر اختیار نہ تھا
شعر ناسخ ؎ ہی عجب رنگ کی وحشت ترے دیوانے مین ؛ چین نہ آبادی مین لگتا ہی نہ ویرانے مین ؛ گھڑی گھڑی اٹھکر محفل
سے باہر جاتے تھے اور یوان ملکہ مہرنگار کی طرف دیکھتے آتے تھے شعار سحر ؎ خاطر عشق ہوا ب خاطر اجابکمان ؛ جوش
وحشت مین کسی کا ادب آداب کہان ؛ چاہتا ہون کہ مین اب صبر مین ایوب ہون ؛ دل بیتاب یہ کہتا ہی مجھے تاب کہان ؛
بزرجمہر نے امیر کی بیتابی دیکھکر تاڑا کہ ہو نہو امیر کا دل کسی پر آیا عمرو کی طرف اشارہ کیا اسنے کہا کہ مین آپسے پہلے جو چکا ہون
آپکے پیشتر بھانپ گیا ہون کہ حضرت کی طبیعت کسی پر آگئی ہی دلکی بیقراری دیکھا رہی ہی بیخبر کسی نے بھی امیر کا اضطراب دیکھکر تیز
کیا کہ امیر کسی پر شیفتہ ہوا یہ بیقراری خالی از علت نہین ہوتا اضطراب بے تعلق طبیعت نہین ہی بیخبر کسی نے بادشاہ سے عرض
کی کہ بعض لوگ ہر گھڑی محفل سے اٹھکر باہر جاتے ہین مجلس کا لطف جاتا رہتا ہی مصحبت کا رنگ خراب ہوتا ہی حکم کیجیے کہ جو کوئی بلا ضرورت
مجلس سے باہر کا قصد کریگا اسکو سو من جرمانہ دینا پڑیگا بادشاہ نے اس بات کو پسند کر کے امیر سے کہا کہ اب جو کوئی اٹھیگا وہ سو
من جرمانہ دیگا امیر نے عرض کی کہ بہت مناسب لیکن باوجود اس کہنے کے امیر مرتبہ مضطراب ہوکر محفل سے اٹھے اور ذرہ تو من
جرمانہ کی بات دیے اشعار ناسخ ؎ ٹوٹے پڑتے ہین خریدار ترے کوچے مین ؛ زور بکتا ہی بازار ترے کوچے مین ؛ دیکھکر
مجھکو وہ اٹھ نہین سکتا ہی ننگے صورت دیوار ترے کوچے مین ؛ بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ کچھ بھی ہو مگر کیا چاہیے کہ بیخبر محفل
سے اٹھکر کیا نسے دفع ہو جاے اسوقت یہان نہ آنے پاے عمرو نے کہا کہ کتنی بڑی بات ہی ابھی جمع ہوا ہوتا ہی ایک فقرے مین تو
صاف ہوا جاتا ہی یہ کہکر اسوقت بادشاہ سے التماس کیا کہ اگر شاہ تک پہونچا دو کہ اسوقت بیخبر کا سامنا ہو اگر حکم ہو تو نقاب ڈالکر لیجاؤن

ہاتھ سے دو چار جام بھر کے حضور کو پلائے بادشاہ نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے کہ ہمیں بھی منظور نظر ہو عمرو نے جام و صراحی کو ہاتھ میں لیکر گردش دی اور گرگابی شروع کی جب تین چار جام تواتر و توالی بادشاہ کو پلا چکا ہر مرتبا چدار کو ایک ساغر پلا کے امیر کو دیا بعد ازاں خواجہ بزرجمہر کو ایک پیالہ پلایا اسیطرح سے گردش کرتا خواجہ گرازالدین یعنی فحشک تک پہنچے پیالہ لگایا اُسکا ہاتھ ٹھکا کہ اسوقت ضرور کچھ ڈال ہیں کالا ہی کچھ کچھ پھولنے والا ہے عمرو کی استدعا سے ساقی گری کرنا خلاف از علت نہیں ہو یہ امر بھی سوائے شرارت کے نہیں ہے عمرو سے کہنے لگا کہ میں نے کل سے توبہ کی ہے میں نہیں پیتے کا عمرو نے پکار کے کہا اور سبکو سنا دیا کہ عجب بات ہے سب اربابِ محفل حتی کہ جہان پناہ تک نے میری ساقی گری گوارا کی مگر فحشک کو گوارا نہوئی ناگواگذری نہیں جانتا کہ اگر ابلیس میرے ہاتھ سے ایک ساغر پی جاتا تو ہزار ہا سجدے حضرت آدم کو کرتا سر بلند اُٹھاتا عمرو کے اس لطیفے سے بادشاہ اور جمیع اہل محفل ہنسے اور فحشک سے کہنے لگے کہ نفس الامر میں عمرو کا ساقی گری کرنا تکلف سے خالی نہیں ہے کیا مجال مضمون حالی نہیں ہے تعجب ہے کہ تم انکار کرتے ہو اور نہ پینے پر اصرار کرتے تمہیں چاہیے فحشک نے عمرو سے بیزار ہو کر زہر مار کیا نہ چاری سب کے کہنے سننے سے پی لیا چونکہ اُسمیں عمرو نے کچھ اجوائن گڑ ملایا تھا بہت قوی الاثر تلاش کرکے منگوایا تھا ایک ہچکی نہ گذری تھی کہ فحشک کے پیٹ میں قراقر پیدا ہوا مروڑ اہونے لگا بادشاہ سے عرض کرکے اُٹھا کہ خانہ زاد رفع ضرورت کیلئے جاتا ہے ابھی بھر ہوا آنا ہے دیر نہ کرے آیا ایک ہفتہ تھا کہ پیٹ میں درد ہونے لگا سمجھ گیا کہ کچھ ملا ہوا ہے عمرو بولا کہ ایمان جاتے ہو ابھی تو باہر سے چلے آتے ہو اُسنے کہا کہ بیت الخلا عمرو نے کہا کہ خیریت ہے بھی آپ ہو آتے ہیں پھر جایا چاہتے ہیں فحشک نے تو اس جرانہ رکیکے حاجت رفع کرلی پھر بیٹھا تھا کہ پھر قراق معلوم ہوئی لیکن جرانے کے خوف سے ضبط کیے بیٹھا رہا جب بہت بیتاب ہوا تو تھا نہ سکا دست خطا ہو گیا اور پائجامے کے پائنچے سے بہ نکلا عمرو تو اسی تاک میں تھا ساغر کو ہاتھ سے رکھکر بادشاہ کیخدمت میں التماس کیا کہ اسوقت حضور کو سرور ہے اگر فحشک بان کی سیر فرمایئے تو دونی فرحت حاصل ہو بڑا لطف اُٹھایئے حضور کے صدقے میں اور لوگ بھی سیر کرینگے اس تماشے سے بہتر بادشاہ نے فرمایا عمرو اسوقت ہمارا بھی یہی جی چاہتا تھا بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑے گلستان کیطرف متوجہ ہوئے حاضرین محفل بھی اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ کے جلو میں پہلے فحشک بھی بضرورت اُٹھا لوگوں نے دیکھا کہ فحشک کی کرسی نجاست سے بھری ہوئی ہے اور اُسکے پائنچوں کی راہ سے نجاست بہ رہی ہے قالین کرمانی بھی جو بیش بہا تھا غائط ہو گیا عمرو نے بادشاہ کو اطلاعی اس حال کی خبر کی بادشاہ کا دماغ تو پہلے ہی سے پراگندہ ہو چکا تھا یہ حال سنکر نہایت آشفتہ ہوا عادی کو بلوا لیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ گو ہی بدتمیز ہماری صحبت کے قابل نہیں ہے اسے باغ سے نکالدو ہمارے سامنے سے دور کرو عادی تو پہنچے سے سر پر کمر لیے تھا حکم ہوتے ہی فحشک کو داڑھی پکڑ کے گھسیٹنا ہوا لیگیا خواجہ بزرجمہر نے دلمیں کہا کہ ہر چند فحشک کو تو بیشک محفل سے نکالا مگر امیر کا اضطراب مبدم بڑھتا جاتا ہے خدا جانے سبب کیا ہے کہیں ایسا نہو کہ بادشاہ کچھ ملیں ملے تو گمان ہو جائے اور ہی سامان ہو سب لمحہ باندھکر بادشاہ سے التماس کیا کہ حمزہ حضور کی قدردانی سے بہت احسانمند ہوا جاتا ہے

ممنون رہیگا تمام عمر مدح و ثنا سلطانعالم کی قدردانی کی کریگا قبلہ عالم چلکے سریر سلطنت پر رونق فرما ہوئے کہ خلق اللہ منتظر مقدم ہے رعایا شاہی سیدہ از زیارت ہو بادشاہ کو نہ پھیکا کہنا بہت پسند آیا میر خلعت فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور آپ گاہ گاہ میں شریف لاتے رہے

بیتابی ملکہ مہرنگار کی امیر کے فراق میں اور جانا اُسکا امیر کے اردو کی طرف امیر کے اشتیاق میں

محیران دفتر عشق اور نتجان افسانۂ الفت و مودت و محبت یوں لکھتے ہیں کہ صاحبقران تمکناد کا مام چلکے ظفر اور سعادتیں گنا کیے اور روز و شب ہجران کو ہامید شب وصال بسر کیا کیے ہرگاہ ہیرش خورشید نے آشیانۂ مغرب میں بسیرا لیا اور قندیل ماہ سطوحہ صحن فلک پر خوشحرام ہوا امیر نے دست بقبچہ لباس شبروی کا طلب کیا جامۂ اطلس سیاہ گلے میں پہنا کمر میں باندھا خنجر لیا مثال کاکل پیچاں خم بخم و شمشیر کج دار آبدار پہنی لگا کے یاقوت کا پانوں میں بڑھایا بکیفیت مندی ہنکر کمند کا حلقہ شانے سے لگایا قصد سیاہ و نیم کا اپنے مصمم کیا کہ اس سمت سے متوجہ ہو مقبل کو ہمراہ لیکر خیمے سے نکلے اور ملکہ مہرنگار کے محل کی طرف عازم ہوئے ہنالے اہ میں عمرو چھپا ہوا کھڑا تھا حسب کرکے بولا کہ خبردار اے جوروکنان عالم بالا کیوں آپکو چھپائے ہوئے ہم نہیں جانتے کہ میں طلسم ہوشربا کا گشت کرنیوالا ہوں کیا لطف ہو کر روبرو کے تو گو کو پکارو میں اور آپکو نہ دیکھ سکوں ہیرمیں ٹھیلا کون امیر نے کہا کہ او دزد مکار بیشرم کیوں چھپا ہوا ہے اسنے کہا ہے امیر معلوم ہوا کہ میں نامحرم ہوں جب تجھے اپنا یار چھپایا مجھے ایسا نامحرم اور بیوفا نہ چھپایا امیر نے فرمایا اگر تو محرم ہوگا تو محرم کون ہوگا اسلیے میں نے تجھے نہ کہا کہ تو بیحیا نصیحت کریگا اور میں نہ مانونگا میں تو لڑی پانوں میں کیا کروں تو آتو بھی میرے ساتھ چل کچھ جانا میں چلتا ہوں دیکھی بتا بی دل محبوب سے ملتا ہوں عمرو نے پوچھا کہ شہزادہ کون ہے اور کیسی ہے آدم زاد ہے یا حور ہے کہ پری ہے جسکے واسطے تو مستقل مزاج بیقرار ہے امیر نے فرمایا کہ سنا ہوگا کہ دیکھنا چلکر اپنی آنکھ سے دیکھ لے اور حسن خداداد کی داد دے میر عمرو سے باتیں کرتے باغ داد کیطرف چلے جاتے تھے اور فرط شوق سے بے تحاشا قدم بڑھاتے تھے ملکہ مہرنگار کا حال سنئے کہ امیر کے فراق میں رات مصیبت سے کاٹی دن کا تار و پود رنج و غم میں کدر اون بھر جھیر گھٹ پڑھنا لیٹے پڑی ہی تھی نہ اٹھی نہ بیٹھی سیاہ شعاع سانپ چڑھا کی صدا لگتے ہیں آدھا سونیکے وقت اٹھا ہاتھ منہ دھویا کھانا سامنے آیا دو تین نوالے کھائے پانو تلے کی آہٹ سے کہیں سیاہ دیو غفلت میں نہ مل جائیں ہم بیخبر دیکھے کو اپنی تلخیوں کو بھولتے ہیں بیدار ہم نہ ہو تو منہ دھویا کیا کھانا کھایا پانی پیا کیا سیر ہوئے ہیں سہر افطار یا کنگھی کی نہ چوٹی کی نہ پوشاک بدلی غرضان تمام دن انکو سے منہ دھویا کی دو فراق میں دیا کی کھانے کو لے لقمہ جگر کھایا کی پانی کے بدلے آنسو نکے دریا بہایا کی اگر کبھی آئینہ دیکھا تو آنسو بہی گئی کنگھی چوٹی کے عوض بچہ نازک سے بالوں کو بھلا دیا پوشاک کے بدلے چادر سے منہ لپیٹ لیا اگر کسی کو اپنے پاس نہ دیکھا تو وحشیوں کی طرح ادھر ادھر پھرتی تھی بے اختیار آہ سرد کھینچکر یہ اشعار سوز ناک پڑھنے شروع کیے

ع باعث گریہ خیال مژگان ستانہ ہے ۔ دل مرا مانند مہ ہر چشم تر پیمانہ ہے ۔ دل خیال چشم مست یار سے بیخبر نہیں ۔ داغ سودا کا نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے ۔ ان لبوں کی یاد میں داغ دل پروانہ ہے ۔ آتش فرقت سے روشن چراغ خانہ ہے ۔ دل مرا مانند شمع عارض جانانہ ہے ۔ روح قالب میں نہیں ہے بزم میں پروانہ ہے ۔ پھر جلا دے آئی کف ہر شاخ پیمانہ ہے ۔ ہر رگ تن جلوۂ یار عجب استادہ ہے ۔ ہر بن مو اٹھا کر کھا گیا ہے ہر جلا دیا ہے شوق شمع رو تو ہے سنگدل سر پر اڑا دیتا ہے ۔ راتدن جو ہی تصور دیکھ شیدا کا ہے ۔ خود بخود بھی اک عجب عالم ہے دیوانہ ہے

سینہ مرا ۔ مرہم زنگار حسین سبزۂ بیگانہ ہو ۔ میرے یوسف کی خریداری عزیز و بے مجال ۔ نقد جان ہر اسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہو
عازم گلگشت وہ غارتگر گلشن ہو کیا ۔ آمد و رفت نسیم صبح بتیابانہ ہو ۔ اپنے کاموں میں مشغول تم ہو غافل ہو اسکی باتوں پر نہ جاؤ
تا سخن اک دیوانہ ہو ۔ ان اشعار پڑھنے کے بعد یہ غزل مترجم کی پڑھکر بے اختیار رونے لگے غزل اس سرے سے دل جو دیوانہ ہوا
دشمن جان اپنا بیگانہ ہوا ۔ جو رخ یار دیکھا جو تجلی دیکھکر ۔ اس شعور میں پروانہ ہوا ۔ بادۂ الفت کے پینے کیلئے ۔ ساغر
چشم اسکا پیمانہ ہوا ۔ طائر دل دام کاکل میں پھنسا ۔ خال مشکین اسکا دانہ ہوا ۔ سایہ کاکل ہوا بار گراں ۔ پر سونی اس گل
کا گل شانہ ہوا ۔ بعد مدت فیض عشق یار سے ۔ دل کا ہے آباد ویرانہ ہوا ۔ دیکھیے غالب بچے کسطرح جان ۔ دشمن جانی سے
یارانہ ہوا ۔ خواصوں نے ملکہ کا حال دیکھکر فتنہ بانو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ نے کہیں دل اپنا گنوایا کہ خواب خورد
حرام ہے نہ دلکو چین ہے نہ رات کو آرام ہے دایہ سے یعنی اپنی ماں سے اس راز کو افشا کرو انسے جاکے یہ ماجرا کہو وہ کچھ
تدبیر کریں کوئی صورت انکی وحشت دور ہونیکی نکالیں ورنہ عشق خانماں خراب نہ برانداز ہوتا ہے انسان کو شرم و
لحاظ کسی کا نہیں رہتا ہے ننگ و ناموس کھوتا ہے خلل دماغ میں پیدا کرتا ہے رنگ گلنار و زعفران سا کرتا ہے گلی گلی
کے تنکے جھواتا ہے لڑکوں سے پتھر کھلواتا ہے لہو لگھو کھاتا ہے آنی مست بھلاتا ہے دمبدم نالہ گرم کرواتا ہے آہ سرد بھرواتا ہے شیشۂ دل
تنگ سنگ بے صبری سے تڑواتا ہے بے سر پا کر کے سر پتھر سے پھڑواتا ہے کانوں میں پنبۂ غفلت بھراتا ہے نصیحت سننے کو منع
کرتا ہے شعر ناسخ ؎ گلشن عالم میں کیا دست جنوں چالاک ہے ۔ جیب گل سے تا گریبان چرخ صد چاک ہے ۔ اور اسکی شان میں
میر حسین خان صاحب باد نے خوب کہا ہے تھی نبد ترکیب سے وہ سوخت میں سرخ کیا ہے ؎ دوا ہے تک وان ضبط سے
پھر تا ہوں آتش عشق کی گرمی سے پھکا جاتا ہوں ۔ سوزش داغ کی میں تاب کہاں لاتا ہوں ۔ ہائے کیا آگ لگی ہے یہی
جلاتا ہوں ۔ سرد ہوتی نہیں اس پیٹ کی آگ ۔ پھونکدی عشق نے کس شعلۂ خسا کی آگ ۔ پھلکا کیا عشق کے جب
نور نے لم ۔ صاف آئینہ کی صورت نظر آیا عالم ۔ جس کو کھلانے لگا اپنے تئیں پہم ۔ پھنسے آتے ہی جوانی کے عجب پیچ میں ہم ۔ دل کا پہلے
نظر آنا تھا الجھنا مشکل ۔ کھل گیا اب کہ الجھکر ہے سلجھنا مشکل ۔ خلق میں سیکھے لیے عشق کا دین آیا ہے ۔ عشق پر کونسی یاں شان نہیں
آیا ہے ۔ گر کہیں ہم خضر راہ یقین آیا ہے ۔ عشق کا خاتم خاطر پہ نگین آیا ہے ۔ دولت عشق جو عالم میں فراواں ہو جائے ۔ کیا عجب
ہے کہ ہر اک موسلیمان ہو جائے ۔ جس دل عشق نہ ہوتے جو عیان دنیا میں ۔ ہوتے ظاہر کبھی راز نہان دنیا میں ۔ جی کے آرام کا
ملتا نہ نشان دنیا میں ۔ دیکھتے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا میں ۔ ہر بشر مغتنم اس رہنما کو سمجھے ۔ خلق عشق سے بندے یہ
خدا کو سمجھے ۔ عشق اپنی اگر جلوہ گری کھلاتا ۔ کبھی منتاب داغ جگری کھلاتا ۔ جس اگر شیشۂ دلمیں پری کھلاتا ۔ پیرہ چشمہ شکوفے
تری کھلاتا ۔ داغ یوں شیفتہ زہرہ جبیں مائل ہوتے ۔ نہ فرشتے بھی غریق چہ بابل ہوتے ۔ دل مجنوں کو اگر عشق کا آنا پیام ۔ کبھی لیلے
سے بھی لیتا وہ یہ لی کا نام ۔ دل فرہاد میں کرتا نہ اگر عشق مقام ۔ کبھی شیریں کی جدائی میں نہ تا وہ تمام ۔ سکو عالم میں مجنوں عشق کی
یکبارگی ۔ گر بلا یار تمنائے دل آزار لی ۔ گرمی عشق دلوں میں نہ اگر گرتی ہا ۔ شمع پر کیونکے نہ پروانے بھی جلنے کی لگا ۔ یہ محول کہ دل بلبل

بھی ہوتا واللہ شاہ کنعاں کی زلیخا کو نہ پھر ہوتی چاہ۔ عشق اگر چاند کی صورت نہ عیاں ہو جاتا۔ جلوۂ ماہ سکین چاک گریباں ہو جاتا کشش شوق ہی اس عشق کے علاوے جدا۔ جذب ہر شی میں کیا حق نے اسی سے پیدا۔ آشکارا اسی سے کشش کاہ ربا۔ سو جگہ اسنے دل سنگ کو ہی موم کیا۔ کل اسی سے کسی جی کو نہیں وہ آفت ہی۔ چھوڑ عشق کسیکو نہیں وہ آفت ہی۔ کس مصیبت میں گرفتار ہی جان عاشقین۔ کسی صورت نہیں ہوتی نہیں دم بھر تسکین۔ جس دن عشق سے بھی دشمن جان بدگے کہیں تجھ ایک ہو جان ہو اندوہ نو سے بچنے کی نہیں۔ ذکر رہے ہیں ذکر لاں میں یہ آفت برپا۔ صحبت شعلۂ خس سے ہی قیامت برپا۔ حسن طلعت میں اگر نور ہی عشق ہی نارہ سوزدہ تو نہیں ہی شک اسمیں نہیں ہی زر نارہ گرم ان دونوں کی گرمی کا بہت ہی بازار۔ انھیں دونوں سے جگر پھپھولے میں بعید شمارہ شعلہ انگیز ہیں یہ شیشہ پرازیں ہیں۔ خرمن صبر کو برق تڑپ راندازیں ہیں یہ۔ انکی خلقت میں قیامت کی شرر ریزی ہی۔ انکی آتش کی ہر اک لمس بڑی تیزی ہی۔ ہر جگہ انکی نئی اک شر انگیزی ہی۔ سامنے انکے ہر آتش کی عرقریزی ہی۔ کچھ نئے ڈھنگ کی گرمی دکھا دیتے ہیں۔ جگر دلمیں یہی بے آگ جلا دیتے ہیں۔ حسن اور عشق یہ ہیں بستہ دگر یاں دونوں۔ ہر جگہ میں یہ نئے سلسلہ جنباں دونوں۔ فتنہ پرداز میں غارتگر ایماں دونوں۔ کچھ نکتے ہیں یہی آفت جہاں دونوں۔ ڈھنگ ہیں ڈھنگ نرالے ہیں عجب ہوتے ہیں۔ ایسے بیرنگ نہیں عجب ایسے ہیں حسن ہی باغ تو عشق اسمیں گلچیں۔ گل کے مانند شگفتہ میں ہزاروں ہی یہی۔ تماشا کہ نئی طرح سبکی ترتیں۔ لالہ ہو کوئی خوش آیندہ کوئی ہو نسرین۔ رنگ سو طرح کے ہیں وضع ہزار انکی ہی۔ چشم بدور کہ کیا خوب بہار انکی ہی۔ جسکو سب کہتے ہیں دنیا میں خزاں اور بہار۔ سیر اور سیل ہی وہ یہ سمیں نہیں ہی۔ جس پہ تو نکے ہیں سایہ فگن خار۔ یون ہی گلچیں کہیں گرد نہ ہزاروں عیار۔ باغمیں پھولنے اقرار صبا صادق ہی۔ بیان ہونے نفس دردل عاشق ہی۔ یا الٰہی ہے سر سبز ہمیشہ چمن حسن کا۔ صرف خواں ہو نہ کبھی سیر بگلشن سے لگن۔ جو سیطرح سے لگن غنچہ ہیں۔ رنگ گل وہ ہیں کہ پھولنے بھی نہ کرکی ہے بدن۔ فصل گل کوئی گل انکا نہ نیرنگ ہو۔ یا دم نے دل عشاق نہ افسردہ ہو۔ تیری قدرت کے تماشے ہیں یہ اور حسن اور عشق کی ہر جا یہ نئی تقسیم۔ چشم خونبار میں ہو تو کہیں دل ہر دو یتیم۔ ایک یہ عشق ہی سو رنگ سے ہر دلمیں مقیم۔ نئی صورت کے سے ہیں فسانے ہر جا۔ دل بتے تیر بلاہت کے نشانے ہر جا۔ سمجھینگے اسکو وہی جنکو کہ ہو فہم و ذکا۔ عشق کیواسطے دل ہے عاشق میں بنا۔ چشم اسواسطے حسن کا دیکھے جلوہ۔ اسلیے گوش میں معشوق کی ہی نالے صدا۔ دست عاشق میں اسی زلف کے سمجھا نیکو۔ پاؤں میں کوچہ محبوب تلک جانیکو۔ عشق کو یہ نہ سمجھ تجھ ستم ٹوٹیگا۔ زوجوانی میں یہ جیتا نہ میں چھوٹیگا۔ بلکہ خبر بھی صفت آبلہ دل پھوٹیگا۔ جوڑیہ تفرقہ انداز بہت جوٹیگا۔ لاکہ جاوے کہ تجھے واں میں بچا لیگا۔ چشم عاشق کو ہے بچ دیکھا لیگا۔ عشق وہ ہی کہ ہر اک دلمیں جگہ بنا لی ہی۔ کہیلیے بھی۔ اقدا اسی کس کی ہی۔ جان اس ظلم کے نالوں سے بچی کسکی ہی۔ شکیبا اسکا نشان تاک اسے جسکی ہی۔ گھاٹ سے موت کے کیا پار اتارا اسنے۔ بیٹھے جی سیکڑوں کو مار اتارا اسنے۔ فتنہ یا تو نے کہا میں تو نہیں کہنے کی مگر تم امان جان سے کہو اسنے جلکے حال بیان کر مجھے کہنے سے تمھارا کہنا زیادہ ہی دیکھو تو بنکا کیا مشورہ ہی کیا ارادہ ہی۔ آخر چند خوصوں نے بالاتفاق وایہ سے اس ماجرے کی خبر کی۔ وایہ بدحواس ملکہ پاس دوڑی گئی دیکھے تو وہی ملکہ کا عجب حال ہی نہ کھانے پینے کا ہوش ہی نہ بناؤ سنوار کا خیال ہی۔ مٹھ لپیٹے ہوئے چھپر کھٹ میں پڑی ہی۔ پھر یہ حضرت بیٹک ہی ہی وایہ نے

چادر کو مُنھ سے اُٹھا کر کہا کہ بنو خیر تو ہو نصیب دشمناں مزاج کیسا ہے جو کھٹ میں پڑے رہے کیو یہ کیا ہے مجھسے نہ چھپاؤ دروں
اپنا جیوف وخطر مجکو سناؤ چھپلین سے بلن تمھاری محرم راز ہوں صدقے جاؤں تمھارے اور برسنے شاہ و جانباز ہوں ملکہ نے
کہا کہ ہر چند شرم مانع ہے مگر بے کہے بھی کام نہیں چلتا ہے میرے سوز جگر سے تمھارا دل جلتا ہے آواہ یہ شنیدہ حشام بن علقمہ کا
تیر عشق میرے جگر کے پار ہو گیا ہے بے مرہم وصال کسی طرح یہ زخم اچھا ہوتا نہیں معلوم ہوتا ہے دیدہ بوٹی کہ ملکہ مقام
غور ہے کہ کیسے کیسے شہزادگان کیانی وساسانی کا پیغام آیا اور تم نے قبول نہ فرمایا اور یہ شخص مسلمان فقیر غریب
میرے نزدیک مناسب تو نہیں ہے کہ تم اُسکے پہلو میں بیٹھو مسکی ہنستیں ہو ملکہ نے کہا ہو دلیش کو نہ جانے وہ بیگانہ ہے کیا
سروکار ہے یہ تو خوب سمجھ لو کہ بیوصال صاحبقران کے جان میری نہیں بچنے کی دل بیصبر ہو گیا ہے کہ کہ ایک غیر جنس ہزار
روپے کی خرید کا گلے سے اُتار کر دیا اور اُس بجوزہ روزگار سے کہا کہ دیہیت کچھ صاحبقران سے مجھکو دلا دو گی
اور اپنے پاس سے بھی جہت کچھ عنایت کرونگی دیہ طمع میں خوش ہو گیا کہ کچھ نہ تھی سے کچھ ہو گیا دیکھتے ہی خوشی میں پانی بھر آیا سلام کیا
جو جو ملکہ نے فرمایا اور یہ بھی کہدی کہ ملکہ نصیحت پذیر نہیں ہوگی تو اپنا فائدہ کیوں چھوڑے ملکہ سے بولا اگر ہی ہی ہزار
سہی ملتی ہے تو اُٹھو حمام کرو پوشاک بدلو زیور پہنو اپنے کو ہر جہت کر دو بہرات کو دوسرے لباس فاخرہ کا پہنا کر میں تمکو صاحبقران کے
پاس لیچلونگی ہماری تمنا بر لی پوری کرونگی مگر صبر کو ہاتھ سے نہ دو راز افشا نہ چاہیگا سمجھے ظاہر نہیں ہونے سے نقصان کے کچھ سود نہ
نہ ہیگا ملکہ کو تسکین ہوئی طبیعت تھہری اُسی وقت اُٹھکر حمام کیا اور لباس کیمخیر دیبا پہنا جگمگا دیئے چہرات کا گیرا یا ہو گیا
لو گھڑیال پر آگاہ یا دایہ نے ملکہ کو لباس شہزادی بدلوایا اور آپ بھی زیادہ تھیں تیار ہو جو کچھ ضرورت تھی سامان ہمراہ کر لیا ملکہ کو
لے ہی اور چل شاد کام کی اوٹی ہوئی دور امیر کا ڈیرہ پایا تھا قدرے مسافت طے کرنا تھا کہ یکبارگی شخص سیاہ پوش نکلتا دیدیا
آتی جانب سے ملکہ جاتی تھی آتے ہوئے ملکہ اور دایہ کو دیکھکر ایکدم خبث کی آنکھیں ہو گئیں دونوں کو چھانے لگا امیر
کی بھی نگاہ ان دونوں سیاہ پوشوں پر پڑی اور اُنکی حرکت دیکھی مقبل سے بآواز بلند فرمایا کہ مقبل دیکھنا یہ دونوں سیاہ پوش عورتیں
کون ہیں جو اس وقت بھرد کے گھر سے باہر نکلی ہیں اور پردہ اپنے گھر والوں سے کسیطرف جاتی ہیں ملکہ نے آواز امیر کی پہچان کر یہ دوہڑا
شعر بآواز بلند پڑھا ۵ یاں جنکے لیئے اپنی یہ جان نکلتی ہے اُس آنے وہ کیسے نجان نکلتے ہیں وہ ہر لیکا ان نکلی بڑی اور باہوں سے
پوہنچ ہو جان کو دیکھیں تو آئے مقبل جو نزدیک آئے تاڑ دیکھا ملکہ مہر نگار ہے وہی پیمبر نازکی اندام ہے وہ گلعذار ہے امیر کو دیکھکر پکارا یہ
بے ہنر بیمروت غیور ترقی سمجھا چلا اُٹھا کہ آپ شریف لاتے ہیں جان کر چلئے ملاحظہ فرمایئے کہ کون ہیں دیکھا تو قصد فرمایا ہے کہ کسی
گھر سے قدم نکالا ہو شوہر کس کسکو آزار نہیں تیری خبر لے یہ ہم پارہ ہوتے ہیں جو فرشتہ سر کھلے امیر جو اگر دیکھیں تو ملکہ ہے خوشی کے مارے اپنے
جامے میں نسمائے ہاتھیں پھول گئیں مگر بیٹھے غصہ آگئی خوشی سے ایسے پھولے کہ موت تعلیم کی سلطنت بھولے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے کیطرف
پھرے زہرہ و مشتری ملکہ کے اپنے مقام پر چلے گئے تو آکر سلام کیا ادب و کمال ادب سے یہ کلام کیا کہ حقیقت میں ملکہ آفاق ہے تو
آپ نے بڑا احسان کیا کہ ہم لوگوں کو سوقت شبدیزی سے باز رکھا حضرت کی نشخ آپکو کھینچ لائی ہمکو بھی یہ نعمت بلا تمنائے

دلی برآئی ۔ عشقبازونمین کرامات ہوگیا ہی جس کو جی چاہے ملاقات ہوجا ہی ۔ ملکہ نے مقبل سے پوچھا کہ کون ہو اور کیا نام ہو کہان مسکن و مقام ہو مقبل نے کہا کہ خواجہ عمرو عیار ہی ہون تا ہمین اپ ہی کی عیاری کی شہرت ہوری ہو ملکہ اُسکی ہیئت کذائی دیکھکر حیران ہوئی اور بار بار امیر کی صورت کو شرم سے نیچی کیئے تھی اور یہ غور کرتی تھی ۔ دنیا میں ایسے ایسے خوبرو ہین ۔ کون ہو بارہ دری مین آن کر بیٹھے ہین ۔ امیر جب بارگاہ مین ملکہ مہرنگار کے پاس داخل ہوے ملکہ کو اپنے پہلو مین بٹھایا بادۂ ارغوانی جام بلور مین بھر بھر کر اپنے ہاتھ سے پلایا اور ملکہ ایک نام دراجی ماہ مین امیر کو پلانے لگی عمرو بیٹھا ہوا گایا کیا امیر نے دایہ کو کئی ہزار تومان اور ایک کشتی جواہر کی دیکر ماں کے دیا ہو یہ سے

امیر اور مہرنگار اور عمرو اور فتنہ بانو کا باہم شراب پینا

انعام کا سہرا اور کیا صابر ۔ تمام رات توعیش و نشاط مین گذری پھر وصال کا انبساط مین گذری قبل صبح کے امیر مقبل و عمرو کو اپنے ساتھ لیکر ملکہ مہرنگار کو اُسکے قصر مین پہونچا آئے اور دوسری ملاقات کا وعدہ و ثوق ہوا آپ نے فاتح شعر مزا وصال کا کیا گر فراق یا تو ہو پہین ہر نفس کی کچھ قدر کر خدا نہ ہو ۔ جسوقت ملکہ مع دایہ محل مین داخل ہوئی بعض بعض خواجہ سرا جاگتے تھے دونون سیاہ پوشون کو دیکھکر چور چور کہکے غل مچانے لگے جب روشن ہوا دروازہ بھی نہ کھلا تب بانو اب ناظر نے ملکہ مہرنگار سے عرض کی صبحکو جاکر دیکھی کون کسکے دلمین بیٹھا ہی ۔ نیک اندیشہ بد اندیشہ نیک سب ہی قوم مین ہوتا ہی اولی یہ ہی کہ کوئی سردار شاہزادی کے محل کے گرد طلایہ پھرنیکو مقرر ہووے کہ کمال ہوشیاری و بیداری سے رہا کرے ملکہ نے یہ بات پسند کی اور بادشاہ کو اطلاع دی بادشاہ نے عنتر تیغزن نامے پہلوان کو چار سو سوار پیادے کی جمعیت سے ملکہ مہرنگار کے محل کی پاسبانی کیواسطے امور کیا اور گشت پھرنے اور چوکی پہرے مقرر کرنیکا حکم دیا ۔ امیر کی صحبت آج بھی رات تک ملکہ مہرنگار کا انتظار کرتے رہے جب ملکہ پہونچی اور عنتر تیغزن کا مقرر ہونا محل کی نگاہبانی کیواسطے سُنا درد دل نے بیتاب کیا ۔ چون گل نرگس نمی آید بہ بستان ہا ۔ او رنوش لیست یار بے دیدہ حیران ۔ لباس شبروی کا مانگا عمرو امیر کا حال دیکھکر رو دیا اور ہاتھ باندھکے پانو پر گر پڑا کہ حمزہ خدا کیواسطے آپکی راست خیمے سے باہر نکلنا چاہیے دلکو سنبھالنا چاہیے کہ عنتر تیغزن کو بادشاہ نے پاسبانی کیواسطے مقرر کیا ہی اور ہمکو نگاہبانی

اور چوکسیاری کا حکم دیا ہے مبادا عنبر تیغزن دیکھ پائے اور تجھکو کچھ ایذا پہونچاوے خدانخواستہ نصیب دشمنان عزت و آبرو میں فرق آویگا
جو کچھ آپ نے نام و نشان پیدا کیا ہے سب برباد ہو جاویگا شمنوکی بن آویگی ملمن و تشنیع کرینگے بنی بات بگڑ جائیگی یا تو میرے ساتھ چلے یا بے اختیار
ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ عمرو تجکو سودا ہوا ہے تجکو مرنے سے ڈراتا ہو تو نہیں جانتا کہ میں کشندہ حشام بن حلقمہ خیبری ہوں
اسدللہ کو خدا کے فضل سے رستم کہلاتا ہوں ان بزدلوں کے مقابلے سے کب چوکنے والا ہوں مگر یہاں تجکو اپنی جان عزیز ہو
تو میرے ساتھ نہ چل گھر سے باہر نکل یہ کہکر مقبل کو اپنے ساتھ لیا اور ملکہ مہرنگار کے محل کیطرف کا ارادہ کیا عمرو سے کب رہا جاتا تھا
پیچھے پیچھے امیر کے ساتھ لگا ہوا چلا گیا جب نوخ داد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ عنبر کا ملا بیٹھا ہے اور چوبدار شمشاد قد کے سر پر
باش ہوشیار باش کہتا ہوا چلا آتا ہے اور ہمراہ اُسکے چہرکار دکا بھی پرپکارا ہے اکیلا پرچہ گنجان رخت تھے میر ہمراہیوں سمیت
اُن درختوں میں جا لگئے جب ملا بنہ نکلگیا مقبل کے نیچے جاکر دیسنو مقبل کو نگہبانی کیواسطے چھوڑا اور آپ مع عمرو سقف قصر پر پہونچے
دیکھا کہ ملکہ مہرنگار پوشاک شاہانہ پہنے سامان مجلس آراستہ کیے بیٹھی ہے اور انتظار میر کا کر رہی ہے جام صراحی کی کشتیاں آگے رکھی ہوئی
ہیں شمعہائے کافوری کثرت سے روشن ہو رہی ہیں ایک پہلو میں طرار خوبان مقبل کی حاشیہ اردو سرے پہلو میں فتنہ بانو دختر
دایہ عمرو عیار کی دوست صادق بیٹھی ہیں اور سوائے ان دونوکے جو خواصیں کہ ملکہ کی محرم راز ہیں وہ سامنے ساز و سرود لیے ہوئے بزم خلوت
میں منتظر ارشاد کی ہیں اور ملکہ دیدہ منتظر سقف قصر کیطرف لگائے ہوئے بشاش بیٹھی ہے چشم انتظار دیکھ رہی ہے ؎ یہ فراق کا
سینے میں شب گذار رکھا ۔ خنجر زخم خونچکاں دیدہ انتظار رکھا ۔ دایہ نے کہا بلا لوں آج صاحبقران کا آنا بہت دشوار ہے کہ عنبر چار
سوار پیادہ سے طلایہ پھر رہا ہے ہر طرف صدائے بیدار باش ہوشیار باش کا غل مچا ہے ملکہ بولی اگر وہ صاحبقران نہ تھے میرے
عاشق صادق ہیں تو کیا اگر تمام فوج شاہ کی طلایہ پھرے تو بھی وہ دم کے دم میں آتے ہیں اور میرا دل یہی کہتا ہے کہ صاحبقران کسی
دم میں پہنچے ہیں صاحبقران ملکہ کی یہ باتیں سنکر دلمیں خوش ہوئے اور سقف سے نیچے اترے ملکہ نے دایہ سے کہا کہ کون ہیں یہ کہتی تھی دیکھو
صاحبقران آئے بے بہانہ کے آئے انھیں کب قرار تھا آخر تشریف لائے صائب ؎ کشش دل نے ہماری یار کو کھلایا ۔ خود جو کعبہ
آیا نہیں وہ دلبر آیا غالب ؎ وہ گھر میں آئے ہمارے خدا کی قدرت ہے ۔ کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں ۔ ملکہ اٹھکر صاحبقران کا
ہاتھ پکڑکے عزت سے بٹھلایا اور بہت شوق و ذوق کا تذکرہ طرفین سے زبانبر آیا تراب آتشین ملنے لگی مزاج خواہی بہت پوچھنے لگی ملکہ نے
اپنے ہاتھ سے جام مے گلگوں بھر بھر کے مہر کو دینا شروع کیا صاحبقران ملکہ کی گردن میں ہاتھ ڈالکر تراب پینے لگے اور اپنے سینے سے
سینے جوش مستی میں ملے اور عمرو گانے لگا اور نازنین ہر ادا نے لگا انکی خوش فعلیوں سے ملکہ کا دل بہت خوش ہوا عمرو سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان معشوقوں
سے کوئی پسند ہو کسیکا تو بھی آرزومند ہے عمرو بولا کہ کیونکر عرض کروں وہ آپکی بڑی مصاحب ہیں سب محل والیوں پر غالب ہیں مجھے کاہے کو
قبول کرینگی میرے نام پر گالیاں دینگی ملکہ نے قسم دیکر کہا کہ انمیں سے جو منظور نظر ہو اُسکے پہلو میں جا کر بیٹھو وہ تکلف اُسکے ناز سے
اٹھا نہ ملا کر بیٹھے عمرو کود کر خوبان کی بغل میں جا بیٹھا اور اُسے نظر محبت سے دیکھنے لگا عمرو کو گالیاں دینے لگی تو وہ بھی جھٹ اٹھکر
اٹھ کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کہ عمرو وہ کیا کہتی ہے کیا کچھ بُرا بھلا کہتی ہے عمرو بولا حضور کیا کہینگی نازکی ہیں غمزے آغاز کرتی ہیں

دل ہی جانتا ہوگا کیسا ہی خوش ہوا ہوگا بلکہ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئی اور اسے ترسے کہنے لگی کہ عمرو سچ کہہ اسکی کونسی بات مجھکو پسند آئی کہ اسکے ساتھ محبت اور الفت جتائی عمرو بولا کہ اسکے پاس زنبور بہت سا ہے اسیکا مجھے لانچ آیا ہے یہ بات سنکر دوبارہ ہنسی پڑی تمام مجلس لوٹ گئی طرار خوبان جو دق ہونے لگی بلکہ مسخرا نکلا بولی کہ او طرار خوبان تو بھی کتنی بیوقوف اور کھچڑی ہے کتنی اکل کھری اور ٹکی ہوئی عمرو بولا سرا امیر حمزہ کے عیار ہیں وہ معاملہ کا پیر ہے اسکی معشوقہ مجھسے رتبہ میں کم نہیں ہے اس سے بہتر آدمی سابقے کیواسطے تیرے سر کی قسم نہیں ہے اس اختلاط کے بعد امیر نے ملک یمن کو مع توابع و لواحق کیا فتح کیا ملک نے اسلام قبول کیا امیر نے کہا تم جبتک میری حیاتی ہو میری اطاعت کرنی آپکے حکم سے باہر ہوگی امیر نے فرمایا کہ میں بھی جبتک تمسے عقد نکاح نکرونگا کسی عورت کو نکی کھاکر نہ دیکھونگا باکید تمام قول و قرار ہوا بھاکہ وہ بھی امیر ملک سے رخصت ہوئے اور مع عمرو یام تمسے نیچے اُتر کر اپنے خیمہ کا کیفیت پہلے مضمون صبح دمید شب گذشت دشمین خانہ فرصت ہوئے کہ یہ امیر مع عمرو عیار اور اثنا راہ میں مختصر کا طلایہ والوں نے جو چوکی کہ امیر کا پھر گیا امیر کے تمام لشکر اس بارگاہ کی داخل ہوکے اپنے اپنے خیر و خوبی عافیت تمام اپنے اپنے دیرہ میں پہونچے جب تمام آرام سے مختصر ہوا تو عمرو عیار نے امیر سے عرض کی کہ اب یہ شخص کی لاش نظر میں کانی سوائے خیریت کے اور کوئی بات کسی نہیں جانی بادشاہ نے تمام حال جو عرض کیا تھا سنکر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ حسب دستور دربار میں گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کچھ اور سنا ہو کہ ہمارے لشکر کا کیا حال ہے عرض کی کہ حضور کے اقبال سے مقرر کیا تھا سو آج تک کسی بارہ دن سے کسی کو نہیں ستایا ہے اور جو کوئی کسی کو ستاتا ہے تو اسکو سزا دیتا ہے اور کسی کی کل نکسانی کرتے تو چور کو قتل کرتا ہے اور کسی کو مارتا ہے اور کسی کو قید کرتا ہے اور کسی کو جرمانہ کرتا ہے اور کسی کو نکسانی کرتا ہے اور کسی کو نکسانی کرتا ہے اور کسی کو نکسانی

کو ساتھ آجائے گرفتار کر لینا ہتھیار کرے تو ہتھیار کو تابہ دار دیو بھی ہو تو ہر گز زندہ نہ رہنے سکے گا تو خاطر جمع رکھ کہ تیری مرضی کے موافق کام
تو ہو گا [illegible] دیو کو لے کر دیو بند کی سرحد پر ہو گا جب وہاں پر خاصہ ہوا امیر تلمشاہ کا کام پر تشریف لیگئے اور رفیق اور صاحب بھی
ساتھ ہے قارن دیو بند نے تین سو دیوانوں کے ہتھیار بند کئے ہوئے ساتھ لئے اور سر شام طلائے بچھنے لگا لشکر نے جو قارن کی طلائے بچھنے
کی خبر سنی کمال غضب ہوئی کہا سے کہ آج قارن دیو بند طلائے بچھنے پر ہے ہمارا امیر غفلت میں ہے قصد کر کے چلئے کہ ایسے وقت عزم سے باز نہ رہے
کوئی ایسا ہوتا کہ وہاں جاتا اور امیر حمزہ کو منع کرتا کہ آج تو نہ جا کہ اور کوئی اس بات سے واقف نہ تھا سب کے سب بھولے سے چلے گئے اور یہ ہوئی کہ امیر بیہوش
تاوان نہیں ہیں آج تو آپ نہ جائیے کل کو بھی تو اپنی عزت ہے ہمارا کہنا مانئے تشریف نہ لیجئے امیر کا حال سنئے کہ جب دوپہر رات
گئے صاحب شمشیر کی کا طلب کیا عمرو نے اپنا ہتھیار لگایا حمزہ کو معلوم نہیں کہ کیا ہوا کیا ہونیوالا ہے خبر نہیں ہو سکتا امیر نے کہا کہ
عمرو احتیاط اور ہمراہ میں لے چل جو ہمارا شریک ہے اور ہمیشہ ہمارا ساتھ دیتا ہے کون ہو سکتا ہے کہ کلیجہ نہ چاہے عمرو نے کہا
قارن دیو بند ایسا پہلوان نہیں ہے کہ وقت پر فریب دیجائے اور آپ پر حملہ کرے امیر نے فرمایا کہ جب ہمیں قارن ملے تو
احتیاط باقی کر چکا کہ کل ہمارا ہمراہ ہے ہتھیار لگا کر تمہارے ساتھ کیا ہے ہتھیار لگا کر تمہارے ساتھ کیا ہے ہتھیار لگا کر تمہارے ساتھ کیا ہے
ہوئے دیکھا چیدہ چیدہ جوان ہیں دیکھے جو ہوشیار ہیں دیکھے جب امیر نے یہ دیکھا کہ قارن ایک کرسی پر
بیٹھا ہوا ہے اور سب ہوشیار ہیں تو امیر نے کہا کہ یار ہمارا قارن ہے ہمیں سے کہا کہ کیا ہے کہ کیا ہے کہ کیا ہے کہ کیا ہے کہ کیا ہے
قارن کہ قارن دیو بند آج دوست ہو گئے ہیں اور امیر نے کہا کہ ہم تم سے کہتے ہیں کہ ہم تم سے کہتے ہیں کہ ہم تم سے کہتے ہیں
وہ سب کے سب اجتماع کر کے امیر حمزہ کو گھیر کر لے گئے اور امیر نے کہا کہ ہم تم سے کہتے ہیں کہ ہم تم سے کہتے ہیں
کہ ہم تم سے کہتے ہیں کہ ہم تم سے کہتے ہیں کہ ہم تم سے کہتے ہیں

اے محمد مونے چھپا میری عزت و آبرو کو دشمنو نسے بچایہ قدر و منزلت تیری بخشی ہوئی ہو تو نے طاقت تجھی نے عطا کی ہو تو عالم الغیب
ہو میری نیت سے نہیں مرتکب جرم کا نہیں ہوا ہوں ایک کافرہ کو دائرۂ اسلام مین لایا ہوں ہمسے تم سرگ نشان مانگے ہو کسی پر میرا
راز نہ کھلے میرے دعا مانگ رہے تھے کہ دفعتہً ایک غفلت سی آنکھ جھپکی سی لگ گئی دیکھا کہ حضرت ابراہیم ہاتھ سر پر پھیر کر فرماتے ہین
کہ حمزہ اُٹھ تیرے سر کا زخم اچھا ہو گیا کسیطرح کا نشان باقی نہا آنکھ جو میرے کھلگئی سر کو ٹٹولنے لگے دیکھین تو زخم سر کا نشان بھی نہین ہے
تمام سر پر ملاست کسی عنوان بھی نہین ہی خبر ہوئی کہ بادشاہ نے یاد کیا ہی جلد حاضر ہو تیکا حکم دیا ہی امیر بادشاہ کی خدمت مین گئے
اور رفقا بھی ہمراہ پہونچے بادشاہ نے بلطفت و ظرافت اصیل امیر کا سر جو دیکھا تو زخم کیا کوئی بھی سر پر نہا بادشاہ نے بزرجمہر
کے قول کو سچ جانا اور قارون پر عتاب فرمایا کہ حمزہ پر تہمت تو نے کیون لی اور ایک شہر بند کی آبرو کی فکر کیون کی اور اُسے دربار سے
نکلوا دیا اور امیر کو خلعت سے سرفراز کیا چند روز کے بعد بہرام نے بھی فصل صحت کیا اور بادشاہ کے حضور مین پھر حاضر رہنے لگے
ایک دن سرور بادشاہ بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ جیسے مسرور بادشاہ ہند و ستان ہی ملک لنبہور مین سعدان شاہ تخت
نشین ہند و ستان کا خراج خزانۂ عامرہ مین داخل نہین ہوتا ہی اور سبب اسکا یہ ہی کہ خسرو بادشاہ ہند و ستان زمین داور
ہی اور بادشاہ لنبہور دریا عمیق شیخ تمساح اور ہی چنانچہ اگر ساحل سمن بیری کا اُسکا لشکر گران ہزار دو ہزار دریا مین نہنگ کے
پہلوان ہی جو شناوری شوکت سے اُسکی سواد ہی دریا تلی پر سوا ہوتا ہی تصویر اپنی مین گھوڑے پر سوار ہو کر خلق کسی کے دروازہ
پر کھڑی ہی کسی کہانی کا گھوڑا نہو فرق اُس تصویر کے پاس نہین جاتا ہی اور کسی قسم کا گھوڑا عربی ہو یا تازی یا ترکی ہو یا عراقی اُسکے
آگے قدم نہین بڑھاتا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ اُسکی تدبیر کرنا چاہیئے جو کہ بزرجمہر مرد دانا و شیادہ اور جہاندیدہ تھا گرم و سرد زمانہ چشیدہ
دیدہ تھا امیر کی پیشانی سے تاڑ گیا تھا کہ اُنکا دل محل مین کسی پر آیا ہی وہ زبان سے کچھ نہ بولا بلکہ حسرت لگانے کے کون سیا ہی اور جو ایسے واقعات
پیش آتے ہین اور چور کے پتے نہ لگنے پاتے تو اس سے بھی یہ یقین ہوتا ہی کہ اس حرکت کا آدمی سوت امیر کے ہو کہان پیدا دلین سو جاگتا نہین
جوش شباب ہی ہو یک بد کچھ سوچتا نہین پھر انجام کا خیال اصلا نہین تو کوئی حرکت وقوع مین آئی اور کسی سردار نے خبر لگائی
توسفت کی بدنامی ہوگی اور چونکہ مین حامی اور مددگار ہون میری بھی سوائی ہوگی لہذا فکر کر کے یہ صورت نکالی جانتا تھا
کہ اس معمہ کا کوئی قصد نکر یگا سوائے امیر کے اور کوئی حامی نہ بھریگا برائے چند اُسطرف جائین کہ اس بلائے عشق سے نجات
پائین بزرجمہر نے عرض کی کہ اس سے بہتر تدبیر نہین ہی جب اُمرا دربار مین حاضر آئین حضور سرور بار فرمائین کہ شنیدہ ہندی
ملک لنبہور مین سعدان شاہ کو نجوت کے زور نے میری اطاعت سے باز رکھا ہی اپنے دلمین سمجھتا ہی کہ پہ دہ زمین پر میرے مقابلے
مین کوئی زور آور نہین ہی کوئی اس عالم مین میرا ہمسر نہین ہی دیکھئے کہ کون اسکی مہم کی حامی بھرتا ہی کون اُس مرد بد کو زیر کرتا ہے
عریضہ بھیجنا لنبہور کی شکایت مین برادر شاہ سعدان شاہ کا اور امیر کا قصد اُسکی گوشمالی کیواسطے ہند و ستان کا

سمنخامۂ شمسوار ان معرکہ سخن و کمیت قلم ایضان میدان منشا گھمن یون گرم جولان ہو صفحۂ قرطاس پر اسطرح دوان ہو
کہ بہنہ لنبہور شاہ کی سرکشی کا ذکر دربار مین تمام ہونے پایا تھا کہ آواز فریاد و الغیاث کی آئی مستغیث نے عدالت ان الامان کی گوش

حق نیوش نوشیروان عادل تک پہونچائی حسب الحکم بادشاہ کے بخشک بارگاہ سے باہر آیا اور بادشاہ سرانداز پیک قاصد کے ہاتھ سے عرضی لیکر حضور شاہنشاہ کے لایا اور سر لفافہ کو بستہ کھولکر عرضداشت کو کھولا اور سرود بادآواز بلند پڑھنے لگا بعد صفت لات و سنات اپنے معبود کے وصف دین مذہب فریدون قباد و تشکدۂ نمرود کے لکھا تھا کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی راے فیروز روشن ہووے خاطر فیض مظاہر پر مبرہن ہووے کہ مجھے پہلے سعدان شاہ میرا بھائی تخت نشین تھا ایکدن صید کے پیچھے لشکر سے جدا ہو کر تین روز گرد بیابان سرگشتگی کا ظہور ہوا پانی کی تلاش میں ایک چشمے پر پہونچا دیکھا کہ ایک عورت طویل القامت تین مشکیں پانی سے بھری ہوئی کاندھے پر اٹھائے چلی آتی ہے کہ یکبارگی بجایا چاہتی ہو سعدان شاہ نے کہا کہ مجھ تین دن سے پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی مجھکو پلا دے یکلخت کی کرنی خدا سے اُن مشکوں کا پانی پھینکدیا زمانہ پانی بھرا شروع کیا سعدان شاہ اس حرکت سے اُسکی نہایت برہم ہوا اور بے اختیار ہو کر کہا نہیں کہ اگر پانی پلاوں تو جیسا اُسنے میرے مانگتے پانی مشکوں کو بہا دیا ہے ویسا اُسکا خون بہاؤں بارے اُس عورت نے ایک برتن میں پانی بھر کر سعدان شاہ کے آگے رکھا جب وہ پانی پینے لگا اُس عورت نے ایک دم چلو منہ پر مارکر کہا اور پوچھنے لگی کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے تو کس ملک کا ہے اور تیرا کیا مقام ہے اس پر شاہ نے کہا کہ پہلے پانی تو مجھے پاس بھر کر پی لینے دے پھر تو پوچھتا لیکن اُسنے نا مانا اور اپنی حرکت سے باز نہ آئی اور اُسکے کہنے کو خیال میں نہ لائی بادشاہ سعدان شاہ نے دیکھا کہ پانی پیے بغیر پیاس نہیں جاتی ناچار کہنے لگا کہ میرا نام سعدان شاہ ہے عورت بولی کہ تیرا بھائی حمزہ تجھ سے کیا کہتا تھا شاہ نے کہا کہ بھائی کا کہنا کیا ہے ہم دونوں بھائی ایک جگہ تھے ایک دن ہم دونوں بھائی شکار کو گئے تھے میں بھٹکتا پھرتا ہوا تجھ تک آ پہنچا ہوں تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے عورت بولی کہ میرا نام بھی تو جان رکھ میں ہوں کہ میرا نام ہے بادشاہ نے کہا کہ اچھا اپنا نام بتا دے عورت نے کہا کہ میرا نام ماہ پری ہے بادشاہ نے کہا کہ اچھا اب پانی دے عورت نے پھر برتن بھر کر سامنے رکھا بادشاہ نے چاہا کہ منہ لگا کر پی لے عورت نے پھر ہاتھ مار کر پانی بہا دیا اور کہا کہ پہلے میرا خاوند ہو جا پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرا خاوند ہوا اب پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ سو رہ پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ سوتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ کھا پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ کھاتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ ناچ پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ ناچتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ گا پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ گاتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ بجا پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ بجاتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ کود پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ کودتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ لڑ پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ لڑتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ کشتی کر پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ کشتی کرتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ دوڑ پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ دوڑتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ تیر پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ تیرتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ جنگ کر پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ جنگ کرتا ہوں تو پانی دے عورت نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ صحبت کر پھر پانی پی بادشاہ نے کہا کہ اچھا میں تیرے ساتھ صحبت کرتا ہوں تو

پلانے کیواسطے مقرر کین اور وہ دوھاردار دائیان اور کھلائیان اُسکے کھلانیکو نوکر رکھین وجسنر لندھور پیدا ہوا تھا اُسیدن سے یہان بھی
لڑکا تولد ہوا اُسکا نام مینے جمیور رکھا اور دونوکو پرورش کرنے لگا جب دونون پانچ پانچ برس کے ہوے ایکدن کھلائی نے بطور تاڑ
کے ایک طمانچہ لندھور کو مارا کہ کل اُسکا سوچ گیا لندھور نے اُس کھلائی کو اٹھاکر زمین پہ دے مارا کہ وہ سڑ ہو کر مرنے لگی اور جو لوگ
محافظ تھے خوف کھاکر اُس بھاگے اور میرے پاس آن پہونچے اور مجھسے آکر کیفیت بیانکی اور تمام سرگذشت مجھے کہی مینے حکم دیا کہ لندھور کو
مست ہاتھی کے آگے ڈالدو ابھی گھر سے باہر نکالا ہے کہ بموجب حکم کے ہاتھی آیا اور لندھور کو اُسکے آگے ڈالدیا ہاتھی جو اُسکو سونڈ سے اٹھانے
لگا اُسنے سونڈ ہاتھی کی پکڑکر ایک جھٹکا ایسا مارا کہ سونڈ اُسکی جڑ سے اکھڑ گئی وہ چیخ مارکر بھاگا اور فیلبانے مین جاکر ایک ستون اکھیڑ کر جسکے
ہاتھی تھے سکو مار ڈالا اور تمام شہر مین ہل چل پڑی میرے حکم دیا کہ لندھور کو پکڑلاؤ غرضیکہ تمام مین ڈھنڈیا پڑی کسی اور نے جرأت نکی مگر ایک وزیر
نے کہا کہ یہ کام ہو مین لندھور کو پکڑ سکے لاچار ہوکر حضور کنجد مستین پہونچا ہوا تھا اُسنے ایک طباق حلوا کیلئے آگے لندھور کے لیجاکر
رکھدیا جب وہ حلوا کھاچکا اُسکو داہ پر لگایا اور میرے پاس لایا لندھور نے مجھکو دیکھکر وزیر سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور نام کیا ہے وزیر
نے کہا کہ آپکے چچا صاحب یہانکے بادشاہ ہین یہ ملک انھین کا ہے بولا کہ اس سے پہلے کون بادشاہ تھا کون فرمانفرما ہوا وزیر نے التماس کیا کہ آپکا
باپ تھا لندھور نے کہا کہ یہ کون تخت و تاج کا تو مین مالک ہون یہ شخص حکمرانی کیسا وزیر مین مطلق بیٹھا ہوا تھا وزیر نے عرض کی کہ فی الحقیقت
آپ مالک بادشاہ ہین یہ ملک آپ ہی کا ہے آپ جہان پناہ ہین کہنے لگا کہ اسے تخت پر سے اُتارو مین تخت پر بیٹھونگا آج ہی سے بادشاہت
اور سلطنت و فرمانفرمائی کرونگا وزیر نے مجھسے کہا کہ مصلحت اسی مین ہے کہ آپ تخت سے علیحدہ ہو جائیے وہ اسے بیٹھنے دیجئے مین تخت پر سے
اُتر پڑا اور لندھور تخت پر بیٹھا یہان ایک ساعت کے لندھور نے وزیر سے کھانا مانگا وزیر نے بموشی ملاکر کھانا اُسکے سامنے لایا بولا کہ
شہزادی اور جمیور کو بھی بلاؤ کہ وہ بھی میرے ساتھ کھانے مین کھانے مین میرا ساتھ دین شاید کہ اسمین کچھ ملا دیا ہو میرا جان لینے کا قصد کیا ہو
بالضرور مینے جمیور کو بلوایا اور اُسکے ساتھ کھانا کھلوایا اور تینون بیہوش ہو گئے اور تھوڑی دیر جو پڑے رہے ایک ساعت کے بعد وزیر
نے مجھ اور جمیور کو ایک عرق سونگھایا اور دونوکو بستر پر جو شہین بیٹھے تھے حکم دیا کہ لندھور کو سر سے پانون تک بند مین جکڑو اور رنگ
و کور رنگ کو جو دونون شاہزادے نکھوتی کے مین انکے سپرد کر دیے تھے الفور حکم بجالایا اور ان دونون شاہزادونکو بلوایا اور حکم دیا اسی
مطبع کیا انھون نے فی الفور اپنے ہمراہ لیجاکر کھوتی کے کنوئین مین اُلٹا لٹکا بند کر دیا پچیس برس تک اُسی چاہ تاریک مین قید رہا اور تعزیر
کیا کیا چھوکر لندھور کی مان اولاد مین شیث پیغمبر کے تھی پکڑ وزیر اور رنگ کور رنگ کی بیٹی خواب مین دیکھا کہ آسمانسے ایک تخت زمین پر اُترا اور
اُسپر حضرت شیث پیغمبر بیٹھے ہین اور تمام حال اور پتہ و نشان لندھور کا بتاکر فرماتے ہین کہ بیٹی لندھور کا تیرا جفت کیا اُس سے تیرے کوکھ پیدا
ہوگا وہ بہت صاحب اقبال بلا کا ہوگا وہ جو خواب سے چونکی ایک طباق کھانیکا لیکر چاہ حبس پر پہونچی رنگا بہانون نے پوچھا کہ تو کون ہے اور
کیا لائی ہے اور اسوقت کہانسے آئی ہے اُسنے کہا کہ لندھور کیلئے کھانا لائی ہون اور ایک بزرگ کی بشارت دینے سے آئی ہون وہ جب یہ
اور کچھ حقیقت سنکر مین اُتر کر لندھور کو کھانا کھلایا اور آہن کے بند سوہانے کاٹکر اپنا خواب لندھور کو سنایا اور اپنی راہ لی ظہر کو
چلی گئی لندھور نے جو مدت کے بعد آرام پایا۔ بخیر و نکو اپنے سرہانے رکھکر بیخبر سو رہا رنگا بہانون نے کہا کہ لندھور کی بان تو تا مین کسیدم نہ لگتی

تھی آج کیا ہے جو آواز شور و فغان کی نہیں آتی یہ کیا ماجرا ہے اپنے جاکر دیکھا کہ لندھور پیر پاؤں پھیلائے ہوئے بیخبر سوتا ہے اور بدن زنجیروں میں کہ جکڑا ہوا تھا وہ پڑی ہوئی اسکے سرہانے پڑی ہیں اور وہ آرام کر رہا ہے اسوقت نگینا نے کھل بلی پڑی فوراً اورنگ و کورنگ کو خبر دی دونوں شاہزادے دوڑے آئے اور بہت سے پہلوان اپنے ہمراہ لائے دیکھا تو فی الحقیقت لندھور بہ قید سویا ہے پاؤں پھیلائے پڑا ہے چاہا کہ سوتے ہی میں اسکو مقید زنجیر کر دیں پھر اسکو ہوش میں جگا کر دونوں شاہزادے جاگ کر اٹھ کر مارے اور تمام احوال گذشتہ زبان پر لایا کہ تمہاری بہن آئی تھی مجھے کھانا کھلائی اور مجھسے عہد و پیمان نکاح کا کر گئی ہے اور وہ بیخبر کے بندوبان سے کا کر مجھے بیکار کئی ہے اسواسطے میں نے تمہاری جان بخشی کی نہیں تو تم دونوں کی جان جاتی رہا سکے خواہ کیوں بیان کیا رہتا رہتا سنا دیا دونوں شاہزادے اس کیفیت کو دریافت کر کے اپنے دلمیں خوش ہوئے اور لندھور کو اس چاہ تاریک سے نکالا کر تخت پر بٹھایا اور سب ماں تخت نشینی اور سلطنت کا ظاہر ہوئے پھر آپس میں آراستہ ہوئے کہ اپنے والد سے اجازت سفر کی لیکر ایک کنبل ہاتھی پر سوار ہو اور راہ سمرقندیہ کی پوچھنے لگا اور اورنگ کورنگ نے ہاتھ باندھکر کہا کہ جہاں پناہ چند روز توقف کیجیے سپاہ جمع کر کے سمرقندیہ کیطرف راہ لیجیے کہ یہ بات پسند آئی فتح عزیمت فرمائی نوچکی تھا باشت فرسخ کی سپاہ اور کھنڈ کیطرف تو جہ فرمائی جب لشکر جرار تیار ہو چکا بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے سمرقندیہ کیجانب کوچ کیا اور چند روز کے عرصہ میں وہاں کے کنارے پہونچا وہانسے جہاز پر سوار ہو کر سمرقندیہ کے قلعے کے نیچے دال ہوا خبر داروں نے یہ خبر محمد پہونچائی جزیرہ میں کہ خود بہ شہرت پائی یہ سنتے ہی دو لاکھ کی جمعیت سے جیپور کو اسکے مقابلے کیلئے بھیجا اور کئی سو پہلوان کارآزمودہ دیکھو کو اسکے ہمراہ کیا اور وہ دونوں طرف کا لشکر صف آرا ہوا جب جیپور اور لندھور کا مقابلہ ہوا جیپور نے کہا کہ لندھور جب گرفتار ہو تو فوج بنی بیگ چلی جائے ہیں ہر ہر طرف سے دو دو لاکھ سوار ہو جاتا ہے جیپور بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور قلعے پر سے گولی کا مینہ لندھور کے لشکر پر برسانے لگا لندھور نے قلعے کے دروازے پر پہونچکر ایک گھونسہ زور سے دروازے پر مارا کہ قلعہ کا دروازہ پاش پاش ہو گیا قصہ دراز دونوں کو جہنم رسید کیا متعین تھے مار مار کر اور دروازے کے ٹوٹتے ہی قلعے کے اندر جا کر باندھ دیا اور تمام قلعے میں خون کا دریا بہا دیا مجھکو بیڑی پہنا کر آپ میں نے اسکے سامنے تواضع سے پناہ مانگی لندھور نے کہا کہ کس شرط پر تمہاری جان بخشی کیا ہے میں نے التجا کی کہ میں نے کہا کہ سلطنت زیر حکومت نوشیروان عادل شاہنشاہ عدل تسلیم ہے جسکو وہ حکم کریگا وہ بجا لاؤنگا لندھور نے کہا کہ اچھا تم شاہ عادل کے تخت پر بیٹھو میں چند روز توقف کیجیے جواب میری عرضی کا آنے دیجیے اسنے جواب پایا کہ جبتک تیرے فرزند کا جواب آئے تو مجھے کچھ نہ کہیو میں تخت پر بیٹھ گیا جزیرہ میں جا کر بیٹھا میں نوشیروان کو کیا سمجھتا ہوں کیا کچھ کمزور ہو کم ہمت سمجھا ہو کہ تیری یا اسکی اطاعت کروں میں کسیکا خوف کروں جا جا میں یہاں سے باہر نکلا لندھور تخت پر بیٹھا جو لندھور اطلاع نہ تھی حضور میں نے کی آمد حضور مالک ہیں دو نہ ہم جان نثار لوگ تو اپنے گھر کے تارک ہیں اگر لندھور کا قلع قمع قرار واقعی ہو گا تو میرے مال بچے تو پیسے ہی چکے ہیں حضور نے کیا کیا مرتبہ بے ادبی کا ہو گا بادشاہ نے اس مضمون کو سنکر تو رحیم سے خلوت میں مشورہ کیا اور زبردن نہ دیو نے مشورہ کیا کہ اس ناگہانی کے دفع کرنیکی کیا تدبیر ہے اگر اس سے کوئی سر بر نہ ہوا تو کمال تحقیر ہو تو جہ فرمائیے کہ پہلے کسرم کو سمرقندیہ کیطرف جانیکا حکم ہو

بعد ازاں سر دربار بادشاہ کہیگا کہ جو کوئی لندھور کو پکڑ لاویگا ہرمگار کو اسی کے نام زد کردونگا کہ لندھور سا پاویگا سا ایسا
ہیں سے تو کوئی ایسا جری نظر نہیں آتا ہے کہ لندھور کے سر لینیکی حامی بھرے مگر حمزہ نام نشان پر مرتا ہے یقین ہے کہ وہ قبال کرے اور
عہدہ و خوش سے خالی نہیں اگر حمزہ مارا گیا تو آپ بدنامی سے بچے اور اگر لندھور کو حمزہ نے زیر کیا تو ہندوستان کا تمام ملک
آپکے ہاتھ آیا بادشاہ اپنے دلمیں بہت خوش ہوا اور بزرجمہر کے عاقبت پر آفرین کی اور اسکا مشورہ پسند کیا اسیوقت گستہم
کو کہبھرام کو وغیرہ کو کر کے زابل میں بادشاہ کے خوف سے جابر بسا تھا شتر سواروں کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ جلد میرا رسوا چوپیزے
ہاتھ میں اُن سمیت میرے پاس پہنچ میں جا اور لندھور کو سرکوٹ کے حضور میں حاضر کر تا تھا صورت سابق بیزار معاف کیا جاوے ورنہ آیندہ سر فرسودہ
ہو اور انعام و اکرام پائے دوسرے دن جب حکام اور ارکان دولت حاضر ہوئے اور امیر بھی آکر بگل ستہ بیٹھے بادشاہ نے فرمایا کہ اے
گردان نامدار و اے پہلوانان روزگار خسرو ہندوستان نے میری علاوت پر کمر باندھی ہے اور مجھے کرنی شروع کی ہے اب جو کوئی اسکا سر
کاٹ لاویگا میں اسکو اپنی فرزند سمین قبول کرونگا میرے عزیز کہلاویگا ملکہ ہرمگار کا ہر خرو ہندوستان کا تاج اسی کے سر پر رکھونگا تو اسی مجمع میں جتنے
امرا و پہلوان سامانی و محبوبی کے تھے کسی نے دم نہ مارا اور کوئی بھی قبول نہ پایا نہ لایا اپنے تئیں کہنے کہ اول تو دیو ایسے زور سے جیتے جاگتا
ہرگز بچا ہوا نہ ہوگا اور اگر ہو بھی تو ہم کو اسکے مقابلہ کی طاقت نہیں ہم جان بوجھکر کیونکر اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالیں اس بھید سے ہر ایک خلاف
مرضی بادشاہ کے صاحبقران نے دل سے سمجھکر بادشاہ کو مادری لفظ میں ع عزت دار بلوکہ کار بسیار آید بزرجمہر سے فرمایا عمرو عیار
اور عمرو عیار کو اگر حکم ہو تو خسرو ہندوستان کو جیتے حاضر کرے فقط فرمان ہونے کی دیر ہے دولت کہ مقید بہ پہلوان
کر کے لیجائے اور ہمارا کیا تو حضور سے تصدق ہوا بادشاہ نے خلعت پر سے اٹھکر امیر کے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے ابو الفضلا
تجھ سے زیادہ تسلی ہمیکو ہے اور تقویت ہر شخص کو خسروی فرمایا شاہی ہے بہرگل کو صد جا شاد و گلا چشم بلبل ع سالہا ملکت
از مبارش ببیدلست اگر یہ ہمت و جرأت نہ ہوتی تو اس لیئے کو کیونکر ترقی کرتے اور کیونکر جوانمردی و تحمل کا نام پاتے اور یہ حکمت
شاہانہ سے سرفراز کیا اور تین ہزار کہ بہتر نوجوان تھے آدمی سوار میدان تیار کرنے کا حکم دیا امیر رخصت ہو اپنے ڈیرہ میں آکر تشریف لائے
لوگوں کے سامان کرنے لگے اور لوگوں کو تسلی و تسکین دینے لگے اور لشکر کو حکم دیا کہ تم اگر اوسی کوہ پر جاؤ اور اوسی کوہ کے نیچے ہمارا انتظار کرو امیر
عمرو کو بلا کر فرمایا کہ اے عمرو اگر چلتے چلتے ایک نظر ملکہ کو دیکھ لیتے تو محبت تر ہوتی عمرو نے کہا کہ یہ کونسا مشکل کام ہے بزرجمہر کو لکھیے کہ ایلچی
انکی تہیہ سے ممکن ہو وہ خیر طلب اور دوست حال اور ہر کار میں معین و معاون ہیں امیر نے بہت سے خواجہ بزرجمہر کو رقعہ لکھا عمرو نے
خواجہ کے مقام پر جاکے وہ رقعہ خواجہ کو دیا خواجہ نے اُس تو کچھ بڑھکر عمرو کو اپنے ہمراہ لیا بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ اے ہندوستان
تیرا حمزہ آپکا دامادشہ رہیگا اور اس مژدہ کا شہر نزدیک و دور سہ گانہ کیسی کی مادی ہوئی کہ شربت بھی نہ پایا گیا اور حمزہ سب لشکر کو ہمراہ لیکر
کوہ جلاد نوشیروان نے ہنسکر کہا کہ کیا مضائقہ ہے حمزہ کو بلوا و آبدار سے کہکے شربت نفیس عرق گل کا گھلوایا خواجہ نے فی الفور بموجب حکم بادشاہ کے
امیر کو بلوایا اور مرتبہ قند و گلاب کا شربت گھلوایا امیر فی الفور بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے آداب خدمت بجا لاکر آپہونچے بادشاہ نے امیر کو
بکمال شفقت اپنے پاس بٹھایا اور شربت طلب کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کی کہ مادی کا شربت محل دیر بلوانا سب ہے اور گلوریاں

بھی ہیں کھلوانا مناسب ہے مرزا نے ہیں اس تقریب کا ہونا ویسا نہیں ہر حناب بیگم صاحبہ کی غیبت میں خلوت کا اچھا نہیں نوشیروان نے منظور کیا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ تم حمزہ کو محل میں لیجاؤ اور شربت وغیرہ پلواؤ مہنگار کی جان اپنے ہاتھ سے حمزہ کو شربت پلائینگی اور سمجھا دینا اور جتنی رسمیں نسبت کی ہیں عمل میں آئینگی کہ بعد شربت پلانے کے حمزہ کی خاطر داری کریں اور کہیں کہ مہنگار تمھاری امانت ہے ہماری عزت و آبرو تمھاری عزت و آبرو ہے چاہیے کہ جلد تر بادشاہ کے دشمن کو مار کر آؤ یا اس سرکش کو زندہ گرفتار کرا کر ہمارے دلکو آرام اور ہمیں دو خواجہ بزرجمہر میرے ساتھ محل میں چلو مہنگار بادشاہ نے جو کچھ فرمایا تھا کہ مہرانگیز سے کہا تختک جبر شکر اپنے دل میں سوچا کہ ہرگاہ حمزہ محل میں جائیگا تو ضرور مہنگار کو دیکھیگا کہ کیسا جوان ہے اسکی آرزو دل ہی میں رہے ملکہ کا دیدار نصیب نہوے جب پٹے خچر پر سوار ہو کے چلا اور دروازہ تک پہنچا امیر نے تختک کو دیکھا عمرو سے کہا کہ اس بلا کو سدھ مٹا دینا چاہیئے اس آفت ناگہانی کو مٹا دینا چاہیئے دو سو تمن مجکو دو تو گا اور بست راضی کرونگا عمرو نے زبان عیاری میں امیر سے کہا کہ آپ تشریف لیجایئے محل میں مرزا آئیں گے میں اس مردود کو وہاں تک پہنچا جاتے دونگا کہ پھر کبھی نہ دیکھیگا جو میں امیر آگے بڑھے عمرو نے تختک کے بچہری بھاگ پڑی سواری روکی اور کہا کہ خواجہ تختک ہم ہندوستان میں ایسے نہیں دیکھے ہیں کہ مٹی بھر بھی سلامت چھوڑتے ہیں اپنا مسک پانچسو تومن کا لیجئے اور روپیہ دلوا دیجئے راہ راہ سے کام آوے اور آپ پر سے بھی بار قرض اتر جائے تختک نے لالچ کو بھی عجب خرابی بے ہنگام پر تقاضے کا یہ کون موقع و مقام ہے اس وقت میں حمزہ کے ساتھ کام کر جانا اور ہی بات ہے آتا کا ہے کو ہی مانگو اور تو سدا ہاتھ پھیلا ہوا مجھے روکتا ہے کہ میرے روپے دیدو قرض ادا کر تو جاؤ میرے نام پر عدالت شاہی میں نالش کرو تو مجھ پر ڈگری ہوتی ہے تو دیدونگا تو مجھ راہ میں روکتا ہے تو مسک عزت کی نالش کر کے اور کچھ بھروا لیگا عمرو نے کہا صاحب یہ تو ہنسی سے کہیے جو آپ سے کمزور ہو جسمیں زور سکوں عدالت شاہی میں نالش کروں خیر دار آگے قدم نہ بڑھایئے گا پہلے میرے روپے مانگو لیجیے پھر جہاں جی چاہے وہاں جایئے گا تختک نے ناخوش ہو کر اپنے غلاموں سے کہا کہ عمرو کو ہٹا دو خچر کے سامنے سے دور کرو عمرو نے یہ سخن سنکر آپ ہی نہ مارا ایک جست کر کے خچر پر تختک کے پیچھے جا بیٹھا اور خنجر نکال کے تختک کے پہلو پر رکھدیا کہ مرد کہیں شامت آئی ہے جب ہی کہ بیموت مارا جاوں آہستہ سے میرے دونوں پستک درز گیا اور فتیلہ کر نکلا عمرو اس سے الگ نہ ہوا مگر ایک دست خنجر کا اسکے سر پر مارا کہ تختک کا سر پھٹ گیا خون بہنے لگا تختک اچھی طرح سے امیر کے دو بادشاہ کے حضور میں گیا اور پگڑی دے ماری کہ اب غلام کا یہ رتبہ ہوا کہ اونی عیار سے سر پٹا رہے صورت کرے اور امیر میں نہلاوے نوشیروان کو جو معلوم ہوا عمرو کو طلب کر کے پوچھا کہ تختک نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے اسکے ساتھ ایسا سلوک کیا عمرو نے عرض کی کہ پیر مرشد عادل ہیں انصاف فرماوینگے جسکا قصور ہوئے اسکو سزا دیں یا معاف فرماویں اسکا پانچسو روپے کا مسک مہری غلام کے پاس ہے میرے روپے کا دلا کر نہیں اسکو تو دو اور سو اس غلام نے اس سے کہا کہ اب ہیں ہندوستان کو جاتا ہوں درصورت جلد بار ہنے کے بھی خدا جانے کب آتا ہوں اپنا مسک لیجیے اور روپیہ بھیجیے یہ خفا ہو اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسکو مار کر نکالدو ہمارے روپیہ سے دور کر دو مارنے کو دوڑے اور سیکڑوں کلمے بے نقط کہنے لگے حضور مقام انصاف ہے کہ فردی کنجڑا قصائی نہیں کہ سو لٹھ مار رکھا ہے اور پیادوں کی دو رویہ لگا دے جو وقت اس غلام نے کھسیانہ ہو کر ایک دشنہ خنجر کا ہے پر مارا

کہ تھوڑا سا مرہم لگا ہوا آیا حضور صلابت فرما دیں کہ تصور کسکا ہے اور کسی طرف سے فساد شروع ہوا ہے یہ کہکر تسک بھی جیب سے نکال کر
بادشاہ کے روبرو رکھدیا اور امیدوار انصاف کھڑا ہو گیا بادشاہ نے تبسم سے فرمایا کہ اس مقدمے میں تو تصور تیرا ہی سر تحریر ہوا ہے
ہے اور روداد خراب کرتا ہوا جلد اس تسک کے روبرو عمرو کے حوالے کر نہیں تو گنا ہگار عدالت ہوگا وہ صورت عدم ادائی کے گرفتار ہو
ہوگا بخشی نے اسی دم خزانچی سے تمام وکمال روپیہ لیا اور عمرو کے حوالے کیا اور آپ دستاویز لکھنا اپنے گھر گیا اور عمرو بوستان حرم
کی طرف روانہ ہوا عمرو تو اس بکھیڑ میں تھا امیر مقبل محل میں داخل ہوئے قرنفلین میں پہنچے ملکہ مہرانگیز نے امیر کو قرنفلین
میں مسند پر بٹھلایا اور تمام سامان عیش وعشرت کا مہیا فرمایا اور آپ ایک صحنچی میں مہرنگار کو لیکر بیٹھی بزم شادی کی پوچھن حسن بھی اور حکم
شربت لانیکا دیا اور محفل میں مثل مشہور شربت روزی کا چلا عمرو چھڑی پر پہونچا چاہا کہ اندر جانے دربان نے پوچھا نا تھا اسنے لکڑی
اٹھا کر دے مارا کہ تو کون ہے کہ محل میں چلا جاتا ہے پوچھے پوچھے ہماری ڈیوڑھی میں گھسا جاتا ہے عمرو دونوں آنکھ پر ہاتھ رکھکر لوٹ گیا اور غل
مچا کر کہنے لگا کہ او دربان تیرا برا ہو تو نے میری آنکھیں پھوڑ ڈالیں میری آنکھیں بالکل باقی نہ رکھیں یہ کہہ کر شور مچاتا تھا دولت کا جو
بھرے پھاٹک پر جا پہنچا اور اونچی خوشامد کر چلایا کہ مہرانگیز نے شور غل سنکر کہا کہ دیکھو شور کیسا ہے کون دروازے پر چلا رہا ہے امیر عمرو
کی آواز سنتے ہی بے تحاشا دوڑے امیر کے دونوں نے کسا تھ ہی خواجہ نیرنگ بھی چلے دیکھیں تو عمرو آنکھیں پکڑے ہوئے لوٹ
رہا ہے امیر نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا عمرو آنکھیں تو کھول منہ سے کچھ بول اگر خدانخواستہ کچھ چشم میں زخم ہو پہنچا ہو تو خدا چاہے علاج
کرلیں مجھے دو دن عمرو آنکھوں کو کھولتا نہ تھا اور لے ہاے گئی آنکھ گئی آنکھ کے سوا اور کچھ بولتا نہ تھا آخر امیر نے زبردستی
اسکے ہاتھ کو آنکھ پر سے جدا کیا دیکھا تو آنکھیں صاف تماشا سی جمتی ہیں کچھ گزند پہونچا نہ تھا امیر نے کہا کہ عمرو یہ کیا فرارت تھی
کیا بیہودہ حرکت تھی کہ ہمکو اور خواجہ کو بیٹھے بٹھائے دھڑا یا اور جناب ملکہ معظمہ کو بھی گھبرایا کہنے لگا کہ آپکے سر کی قسم ہماس دربان
نے لکڑی میرے ماری تھی اگر لکڑی ہی ہوتی تو میری آنکھوں ہی میں گھستی تو آنکھ پھوٹ ہی جاتی امیر و خواجہ ہنس ہنس کر رہ گئے اور عمرو
کو لیکر محل میں گئے ملکہ مہرانگیز نے جو کیفیت سنی وہ بھی بے اختیار ہنسنے لگیں جب امیر مسند پر بیٹھے اور امیر کو موافق دستور شاہانہ
شربت پلوا لیگیا سب نے سلامت کی دھوم مچی ملکہ مہرنگار کی محرم راز دان اور ہمجولیوں میں خوشی اور دل لگی ہونے لگی موافق حیثیت
اور لیاقت کے بموجب حکم ملکہ کے ارباب نشاط وغیرہ کو انعام دلایا گیا ملکہ مہرانگیز نے کہا کہ صاحبقران مہرنگار تمہاری امانت ہے
اور تمہاری ناموس عزت ہے جسوقت تم مظفر ومنصور ہندوستان سے پھروگے اسوقت تمہارے ساتھ شادی کرونگی دامن
تمنا گل مراد سے بھر دونگی عمرو نے بزرچمہر کی طرف دیکھکر کہا کہ واہ صاحب کیا انصاف ودرستی کہا اور عمدہ عبارت ہے کہ ہم تو ہندوستان
کے حکم سے ہندوستان میں سرفروشی کیواسطے جائیں اور آپ مہرنگار کو ایک نظر دیکھنا تک نہ دیں اگر خدا نے چاہا تو ہندوستان
ہو پہنچا یا تو ہم نہیں جانتے کہ آپ کسکے ساتھ حمزہ کی شادی کرینگی کسکو اسکے سر پر بٹھینگی ہمیں کیا معلوم کہ بادشاہ کی بیٹی گوری ہوگی کالی
ہوگی دبلی ہوگی یا موٹی ہوگی ہم اسوقت دیکھیں تو کہ آپ ہمکو اور خرابی میں نہ پڑیں اور ہمیں بادشاہ کے نمک کی قسم ہے کہ جبتک مہرنگار کو دیکھ
نہ لینگے اس مکان سے ہرگز قدم باہر نہ رکھینگے ملکہ مہرانگیز نے عمرو کی اس تقریر پر ہنسکر کہا کہ کیوں دیکھنے کا اتنا شوق ہے ہمیں بھی بتا

کیو اسطے آئی ہین وہی دیکھے جاتی ہین عمرو نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتی ہین مگر میرے جان کو یہ خادم بھی بہتر ہو کہ محل مین آئے اور
ملکہ صاحبہ کو دیکھ جائے آپ ہی ہم لوگون کی سرپرست اور مربی ہین جو مناسب ہوگا بروئے فرمائینگی ہماری عرض قبول کرین گی
ملکہ نے کہا خیر یہ تو اب تمھاری عزت و ناموس ہو ہی چکی جب چاہو تو کیو لو کہا اچھا خواجہ تم امیر کو پردے کے اندر لیجاؤ و مہر نگار
کو دکھلا لاؤ نیرنگ چہر نگو پردے کے اندر لے گئے امیر ملکہ مہر انگیز کو دیکھکر آداب بجا لائے اور نذر گذرانی ملکہ نے عاشق و معشوقی مہر نگار
سر نیچے کیے ہوے اپنی جان کے پہلو مین بیٹھی کمال شرم و حیا سے سر اوپر نہ اٹھاتی تھی امیر اسکو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے مارے خوشی کے
پھولے نہ سماتے تھے اور ملکہ مہر انگیز نے جو امیر کو پاس دیکھا بے انتہا خوش ہو کر جی جان سے داماد مین قبول کیا نیرنگ چہر نے
ملکہ مہر نگار سے کہا کہ امیر کو سفر دور دراز درپیش ہے کچھ نشانی اپنی دیجیے کہ ہر دم انکو اپنے پاس رکھین آپکی یاد مین مصروف رہین
مہر نگار نے ایک انگوٹھی زمرد کی ہاتھ سے اتار کر امیر کو دی امیر نے وہ انگوٹھی لیکر اپنے ہاتھ مین پہن لی اور اپنے ہاتھ کی
انگوٹھی مہر نگار کو دیکر فرمایا کہ ہماری بھی نشانی آپکے پاس ہے کہ ہمین آپ نہ بھولین کبھی کبھی یاد کرتی رہین مہر نگار نے ہاتھ بڑھکر
ملکہ مہر انگیز سے عرض کی کہ اگر تصور معاف ہو تو مین بھی کچھ عرض کرون ملکہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے بیٹی دل فرمایا کہ کیا کہنا ہے
تیری آرزو کیا ہے بولا ہر گاہ امیر کی شادی ملکہ مہر نگار سے انشاء اللہ ہوگی تو غلام کی بھی شادی ملکہ صاحبہ کی ایسی بیٹی سے
جولہ عنوا ہوگی پس مجکو بھی نشانی دلوا دیجیے تشریف رکھتی ہے ایسا ہی ہے پلوا دیجیے ملکہ مہر انگیز نے کہا بیشک خوش ایسا کچھ
سستی ہے عمرو کیا کہتا ہے اور ہی ارادہ اسکا ہے خواجہ نے عرض کی کہ حضور ملکہ کو زبان چڑھنا نصیب ہوئے انکی بدولت یہ بھی مزے اڑینگے
ہمارے ملکہ کو چھوڑ کر یہ کہان جائیگی ملکہ کی جو مرضی ہوگی وہ بجا لائیگی مہر نگار نے ڈبیہ سے اشارہ کیا اسنے قبول کر لیا ملکہ مہر انگیز
نے قفقا نیو سے کہا کہ کچھ تو بھی اپنی نشانی عمرو کو دے اسنے کہی سوختن کی قیمت کا عوض دیا ملکہ مہر انگیز نے کہا کہ قفقا نیو تو
بھی کچھ عمرو سے لے بولا دیا ہون یہ کہکر جیب مین سے ایک خرمہرہ اور دو اخروٹ نکالکر قفقا نیو کے ہاتھ مین رکھدیے اور کہا کہ اسکو
بہت جچی ملے اپنے پاس رکھا حاضرین اس کارخانہ کو ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے ہمارے امیر رخصت ہوے اور
بادشاہ کی طرف چلے خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ بابا تو لشکر اسلام مین اور اے نامدار کو خبر کر دے کہ امیر آتے ہین بہت جلد
تشریف لاتے ہین تاکہ کوئی مرد خدا سے تشویش مین نہ پڑے امیر کو بادشاہ سے رخصت کرانے کیلیے بلوا تا ہون وہ بھی کے
موافق خلعت وغیرہ دلوا تا ہون عمرو نے اطراف گیا خواجہ امیر اور قفقا نیو کو اپنے مکان مین بٹھا کر بادشاہ کے پاس پہنچا اور اتنا کہا
کہ ملکہ مہر انگیز نے بھی بخوشی امیر کو اپنی داماد مین قبول اور منظور کر لیا امیر کو پاس بلوایا اور خلعت داماد عطا فرمایا چاہیے
اسکے خواجہ بزرجمہر صاحبقران کو مکان لائے اور امیر کو بعض بعض امر مین اعانت کرکے فرصت پایا امیر غرور سے بیہوش ہو گئے
آپ سے جاتے رہے امیر کا بہلوا سترے سے چیرکر شاہ مہر آئین کھا اور ٹانکے دیکے مرہم داؤدی ملوا یا قفقا نیو نے پوچھا کہ
حضرت یہ کون دو ہے فرمایا کہ ہندوستان مین ایک شخص امیر کو زہر دیگا نصیب دشمنان انکی ہلاکت کی فکر کریگا اس کا
علاج سوائے اسکے عالم مین خلق نہین ہوا ہے اور کوئی نہین اسکی دوا ہے خبردار خبردار جبتک تو عمرو کے ہاتھ سے مارنہ کھا تا تب تک

اسکو نہ بتانا یہ کہکر ایک عرق کے کئی قطرے امیر کے منھ میں ٹپکا لے فوراً ہوش میں آئے چونکہ اس عرصے میں زخم بھر گیا تھا امیر بھی اس راز کا حال نکلا آتے میں عمرو بھی امیر کے اردو سے ہو کر آپہونچا خواجہ نے امیر کو رخصت کیا امیر اپنے اردو میں پہونچے اور موافق معمول امیر اٹھ کے سوار ہو کر سمندر کیطرف چلے بہت سے امرا لشکر اور امرائے دولت شاہی جو امیر سے موافق تھے بقدر مراتب مشایعت کیواسطے ہمراہ ہوے شہر پناہ تک پہونچا کر رخصت خواہ ہوے امیر نے سبکو خدا کی حفظ و امان میں سونپا اور فوراً دہانے سے کوچ کیا چند روز کے بعد بن یامین پہونچے مع لشکر ظفر موج داخل ہوے نکلا کر حسن جہاز دہان بادشاہ کے حکم سے تیار کھڑے ہیں امیر کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں امیر پہنچے بیس ہزار سوار سے ان جہازوں پر سوار ہوے اور ہندوستان کی سمت کی طرف تیار ہوے عمرو جہاز سے اتر کر امیر سے کہنے لگا کہ بندہ جن و جادو اور دریا سے بہت ڈرتا ہے ہندوستان کیطرف نہیں جانیکا مگر آپکی فتح کیواسطے فتاح حقیقی سے دعا مانگ گیا مجیب الدعوات سے التجا کر گیا امیر نے دیکھا کہ یہ کسی حیلے میرے ساتھ نہ جائیگا اسکو نشان تسخیر دیکر فرمایا کہ جہاں تک ہمیں تیرے مدد گار و دستگیر ہیں ہوں مگر فراوقف کر کمر عزیمت باندھ کر جانا اگر کسی مہم خطرناک میں پھنسیگے تجھے ہمیں سے بضعت کر نیکیواسطے کشتی پر سوار ہو کر جہاز میں امیر کے پاس گیا امیر نے ایک خط لکھکر عمرو کے ہاتھ میں سونپا اور فرمایا کہ آپ ہمارے گلے تو ملیں یہ خط جا بجا ہوگی دیکھیے درد مفارقت سے کب نجات ہوگی عمرو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگے وقت کے پھیر ہیں نے عمرو کو بغل میں لیکر کہا کہ بار بار کی بڑی مصیبت میں ساتھ نہیں چھوٹا اسوقت میں تمھارا جدا ہونا دل کو کب گوارا ہوتا ہے مگر چونکہ اپنا اپنا کشتی آباد ہے ناچار ہے کہا کہ ہاں مجھکو بھی لشکر کی دیر تھی لشکر جہاز کا اسیطرح اٹھا گیا جب کنارے سے دور نکلا امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا عمرو دست بوسی کر کے جہاز پر کود پڑے اور بڑھ بڑھ کے قدمبوسی کرنے لگے کہ میں نے تو اس بحر کے ساتھ حق رفاقت ادا کیا اور امیر کو صحیح سلامت لیجا کر اپنے وطن میں پہونچا دیا اب جو حکم ہو اسکو بجا لاؤں امیر نے کہا کہ ہمارے ساتھ تو نے بہت کچھ کیا اب ہم تجھ سے کیا کہیں تو ہی بتا کہ تیرا کیا حق ہے عمرو نے کہا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے اپنے واسطے کیا ہے اب آپ سے کچھ نہیں چاہتا ہوں مگر اتنا ہے کہ آپ کے ساتھ رہونگا امیر نے کہا کہ ہمارے ساتھ رہنا تو ہمیں کچھ عذر نہیں ہے مگر ہمارا ساتھ رہنا بڑی مصیبت کا ہے عمرو نے کہا کہ مصیبت کا ہے تو کیا ہوا ہم بھی تو دیکھیں کہ مصیبت کیا چیز ہے امیر نے کہا کہ اچھا تو ہمارے ساتھ رہ مگر ہمارا کہنا ماننا ہوگا عمرو نے کہا کہ بسر و چشم

کو بھیجدیا بڑا میرے حال پر رحم کیا عمرو نے مال کا جو نام سنا دم کو لے رہا نہیں تو کہا چاہتا تھا کہ میں تیرا بھانجا کا ہے کو ہوں
کیوں اجنبی آدمی سے ایسی مسافرت میں پیدا کرتا عمرو نے کہا حال پوچھا اُسنے کہا کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا میں تجکو چھڑا
ساچھ ڈکر سمندر میں کھل گیا تھا جو گھومتے بہت سا حال وہاں پیدا کیا دل میں ارادہ کیا جانا مگر چاہیئے اس جگہ
سے ٹلنے کا نام نہ لیا وہ مخالف چلی طوفان آیا سمت میں تلاطم مچا جہاز ہچکولے کھانے لگا ڈوب گیا میں نے جہاز کو ڈوبتا دیکھکر ایک صندوقچہ
جواہر کا لیکر جست کی خشکی میں آ رہا مگر پانی میں ایسی چوٹ آئی کہ چلتے پھرنے سے معذور ہو گیا اس خرابی میں یہ جگہ رہنا ہر کیا اپنے
وقت کا ہر اگر تھا کر مجھے لے گئے اور کچھ کھانا پینا بھی دیا مجھے اُسنے اپنے مکان کے قریب ایک مکان کرایہ کا لے دیا اور نیل کیچھ بھلا پنے
گھر سے لیکر دیا اور کہا تو اب ہوا ہو کہ آپ سے اٹھ بیٹھ سکتا ہے یا نہیں میں نے کہا اب اچھا ہو گیا ہوں لیکن بڑے عرصے سے گھر جانے کا قصد ہے
میں نہیں سکتا ہوں کہ مجھے لے جاؤں چلا کہ میں بھی جی بھر تا ہوں اگر تو مجھکو اپنی پیٹھ پر لادکے لے چلے تو میں دو ہرا
احسان کروں کہ میں مکان بھی بیچ ڈالوں اور تجکو تیری دولت بھی سونپ دوں یعنی وہ صندوقچہ جواہرات کا تیرے حوالے
کروں اس بات کو سنکر اُسنے کہا کہ میں بھی ایک دن سے تیرے ساتھ جہاز پر بیٹھا تھا میں نے عمرو نے جو جواہرات کے صندوقچے کا نام سنا غصہ میں
بھر آیا کہا کہ تقدیر یاور ہو گیا تو کہتا نہیں ہوں کہ تو میرا بھانجا ہے اور میں تیرا ماموں ہوں مفت کی دولت ہاتھ آئی تقدیر کا اچھا ہوتا ہے دیکھا بھی نہیں کہ جھٹ
پٹ رسی ڈال باندھ کر اپنی پیٹھ پر سوار کر لیا اُسنے پیٹھ پر جاتے ہی پیٹ پاؤں کو تسمے کیطرح عمرو کی کمر میں خوب لپیٹا اور گھٹنوں سے زور لگا کر کسنے لگا
کہ وہاں میرے رہبر اور قدم بڑھا دوڑ تو اپنی دکھا عمرو بہت جھلا گیا ہر چند چاہا کہ ہاتھ سے اُسکے پاؤں کو اپنی کمر سے جدا کرے اس بلا اور
تہمت سے چھوٹے اُسنے ہاتھوں کو بھی جکڑ لیا اب ہاتھ سے عمرو کے سر و منہ پر تھپیڑیں اور دھولیں لگانے لگا اور گھونسہ تھپڑ اور مٹھ پر کھونسنے
لگا نے لگا کہ دو قدم نہیں ہر قدم چلتا نہیں ہر ہفت مال لیگا بے مشقت وارث بنے گا عمرو ساری چالاکی و عیاری بھول
گیا کمال پریشان ہو گیا عمرو نے نا چار امیر کیطرف دوڑا دی چاہا کہ امیر مجھے اس بلا سے چھڑا دینگے اس قید سے نجات دلا دینگے
وہاں پہنچکر جو دیکھا تو واہ واہ عجب لطف ہے امیر بھی تمام فیقوں سمیت اسی مصیبت میں گرفتار ہیں جو لوگ شہر ارکا جو کی کہ تجھے ہزار دوگے

تب پاؤں کا حمزہ اور عمرو اور مقبل اور تمام لشکر پر سوار ہونا اور سب کو دوڑانا

سوار ہیں امیر نے عمرو کو دیکھکر زبان عبارتی میں کہا کہ ہم سمجھے تھے کہ تم ہی بلا ہیں بتلا نہ تھے ہم لوگوں کو کیا کہ نجات دیگے سو تم بھی گرفتار ہو
عمرو بھی بلا میں پھنسنے سے ناچار ہو کر امیر کے پاس سے مایوس چلا مگر امیر کی یاد تسمہ پکھی تو کہتا تھا کہ قدر دل کبھی فراموش
کرتا تھا کہ کود پڑا اچھل کر سنتے ہم تو مونکو جو دیکھا کہ سب طرف سے امیر کے سب ہیں کہنے لگا کہ ہم بھی اپنا اپنا گھوڑا دوڑا کر اپنے
اپنے مرکز پر پہنچے اور بڑی بڑی کھلاوٹ ہم بھی اپنا گھوڑا دوڑا دیں کہ کہاں تک جاتا ہے اور کون پہنچے دو کہ کہاں تک جاتا ہے یہ
دانت دیکھکر بھی ہار کر اب لگے بھون بھونکنے کھا جانیکے یعنی سب کے پیش آ گئے ٹھنڈی سانس بھرنے لگے پھر اپنے
کیا کہ ہم تو اپنے گھوڑوں کو دوڑا کر اپنے اپنے گھر پہنچے اور یہ ہمارے پیچھے پیچھے آ گیا ہے اعادی کا سب سے زیادہ نکما پن ہوتا ہے سو تم ہم
ٹھہرا کر ہم کو کھا جاؤ یہ کہکر عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے ایسا وار کیا کہ کئی کو وہیں گرا دیا کئی کو زخمی کر دیا سب آن کر لگے لپٹنے
مرد کی بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ میرے لشکر سے بہتر ہزار بہادر دو گھڑی میں فنا ہو گئے ایک عمرو نے ہمارے
تمام لشکر کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں خوشی سے نہ پھولا سمایا اور دانت سے عقیق ہاتھ سے ہیرا دیتا تھا اسکے مقابلہ میں
اور کون ہے جو اسکو ہرا دے اور اپنی جان بچا لے امیر سے کہتا ہے کہ اب تو تم ہی رہ گئے ہو اب تم ہی آؤ اور اپنی جان بچا لو
امیر نے کہا کہ ہم تو تم سے لڑنے کو آئے ہیں اور اپنی جان بچانے کو نہیں ہم تو تم کو اور تمہارے لشکر کو ہلاک کر کے جائینگے
عمرو نے کہا کہ اچھا آؤ ہم تم سے لڑیں امیر نے کہا کہ ہم تم سے لڑنے کو نہیں آئے

ہووے دو میل کے بعد ایک جزیرہ اور ملاحان نے امیر سے کہا کہ جہاز دن پر پانی کا حکم ہو تو بھر لیویں اور کچھ
کھانے کا سامان غلہ وغیرہ جمع کر لیویں امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے لوگوں کے کپڑے بھی میلے ہو گئے ہیں جب تک پانی بھرا جائیگا کپڑے
دھلوا لیئے جائینگے بعد کے قصد کیا جائیگا ملاحوں نے جہاز لنگر کیا اور ہر ایک شخص خشکی پر اترا عمرو بھی ہوا خوری
سیر کرنے کو گیا تالاب بہت خوش قطع نظر آیا صاف میٹھی پانی جو اس نے دیکھا اپنے جی میں کہا کہ غسل کیجیے کپڑے بھی
دھلا لیجیے کپڑے دھو کر سوکھا رکھ لیجیے ہم کھانا اور تالاب میں جا گھسا کر باہر نکالا تو کپڑے دن کو گھڑی پر دیا سمجھا کہ امیر نے کپڑے
اٹھوا لیئے ہونگے کسی کے ہاتھ بھیج دیئے ہونگے حمزہ کو کہ کپڑے دھو کر رکھے ہوئے ہیں لے جاؤ لے گئے
امیر نے جو عمرو کا نام لیا تو کسی نے نہ بتلایا بے پتہ دوڑے عمرو سے کہنے لگے کہ کیا ہوا کہ تم نے ہمارے
کپڑے بھی نہیں بھیجے عمرو نے کہا تالاب میں نہانے گیا تھا کپڑے دھو کر رکھے ہوئے ہیں لے جاؤ امیر نے کہا
لشکر میں کپڑے دھونے والے ہیں تم کیوں دھوتے ہو عمرو نے کہا میں نے دھوئے ہیں امیر نے کہا
سیر سے کپڑے امیر نے منگوا لیئے دیکھا تو کپڑے دھوئے ہوئے ہیں امیر نے کہا کہ تم نے کیوں دھوئے عمرو نے کہا
امیر نے فرمایا کہ تم نے ہمارے لشکر کے دھوبیوں کا کام کیا ہے ہم تم سے خفا ہیں عمرو نے کہا کہ
ہمیں معلوم نہ تھا کہ یہ کام کسی کا ہے ہم نے تو اپنا کام سمجھ کر دھوئے ہیں امیر

تو وضو ٹوٹ گئے چھکے چھوٹ گئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور گھبرا گھبرا کر جلدی اپنی کھونے لگا کبھی کہتا تھا کہ الیاس جی بچانا
میں تو پہلے ہی سے کہا ہو کہ سر نہ چڑھاؤ کبھی آپکی پیار پڑھاؤ کبھی جلایا کہ حضرت خواجہ خضر میری سنی اپنے بھائی سے فرمایا کہ اس
گرداب بلا اور طوفان بے انتہا میں میری امداد کریں خدا سے دعا مانگیں چونکہ کی ہر دو جنگی بہادر اہل ہو کر امداد کرنے لگا امیر نے
شور و غل سنکر پوچھا کہ اپنے فریاد کیوں ہو حضرت الیاس اور حضرت خضر کی جناب میں امداد کیوں ہو سکا بنوں نے
کہا کہ حضرت طوفان بے پایاں اٹھا ہو اس طوفان سے خدا ہی بچائے تو بچے ورنہ تو جانبر ہونا محال معلوم ہوتا ہے گفتگو ہی تھی کہ
طوفان نے گھیرا اور دریا میں تلاطم مچا اور جہاز بات کی بات میں گرداب سکندری میں جا پڑے جکر میں آکر چرخ کھانے لگے کہ ایک
کی عقل چرخ میں آئی نہایت طبیعت گھبرائی امیر نے اس عالم طوفان میں غور کر کے جو دیکھا تو اس بھنور کے بیچ میں ایک
ستون پتھر کا کھڑا ہوا اور اسکا طول بعرض حد سے زیادہ ہو اسکے سر سے پہلا ایک تختی سنگ سفید کی نقل پر مچھلی بنی ہوا اور
اسمیں سنگ موسیٰ کے حروف ترشے ہوئے یعنی میں عبارت عربی ہو عبارت کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ مضمون لکھا تھا کہ
ایک زمانہ میں صاحبقران کے جہاز اسطرف آئینگے اور وہ اس کنارہ پر اپنے پہلے صاحبقران کو اور آپ اس چٹان
پر چڑھکے طبل سکندری کو اس میل پر بجاوے یا نائب کو اس ستون پر چڑھنے کا اسکے ہاتھ سے یہ کام بجا لاوے
البتہ جہاز اس گرداب سے نکل جاوینگے امن نعمت سے نجات پائینگے امیر نے عمرو سے کہا کہ لو بھائی تم اس میل پر جاؤ طبل
اور بسم اللہ کر کے تکیہ کر بیٹھے میں اگر ایک پیاری جان ہزار جانیں ہیں تو کیا غیرت ہے کہ میں تو کنارہ پر جاؤں اور
جان بچانا منظور ہو عمرو نے کہا کہ آپکے نائب کے لیئے تو لکھا ہو اسکو بھی لقاء تو ہو نا ہی ہو امیر نے کہا کہ
آپکا ہونا اس میل پر جا کر طبل سکندری بجاتا ہو اور یہ دلیں ہو چکہ اس میل پر چڑھنے میں سے یہ دریا کے تھپکے
سے تو بچا جب کرنی جہاز اسپر آ لگے گا اسپر چڑھ کے کسی طرف راہ لینا اجرو ہو گا میں کہتا ہو کہ تو ہمیں نہ سکھا یہ بیچ نہ کھا لینا
پھر سب سردار دونوں طرف دیکھکر بولا کہ یار و ہم تو بیچ کی کل بکرا ہوتا ہیں اس وقت تو گرد کھو لتے ہو شاید بیچ دریا میں اپنی ہمت کا
امتحان ہر ایک نے ایک کی جگہ سوار ہونا سوچا تھا مگر ہمت نہ ہوئی کہ اسکے گھر عمرو کے حوالے کیا ہو نے تسلیم کیا پھر چلا
دریا میں دریا سے بے پایاں دریں طوفان فنا در فنا ہو الغرض بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا اور دم کو سادھ کر کے جست کی اور میل کی
چوٹی پر دم جو لوٹا تو کیا دیکھتا ہو کہ زمین پر پڑا ہو اور بیچ کو چھوڑ دیکھا تو ایک سنگ مکعب ہو بیٹھا ہو منتظر خوراک کا ہو دیکھتے ہی
اڑ گئے کہ یہ بلا کہاں سے آئی الغرض آن سے بچے تو یہاں جان گنوائی جو بن دست کر کے پاؤں اسکے دو تین ٹھوکر مارے تب کہیں
جو کی میل کے اوپر سوا گھڑا ہوا چوٹی پر ستون کے جا ہو کا اسب حرکت پر ہو کیا دیکھتا ہو کہ ایک بڑا سا بھوں نے آرین کی اور
اسکی جرات اور پھرتی کی داد دی عمرو نے دیکھا تو اسی ایک کوس کا سا ہو اور اسکے طبل پر نام سکندر ذوالقرنین کا لکھا ہو
عمرو نے بسم اللہ کر کے چوب اسپر لگائی بڑی مہیب آواز آئی اسکی آواز سے جو نسٹھ کوس دریا میں تلاطم پڑا جب میں
کا شور ہوا جتنے جانور آبی تھے سب دریا کے اوپر تیرآئے اور پرند جو اس میل میں تھے سب کے سب اڑنے لگے

پہونچی ہوا سے جہاز عین نکلا مگجرو اسی میل پر رہا گو دل مین بہت اپنے اس مرتی تمنا تھی لیکن تنہائی سے گھبرا گیا چند روز کے عرصے مین سراندیب کے جزیرے مین جہازون کے لنگر پڑے اور صاحبقران مع فوج خشکی مین اترے ادھر جہازون کا قریب سد سکندری کے گرداب مین آنا اور عمرو کا منارے پر نقارہ بجانا

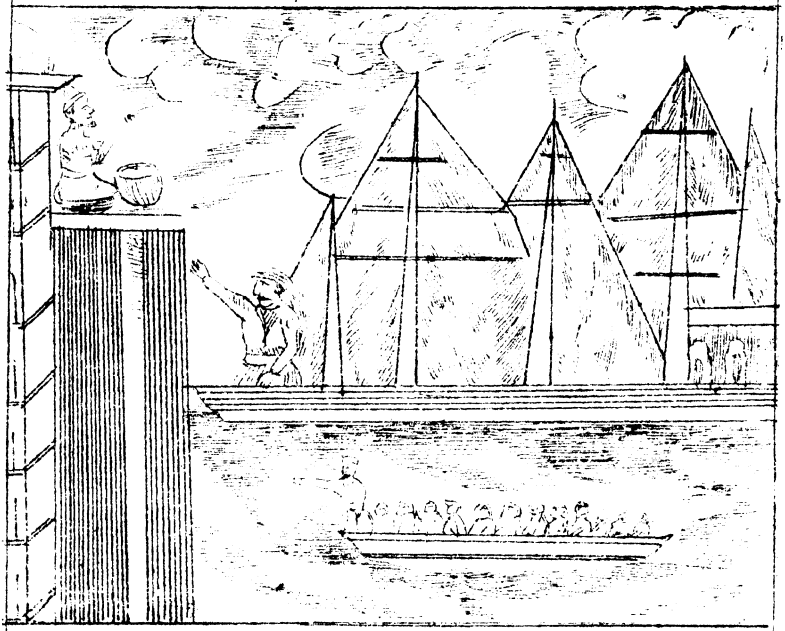

عمرو کا یہ حال ہوا کہ تنہائی اور وحشت کی تکلیف سے بدحواس ہوتا تھا اور خداوند حقیقی کی جناب مین دعائین مانگتا اور رویا تھا کہ ناگاہ عمرو کے کان مین آواز سلام علیک کی آئی جب تو اور بھی صیعیت عمرو کی گھبراہٹ کی بھول چکا ہو گیا ادھر ادھر دیکھکے اور متحیر ہوکے کہنے لگا کہ یہان سوائے میرے انسان کہان کہ سلام علیک مجھسے کرے اور میری خبر لے مگر حضرت عزرائیل روح قبض کرنے کو تشریف لائے ہونگے جان لینے کو آئے ہونگے حیف صد حیف کیا برے مقام پر موت آئی نہ تجہیز و تکفین بھی نصیب ہوئی مٹی بھی نہ ملی اتنے مین حضرت خضر نے اپنے کو ظاہر کیا عمرو نے دیکھا کہ ایک سبز پوش نورانی صورت کھڑا ہوا اور چہرہ شریف پر برقع پڑا ہوا سلام باادب کرکے پوچھا کہ حضرت کا اسم مبارک کیا ہوا اور اس مقام پر کس طرح تشریف آوری کا اتفاق ہوا ہو حضرت خضر نے کہا کہ مین خضر ہون اور تجھے نجات دینے آیا ہون انشاء اللہ تعالی ابھی جلد رہا کرتا ہون عمرو قدمبوس ہوا اور سجدۂ شکر ادا کیا پھر عبارت بندۂ شکر تھا کچھ آدھا تو ندیکھا کہا کہ یا حضرت مین بھوکا شدت سے

ہون امید وار آپکی شفقت سے ہون حضرت خضر نے ایک ان کلیجہ عنایت کرکے فرمایا کہ اسکو کھا مین پانی بھی پینے کو دونگا اور تجھے اس قیمہ آفت دخمن سے رہا کرونگا عمرو کا کلیجہ دیکھکر ہنسگیا کہ اس کلیجہ سے تجھے سیری کاہے کو ہوگی بھوک کی جھانجھ مین بڑبڑانے لگا کہ یا حضرت اگر آپ پیغمبر خدا ہین گو آپکے رتبے کو مین نہین پہونچا ہون لیکن مین بھی ولی اللہ کا ہون آپ ہم سے ایسے بے وقوفت مین اختلاط کرتے ہین یہان ہم اپنی جان کو مرتے ہین جب بڑی سیر ہوتا ہی تو اختلاط بھی سوجھتا ہی نہین تو بات کرنی بھی نہین گوارا ہوتی یہ حضرت خضر نے کہا کہ اختلاط کیسا تو نے بھوک کی شکایت کی مین نے تجھے کلیجہ دیا اور پانی پلانے کا بھی وعدہ کیا عمرو بولا کہ حضرت یہ تو بھی مثل ہو کہ اونٹ کے منھ کو زیرا بجلا اس کلیجے مین میرا کیا ہوتا ہی ایک سترمی بھی تو سیر نہوگی آپنے فقط تبرک عنایت فرمایا ہی حضرت خضر نے کہا کہ بھلے آدمی پہلے تو نیت درست کرکے کھا دیکھ تو اس کلیجے کو تمام کھا بھی سکتا ہی یا ابھی سے بے صبر ہوکر بے فائدہ بکتا ہی عمرو نے وہ کلیجہ کھایا تو باوجود سیر ہونے کے کلیجہ جیسا تھا ویسا ہی سالم رہا حضرت خضر نے سوا بالشت کا ایک مشکیزہ نکالا اور اُسے پانی پلایا اور کہا تو چلے سے ایسا بیتاب ہوا جاتا تھا اب کیون کلیجہ باقی ہا عمرو نے دیکھا کہ پیاس تو بجھ گئی یہ مشکیزہ بھرے کا بھرا ہا شکریہ ادا کرکے کہنے لگا اور چال چلا کہ حضرت بھوک پیاس تو دی کیساتھ ہی آپ تو چلے جاوینگے اور یہان ویران مین تشریف لاشنے مین پھر بھوکا پیاسا ہونگا تو کس سے کہونگا اگر یہ کلیجہ و مشکیزہ مجھکو عنایت ہوتا تو جیتی زندگی تک روٹیون کی فکر نہوتی شکر گزار بے نہایت ہوتا حضرت خضر نے عمرو کے التماس کو قبول کیا اور وہ مشکیزہ اور کلیجہ عمرو کو دیدیا اور فرمایا کہ اے عمرو یہ کلیجہ اور مشکیزہ بڑی بڑی کارگہ مین بھکو مزہ دیکھا دیگا اور ہر وقت جگہ تیرے کام آویگا اور یہ کوس سلندری مع اسباب حمزہ کو دینا اور خبردار اسمین سے کچھ نہ دینا عمرو بولا کہ حضرت مین سچ سچ کہونگا کہ یہ کوس کہان سے پاؤنگا اور کس کا بار کیونکر اٹھاؤنگا حضرت خضر نے ایک گلیم دیکر کہا کہ اسمین لپیٹ لے مطلق پوچھ معلوم نہوگا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ گلیم بھی اچھی چیز ہی دفعت پر کام آویگی دو بالے مین رکھ دیگی تمام اسباب نہ اٹھا خانہ سکندری گلیم مین لپیٹ کر اپنے سر پہ رکھا اور پاؤن سے حضرت خضر کی پشت پا پر لگے اسم اعظم جو حضرت نے تعلیم کیا تھا آنکھ بند کرکے پڑھنا شروع کیا آنا تھا نہ مین نہ کہین پھر نہ حضرت خضر نے فرمایا کہ عمرو آنکھ کھول تو دیکھ خدا کیقدرت دیکھے

منارۂ سکندر پر خضر کا آنا اور حسب تعلیم اُنکے عمرو کا مع بقچہ پشت پا پر خضر علیہ السلام کے لگتے ہونا

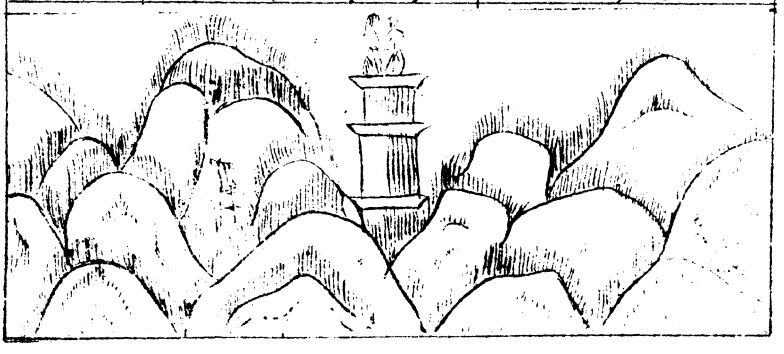

گردم کے دم میں کہانسے کہاں تک پہونچا ہو پہلے کس مصیبت میں مبتلا تھا اب کہاں ہے عمرو نے آنکھیں کھولیں آپ کو خشکی میں پایا سجدۂ شکر خداوند حقیقی کی وہاں سے بجا لایا کوہستان کی طرف روانہ ہوا امیر کی تلاش میں چلا اب صاحبقران کا حال سنیے کہ جب بندر سراندیب میں اترے اور باصحت و عافیت مع لشکر خشکی میں پہونچے حضرت خضر و الیاس کی نذر جو طوفان ہونے میں مانی تھی بکمال کشادہ پیشانی افراط سے ادا کی اور فرمایا کہ ہمارا دو مہینے تک اس جگہ پر مقام رہیگا رنج و الم سے کام نہ رہیگا اور ہم عزاداری عمرو کی کرینگے اور اسکے نام پر بہت کچھ شدہ دینگے ظاہر ہے کہ میں اسکو عوض اپنی جان کے برابر سمجھتا تھا اور سب رفقا میں اسے دوست زیادہ تر رکھتا تھا اور اسنے بھی میری رفاقت میں کمی نکی حق کہ اسنے میرے واسطے اپنی جان بھی دی جتنے سردار تھے مع لشکر عمرو کی عزا میں سیاہ پوش ہوے اور مصروف گریہ و بکا و جوش و خروش ہوے چند روز کے بعد عمرو نے اس جنگل میں ایک مسجد دیکھی بہت نفیس و پاکیزہ متبرک بنی ہوئی تھی جب قریب پہونچا تو پانچ آدمی نمازی نظر آئے نماز پڑھتے پائے عمرو بھی شریک ہوا اور فریضہ باجماعت ادا کیا جب نماز پڑھ چکے اوراد و وظائف سے بھی فارغ ہوئے تو چار شخص تو اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر ایک سمت کو چلے اور ایک شخص پیدل چلا عمرو نے بکمال تعظیم اس سے حال پوچھا اسنے کہا کہ اے عزیز ہم پانچوں آدمی شہید ہیں خدا کی راہ میں جانیں دی ہیں اسکے عوض میں خدا نے یہ نعمتیں عطا کی ہیں کہ مواخذہ آخرت سے کچھ کام نہیں اسکے فضل سے ہماری بخشش میں کچھ کلام نہیں چار دن شخص مع اسپ شہید ہوئے تھے اور میں بے گھوڑے شہید ہوا تھا اس سے وہ سوار ہیں اور میں پیدل رہ گیا لیکن اگر تو مہربانی کرے تو میں بھی صاحب اسپ ہو جاؤں تیرے حق میں دعا کرتا ہوں عمرو نے کہا مجھے جو تیری خدمت ہو سکے اس کو باعث سعادت جانتا ہوں ایسے لوگوں کی اطاعت اور فرمان برداری سبب مغفرت جانتا ہوں وہ بولا کہ یہاں سے ایک قصبہ تھوڑی دور پر ہے اس قصبے کے قلعے میں میرا گھر ہے اور میرے گھر کے صحن میں ایک درخت بہی کا ہے سکے تھالے میں دو ہزار اشرفیوں کا تو ہمہ گڑا ہے تو نکال کر ایک سم تو بیچ دینا اور ایک سم تو لے اور ایک سم میں گھوڑا اور اسکا اسباب خرید کر خدا کی راہ میں میرے نام پر کسی کو دیدینا کہ مجھکو اس پیادہ روی سے نجات ملے عمرو اس سے رخصت ہوا اسکے مکان پر جا کے اس کی وصیت عمل میں لایا اور آگے کو چلا کئی کوس راہ طے کی ہوگی کہ ایک درخت سایہ دار کے نیچے ستانے کے واسطے بیٹھ گیا ایک لمحے کے بعد ایک بزرگوار کو اپنے طرف آتا دیکھا قد بوس ہو کر پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میرا نام الیاس ہے تیری امانت تجھکو دینے آیا ہوں تیرے واسطے یہ سامان لایا ہوں یہ جال اور کملی لے چال میں تو جس قدر بوجھ باندھے گا سب ہلکا معلوم دیگا اور کملی جب اوڑھے گا تو تو سب کو دیکھے گا اور تجھکو کوئی نہ دیکھے گا یہ کہکر غائب ہو گئے اور کسی جانب چل نکلے عمرو چند روز میں صاحبقران کے لشکر کے نزدیک پہونچا دل میں خوش ہوا کہ الحمد للہ لشکر تو ملا پھر دیکھا کہ ہر متنفس سیاہ پوش ہے اور کسی کے رخ میں باختہ ہوش ہے عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ خدا حمزہ کی خیریت

سنو دوست اور غیر و عافیت سے اُسکی شکل دکھاوے یہ شخص بے حضبی بنکر پوچھا کہ یہ لشکر کاہی ہے لشکر تمام ماتمی کیوں ہو رہا ہی
وہ بولا یہ لشکر صاحبقران کا ہی تھوڑی مدت سے یہین پڑا ہی عمرو عیار ایک امیر کا بھائی تھا امیر اُس کو دست پیا۔
کرتے تھے سو وہ دریائے شور مین ایک بیل پر چڑھکے مر گیا اُس کے ماتم مین صاحبقران سیاہ پوش ہوے ہین اُنکے
سب لشکر سیاہ پوش ہی اور وہ خود بیتابی سے جوش و خروش ہی چنانچہ آج چہلم اُسکا ہی فقرا و مسکین کو بہت
فاتحہ خوانی کے لئے تقسیم ہو رہا ہی عمرو نے دل مین کہا کہ امیر کی بھی محبت کا امتحان ہو گیا دن تو اُنھین فقیرون مین جنکو
عمرو نے فاتحے کا کھانا بیٹھا کھاتا تھا دیکھ کر معدی کرب کے غصے مین گھسا دیکھے تو معدی کرب
بیخبر سوتا ہی اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا وہ جاگ کر پوچھنے لگا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی مجھ سے
کیا سبب عداوت کا ہی عمرو بولا کہ مین ملک الموت ہون آج عمرو کی روح کو بہشت مین بھیجنے تھے اُسنے
وہان جانا گوارا نہ کیا اور خازن بہشت سے کہا کہ معدی کرب میرا بڑا دوست ہی مین بغیر اُسکے بہشت مین نہ جاؤنگا
جبتک اُسکی ہمراہی جنت کی طرف قدم نہ بڑھاؤنگا سے مین وہ نہین جو کرون سیر بوستان تنہا بہشت ہو تو تھو
کیجئے باغبان تنہا ہر چند اُسکو سمجھا یا کہ ابھی اُسکے آنے مین بڑا عرصہ ہی ابھی بہت دور اُسکا وعدہ ہی مگر جب
اُس نے نہ مانا مجھکو حکم ہوا کہ جاؤ معدی کرب کی بھی روح کو قبض کرکے لاؤ سو مین تیری روح کے قبض کرنے کو آیا
ہون اور تیری جان لیتا ہون معدی کرب نے کہا ہرگز مین دوست اُس کا نہین ہون محب اور مخلص اُسکا
نہین ہون بلکہ اُس کا دشمن جانی رہا کرتا تھا اور اُس کی موت کی دعا مانگا کرتا تھا بلکہ موافقت اُس سے کبھی نہ
کی میرے اُسکے بیچ نہ تھی عمرو بولا کہ اگر تم مجھکو کچھ دو تو مین پھیر کر جاؤن اور جو کچھ تو نے کہا ہی حق تعالے
سے عرض کرون عادی نے کہا کہ وہ سامنے ایک صندوق اشرفیون کا رکھا ہی آپ لے لیجئے اور میری جان
چھوڑ دیجئے عمرو وہان سے صندوق لیکر سلطان بخت کے خیمے مین گھسا اور وہی گفتگو اُس سے بھی پیش
کی اُس نے بھی ایک صندوق اشرفیون کا دیا گویا اپنی دانست مین اپنی جان بچائی ملک الموت کے پنجے سے
رہائی پائی خلاصہ یہ کہ اُس شب کو اسیطرح تمام سردارونسے عمرو نے اشرفیان تخصیلین اور اُسی بھولی مین جمع کیین
عمرو کے آنے کے بعد ہر ایک کو خوف سے تپ لرزہ آیا اور کسی نے خوف کے مارے رات بھر چین نہ پایا جب
صبح ہوئی پہلے تو عادی نے رات کا حال امیر سے کہا امیر نے جانا کہ یہ بدخواب ہوے اُس کی باتین سُنکر بہت
ہنسے اور نہایت محظوظ ہوے سلطان بخت نے بھی آن کر اپنی سرگذشت بیان کی اور امرا نے بھی حاضر
جو کر ایسا ہی کچھ امیر سے کہا سبھون نے رات کا واقعہ بیان کیا امیر نے فرمایا کہ جلد یہان سے خیمہ اُٹھاؤ آگے
لشکر کو بڑھاؤ معلوم ہوا کہ یہان شیطان کا فتنہ ہی نہین تو کیا سب کے خوابون کا ایک ہی طرح ہونا
ضرور رہی ایسا نہو کہ لوگون کو سودا ہو جائے اور تسلط شیاطین کا ہو جائے دوسرے روز

عمرو نے امیر سے بھی یہی حرکت کی وہان بھی ایسی ہی حرکت کی امیر نے کہا عجب بات ہی کہ آواز آتی ہی مگر صاحب آواز نظر نہین آتا کیا خرابی ہی امیر نے ہاتھ سے ٹٹولا تو جسم ہاتھ مین معلوم ہوا امیر نے جن سمجھکر ایک ہاتھ سے اُسکو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے چاہا کہ گھونسا مارین کر دبر و کرین عمرو نے کہا خبردار اوعرب گھونسا نہ مارنا میرے چوٹ لگے گی تیری مار مجھے تکلیف دیگی اوجھٹ گلیم اپنے اوپر سے پھینک دی امیر نے آواز پہچانی گلے سے لپٹا لیا اور کمال خوش ہوکر چھاتی سے لگا لیا عمرو نے تمام سرگذشت بیان کی اور ساری اپنی کہانی کمی نقاہ خانہ وغیرہ اسباب سکندری امیر کو دیا اور کلیچہ مشکیزہ اور گلیم و جال امیر کو دکھلا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ یہ حضرت خضر و الیاس نے مجھکو دیا ہی اس مین اور کوئی نہین شریک میرا ہی امیر نے صبح ہوتے ہی وہان سے کوچ کیا اور کوہ سراندیب کے نیچے خیمہ زن ہوے اور بعد طے مسافت منزل مقصود تک پہونچے چار طرف یہ خبر مشہور ہوئی کہ حمزہ نامے داماد نوشیروان عادل کا خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان سے لڑنے آیا ہی فوج اگرچہ قلیل ہے مگر ہر ہر شخص ستم و نریمان و افراسیاب کی حقیقت نہین جانتا اور خود امیر بھی آدمی بڑے دم دعوے کا ہی کوہ سراندیب پر امیر پہلے کے موسم مین پہونچے تھے اطراف وجوانب کے لوگ وہان جمع ہوتے جاتے تھے میلہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ انھین دنون مین حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی ہے اور اللہ تعالےٰ نے انھین اس غم واندوہ سے نجات بخشی ہی اور اُس پہاڑ کے ایک پتھر پر حضرت آدم کے قدم کا نشان ہے زیارت گاہ ہنود و مسلمان ہی دو دو چار چار مہینے کی راہ سے آدمی حسب دستور قدیم آکر پہاڑ کے نیچے اُترتے تھے اور روز معین کو زیارت اُس کی کرتے تھے عمرو نے امیر سے کہا کہ اگر حکم ہو تو پہاڑ کی سیر کر آؤن اور وہان جاکر خبر لاؤن امیر نے اجازت دی عمرو نے اپنی راہ لی عمرو جو زیر کوہ آیا تو راستہ نہ پایا کہ کوہ کے اوپر جاوے اور وہان کی سیر کر آوے ناگاہ ایک جھوپڑی نظر پڑی اُدھر کا قصد کیا وہان جاکر ایک مرد بزرگ کو عبادت مین مصروف دیکھا اُس بزرگ نے جو عمرو کا نام لے کر سلام علیک کی عمرو نے دل مین سمجھ کر خنجر پر ہاتھ ڈالا تیوری بدل لی اُس بزرگ نے ہنسکر کہا کہ اے عمرو مین دل مین نہین ہون حضرت نوح علیہ السّلام کی اولاد مین ہون دشمن تیرا نہین سالم میرا نام ہے شب کو مجھے بشارت ہوئی تھی اس سے مین نے تجھے پہچانا نہین تو مین تجھکو اور تیرے نام کو کیا جانتا یہ کہکر ایک گز دیا اور فرمایا کہ سامنے جاکر اس گز کے برابر زمین کھود جو تیرے مقسوم کا ہوگا تجھکو ملیگا خداوند حقیقی تیری قسمت کا تجھے دیگا مگر طمع کو راہ نہ دینا اور جو کچھ بل جائے وہ لے لینا عمرو نے اس گز سے ناپ کے زمین کو جو کھودا ایک دانہ لعل خوشرنگ کا نکلا اُسکو عمرو نے اپنے کیسے مین رکھا اور زمین پھر کھودنے لگا جب کھودتے کھودتے تھک گیا اور کچھ نہ ملا خستہ ہوکر سالم کے پاس آیا اور وہ لعل کا دانہ دکھایا سالم نے کہا کہ اب کوہ پر جاؤ آدم علیہ السّلام کے قدم کی زیارت کر آؤ عمرو نے کہا کہ پہاڑ پہ جانے کی

راہ تو کسی طرف نظر نہیں آتی ہی اُس کی بلندی پر چڑھتے ہوے میری عقل چکراتی ہی جاؤن تو کیونکر جاؤن و ہان راہ
کس طرح پاؤن سالم نے کہا وہ جو یا یک سی پگڈنڈی ہی اُس پر سیدھا چلا جا دل مین اپنے کچھ نہ گھبرا عمرو اُسی
راہ سے کوہ کے اوپر گیا مگر چلتے چلتے مر گیا دیکھا کہ ایک احاطہ نہایت عمدہ طیار ہی اور اُس احاطہ کے اندر سبزہ زار ہی
اور اُس سبزہ کے گرد چشمہ ہاے مصفا جاری ہین اور جا بجا درخت بھی بڑے بڑے بھاری ہین جب اور آگے گیا تو ایک
سنگ سفید پر حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کا نشان دیکھا آنکھون کو ملکر اُس قدم کو بوسہ دیا اور وہان کی خاک کو
آنکھون مین لگایا اُس قدم کے گرد قد آدم جواہر کے ڈھیر دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا دل مین لالچ مکر آیا سوچا کہ حضرت
آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت تو کر چکا اب اس جواہرات کو لیکر بہانے جلدی اپنے لشکر کی راہ لے یہان کون دیکھنے
آتا ہی کون قید کرے یہ جتا ہی کملی بچھا کر تمام جواہرات کو سمیٹا لیکن جب دروازے کے پاس پہونچا تو دروازہ آنکھون سے اوجھل
ہو گیا کچھ نشان بھی اُسکا نظر نہ پڑا عمرو نے پھر اُلٹے پاؤن آکر جہان جواہر پڑا تھا وہین ڈال دیا دروازے پر جو نگاہ
کی دروازہ بدستور دکھائی دیا پھاٹک کا چولھٹ بازو وغیرہ سب نظر آئی دیا عمرو نے پھر تجویز کیا کہ پہلے اس دروازے
پر نشان رکھ آنا چاہیے تب جواہر کو یہان سے لیجانا چاہیے عمرو نے نیم تاج اپنا دروازے کی چوکھٹ
کی زد پر رکھکے جواہر کے ڈھیرون کے پاس کھڑے ہو کر دروازے کو تاکا دروازہ اور تاج دکھائی دیا عمرو نے
دو بارہ اُس جواہر کو کملی مین رکھ کر وہان سے راہ لی جب پاس دروازے کے پہونچا تو دروازہ مع تاج
غائب تھا کر دنی خویش آمدنی پیش سامنے ہوئی دل مین کہنے لگا معلوم ہوا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظم تھے
آنکھون کسی کو نہ بچیگا اُنھین کے پیش نظر رکھا رہیگا بدستور جواہر کو رکھدیا تو تاج دروازہ پھر نظر پڑا عمرو نے دیکھا
کہ نماز کا وقت آیا آب چشمہ سے وضو تازہ کر کے نماز ادا کی اور زار زار رونے لگا اس مقام متبرک کو محل اجابت دعا
جان کر جناب باری مین دعا مانگی ناگاہ اُس گریہ وزاری مین عمرو کی آنکھ جھپک گئی دیکھا کئی بزرگ نورانی چہرہ میرے سر
پر کھڑے ہین اور میری طرف شفقت سے دیکھتے ہین اُن مین سے ایک بزرگ موہیل القامت نے ایک جامہ دیکر فرمایا
کہ اِسے تو پہن اُسکو دیا جامہ کہتے ہین اسکے پہننے سے جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا ضرر شیاطین
اور خباثت جنات کا نہ پہونچیگا اور اس مین جو زنبیل ہی اگر تمام دنیا کی اشیا اُس مین ڈال دے گا تو غائب
ہو جائینگی اور سواے اشیاء انگا بداشتہ کے جو اشیا منظور خاطر ہوگی وہ اُس مین سے نکل آینگی اور اُس پر ہاتھ رکھکر
جب کہیگا کہ دادا آدم میری صورت ایسی بن جائے اُسی صورت کا بن جاویگا یہ اسکا معجزہ ہی اور جس کی زبان
چاہیگا بولے گا اور سمجھے گا اور نام میرا آدم ہی عمرو تسلیم بجا لایا اور سر قدمبوس ہونے کو جھکایا دوسرے بزرگ
نے جامہ دیکر فرمایا کہ اس جام پر جو اسم اعظم لکھا ہوا ہی اُسکو یاد رکھنا تیرے بڑے کام آویگا اور اس مین تیرا فائدہ خاطر خواہ
ہی اور میرا نام اسحاق نبی اللہ ہی تیسرے پیغمبر نے نام اپنا داؤد بتایا اور ایک دونالہ دیکر فرمایا کہ جب تو اُسکو بجا کریگا ویگا

تیرے مقابلے مین کوئی نامایک بھی نہ آویگا اگر سامع علم موسیقی بھی نہ جانتا ہوگا تو بھی تیری آواز سے اُسکے کلیجے مین چوٹ لگے گی تیرا عاشق اور شیدا ہوگا جو تجھے بزرگ نے نام اپنا صالح پیغمبر بتاکر عمرو کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ دوڑ مین کوئی تجھ سے سبقت نہو گا اور کوئی دیو اور بھی تیرے برابر نہو گا ہوا سے بھی آگے جاویگا اور کبھی نہ تھکیگا حضرت صالح یہ فرما رہے تھے کہ ایک تخت آسمان پر سے زمین پر اُترا اُسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوے تھے اُنکی صورت دیکھکر عمرو کی آنکھو مین چکاچوندھی آگئی طبیعت رعب سے خوف کھاگئی چاروں پیغمبرون نے تعظیم کی نہایت تکریم کی عمرو نے اُنسے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہین اُنھون نے کہا یہ پیغمبر آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین دست بستہ ہو کر کورنش کی اور ابتدا سے عرض کرنے لگا کہ یا حضرت سب پیغمبرون نے ایک ایک نعمت عنایت کی ہی آپ سے استدعا یہ ہی کہ جب تک مین تین مرتبہ موت نہ مانگون تب تک ملک الموت میری روح قبض نہ کرین اور مین نہ مرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا چاہیگا تو ایسا ہی ہو ویگا اسمین عمرو کی آنکھو کھلگئی دیکھے تو جو عالم رویا مین پیغمبرون سے پایا تھا وہ سب پہلو مین رکھا ہوا تمام اسباب سامنے دھرا ہوا ہی عمرو اُن تبرکات کو لیکر سالم کے پاس گیا اور تمام قصہ حرف بحرف تفصیل وار کہا سالم نے کہا کہ عمرو اب جاکر حمزہ کو بھیجدے

عمرو کا پہاڑ پر قدم گاہ آدم کی زیارت کو جانا اور آدم وداؤد وغیرہ سے تبرکات پانا

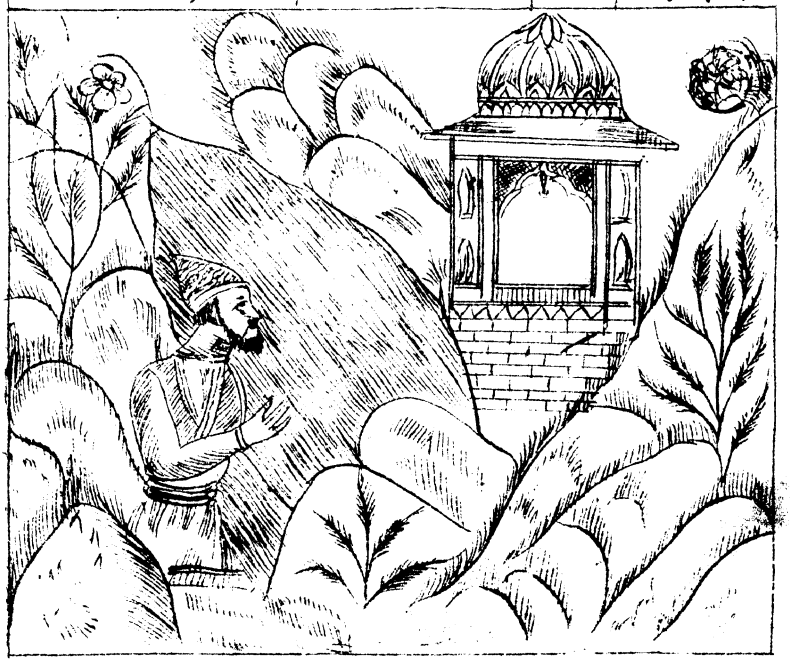

تاکہ اُسکے بھی مقدمین چوکھلے عمرو وہان سے روانہ ہوا اثنائے راہ مین حیا طاً نہیں پہ ہاتھ رکھکر کہنے لگا کہ یا دادا آدم مین طویل القامت ہوجاؤن اور رنگ میرا دوغن قیر سے بھی زیادہ کالا ہوجاوے اور جب تک خود درخواست نہ کرون گھٹنے نہ پاؤن میرا قد و قامت اور جثہ اور بشرہ اس عالم کے آدمیون سے نرالا ہوجاے عمرو نے دیکھا کہ فوراً قد بڑھ گیا آئینہ مین جو دیکھا تو اپنی صورت سے آپ ڈر دل مین کہنے لگا کہ ایسا نہو ایسی ہی صورت رہجاوے یہی قد و قامت اور رنگت رہجاوے رہنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ میری صورت اصلی ہوجاے شکل پہلی سی ہوجاے فی الفور اصلی شکل بن گئی عمرو کی جان مین جان پڑی تب تو عمرو خوش ہوا بغلین بجانے لگا کہ مین جیسی صورت چاہون گا ویسی ہی بن جائیگی موقع موقع پر اور ہی لطف دکھائیگی پھر صورت تبدیل کرکے لشکر اسلام مین پہونچا دونا را بجا کر گانے لگا جس نے سُنا اپنا شغل چھوڑ کر عمرو کے ساتھ ہولیا لوگون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ ایک ہندی آدمی اس ہیئت کا اُدھر سے آیا ہے دونا را بجا رہا ہے کہ سننے والون کا ہوش نہین جارہا ہے صاحبقران نے طلب فرمایا اپنے حضور مین بلوایا دیکھا تو واقعی عجب صورت کا آدمی ہے کہ عالم خواب مین ایسی شکل نہین دیکھی ہے گانا بجانا جو سُنا تو کان کھڑے ہوے امیر مع امرا ایسے محو ہوے کہ کسی کو اپنی خبر نہ رہی سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی جب عمرو گا بجا چکا تو امیر نے پوچھا کہ اے شخص تو کہان کا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے عمرو بولا کہ مجھ کو محمود سیاہ فن کہتے ہین اور رہنے والا اسی سمرقند یپ کا ہون خسرو ہندوستان مجھے خوب جانتا ہے اور بہت کچھ انعام اُس سے پاتا ہون لیکن میرے حوصلے کے موافق نہین دیتا کہ بے پروا ہوجاؤن اور کسی رئیس کے آگے دست سوال نہ پھیلاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ اُسکو ہمارے خزانے مین لیجاؤ جسقدر روپیہ اشرفی جواہر کہ اُس سے اٹھ سکے اُسکو دلوا دو سلطان بخت عمرو کو امیر کے خزانے مین لے گیا اور انعام کے اٹھانے کو کہا عمرو نے جتنے صندوق خزانے مین تھے ایک ایک کرکے سب نکلائے سلطان بخت بولا یہ تو صدہا عرابون کا بوجھ ہے کہان تک اُٹھ سکے اتنا اٹھا اور امیر کا جتنا حکم ہے اس قدر مال و متاع جھولی مین باندھکر اپنے گھر لیجا اتنی ہوس کیون کرتا ہے بے فائدہ خزانون کے صندوق ابتر کرتا ہے عمرو بولا کہ ہان حضرت وہی کرتا ہون نہین تو کیا میرے پاس عرابے جھگڑے ہین کہ اُنپر لیجاؤنگا یا اور لادنے والونکو کہین سے جاکر بلا لاؤن گا سلطان بخت یہ سمجھ کر کہ شاید اسکو خلل دماغ ہے چپ ہورہا اُس کی اس حرکت سے خبر نہوا اور بھی منتفقین اور ملازمین خزانہ نہ دیکھا کیے سب کے سب چپ کھڑے رہے عمرو نے اُن سب صندوقون کو جال بچھا کر اوپر تلے رکھا اور رسی باندھ کر کاندھے پر رکھکے کوہستان کی راہ لینے کا ارادہ کیا دیکھنے والون کے ہوش اُڑ گئے حواس باقی نہ رہے سلطان بخت نے اُسے روک کر کہا ذرا ٹھہرو ہم اپنے حاکم کو بھی خبر کرین اُس کے کان تک بھی یہ کیفیت پہونچاوین عمرو صندوقون کو کاندھے پر سے اُتار کر بیٹھ گیا سلطان بخت نے جاکر امیر سے

تمام قصہ کہا کہ یا صاحبقران وہ تو معلوم نہیں کہ جن ہی غول بیابانی ہو کوئی ساحر ہی یا آفت ارضی ہے یا بلائے آسمانی ہو اُس نے تمام صندوق نکالنے کے ایک جال مین باندھ کر کندھے پر رکھے اور ایسا سُبک چال نکلا کہ اُسکے پاؤن تک نہ دکھائی دیے اور کاندھے نہ ہلے فدوی نے اُس کو روکا ہی کہ ہم اُسکی اطلاع اپنے خانہ زاد دے لیوین تب تجھے رخصت کرین صاحبقران نے سُنتے ہی تجویز کیا کہ بیخواہ مخواہ عمرو ہی کوئی اور شعبدہ سیکھکر آیا ہی اور اُسکی چالاکی مقرر ہی خود تشریف لیجاکر فرمایا کہ کیون بھائی خوب یہ کرشمہ دکھاتے ہو ہمارے اوپر ہاتھ صاف کر رہے ہو عمرو ہنس دیا امیر نے اُس کو گلے لگا لیا عمرو نے ساری سرگذشت بیان کرکے کہا کہ آپ کو بھی سالم نے بلایا ہے اور کچھ تبرکات آپ کے واسطے بھی دکھائے ہی امیر نے شب کو آرام کیا صبح کو مع جمیع امراء عمرو دامن کوہ کیطرف گئے اور سبزہ زار اور نہرون اور چشمون کی سیر کرنے لگے ایک میدان دیکھا کہ بین اُس کی صندل سفید و گلاب سے تعمیر کرکے ہموار کی ہی نہایت دلچسپ اور پُر فضا مسطح کہین سے نہ نیچی اور نہ اونچی ہی اور اُس کے ایک گوشے مین نال سنگی و مگدر و لیزم و بلم و گرز وغیرہ اسباب ورزش کے رکھے ہین اور چند آدمی اُس کے نگہبان کھڑے ہین امیر نے اُن سے پوچھا کہ یہ کس کی ورزش گاہ ہی وہ بولے کہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کی ہی جو یہان کا بادشاہ ہی امیر نے عمرو سے کہا کہ مین بھی اپنا زور آزماؤن اُن لوگون کو اپنی طاقت دکھاؤن عمرو نے کہا بسم اللہ آپ کو مبارک یہ ورزش گاہ ہو امیر نے اُس تعلیم گاہ مین جاکر جتنے نال و مگدر و لیزم و بلم تھے سُبک اُٹھا لیے لیکن گرز نہ اُٹھا امیر کو اِس بات کو افسوس ہوئی کمال ملال ہوا کہ الٰہی تو ہی عزت اور شرم رکھنے والا ہی جب اُسکا گرز نہ اُٹھا تو مقابلہ البتہ اندکے دشوار ہوگا آگے بڑھے منصور سالم کی طرف سے سالم نے بغلگیر ہوکر وہی گرز دے کے کہا کہ آپ اِس سے ناپ کر فلانے مقام کی زمین جو دین جو کچھ آپ کا حصہ ہوگا وہ لے لیگا وہ آپ میرے پاس لائین امیر نے سالم کے کہنے پر عمل کیا تو ایک دانہ یاقوت کا پایا سالم کو لیجاکر دکھایا سالم نے کہا یہ مال آپ کا ہی اس کو اپنی جیب مین رکھیے اور کوہ پر زیارت کے واسطے جائیے آپ کا حافظ و ناصر خدا ہی جب تک اُدھر سے اعانت نہو گی خسرو ہندوستان سے برنہ آئیگا کسی طرح اُس پر فتح نہ پائیگا امیر نے پہاڑ پر جاکے حضرت آدم علیہ السلام کے قدم شریف کی زیارت کی اور اُسی جگہ عبادت مین مشغول ہوے اور مصروف مناجات و الحاح و زاری رہے ناگاہ سجدۂ آخر مین غفلت سی آگئی جھپکی سی لگ گئی دیکھا کہ ایک تخت فلک پر سے سطح زمین پر اُترا اور اُسی مقام پر آکے ٹھہرا فلک ہوا اُس پر کئی بزرگ نورانی چہرہ بیٹھے ہین اور سب کے چہرۂ مبارک سے لمعات نور ظاہر ہوتے ہین اُن مین سے ایک بزرگ طویل القامت نے نام امیر کا لیکر سلام علیک کی اور دعاے برکت دی اور فرمایا کہ عمرہ یہ بازو بندھ لے اور اپنے بازو پر باندھ کبھی تیرا پنجہ حریف سے خم نہ ہوگا

تیرے ساعد قوی کو کسیطرح الم نہ ہوگا اور اگر حریف کا قد ہزار گز بلند ہوگا تو بھی اس بازو بند کی برکت سے تیری تلوار اُس کے سر پر پڑیگی تجھے کبھی گزند نہو گا لیکن کو اس جنگ پر پہلے چوب نہ لگانا پیشدستی کبھی حریف پر نہ کرجا صاحب تک تین حربے حریف نہ کر لیوے تب تک اچنا وار نہ چلانا نیک طینت کو روز بد نہ دکھلانا جو امان مانگے اُس کو امان دینا بھاگے ہوئے کا پیچھا نہ کرنا کسی شکستہ خاطر کے شیشۂ دل کو نہ توڑنا سائل سے مُنھ نہ موڑنا تو کاف کفر کا صفحہ گیتی سے پھیلے گا اور الف اسلام کا نیزہ بلند کریگا اور تکبر کبھی نکرنا کسی سے دون کی نہ لینا خاکساری اور کمزوروں کو کبھی تکلیف نہ دینا ۔ خویش ۔ اخاک ذہی سازی و بربادی ۔ بہ از ان ست کہ بر تخت روان شادی ۔ ہی ۔ اور دیکھنا نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تیرے نعرہ کی آواز سو کوس فرسنگ تک جاوے گی سُننے والوں کے دلوں میں ہول ڈال دے گی یہ نصیحتیں کرکے حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور سب پیغمبروں نے امیر کے حال پر لطف فرمایا خوشی کے مارے حضرت امیر کی آنکھیں کھُل گئیں امیر نے اُٹھ کر سجدے سے جاگ کے دعائیں خواب کی پڑھیں و صنوتازہ دوبارہ کیا و شکانہ شکر کا ادا کیا اور فاتحہ پڑھ کے سالم کے پاس آئے اور مژدہ بشارت زبان پر لائے سالم نے امیر کو مبارکباد دی اور یہ وصیت کی کہ اس مسافر ملک عدم کو فقط آپ ہی کا انتظار تھا آپ کی امانت کی نگہبانی اور راہ بتانے کا بار تھا بوخدا حافظ میں اپنی راہ لیتا ہوں مگر اتنا کہے دیتا ہوں اتنی تکلیف للہ گوارا کر لیجئے گا تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے کیجیے گا یہ کہکر دنیا سے ہاتھ کھینچ لیے اور جمیر پر پانوں پھیلا دیے کلمۂ توحید پڑھا اور داخل جنت ہوا ۔ باغی گہ رشک بہ و فرشتہ بر ملکی ماہ ۔ کہ دیو زندخندہ بہ بیماکی ماہ ایمان چو سلامت بہ لب گور بریم ۔ شاباش بریں چستی و چالاکی ماہ ۔ امیر نے اس ہستی بے وجود پر اشک حسرت بہائے اُن کو گور و کفن دیا اور وہاں سے اُٹھ کر لندھور کے ورزش خانے میں آئے وہ جو ایک ہزار سات سو من کا گرز تھا اُس کو بسم اللہ کرکے تنکے کے مانند بے جد و جہد اُٹھا کر دوسرے گوشے میں رکھدیا اور بشاش اپنے لشکر میں پہونچے اور وہاں آکر کئی ہزار دینار مساکینوں کو خدا کی راہ میں دیئے نگاہبانوں نے یہ معرکہ لندھور کے کان تک پہونچایا لندھور نگاہبانوں سے یہ کیفیت سن کر زور خانے میں آیا گرز کو دوسرے مقام پر دیکھ کے کمال متعجب ہوا کہ اور بھی کوئی میرے مقابلے کا اس سرزمین پر پہونچا اور نگاہبانوں پر تاکید کی کہ جس شخص نے میرے گرز کو ایک گوشے سے اُٹھا کر دوسرے گوشے میں رکھا ہو اور اپنا زور آزمایا ہو اگر وہ پھر آوے تو مجھ تک اُس کو لے آنا اور فوراً مجھکو خبر پہونچانا عمرو کا حال سنیئے کہ امیر سے سیر کے بہانے سے رخصت ہوکر لندھور کے اردو کیطرف پہونچا ایک خراسانی کی صورت بن دو تا رہا تھ میں لے خسرو ہندوستان کے

آستانہ پر جا کر کھڑا ہوا چوبداروں نے پوچھا تو کون ہی اور تیرا پیشہ کیا ہی اور کس طرف سے اور کس ملک سے آیا ہی بولا کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کے داماد کے ساتھ یہان تک پہونچا ہون خسرو ہندوستان کی قدردانی کا حال سُنکر دولت پر آیا ہون ذرا میری خبر کرو مجھے وہان تک پہونچا دو غرض بیگیون نے اپنے داروغہ کو اطلاع دی داروغہ نے لندھور کی خدمت مین عرض کی حکم ہوا کہ حاضر کرو حضور مین لاؤ عمرو بموجب حکم کے دربار مین پہونچا لندھور عمرو کو دیکھکر متحیر ہوا کیونکہ اِس شکل کا آدمی کبھی اُس نے نہ دیکھا تھا اس قیافے اور صورت کا انسان اُس کی نظر سے گذرا نہ تھا عمرو سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اور تیرا مولد اور مقام کیا ہی عمرو لندھور کو دعا دے کر بولا کہ مجھکو بابائے زود پرد کہتے ہین اور میرے بزرگ لوگ خراسان مین رہتے ہین لندھور نے کہا کہ عجیب نام ہی اور طرفہ کلام ہی معلوم ہوتا ہی تو ہر کسی کو مارتا ہی اور اُس کا مال دست بُرد کرکے لیجاتا ہی عمرو بولا کہ غلام تا رکہ مضراب سے مارتا ہی اور سامع قدردان کے دل کو دست بُرد کرتا ہی گذارش دلی پر اُبھارتا ہی لندھور اس لطیفے پر بہت خوش ہوا اور گانے کا حکم دیا عمرو تمام اربابِ نشاط سے بالادست بیٹھا اور دوتارے کو ملانے لگا جتنے گویے بجوئیے دربار مین حاضر تھے عمرو کے آگے بڑھکے بیٹھنے پر کن منانے لگے تاکہ بھون چڑھانے لگے کہ اس مین ایسا کیا کمال ہی کہ تانیکون کی طرح ہم پر بالادست ہوکر بیٹھا ہی دون کی لے رہا ہی لندھور نے کہا اول تو یہ مسلمان ہی اور ایک شاہزادۂ عالی وقار کے ہمراہ آیا ہی اور اُس کا فقیری سامان ہی اور اُس کی دل جوئی مجھے گو نہ ضرور ہی کہ ملکون ملکون جائے گا ہر جگہ یہان کا تذکرہ آئیگا مین اُس کی خاطر شکنی کرون گا تو نایک غیرکار رہنے والا ہی اُسکی زبان سے مطعون ہونگا اور اگر خاطر کرون تو بخیر یاد کریگا اُسکو بھی یاد رہے گا دوسرے یہ امر ہی کہ نزدیک سے اِسکا گانا سُننا مجھے منظور ہی تمہارے آزردہ ہونیکا مقام نہین ہی ان باتون سے تحسین کچھ کام نہین ہی اُن کو سمجھا کر عمرو سے اشارہ کیا عمرو گانے لگا جتنے سامعین تھے گویے تک محو ہوگئے اور کہنے لگے کہ اسکے گلے مین کہین ہڈی ہی گلا کاہے کو بانسلی ہی لوگ تو عمرو کے گانے پر محو تھے سب کے سب غش ہوئے مگر عمرو زمرد کے طاؤسون پر کہ تخت کے چارون کونون پر تعبیہ کیے ہوئے تھے دانت تیز کیے بیٹھا تھا گرم نگاہون سے تک رہا تھا لندھور نے محظوظ ہوکر کہا کہ او بابائے زود پرد مانگ کیا مانگتا ہی تیری خواہش کس چیز کی جانب سوا ہی عمرو بولا کہ حضور کی عنایت سے نوشیروان کے داماد نے بہت کچھ دیا ہی متاع دنیا سے مجھے بے نیاز کیا ہی پھر تھوڑی دیر کے بعد لندھور نے کہا کہ تو اس وقت مجھ سے کچھ مانگ میرا دل تیرے دینے کو چاہتا ہی مجھسے کمال دل خوش ہوا ہی عمرو بولا کہ حضور کے صدقے سے مجھکو کچھ احتیاج نہین ہی غلام روپے پیسے کا محتاج نہین ہی

شاہ لندھور کا تخت طاؤسی پر جلوہ افروز ہونا اور عمرو کا دوتارا بجا کر گانا

مگر یہ جی چاہتا ہو کہ اسوقت اگر حکم ہو تو ساقی گری کروں ایک دور بادۂ گلرنگ پلاؤں لندھور نے ساقی ازل کیطرف اشارہ کیا اُسنے صراحی و جام عمرو کے حوالے کیا عمرو نے اغواتی جام مرصع میں بھر بھر پلانے لگا جب دو تین دور پلا چکا دیکھا کہ لندھور کی آنکھوں میں گلابی ڈورے نشے کے پڑگئے حواس مختل ہوئے ایک مرتبہ ہاتھ کو بڑھایا اُن چاروں طاؤسوں میں سے ایک کو اُٹھا کر بغل میں رکھا لندھور نے ٹکٹکیوں سے دیکھکر کہا کہ اے زود برد یہ کیا کرتا ہے طاؤس کو کیوں چھوتا ہے عمرو نے ہاتھ مار کے کہنے لگا چپ رہو ایسا نہو کوئی سُن لے یا اور کوئی دیکھے لندھور اس بات پر بے اختیار ہنسا کہ عجب بے مصرف ہے یہ ہی تو مال چُراتا ہے اور پھر اُن گھاتیاں بتاتا ہے کہ چپ رہو ایسا نہو کوئی سُن لے یا کوئی دیکھے خسرو نے فرمایا سُن تو زود برد چیز تو میری ہے دوسرے کے سُننے سے کیا ہوگا مجھ چوری کسکی ہے مگر چونکہ تیری اس چوری نے بھی

کہ عین سینہ زوری ہی اسوقت عمرو دیلے اِس کے حملے ہین باقی طاؤس بھی مین نے تجھکو بخشے اب تو خوش ہوا عمرو نے
آداب بجالا کر اُن طاؤسون کو جیب مین رکھا اور کملی کتھری کرنے کی فکر مین ہوا اور لند ھور کی آنکھ بچا کر چاہتا تھا
دارو دے بیہوشی زنبیل سے نکال کر شراب کے شیشے مین ملا دی اور دودو جام لند ھور اور سب باب محفل کو
پلا دی ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ سب کی آنکھون مین سرسون پھولی بھولنکو اپنی خودی بھولی نشے کی ترنگ مین سبھون نے
اپنے آپکو دریا مین شناور سمجھکر بآواز بلند کہا کہ یا رو دریا طغیانی پر ہی غوطہ مارنا کر کنارے لگو جھٹ پٹ تیر تیر کر کنارے پہونچو سبکے
پہلے لند ھور کو دو اور مُنھ کے بل گرا اور اُسکے ساتھ سب اہل محفل بھی اپنی اپنی جگہ سے اُچھلے اور نزاق تزاق بیہوش ہو ہو کے
زمین پر گرے عمرو نے دست درازی شروع کی جہانتک اُس محفل مین اثاثہ تھا فرش تک اُٹھا کے زنبیل کیا اور اپنی
راہ لی اور بات کی بات مین اپنی فرودگاہ پر آپہونچا اور غنیمت کا مال کو یا لیکر بارگیج ہو کیا فقط کار اسوقت امیر نے
عمرو کو بلا کے کہا کہ دیکھو تو عمرو کہان ہی کس فکر مین سرگردان ہی بڑی دیر سے غائب ہوا ہی دیکھو لشکر مین ہی یا کہین باہر گیا ہی
جلد جاؤ بس حالت مین ملے اسیطرح لے اُڑو لوگ جو عمرو کے خیمہ مین آئے دیکھین تو کثرت سے اسباب ہر قسم کا پھیلا پڑا ہی
اُسمین قسم اول دوم چون و ناہی انھون نے عمرو سے کہا کہ چلیے صاحبقران نے یاد کیا ہی اسیطرح حاضر کرنیکا حکم دیا ہی بولا
اچھا بھائی اسباب سنبھال لون تو چلتا ہون تمھارے ساتھ ہی خیمہ سے نکلتا ہون وہ بولے کہ خیر بیشک اسباب چلتا ہوگا و نہ
باعث ملال صاحبقران کا ہوگا کہ حکم یون ہی ہے عمرو اسباب سمیت امیر کیخدمت مین حاضر ہوا امیر سمجھے کہ اسکا کہین وار لگ گیا
سنکر پوچھا کہ یہ اسباب کیسا ہی بولا خسرو ہند نے مجھکو انعام دیا ہی صاحبقران کو یقین نہ آیا اسوقت تو اسباب کو موالات مین
رکھا صبح کو عادی سے فرمایا کہ تم خسرو ہندوستان کو ہماری طرف سے دعا کہنا اور یہ اسباب مع دیگر تحائف جو مین تمکو
سونپتا ہون خسرو ہند کو دیکر یہ پیام میرا کہنا کہ معلوم ہوا ہے تمکو عمرو آپکی محفل مین حاضر ہوا تھا آپکی محفل مین کسی صورت
سے پہونچا تھا اُسکا تو بیان یہ ہی کہ خسرو ہندوستان نے یہ اسباب مجھکو انعام دیا ہی جسکے اثاثہ مجھکو اپنی خوشی سے
بخشا ہی لیکن چونکہ مجھکو اُسکے قول و فعل کا اعتبار نہین ہی کہ اُس سے بڑھکر کوئی زمانے مین غدار نہین ہی اس واسطے
اس اسباب کو مین نے بھیجا ہی اور اس تحفے کو کہ انیس قلیل ہی اگر قبول کیجیے تو میری خوشی کا موجب ہی اس کا منظور
کرنا عین مناسب ہی اور اگر عمرو نے کچھ بے ادبی کی ہو تو مین مطلع ہون کہ مین اُس کو سزا دون عادی کرب
اس اسباب کو اُٹھا یون پر لدوا کر خسرو ہندوستان کیخدمت مین حاضر ہوا اور دربار دولت پر پہونچ کر فرتام پہونچا دیا
لند ھور کی محفل کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب مائل ظہور خسرو روز ہوا اور تخت فلک پر جلوہ افروز ہوا لند ھور مع ارباب
محفل ہوشمین آیا بارگاہ کو اُجڑا دیکھکر استفسار فرمایا کہ زود برد کہان ہی اور کہین سکا نشان ہی لوگون نے کہا کہ ہمکو نہین معلوم
کہ وہ کدھر گیا اور کسطرف چلتا پھرتا ہوا کہ خسرو نے اپنے گلے مین یک قعہ ہند دیکھا کہ لوٹکر جو پڑھا معلوم ہوا کہ وہ زود برد
عمرو تھا اُنھین ذات شریف کا شب کو بیان گذر تھا اُسیوقت حمام کرکے پوشاک پہنی دربار کی تیاری ہونے لگی کارندون نے

بارگاہ مین فرش بچھایا سرنوشت کمرون کو سجایا تخت مین ہرکارون اور چوبدارون نے خبر کی کہ **معدی کرب** تا سے **نوشیروان** کے داماد کا ایلچی آتا ہی بہت کچھ تحفہ و تحائف جہان پناہ کیواسطے لاتا ہی **لندھور** نے کئی سردار **عادی** کے استقبال کیواسطے بھیجے وہ سب جاکر ہمراہ اپنے **عادی** کو دربار شاہی مین لاکر پہنچے **عادی** نے بارگاہ مین حاضر ہوکر شرائط آداب ادا کرکے **صاحبقران** نے جو کچھ کہا تھا اُسکا اعادہ کیا اور وہ اسباب جو **عمرو** دست برد کرکے لیگیا تھا مع تحائف ہر سلۂ امیر بادشاہ کے حضور مین رکھدیا **خسرو عادی** کے تمیز پہ بہت خوش و محظوظ ہوا اور اُسکو اپنے سردارون سے بالادست بٹھایا اور **صاحبقران** کا تحفہ بھیجا ہوا تولے لیا مگر اسباب کے باب مین حکم دیا کہ جسنے **عمرو** کو معاف کیا اور بخوشی تمام اُسکو یہ مال بخشا ہماری طرف سے بعد نیاز کے امیر کخیدہ مین عرض کرنا کہ حاشا اگر **عمرو** کیطرف سے ذرا بھی گرد و غبار میرے دامن پر پہنچا ہو یا کسیطرح کا خیال میری خاطر مین اُسکی جانب سے گذرا ہو مین نے معاف کیا آپ بھی درگذر فرمائین اور اُسکا خیال کسی عنوان دلمین نہ لائین بلکہ مین **عمرو** کی اصلی صورت دیکھنے کا مشتاق ہون اگر آپ اُسکو بصورت اصلی میرے پاس بھجوا دینگے تو کمال ممنون کرینگے یہ کہکر **عادی** کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور رخصت کیا اور وقت رخصت اشتیاق اپنا **عمرو** کی نسبت زبانچہ لایا **عادی** نے جو کچھ دیکھا تھا امیر سے آکر بیان کیا امیر بہت خوش ہوے اور **عمرو** سے فرمایا کہ تو بیٹا ہو اور تجھکو **خسرو ہندی** نے بصورت اصلی بلایا ہی اور اسباب تمھارے لیے واپس بھیجا ہی **عمرو** حشاش و بشاش ہوا اُس اسباب کو اپنے خیمے مین رکھکر **لندھور** کیطرف چلا اثنائے راہ مین **عمرو** نے دیکھا کہ ایک جماعت سوداگرون کی چلی آتی ہی اور اُنکے پاس نہایت عمدہ تحفہ مال سوداگری کا ہی اُنمین سے ایک کے ہاتھ مین تاج جواہر لگا ہوا تھا لاکھون روپے کی قیمت کا ہی کہ کبھی کسیکے نہ دیکھا ہو نہ سنا ہی **عمرو** بھی لباس تاجرانہ پہنکر اُنکے ساتھ ہوا اُسی جماعت کے ہمراہ چلا جب وہ جماعت بارگاہ کے آستانہ پر پہونچی دربدولت پر حاضر ہوئی خبردارون نے خبر کی اسباب کی طلبی ہوئی **لندھور** نے جو تاج کو منگوا کر دیکھا بہت خوش ہوا اپنی سرکار کے داروغہ دیوان خانہ کو بلوایا اور یہ فرمایا کہ جو اسکی قیمت ہو وہ سوداگرون کو باضافہ انعام دلوا دو اور خوش خوش انکو رخصت کرو مین ابھی اس تاج کو سر پہ رکھونگا اسیوقت اسے پہنونگا **عمرو** نے سنکر کہا کہ پہلے تاج کی قیمت ہمکو مل لے تب **خسرو** تاج کو اپنے سر پر رکھے یا تو شیکی کو سونپ دے **لندھور** نے **کھلونکر** تاج **مقیم** کے حوالے کیا وہ فوراً داروغہ کو دیکر اسکی قیمت تا بروز نکو دیکر حضور مین لے آوے مین کسی چیز سے نہین لیتا ہون ان باتونکا مین خود عادی نہین ہوا ہون **مقیم** تاج کو سوداگرون کے پاس لے گیا اور قیمت پوچھنے لگا **عمرو** نے اُس کے ہاتھ سے لیکر کہا کہ روشنی مین دیکھکر اُس کی قیمت مین کہونگا بادشاہون کا دربار ہی بیان دیکھ بھال کر بیان دینے کی گفتگو کرونگا **مقیم** بولا بہت بہتر ہی تمھاری رائے صواب پر ہی **عمرو** خلوت خانے سے باہر نکلے کے آسمان کیطرف دیکھکر بولا تو نے کہنے لگا کہ ابر غلیظ اُٹھا ہی کچھ آندھی کی آمد آمد ہی غبار سا چھا رہا ہی یہ کہکر ایک سمت چلا اور فوراً پلٹا ہوا حاجر اور ملازمین شاہی فلک کو چاروں طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ اے عزیز کہین نشان تک بھی ابر کا ہی اتنا جھوٹ کیون بولتا ہی پھر کر جو

دیکھیں تو وہ شخص تاج لیے بھاگا جاتا ہی اور بہت دور نکل گیا فی الفور یہ خبر خسرو کو پہونچی اور لشکر مین مشہور ہوئی خسرو آپ اپنے ہاتھی کی مسنک پر بیٹھ کے اُسکے پیچھے روانہ ہوا اور عمرو کو جاکر دیکھا عمرو بھاڑی کی طرف بھاگا اُدھر راہ نہ تھی عمرو دست پاچہ ہوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا دیکھے تو ایک جوہڑ پانی کا ہی اسمین ایک شخص نکی پہن رہا ہی جہت پت اُسکے اُسپر جاکر اُس سے کہنے لگا تو کچھ اپنی موت و زندگی کی بھی خبر رکھتا ہی کہ خسرو ہندنے ایک خواب دیکھا ہی حکیمون نے یہی اُس کی تعبیر کہی ہی کہ اگر کسی چکی والے کے سر کا پوست نقارے مین منڈھکر خسرو اپنے ہاتھ سے بجاوے تو بہتر ہی خواب کے ضرر سے نجات پاوے سو لوگ تیرے پکڑنے کو دوڑے آتے ہین اور جلاد کو ساتھ لاتے ہین وہ بیچارہ گھبرا کے مینے جی گویا مر گیا کہ فقط یہین جان گئی بدحواس ہوکر عمرو سے پوچھنے لگا کہ یہین کہو کر ظالمون کے ہاتھ سے بچون اور تھوڑی زندگی کے دن تیر کر دن عمرو نے کہا کہ اپنی دھوتی مجھے دے کہ مین پہنکر چکی پیسنے لگون تیری جان بخشی کی فکر کرون تو اس حوض مین غوطہ مار کر چلا جا جو کوئی آئیگا مین اُس کو جواب دے لون گا تیرے گھر سے جلد ہو اور گھر کے مال دونگا اُسکو کہ یہ جان کی دینے والا زندگی ہوئی فی الفور دھوتی عمرو کے حوالے کی پوشاک اپنی فوراً دیدی اور آپ لگا حوض مین کود کر چلا جانے عمرو نے اُس دھوتی کو باندھکر چکی پیسنا شروع کیا لنددھور ہاتھی پر سے اُترکر اُس آسیابان کے گھر مین گھسا اور عمرو سے پوچھا کہ ایسی صورت کا آدمی بھی تیرے گھر مین آیا ہی سچ بتا کہ وہ کہان چلا ہی عمرو نے کہا کہ حوض مین غوطہ مار کر بیٹھا ہی اُس مین دیکھ رہا ہی لنددھور تو کپڑے اُتار کر حوض مین کود پڑا اور عمرو لنددھور کی پوشاک لے کر اُس گھر سے باہر نکل کے خزانچی کو پوچھتا ہوا چلا خزانچی سے جو ملاقات ہوئی اُس سے کہا خسرو نے یہ نشانی دی ہی کہ جلد خزانچی کو دکھا کر دو سو تمن لے آؤ اور بہت جلدی کی ہی اور بات کی بات مین پاس پونچا خزانچی نے دو سو تمن اُس کے حوالے کئے عمرو نے لیے اور پھر اپنے لشکر کی راہ لی اور اپنی جھولی بھر لی اور لنددھور حوض مین سے اُس آسیاگر کو نکالنے لگا اور اوپر اُچھالنے لگا اُس نے حوض کے تہ پر ون سے اپنے سر کو ٹکرا کے خمی کر لیا اور کہنے لگا کہ اب پوست میرے سر کا خراب ہو گیا کسی کام کا نہین رہا کسی اور آسیاگر کو تلاش کرکے اُس کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھکر خسرو کو دے اور خاطر خواہ اپنے انعام و خلعت سے خسرو اُس کو بجاوے اور تعبیر خواب کی دیکھ اپنی آفت مٹاوے لنددھور حیران ہوا کہ کیا بکتا ہی آیا اُس کو مالیخولیا ہوا ہی کہ ایسی بے تکی باتین کر رہا ہی کوئی دیوانہ اور مجنون سا ہی جب آسیابان حوض سے نکلا لنددھور نے دیکھا کہ وہ شخص نہین ہی اُس مین اور اُس مین فرق کہین سے کہین ہی باہر نکل کے لوگون سے پوچھا کہ ادھر کوئی آدمی گیا ہی اُس گھر سے کوئی اور آدمی نکلا ہی لوگون نے کہا کہ ادھر تو کوئی نہین گیا ہی مگر جس شخص کو حضور نے پوشاک نشانی دے کر دو سو تمن دلوائے تھے اور اپنے ملبوس خاص عطا فرمائے تھے وہ خزانچی سے تمن لیکر اُس طرف گیا ہی نہین معلوم

گمان رہتا ہو خسرو سمجھا کہ یہ عمرو تھا اُسکی ظرافت اور چالاکی اور منصوبے پر عاشق ہو گیا پوشاک بدل کر تنہا بخط مستقیم صاحبقران کے اُردو کی طرف روانہ ہوا امیر کو عیاروں نے خبر دی کہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان اکیلا ہاتھی کی مستک پر سوار حضور کے خیمہ کیطرف آتا ہی اور کوئی رفیق یا مصاحب یا سپاہی بھی ساتھ نہین لاتا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ آنے دو اور خیردار سب چپکے رہو جب لندھور ہاتھی پر سے اُترا اور امیر کے خیمے کیطرف چلا صاحبقران تا در خیمہ پیشوائی کر کے لے آئے اور اپنی کرسی مرصع لگا کر پر بٹھایا اور موافق اُسکی حیثیت کے بہت اعزاز و اکرام فرمایا اور جشن کی تیاری کی محفل نشاط آراستہ ہین فراہم ہو گئی لندھور امیر کا اخلاق دیکھکر ایک جان چھوڑ ہزار جان سے مفتون ہو گیا اور نہایت درجہ شکریہ اخلاق ادا کیا اور پوچھا کہ عمرو کہان ہو اُسکو اسوقت بلوائیے مگر بصورت اصلی طلب فرمائیے کہ مین اُسکی صورت کا مشتاق کمال ہون متمنی حال ہون میرے پاس جب جاتا ہو ہیئت بدل کر جاتا ہو اور اپنا فقرہ کرتا ہو حکم ہوتے ہی عمرو بصورت اصلی حاضر ہوا لندھور کو آداب بجالایا اور اپنی کرسی پر بیٹھا ساقیان سیمین دشنہ زرین لباس باجام و صراحی در بار مین آئے اور آفتاب کی گردش جام مہین لبریز کر کے گرد شہین لائے پہلا جام صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے لندھور کو پلایا بعد اُسکے آپ نوش فرمایا جب نشے آنکھون مین سُرور آئے لندھور نے عمرو سے گانے کی فرمائش کی سازمنگوا نیکی اجازت دی عمرو نے دو تار اٹھایا اور ایسا دفت کا راگ گایا کہ تمام مجلس بیخود ہو گئی اور لندھور کے مُنھ سے صدائے آفرین و احسنت نکلی لندھور نے بالائے مرواریدا اپنے گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا اور فرمایا کہ وہ تاج بھی مجھے تجھکو معاف کیا بعد اُسکے صاحبقران اور لندھور سے کالون کی بات چیت ہوتی رہین آپسمین گفتگو مین محبت و خلوص کی رہین جب شاہ خاور خیمہ مغرب مین داخل ہوا خسرو ہندوستان نے سلام رخصت صاحبقران سے کہا کہ ہماری عرض پذیر ہوئی یا نہین میری استدعا پر یہ قبول مین ہو بچی یا نہین فرمایا کہ آپ شرائط دوستی بجالاتے ہین اور مجھکو اپنے اخلاق سے ممنون فرماتے ہین و مجھکو شاہنشاہ ہفت کشور سے آپسے لڑنے کو سچی ہی عجب مقام مجبوری کا ہو لندھور نے کہا کہ اس رادے کو درگذر فرمائیے لطف صلح مین ہو کہ جنگ مین ہو اس قصہ سے باز آیئے نفس الامر مین نوشیروان نے آپکو مجھسے لڑنیکو نہین بھیجا ہو یہ اُس نے آپ سے جنگ زرگری کی ہو معلوم ہوا کہ وہ آپکا عدو ہو جب قابو آپ پر نہ چلا تو اُس نے یہ تدبیر کی جو یہ معاملہ آپسے کیا امید وار ہون کہ مجھکو اپنے ہمراہ لیجائیے اور اس قصد سے درگذر کیجئے مین اُسکو مار کر آپکو تخت پر بٹھلاؤن چین سے حکومت کیجئے اور اپنی معشوقہ کو بغل مین لیکر شبانہ روز اُس سے عیش کی دیجئے امیر نے کہا کہ مین نے تمھارے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہی مین کسطرح اُس سے بدعہدی کرون یہ کیونکر ہو سکتا ہو لندھور نے تلوار اپنی کھینچا امیر کے آگے رکھدی اور سر جھکا کر کہا کہ اگر یہی مرضی ہو تو بسم اللہ اس بے سر و پا کے سر کو کاٹ لیجئے اور بے رنج و مشقت لیجا کر نوشیروان کے آگے رکھدیجئے صاحبقران نے سر لندھور کا گلے سے لگا لیا اور اُس کی جوان مردی اور مردانگی کی تعریف کی اور بہت کچھ اُس کا دل خوش کیا

اور کہا یہ کام جلادون کا ہی بادلون کا ہی طبل جنگ بجوائیے اور صبح کو میدان کارزار مین تشریف لائیے سر میدان جو کچھ ہوگا سو ہو رہیگا اور دیکھا جاویگا لشکر مین بولا کہ خیر حداحافظ ہی اگر یہی مرضی ہی تو آج آپ طبل جنگ بجوائیے لشکر کو مطلع فرمائیے امیر نے کہا کہ پہلے آپ اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیئے پیش قدمی آپ ہی کیجیے پھر مین بھی حکم دونگا جنگ کی تیاری کرونگا خسرو نے مجبور ہوکر اپنے لشکر مین آکر طبل جنگ بجوایا صاحقران نے بھی اُسکے طبل جنگ کی آواز سنکر کوس سکندری پر چوب مارنیکا حکم فرمایا نقارے پر چوب پڑی زمین رزمگاہ کی دہل گئی شعر زنقارہ آواز آمد برون ۔ کہ دونست دونست گردون دون ۔ جو لوگ مدت سے مشتاق شاہد رعنائے تیغ کے تھے اُن بہادرونکو رات شب عید ہوگئی اُنکے بخت بیدار ہوے وہ ساعت سعید ہوگئی کہ کل روز وصال معشوقہ شمشیر ران ہی ہنگام آرایش پری پیکران خنجر دستان ہی غسل کرکے پوشاک بدلی اپنے اپنے بناؤ کی تیاری کی عطر سہاگ ملا آنکھونمین سرمہ دیا پان چباچباکے آپسمین باتین کرنے لگے بعضے صاف صاف بعضے وضعداری سے شجاعت کا دم بھرنے لگے دیکھیے کل کسکو سرخروئی حاصل ہوتی ہی اور کسکو زرد روئی کامل ہوتی ہی اور بلنگیر ہو ہوکر کہنے لگے کہ آج عید قربان کا روز ہی آج ہی گلے مل لیجیے کل قصاب اجل سفاکی ہر کریگا دیکھیے فرصت ملنے کی دے یا نہ دے ابھی معانقہ سے مسرت حاصل کیجیے دیکھیے کون بسمل ہوتا ہی اور کون کون اپنی جان کھوتا ہی بعضون نے اپنی تلوارمین ڈورا ڈلوایا کہ حریف کی گردن کاڈور نہ بچے بعضون نے تلوار کا ٹھاجڑوایا کہ بدن کا رگ وٹھا لگا نرہے کوئی کہتا ہی کہ کل اپنی تیغ کی چال ڈھال دیکھنا ہی کوئی بولا کہ اپنی اصفہانی کا منھ لال دیکھنا ہی بعضے دستانون کو قوت بازو سے صاف کرتے کہ سر بہت فتح کی شکل نظر پڑے کوئی کہتا تھا کہ خدا آبرو رکھے والا ہی جنگ دوسردار واسکی ذات کا سہارا ہی کوئی کہتا کہ ملک ہندوستان کی تلوار دیکھنا ہی ہندیونکی جرأت اور رجنگ دیکھنا ہی بعضون نے فولادی خود کو چمکایا اختر اوج اقبال سرداری ظفر نما یا بعضے چار آئینہ کو جلا دینے لگے کہ عروس ظفر کی صورت بے کدورت دکھادے بعضون نے خنجر کو آبدار کیا کہ حریف ایک ہی ضرب مین ایسا سیراب ہوجاوے کہ پھر پانی نہ مانگے ٹھنڈی ٹھنڈی تلوارون کی چھاؤنمین ملک عدم کی راہ لے بعضون نے برچھی اور بھالے کو دیکھا بھالا بعضون نے سنان اور لم کے پھل کو سان پر چڑھوایا کہ حریف کے سینہ پر کینہ مین اٹک نجائے صاف کوچۂ استخوان سے سرخرو نکل آئے کسی نے چھری و قرولی پر شپت ور وبازہ رکھوائی دشمن کو بازگشت کے روکنے کی دلمین ٹھہرائی کسی نے کٹار کا ٹھاجڑوایا کہ عدو کا روده سلامت نرہی بعضون نے ترکش خالی کرکے تیرون کے پر کترے درست کیے کمان کو سینکا کہ وقت پر بدغ نہ ہو اور وہ جو دائی راے پیل دوا چینلی کے مرزا موگرا تھے اُنکو کوس حربی کی آواز سنتے ہی دست پر دست آنے لگے منھ پر ہوائیان چھٹنے لگین رنگ زرد لب خشک ہوگئے رو رو کر کہنے لگے منتین ملنے کہ اگر بے جنگ صلح ہوجاوے تو یا مدار صاحب مدارون مین آکے تمھاری چھڑان

چڑھا دینگے کوئی نامرد بولا کہ مین پیر جلیلون پر جاکے بی بھجڑی کی لڑائی کردن گا کسی نے کہا کہ مین پیر الوے کا میلہ کرونگا اسی طرحسے ہر ایک تین مانتا تھا اور اپنے سائیس سے کہتا تھا کہ دیکھنا بھائی صبح نہونے پاوے کہ تم گھوڑے کو کسنا ہم ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھاؤن مین اپنے گھر کی راہ لین گے دشمن گھنٹے فوج کا مقابلہ ہوا امیر کو تو ملکہ کی لو لگی ہے ہم کہان نفت اپنی جان دین گے سائیس نے کہا کہ خداوند سیاہی ہو کر ایسی بات زبان پر لاتے ہو برسون سے دربار کھاتے ہو وقت پر جان بچاؤ گے تو لوگ کیا کہین گے ساتھ والون کو کیا منہ دکھاؤ گے مردون کا کام حریف کو پیٹھ دکھانا نہین ہے یہ وقت بہادری دکھانے کا ہے یا گھر چلے جانے کا ہے اگر ایسا ہی کروگے تو سامنے کے جوان آوازہ پھینکین گے جلسون مین پیٹھ کے طعنہ دینگے زندگی اُن کے ہاتھون سے مشکل ہوگی علاوہ اس کے خفت حاصل ہوگی اور یہ چرچا جا بجا مشہور ہوگا تو کہین نوکری نہ ملے گی کسی رئیس کی نظرون مین آپ کی آبرو نرہے گی اور اگر ایسا دل رکھتے تھے تو کیون سپاہ گری مین نام لکھوایا کیون اس دن کو اختیار فرمایا سوائے اس کے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ آپ کے دشمن مارے ہی جائینگے یا نصیب اعدا نیزہ اور تیر کے دور سے زخم ہی کھائین گے دیکھیے گھوڑے کا دانہ جو دلایا جاتا ہے جس کی قسمت مین دو ٹکڑے ہونا نہین ہے وہ چنا ثابت دنے سے نکل آتا ہے برائے خدا ہمت کو نہ ہارے بڑھ کے تلوارین مارے مردانہ وار حریف کا سامنا کیجیے کام بن پڑے تو خداوند سے خلعت و انعام لیجیے آج یک اسپہ ہو کل دو اسپہ ہو جائے گا آیندہ جو اور کام بن پڑیگا تو ترقی و عزت پائیے گا جھنجھلا کر سائیس کو سخت و سست کہنے لگے کہ ابے تیرا کیا جاے گا جان تو ٹھیان سی ہماری جائیگی تجھ پر کیا گزند آئے گا تو یہی چاہتا ہے کہ اگر دشمنون سے دور پار شیطان کے کان بہرے ہم انٹا چت ہو جاوین لڑائی مین دور از حال خدانخواستہ کام آئین تو تو ہمارے کپڑے پھینکے ہتھیار لگا کر ہمارا گھوڑا اپنی ران کے نیچے داغ کروادے سوارون مین داخل ہو کر تنخواہین لے مزے اُڑا دے ہائے دوا رائی بیل اور بوا چنبیلی کو دوزخ کا کندہ کرے کہا مان جان اور بڑی باجی صاحبہ کو در غلان کے اُنکا زیور بکوا کر اپنے یارون سے روپیہ لے کر گھوڑا مول لوایا اور بخشی جی سے بُرا کام کروا کر گھوڑے کو داغ کروایا ہم کو آفت مین پھنسایا ہر چند ہم کہتے رہے کہ ہم کو لہو دیکھکر غش آتا ہے پڑ یا سر پر سے اُڑ کر نکلتی ہے تو ڈر کے مارے جان سنسا جاتی ہے دم گھبراتا ہے کہ کوئی آئی اور کہین نہ کہین پڑی ہم کہان اور ہتھیا گھوڑا کہان یہ معرکہ لڑائی بھڑائی کا کہان لڑکپن سے تو ہم کو اماں جان نے ناز و نعمت سے پالا کبھی سپاہیون کی صحبتون مین بیٹھنے کی روادار نہوئین سوائے ستار اور شطرنج اور گنجفہ اور ناچ رنگ وغیرہ کے کچھ کام نہ رہا اب سوارون مین نام لکھوا کر گھر سے باہر نکالا ابھی شادی کے

دو چار برس نہین گذرے ہین اگر صورت دگرگون ہوئی تو وہ بیچاری کیا کہے گی اُٹھتی جوانی کس کے سر رہیگی محنت مزدوری کرکے کھاتے اوگی کاڑھتے یا نیچہ باندھتے شام کو دو پیسہ گھر لاتے ماں بہنون کے پاس بیٹھہ کر خوش ہوتے رات کو بی بی کے پاس ٹانگ پھیلا کر چین سے نیند بھر کے سوتے اور آوازہ تو کوئی تب پھینکے گا جب ہم کو اس لشکر خونخوار مین دیکھے گا ہم کو اپنی جان بھاری نہین ہے کہ یہان سے نکل کر پھر اس کمبخت فرقۂ سپاہ گری مین نوکری کرین یا پھر تمنا اس فرقے مین نام لکھوانے کی کرین باقی چنون کی جو تو نے تشبیل دی ہے تو ہم کو دے چنون مین سمجھ لے تو کسی طرح جان تو بچنے دے تو جانتا نہین ہے جب کہین ایسی ویسی لڑائی ہوئی ہے ہم بھاگتون کے اگاڑی اور مارتون کے پچھاڑی رہے ہین کسی نے ہماری صورت دیکھی ہان ایک بات ہے اگر خیر خواہی جتاتا ہے نمک حلالی دکھاتا ہے تو اپنا انگوچھا لنگوٹی ہلکودے کل ہم جالی کھڑپالیجا کر تیرے بدلے گھانس چھیل لائینگے شام کو گھوڑے کے سامنے ڈال دینگے اور تجھے روٹی پکا کر کھلائینگے تو ہمارے کپڑے پہن ہتھیار لگا گھوڑے پر جڑ کے ہماری عوض نوکری بجانا لڑائی مین مردون کا ساتھ دینا خلعت وانعام جو ملیگا تو ہی لینا خلاصہ یہ کہ مردونا مرد رات بھر اپنے اپنے منصوبے مین سرگرم رہے جو مردانے بہادر جنگ آزما تھے صرف مناجات ہوکر دست بدعا تھے کہ الٰہی کل اس معرکہ مین شرمندہ رہے بہتیرے نامرد رات ہی کو بھاگ نکلے بعضے اسہال مین مبتلا ہوے جب شاہ خاور کی مدآمد کا ڈنکا بجا اور پرچم شعاعی سہر کا چمکا اسطرف سے صاحبقران بعداد اے نماز فجر مع لشکر غازیان ملائک صورت سراپا ہدایت صاف باطن نیک طینت اور اُسطرف سے لندھور بن سعدان آوارہ بادیۂ ضلالت صف آرائے میدان کارزار ہوے اور طرفین کے لشکر آمادۂ جنگ و پیکار ہوے تبردارون نے بیل بوٹے جھاڑی سے میدان کو صاف کیا بیلدارون نے اونچی نیچی زمین کو ہموار اور شفاف کیا سقون نے ہزارہ فوارہ مشکون کے دہانے مین لگا کر میدان کی گرد کو ٹھنڈا یا سیرابی اور نزہت مین غیرت شمشیر بنایا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ بنکر ہراول پھلا چتر دل وغیرہ چودہ صفین ہر طرف آراستہ ہوئین عرصۂ جنگ مین دونون جانب کی کمال خوبصورتی کے ساتھ فوجین جمین ہنوز کوئی کسی طرف سے مبارز طلب نہوا تھا کہ سامنے سے ایک غبار تیرہ و خیرہ خیرہ اُٹھا جب مقراض بادنے گرد یان گرد کو چاک کیا اور چہرۂ زمین کو کدورت خاک سے پاک کیا چالیس علم نمودار ہوے جانب مقابل کے لوگ ہوشیار ہوے معلوم ہوا کہ چالیس ہزار سوار کی اس لشکر مین جمعیت ہے اسقدر اس لشکر کی کیفیت ہے ہر گاہ تیسری طرف وہ لشکر قائم ہوا صاحبقران نے دیکھا کہ صف اول مین گستہم بن اشک زرین کفش علم خوک پیکر کے نیچے کھڑا ہوا لشکر کا انتظام کر رہا ہے سرگرم صف آرائی ہے پھر تاہے امیر نے عمرو کو دکھایا عمرو دل مین ایک فقرہ سوچکر اپنے لشکر سے علیحدہ ہو گستہم کے لشکر کو چلا اور دہان

پہونچکر بکمال ادب و نیازہ گستہم کو سلام کیا اور فقرہ کیا گستہم بولا کہ کو خواجہ عمرو اچھے تو رہے بہت دنون کے بعد نظر پڑے عمرو بولا کہ اچھے کیا خاک ہین جیتے ہین نہ مرتے ہین زندگی کے دن بھرتے ہین اس عرب کی نوکری کرکے اپنی مٹی خراب کی مفت بلا اپنے سر پر لی گستہم بولا کہ خیر تو ہے عمرو نے کہا کہ خیر کیا ہے آجکل حمزہ نوشیروان کی داماوی کی اُمید مین ایسا سخوت کے گھوڑے پر سوار ہے کہ کسی کو خاطر مین نہین لاتا ہے اپنی پندار غلط مین سمجھا ہے کہ دنیا مین کوئی میرے برابر بہلوان نہ زور آور دانا ہے یا تو مجھے خوشامد کرکے ڈکل پر بٹھاتا تھا یا اب کرسی پر میرے بیٹھنے کا روادار نہین ہے اب مطلق وہان میرا مرتبہ اور وقار نہین ہے اور مین نے جیسی جیسی جانفشانی کی ہے اگر کوئی کریگا تو معلوم ہوگا اُسوقت میری خیرخواہی کا مزا ملے گا اب میرا بھی یہی ارادہ ہے کہ اسکی نوکری چھوڑدون اور کسی طرف راہ لون (خلق خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست) ساری نہین آدھی تو کہین ملے گی اس آفت سے میری جان تو چھوٹیگی گستہم بولا کہ یہ کیا بات ہے تم جہان رہوگے تمھارے واسطے سب کچھ ہے معزز اور ممتاز وہان رہوگے اگر حکم سرفراز کرو تو مین اپنی جان کے برابر تمکو رکھون تمھاری خدمت بخوبی کرون عمرو بولا کہ اسیواسطے تو مین تمھارے پاس آیا ہون اُسکے لشکر سے اُداس آیا ہون لیکن آپ ایک کام کیجیے کہ حمزہ کو لندھور سے لڑنے نہ بھیجیے مناسب یہ ہے کہ آپ پہلے سب اپنا مرکب کرکے لندھور سے مبارزطلب ہون امیر حمزہ دیکھکر رہجائے اور جبتک اُسکے لشکری سبکے سب ہون لندھور مین خاکستر نہین ہے مین نے اُسکے گرز کو دیکھ لیا ہے ایک چوب پر لوہے کا تول نمود کے لئے پنا رکھا ہے مین جانتا ہون کہ لندھور کے برابر دنیا مین کوئی بزدل نوگا اور کوئی زیادہ عالم مین اُس سے بڑھکر نامردی مین کامل نہوگا پس حمزہ اگر اسکو مارسکیگا تو نوشیروان کا داماد بنے گا اُسوقت دیکھیے کہ کیا اُدھم ہوتے گا اور کیا خرابیان کریگا گستہم نے کہا خوب ہوا تم میرے پاس آئے اور یہان تشریف لائے مین لندھور کو مارکر حمزہ کو بھی مارتا ہون دونون کو تلوار کی گھاٹ پر اُتارتا ہون اب تمسے پردہ کیا ہے حقیقت حال مدعا میرا یہ ہے کہ مین نے بہرام کو مارکے زابل مین سکونت اختیار کی تھی اور وہان بہت عیش و آرام سے بسر ہوتی تھی کہ نوشیروان کا شقہ اس مضمون کا پہونچا کہ جلد سراندیپ مین جاکر اول لندھور کا سر کاٹ کہ ہماری خوشی خاطر ہو بعد ازان حمزہ کو قتل کرکے حضور مین حاضر ہو کہ مین مہرنگار کی شادی تیرے ساتھ کردون اور اپنی فرزندی مین تجھے سرفراز کردون القصہ عمرو گستہم کو اُبھار کر میدان مین لے آیا اور آپ بھی کسی لباس مین ساتھ ساتھ گستہم کے گھوڑے کے آیا گستہم نے اپنے گینڈے کو بڑھاکر آواز دی کہ لندھور بن سعدان کہان ہے یہی گو ہے یہی میدان ہے میری تیغ کے جوہر دیکھے میری ضربون کے وار اپنے اوپر دیکھے لندھور نے اپنے فیل میمونہ کو ہول کر گستہم سے کہا کہ او گبر کیا بیہودہ بکتا ہے اپنا حربہ دکھا کیا ارادہ رکھتا ہے گستہم نے تلوار میان سے کھینچکر لندھور کے سر پر ایک وار کیا لندھور نے اُسکو گرز پر روکا تلوار نے تو دانت نکالدیے لندھور نے گرز کا ایک وار اُسپر لگایا گرز تو پورا اُسپر مڑ چڑھا یکہ

امیر کا مسلح گھوڑے پر سوار زرہ و بکتر لگائے ہوے اور طوق بن حیران علم اژدہا پیکر کا سایہ امیر پر کیے ہوے
مع لشکر جرار ایک طرف میدان مین کھڑے ہونا اور ایک جانب لندھور قوی ہیکل فیل پر سوار
مع لشکر مسلح و تیار اور ایک سمت گستہم مع لشکر گردن پر سوار اور گستہم کا شاہ ہند سے مقابلہ کرنا

کوئی دن کی زندگی تھی چندے اور ذلت اور خواری اُٹھانی تھی مگر گرز کے دستے کی جھپٹ گستہم کے پہلو کی پسلیون پر لگی چند پسلیان گستہم کی ٹوٹ گئین تمام شجاعت و مردانگی خاک مین ملی اور وہ اوندھا منھ ہو کر گینڈے سے پر سے زمین پر گرا اور بیہوش اور بدحواس ہو گیا ساتھ کے سوارون نے چالاکی کر کے گستہم کو اُٹھا لیا اور جلدی سے طبل بازگشت بجا دیا لندھور نے امیر کی طرف دیکھ کر تبسم کیا کہ اب کل آپ سے بھی سمجھ لینگے آپ کی بھی تلوار کا لطف اور مزا دیکھین گے امیر نے کہا کہ اس وقت کون مانع ہی ہین چوگان ہین گو کار امروز بفردا مگذار بسم اللہ آمادۂ جنگ و پیکار ہو لندھور بولا کہ آج یہی بہتر ہی کہ طبل بازگشت بجے کل ہی یہ معرکہ اُٹھ رہے دونون طرف طبل پر چوب پڑی بازگشت کی طیاری ہوئی لشکر امیر مع امیر اپنے خیمہ مین داخل ہوا اور لندھور اپنی بارگاہ مین گیا مگر گستہم شب کو بھاگ کر پہاڑ کے دامن مین چھپ کر بیٹھا اور دل مین یہ ارادہ فاسد کیا کہ شاید اگر حمزہ لندھور کو مار کر پھر یگا تو یقیناً اس طرف آویگا اُس وقت کمینگاہ سے نکل کر حمزہ کو غفلت مین مارونگا اور اُس کے لشکر کو شکست فاش دونگا اور یہ نہ سمجھا کہ مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست

جنگ کرنا لندھور کا صاحبقران سے اور آخر کو مطیع ہونا اُس سلطان گیتی ستان سے

زور خامہ پہلوان معرکۂ سخن کو دکھاتے ہین صفحۂ کاغذ کے دنگل مین یلان مضامین رنگین کی طاقت آزماتے ہین جنگ ہندوستان کی داستان ہی دو شیر بیشۂ جرأت و شجاعت کے حملون کا بیان ہی گستہم نے لندھور کے گزرنے پسلیان توڑوا کر فرار پر قرار کو ترجیح دی اور میدان سے بھاگ کر گوشۂ دامان کوہ کی طرف راہ لی مگر صاحبقران کے لشکر مین تمام رات بہادرون نے مثل شب اول شب احیا کی عجیب الدعوات کی جناب مین اپنی حفظ آبرو اور عزت کے واسطے دعا کی ایک جوان دوسرے جوان کو للکارتا تھا کہ کل روز امتحان ہی صرافان قضا و قدر عرصۂ کارزار مین نقد ہمت کا قلب و خالص عیار پرکھینگے حقیقت مین صف جنگ طلائے شجاعت کی کسوٹی ہی جانثنی جرأت کو امتحان کی کسوٹی پر کسینگے دیکھیے کون آتش تیغ سے گداختہ ہو کر کامل عیار نکلتا ہی کون مس قلب کی ماہیت بدلتا ہی کس کا سکہ اقلیم جرأت پر جاری ہوتا ہی کون مہوس سیماب دل کو آتش شمشیر پر قایم کرتا ہی کس کا پلۂ امتیاز بھاری ہوتا ہی کس کی گوگرد خاطر شعلہ بند نائرہ کارزار ہوتی ہی کل سب کی قلعی کھل جاتی ہی کیفیت بہت جلد نمودار ہوتی ہی یہی ہنگامہ لندھور کے لشکر مین بھی مچا تھا جس جس سے آپس مین لاگ ڈانٹ تھی آوازہ مارتا تھا کہ کل بانکون کی بانکپنیان دیکھینگے پہلوانون کے زور آزمائینگے دیکھیے کون دریاے جرأت مین غوطہ مارتا ہی کون تلوار کے گھاٹ پر عبور کر شناوران بحر شجاعت کو للکارتا ہی کون حریفان نہنگ طلب کو نشانہ بناتا ہی کون کشتی جسم عدو کو طوفان فنا دکھاتا ہی قصہ مختصر تمام رات یہ شور و غل دونون لشکرون مین بسیار ہا اسی طرح کی باتون کا آپس مین

چرچارہا جب ملک روز نے غلیم شب کو شکست دیکر میدان ظہور سے بھگایا اور علم نور اقلیم فلک پر بلند کیا صاحبقران خود زرہ جوشن بکتر چلتہ چار آئینہ موزے راگے تکوڑی پہن پہنا کے شمشیر جوہر بار و خنجر آبدار ڈاب اور کمر مین لگا کے مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوے نقیب اور چوبدار بسم اللہ کہکر ظفر و نصرت کی دعا دینے لگے ترکش فتراک مین کاندھے پر رکھ کے گرز گرانبار دوسرے کاندھے پر رکھا جلوۂ قدرت پروردگار آشکار ہوا نیزہ یادگار آہ عاشقان و کاکل معشوقان ہاتھ مین لیا طوق بن حیران نے علم اژدہا پیکر کا سایہ سر پر کیا ایک طرف مقبل وفادار اور دوسری طرف سلطان بخت جرار جلو مین پیک نامدار خنجر گذار سر برہنہ جادوگران ریش تراشندہ کافران خواجہ عمرو عیار بارہ سو عیار کے حلقے مین نظورۂ زریفتی پاتادۂ سقرلاتی پہنے گوپھن عیاری حلقہ در حلقہ گچھے ہاے کمند جال حریف کی جان کا جنجال لیے چرب بیلے کے دستانے ہاتھون مین چڑھائے حیلہ ہاے نافہ نیمچہ برق نشان و خنجر ہران کمر مین لگائے چھ آوازے بارہ مقام چوبیس شعبدے اٹھائیس گوشہ ذیل مین ادا کرتا چھلانگین پھلانگین مارتا چلا اور تیس ہزار سوار دریاے آہن مین غرق پرا کاپرا جماے ہمراہ رکاب امیر نامدار ہوا اُس طرف سے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان اوجی بن کے سات لاکھ سوار خونخوار کھاچی۔ سندلی۔ بنگالی۔ کرناٹکی۔ مرہٹہ۔ دکھنی۔ گجراتی۔ رانگڑا۔ بھیل۔ سیار۔ گھوڑا کائین۔ بھوجپوری۔ بوندیلا۔ راجپوت منڈ۔ راجی۔ آشامی۔ بناکی۔ بھوٹیا آہن فولاد مین غرق بیسواڑے کے بیس ملک اودھ کے چھپری ٹھاکر و بچھیت۔ پنوار۔ برہمن۔ سوکل۔ تواری۔ پانڈے۔ دوبے۔ چوبے اور بھرے گنوار بیس چھپری کٹار۔ سروہی۔ تلوار۔ پٹا۔ بانا۔ شیرپنجہ۔ قراہین۔ پستول۔ برچھی سانگ لگائے برقابرق رکاب مین لگیر فیل میونہ پر سوار ہوا جب دونون لشکر میدان کارزار مین سیل در سیل خیل در خیل تنگ در تنگ جنگ در جنگ جوق در جوق غٹ کے غٹ پرے کے پرے جمے اور پرے کر کے صف در صف کھڑے ہوے ملک الموت نے دونون لشکرون کے درمیان مین اپنا خیمہ استادکیا اور مریخ ہر بہادر کی پیشانی پر جلوہ نما ہوا صاحبقران نے اپنے مرکب کی باگ لی اور بڑی کڑی کی اور شیر غران کی طرح لندھور کے روبرو آکر فرمایا یہ کلام زبان فیض ترجمان پر آیا کہ اے ملک لندھور محکوم تم سے اور تم کو مجھ سے کام ہے اور بندگان خدا کی خونریزی سے کیا حاصل ہے لحاظ کرنے کا مقام ہے جس حربے مین تم کو دعوی ہو وہ حربہ کر دا پنے دل کی آرزو مٹا لو لندھور نے کہا کہ اے صاحبقران اگر مین نے پہلے حربہ کیا تو تمھارے دل کی ہوس تمھارے دل ہی مین رہ جائیگی مراد خاطر نہ بر آئے گی پہلے حربہ تم کرو اپنے جوہر دکھاؤ صاحبقران نے فرمایا کہ میرے اُستاد نے یہ نہین بتایا ہے تین حربے تم نہ کروگے تب تک مین حربہ نکرونگا اپنا کوئی ہاتھ تم پر نہ لگاؤن گا چونکہ لندھور صاحبقران

معرکہ آرائی امیر اور لندھور کی اور تلوار مارنا امیر کا لندھور کے سر پر اور ضرب تلوار سے گردن اسپ لندھور جدا ہو کر زمین پر گرنا اور گھوڑے کا مر جانا

پر بازہ تھا اسواسطے گرز پر ہاتھ نہ ڈالا نیزہ صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر

رو کا بایکدیگر نیزہ بازی ہونے لگی جب سو سو طعن نیزے کے چل گئے اور طرفین مین کسی کو ضرر نہ پہنچا اور گھوڑا بھی عرق عرق ہوگیا صاحبقران نے اُسکے نیزے کو گاتھ کر ایک ڈانڈ ایسی ماری کہ نیزہ اُسکا ہاتھ سے چھوٹکر دور جا گرا اور ہوائی کیطرح ہوا پر اُڑا ادہر چند نیزہ کی انی لندھور کے سینہ کے پار ہوگئی فرط حیا سے چہرے پر زردی آشکار ہوگئی لیکن آپکو سنبھال کر بہ مقتضاے قدر دانی بولا کہ یا صاحبقران حیا طقضا نے نیزہ بازی کا جامہ تمھارے ہی بدنپر درست وچست سیا ہو خداوند قدیر نے اس فن کا کمال تمھین کو عطا کیا ہو اگر مرد میدان شجاعت ہوگا تو آج سے پھر کبھی نیزہ ہاتھ مین نہ لونگا یہ کہکر گرز اُٹھا کر بولا کہ یا صاحبقران اب بھی دروازہ آشتی کا کھولو دیکھو جنگ سے صلح بہتر ہو ناحق تمام عمر تمھارا داغ سینے پر لیکر رہیگا مجھسے رنج اپنا نہ دو امیر نے کہا کہ یہ وقت لڑنے مرنیکا ہی نہ کہ وعظ و پند و نصیحت کرنے کا ہی مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ اپنے اقرار سے ناچار ہون نوشیروان کا اب تو فرزند بردار ہون لا دیکھوں تو تیرے گرز کی کیسی ضرب ہی ابھی تو آغاز ہی حملۂ حرب ہو لندھور نے بجبور و زانو بیٹھکر گرز کو تول کر دو ہتڑ صاحبقران کے سر پر مارا صاحبقران نے حافظ حقیقی کو یاد کر کے گرز اُسکا سپر پر شاسب پر گا تھا اُس پر کچھ اثر بھی نہ کیا ہر چند امیر کے ہر بن مو سے عرق نکل آیا مگر حضرت آدم کے باز دبند کی برکت سے امیر کا بازو زخم نہ ہونے پایا لندھور نے اپنے دلمین کہا کہ یہ گرز جسپر پڑا ہو اُسکے استخوان سرمہ ہوگئے ہین ہر عضو بدن کو چکنا چور کریگا لیکن صاحبقران کے کچھ بھاوین بھی نہ ہوا تیوری پر میل بھی نہ آیا دوسری مرتبہ بقوت تمام پھر اُس گرز کو لگایا اگرچہ صاحبقران اُس گرز کے روکنے مین بھی سد سکندری کیطرح قایم رہے لیکن چھٹی کا دودھ یاد آیا لندھور نے تیسری دفعہ جھنجھلا کر اُس گرز کو اس زور سے صاحبقران کے سر پر مارا کہ اگر کوہ بے ستون پر پڑتا تو پانی اُبل آتا صاحبقران نے اسکو بھی رد کا پر مرکب سیاہ قیطاس چارون پانون سے تا بزانو زمین مین گڑ گیا اور امیر گرد بگولے مین پٹ گئے اس صدمے کے سبب جو غبار زمین سے اُٹھا اُسمین اٹ گئے لندھور کے منھ سے بے اختیار نکل گیا چہرے کا رنگ بدل گیا کہ وہ مارا اوہ پت کیا بڑے زبردست کو زیر دست کیا مگر حیف صاحبقران کی جوانی پر اسلیے مین بار بار منع کرتا تھا پر وعدے نے نہ ماننے دیا یہ کہکر امیر کے پاس ہاتھی پر سے اُتر کے گیا رانین اور بازو ملکر کہا کہ ای شاہ عالی مقدار اگر زندہ ہو تو آواز دے کہ میری جان مین جان آئے اور اگر مر گیا ہو تو فردائے قیامت پر پیرے تیرے ملاقات رہی مجھے تیرا کمال صدمہ ہوا ہو صاحبقران ہوش مین آئے تازیانہ داؤدی سیاہ قیطاس کے اوپر چکایا مرکب چارون طپلیان جھاڑ کر اُس جگہ سے الگ جا کھڑا ہوا صاحبقران نکل آیا امیر نے کہا کہ ای خسرو ہندوستان کسکو مارا اور کسکو پست کیا اور کون زبردست ہو کس کو زیر دست کیا مین تو ابھی موجود ہون ایک ضرب اور لگالے اپنے دل کی ہوس مٹالے ابھی تو شروع کارزار ہو جس کی خلد شرمہ کے اسقدر کیون اضطرار ہو کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا سخت لڑائی کا اتفاق نہوا ہوگا لندھور متعجب ہو کر بولا کہ

اُترکے گھوڑے پر سوار ہوا اور تیغہ بردوانی نیلگون برنگ سیماب دشمن کش بے حجاب مانند تختۂ دُکان عطار کمر سے کھینچکر ضرب کو امیر کے سر پر لگایا امیر نے سپر موج قبہ رشیم ہفت رنگ سے گوندھی ہوئی کو پیش کیا اور اُسکی ضرب سزا یا آفت کو اُسپر گانٹھ لیا اور کہا کہ ای ملک لندھور پانچ حربے تیرے مین نے روکے اور کیسے کیسے وار تیرے رد کیے اب دو میرا ہو میرے حملے کا وقت آیا ہی خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ غفلت مین مجکو مارا مین ہوشیار اور آگاہ تھا نے پایا یہ کہکر رکاب سے رکاب ملا کر مصاف کھینچکر ہستی و چالاکی تمام اور بکمال ہوشیاری خسرو کے سر پر ماری خسرو نے سپر پر روک لیا ہاتھ کو روکرے ہاتھ کو امیر کے گانٹھے مگر تلوار سپر کو مانند پنیر تر کاٹ کے گھوڑے کی گردن پر جا اُتری گھوڑا سرنگون ہوا خسرو ہندنے زین کو خالی کیا اور غیظ و غضب مین آیا جھجھلا گیا اور تیغہ کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے اپنے دامن کو کمر کا ایسا نموسیاہ قیطاس مجروح ہووے اور اپنی جان اُسکے ہاتھ سے کھووے تو بل میرا دھرا ہو جاوے اور پھر ایسا مرکب کہان میرے ہاتھ آئے چالاکی تمام مرکب سے جدا ہووے اور دستی کر کے تلوار لندھور کے قبضے سے الگ تھلگ کھینچ لی اور امیر طرف چھین کے اپنے لشکر کیجانب ڈالدی لندھور نے امیر کی گردن مین ہاتھ کو طوق کیا اور امیر نے اسکی کمر مین اپنا ہاتھ ڈالدیا اور دونون طرف سے زور ہونے لگا دیکھنے والون کا زہرہ آب ہو گیا جب پہلوان روزآزمایش کے واسطے اپنے مقام مغرب مین روانہ ہوا اور خلیفہ شب خانگردان انجم کو زور دلانے لگا دونون طرف سے مشعلین روشن ہوئین اور راتون کو متواتر خلا لکین تین شبانہ روز امیر و لندھور نے مشت پشت سینہ بسینہ کلہ بکلہ لگیدگیر زور کیا مگر کسی کا کسی سے لنگر نہ اُکھڑا جو تھے دن امیر نے نعرہ اللہ اکبر کیا اور لندھور کو اُکھاڑ کر چھاتی تک اُٹھا لیا مگر سر تک بلند نہ کر سکے اُس لنگر کو جو بہت بھاری تھا روکے رہے اُسکو چھوڑ کر چاہتے تھے کہ پہلوے غیرت مین خنجر مارین جان عزیز کو خاک فنا مین ملا دین لندھور نے ہاتھ امیر کا پکڑ لیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ یا صاحبقران سوائے آپکے کسنے یہ قدرت پائی ہی کہ میرا لنگر زمین سے اُکھاڑے کچھ بھی مجکو زمین سے اُٹھانے مین بدل و جان آپکی اطاعت منظور کی اور آج سے مین نے آپکی رفاقت منظور کی امیر نے لندھور کو چھاتی سے لگا لیا اور اُسی وقت سجدہ شکر کا ادا کیا اور کہا کہ خسرو تم میرے قوت بازو ہو مین تمھین بھائی کی طرح جانونگا اور جان سے زیادہ عزیز رکھونگا لیکن میری یہ آرزو ہی کہ تم میرے ساتھ نوشیروان کے پاس چلو مجھے اُس سے صادق الوعدہ کرو لندھور نے کہا کہ مین تابع فرمان ہون جہان حکم ہو وہان چلون بسم اللہ فرمائیے مین حاضر ہون پیش خیمہ روانہ فرمائیے اتو مین قول ہار چکا اس امر مین بھی لاجواب ہون لندھور نے اُسیدم اپنے لشکر کے سرداروں کو بلوا کر امیر کی ملازمت کروائی اور ہر ہر شخص کے عہدے اور منصب وغیرہ کی کیفیت امیر کی سماعت مین پہونچائی اور آپ امیر کے ساتھ ہوا امیر کے خیمے مین گیا صاحبقران نے بہت کچھ زر و جواہر لندھور پر سے صدقہ دیا اور جشن ترتیب دیکر مہرنگار کے تصور مین ساغر چشم کو رشک خونین سے لبریز کیا لندھور نے دیکھکر معلوم کیا کہ امیر کو مہرنگار

کا خیال ہوا اپنے رومال سے اشک جگر گون کو پونچھکر کہا کہ یہ آبدیدہ ہونا کسواسطے ہے اب زمانہ فراق کا آخر ہوا
اور وصال سر پر پہونچا صاحبقران نے دلکو بہلا کر عمرو سے گانے کی فرمایش کی عمرو نے مؤدب ہوکر تنبیکر مضراب
کی ٹوپی سر انگشت پر بہائی اور چھیڑ چھاڑ کی ٹھہرائی اور دو تار اجا کر پہلے تو سمان راگ کا دکھایا بعد ازان لحن داؤدی
مین گانا شروع جو کیا تو امیر و لندھور اور بیچنے اہل دربار و بیدرد محفل مین تھے سبھونکو تصویر حیرت بنایا امیر اور
لندھور کا دل عمرو کے گانے سے بہت مسرور ہوا دونون نے انعام زر و جواہر دیکر عمرو کو مالا مال کر دیا بعد ازان
لندھور نے اپنے خزانے کی کنجیان امیر کے روبرو رکھدین اور تمام ہند کی تحفہ تحفہ چیزین پیشکش کرکے خود بصدق
دل مشرف باسلام ہوا بت پرستی کو ترک کیا دار و خانہ ہاے چینخانہ بکاول و فراشون کو بلوا کر ایک کمرے مین ادیم دسترخوان
بچھوا کر انواع انواع کا خاصہ لگایا امیر نے لندھور کو لیکر کھانا تناول فرمایا لندھور نے بعد فراغت طعام کے عرض کی کہ مین بھی
امیدوار سرفرازی کا ہون بہت دنون سے یہ آرزو رکھتا ہون غریب خانہ کو اپنے قدم ارم توام سے رشک فردوس کیجیے
اور نان و نمک نوش فرماکے میرے کام جان کو زائد عنایت سے لذت دیجیے شعر اگر دی بگذار دقدم بخانہ ما پنہ سرو کہ بود شوق
آستانہ ما ۔ امیر نے فرمایا کہ مجھے بسر و چشم منظور ہے ہندوستان کا کھانا تو کھانا بہت ضرور ہے بعد اُسکے لندھور رخصت خواہ ہوا
امیر نے لندھور کو خلعت شاہانہ سے مخلع کیا لندھور رخصت ہوکر اپنی دولتسرا مین داخل ہوا اور جشن شاہانہ ترتیب دیکے
صاحبقران کو مع امرایان نامدار دپہلوانان باوقار اپنی بارگاہ مین لیگیا بزم نشاط سرگرم ہوئی طبلے پر چاپ پڑنے لگی
اب لندھور اور امیر کو تو جشن مین مشغول رہنے دو ن تھوڑا احوال گستہم کا بیان کرون واضح ہو کہ گستہم کمزور مارکھانے کی
نشانی جو لندھور سے پسلیان توڑوا کر بھاگا منزلون پھیچے پھر کر نہ دیکھا ایک پہاڑ کے دامن مین پہنچکر بیٹھا اور شب و روز
صاحبقران کے مارنیکی فکر مین بسر کرنے لگا عیاروں نے اُسکو خبر دی کہ لندھور کو امیر نے زیر کیا اور بشکل اسلام فتحیاب ہوا اور آج
کئی دن سے لندھور کے ساتھ جشن مین مصروف ہو رہے ہین دن عید رات شب برات خوب عیش کرتے ہین سو اے مقبل وفادار
امیر کے لشکر مین کوئی سردار نہین ہے اور رفقا اور امرا امیر کے ہمراہ ہین فوج کا کوئی خبردار نہین ہے گستہم نے دیکھا کہ میدان خالی
ہے پڑاؤ مار اچاہیے ان لوگونپر وار لگایا چاہیے کہین مہرنگار کی دو خواصین اپنے ہمراہ لایا تھا اور صاحبقران نے بھی انکو
مہرنگار کے پاس دیکھا تھا گستہم نے دو شیشو مین شراب انگوری تحفہ بھرکے اُسمین زہر ہلاہل چار مثقال مخلوط کیا کہ اگر
ایک قطرہ بھی اُسکا دریاے شور مین گرتا تو جانوران دریائی بھی جانبر نہوتے اور ڈانٹ شیشون کے منھ مین لگا کر مہرنگار کی
مہر جعلی کی اور خواصونکی صورت مسافرانہ بنا دی اور اشتیاق نامہ مہرنگار کی طرف سے لکھ کے اُن خواصون کو حوالہ کیا اور
مضمون اُنکو بخوبی سمجھا دیا کہ اول تو مقبل کے پاس جاکر اظہار کرنا کہ بلکہ مہرنگار نے ہمکو بھیجا ہے بکمال وقت اور
پوشیدگی ہمکو یہان روانہ کیا ہے وہ تمکو امیر کے پاس لیجاویگا اُسکے نزدیک پہونچا دیگا امیر سے بہت ہی باتین اشتیاق کی
بلکہ مہرنگار کی طرف سے کرکے بید و شیشے شراب کے مع اشتیاق نامہ دینا اور دل اُسکا اپنے ہاتھ مین لینا اگر تم نے کہا نہ مانا تو

تو مین تمکو اپنے محل مین داخل کرونگا اپنی بیبیون مین شامل کرونگا وہ دونون مردار مین مردانہ بھیس بدل کر مردانہ ہوئین جب لشکر کے متصل پہونچین طلایہ گردون نے روکا خاص بردارون نے تو کہا لین کہ ہم ملکہ مہرنگار کے نامہ بر ہین ایران سے آتے ہین تمہارے امیر کے پاس جاتے ہین وہ لوگ انکو اپنے ہمراہ لے چلے مقبل نادار کے پاس لیگئے مقبل نے الفور اُس مجلس جشن مین گیا اور امیر کے کانمین جاکر کہا کہ دو خواصین ملکہ مہرنگار کی بھیجی ہوئی آئی ہین دو شیشے شراب انگوری کے مع نامہ اشتیاق لائی ہین حضور کیخدمت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہتی ہین امیر کو تو سرور تھا ہی دونہی مسرور ہوئے بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے اور خسرو سے کہا کہ آپ سرگرم مجلس رہیئے مجھے ایک امر ضروری ہے اُس سے فارغ ہوکر بہت جلدی آتا ہون اور عمرو سے فرمایا کہ تم میرے بدلے خسرو کیخدمت مین حاضر رہو اور لشکر کا دل بہلاؤ امیر نے اپنے خیمے مین آنکر خلوت کی اور اُنکی حاضری کی اجازت دی اُن دونون خواصونکو بلا کر احوال سُنا خط کے لفافے پر جو مہرنگار کی مُہر تھی اُسکو بوسہ دیا اور آنکھون سے لگایا اور بار بار زانو پر رکھا اور پھر اُٹھایا خلاصہ یہ کہ خط پڑھکے ایسے خوشی سے پھولے کہ رنگ گل بیراہن مین نہ سمائے نیک بد زمانے کا بھولے ایک شیشے کی مہر جلا کر کے روشنی مین ہلایا اور مہرنگار کا نام لیکر خط کو بوسہ دیا فرمایا شراب کا حلق سے نیچے اُترنا تھا کہ امیر بیہوش ہوگئے منہ سے کف جاری ہوا ہاتھ پانون مارنے لگے اور یہ شعر پڑھا

اور دیدہ پر آب کیا شعر قطرۂ مے کہ لبم بے تو چشیدن گیرد ۔ در گلو ناشدہ از چشم چکیدن گیرد

خواصون نے جانا کہ امیر کا کام تمام ہوا کوئی دم کے مہمان ہین اب ہمارے کام کا خوبی انجام ہوا کسی بہانے سے مینھ خیمے کی خالکر دونون قطار حلقی ہوئین خوش خوش گستہم کی طرف چلدین اتفاقاً خسرو نے عمرو سے کہا کہ مجلس بغیر از امیر کے بیرنگ ہے جس محفل کا مہمان موجود نہو لطف نہین یہ کون ڈھنگ ہے خواجہ اگر امیر کو اسدم سے آؤ تو چار سو تمین تواضع کرتا ہون ابھی تنبل تمہاری بھرتا ہون عمرو نے روپے کا نام سُنا اب کب ٹھہرتا ہے فوراً وہانسے روانہ ہوا بارگاہ کے دروازہ پر مقبل کو پایا اُس سے پوچھا کہ امیر کیا کرتے ہین مقبل نے کہا دو خواصین مہرنگار کی آئی ہین اُنسے خلوت مین باتین کر رہے ہین خواصون کا نام سُنتے ہی عمرو کا دل دھڑکا پریشان ہوگیا بولا کہ خدا خیر کرے خیمے مین جاکر شمعونکو گل پایا جھٹ پٹ قتیلہ عیاری روشن کر کے شمعون کو جلایا دیکھا کہ امیر کے جسم مین سراپا آبلے پڑگئے ہین رنگ نیلا ہوگیا لب منہ سے جاری ہے غفلت مین ہاتھ پانون دھن رہے ہین شیشہ چکنا چور پڑا ہے اور دوسرا مسلم دھرا ہے جہانتک اُس شراب کی بنی زمین پر دوڑی ہے زمین شق ہوگئی ہے ادھر اُدھر دیکھا تو کسی کو نپایا مگر ایک طرف کی میخ خیمے کی کھڑی دیکھی فوراً اسطرف سے نکل کے اُنکے قدمون کے نشان پر چلا کہان عمرو کی دوڑ اور کہان اُن خانہ خرابون کی چال ڈھال کہان عمرو عیار کہان وہ دونون خصال جاتے جاتے اُنکے سر پر پہونچا دور پر جا کر لیا دونون آپسمین کہتی جاتی تھین کہ کیا اچھی ساعت گھر سے چلے تھے ذرا بھی دیر نہ لگی کہ امیر کا کام تمام کر کے پھیرے چلونگا بولا گستہم سے وعدہ وفا کرو اوین اور اُس سے انعام و اکرام پاوین پیچھے سے عمرو بولا کہ مین تمہارا ملک الموت آپہونچا اچھے گھر بنایا دیا یہ کہکر کمر سے خنجر نکال کر دونون کو بار سر سبکدوش کیا

اور اُسی جگہ سے اُلٹے پاؤن پھر مقبل کو بارگاہ مین لیکر امیر کی کیفیت دیکھائی اور کہا کہ یہ تیری غفلت ہی کی بدولت یہ آفت ہی اب بتا کہ کیا کرین کیا فکر کرین کیا و واکرین مقبل سر نیچے لگا عمرو نے کہا کہ چپ رہو ایسا نہو کہ لشکر ہند اس سانحہ سے خبردار ہو کر پھر جاوے اور ہمارا لشکر مفت مین ان لوگون مین گھر جاوے تو امیر کی نگاہبانی کرو اور رہا سنسے قریب باہر نہ دھر خبردار جبتک مین نہ آؤن کسی کو خیمے مین نہ آنے دینا اور اس مقام سے ہلنے کا نام نہ لینا لندھور سے جاکر چپکے سے کہا کہ امیر اسوقت آنہین سکتے اور آپکو بھی وہان بلا نہین سکتے کیونکہ دو سردار نوشیروان کے پاس سے آئے ہین اور یہ حکم لائے ہین کہ اگر تمکو مجھ سے ایفاے عہد منظور ہی تو فوراً لندھور کو قید کر لینا کسی طرح اُسکو چھوڑنہ دینا سو امیر نے ایسے کہا ہی کہ اگر مصلحتاً تم اسیر ہونا منظور کرو تو میرا کام نکلتا ہی تمھارا کسی طرح سے بال بیکا نہوگا میرا سلسلہ خیر اندیشی سے آگے کو جاتا ہی خسرو نے کہا کہ قید ہونا درکنار امیر اگر میرا سر مانگین تو حاضر ہی مجھے آہین کیا تامل ہی عین میری خوشی خاطر ہی عمرو نے کہا کہ ایسا نہو کہ آپکا لشکر بگڑے اور کچھ فساد کرے خسرو نے کہا کسکی قدرت ہی کسکی تنی مجال کہ مین اتنی طاقت ہی اپنے لشکر کے سردارون کو سمجھا دیا اور اپنے ہاتھ رومال سے بندھوا کر لشکر اسلام مین داخل ہوا عمرو ایک گوشے مین بٹھلا کر اُس کی خاطر داری کرنے لگا اور ایک جام عیاری کا پلا کر لندھور کو بیہوش کر دیا بجاز ان طوق و زنجیر کر کے ایک صندوق مشبک مین کہ ہوا لگتی رہے بند کیا اور لشکر کا بندوبست کر کے وہانسے راہی ہوا اثناے راہ مین دو سوار دیکھے ہر چند روپوش ہوا لیکن کسیطرح چھپ نہ سکا تب تو مرد انہ وار سامنے آیا اور اپنا منھ دکھایا وہ اپنے گھوڑون پر سے اُتر کے عمرو سے بغلگیر ہوے مزاج کا حال پوچھنے لگے عمرو نے پوچھا کہ آپ کون ہین وہ بولے کہ ہم سبال ہندی کے بیٹے ہین تلاش مین تمھاری دور سے آئے ہین صبور و صابر ہمارا نام ہی باپ ہمارا ظاہر مین مسلمان ہی مگر باطن مین وہی بت پرستی اُسکا طریق و ایمان ہی رات سے امیر کے مسموم ہونیکی خبر سنکے تسخم کی مدد کو گیا ہی اور اُس ناحق کوش کا شریک ہوا ہی ہم اسواسطے آئے ہین کہ امیر کو لیجا کر اپنے قلعہ مین رکھین اور خوب دل لگا کر علاج کرین عمرو نے خوش ہو کر کہا کہ ایسا ہی چاہیے دو آنکھین جلد امیر کو ہمراہ لیجیے اور خدا کو درمیان دیجیے کہ کچھ دغا نہو اور کوئی فساد برپا نہو اُنھون نے خدا کو درمیان دیا اور کہا کہ اگر ایسا ہمکو منظور نہوتا تو کیون ادھر کا قصد کیا جاتا عمرو اُنکو لیکر بارگاہ مین آیا اور ایک خیمے مین علحدہ بٹھلایا جب آدھی رات کا ڈنکا بجا امیر کو محافے مین سوار کر کے صابر و صبور کے قلعہ مین داخل کیا اور قلعہ مین اپنا بندوبست کر کے صابر و صبور سے کہا کہ اب امیر کے اچھے ہونے کی تدبیر کیا ہی وہ بولے سنئے دس منزل ناروان نامے ایک جزیرہ ہی اُسمین حکیم اقلیمون رہتا ہی نفس الامر مین انکی صحت کی فکر کریگا وہ اپنے وقت کا مسیحا ہی ہم ایک رقعہ لکھدیتے ہین اُنکو بلا لاؤ تو امیر کو فوراً شفا ہوتی ہی خاطر خواہ اُنکی دار و قرار واقعی دوا ہوتی ہی عمرو نے پہلے تو اپنے دلمین خیال کیا کہ جبتک حکیم آئیگا نہین معلوم حمزہ کا کیا حال ہو جائیگا پھر سوچا کہ اگر حکیم نہ آئیگا تو علاج کیونکر ہوگا یہ کسطرح شفا پائیگا ہر حیلہ باید ا با ید جانا چاہیے اور ہمراہ اُسکو لانا چاہیے صابر صبور نے داراب نامے عیار کو راہ دکھلانے کے لیے ساتھ کیا عمرو نے قلعہ سے باہر نکلکر ہواسے کہا کہ ماما ہوا سد مہم بڑی ضرورت ہی

مجکو آگے جانے دینا اور میرے آگے اسکو قدم نہ بڑھانے دینا دارا اب پوری منزل بھی نہ گیا تھا کہ پسر گیا عمرو سے کہنے لگا کہ اگر کمین سے سواری ملتی تو آگے کو اپنا چلنا ہوتا اس مقام سے دو چار کوس ملنا ہوتا کیونکہ پانون اپنے قابو مین نہین ہین اور آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین دم بھر مین کہین کے کہین ہین عمرو بولا کہ اچھا سستا لو کسی درخت کے نیچے ہوا کھا لو آگے چند قدم پر ایک باغ مین پہونچے ایک درخت کے نیچے دونون بیٹھ گئے عمرو نے طعام عیاری دیکر کہا کہ کچھ کھا بھی لو کہ چلنے کی طاقت ہو اور احوال راہ کا پوچھنا شروع کیا وہ کہنے لگا کہ سیدھی ناک کی سیدھ پر چلے جاؤ داہنے بائین نہ دیکھو اور جانب قدم نہ بڑھاؤ اُس جزیرے کے متصل ایک پگڈنڈی داہنے ہاتھ کی طرف ملیگی تم اُسی لکیر پر دریا کے کنارے تک چلے جانا درمیان مین اور بھی راہین اسطرف کی ملینگی مگر دل نہ بھٹکانا تخمیناً چار کوس چوڑا اس دریا کا پاٹ ہے گذار کی کشتی پر پار اُترکے چند قدم جاؤگے تو اُس جزیرے کے مکان دکھائی دینگے وہان جاکے تم خود ہی ہوشیار ہو پتہ لگا لوگے عمرو نے دیکھا کہ دارا اب کی آنکھ مین سہون پھولی عمرو کے آگے چوکڑی بھولی دارا سے کہا کہ لو بھائی جلدی جاؤ دور چلنا ہے اپنی کمر کسو اُسکا اُٹھنا تھا کہ اُسی جگہ پر مٹی کا تھوہا بنکر گر پڑا عمرو نے درخت کے تنے سے اُسکو باندھ دیا اور آپ چلتا ہوا شام نہوئی تھی کہ دریا کے کنارے پر پہونچا کشتی کے آنے مین دیر دیکھی دریا پر معجزۂ الیاس سے چلا بات کی بات مین پار پہونچکر مغرب کیوقت جزیرے مین داخل ہوا ہندو کی صورت بنکر بازار مین گیا ایک شخص سے پوچھا کہ حکیم اقلیمون کا کہان مکان ہے اور کیسے دولتسرا کا کیا پتا اور نشان ہے وہ بولا کہ اس بستی کے مالک وہی ہین وہ پھاٹک جو نظر آتا ہے اُنھین کے مکان کا ہے عمرو نے دربان سے جاکر کہا کہ صابر وصبور کے پاس سے آیا ہون حکیم صاحب کے نام ایک خط لایا ہون ذرا تکلیف کرکے اُنکو خبر دے دربان نے حکیم صاحب کو اطلاع دی کہ ایک قاصد صابر وصبور کا خط لایا ہے حضور مین باریک ہوا چاہتا ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ آنے دے خبردار اُسے کوئی نہ روکے دربان نے عمرو کو مطلع کرکے حکیم کے پاس بھیجا عمرو نے قریب پہونچکر رسم ملاقات کی اور وہ خط دیا حکیم نے عمرو سے خط لیکر پڑھا چین بجبین ہوکر کہا کہ منقول مجکو لکھا ہے اگر جلد تر آکے حمزہ کو اچھا کردوگے تو کیسہ جواہر سے بھر دینگے بہت خوش کرینگے سبحان اللہ مجکو طماع مقرر کیا ہے جو یہ فقرہ لکھا ہے اگر یہ کلمہ نہ لکھتے تو مین جاتا مگر اب بخاؤنگا ہرگز اُدھر قصد نکرونگا عمرو بولا حضرت اُنسے قصور ہوا جو آپ سے مستغنی المزاج بے پروا کو ایسا کلمہ لکھا معاف فرمائیے اور سواری منگائیے حکیم بمزاج ہوکر بولا کہ تو اعتدال ادب سے کیون باہر قدم رکھتا ہے مجکو منقولا مین خلل کیا ہے اپنا مقولہ ہے کہ ہرگاہ انکار کیا تو انکار کیا آمین تجھے اصرار سے کیا فائدہ ہوگا عمرو نے کہا کہ تقریر مطول کو جانے دیجیے مختصر یہ کہ آپ کے نہ جانے سے ایک بندۂ خدا ضائع ہوتا ہے وہان جاکر نتیجہ نیک دیکھیے گا ثواب لیجیے گا حکیم بولا کہ فائدہ کبر ابھی ہو تو مین نہین جانیکا عمرو نے کہا کہ صغر اکبر تو مین نہین جانتا یہ مسئلہ کس قانون مین لکھا ہے کہ حکیم مریض کا حال سنکر اپنی جگہ سے نہ ٹسکے یہ کیا خاصہ ہے کہ ایک بندۂ خدا کے علاج مین کہ جسکے باعث ہزارہا آدمی کا فائدہ ہو توجہ نکرے حکیم اقلیمون بولا کہ تو قاضی ہے یا مفتی یا تیری قضا آئی ہے تو قاصد سو دائی تو نہین ہے کیون کھوپڑی کھائی ہے جا اپنی راہ لے مین تجھسے

کہتا ہون وہ جا کہدے **عمرو** نے کہا کہ حضور چلنا مقدم ہو کوئی شکل ا تو تشریف لیجانے کی نکالنا چاہئے یہ کیا مقدمہ ہے
حکیم **اقلیمون** نے کہا کہ کیا تجکو مالیخولیا ہو کہ نوع سائل ہو کر جنس عالی سے بحث پر تیار ہو دلیل مطابق حیثیت کے
نہین کرتا ہے **عمرو** نے کہا کہ حضرت کسی قسم کا سودائی ہو اُسکے پیچھے لڑکون کو تالی بجانا مقدم ہے اتنے فصل سے چلا آتا ہون
میرے پیچھے تو کسی نے چٹکی بھی نہین بجائی آپ مجھے سودائی بناتے ہین بڑا ستم ہے تب تو حکیم **اقلیمون** نے غلامون کو حکم دیا کہ
اس بیمار بے ادب کی مشکین باندھواور شلاق کرو اسکا علاج یہی ہے دوائی آدمی سودائی کی ہے **عمرو** نے ہاتھ باندھکر کہا کہ
حضرت مین بکتا ہون کہ تضیعہ نکسس ہوا چاہتا ہے حکیم کی کلیہ شکل بدلا چاہتا ہے جب **عمرو** نے جانا کہ حکیم نہ جائیگا اور
مفت مین توسزا پائیگا بزار و نالی پیش آیا اور کہنے لگا کہ یہ تقریر جو مین نے حضور مین عرض کی گویا صابر و صبور کی
زبانی تھی بہتر ہے کہ آپ نہ جائین مفت تکلیف بیفائدہ نہ اُٹھائین مگر صابر و صبور بھی عجب نسخہ ہین کہ مجکو کالے کوسون
دوڑایا اور اتنی مسافت دور و دراز پر بھیجا چونکہ شب تار ہے اسوقت یہانسے جا نہین سکتا اور نیا شہر ہے کوئی راہی بھی
رات کو آ نہین سکتا اگر حکم ہو تو غلام شب بھر یہان پڑ رہے صبحکو اپنی راہ لے **اقلیمون** نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ
اسکو باورچیخانہ مین لیجاکر کچھ کھلوا کے رات کو سو رہنے دو کل صبح سویرے یہانسے روانہ کرو **عمرو** نے تشخیص کی کہ حکیم
اقلیمون بیمار نادانی ہو دانا ہو کر نفع و ضرر نہین سمجھتا ہے یہی حماقت کی نشانی ہے اسکا کچھ علاج کیا چاہیے کوئی ہوش کی
دوا دیجیے باورچیخانہ مین جاکر باورچی سے باتین چکنا چکنا کرنے لگا باورچی نے اُسکی میٹھی میٹھی باتون پر جُل کھا کر نقل و بحان
کیطرح گھل ملگیا **عمرو** نے کئی نقل کیسہ عیاری سے نکال کر دیے کہ ذرا اسکی بھی چاشنی چکھیے بہت آپ نے رکابداری کی ہے
بہت سی مٹھائیان بنائی ہین اکثر اُستادون سے صحبت رہی ہے باورچی نے اُسکی میٹھی میٹھی باتون پر جُل کھا کر نقل و بحان
کیے اور بھوکے کے مارے بہت نقل کھالیے اور بولا کہ واقع مین اُسکی شیرینی لب بند کرتی ہے اس ذائقہ کی مٹھائی
کبھی نہین کھائی ہے **عمرو** بولا کہ لب کیا کوئی دم مین دم بند کریگی ذرہی مزے اور لطیفے دکھادیگی الغرض اُسکو مزے مین لاکر گوشے مین
لیگیا اور بولا کچھ نمکین کا بھی مزہ چکھیے باورچی نے کہا کہ جب شیرینی مین یہ حلاوت ہو تو نمکین مین نہ معلوم کیا ملاحت ہے
عمرو نے عیاری کی جھوٹے سے ایک کلیجہ نکال کر دیا اُس مرچیلے نے اُسکو بھی زہر مار کیا پھر تو لگا جھومنے **عمرو** نے بگل سے سرخ بھی
ایک گائی سکودی وہ آگ ہو لا ہو گیا ایک پیلا لیکر مارنے کو اُٹھا قدم جو لڑکھڑایا **عمرو** کے قدمون پر آرہا **عمرو** نے باورچیخانہ
ایک چولھے کو گہرا کھود کے اُسکو گاڑا تو یا اوپر سے لکڑیان جلا کے لگادین اور دیگ مین پانی چڑھا دیا اور آپ اُس کی صورت
بن کر حکیم کے لیے حکمت عملی سے ناشتہ پکانا شروع کیا نان و کلیجہ دگاؤدیدہ مین اپنی خشخاش خرچ کی اور سر سوف اوپر سے
چپکاوی اور قلیہ قورمہ روغن جوش روغن داغ دلیا حلوا مین گھی زنبیل سے نکال کر تڑوالا اور آش مین نمک اپنا صرف کرکے انواع
جو زنبیل مین تیار تھین اُنکو بھی ایک طشتری مین نکایا کیا بون مین شیرہ عیاری ملا کر چاشنی دار کیا غرضکہ قہر کا کھانا
تیار کیا صبح ہوتے ہی حکیم صاحب کے دسترخوان پر سب چیزین چُن دین اور چوزی جھلک کھلانے لگا حکیم صاحب

نے جو چپہ کھائی تعریف کرتے کرتے مُنھ بند ہو گیا عمرو نے کہا کہ حضرت یہ آپ ہی کا نسخہ تیار ہوا قانون سے آنچ دی گئی بن پڑا ہمیشہ اسکا کھانا نوش فرمایا کیجیے تو قوت دماغ مین آوے تشخیص دوچند ہو جاوے کوئی مرض سخت چھپا نہ رہے ملس کرتے ہی نبض محسوس ہوا کرے حکیم صاحب کھانا کھا کر بہت محظوظ ہوے اور خاصہ نوش فرما کر ارادہ کارنے لگے اور فرمایا کہ تیری عقل بہت رسا ہے ہم اور بھی نسخہ تعلیم کرینگے بہت سی ترکیبین قسم قسم کی کھانون کی تبادینگے عمرو نے چند قدم پیچھے ہٹکر کہا کہ نفس الامر مین حکیم صاحب آپ بھی زور نسخہ ہین بڑھکر لکھ کر سب چوپٹ کیا کتنے بیوده ہین اقلیمون جھنجھلا کر اُٹھا کہا وخام عقل یہ کیا بیہودہ دماغ پکاتا ہے یہ کلمات خارج از ادب زبان پر لاتا ہے عمرو نے پیچھے کو پھلانگ ماری حکیم صاحب پھلانگ مارتے ہی بیہوش ہو دھم سے مُنھ کے بل زمین پر گر پڑے عمرو نے حکیم صاحب کو چادر عیاری مین لپیٹ کر مسہری مین لٹایا اور اُلش لیجا کر سارے شاگرد پیشہ کو کھلا دیا جب اُن خبیثون نے ہوش اپنا گم کیا عمرو نے کتب خانہ اور دوائی خانہ مع اثاث البیت حکیم صاحب کو زنبیل مین رکھا اور ایک پروانہ راہداری لکھا حکیم صاحب کے قلمدان سے مہر نکالکر اُسپر ثبت کر کے خوش خوش اپنے مقام کی راہ لی مضمون اُسکا یہ تھا کہ گھاٹ انجھی کو لازم ہے کو جلد بلا حجت بہت محافظت سے اس شخص کو دریا پار اُتار دے اور ایک پیسہ بھی اُترواٹی کا نہ لے اگر ذرا بھی دیر لگائیگا تو دریاے قہر مین ڈبو یا جائیگا چند ساعت مین عمرو بیشتارہ کا ندھے پر رکھے ہوے دریا کے کنارے پر پہونچا اور گھاٹ انجھی کو پروانہ راہداری کا دیا گھاٹ مانجھی فوراً مستعد ہوا اور پہلے ہی کھیپ مین عمرو کو پار اُتار دیا عمرو ایک پہر کے عرصہ مین وہان پہونچا جہان داراب کو درخت سے باندھا تھا داراب کو کھول کر کوئی دارو دی کہ اُس نے رفع بیہوشی کی داراب جو ہوش مین آیا نیند سے چونکا تو بولا کہ بہت سوئے نہین تو آدھی راہ جزیرہ کی طے ہو گئی ہوتی خواب خانہ خراب نے منزل بھی کھوٹی کی چلیے جزیرہ کی راہ لیجئے عمرو نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت حکیم کے لانے کی بیان کی اور تمام کہانی اپنی کہہ سنائی داراب کے ہوش اُڑ گئے یا اُستاد کہکر قدم پر گرا اور عمرو کا شاگرد ہو عمرو نے داراب سے کہا کہ تو آہستہ آہستہ چلا آ مین تو لمبی لیتا ہون صابر و صبور کو اس حال سے اطلاع دیتا ہون ہوا کو پچھلے پانؤن سے جو مارا داراب کی نظرون سے غائب ہو گیا تھوڑے عرصے مین قلعے کے نزدیک پہونچا دیکھے تو واہ وا عجب لطف گشتم فوجین لیے ہوے قلعے کے نیچے کھڑا ہے اور ایک سمت لشکر خسرو ہند کا تلا ہوا ہے قلعے کے زینون پر سے گولے برستے ہین گولا انداز توپون کی مہتابی دے رہے ہین عمرو گھس بیٹھیے کے قلعے کے برج کے نیچے پہونچا فوراً کمند پھینک کر آسمانیون کی طرح سے فصیل پر چڑھ گیا لیکن نیچے سے ایک شخص نے لیس ہو کے نشانہ باندھ کر ایک تیر بیشمار سے پر لگایا وہ تیر بیشمارہ کو شل تو وہ خاک توڑ کر طلائی ہاون دستہ پر بیٹھا عمرو جستکر کے قلعے کے اندر گیا اور بیشمارہ صابر و صبور کے آگے رکھا جس حکمت سے حکیم صاحب کو لایا تھا وہ کیفیت بیان کی صابر و صبور عمرو کی دانائی پر عش عش کرنے لگے اور اُس کی چالاکی و دانائی کی داد دی عمرو نے تمام اسباب متوجہ

سے حکیم صاحب کے گرد و پنکر رفع بیہوشی کی دوا دی کہ حکیم کی بیہوشی دور ہوئی اور اسی پیادے کی صورت بنکر گیا
کر آپکو صابر و صبور نے بلایا ہی اور مجھے کمال اضطراب مین آپکے پاس بھیجا ہی حکیم **اقلیمون** نے شر شرو ہوکر بولا کہ
یہان کوئی ہی اس دیوانے کو باندھکر میرے پاس لاؤ کہ مین فصد کھولدون بیفائدہ دماغ پریشان کر رکھا ہی اسکا علاج
کرون **عمرو** نے کہا کہ حضرت مین مجنون نہین ہون کہ شتر و گرگ کو تکلیف دیجئے گا مین دیوانہ کا رخ دیوانہ ہی شیار ہون
کیون دوا کیجئے گا حکیم صاحب بولے کہ مجنون کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہین کہ تیرے نہین ہین تیرے کیا سر خراب
کا پر لگا ہی لاکھ بار کہا کہ مین نہین جاؤنگا تو اپنی ہی راہ لے جاتا ہی جب کوئی نہ بولا حکیم صاحب دھرا دھر دیکھکر محبوط ہوگئے
بھوچکا ہوکر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ سب ہی اسباب میرے مطلب کا میرے پاس موجود ہی مگر میرا مکان نہین ہی اس
سرزمین اور آدمیون کا کچھ نشان نہین ہی تب **صابر و صبور** نے آگر ملاقات کی اور حکیم صاحب کی خاطر داری
اور مدارات کی حکیم **اقلیمون** نے پوچھا کہ مین اسباب سمیت یہان کیونکر آیا **عمرو** بولا کہ یہ مرض نہین جو کہ بے
تشخیص کر لیجئے گا کسی سودائی کی زبردستی فصد کھولیے گا یہ پیادہ لایا ہی اتنی مسافت طے کر کے یہان پہونچایا ہی **اقلیمون** کو
جب معلوم ہوا کہ یہ **عمرو** ہی اوٹھکر گلے سے لگا لیا کہ **خواجہ** اگر مین جانتا کہ تم ہو تو مین بے تکلف چلا آتا اور کبھی حرف
انکار زبان پر نہ لاتا **عمرو** بولا کہ اب بھی مین آپکا زیر بار احسان ہوا کہ آپ نے مجھے دے ڈالا لیکن جلد ایسی تدبیر
کیجئے کہ **صاحبقران** کے جسم سے زہر نکل جاوے اور مریض غریب الوطن اس مرض مہلک سے شفا پا دے
حکیم **اقلیمون** نے امیر کو دیکھکر کف افسوس ملے اور کہا کہ اسکا علاج **نوشیروان** کے محلے روے زمین پر نہین ہی
تمام عالم مین سوائے اُس خاندان کے بالیقین نہین ہی **عمرو** نے کہا کہ حضرت وہ ایسی چیز کیا ہی کہ اُسمین خواص عنقا کا ہے
اقلیمون نے کہا کہ شاہ مہرہ نام اُس دوا کا ہی کہ یمنی کی پشت سے چلا آتا ہی بغیر اُسکے امیر کو شفا نہین ہوگی
زہر رگ رگ مین سما یا ہی اُس زہر ہلاہل کا اثر ہر جزو بدن مین در آیا ہی **عمرو** نے کہا کہ حضرت یہ وہی مثل ہی کہ (تا نرنجی
از عراق آورده شود مارگزیده مرده شود) اس آمد و رفت کے عرصہ تک **حمزہ** کا ہی کو جیتا بچیگا اُسوقت تک
بسطرح دم سلامت رہیگا **اقلیمون** نے کہا بتو نفس الامر مین امیر کو صحت ہونا دشوار ہی بہت بڑا آزار ہی **عمرو** روتا پیٹتا
سر پر خاک اڑاتا قلعے کے دروازہ پر آیا **وہان مقبل** کھڑا ہوا دعا کہتے لگا کہ خواجہ حکیم نے کیا علاج تجویز کیا **عمرو**
نے کہا کیا کہون اس محنت سے تو حکیم کو لایا اور اُس محنت کو یہان تک پہونچایا اب وہ کہتا ہی کہ اسکا علاج بجز شاہ مہرہ
کے دنیا مین نہین ہی اب شاہ مہرہ سوائے **نوشیروان** کے پاس کے جہان کے خطہ خانو نہین نہ نکلے گا اور زمین مین اُسکا
پتا نہ ملے گا **مقبل** سنکر چپ ہو رہا **عمرو** دو چار قدم آگے بڑھا **مقبل** نے پیچھے سے پکار کے کہا کہ **خواجہ** اگر مدائن جاؤ تو
نوشیروان کے در دولت پر ایک بڑھیا رہتی ہی اُس سے میرا سلام کہدینا **عمرو** نے غصیانہ ہوکے پلٹ کے ایک عصا
مقبل کے سر پر اس زور سے مارا کہ **مقبل** خون مین تر بتر ہوگیا چکھا کر زمین پر آیا اُسوقت **مقبل** بآواز بلند بولا کہ **خواجہ** خفا کیون ہوتے

ہو شاہ مہرہ بین موجود ہے تب تو اور بھی عمرو ناخوش ہو کر مقبل کو سخت سست کہنے لگا کہ میرا رستہ کھوٹا کرتا ہے تجھے
اس دیر لگانے مین کیا مقصود ہے مقبل نے کہا عمرو بے حمزہ شاہ مہرہ بین مجا نیگا مجھے لینے کو کہا ہے اسکا یہ پیغام
نے سیرے روبرو امیر کے پہلو مین بیٹھکر باتین لگا دیے ہین اور اسکے نواحر بھی امیر کو بتا دیے ہین عمرو نے مقبل کو
چھاتی سے لگا لیا اور حمزہ کے پاس پہونچا اقلیمون نے کہا کہ خواجہ ابھی ہمین ہوتین جانتا تھا کہ مداش پہونچے ہوگے
شاہ مہرہ کہین سے بھر پہونچا کر لاتے ہو گے عمرو بولا کہ حضرت مین گیا بھی اور پتا لگایا اور لے بھی آیا اقلیمون نے کہا
تمنے کچھ دو رہی نہین ہوا لائے ہو تو دو عمرو نے کہا کہ امیر کے پہلو مین ہمانتین کے قابو مین ہوا اقلیمون نے امیر
کے جسم کو دیکھا تو واقعی نیلا کانچ کے مانند ہو گیا ہے مگر جس جگہ شاہ مہرہ تھا اُس بدن کا رنگ اصلی ہے زہر کا اثر مطلق نہین
ہوا ہے اقلیمون نے کہا کہ اگرچہ امیر کا رنگ نیلگون ہے لیکن شاہ مہرہ امیر کے پہلو مین نہ ہوتا تو اب تک امیر مر گئے ہوتے
یہ زہر کیلا جان کو ہلاکی سو من دودھ منگا کر ٹھاؤ مین رکھا اور امیر کے پہلو کو چیر کر شاہ مہرہ نکالا اور ریشم
مین باندھکر امیر کے حلق مین دیکر پیٹ تک تا یا اور کیلی لمبے کے بعد لنکا کر دودھ کے کڑھاؤ مین اُسکو غوطہ دیا دودھ کا
رنگ زنگاری ہو گیا دودھ کا رنگ لنا شروع ہوا اسطرح چند بار مہرہ کو پانچ پانچ منٹ امیر کے پیٹ مین
رکھکر دودھ مین ڈالا جب دودھ نے رنگ بدلا اور رنگ تغیر پایا اور بالکل رنگت بدل گئی اور امیر کو چھینک آئی
اقلیمون نے چند چادرین کہ تن کی امیر کو اڑھوائین اور تدبیر جو کچھ تھین اُنکی شروع کی اور لوگون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص
امیر کے روبرو نہ آوے کہ امیر کیفیت کا نام بھی ہوا نہ لے دو منٹ کے بعد اسقدر عرق امیر کے بدن سے نکلا کہ تمام بچھونا پسینہ
مین تربتر ہو گیا دوسرے دن جب امیر کو کچھ ہوش آیا کھانا طلب فرمایا اقلیمون نے شوربا تیتر کا پکوایا اور امیر
کو پلایا جب کچھ حواس درست ہوے اور امیر تکیہ سے لگ کر بیٹھے تو پوچھا کہ ملک لند صور کہان ہے اور جشن کے اور
سی سامان مین عمرو نے جھٹ پٹ لند صور کو ہوشمین لاکر امیر کے پاس پہونچایا اور اثنائے راہ مین من و عن حال
بیان کر کے تمام معرکہ کہہ سنایا کہ آپکے بچہ جانے کے گمان سے مجھے یہ قصہ ہوا ہے امیر نے اسکا شکر کیجئے گا ابتو جو کچھ
ہونا تھا سو ہو چکا ہے گا لند صور اور امرا عالی وقار امیر کے پاس حاضر ہوے ہر ایک نے زر جواہر امیر پر سے نثار کیا
اور فقرا و مساکین کو صدقات و خیرات سے مالا مال کر دیا امیر نے حکیم اقلیمون کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہین اور
کہان سے آئے ہین کسی کے ہمراہ ہین یا سوداگر ہین کچھ اسباب تجارت لائے ہین عادی کے منھ سے بیساختہ نکل گیا کہ وہ
جو خوانچہ مین شیشہ ہاے شراب نکلوری ایک ملکہ مہرنگار کی طرف سے آئی تھین حضور کے نصیب اعلی جان لینے کو وہ زہر
ہلاہل ملا کر لائی تھین وہ مرسلہ تمہی کی تھین حضور نے جو ایک شیشہ شراب کا پیا اُسمین زہر ہلاہل مخلوط تھا اُسنے تمام بدن مین سرایت کی
حضور کے دشمنون کا صابر و صبور نیشاپور کے بیٹے اپنے قلعہ مین اُٹھا لاے اور انکی تیمارداری مین مصروف رہا
ہملوگونے بکمال خلوص و مہربانی پیش آے اور عمرو کو بھیجکر جزیرہ نارون سے حکیم صابر کو بلوایا کہ حضور کا علاج ہو اخود و ندقدیر نے

اس مرض مہلک سے بچایا اور گستہم قلعہ کو گھیرے پڑا ہوا در برابر لڑ رہا ہو یہ کلمہ سنتے ہی بلند صور کے تلوے سے آگ لگی مارے جلنے کے بولا کہ ابھی اس خیرہ سر کو جہنم بھیجتا ہون ابھی تو مین اسکا ملک الموت موجود بیٹھا ہون اس مردود کو ایک ہی ضرب مین واصل جہنم کرونگا امیر نے منع کیا کہا کہ آپ صبر کیجیے مین سمجھ لونگا اسمین خبر ہو پہنچی کہ شہپال بھی گستہم کا معین و مددگار ہو قلعہ پر چڑھنے کا قصد کیا تھا صاحبقران نے اُسکے خلف اکبر نے قارورہ آتشین مارکر غار سقر مین اُسکو بھیجا گستہم نے جو یہ دیکھا کہ قلعہ پر پہلے کرنیکا ارادہ کیا ہو تھوڑی دیر مین خندق کو طے کرکے برجون مین آیا چاہتا ہو امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم جاؤ اور گستہم کو میرے لطیف سے کہدو کہ مین نوشیروان کے لحاظ سے طرح دیتا ہون ابھی تک چپ چاپ بیٹھا ہون مگر تیرے کچھ خیال مین نہین آتا ہی اپنی شرارت سے باز نہ آکر فساد پر کمر باندھ جا یہانسے اپنا منھ کالا کر نہین تو اپنا کیا پائیگا قرار واقعی بعد ساعتے سزا پائیگا عمرو نے امیر کا پیغام گستہم سے جاکر کہا اُس ناپاک رو سیاہ صورت نے ہنسکر جواب دیا کہ او سارہان بچے تو مجھے عیاری کرتا ہی حمزہ کو مرے ہوئے مدت ہوئی حمزہ کا نشان بھی باقی نہین رہا ہی مردہ نکو جلایا ہی جسکی طرف سے پیغام لایا ہی عمرو نے جھنجھلا کر کہا کہ او گردن زدنی اور شریر تو صاحبقران کی شان مین ایسی فال بدمنھ سے نکالتا ہی موت کے دن تیرے قریب آئے مین جو ایسا بیہودہ بک رہا ہی کیا کرون امیر کا حکم نہین ہی نہین تو سنگ فلاخن سے تیرے دانت توڑ کر تیرے حلق مین ڈالدیے ہوتے یہ سنکر بیحد بیحد کے جو باتین کرتا ہی اور دعوی کر رہا ہی سچ سچ مجھے بتلا دے ہوتے گستہم بولا کہ اچھا حمزہ زندہ ہی تو جاکر یہ بات کہدے کہ میرے پاس راز سربستہ واقف و آگاہ ہی عمرو اگر تو جواب صحیح لایا تو خیر ورنہ تو بہ فقرہ مجھسے کرتا ہی کہ اُسکا خیر خواہ ہی عمرو امیر کے پاس آیا اور جو گستہم نے کہا تھا بلفظہ کہسنایا اور کہا کہ اے صاحبقران تعجب ذکر کہ تم گستہم سے نابکار سے کہ جسے تمھارے مارڈالنے مین مطلق کوتاہی نہ کی تھی راز دینا نہ رکھتے ہو اور اُسکا مارڈالنا کے فسادات اور شرارتون پر کمر باندھی اب وہ گل بن خمیر ہی بھولے ہو پہلی آفت تو بہرام کے سر پر سے ٹلی اور اب جو زہر دیدیا خدا بزرجمہر کا بھلا کرے کہ اُسنے شاہ مہ پہلوین دیکھدیا تھا نہین تو زندگی کی کون صورت تھی امیر نے اُسکے گونہ مارنیکا حال کہکر عمرو سے کہا کہ بس جی رانہو تو جاکر اُسکو جتا دیکھ کیا کہتا ہی اب دیکھ اُسے منظور کیا ہی عمرو نے گستہم سے آکر کہا کہ امیر نے فرمایا ہی کہ دگو می بعلیہ یہ تین دفعہ تونے پادمارا تھا جب ضرب کھائیگا تو بک بگ دیگا گستہم نے اس راز کے سنتے ہی جانا کہ حمزہ زندہ و سلامت ہی خوب دیکھیے اب کیا آفت آوے بہانے چلے جانا قرین مصلحت ہی اسی دم سندھ کی طرف مفر و رہوا اور وہان جاکر اس مفتری نے عجب طرح کا فتنہ برپا کیا آدمی مے ہونکے سہ سنگدا کر نوشیروان کے پاس بھیجے اور اپنے ایلچی اُن سرونکے ساتھ روانہ کیے اور شقہ مین لکھا کہ بلند صور نے سرمیان حمزہ کو مارا اور مین نے آپکے اقبال سے بلند صور کو قتل کیا چنانچہ ان دونونکے حضور مین بھیجے ہین بعد بڑے حرکر دریافت ہوئے ہین ایک خط نجنک کو مفصل لکھا اور اُسمین درج کیا کہ اپنے بھکمن بادشاہ کی عرضی ہین سوا لکھا ہی کہ نوشیروان مہرنگار کی شادی کسی سے کردیوے اور دختر مشوقہ دلنواز امیر کو بیاہ نہ لگے والا اصل یہ کہ حمزہ نے بلند صور کو زیر کیا بلند صور بدل و جان اُسکا مطیع اور فرمانبردار ہوا امیر کی اطاعت قبول کی اور گردن نیاز امیر کے روبرو جھکا دی مجھسے سوائے

حمزہ کے زہر دینے کچھ نہ بن پڑی اور کوئی تدبیر مجھے نہ سوجھی سو حمزہ بڑا سخت جان بلانوش ہے کہ زہر سے بھی اسکا کچھ نہ بگڑا مطلق بال بیکا نہ ہوا مجبور ہین دہانے بھاگ کر سند ھ مین آیا اپنی جان دہانے بچالایا لہذا مکر لکھتا ہون کہ بادشاہ دوران کے مہرنگار کی شادی کسی سے کروادینا اور اس مشورہ مین اور لوگون کو بھی اپنا شریک کر لینا کہ حمزہ سنگہ کو فوج اٹھا اٹھا کے مرجانے حریف کے مارنے سے کام ہے کسی طرح سے جان گنوائے جس وقت وہ سر اور عرضی ستھم کی نوشیروان کے ملاحظہ مین گذری آبدیدہ ہو کر بزرجمہر سے کہا کہ حیف حمزہ کی جوانی مین جانتا ہون کہ اگر ہزار سال چرخ چرخ کھائیگا تو بھی ایسا جوان پیدا کر کے نہ دکھلائیگا بزرجمہر نے کہا مین کچھ کہہ نہین سکتا نوشتہ سے تو حمزہ کی سلامتی معلوم ہوتی ہے مگر یہان تکلیف بدنی البتہ ثابت اور مفہوم ہوتی ہے آئندہ اعلم عند اللہ

روانہ ہونا امیر کا بعد فتح و نصرت مع لندھور مدائن کی طرف باشان و شوکت

سمند خامہ کی عطف عنانی ہے طے مسافت بیان سفر مین میر قلم کی یون گرمجولانی ہے کہ امیر کو جو کونہ طاقت آئی تو معشوقہ دلنوازی کی یاد مین طبیعت گھبرائی لندھور سے فرمایا کہ اب جی چاہتا ہے کہ مدائن کو چلین خسرو نے کہا کہ جیسی حضور کی مرضی ہو بہت مدت سفر مین گذری اگر بادشاہ کی ملازمت کا قصد ہو بسم اللہ قصد فرمایئے مگر ہندوستان مین سکہ اپنا جاری فرما کر کسی کو نیابتہً اپنی طرف سے چھوڑ جایئے امیر نے کہا کہ ای ملک لندھور تمھارا ملک ہے مبارک رہو مین فقط تمھاری محبت کا بھوکا ہون دیا خنہ تمھاری لیاقت اور راہمیت اور مہمان نوازی کا ہون خسرو نے جلیپورا اپنے برادر عم زلو کو اپنا نائب کیا اور آپ سیاہ صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا عادی نے کہ پیش خیمہ لیکر ایکان پہنچا۔ دانہ ہوا تھا لب دریا ایک سبزہ زار دیکھا بارگاہ دانیالی کو برپا کیا امیر مع خسرو و لشکر اپنے شوکت شاہی سے چلے اور بارگاہ مین داخل ہوئے صیقل کچھ دہانے کو چل کیا در اسطرح پر لشکر کا کوچ اور مقام ہونے لگا ہر چند امیر مین اس زہر کے صدمے سے بجز نقاہت و ناتوانی کچھ باقی نہ رہا تھا مگر مہرنگار کے اشتیاق مین منزلین طے کرتے چلے جاتے تھے یہ دیوانہ ذوق شوق کا عقاب سبکتگ کی کارسازی نہ سمجھے کہ گستہ کا خطر پڑھکے نہ مین مصروف ہوا کہ اسکے دلمین خیال گذرا کہ خواجہ زادہ ژوپین اولاد بن مرزبان کو کہ نسل مین کیکاؤس کے ہے مہرنگار کی درخواست کیلئے ابھار لیجائے اور کسیطرح جلد اسے بلوایا چاہیے جھٹ پٹ ایک خط اس مضمون کا اولاد بن مرزبان کو لکھا کہ ملکہ مہرنگار دختر شاہنشاہ ہفت اقلیم اب حد بلوغ کو پہنچی حمزہ نامی شخص نے اسکی خواستگاری کی تھی بادشاہ نے غیرت جانکر قبول نکیا اور اسکو ہندوستان مین ملک لندھور کی مہم پر بھیجدیا اور وہ سنتے ہین کہ لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا اب ہی ملک عدم کو واپس گیا مصلحت خیر خواہانہ یہ ہے کہ آپ بہت جلد سطرف کا ارادہ فرمایئے کہ بسطرح ممکن ہو بعجلت تمام اپنے آپکو مدائن مین پہنچائیے مین تقریب کر کے آپکی شادی مہرنگار سے کرادون نوشیروان کا فرزند آپکو بنادیگا اولاد بن مرزبان خط کے دیکھتے ہی خوشی سے باغ باغ ہو گیا تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر زابل سے روانہ ہوا چند روز کے عرصے مین مدائن ہو پہنچا سبکتگ نے خبر پاکے اسکا استقبال کرنا شروع کیا خلوت مین بادشاہ سے عرض کی کہ اولاد بن مرزبان کیکاؤسی حضور کی ملازمت کیلئے زابل سے آیا ہے شوق

اُسکی ضرور ہی کہ وہ بھی ایک بزرگ زادہ خاندان علی کا ہی چند سردارون کو حکم ہوا کہ پیشوائی کرکے تاشاد کام پر اسکو لاتا
اور اُسکی مہمانداری اور رسد رسانی مین مصروف رہین چنانچہ بموجب حکم شاہی اُسکو اُتارا اور بخوبی انتظام رسد رسانی وغیرہ
وقوع مین آیا دوسرے دن بخجتک نے اُسکی ملازمت کروائی اور خلعت دلوایا کئی دن کے بعد قابو سے وقت پاکر خلوت
مین بادشاہ سے عرض کی کہ حمزہ تو مارا گیا نامراد اس عالم سے روانہ ہوا ملکہ مہرنگار کی شادی کی فکر ضرور ہی کہ بلوغ کو
پہونچ چکی چشم بد دور ہوشیار اور قابل مرد ہوئی اور کستم کے ساتھ جو حضور نے تجویز کیا تھا وہ بوڑھا ہی اور عمر سے اُتر گیا
اور ظاہر ہی کہ جوان اور کمسن عورت کا بیٹھنا بوڑھے اور سن رسیدہ مرد کے پہلو مین غضب کا سانحہ ہی مگر کسی ایسے شخص سے کہ عزت
اور سن جوانی رکھتا ہو لیاقت ذاتی اور شرافت خاندانی رکھتا ہو شادی کردینا مناسب معلوم ہوتا اس کا خیر مین جسقدر عجلت ہو سکے مقتضائے
وقت ہی کہ زمانہ برا نہ ہو نوشیروان نے کمال تمکین کیساتھ تجویز کرواس ادا فرض کی کوئی صورت بخجتک نے عرض کی کہ میرے
نزدیک تو اولاد بن مرزبان سے کہ کیسا کوئی ہی اور صورت اور سیرت بھی اُسکی اچھی معلوم ہوتی ہی اور بہتر کوئی نظر نہین
آتا ہی آیندہ حضرت کی رائے اور مشورہ جناب ملکہ معظمہ کا ہی بادشاہ نے یہ بات بہت پسند کی اور ملکہ مہرانگیز کو
اطلاع دی چونکہ اُسروز تک امیر کا مرنا مشکوے شاہی مین کسی کو معلوم نہ تھا ملکہ مہرانگیز کو یہ خبر سنکر نہایت رنج وملال
ہوا سب پر قدغن کیا کوئی امیر کے مرنے کی خبر مہرنگار کے کانون تک نہ پہونچاے اور اُسکے روبرو مطلق اسکا تذکرہ
نہ آنے پاوے لیکن کسی نے ملکہ کو خبر پہونچادی اُسکو یہ سنانی سنادی ملکہ نے اپنا حال ایسا پریشان کیا کہ دیکھنے والے
حیران ہو گئے اُسکی کیفیت وحشت اور ملال دیکھکر سب پریشان ہو گئے ملکہ مہرانگیز نے

مہرنگار کا خبر رحلت امیر حمزہ کی سُننا اور مغموم ہو کر بال سر کے نوچنا

کہ بہت سا سمجھایا مگر اُسنے کچھ نہ سنا ملکہ مہرانگیز مجبور ہوئی بادشاہ کو خبر دی نوشیروان نے بزرجمہر سے کہا کہ تم جاؤ مہرنگار
کو سمجھا کر اولاد بن مرزبان کے ساتھ شادی کرنے پر راضی کرو بزرجمہر محل مین گئے اور ملکہ مہرنگار کو علیحدہ کرکے کہنے لگے
کہ ملکہ امیر کی سب طرح سے خیریت ہی اور خدا کے فضل سے صحت وسلامت ہی یہ لوگون نے واہی تباہی اُسکے دشمنونکی نسبت جو خبر لڑائی سے

محض غلط ہو فقط اس خیال سے کہ امیر کا گذر اس سلطنت مین ہوئے پائے یہ بنا جاتی ہو وہان امیر کو گستہم نے زہر دلوایا تھا اُس سے تکلیف بہت ہوئی آپ دیکھ لیجیے گا کہ آج کے چالیسوین دن امیر سے اور آپ سے بخوبی ملاقات ہوگی میرے نزدیک مناسب ہی کہ مصلحتاً اولاد بن مرزبان کو قبول کیجیے کہ بادشاہ کی اسمین خوشی ہو لیکن یہ اقرار کر لیجیے کہ اولاد چالیس دن آپ کے سامنے نہ آوے اور سر اوقات عصمت مین بار نہ پاوے مہرنگار نے بزرجمہر کے کہنے سے منظور کیا بزرجمہر نے بادشاہ کو مبارکباد دیکے مہرنگار کا پیغام دیا نوشیروان نے دوسرے دن سردربار اولاد بن مرزبان کو خلعت و ہادی بہنا کر فرمایا کہ چالیس دن کے بعد عقد کیا جاویگا بختک نے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ یہ مہلت بڑی ہی اور اُسکے آنے کی بھی خبر اسطرف سنی گئی ہی کیونکہ حمزہ زندہ ہی اگر اس عرصہ مین آپہونچا تو سارا منصوبہ بیکار ہو جاویگا آپ ایک کام کرین کہ کل اوٹھتے وقت بادشاہ سے عرض کیجیے کہ غلام چاہتا ہی کہ یہ شادی زابل مین جاکر کرے وہان پہونچتے پہونچتے چالیس دن بھی گذر جائینگے اور میرے عزیز و اقارب بھی وہان سب شریک ہونگے اور اس شادی سے مسرت اوٹھا لینگے اور مین بھی آپکے سخن کی اعانت کرونگا اور بادشاہ کو راضی کر دونگا اولاد اس مشورت سے بہت خوش ہوا فرط مسرت سے رنگ چہرے کا سُرخ ہو گیا اور عندالملازمت نوشیروان سے التماس کیا بختک نے بھی انکے سخن کی تائید کی اور اپنی طرف سے بھی اشتعاب کی بادشاہ نے منظور کیا اور جہیز وغیرہ کی تیاری کا حکم دیا بختک سے فرمایا کہ مہرنگار کی رخصت کا انتظام تمھاری طرف ہی اب اس کا جہیز سے فراغت ہی کرنا بہتر ہی بختک نے ایک کی جگہ سو خرچ کر کے کئی دن مین تمام سامان جہیز و سفر کا مہیا کر دیا بادشاہ نے مہرنگار کو بڑی دھوم دھام سے رخصت کیا اور ایک منزل تک مع ملکہ مہرانگیز آپ بھی تشریف لیگئے اور آپ بھی ارکان دولت ہمراہ چلے اولاد ملکہ کو لیے ہوئے بکوچ منزل بمنزل خوش خوش چلا جاتا تھا مگر خیمہ اُسکا ملکہ کے حکم سے تین فرسخ کے فاصلہ پر استادہ کیا جاتا تھا بارہ ہزار غلام حبشی و ترکی ملکہ کے خیمہ کے گرد رہتے تھے بندے کا مقدور نہ تھا کہ اُردو مین جاسکے لشکر کا استالیس دن گذر گئے دسمبھا کہ دمل کے ایام سر پہنچے اولاد نے ایک کوہ پر فضا پر کہ ہوا وہانکی عمدہ دلکش دکھلاتی تھی اور سبزی وہانکی شوخین کھچی جاتی تھی خیمہ استادہ کرنیکا حکم دیا اور فرمایا کہ کل ہمارا ایام قیام ہی ملکہ کا وعدہ تمام ہو گا اسی قلمرو مین شادی کا جشن کرینگے عیش و عشرت کی داد دینگے مہرنگار اپنے دلمین ٹھانے ہوئے تھی کہ جسوقت اولاد خیمے مین قدم رکھے اسید اپنا جوہر دکھلاوے اپنا کام کرے

گرفتار ہونا اولاد بن مرزبان کا اور جانا اسکا قید مین امیر کے حکم سے بزرجمہر کا اسکو قید زندان عادل کے پاس

اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار پہ نہو امید وار یہ جامع المتفرقین کی قدرت کا تماشا دیکھنا ہی جنگل مین نیا منگل کھلا بلبل خامہ یون چہکتا ہی کہ خدا کی قدرت سے صاحبقران بھی اُسیدن وہان آپہونچے اور اُس کوہ کے دامن مین خیمہ زن ہوئے اور فرمایا کہ یہانکی ہوا سے کچھ دنکو دم بدم تقویت حاصل ہوتی ہی اور یہانکی بود و باش طبیعت مائل ہوتی ہی ایک ہفتہ اسی جا پر مقام کرو اور اسی جگہ چندے قیام ہے بھون نے التماس کیا کہ بہت بہتر ہی جو حکم حضور کا حکیم اقلیمون نے عمرو سے کہا کہ یہ جگہ گاہ و اسدم سامان شکار لیجاؤ اور ایک ہرن تم شکار کر لاؤ تسکے کباب کی بو امیر کو سنگھاوین خدا کے

فضل سے دبدم امید کو قوت ہوگی بعد اُسکے ہم تم ملکر کھاوین عمرو حکم ہوتے ہی گوپھن لیکر دہانے ہرن ہوا چراگاہ مین ایک
قلعہ ہرن کا دیکھکر چوکڑیان بھرنے لگا ہرنون نے کنوتیان بدل کر چراگاہ سے رم کی ایک جانب کی راہ لی عمرو بھی ایک
ہرن کے ساتھ چھلانگ مارتا ہوا گوش بگوش چلا ہپاڑ کے متصل قابو پاکر حلقہ کمند کا اس چالاکی سے ہرن کی سینگون پر
مارا کہ وہ دام اجل مین پھنسکر اپنی چوکڑی بھول گیا عمرو نے اُسکے چارون پانُون باندھکر ایک پتھر کے نیچے راہ سے
الگ مستحکم دبا دیا اور آپ بالاے کوہ سیر دیکھنے کے واسطے جا بیٹھا دیکھے تو ایک خیمہ لب جوتنا ہوا اور اُردو اُسکا اُردو
شاہی پر پہلو مارتا ہوا اور دو شخص لب نہر سونے چاندی کا چلمچی آفتابہ ہاتھون مین لیے ہوے کھڑے ہین کسی کے
حکم کا انتظار کرتے ہین عمرو ایک ہاتھ کو جھلاتا پانُون سے لنگڑاتا اُنکے پاس جاکر کھڑا ہوا اور بکمال لجاحت اور
نرمی اُنسے پوچھا کیون حضرت یہ اُردو کسکا ہے اور آپ کون ہین اور آپکو کیا کام سپرد کیا ہے وہ بولا کہ اُردو ملکہ مہرنگار
دختر شاہنشاہ ہفت اقلیم کا ہے اور ہم اُسکے غلام ہین اُسکی اطاعت اور فرمان برداری کام ہمارا ہے پہلے حمزہ نامے
ایک عرب کے ساتھ ملکہ نامزد ہوئی تھی سو وہ ہندوستان مین لنڈھور کے ہاتھ سے مارا گیا نامراد اس جہان
فانی سے وہ بیچارا گیا ہرچند ملکہ نے بہت اپنا حال تباہ کیا اور بادشاہ بھی بہت مغموم ہوا لیکن قضا سے چارا کیا ہے
بختک قرمساق نے بادشاہ کو سمجھا بجھا کر ملکہ کو اولاد بن مرزبان کیکاؤس کے حوالے کرا دیا ہے وہ شادی کرنے کے واسطے
اپنے ہمراہ زابل کیطرف ملکہ کو لیچلا ہے ملکہ صاحبہ نے بزرجمہر سے سنا تھا کہ آجکے چالیسوین دن انتاے راہ مین صاحبقران
کو تم پاؤگی اس محروم درد فراق کے دیدار سے فرحت اوٹھاؤگی سو اسکے چالیس دن کا عہد نامہ اُسنے لیا تھا کہ تا مدت
معہود خیمہ گاہ کے گرد نہ پھٹکنے پاوے سو آج چالیسوان دن ہے اگر شام تک بھی صاحبقران پہنچے تو ملکہ کی زندگی ہوتی ہے
نہین تو جسوقت اولاد خیمے کے دروازے تک پہونچیگا ملکہ زہر ہلاہل کی پڑیا پھانک جائیگی کہ ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھی ہے
حیف ملکہ کی جوانی کہ اُسنے ابھی کچھ نہین دیکھا ہے مفت خون ناحق ہوتا ہے عمرو نے کہا کہ بابا خدا کو یاد کرو عجب کیا ہے اگر صاحبقران
آج ہی آپہونچے بہرحال خدا ملکہ کے دلکی مراد حاصل کرے فقیر کا اسوقت تمسے سوال اتنا ہے کہ میرا ایک ہاتھ اور ایک پانُون
شل ہوکر رہ گیا ہے حکیم نے بتایا تھا کہ سونے روپے کی چلمچی آفتابے سے ہاتھ پانُون دھوویگا تو تیرا ہاتھ پانُون اچھا ہوجاویگا
مجکو تو کہان میسر تھا کہ یہ علاج کرتا مگر معلوم ہوا کہ کوئی دن زندگی باقی ہے کہ تمسے اہل دلون کے ہاتھ مین چلمچی آفتابہ اسوقت
نظر پڑا اپنی زندگی کا کچھ سہارا ہوا بات کی بات کیواسطے اگر عنایت فرمائیے تو آپکے روبرو اس ندی سے پانی بھر کر ہاتھ پانُون
دھولون نہین تو پھر کہان ایسا موقع ملیگا گون مجھے ایسی قیمتی چیز دیگا ان دونون شخصون نے ترس کھاکر مشورہ کیا
کہ ایک فقیر کا کام نکلتا ہوا اور ہمارا اس مین نقصان کیا ہے کمین لیکر اس لشکر سے بھاگ نہین سکتا ابھی ہم کو پھینچ لیگا
یہ سمجھکر چلمچی آفتابہ عمرو کے حوالہ کیا عمرو نے سلام کرکے لے لیا اور نہر سے پانی بھرکے ہاتھ پانُون کو غسل دیا
اور اپنے قابو مین رکھا اُن لوگون نے کہا کہ لاؤ بھائی تمھارا کام تو نکل گیا اب چلمچی آفتابہ ہمارے حوالے کرو ہماری مالیت

ہمین دیدو عمرو ایک پھلانگ مارکے اُنسے جدا ہوکر بولا کہ مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ مین لیکر اُلٹ پلٹ کرون اور اپنی دوا تمکو دیدون فرض کیا کہ اسوقت مین اچھا ہوا اگر پھر اس مرض نے اعادہ کیا تو مین تمکو کہان پاؤنگا اور چلمچی آفتابہ کس سے مانگتا پھرونگا یہ کہکر اولاد کی اُردو کی طرف چلتا ہوا اُن دونون نے بھی اُسکا پیچھا کیا عمرو انکو بھلا کہان ملتا تھا ہوا ہوگیا کہین کا کہین پہونچا اور اولاد کے اُردو مین جاگھسا چادر عیاری پھاڑ تختی پانسے ہاتھ مین لے رمال کیصورت بنکر بیٹھا اُن دونون شخصون نے اُسکے گرد کثرت دیکھکر اپنے دلمین کہا کہ اس سے قرعہ پھکوائیے رمل دکھوائیے اور چور کا ٹھکانا لگائیے پاس جاکر کھڑے ہوے اور اُسکی کیفیت دیکھنے لگے دیکھا جو کوئی اُس سے سوال کرتا ہے وہ اُسکے دل کا راز بیان کرتا ہے یہ بڑا کمال کرتا ہے یہ بھی جاکر بیٹھ گئے اپنا احوال اُس سے پوچھنے لگے اُسنے کہا کہ تمھارے کوئی ظرف جاتے رہے ہین اور وہ دو عدد چاندی اور سونے کے ہین یہ سُنکر کمال معتقد ہوے اور آپسمین مشورہ کرنے لگے بعد مشورے کے ایک تو عمرو کے پاس بیٹھا رہا دوسرے نے ملکہ کے در دولت پر جاکے عرض کر بھیجا کہ غلام کچھ عرض کیا چاہتا ہے بہت ضروری التماس کرتا ہے ملکہ تو شام کا انتظار کر رہی تھی کہ آفتاب غروب ہوے تو زہر کھاؤن قید حیات سے رہائی پاؤن غلام کی استدعا سنکر فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی کہ شاید کوئی مژدہ سُنا ہے اُس یوسف گم گشتہ کے قافلے کی خبر لاوے پردے سے لگ کر پوچھا کہ کیا کہتا ہے کوئی خبر اچھی لایا ہے اُسنے پہلے تو کیفیت چلمچی آفتابہ کے گم ہونے کی کہی بعد اسکے رمال کی کیفیت بیان کی ملکہ نے سنکر قافلہ کنعان دلمین سوچی کہ یہ برائے ہوا ہے تو کسی نے بنائی کہ میرے اُردو کے متصل اس چالاکی سے میرا مال دست بُرد کر لے اور ہزارون آدمیونکی آنکھون خاک ڈال کھدا دے چلدے اور تعجب نہین کہ یہان جاکر رمال بھی بتا ہو یہ بھی شعبدہ کیا ہوگا الغرض رسیا دل پر سیا دل بھیجکر عمرو کو بلایا اور گوشہ کرکے چلمن کے متصل بٹھاکر فرمایا کہ اے رمال میرے دل کا تو حال کہ کیفیت جگر پُرملال کہ عمرو نے کہا کہ حضرت مین نہ تو منھ دیکھے کسی کا حال نہین کہتا ہون در پردہ کسی کا حال احوال کہنا نہین سیکھا ہون ملکہ نے تجویز کیا کہ آخر تو آدمی مرنا ہی اگر یہ مردد دیکھے گا تو کیا ہوگا کسیطرح ارازافتا ہوگا چلمن اُٹھادی اور اپنی صورت دکھادی عمرو نے پانسے مہر نگار کے ہاتھ مین دیکر کہا کہ آپ پانسون کو اپنے ہاتھ مین لین اور اُن کو پھینکین مین نکلون کو دیکھکر آپکے دل کا راز بیان کرونگا اور زائچہ کھینچکر بتاؤنگا ملکہ نے جو پانسون خط و خال کو دیکھا تو رمال کے پانسے نبائے اور وہی کچھ وہی تباہی پانسے نظر آئے کیونکہ ملکہ بھی تو رمل مین بزرجمہر کی شاگرد تھی مگر دم کی سچی کہ دیکھین کیا کہتا ہے اسکا حکم کیا ہے پانسونکو جو پھینکا عمرو نے ابتداے عاشقی سے لیکر اسروز تک کا حال کہدیا کہ آج آپکو حمزہ کی خبر ملیگی خوشی کی خبر سنائی دیگی مہر نگار نے اعتقاد پر یقین کیا کہ یہ عمرو ہے وہی عیار اور شعبدہ باز مقرر ہے ہاتھ پکڑ لیا اور اُسکی عمامہ اور داڑھی کو جو کھینچا تو الگ ہوگئی عمرو کی وہ صورت دکھائی دی ملکہ بے اختیار عمرو کے گلے سے لپٹ گئی زار زار رو کر پوچھنے لگی کہ سچ کہہ امیر کہان ہین کس کاروان مین ہے یوسف کنعان ہین عمرو نے کہا کہ امیر آج صبح سے اسی پہاڑ کے نیچے خیمہ زن ہین خدا کے فضل سے صحیح و سلامت ہین مگر آپ کے فراق مین مبتلاے رنج و محن ہین ملکہ تو گویا پھولون نہ سمائی جا ہتی تھی

آنا عمرو کا بہ شکل رمال ملکہ کے پاس اور ظاہر ہونا اُسکا داڑھی کے اکھیڑنے سے

کہ امیر کا حال پوچھے اور اپنی بیتی کہے کہ آدمی پرآدی ڈیوڑھی پر گیا کہ رمال کو شادی کی ساعت دیکھنے کیواسطے اولاد نے طلب کیا ہی سب سامان وغیرہ شادی کا جمع ہی فقط اسی رمال کا انتظار کر رہا ہی عمرو نے کہا کہ اب حضور بے فکر بیٹھین چین سے بسر کرین دیکھیے تو اس شادی کے لیے کیسا اولاد کو منحوس کرتا ہون اُن ذات شریف کے ساتھ کیا کر گذرتا ہون یہ کہکر رخصت ہوا ملکہ نے خلعت رخصت مع بدرۂ زر عمرو کو دیا عمرو وہان سے چلا اور اولاد کے پاس پہونچا دیکھا کہ ایک گبد مرصع جواہر مین غرق ایک کرسی مرصع پر بیٹھا ہوا ہی اور سامان رسوم شادی کا گرد اُسکے رکھا ہی اولاد نے پہلے تو پوچھا کہ ملکہ نے تجھے کیون بلایا تھا بولا کہ ایک مردے کی زندگی پوچھتی تھین اور بہت افسوس اُسکا کر رہی تھین مین نے کہدیا کہ وہ مر گیا اور آپکو اولاد بن مرزبان سے بہت پھل ملیگا پہلے تو راضی نہ تھین مگر میرے کہتے سنتے سے راضی ہوئین یہ سخن سنتے ہی اولاد کی باچھین کھل گیئن اور بھی بہت خوشیان ہونے لگین خلعت گرانمایہ دیکر پوچھا کہ شادی کب کردون اس ماہرخ کے وصال سے کب مسرور ہون عمرو نے کہا کہ جتنی جلد ہوسکے کوشش کیجیے اولاد اس بات سے اور بھی محظوظ ہوا ایک بدرۂ زر سرخ کا اور عنایت کیا عمرو اس بدرہ کو لیکر دست بدعا ہوا اور کہنے لگا کہ غلام کے چار لڑکے ہین ایک تو گرز بازی سے شوق رکھتا ہی اس کرتب مین لاثانی ہی اور دوسرے نے پٹے بازی

مین کسر نہ بہم پہونچائی ہی اور تیسرے کو ڈھول خوب بجا آتا ہو اور چوتھا سرنا مین کامل ہو اہی اگر آپ اُنکا تماشا دیکھین تو خالی از کیفیت نہین ہی بہت محظوظ ہون اولاد بولا کہ کل صبحکو اپنی کل اولاد کو ہمارے پاس بھیجدینا البتہ یہ تماشا دیکھنے کے قابل ہی کہ تیری اولاد بھی کامل اپنے اپنے فن مین ہوگی اور تو خود بھی کامل ہی عمرو اُس سے رخصت ہوا اور پہاڑ کے نیچے آکر بصورت اصلی ہوکے ہرن کو حکیم فلیمون کے پاس لایا اُنھون نے ذبح کرکے کباب کی ہوا میر کو سنگھائی کہ اُس سے طبیعت امیر کی بشاشت پر آئی اور عمرو بخط مستقیم راہی ہوا لندصور کے پاس گیا راہ مین مقبل سے جو ملاقات ہوئی اُس سے کہا کہ تو عادی کو لیکر خسرو ہند کے خیمے مین جلد آخسرو نے پوچھا کہ خواجہ کدھر آئے ہو کیون اسقدر گھبرائے ہو بولا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہون کچھ عرض اپنی لایا ہون آپ جانتے ہین کہ صاحبقران ملکہ مہرنگار پر جان دیتے ہین اور اُسی کے واسطے یہ سب تکلیفین اپنے سر پر لیتے ہین جیف ہی کہ آپکے ہوتے مہرنگار کو گزند پہنچا اور امیر اُسکے فراق مین زہر کھائے یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ پہاڑ کے تلے اُسکا لشکر پڑا ہی اور وہان سامان شادی کا جمع ہی شام تک وارنیارا ہی لندصور اس بات کو سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا گرز لیکر اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین ابھی اسکی ہڈی پسلی سرمہ کرتا ہون اسی وقت اُسکے سر پر قیامت کرتا ہون اتو اُسکے خون کا پیاسا ہون عمرو نے کہا کہ ایسا ارادہ نہ کیجیے مبادا امیر کو ناگوار ہو اُسکو جیتا پکڑ لیجیے خسرو نے کہا کہ پھر جو تمھاری سلاح ہو مین ہر صورت سے حاضر ہون جو تمھارا قصد ہو ویسا کرو دن آئین مقبل بھی عادی کو لیکے پہونچا عمرو نے اُنسے مشورہ کیا اور بیان اپنا ارادہ کیا اُنھون نے بھی لندصور کے قول کا اعادہ کیا جب اُستاد فلک شعاع خورشید کا پٹہ لیکے ٹھاٹھ پر کھڑا ہوا عمرو نے بڑا ڈھول تو عادی کے گلے مین ڈالا سرنا مقبل کو دے کر لندصور سے کہا کہ آپ گرز سنبھالین اور اپنی صورت ایک خوبصورت ارمک کی بناکر پٹے پہلا تا ہوا اولاد کی ڈیوڑھی پر گیا اولاد نے سنا کہ رمال کے بیٹے آئے ہین بارگاہ مین بلا بھیجا اور تماشا کرنیکا حکم دیا عمرو نے گیارہ پٹے بہنچی کسب عیاری سے نکال کر ایسی پٹہ بازی کی کہ اولاد اور اہل محفل دیکھکر دنگ ہوگئے تعریف کرنے لگے کہ ہمنے اپنی عمر مین آجتک ایسا پٹے باز نہین دیکھا تھا اور ایسا اُستاد اس فن کا نظر سے نہین گذرا تھا اولاد نے بہت کچھ انعام دیا مقبل نے سرنا اور عادی نے ڈھول بجاکر محفل کو گرم کیا انکو بھی اطلسی قبائین انعام ملین اور بھی انعام واکرام دیا لندصور جو گرز بازی کرنے لگا اُسکی ہوا سے لوگ دنگل اور کرسی سے خاک پر گرنے لگے ہر طرف سے ایک شور بس بس کا بلند ہوا عمرو نے لندصور کو اشارہ کیا کہ یہی وقت ہی بسم اللہ گزر آزمائیے اور ان مردود کو طاقت دکھائیے لندصور نے بلاتے بلاتے اُس گرز کو بارگاہ کی چوبون پر مارا اولاد تو مع درباریون خیمے مین دب گیا اور فوج سے لڑائی ہونے لگی جنگ شروع ہوئی لندصور نے گرز اُٹھاکر نعرہ مارا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند منم لندصور بن سعدان خسرو ہندوستان نعرہ سنتے ہی بارہ ہزار سوار لندصور کے جو کمینگاہ مین بیٹھے تھے تلوارین

کھینچکر فوج غنیم کے سر پر پہونچے دس ہزار سوار اولاد کے لشکر کے مارے گئے اور پانچہزار زخمی ہوے اور دس ہزار قید مین پھنسے اور باقی پانچہزار جان لے کر بھاگے عادی کا حال سنیئے کہ عین جنگ مین خیال کیا کہ آج اولاد کا ارادہ شادی کرنے کا تھا کھانا ضرور کثرت سے پکا ہوگا اور بہت تحفہ نفیس کھانا ہوگا باورچیخانے مین چلکر کھایا چاہیے لانبے لانبے ہاتھ کھانے پر مارا چاہیے یہ سوچکر باورچیخانے کی طرف چلا چند قدم اُٹھائے تھے کہ تہ خیمے سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ڈھول اُسپر رکھے کے جو سکا ڈھول کا چمڑا چپٹ گیا اور وہ شخص اُسکے اندر سما گیا فوراً ڈھول کے مُنھ کو مضبوط بند کرکے باورچیخانہ مین گھُسا کھانے کی تو افراط تھی جو جو کھانا جی مین آیا بے دغدغے اور بے شرکت غیرے نکال نکال کر کھانا شروع کیا دست خود دہان خود کا مصداق ہوا عمرو نے ہرچند اولاد کو خیمے مین ڈھنڈھا مگر اسکا سراغ نہ ملا لاشون مین تلاش کرتا ہوا باورچیخانے کی طرف جا نکلا دیکھا کہ عادی بڑے بڑے نوالے مار رہا ہے انواع انواع کا کھانا نکال نکال کر اپنے سامنے رکھا ہے عمرو نے تیوری چڑھاکر کہا کہ او شکم بزرگ حمزہ کے لشکر مین تو پہلوان نامی کہلاتا ہے اور لڑائی کے وقت جان چُرا کے گوشے مین بیٹھا ہوا پیٹ پال رہا ہے یہ دُشت پیٹ بھرنے کا تھا کچھ اپنی عزت و آبرو کا بھی خیال نہ کیا عادی نے کہا کہ مین نے بھی ایک آدمی پکڑا ہے میرا کھانا حلال کا ہو چکا ہے عمرو نے کہا کہ ہم بھی اُس کی صورت دیکھین اُس آدمی کی زیارت کرین عادی بولا کہ وہ ڈھول کے اندر بند ہے تو آپ اُٹھ کر دیکھ لے مجکو کھانا کھانے دے عمرو نے ایک بھالک اُس کی دیکھکر کہا کہ یہ آدمی تو لاکھ آدمی کے برابر ہے ہزارون قیدیون سے ایک یہ قیدی بہتر ہے نفس الامر مین عادی تو نے بڑا کام اُنام کیا کہ اس گبرچے کو گرفتار اور رام دام کیا یہ کہکر خوش خوش عادی سے ڈھول اُٹھوا کر لندھور کے پاس لیگیا اور بہزار بشاشت و مسرت اُس سے کہنے لگا کہ اے خسرو ایک شکار فربہ لایا ہون اور مستحق انعام کا ہون لندھور نے کہا کہ شکار مجھے دکھا جو مین عادی نے ڈھول کا مُنھ کھولا اولاد ڈھول مین سے نکل کے خنجر کھینچکر لندھور پر دوڑا لندھور نے خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُسکو زمین پر دے پٹکا عمرو نے کمند کے حلقہ سے سر اُسکو جکڑا اور یہ مژدہ جاکر ملکہ سے کہا ملکہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بہت کچھ عمرو کو انعام دیا عمرو وہانسے امیر کے پاس پہونچا ابتدا سے انتہا تک جو وقوع مین آیا تھا امیر کو سنایا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور لندھور سے کہا کہ حقیقت مین ہماری تمھاری حرمت اور عزت ایک ہی تم نہ محافظت کرو تو کون کرے اور ایسا موقع اور محل مین سوائے دوستون اور مخلصون کے کون ساتھ دے پھر سلطان بخت مند مین بیٹھا رہا مہم نگار کے بھیجنے کا ارادہ ہوا اور اولاد کو بھی باز بخیر کرکے رسالہ کرنیکا قصد کیا کہ شہ چین پنگ کو گرفتار کرکے لاہون یہ کونسا بڑا کام ہے ایک عرضی بادشاہ ہفت اقلیم کو اس مضمون کی لکھی کہ فدوی حسب الحکم حضور مین تو دام فیوضہم بادشاہ مع

آنا عمرو و مقبل و عادی و لندھور کا بصورت بازیگران بارگاہ اولاد مین اور اثنائے بازی مین جنگ کرنا اور گرفتار ہونا اولاد کا عادی پہلوانکے ڈھول مین

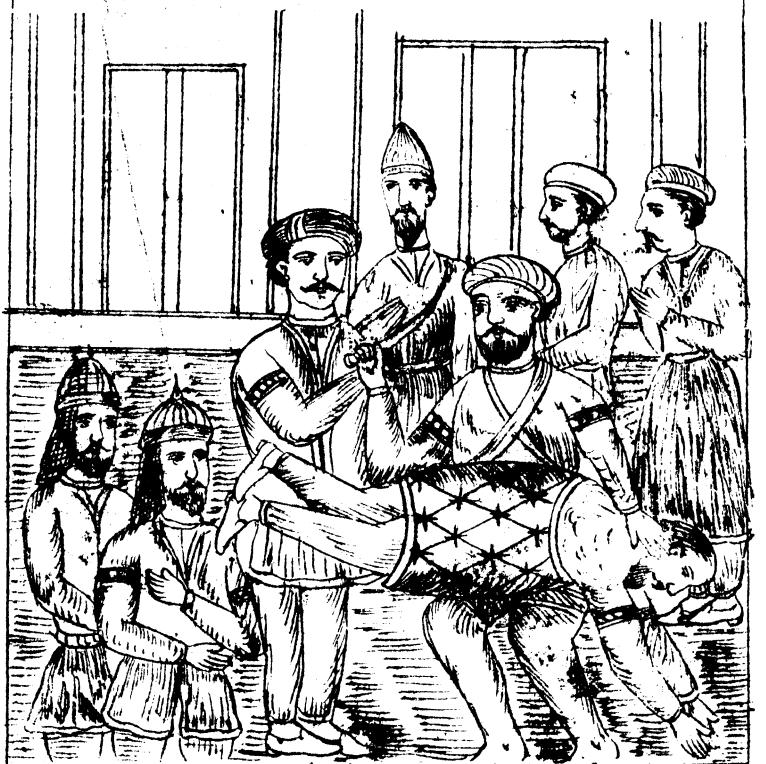

جو جو سختیان اور مصیبتین اٹھائین اُسکا ذکر نہین ہو سکتا اور طلک لندھور کو زیر کیا اور خدا نے عزت و آبرو سے رکھا چنانچہ اُسکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہوا فلاں جگہ پہونچا ہوا تھا کہ عرصہ مین دشمنون نے میرے مرنکی خبر حضور کو پہنچائی اور یہ خبر بدرود راٹھائی حضور نے سچ سمجھکر بدانديشان کی فہم کے شوے سے مہر نگار کو اولاد کے حوالے کیا اور آپ اُسکی تحقیق اور تجسس مین توجہ اور طاقت دکھایے لندھور خیل خویش و اثنائے راہ مین مجھسے اور اولاد سے ملاقات ہوئی اُسکو گرفتار کرکے حضور مین بھیجا چنانچہ ہوئی اور فون سے لڑائی ہونے لگی جنابعالی و اولاد کو دیکھا اور جو لوگ اس شورے مین شریک و متحرک تھے اگر مزاج مین آئے تو ہم بھیجدینگے بلکہ لندھور بن سعدان خسرو ہند و سندھ کو بھیجا ہے انشاء اللہ تعالے عنقریب حاضر ہوکر شادی کرونگا اور دراندازون اور مفسدون سے

سمجھ لونگا اس عرضی کو لکھکر **سلطان بخت مغربی** کو دیا اور یہ بھی لکھا کہ **تم** نے مجکو زہر دیا تھا اسے جانکی تو خیر ہوئی مگر نکایت طلبہ بہت گذری فقط اور ہمراہیان **ملکہ** کو فرداً فرداً خلعت عطا کیا **مہرنگار** نے **عمرو** کو مُہر کرکے دیا کہ بینے تیاری حشن کی کی تھی تم نے مجکو اپنے پاس تک بلایا اور **مدائن** کو رخصت کیا ایسا کونسا قصور مجھسے صادر ہوا ہی کہ امیر مجھکو دیکھنے کے قابل نہیں ہا **عمرو** نے **امیر** سے آکر کہا کہ **مہرنگار** بہت ملول بیٹھی ہی اور اسطرح سے کہتی تھی کہ **امیر** نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ میری صورت زہر کھانے کی بدولت کیسی ہوگئی ہی کوئی مصیبت بدنکی باقی نہیں رہی ہی اس ہیئت سے تو میرا جی نہیں چاہتا کہ **ملکہ** کو اپنی شکل دکھاؤں اُنکے پاس جاؤں یا اُنکو اپنے پاس بلاؤں انشاء اللہ العزیز **مدائن** پہونچنے پہونچتے رنگ و روغن اصلی ہو جائیگا وہاں پہنچکر خدا و جذقیقی جامع المتفرقین بخوبی ملائیگا **ملکہ** کو بایں شایستہ سمجھا دو کہ برا نہ مانیں دلمیں رنج نکریں میں پہنچے اُنکے **مدائن** پہونچتا ہوں میں خود دعازم اسطرف کا ہوں اور تم بحفاظت تمام **ملکہ** کو پہونچا کر اثنائے راہ میں ہمارے پاس آؤ جسقدر جلد ممکن ہو تم بھی آکر ملو حکیم **قلیمون** نے کہا کہ **خواجہ** تم **مدائن** جاتے ہو نوشدارو لیتے آنا مگر امیر کے نام سے کسی سے نہ مانگنا کہ کوئی نہ دیگا **عمرو امیر** سے رخصت ہوکر **مہرنگار** کے پاس پہونچا اور بوجہ احسن اُسکو سمجھا کر چپکا کیا اور مراجعت میں سوار کرواکے **مدائن** کی راہ لی چند روز کے عرصہ میں **ملکہ** کی سواری **مدائن** میں پہنچی **نوشیروان** پیشوائی کرکے لیگیا اور **سلطان بخت مغربی** کو خلعت عطا فرمایا اور **امیر** کی سلامتی سنکر بیحد خوش ہوا اب **عمرو** کا حال سنیے کہ بمقابلی نکیصورت منکر ایک قصابی کی دُکان پر گیا دو پیسے سلیٹ کہ جسمیں حرف کا نشان تک نہ تھا اُسکے آگے پھینک کر بولا کہ یہ دو پیسے لے اسکی نوشدارو دے اُسنے کبھی نام تک سُنا نتھا وہ بولا صاحب نوشدارو نام کس جانور کا ہی اُسکی صورت کیسی ہی کیا قد ہی مینے آجتک نوشدارو کہ نہیں دیکھا ہی **عمرو** ایک بنیے کی دُکان پر آیا اور اُسکے آگے بھی پیسے پھینک کر نوشدارو مانگنے لگا وہ بولا صاحب آٹا دال یا تیل لون لکڑی گھی تیل منڈوا کودون باجرا چنے مٹر جو مسور تو موجود ہی اگر لیجئے تو لیجئے دُکان آگے ہی بے تکلف جو چاہیے عاضر ہی کرم کیجئے نوشدارو تو میرے پاس نہیں ہی کہ میں تمکو دون میں نے کبھی اس چیز کا نام بھی نہیں سنا ہی کیونکر اُسکا اقرار کردون کسی پنساری سے پوچھئے شاید اُسکی دکان میں نکلے **عمرو** پنساری کے پاس گیا وہ بولا کرانے میں کسی چیز کا نام نوشدارو نہیں ہی ہنسے اس نام کا کوئی کرانا سنا نہیں ہی دیکھو کسی حکیم کے پاس ہوتے تو ہوتے **عمرو** کنجڑے کے پاس آیا اُسنے کہا کہ صاحب کاہے کی چیز ہی لونی ساگ پات خربوزہ تربوز چاہو تو مجھے نوشدارو نام تو کسی ترکاری کا نہیں آگے کسی اور کی دوکان دیکھو آخر شدہ شدہ عطار کی دُکان پر گیا اور اُس سے نوشدارو کو پوچھا اُسنے کہا کہ نوشدارو ہمنے کہاں پائی کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آئی مگر تو ایک کام کر زنجیر عدالت جاکے بلا البتہ بادشاہ کے دوائی خانے میں ملیگی وہاں اگر تیری تعدیر نے یاوری کی تو ہاتھ آئیگی **عمرو** نے جاکر زنجیر عدالت ہلائی بادشاہ نے طلب کے کیفیت اُسکی استفسار فرمائی **عمرو** نے دو پیسے جیب سے نکالے اور **نوشیروان** کے تخت پر رکھے یہ کہا صاحب اسکی نوشدارو چاہتا ہون مورثہ کا سانپ کاٹس ہی گوین کا بیدی کہس ہی کہ **مدائن** سے تین مشکال نوشدارو لاوے ہی تو میں تو رہتا ہوں کا کھلیون نیک ہو جیسے کسانی بکال کنجڑے پسار سے پوچھت پھون کو تو نا مین تبدلوت رہا ہی ایک منی ہے بات مین بجھیت بھی وہ حکما کہ یاد آیا کہ میرے پاس ہے سو مین تمھارے پاس ہار جیہا ہون کہا اوند کے چرن تاکے گوا ہون یہ کونا لیو تین مشکال نوشدارو مکا یو مل تول جو تکھ مین کم ہوئے تو یہ کاج نہ نکلے پوری تین مشکال لیہون تین تو دام سو دیہون بادشاہ مع

ارکان دولت اُسکی باتین سُنکر بہت ہنسے اور اسکی ہیئت دیکھکر خوش ہوے اور کہا کہ پیسے اُٹھالے حضور سے نوشدارو تجھ کو عنایت ہوگی عمرو بولا کہ صاحب مین گریب منتی ہون مُل بے قیمت کیسوسے کچھ نا ہین البتہ ہون بادشاہ سے مُفت مُفت نوشدارو کب لیدون ناحک کوسان اچینا اپنے موڑپہ دھردون بادشاہ نے بزرجمہر سے فرمایا کہ اُسکو خزانے مین لیجا کر تین مثقال نوشدارو دیدو اور کسیطرح اسکے دینے مین کمی نکرو بزرجمہر عمرو کو لیکر خزانے مین آئے صندوق کھولکر ایک جڑاؤ حقہ نکالا اور اُسکے اوپر سے غلاف اتارے آئینہ سے تین مثقال نوشدارو عمرو کو دی اور تین مثقال لیکر اپنی جیب مین رکھی بدین لحاظ کہ زر دست کا ستم کا امیر کو زہر دینا معلوم ہوا تھا یقین کامل سخاک عمرو نوشدارو مانگنے کو آدیگا عمرو نے راہ مین بزرجمہر سے کہا کہ واہ حجرت یاد دلائے نور ہوے کہ صاحب چوری بھی کرت ہین عجت دار منتی ہوکے کئی دمڑی کی جلیب پر بہت ہکادت ہین نوشدارو جو چرا کے لیے ہین دیکھو یہ وہ مہکا دیدو امیر دیکھ لے تین بیحت ہوجیو بہت جیمرت ہوے بزرجمہر نے رسوائی کے خوف سے رکھ عمرو کو دیدی اور دلین دوسے کہ گنوار آدمی ہے اگر افشاے راز کرے تو کچھ بات نہ بنیگی اب تک کا حال سنیے کہ اسکے دو امیر کا زہر کھانا معلوم ہوا تھا مضطرب اور بدحواس ہوکر سوچا بزرجمہر نے ضرور حمزہ کیواسطے نوشدارو بھیجا ہوگا دوائی خلنے سے خواہ مخواہ اُسکی آئی ہوگی اپنی اصالت کی لی بادشاہ سے عرض کی کہ بزرجمہر کو دیکھیے نوشدارو نہ بھیجا اور پُرانا دیکھیے خان و شوکت اور اُسپر طمطراق و خیانت کا دیکھیے بادشاہ بھی اُسکے کہنے مین آگیا کہا صرف سے مانگ کیون نہ لی دہقان کو مین نے عنایت کی اُنکو کیا ملتی شدید غصہ دیا بزرجمہر کا جھاڑ لیا کچھ نہ نکلا اُسیوقت بختاک پر جرمانہ ہوا اور بزرجمہر سے عذر کیا بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ عمرو جو نوشدارو لے گیا ہے وہ عمرو تھا اپنے دلمین بہت خوش ہوے کہ عمرو کی بدولت چوری کی دولت سے بچے عمرو نے شہر نکلکر اپنی صورت اپنی بنائی اور لشکر اسلام کیطرف راہ لی یہان امیر ایکدن بسبب ناطاقتی کے کہ ضعف قوت پر اُنپر غالب تھا بہت روئے اور اپنے آپ کو بددعا دینے لگے کہ کاش ایسی زندگی سے موت آے تو بہتر ہے حیات کا لطف مطلق نہین کہ ناطاقتی ہر روز و شب پر ہمیشب کو عالم رویا مین حضرت ابراہیم نے امیر کو تسکین دی اور بہت تشفی اور تسلی کی امیر نے صبحکو اُٹھکر دوگانہ شکریہ ادا کیا اور پلنگ پر تکیہ لگا کے بیٹھے کہ عمرو پہنچا عمرو نے امیر کو نہ پہچانا اور بیگانہ وار پوچھنے لگا کہ آپ کون ہین اور کہان سے آئے ہین اور آپکو کچھ حمزہ کا بھی حال معلوم ہے کہ وہ کہان تشریف رکھتے ہین امیر نے کہا مین بھائی اولاد کا ہون اولاد کو قید سے چھڑانے آیا ہون اُسکو تو نہ پایا مگر حمزہ کو قید ہستی سے چھڑایا جو ہین یہ سخن عمرو کے کان تک پہونچا عمرو خنجر نکال کے دوڑا امیر یہ خنجر عمرو سے چھینکر گلے سے لگایا اور کہا مین حمزہ ہون اپنے اسقدر ناحق غصہ کیا عمرو نے نوشدارو حکیم اقلیمون کے آگے رکھدی اور کیفیت اسکے اوپر کی مطلق نہ کہی وہ امیر کو کئی ماشہ روز کھلانے لگے کہ اُس سے کچھ امیر کو طاقت آچلی اور حواس درست ہوچلے اب ذرا احوال بہرام گرد خاقان چین کا سنیے کہ چار جہاز سمیت جو طوفان مین امیر سے چھوٹا چھ مہینے تک دریاے شور مین طوفانی رہا جب طوفان سے نجات ملی سندھ کے کنارے لنگر جہازون کا دیکر غلہ وغیرہ خریدنے کی نیت ہوئی چنانچہ خرید غلہ کے واسطے خشکی مین اُترا تھوڑی دور گیا دیکھا کہ ایک درخت عظیم الشان کے نیچے ایک تخت پر کمان اور ہزار اشرفی کا

توڑا دھرا ہی بہرام نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کمان اور توڑا چوکی پر کیون رکھا ہی اُسکے رکھنے مین فائدہ اور غرض کیا ہی وہ لوگ بولے کہ سرکش ہندی جو یہانکا حاکم ہی اُسکا بھائی کوہ بخت ہندی از بسکہ زور آور ہی اُسنے امتحان کے واسطے کمان اپنی اشرفیون کے توڑے کے ساتھ یون رکھوادی ہی اور یہی صورت امتحان اور زور آزمائی کی رکھی ہی کہ جو کوئی اس کمان مین چلہ چڑھانے اشرفیون کا توڑا لیوے بہرام نے اپنے دلمین کہا کہ یہ مال خداداد ہی اسکو نہ چھوڑنا چاہیے اپنے قبضے مین کرنا چاہیے چوکی کے پاس جاکر کمان پر چلہ چڑھایا اور اسکے گھسنے کو نانا گوش کھینچکر کمان کو توچوکی پر رکھا اور توڑا اُٹھاکر اپنے آدمیون کو دیا اور ارادہ چلنے کا کیا محافظون نے یہ خبر کوہ بخت ہندی کو دی کہ ایک سوداگر نے اپنی کمان پر چلہ چڑھایا اور توڑا اشرفیون کا اپنے آدمیون کو سونپا قضاے کا را ایک عیار بھی یہ تماشا دیکھتا تھا کڑی کمان کے تیر کی صورت سرکش ہندی کے پاس پہونچا اور یہ حال بیان کیا سرکش ہندی نے حکم دیا کہ بھی تو راجا اس سوداگر کو مع کمان میرے پاس لے آؤ حکم پاتے ہی لوگ چلتے ہوے دوڑے کہ سوداگر کو مع کمان حاکم نے اس شہر کے یاد کیا ہی اور مشتاق اسکا نہایت ہوا ہی بہرام مردانہ وار سرکش ہندی کے پاس پہونچا سرکش ہندی باخلاق پیش آیا اور اُسکے آدمی بھی کمان لیکر پہونچے اور ارکان دولت بھی حاضر تھے سرکش ہندی نے بہرام سے پوچھا کہ کمان کو تمھین نے کھینچا ہی بہرام بولا کہ اسی اضعف العباد نے کھینچا ہی ہزار ہزار شکر اس خدا کا ہی سرکش نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے روبرو بھی کھینچو زور دکھایئے اور حاضرین بھی مشتاق ہین پھر طاقت آزمایے بہرام نے قبضہ کمان کو اپنے قبضے مین لیکر اس زور سے تکان دی کہ کمان ٹوٹ گئی سرکش نے از راہ قدردانی بیٹھنے کا حکم دیا بہرام کرسی فولادی زرکوفتہ پر کہ سرکش کے پہلو مین بچھی ہوئی تھی عاشیہ اُٹھاکر بیٹھا بہرام کا بیٹھنا تھا کہ کوہ بخت ہندی مثل شیر غران ہو پہنچا کمان کو ٹوٹا اور بہرام کو اپنی کرسی پر بیٹھا دیکھکر آپ مین نہ سمایا خنجر کھینچکر یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ایک تو تونے میری کمان توڑی دوسرے میری کرسی پر بیٹھا ہی تیری یہ عزت و آبرو ہوئی بہرام نے کوہ بخت کا ہاتھ خنجر کے خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کے چارون شانے چت زمین پر گرا دیا اور کہا کہ اب کیا ارادہ ہی اتنی ہی طاقت تھی پاکھر اور زور زیادہ ہی سرکش نے بہرام سے عذر کیا اور کوہ بخت کا قصور معاف کروایے کہا کہ تمکو اپنے دین و ملت کی قسم ہی سچ کہو کہ تم کون ہو اور کیا نام ہی اور کون ملک آپکا مولد اور مقام ہی بہرام نے بے کم و کیف اپنی کیفیت بیان کی اور تمام سرگذشت اپنی کہی سرکش نے امیر کا نام سنتے ہی ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ مجکو حمزہ کی قدمبوسی کی تمنا تھی لیکن خدا کستھم کا خانہ خراب کرے کہ اُسنے ایسے جوان بیتظیر و پہلوان بیعدیل کو مارا اور شریف اور بزرگ زادے کی جوانی کو خاک مین ملایا بہرام یہ سخن سنتے ہی ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگیا جب مدتون سونگھانے سے اُسکو ہوش آیا اُسنے پوچھا کہ مفصل بیان کیجیے اسکا کون راوی ہی کسنے آپکو خبر دی ہی سرکش نے کہا کہ کستھم یہان آیا تھا اُسنے ہرچند میری ملاقات کی تمنا کی لیکن مین نے اپنی بارگاہ مین اُسکو باریاب نہونے دیا اُسنے یہان سے حمزہ اور نوشیروان

کے سر کو نوشیروان کے پاس ایک رفیق کے ہاتھ روانہ کیا اور خود وہ نہین معلوم کدھر گیا کہ پھر اُسکا پتا نہ لگا مگر مجلو
اُسکے کلام کا اعتبار نہین کر وہ بھی بڑا فضول گو اور جھوٹا معلوم ہوا کہ وہ شیخی اور دروغ کی بہت لیتا ہی اسلیئے مین نے
سراندیپ کی طرف عیار بھیجے ہین کہ تحقیق خبر معلوم کرین اور اس حال سے مجھے مفصل اطلاع دین بہرام نے کہا کہ
کہ آپ نے جو نام گستہم کا لیا مجکو یقین ہوا مین اُسکی بدذاتی سے خوب واقف ہون بلاشبہ اُس گردن زدنی نے امیر کو دغا
مارا ہوگا وہ مردود اُسکی فکر مین تھا مقرر فابو پاکر کچھ نہ کچھ فریب کیا ہوگا اب مین یہان ایک لمحہ ٹھہرنہین سکتا مدائن کو
جاؤنگا اور اسی چار ہزار سوار سے اگر نوشیروان کی فوج کو درہم و برہم نہ کیا اور نوشیروان کا گلا خنجر کے نیچے نہ دیا تو دنیا
مین مردون اور شجاع لوگون کو منھ نہ دکھاکر زہر کھاکر یا خنجر مار کر مرجاؤنگا جب سرکش نے دیکھا کہ بہرام نہین ٹھہرنا فی الفور
چھ مہینے کے لائق خوردنی جہاز پر بار کر وادی اور بہرام کو رخصت کیا بہرام روتا پیٹتا جہاز پر سوار ہوا اور جہازون کے
لنگر اُٹھوائے چھ مہینے کے عرصے مین جہاز بصرے مین پہونچے بہرام مع چار ہزار اوزبک خشکی کی راہ سے مدائن کو روانہ
ہوا اور فوج کو حکم دیا کہ جو گانون قصبہ شہر مضافات مدائن سے ملے اُسکو لوٹ لو کوئی جگہ آباد باقی نہو سب کو خاک سیاہ
اور ویران کردو خبر نوشیروان کو پہونچی کہ بہرام نے امیر کے مرنیکی خبر سنکر بغاوت پر کمر باندھی اور تمام گانون قصبے شہر
جو اثناے راہ مین ملتے جاتے ہین اُنکو بیدریغ تاراج کرتا جاتا ہی بقصد بے ادبی مدائن کیطرف چلا آتا ہی نوشیروان نے
فولاد بن گستہم کو دس ہزار سوار سے بھیجا کہ تو جاکر بہرام کی تشفی کردے کہ امیر زندہ ہین راوی اس خبر کا محض کاذب و مفتری
ہی دشمنون نے خبر جھوٹی اور دروغ اڑائی ہی تجکو لازم ہی کہ مقدمۃ الجیش حضور مین حاضر ہو اور کسیطرح امیر کی خبر بد سے
تو پریشان خاطر ہو فولاد بن گستہم اثناے راہ مین بہرام سے دوچار ہوا اور ہرچند اُسکے ذہن نشین کیا کہ صاحبقران
زندہ ہین پردہ کب مانتا تھا فولاد بن گستہم سے برافروختہ ہوکر بولا کہ اے مفتری زادے تیرا کلام قابل وثوق ہی کہ مین
مانون تیرے باپنے تو اتنا کچھ فساد برپا کر رکھا ہی تیرے قول و فعل پر کیونکر اعتماد کردون اگر کچھ شہ جرات رکھتا ہی تو میدان
مین اپنی جوانمردی دکھا تو بھی کیا یاد کریگا کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا فولاد بن گستہم نے مجدد ہوکر صف آرائی کی اور عند المقابلہ
ایک طعن تیرے کی بہرام کی چھاتی پر لگائی بہرام نے ہاتھ بڑھاکر نیزہ اُسکا چھین لیا اور وہی نیزہ اُسکے سینے مین لگا کر
گھوڑے کو جو ران سے دبایا فولاد بن گستہم اپنے گھوڑے کی زین سے جدا ہوکر کنٹ کی طرح سے نیزے مین اٹکتا چلا گیا
بہرام نے دیکھا کہ فولاد کا کام تمام ہوا نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا فوج نے اُسکی نرغہ کیا بہرام نے اُنھین چار
ہزار اوزبکون سے فولاد کی فوج کو قعر دوزخ مین پہونچا دیا کل پانچسو آدمی دس ہزار سا سانیون مین سے بچ رہے
وہ اپنی جان لے کر بھاگے اور نوشیروان سے جاکر مفصل احوال بیان کیا نوشیروان کو کمال تردد ہوا اسی
فکر مین تھا کہ کیا تدبیر کیجاوے کہ چوتھے دن بہرام چار ہزار اوزبک سمیت قلعہ کے نیچے پہونچا ہرچند لوگون
نے کہا کہ امیر خدا کے فضل سے زندہ ہین بادشاہ کی خدمت مین جو اسدم توگستاخی کرتا ہی امیر نگہ تجھے بہت

آنا بہرام کا بمقابلہ فولاد بن گستہم اور ہلاک کرنا فولاد کو حربہ نیزے سے

بہت بدظن ہونگے مگر اُسکو تو یقین نہ تھا سمجھا کہ نوشیروان دفع الوقتی کرتا ہی اس بہانے سے اپنی جان بچا رہا ہی ناچار قلعے کی فصیلون پر سے ضرب پڑنے لگی اور گولی اور گولون کی بجھڑی شروع ہوئی بہرام بالا کی کر کے قلعے کے نیچے جاکر بڑ پر پہونچا نوشیروان کا نائب سمجھا ہوا اب کوئی دم مین بہرام قلعے کا دروازہ توڑ کر شہر کے اندر آویگا مفت مین قتل عام ہوگا اور تمام خلقت کو زیر و زبر کریگا ہنوز بہرام نے ضرب قلعہ پر گوز نہ مارا تھا کہ نوشیروان نے جو منتظر بانہ تیر دعا سر کیا ہدف اجابت پر پہونچا یعنی سامنے سے ایک تند گرد کا اُٹھا کہ سوا دن کا پردا دکھائی دیا محصوران بیگناہ چلائے کہ ہ صاحبقران آئے بہرام نے پھر کر دیکھا تو واقع مین جسطرح خورشید گریبان ابر سے نکلتا ہی علم اژدہا پیکر دامن گرد سے نمودار ہوا بہرام نے بگٹٹ گھوڑے کو دوڑایا کیا امیر کی رکاب کو جاکر بوسہ دیا امیر نے مرکب پر سے کود کے بہرام کو چھاتی سے لگا لیا اور بلند طور سے ملاقات

گروہ کے کہا کہ میرے ایک قوت بازو آپ ہین اور دوسرا یہ ہی اور مرد شجاع اور دوست صادق آدمی بڑے رتبے کا ہی
ہنور سوار نہوے تھے کہ ناقہ سوار نوشیروان کا پیوچا ہین ادب کو بوسہ دیا نوشیروان کہ حضرت سے کہا کہ شاہنشاہ
ہفت اقلیم نے بعد دعا کے فرمایا ہی کہ اسی جا پہ تم آج خیمے ڈالو اس جگہ آج مقام کرو کل ہین خود دم صبح آؤن گا
اور پیشوائی کرکے تمھین اپنے ہمراہ شہر مین لاؤن گا صاحبقران نے بموجب ارشاد شاہی اُسی مقام پہ خیمہ
استانہ کرنے کا حکم دیا اور اپنا آنا تسلیمات موافق داب شاہانہ کہلا بھیجا جب بادشاہ اقلیم چہارم فلک عزت پر
جلوہ افروز ہوا اور عالم کو فیض نور سے معمور کیا صاحبقران نے خسرو ہمنشد و بہرام گرد خان چین و دیگر امراے
نامدار سوار ہوے اور بادشاہ کی تعظیم بوسی کو چلے اسطرف سے نوشیروان تخت روانہ ہوئے صاحبقران کے استقبال
کے لیے مع امراے ساسانی کیانی روانہ ہوا اور اثناے راہ مین امیر نوشیروان کا تخت دیکھکر مرکب پر سے اتر پڑے اور پایہ تخت کو
بوسہ دیا نوشیروان نے اپنا تخت رکھوا کر امیر کو چھاتی سے لگا لیا اور سوار ہوکر کلمات دل خوش کن کرتا ہوا شہر کی طرف متوجہ
ہوا اور فرمایا کہ امیر کا لشکر بدستور لشاد کام پڑا رہے موافق معمول کے اُسی مقام پر خیمہ امیر کا رہے جب بارگاہ گیتی
مین نوشیروان اور صاحبقران داخل قلعہ پادشاہ تخت جلوس پر جلوہ افگن ہوا اور امیر دستگل رستم پیچے نوشیروان
نے بہت سا زر و جواہر امیر پر سے نثار کرکے فقرا و مساکین پر لٹایا اور برخاست کیا وقت خلعت شاہانہ سے سرفراز
فرمایا امیر تو مع لشاد کام پر تشریف لیگئے اور جاتے ہی صحبت عیش و نشاط کی گرم کی دن رہی سامان ہونے لگے بخجستک
بدبخت نے نوشیروان سے عرض کی کہ جب حمزہ اکیلا تھا تو ایک ایک کے سامان اس سے خطا ہوتے تھے سیکڑہ مرد نکلتا
تھا اور اب تو لندھور اور بہرام اُسکے رفیق ہین اُس سے کون آنکھ ملا سکتا ہی ان دو گوئے مقابلے مین کون جا سکتا ہی بجگو خود
ہو کہ کہین تخت نہ چھین لے اور آپکو شکست فاش نہے بادشاہ بخجستک اس کلام سے سہم گیا اور خوف زدہ ہوکر کہنے لگا کہ پھر
اسکی تدبیر کیا ہی بخجستک کہا کہ ایک ایک کو باری باری سے دفع کیجئے تدبیر یہ دفعہ دفعہ سبکی صفائی کہدیجئے کل جبوقت حمزہ حضور
مین حاضر ہووے اُس سے فرمایئے گا کہ مین نے لندھور کا سر تم سے مانگا تھا یہ نہین کہا تھا کہ اُسکو زندہ لے آؤ اور
میری مرضی کے موافق کام کرو نوشیروان نے فرمایا کہ تجھی کو اختیار دیا جسطرح سے مناسب جانتا ہی حمزہ سے گفتگو کرنا
اُسوقت تو بخجستک خوشی خوشی اپنے گھر کو آیا اور بہزار اضطراب رات کاٹکر فجر ہوتے ہی دربار مین پہونچا جب صبح کو
امیر دربار مین آئے ہنوز کوئی کلام نہوا تھا کہ بخجستک بآواز بلند امیر سے کہا کہ حضور فرماتے ہین کہ مین نے لندھور کا
سر تم سے مانگا تھا یا یہ کہا تھا کہ لندھور کو میرے سر پر لے آؤ اور ایک بلا میرے شہر مین لگاؤ امیر کو یہ سنتا اُسکا بدمعلوم ہوا
فرمایا کہ غرض اطاعت سے ہی یا ناحق سر کاٹنے سے وہ مع فوج اطاعت مین حاضر ہی اُسے سیدھی بغاوت نہین مع لشکر خود مین
حاضر ہی بخجستک نے کہا کہ اطاعت سے کچھ کام نہین ہی اُسکا نیک انجام نہین ہی اُن اُسنے قدمونپر سر رکھا اور کل پھر سرکشی کی
تو اُسوقت کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرے جیتے جی اُسکا کیا مقدور ہی کہ بادشاہ سے سرتابی کرے یا بغاوت و نافرمانی کیسطرح

کی کرے اور اگر یہی مرضی بادشاہ کی ہو تو ابھی سر اُسکا حاضر ہو مجھے منظور حضرت کی خوشی خاطر ہی تک بولا کہ بادشاہ کو تو اُسکا
سر ہی درکار ہو بادشاہ اُسکی صورت دیکھنے کا سب روادار ہی اور یہ مین کیونکر کہون کہ لندھور آپکے کہنے سے سر دیدیگا
اور کسیطرح سرتابی اور سرکشی نکریگا امیر نے کہا کہ یہ کیا بات ہی مین اگر حکم دونگا تو ابھی لندھور زیر تیغ بے دریغ سر جھکا دیگا بلکہ اپنے
ہاتھ سے خود اپنا سر کاٹ ڈالیگا بخنک بولا کچھ دیر کیا ہی انتظار کسکا ہی لندھور کو بلایئے جو کچھ فرمایا ہی فرمایئے صاحبقران
نے عمرو کو ارشاد کیا کہ لندھور کو بلا لاؤ عمرو لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے بادشاہ نے آپ کے قتل کرنے کا حکم فرمایا
ہی امیر نے حسب حکم بادشاہ آپ کا سر کاٹنے کے واسطے بلایا ہی لندھور یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا شعر
من مست جام عشقم از خود خبر ندارم ۔۔ گر سر رود درین رہ پروائے سر ندارم ۔۔ صاحبقران کی رضامندی کا
ہو سر رہے کہ جائے اب مجھے خود سر و دوش کا بار ہی شعر ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا پہنچ سکتا
نہین اب دوش پر بوجھ اپنی گردن کا بولے اور میرے ہاتھ رومال سے باندھدو اور بادشاہ کی بارگاہ کی راہ لے عمرو
خسرو کی گفتگو سُنکر گلے سے لپٹ گیا اور مردانہ وار کہنے لگا کہ اے خسرو کسکی طاقت ہی کہ تمکو نگاہ بد سے دیکھ سکے یا تمھاری جانب
اور نظر سے دیکھے میرے ساتھ آیئے تمھارے سر کے ساتھ تو اول حمزہ کا سر ہی بعد اُسکے یہ جتنے پہلوان ہین اُنکا اور ہمارا سر
آپ شوق سے سلاح بدن پر لگایئے اور فیل میمونہ پر سوار ہو کے میرے ساتھ آیئے خسرو سلاح لگا کر گرز کو کاندھے پر رکھکر
فیل میمونہ پر سوار ہوا اور جاکر جلوخانہ شاہی مین اُترا عمرو نے بارگاہ مین جاکر امیر کو خبر دی کہ لندھور گرزدنی
حاضر ہی اُسے بہرصورت منظور امیر کی خاطر ہی یہان لندھور گرز کو ہوا پر پھینکنے لگا اور ہاتھ پر روکنا شروع کیا
چاروطرف سے غل ہوا کہ اگر ابھی گرز ہاتھ سے چھوٹ پڑا تو دس بیس بیگناہ مرجائینگے سیکڑون کے ہاتھ پاؤن کی ہڈیان
ٹوٹین گی اور کام سے گذر جائینگے بادشاہ نے غل سُنکر کہا خیر تو ہی یہ شور کیسا ہی یہ کیا ہنگامہ ہوا ہی لوگون نے حال عرض
کیا بادشاہ خاموش ہو رہا امیر نے فرمایا کہ لندھور کو بُلا لاؤ عمرو جاکر بُلا لایا لندھور نے امیر سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ
کیا حکم ہوتا ہی حضور نے کیون یاد کیا ہی امیر نے فرمایا کہ بادشاہ تمھارا سر چاہتے ہین تمھاری طرف سے بدظن ہو گئے ہین لندھور
نے کہا کہ مین آپکا فرمانبردار رہون جو آپکی مرضی ہو مین حاضر ہون اور اطاعت گذار ہون امیر نے فرمایا کہ چلو تم حضرت
سے رخصت ہو اور جلوخانے کے صحن مین سر جھکا کر بیٹھو جسکو حکم شاہی ملیگا تمھارا سر کاٹنے کو آویگا لندھور آداب بجا لاکر
جلوخانے کے صحن مین گیا اور گرز سے تکیہ لگا کر بیٹھا امیر نے عادی کو حکم دیا کہ لندھور کا سر کاٹ لا عادی نے لندھور
سے کہا لندھور نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھنے لگا شعر سر جدا کردن از تسلیم شوخی کہ بابا یار بودن قصہ کوتہ نگشت ورنہ دردسر
بسیار بود پھر کہا کہ شکر ہی خدا کا میرا سر امیر کے حکم سے کاٹا جاتا ہی اور میری اطاعت مین کسیطرح سر مو فرق نہین آتا ہی
عادی لندھور کی اطاعت پر غش کر گیا اور یہ کہکر لندھور کے پہلو مین جا بیٹھا کہ جو کوئی پہلے ہمارا سر کاٹ لیگا وہ
لندھور کیطرف چشم بد سے دیکھیگا امیر نے اس ماجرے کو سُنکر بہرام کو حکم دیا کہ تم جاکر لندھور کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ لاؤ وہ بھی لندھور

کی باتوں پر فریفتہ ہو گیا اور لندھور کے دوسرے پہلو میں جا کر بیٹھا کہ ہمارا سر جی لندھور کے سر کے ساتھ ہی اگر امیر اپنے ہاتھ سے ہم لوگوں کا سر کاٹیں تو ہماری گردن اور انکا ہاتھ ہی صاحبقران نے بہرام کی تقریر سُنکر سلطان نجبت مقرونی کو بھیجا وہ بھی لندھور کے پاس آنکر بیٹھ رہا اور کہنے لگا کہ امیر نے اچھی خونریزی برپا کر ماندی ہی اگر یہی مرضی ہی تو ہمارا سر بھی انھیں سب کے ساتھ ہی سب یہ تقریر اُن لوگوں کی بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اور خبرداروں نے مفصل تقریر سمھوں کی بادشاہ کے کان تک پہونچا دی نجبتک بولا کہ جلاد سلطانی کو کیوں نہیں حکم ہوتا ہی کہ وہ جس جس کے سر کو فرمائے کاٹ لاوے دم کے دم میں سب قصہ قضیہ مٹا دے امیر نے فرمایا کہ تمکو اختیار ہی جسکو چاہو اُسکو بھیجو نجبتک نے اُسیوقت ایک جلاد کو اشارہ کیا وہ لندھور کے سر پر آکے پکارا کہ کسکا آفتاب حیات زردی میں آیا ہی کسکا خورشید عمر لب بام ہوا ہی عمرو نے دیکھا کہ جلاد شمشیر کی کھال کی قبا پہنے دوشمال لہو سے بھرا ہوا کمر میں کھونسے ایک تیغہ ہر دوانی کھینچے لندھور کی طرف چلا عمرو بھی اُس جلاد کی پشت پر جا پہونچا کہ سواری کے اہتمام کی آواز دور باشوئی صدا نقیبوں کی نداء و ب اور نقارات سے بلند ہوئی اور شاہ دردولت پر پہونچی دیکھیں تو ملکہ مہرانگیز و ملکہ مہرنگار کسی طرف سے چھپی نین سوار آتی ہیں اور اپنے محل کی جانب جاتی ہیں مہرانگیز نے چلونے دیکر مہرنگار سے پوچھا کہ یہ کیا ہی اور کچھ شور و غل کا سا طور ہی مہرنگار نے کہا یہی لندھور ہی ملکہ نے خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ دریافت کرو یہ ہنگامہ کیا ہی در دولت پر اسقدر ازدحام کیوں ہوا ہی اور وہیں سے سواری آہستہ آہستہ چلی خواجہ سراؤں نے دریافت کرکے حقیقت حال عرض کی ملکہ نے کہا معلوم ہوا کہ بادشاہ کے سر پر خون چڑھا ہی بیفائدہ ان بیگناہوں کے قتل پر آمادہ ہوا ہی جاؤ لندھور کو ہمارے در دولت پر لے آؤ خواجہ سرا لندھور کے پاس گئے جلاد مزاحم ہوا ملکہ نے سُنکر کہا کہ اُس جلاد کے بیان ناک کاٹ کر بلوخانے سے نکال دو شہر پناہ کے باہر شکر کے ڈالدو جلاد نے یہ حکم سُنکر سرد ہو گیا چکا ہو رہا لندھور کو اس آفت سے چھڑا کے ملکہ کے در دولت پر لیگئے ملکہ نے لندھور کو خلعت دیکر رخصت کیا لندھور نے بہرام عادی و سلطان نجبت شاد شاد نامشاد و کام کو روانہ ہوا اور خبرداروں نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی ملکہ مہرانگیز نے لندھور کو بلاکر خلعت دیا و رخصت کیا اور جان بخشی اُسکی فرمائی نوشیروان نے کہا ملکہ نے یہ حرکت کچھ بے سمجھے بوجھے نہیں کی ہوگی کوئی بات اسمیں نکالی ہوگی خیر معلوم ہو جائیگا چند خبر میں کھلیگا یہ کہکر دیوان برخاست کیا اور محل میں داخل ہوا

مشہور ہونا خبر مرگ ملکہ مہرنگار کا سقر غار بانو اور نجبتک کی زبانی اور یہ خبر سُنکر امیر کی پریشانی اور مارنا عمرو کا سقر غار بانو کو اور رتنون میں چھپانا اُسی نابکار کو

زمانے کی دورنگی مشہور ہی شعبدہ بازی نیرنگی ظاہر ظہور ہی کہیں بین شادی ہیں سامان غم مہیا ہوتا ہی کہیں کالی پاس میں چہرۂ امید جلوہ نما ہوتا ہی چنانچہ بمصداق اُسکے یہ داستان ہی محققان قصص کا یہ بیان ہی کہ جب بادشاہ شبستان حرم میں داخل ہوئے ملکہ مہرانگیز سے پوچھا کہ تم نے کیا سوچکر لندھور کی جان بخشی کی اور اسکو قتل سے بچایا ملکہ بولی

کہ اول تو لندھور بیقصور ہی باوجود اس زور و طاقت کے کچھ سرکشی نہ کی امیر کی محبت سے مجبور ہو دوم لندھور بھی ایک اقلیم کا بادشاہ ہی بادشاہ بادشاہوں کو اسطرح نہیں مارا کرتے ہیں ایک دوسرے کی سلطنت کو اسطرح نہیں گوارا کرتے ہیں تیسرے ہرگاہ یہ خبر ملک بھر میں مشہور ہو گی تمھارا اعتبار جاتا رہیگا ایک خلقت طعون کریگی کوئی تمھارے قول و فعل پر اعتماد نکریگا چوتھے یہ کہ لندھور جب اسطرح سے مارا جاویگا حمزہ خون لندھور کے عوض میں تمام ملک کے چراغ بجھا دیگا آپ دیکھتے نہیں کہ لندھور حمزہ کے حکم سے سر دینے کو موجود ہوا نہیں تو لندھور کا سر آپکے تمام شاہی پہلوانوں میں سے کون کاٹ سکتا تھا اسواسطے میں نے لندھور کو خلعت دیکر رخصت کیا بادشاہ نے ملکہ کی عقل پر آفرین و تحسین کی بہت خوش ہوا لیکن افسردہ خاطر ہو کر بولا کہ حیف ہے حمزہ کے دفع کرنے کی کوئی تدبیر نہیں نکلی سقر غار بانو نیختک کی ماں اُسوقت حاضر تھی ہاتھ باندھکر بولی کہ اگر مجھکو حکم ہووے تو میں تدبیر شائستہ حمزہ کو مار ڈالوں ابھی اس آفت کو دفع کردوں نوشیروان نے کہا کہ کیونکر اُسنے کہا کہ کل حضور سردربار حمزہ سے فرماویں کہ ایک ہفتہ کے بعد تمھارا عقد مہرنگار سے کیا جاوے گا تم شادی کی تیاری کرو سرکار سے بھی ملازمین شاہی کو امداد کا حکم دیا جائیگا اور بوڑھی مہرنگار کو مایوں کے بہانے سے تنہا نہیں چھپا کر بٹھلاتی ہو دو روز کے بعد مہرنگار کی بیماری مشہور کر کے اُسکے چوتھے دن خبر بد اُڑا دینگے گا حمزہ جسوقت یہ خبر بد سُنے گا ذکید زن دل مردان دو نیم ست بزنانہ اکید ہائے بس عظیم ست جو آپ اپنے کو مار مریگا بادشاہ کو یہ منصوبہ سقر غار بانو پسند آیا دوسرے دن سردربار حمزہ سے شادی کو نیکا حکم دیا امیر شادشاد رخصت ہو کر اپنے مقام میں پہونچے اور شادی کی تیاری میں مصروف ہوے اور محل میں سقر غار بانو نے مہرنگار کو مبارکباد دیکر تنہا اُنے میں مایوں بٹھلایا اور کہا کہ بنوا س تنہائے سے ایک ہفتہ تک باہر نہ نکلنا کہ دنیا کا رسم اسیطرح ہی اور اُسکی ہمجولیاں جمع ہوئیں اختلاط اور مذاق کرنے لگیں اور منظور شادی وصل کی ہوئی اور جو کچھ سمجھا تھا سمجھا دیا مہرنگار خوش خوش تنہائے میں جاکر بیٹھی دو دن کے بعد اُس مکارہ نے مشہور کیا کہ مہرنگار کے دشمن بیمار ہیں اور اُسکے چار دنکے بعد محل میں ماتم برپا ہوا کہ مہرنگار گلگشت فرمائے باغ جنان ہوئی بوسنان عدم کی سیر کو سدھاری امیر اسکی بیماری ہی کو سُنکر ہزار بیمار دن کے ایک بیمار ہو گئے تھے مرنیکی بوخبر سُنتی خنجر پیٹ میں مارنے لگے لندھور و بہرام نے پانون سر پر رکھدیا خنجر امیر کے ہاتھ سے لیلیا اور کلمات صبر کے کہنے لگے کہ آجتک کوئی مرد کیساتھ نہیں موا ہو قضا سے کیا چارہ ہی امیر نے کہا کہ معشوق کا مرنا عاشق کا جینا مذہب عشق میں حرام ہی کچھ کردیں اپنی جان دونگا مجھے زیست سے کیا کام عمرو نے دیکھا کہ امیر کسیطرح سے مانتے نہیں ہیں کہنے لگا کہ بھلا سُنیئے تو اگر کسی نے آپکے مارنے کیواسطے فریب کیا ہو یہ فقرہ کسی مکارہ کا ہو تو مہرنگار تو جیتی رہی اور آپ مرگئے اُسکا تو کچھ نقصان نہوا اور آپکا جان سے گذر گئے تھوڑا صبر کیجئے مجھکو خبر لے آنے دیجئے امیر کو یہ بات عمرو کی پسند آئی اور ان لوگوں نے بھی یہ سُنکر عمرو کی رائے پر

تحسین و آفرین کی عمرو تیز دی کر کے ملکہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا اور اپنی حاضری سے ملکہ مہر انگیز کو مطلع کیا سقر غار بانو نے ملکہ مہر انگیز سے کہا کہ اسوقت عمرو کا محل مین بلا لینا عین مناسب ہی وہ یہ رونا پیٹنا دیکھ کر حمزہ سے بیان کریگا حمزہ یہ حال اور کیفیت اُسکی زبانی سُنکر فی الفور اپنے کو مار مریگا ملکہ نے عمرو کو محل مین بُلا لیا جب عمرو محل مین پہونچا حمزہ نے جو عمرو کو دیکھے تو ایک سرے سے سب کے بدن پر ماتمی لباس ہی ایک سرے سے چھوٹا بڑا اُداس ہی اگر تھوڑی دیر کے بعد سقر غار بانو نے آکر کچھ ملکہ کے کان مین کہا اور اُلٹے پاؤن پھر گئی عمرو سو چا کہ خالی از علت نہین ہی یہ اسی مکارہ کا فریب ہی مقرر اسی بدذات نے کوئی بات نکالی شام تو ہو گئی ہی تھی تمام محل مین ماتم کے سبب سے اندھیرا پڑا تھا عمرو آہستہ آہستہ سقر غار بانو کے پیچھے پیچھے چلا ادھر اُدھر دیکھکر جھٹ پٹ ایک بڑھیا کی صورت بنگیا جب وہ لکاتہ پائین باغ مین داخل ہوئی آہٹ پاکر ٹھٹکی بولی کہ کون آتا ہی عمرو نے باواز خفیف کہا کہ مین ہون کوئی دم مین ملکہ کے عوض فرشتہ آپکو لیے جاتا ہی جو مین سقر غار بانو نے آگے قدم رکھا عمرو نے حلقہ کمنہ کا اُسکے گلے مین ڈال کر پیچھے جو جھٹکا دیا اٹ چٹ ہو کر زمین پر گری عمرو نے بیساختہ اُسکے گلے کو دبایا کہ روح سقر غار بانو کی نار سقر کو پہونچی اُسکو سوکھے پتون کے ڈھیر مین چھپا دیا اور آپ اُسکی صورت بن کر روش پر کھڑا ہوا ماگر حیران تھا کہ کدھر جاؤن اور ملکہ کا کس سے پتا لگاؤن اتنے مین ایک کم سن کنیز موم کی بتی لیے ہوے چمن کی طرف سے آکر بولی کہ بوا سقر غار بانو ملکہ صاحبہ تمھین یاد کرتی ہین دیر سے تم کو بلا رہی ہین عمرو نے اسکے جواب مین کچھ نہ کہا اور اُس چھوکری کے ساتھ ساتھ تہ خانے مین گیا دیکھے تو ملکہ مہر نگار سنگار کیے ہوے باغ باغ مسند عروسی پر بیٹھی خواصون سے اختلاط کر رہی ہی اور مسند کے سامنے جام و صراحی رکھی ہی فتنہ بانو جام بھر بھر کے دیتی جاتی ہی اور ملکہ صاحبقران کا نام لے لیکر نوش فرماتی ہی مہر نگار نے کہا کہ سقر غار بانو کچھ آجکل تم بھی بہت مہربان ہو پہلے اتنی شفقت نہ کرتی تھین اور میرے حال پر اتنی عنایت نکرتی تھین عمرو بولا کہ اس خوف سے کہ مبادا آپکو گمان بدی کا میری طرف سے ہووے کہ نجمتک کی مان ہی اُس موے کیطرح سے دشمنون سے دوررہا یہ بھی عداوت رکھتی ہوگی الگ تھلگ رہتی تھی مگر آپکی دعا گو غائب حاضر ہمیشہ دل و جان سے مصروف ہو کے علیحدہ قدمون پڑی تھی اب آپ نے مجھے اپنا خیر خواہ سمجھا دیکھیے کہ شادی کے سامان مین مصروف کیسی ہون کہ میرا پاؤن نہین رہتا ہی اِدھر اُدھر پھر رہی ہون مہر نگار نے کہا کہ جو کچھ تمنے کہا سچ کہا اب کہو بارات کے آنے مین دیر کتنی ہی وہان کیا تیاری ہو رہی ہی عمرو نے سب کو الگ کر کے کہا کہ کیسی بات تمھارا تو محل مین ماتم پڑا ہوا ہی آپکے دشمن مر گئے ہمارے لشکر مین بھی ایک حشر بپا ہی امیر نے یہ خبر بدسُنکر اپنے کو مار رہی تھی لاہو تا لیکن مجھکو سوجھ گئی کہ مین نے امیر سے کہا کہ آپ ذرا صبر کیجیے مین جاکر خبر لے آؤن کہ اصلی حقیقت کیا ہی و ویسا ہی آپکو سناؤن ایسا نہو کہ دشمنون نے آپکے مارنے کے واسطے یہ فریب کیا ہو بدذاتون نے اپنی طبیعت سے یہ فقرہ گڑھا ہو مین نے یہان آکر اُس قحبہ

کو تو مار کر پتوں میں چھپا دیا اور اُسکی صورت بنکر آپ تک پہونچا و اب جلدی جاکر امیر کو تمھاری سلامتی کا مژدہ دو تاکہ اُنکی جان بچے ہوش حواس ٹھکانے ہوں دم میں دم آئے یہ خبر سُنکر مہر نگار کا دل خوش ہوا اور عمرو کو پانچ بڑی اشرفیوں کی دیکر رخصت کیا مگر عمرو نے چلتے وقت ایک رقعہ امیر کے نام مہر نگار کے دست و قلم سے لکھوا لیا کہ امیر کو اعتبار آوے اور جاکر وہ رقعہ امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے اُسکے مطالعہ سے زندگی دوبارہ پائی اور دس ہزار اشرفی اُسی وقت عمرو کو انعام دی عمرو نے امیر سے کہا کہ اب اگر میرا کہنا مانے تو میں بہت خوبصورتی سے اس راز کو افشا کردوں ان نمرادوں کو جنھوں نے فساد اٹھایا ہو خوب ہی دولت دوں یقین تو ہو کہ تمام گھر بادشاہ اس حرکت نامالیم سے خجل ہے اور پھر کبھی شریف کے ساتھ ایسی بدعہدی نکرے امیر نے فرمایا کہ اُس سے بہتر کیا ہو جو کیجئگا میں کہہ دونگا اور تیرے کہنے پر تمام ہو نگا عمرو نے کہا کہ آپ مع خسرو اور بہرام و عادی و سلطان بخت وغیرہ جتنے سردار ہیں سیاہ پوش ہو کر بارگاہ کیخسرو میں جایئے اور بادشاہ سے معافی کیجئے کہ ہمارا جلد نکلوائیے تاکہ طعن نکریں کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی بیٹی موئی ہوئی اتنی دیر تک پڑی ہی امیر نے منظور کیا عمرو کو بابت پسند کیا اور مع بہرام و خسرو وغیرہ سیاہ پوش ہو کر بارگاہ کیخسرو میں گئے اور سب کے سب بصورت حزین و غمگین اپنے اپنے موقع پر بیٹھے اور دیکھا کہ بادشاہ تمام سایانوں اور کنیزوں سمیت سیاہ پوش ہے اور دربار میں واویلا و مصیبتا کا خروش ہے اور ہر طرف گریہ وزاری کا جوش ہے ایک ساعت کے بعد امیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ اب جو ہونا تھا سو ہوا اب زیادہ جنازہ کا محل میں رکھنا موجب بدنامی کا ہے زیادہ و قت مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے حکم دیجئے کہ محل سے جنازہ نکالا جائے باہر کسی مقام پر رکھا جائے بادشاہ نے ملکہ مہر انگیز سے کہلا بھیجا جواب آیا دن بھر تو اور مہر نگار مہمان رہے رات کو جنازہ نکالا جاویگا الغرض وہ دن رونے پیٹنے میں گذرا محل میں کہرام مچا رہا جب شام ہوئی صدہا برہمن ناقوس زنگولہ بجانے لگے اور اپنے پونے دو سو خداؤں کا نام زبان پر لانے لگے محل میں سنقر غار بانو کی تلاش ہوئی تو لاش اُسکی تو نہیں ملی مہر انگیز نے اُسی کی لاش کو صندوق میں رکھکر محل سے نکالا لاکھوں مشعلیں روشن ہوگئیں اور ہزار دن آدمی جنازے کے ساتھ ہوا عمرو نے دیکھا کہ برہمن ناقوس زنگولے بجاتے اور اپنے ہمقوموں کو گلے سے لگاتے اور اپنے پونے دو سو خدا کا وصف سُناتے اور قدم قدم پر آتشبازی چھوڑتے جاتے ہیں عمرو نے بھی اپنی صورت بدل زنگولہ ہاتھ میں لے لات و منات کی توصیف کرکے ہر ایک گبر کے گلے سے ملنا شروع کیا شدہ شدہ بختک کے پاس پہونچا ایک چھپوندر جلا کے بختک کے گریبان میں ڈالدی اور زور سے اُسکو بغل میں دبایا بختک سے ایسی حرکت سوائے عمرو کے اور کون کریگا بے اختیار آہ جلا آہ جلا کہکے بولا عمرو حمزہ کیواسطے مجھے چھوڑ دے تمام سینہ و شکم میرا جلا جاتا ہے تمام بدن میرا آبلہ ہوا جاتا ہے عمرو نے کہا تیری ماں مرگئی ہے اگر سراپا بہ تنگ سرو چراغاں جلوایئے گا تو سعادتمند کہلایئے گا یہ کہکر بختک سیہ بخت کو چھوڑ دیا اور آپ آگے بڑھا اور وہ چھپوندر شکم و سینہ بختک کا جلاکر گریبان سے نکل گئی اور تمام

جلد بدن کی جلگئی بختک سر ہ اہ ایک گڑھا پانی کا دیکھکر اُسمین کود پڑا اپنے تن بدن کا کچھ ہوش نہ رہا بچنے لوگ جنانے کے ساتھ یا تو روتے تھے یا ہنس پڑے اور چند برہمنون نے وہ آگ بختک کے بدن سے بجھائی لیکن بختک کو تاب نہ آئی اپنی مردہ ماں کو تو برہمنون کو سونپا اور آپ وہین سے روتا پیٹتا اپنے گھر کو پھرا جب سرد ابے مین بختک کی ماں کو دبا کے پھرے بادشاہ کو دیوان خاص مین غموم و گریان بیٹھے دیکھکر حضار نے زار زار رونے لگے عمرو نے جو غور کرکے دیکھا تو بادشاہ کے رومال مین پیاز کا ٹکڑا ہی جب آنکھ مین لگاتے ہین تو اُسکی تیزی سے آنسو نکل آتے ہین متصل جاکر چپکے سے کہا تجسا کار بادشاہ بھی دیکھنے سننے مین نہین آیا ہی کوئی ایسا خلاف و عدہ کی اور فریب شریفون اور جان نثارون سے بھی کرتا ہی بادشاہ ہنس دیا اور کہا کہ جیسے مکر و فریب کیا تھا وہ اپنی سزا کو پہونچا ہر چند بادشاہ نے یہ کلمہ تو کہا مگر اپنے دل مین بہت خجل ہوا اور ندامت کے مارے عرق عرق ہوگیا امیر نے کہا کہ بختک اپنی سزا کو پہونچا اور معلوم نہین ہوتا عمرو بولا کہ حضور یہ جنازہ اُسکی ماں کا تھا اپنی ماں کے ماتم مین مشغول ہوا ہی اُسکا کیا اُسکے آگے آیا اُس سے وہ اپنے گھر مین جاکر سوگ مین بیٹھا تو شیروان نے امیر سے بہت سا عذر کیا اور کہا کہ مین مطلق اس فریب سے آگاہ نہ تھا آپ مجھپہ گمان نہ کیجئے یہ مکاری جس کی تھی وہ اپنی سزا کو پہونچی امیر نے کہا کہ مین ہر صورت تابع فرمان ہون مضور کا مطیع بدل و جان ہون بیفرمایئے کہ اب شادی کب ہوگی میری خانہ آبادی کب ہوگی بادشاہ نے کہا کہ چالیس دن کے بعد یہ مقصود مین آئیگا تمھارا مقصد پورا ہوجائیگا امیر تو رخصت ہوکر منشا دکام پر تشریف لیگئے مگر عمرو رک رہا جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا عمرو نے بزرجمہر کو معین کرکے امیر کی طرف سے عرض کی کہ امیر کو چالیس دن کا وقفہ شادی مین منظور نہین ہی کار خیر مین تو وقفہ کرنا ضرور نہین ہی بادشاہ نے فرمایا اچھا اسباب جہیز کا تیار نہین ہی شادی کا سامان جمع ہوجائیگا انتظار ہی عمرو بولا کہ حضور شادی ہفتہ دس روز مین ہوسکتی ہی حکم کی دیر ہی اسباب کے تیار ہونے مین کیا خیر ہی بادشاہ نے بزرجمہر سے مشورہ کے بعد عمرو کا کہا قرار لیا خواجہ عمرو کو اس تقریر سے کمال سرور ہوا عمرو نے کہا پیر و مرشد اس مضمون کا ایک شقہ صاحبقران کے نام لکھدیجئے کہ وہ اسکو دیکھکر مطمئن ہین اور اپنے طور پر شادی کا سامان مہیا کرین بادشاہ نے ایک شقہ بطور اقرار نامہ لکھدیا عمرو نے اُسکو امیر کے ہاتھ مین جو وہ نوشتہ دیا امیر پڑھکے عمرو کی دانائی پہ اچھل پڑے اور اُسکو گلے سے لگالیا اور دس ہزار دینار عمرو کو دیئے اور حکم جشن کا دیا مبارک سلامت کا شور ہوا بادشاہ کی سُنیئے کہ محل مین جاکر مہرنگار کو گلے سے لگالیا اور بیس روز کا اقرار جو امیر سے شادی کے باب مین کیا تھا بیان فرمایا اُسکے عمرو کی حرکتین جو جو اُسنے سنفرغار بانو کے جنازے کیساتھ جانے مین کی تھین بیان کین بلکہ مہرنگار عمرو کی حرکتین سُن سُن کر ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ گئین بختک کا حال سُنیئے کہ اُسنے جو سُنا کہ بادشاہ نے حمزہ کو اقرار نامہ لکھدیا کہ بیس روز کے بعد شادی کرونگا اور اپنے قول و قرار پہ مستقل ہونگا اور پانچ دن اسمین گذر بھی گئے پندرہ دن شادی کے باقی ہین دو نوطرف شادی کا سامان تیار ہورہا ہی شہر مین اس کدخدائی کا گھر گھر چرچا ہی شعلہ حسد مین بختک کا تن بدن آتش حسرت مین جلکر خاک سیاہ

ہوا یا جو دیکھ اُسکے جسم و خشت کے ہنوز نرم آئے تھے مگر جلے پھپھولے توڑنے کے واسطے بادشاہ کی خدمت مین گرم رفتار ہوا پھر آگ لگانے کے واسطے بادشاہ کے حضور مین سلگتا ہوا پھونچا خلوت کرکے کہا کہ مین نے سنا ہو کہ حضور نے حمزہ کو نوشتہ لکھدیا ہو کہ بیس دنمین بیمہ شادی کرو دونگا اور شادی کی تیاری مورہی ہو تمام شہر مین اُسی کی دھوم مچی ہو ہزار حیف کہ حضور کو اپنی بات کا کچھ پاس نہین جو سوا اسکے کسیطرح حمزہ کیسا تھ ملکہ کی شادی کرنا راست نہین ہو تمام مشکون مین یہ بات مشہور ہوگئی کہ بادشاہ شہنشاہ ہفت اقلیم کو حمزہ کی دامادی نامنظور ہوگئی ہو اور جسنے سُنا اُسنے کہا کہ فی الحقیقت شاہنشاہ غیرکفو کو کہ نادیدہ خدا کی پرستش کرتا ہو کیونکر اپنی بیٹی دیویگا اور کسطرح غیر ملک اور خلاف مذہب اور ملت کے ساتھ شادی اپنی بیٹی کی کریگا اور حضور شادی کرنے پر مستعد ہوے یہ تمام خلقت کیا کہیگی ہر کس و ناکس کے آگے حضور کی بات کیا ٹھہریگی **نوشیروان** نے کہا پھر مین کیا کرون سخت متردد ہون کوئی بات بھی تو مین نہین پرتی کوئی تدبیر تو اچھی نہوئی **نجتک** نے کہا کہ حضور مشوش نہون مین نے ایک معقول تدبیر ٹھہرائی ہو بہت دور کی بات سوچی ہو **نوشیروان** نے پوچھا کہ وہ کیا تم نے دل مین سوچا ہو **نجتک** نے کہا کہ کل جسوقت اپنی دعوا لی دربار مین حاضر ہون اور حمزہ بدستور آویگا اور اپنے رفیق و رفقا کو بھی ضرور ہمراہ لاویگا دو تین آدمی گوش و بینی بریدہ بھیجونگا وہ زنجیر عدالت کی ہلائینگے حضور بھی بدستور اُنکو بلا کر اُنکا حال پوچھین وہ عرض کرینگے کہ ہم حضور کے ملازم قدیم ہین ہفت ملک کا خراج ہر سال بسال تحصیل کرکے حضور مین بھیجتے تھے اس سال کسی نے ایک پیسہ نہین دیا بلکہ اور ذلیل اور خوار کیا کہتے ہین کہ بادشاہ ہفت اقلیم خراج دینے کے لائق نہین ہو کہ اُسنے آتش پرست ہوکر حمزہ نامی مسلمان کو اپنی بیٹی دی اور اپنے باپ دادا دون کے نام کی کچھ عزت و آبرو نہ کی اب جب بادشاہ کا داماد آئیگا ہمسے خراج لے لیگا غلامون نے جو اُسنے اصرار کیا اُنھون نے غلامون کی یہ صورت بنا کر اپنی حد سے نکالدیا جسوقت یہ گفتگو حمزہ سُنے گا جوش غیرت مین آکر بلاشبہہ آپسے رخصت چاہیگا **نوشیروان** کو یہ مشورہ **نجتک** کا بہت پسند ہوا اُسدن **نوبخت** سیہ بخت رخصت ہوکر اپنے گھر گیا دوسرے دن جب بادشاہ بارگاہ مین تخت پر جلوہ افروز ہوا اور حکماء اور فضلاء دین خرد و پہلوانان قوی ہیکل حاضر ہوے اور امیر بھی آکر رستم کے دنگل پر بیٹھے زنجیر عدالت کسینے ہلائی جب زنجیر کی آواز **نوشیروان** کے کانمین آئی **نوشیروان** نے فریادیون کو طلب کیا مستغیثون کو اپنے حضور مین بُلا یا دیکھا کہ چند کس گوش و بینی بریدہ داد خواہ ہین پریشان و بدحواس بحالت تباہ مین سب اہل دربار اُنکو دیکھنے لگے کہ کس نے ایسی صورت اُنکی بنائی کہ کان اور ناک سے اُڑائی فریادیون نے جو کچھ کہ **نجتک** نے تعلیم کر دیا تھا بہت اچھی طرح سے بیان کیا غیظ کے مارے امیر کے رونگٹے کھڑے ہوگئے رگ ہاشمی جوش مین آئی بے اختیار بول اُٹھے کہ بر سب کعبہ جب تک اُن سرکشون سے خراج نہ لونگا ہرگز ہرگز شادی نکرونگا عادی کو حکم دیا کہ آج ہی ہفت ملک کی طرف پیش خیمہ روانہ ہو اور برخاست اس شہر سے ہمارے لشکر کا آب و دانہ ہو **نوشیروان** نے کہا کہ ای ولی النعما اگر یہی مرضی ہو تو پہلے شادی ہی

فراغت کر کو پیچھے انکو جا کر گو شمالی دو امیر نے کہا کہ فدوی نے قسم کھائی ہو جبتک خواج اُس ملک کے سرکشون سے نہ لے لونگا قصد
شادی نہ کرونگا اس بات پین حضور اصرار نہ فرماوین مجھے ہنسی خوشی سے رخصت کرین بادشاہ نے فرمایا کہ اگر یہی مرضی ہی
تو بہتر حضور یا بہرام کو ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑ جاؤ امیر اس بات سے بہت خوش ہوے اور بہرام سے فرمایا
کہ تم حضور مین حاضر رہو بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور سات خط ساتون ملک کے بادشاہون کے نام لکھکر امیر کو
دیکر رخصت کیا کہ ہر بادشاہ کو بھجوا دیجئے گا اور تے المقدور اُنسے آشتی کیجئے گا اور قارن دیو بیس کو بارہ ہزار سامانی
سے امیر کے ساتھ کیا کہ جو کچھ امیر فرماوین وہ بجالاوے کسی طرح امیر کی اطاعت سے دریغ نہ کرے
امیر نے عرض کی کہ قارن کے بدلے اور کسی سردار کو میرے ساتھ کیجئے ہو اُن کو حضور مین رہنے دیجئے کیونکہ
یہ سامانیون مین بزرگ زادہ اور رشتہ دار شاہی ہی اور سوا اسکے کئی مرتبہ اس سے اور مجھسے ٹکرا ہو چکی ہی مبادا
شتاے راہ مین بھی کچھ تکرار کرے تو اچھا نہوگا بہن نے اگر درگذر کی تو میرے ہمراہیون کے ہاتھ سے جانبر اصلا نہ ہوگا
قارن نے ایک اطاعت نامہ اس قرارسے لکھدیا کہ اگر مین کوئی خطا کرون تو امیر کو میرے مارڈالنے کا اختیار ہی اُسوقت میرا
عذر کرنا بیکار ہی امیر نے فرمایا دو قصور تک معاف کرونگا تیسرے قصور پہ مزا دونگا امیر تو ملشاد کام پر رخصت
ہوکر پہونچے بادشاہ نے سات خط ساتون بادشاہون کے نام لکھکر قارن کے حوالے کیے مضمون اُن خطون مین یہ تھا
کہ حمزہ کو ہم نے بمصلحت وقت اُس طرف روانہ کیا خراج کیا وخل تک نہ پاوے سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدینا
اور سات مثقال زہر ہلاہل قارن کو دیکر فرمایا کہ جب قابو پانا حمزہ کو کھلانا اور خلعت سے مخلع کر کے رخصت کیا
قارن امیر کے لشکر مین حاضر ہوا امیر نے نقارہ کوچ کا بجوایا مع لشکر ظفر پیکر منزل مقصود کی طرف عزم فرمایا
عمر نے امیر سے کہا کہ آپ صف جنگ پر عاشق ہین مہر نگار کا عشق کھینچنے کے واسطے ہی بہرحال آپ کو اختیار ہی
جہان جی چاہے وہان جائیے ملک گیری مین اوقات بسر کیجئے نئے نئے ملکون اور شہرون مین گذر کیجئے صف
جنگ مین لڑیے لشکرون اور پہلوانون کو لڑوا لڑوا کر تماشا دیکھیے معرکہ آرائی فرمائیے بندہ ایک مدت
سے آپکے ہمراہ خراب پھرتا ہی دیکھیں کس آفتون سے بچا ہوا اب کے جاتا ہی مین آپکے واسطے دعا کرونگا اگر کوئی
خط اپنے والد ماجد کو دینا ہو دیجئے تو اُنکی خدمت مین پہونچا دونگا امیر نے ایک خط لکھکر حوالے کیا عمر مکہ شریف کیطرف روانہ ہوا فقط

الحمد للہ کہ داستان اول تمام ہوئی بخیر انجام کو پہونچی اب دوسرے دفتر مین احوال شجاعت اور سخاوت اُس امیر عالی قدر کا
احاطہ تحریر مین آئیگا اور جانا صاحبقران گیتی ستان عم بزرگوار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الزمان امیر حمزہ بن
عبدالمطلب کا ہفت ملک کی طرف مع اہوا و رفقا و رواقعات کے بیان ہوگا انشاء اللہ المستعان وعلیہ التکلان فقط

بعون صناع مکین مکان فضل خلاق حین و زمان

دفتر دوم

داستان امیر حمزه

باز هشتم

مطبع منشی نول کشور لکھنؤ طبع مین مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان دوم

سلطان خامہ تسخیر ملک معانی کے واسطے نہضت فرما ہے مسافت منازل اوراق سادہ کے طے کرنے پر مستعد ہوا ہو امیر کے سفر کا احوال زبان پر لاتا ہے نئے نئے واقعات تازہ و نادر معرکے گوش ذہن مین پہونچاتا ہو کہ جب امیر ہفت ملک کیطرف راہی ہوے سات منزلین طے کر چکے تھے کہ قارن نے ایک دوراہہ پر پہنچکر گھوڑا کھڑا کیا امیر نے پوچھا کہ سبب روکنے کا کیا ہو اقارن نے کہا یہان سے ہفت ملک کو دو راہین گئی ہین ایک راہ تو مسافت زیادہ رکھتی ہو دوسرکین بڑی ہین راہ دشوار گذار پڑی ہین اگر کوچ بکوچ چلے جائینگے تو اقل درجہ ہے کہ مہینہ بھر کے عرصے مین منزل مقصود کا پتا پائینگے اور دوسری راہ قریب ہو ہفتہ عشرہ سے زیادہ مسافت طے کرنی نہوگی اور تکلیف کسیطرح کی نہوگی مگر اس راہ مین تین منزل تک پانی نہین ملتا البتہ خوف تشنگی کا ہو امیر نے فرمایا کہ تین دن کے لائق پانی پکھالون مین بھر لیا جائے زیادہ مشقت کرنا کیا ضرور ہے لشکر کو اسقدر تصدیعہ دیا جائے لشکریون نے تین روز کے موافق پانی دونتون پر لاد لیا اور اسی راہ نزدیک سے روانگی کا قصد کیا جب تین روز گذر گئے اور پانی کا ایک قطرہ بھی مشکون اور پکھالون اور چھاگلون مین باقی نرہا چوتھے دن لشکر تشنگی سے بیتاب ہوا اور خود امیر کی زبان مین تشنگی سے کانٹے پڑ گئے ہرچند گرد و نواح مین تلاش کیا مگر کوئی چشمہ ندی ڈیرہ غدیرہ نظر نہ پڑا قارن سے کہا تو نے کہا تھا کہ چوتھے دن پانی ملے گا وہ پانی کدھر ہے اُس امر مین بھی کوئی مضمون مقرر ہے کہا حاشا اور کسی طرح کا خیال نفرمائیے مجھکو بارہ برس کا

عرصہ ہوا کہ مین اس طرف آیا تھا معلوم ہوا کہ اس عرصے مین چشمے ندی دریا ریگ سے پٹ گئے اور کوئی تالاب اور چقر غدیر باقی نہ رہے مگر آپ کے پینے کے لائق پانی میری چھاگل مین موجود ہی حکم کیجئے تو مین حاضر کردون اگر نوش فرمانا مقصود ہی امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے تشنگی سے حال ابتر ہے قارن نے پانی مین زہر ہلاہل ملاکر امیر کی خدمت مین ایک جام حاضر کیا امیر نے جام ہاتھ مین لیکر دل مین کہا کہ حیف ہی مین تو سیراب ہون اور خسرو ساتھی میرا پیاسا رہے اور وہ میرا منھ دیکھتا رہے خسرو کو جام دیکر فرمایا کہ مین عرب کا رہنے والا ہون پیاس کی برداشت کر سکتا ہون برخلاف تمھارے کہ تمھارے ملک مین آب نایاب نہین ہی چپے چپے پر پانی ملتا ہی پیاس کے ضبط کی تاب نہین پانی پی لو اپنے لب و دہان کو تر کرو خسرو نے اپنے دل مین کہا کہ بعید از فاقت ہے کہ مین تو اپنی پیاس بجھاؤن اور امیر پیاسے رہین اور اُنکے روبرو غٹ غٹ پانی پی جاؤن پانی کو نہ پیا اور عادی کو عنایت کیا کہ اُسکے منھ سے خشکی کے مارے بات نہ نکل سکتی تھی زبان شدت تشنگی سے سوکھی تھی عادی نے دیکھا کہ اتنا سا پانی ہیگا اور آتش تشنگی بہت روغن لقطۂ الناہی اُس پانی کو نہ پیا مقبل کو دیکر کہا کہ تمھاری پیاس بجھنے کے لائق یہ پانی ہی تم پیو اور اپنی خشک زبان تر کرو مقبل نے تجویز کیا کہ وفاداری کے خلاف ہی کہ امیر تو لب خشک رہین اور ہمارے لب تر ہون ہم پانی پیئین غرضکہ اسیطرح جام کا دور رہا کسی نے پانی نہ پیا آخرش سبحون نے ملکر اُس جام کو امیر کے ہاتھ مین دیکر عرض کی کہ حضور پیئین آپکی تشنہ کامی ہمکو تو گوارا نہین ہے بے حضور کے سیراب ہوے پانی پیناروا نہین ہی ہرچند امیر نے کہا کہ تم مین سے کوئی پانی پیئے مگر کسی نے نہ مانا پانی پینا کسنے بہتر جانا

یاد رکھنا عمرو کا امیر کو آب سم آمیختہ کے پینے سے بکو جب ارشاد حضرت خضر کے اور نہ پینا امیر کا پانی کا بموجب غیبی کلام کے

غواصان بحار روایات گوہر سخن کو صدف فکر سے نکالکر صاف بتاتے ہین جو ہر معانی کو روبرو بطریق تحفہ لاتے ہین کہ عمرو کے سے مراجعت کے سنا تھا اثنائے راہ مین ایک مرد پیر کو دیکھا چاہا کہ اس سے باتین کرتے چلیے رستہ بسہولت کٹے گا اور تھوڑی دیر دل بہلے گا ہرچند قدم بڑھایا لیکن اس مرد پیر تک نہ پہونچ سکا پھلانگین پھلانگین مارنے لگا پھر بھی پیچھے کا پیچھے رہا آخر یہانتک دوڑا کہ پیشانی کا پسینا تلوونکی راہ سے بہنے لگا بتو لاچار ہوکے قسمین دینی شروع کین کہ حضرت سلامت آپ کو اپنے دین و مذہب کی قسم ہے اگر آگے کو قدم اُٹھائینگے بغیر میرے ساتھ کے ایک قدم بھی آگے جائیے اُن بزرگ کا ٹھہرنا تھا کہ عمرو نے پاس جاکر دیکھا کہ حضرت خضر ہین قدمبوس ہوا اور کیفیت اور وجہ نہ ٹھہرنے کی پوچھنے لگا حضرت خضر نے فرمایا کہ عمرو اسوقت امیر پیاسا ہے قارن نے پانی مین زہر ہلاہل ملاکر امیر کے پینے کو دیا ہے ہنوز وہ جام امیر کے ہاتھ مین ہے جلد پہونچکر پانی امیر کے ہاتھ سے لے لے اور زمین پر پھینک دے اور یہین سے پکارتا جا کہ خبردار نہ پینا نہ پینا حافظ حقیقی تیری آواز امیر کے کانون تک پہونچا دیگا اُس بزرگ زادہ کی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے گا عمرو بدحواس ہوکر وہان سے

دوڑا اور ہر قدم پر کہتا چلا کہ خبردار خبردار نہ پینا نہ پینا مین بھی آہو نچا آہو نچا امیر چاہتے تھے کہ جام کو مُنھ سے لگائین پانی نوش فرمائین کہ نہ پینا نہ پینا کی آواز کان مین آئی جام کو مُنھ کے پاس سے ہٹا لیا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کسی نے مجھے پانی پینے کو منع کیا جب مانع نظر نہ آیا امیر نے پھر پانی پینے کا قصد فرمایا مگر وہی آواز کان مین آئی کسی نے پھر وہی صدا سُنائی امیر بکّہ ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگے کہ کوئی منع کرتا ہو لیکن دکھائی نہین دیتا ہو کہ کسی صدا ہے تیسری مرتبہ جام کو مُنھ سے لگایا اور صدا نہ پینا نہ پینا گوش زد ہوئی امیر نے جام کو مُنھ کے پاس سے ہٹایا پھر اُٹھنے والا حیرت زدہ ہوے کہ یہ ماجرا کیا ہے جب پانی پینے کا ارادہ کرتا ہون کوئی کہتا ہی نہ پینا نہ پینا یہ معاملہ خدا کی قدرت کا ہی امیر کا سکتے کا سا حال تھا نہ تو پانی پی سکتے تھے اور نہ پھینک سکتے تھے طرح طرح کا خیال تھا کہ سامنے سے ایک غبار دکھائی دیا آتا فاتا اُس غبار سے عمرو نکلا دیکھا کہ گرو کے مانند اُڑا ہوا آتا چلا آتا ہی نہ پینا نہ پینا جب امیر کے پاس پہونچا اُس جام کو امیر کے ہاتھ سے لیکر زمین پر پٹک دیا جہان تک اُسکی جھپٹ تھی اُڑین دہان تک زمین پھد پھدا کر شق ہو گئی یہ کیفیت دیکھکر دیکھنے والونکے چہرون کی رنگت فق ہو گئی امیر کے مُنھ پر بھی ایک قطرہ پڑا پوست داستخوان مین سرایت کرتا ہوا پشت تک پہونچا عمرو نے جھٹ پٹ شاہ مہرہ گھسکر اُس آبلہ پر لگا دیا اُس زہر کا اثر کم ہو کر جاتا رہا قارن نے دیکھا کہ راز افشا ہوا سر پر پاؤن رکھ کے اپنے لشکر کی طرف کو بھاگا لشکر کو پہلے ہی سے تیار رہنے کا حکم دیا تھا فی الفور بارہ ہزار سوار سے امیر کے سر پہنچ آگرا اور ایک نیزہ لندھور کے سینۂ بے کینہ پر لگایا لندھور نے اُسکے نیزے کو چھین کر ایک ڈانڈ جو ساری لوٹ پوٹ کے زمین پر گرپڑا سوار اُسکے جو باقی ماندہ تھے اُسے اُٹھا کر جنگل کیطرف بھاگے ہاتھون ہاتھ اُس بدذات کو لیکر ہوا ہو گئے عمرو لشکر کو اُس چشمہ پر کہ خواجہ خضر نے بتایا تھا لیگیا اور سب کو سیراب کیا اور خود بھی بہت سا پیا امیر و خسرو نے عمرو کو گلے سے لگایا فرمایا کہ خوب جان بچائی بہت اچھی آواز سُنائی نہین تو ہم چلے تھے دنیا سے گذر چکے تھے مگر اب راہ پیدا کیا چاہیے کہ اس وادی بے آب سے نجات پا دین منزل مقصود تک کسیطرح خیر و عافیت سے پہونچ جاوین عمرو لشکر سے باہر نکلا ایک چھوٹے سے قصبے مین جو گیا تو لوگ وہانکے عمرو کو دیکھکر بے تحاشا بھاگے جان چھوڑ کر فرار ہو چکے عمرو نے جست کر کے ایک شخص کو پکڑا اور تسلی پوچھا کہ تم لوگون کے بھاگنے کا سبب کیا ہی اصل کیا ماجرا ہی اُسنے کہا کہ پرسون ایک فوج آئی تھی اُسنے ہم لوگونکو گرفتار کر کے روپیے بھی لیے اور ہڈیان بھی نرم کین اور لوگونکو بیگار پکڑ لیگئے اور تکلیفین دین اُسی دہشت سے تمکو دیکھکر سب بھاگے ہین جان بچانیکو نکلے جاتے ہین عمرو نے اُسکی دل دہی کر کے کہا کہ ہم لوگ ویسے نہین ہین ظلم و بیداد کسی پر کرتے نہین ہین ہمارا سردار بہت رحیم و کریم ہی تمکو اُس سے بہت فیض پہونچے گا اور تم لوگونکو بہت خوش و خرم کریگا باطمینان ہماری طرف سے جاؤ اور سب کو فہمایش کر کے لے آؤ اُس شخص نے جا کر سب کی دلجمعی کی اور عمرو کے پاس لے آیا عمرو اُن لوگون کو امیر کے پاس لیگیا اور بہت کچھ دلوایا اور اُسی پہلے آدمی سے پوچھا کہ یہ جنگل کہان تک کا ہی اور آب شیرین کتنی دور جا کر ملے گا اور ہفت ملک

کے پہلے شہر اور شہریار کا نام کہا ہی وہ بولا کہ بارہ کوس تک یہ جنگل ہی اس جنگل سے نکلکر ایک ندی آب شیرین کی ملیگی اور وہان سے ایکدن کی راہ پر انطابیہ نامے پہلا شہر ہے اور اُسکے حاکم کا نام ہام ہے اور انطابیہ سے ملا ہوا انطاقیہ ہی اور انطاقیہ ہم سرحد انطاکیہ ہی سام و مہدزرین کھر ان شہرون کے حاکم کا نام ہی اور منجھلے چھوٹے بھائی ہام کے ہین اور بہت شجاع اور لڑنے والے ہین اور ہر ایک شخص دس ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہے آپ فرمائیے گا تو ہین راہ دکھلانے کو چلونگا بلکہ بے آپ کے رخصت کیئے نہ پھرونگا امیر نے سب سے زیادہ اُسکو روپیے دیے اور اُس طرف چلے اور اپنے ساتھ لیا جب جنگل طے ہوا ندی کے کنارے پہونچے اُسکے پانی کا رنگ سبز دیکھکر اُس شخص سے پوچھنے لگے کہ پانی اسکا ہمیشہ سے سبز ہتا ہے یا ان دنون سبز ہو گیا ہے اُسنے کہا کہ اسکے پانی کی آبداری سے آگے تو آب گوہر بھی پانی بھرتا تھا چشمہ خورشید بھی اسکی صفا کے روبرو میلا تھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ کسیسے زہر گیا ہ اسمیں فی الدی ہی کہ پانی کی رنگت اور خاصیت بدل گئی ہی اب یہ پانی پینے کے قابل نہین رہا سم قاتل ہو گیا عمرو نے امیر سے کہا کہ یہ کام اُسی بے آبرو کا ہے کہ جسکی چشمون کا پانی گر گیا ہے جا بجا چشمے کھود کر لشکر سیراب ہوا اور حسنا طا کھا کھا لون اور مشکون و چھاگلون مین بھر لیا دوسرے دن خدا خدا کر کے منزل مقصود تک پہونچے قلعہ انطابیہ کے پاس پہونچکر خیمہ زن ہوے قارن کا حال سنیے کہ وہ بس کی گانٹھ جا بجا ندیون اور چشمون مین زہر گیا ڈالتا ہوا ہام کے پاس پہونچا اور نوشیروان کا نقشہ دیکر زبانی بھی کہا کہ حمزہ نامے عرب خدا سے نا دیدہ پرست آتا ہی اور اپنے رفقا اور جان نثارونکو بھی لاتا ہے اگر خراج مانگے تو نہ دینا اور جسطرح سے مناسب جاننا اُسکو اور لشکر کو کہ اُسکے ساتھ ہی ہلاک کرنا یا قید کرنا تین سال خراج کی معافی صلہ اُن دونونکے سر کا ہی ۱۲ اور بھی لطف سلطانی اگر تمھارے حال پر ہو تو عجب کیا ہی یہی سمجھوتی شام اور مہدزرین کھر کو بھی جاکر سمجھائی اور وہان سے آگے کو چلتا ہوا اور فوج اپنی آگے بڑھائی ہام نے دیکھا کہ امیر کا لشکر بہت ہی تین تہائی دس ہزار سے اُس سے برنہ آوینگا کسیطرح اسپر ظفر و منصور نہونے پاوینگا اپنے دونون بھائیون کو لکھا کہ فوراً دیکھتے اس خط کے آپکو یہان پہونچا دو اور ہمراہ جلد اپنے اپنے لشکر کو لیکر آؤ کہ حمزہ کے ساتھ لشکر کثرت سے ہے اگر میرا قلعہ اُسنے لے لیا تو تمھارے قلعونکا لینا کچھ مشکل نہین ہی پھر اور کوئی اس گروہ نوح مین اُسکے مقابلے کے قابل نہین ہی سام و مہدزرین کھر اپنے بھائی کا خط دیکھکر فی الفور لشکر سمیت قلعے مین داخل ہوے اور بایکدیگر شورہ کرنے لگے سام نے کہا کہ حمزہ کے ساتھ لشکر کثرت سے ہی شبخون مارا چاہیے مہدزرین کھر بولا کہ شبخون مارنا نامردون کا کام ہے تیس ہزار سوارے جو ہم تینون بھائیونکے پاس ہین صفت آرائی کیا چاہیے بڑے بھائی نے کہ جسکا نام ہام تھا کہا کہ اپنے نزدیک تو یہ دونون باتین محض بے سود ہین سوغات تحائف لیکر چلیں حمزہ سے ملاقات کرین اگر وہ بقدر ذاتی پیش آوے تو اسکی اطاعت کیجیے اور خوشی خوشی خراج دیجیے اور اور صورت یہ عکس بڑے کا اختیار باقی ہے قلعے مین آکر جو صلاح قرار پاوے اُسکو عمل مین لاوین ہمارے نزدیک

یہ بات اچھی ہی اور تعجب نہیں ہی کہ حمزہ تدردانی کرے اور بہت اخلاق اور مروت سے ملے کیونکہ اُسکے ساتھ شہریار اور امرے نامدار ہین اور خود نشۂ جرأت ہین سرشار ہے اور شجاعت اور ہمت کے تذکرے اُنکے مشہور دیار و امصار ہین بہادر ہمیشہ بہادرونکی قدردانی کرتے ہین شجاعونکی خاطرداری اور توقیر کرتے ہین اور بہادری حمزہ کی ظاہر ہے کہ جب شاہنشاہ ہفت اقلیم سے کچھ نہو سکا تب تو ہمکو لکھا کہ قابو پاکر حمزہ کو مار ڈالنا سر اسکا تن سے اُتار ڈالنا قابو پانے سے غرض یہ ہے کہ دغا سے مارنا دھوکے اور چھلسے مارنا ظاہر ہے کہ دغا سے مارنا کام نامرد ونکا ہی یہ امر کسی جوان جملہ نہین زیبا ہے سام و مہذرین کمر کو بھی ہام کی صلاح پسند آئی لڑائی کی صلاح موقوف رہی صلح کی تعلیمین ٹھہرائی دوسرے دن تحائف و سوغات لیکر امیر کی بارگاہ مین پہونچے اور بکمال نیاز و عقیدت ملازمت سے مشرف ہوے

مسلمان و مطیع ہونا ہام و مہذرین کمر و سام حکام انطابیہ و الطاقیہ کا مجملہ ہفت ملک کے امیر کے ہاتھ سے اور خراج دینا اُن کا اور اختیار کرنا تابعداری کا

خامہ تیز رفتار صحیفہ ان تحریر مین جولان ہی امیر کے سفر منازل و مراحل کے احوال مین گرم بیان ہی کہ امیر اُن جوانون پاکباز شاہون سے بکمال حسن سلوک پیش آئے اور تین دن تک اُنکے واسطے بجلس جشن کی ترتیب دیکر خاطر داری و دلجوئی کرتے رہے جب دیکھا کہ یہ مرہون منت ہوے کمال محبت اور دلدہی سے سمجھا کر کہا کہ تعجب ہی تمسے دانا اور بہادر خدا پرستی کرین آتش پرستی کرین اور ایک پتھر کہ اپنے ہاتھ سے بنایا ہو اور اُسمین کسیطرح کی طاقت حس و حرکت کی نہو اُسکو پوجین وہ تینون بھائی عقل سلیم تو رکھتے ہی تھے کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوے مراسم کفر ترک کرکے دین اسلام مین مشرف علی اعلان ہوے امیر نے ہر ایک کو خلعت سے سرفراز کرکے فرمایا کہ اب تم تینون میرے بھائی ہو اگر خزانہ تمھارا خالی ہو تو ہمین اپنے پاس سے تمھارے عوض شاہنشاہ کو خراج دون اور ہمین تم سے کسی طرح بابت خراج کے کبھی ایک حبہ تک طلب نہ کرون اُنھون نے عرض کی کہ آپ کے اقبال سے خزانہ ہمارا اشرفی روپیہ سے معمور ہی اگر حکم ہو تو پیشگی چند سال کا خراج حاضر کرین ہمکو ہر طرح سے خوشنودی حضور کی منظور ہے امیر نے فرمایا کہ پیشگی دینا کچھ ضرور نہین ہی مال واجبی دینا چاہیے اور داروغہ دیوان خانہ سے اور داروغہ خزانہ سے داخلہ لینا چاہیے ہام سام و مہذرین کمر نے اُن شقوقو بوقلمون دیگیا تھا امیر کو دکھایا اور اپنے دوبدو حرف بحرف پڑھوایا امیر اُنکو پڑھکے پہلے تو کبیدہ خاطر ہوے پھر سمجھے کہ شاید جعلی ہون اپنے آئینہ ضمیر کو رنجیدہ نہ ہونے دیا اور کسی جوان سے اُسکے انجام کا خیال نکیا پوچھا کہ اب جو ملک لیگا اُسکا اور اُسکے حاکم کا کیا نام ہی اور یہانسے کسقدر مسافت ہی اور درمیان مین کون کون خوش آیند اور دلچسپ مقام ہی ہام نے عرض کی یہانسے پندرہ منزل پر علانیہ ملیگا اُسکے حاکم کا نام انیس شاہ ہی بہت اولوالعزم اور عالیجاہ ہی امیر نے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ ہی تم اپنے اپنے ملک مین فرمان روائی کرو مین علانیہ کی طرف جاتا ہون اُس ملک کو فتح کرکے انشاء اللہ تعالیٰ جلد آتا ہون وہ بولے کہ

ہم لوگ آپکے بندۂ بیدرم ہین آپکے آزاد کرنے سے بھی آزاد نہونگے خراج حاضر ہی خزانچی کو حکم ہو کہ خزانہ عالی مین داخل کرکے ہمکو داخلہ دیوے اور غلامونکو رکاب مین چلنے کی اجازت ملے کہ ہر ہر شخص اکتساب سعادت ہمرکابی کرے ہرچند امیر نے سمجھایا مگر تینونسے ایک نے بھی نہ مانا اپنا اپنا نائب قلعہ ہین چھوڑکے ہمراہ ہوے اور خراج امیر کے خزانے مین داخل کرکے ساتھ چلے ہرگاہ امیر سے قلعہ علانیہ دو کوس باقی رہا ایک میدان خوش فضا نظر پڑا دہان پہونچکر امیر اُتر پڑے اور خیمے استادہ کرنے لگے انیس شاہ کو خبر ہوئی پہلے تو وہ نامرد مبرم جنگ لشکر لیکر امیر کے مقابل ہوا جب دیکھا کہ مارا پڑیگا مرکب سے کود گیا امیر کی رکاب کو بوسہ دیا اور ترس جانسے مسلمان ہوا اور کلمۂ شہادت و توحید پڑھا امیر اُسکو اپنے لشکر مین لے آئے اور انواع انواع کے لطف و کرم اُسکے حال پر فرمائے وہ شہر کہنہ کئی دن تک امیر کے پاس حاضر رہا چاپلوسی اور تملق کیا کیا ایکدن موقع پاکر عرض کی کہ غلام نے ایک حمام بنایا ہے بہت نفیس اور لطیف تیار ہوا ہے امیدوار ہون کہ ایکدن اُسمین غسل فرمائیے اور سبل راہ کدورت جسم مبارک سے دہان سٹائیے اگرچہ امیر نے پہلے پہلوتہی کی لیکن اُسکے اصرار سے کچھ نہ بن پڑی راضی ہوے اور تشریف لیگئے اس سوختنی حمامی نزاوتے واقع مین حمام بڑے صناعون سے بنوایا تھا کہ جو کوئی دیکھتا بے حاجت بھی سرگرم غسل ہوتا اور تکلف یہ کیا تھا کہ لوہے کے ستون پر چھت کو قائم رکھا تھا اور چھت پر چند خیال نصب کرکے انمین زنجیرین ڈالی تھین کہ جب چار آدمی چار دون زنجیرین چھوڑ دین چھت نہانے والونپر گر پڑے غسل تو ہوجائے مگر یہ لفین لاش دب رہے چنانچہ اُسدن چار حبشی قوی ہیکل زنجیرونپر تعینات کرکے اُن سے کہا تھا کہ جب مین طاس دے ماروں اور اُسکی آواز تمھارے کانمین پڑے تم زنجیرونکو چھوڑ دینا اور فوراً اپنی راہ لینا امیر تو لندھور و مقبل وغیرہ کو ساتھ لیکر مصروف بہ غسل ہوے لیکن عمرو اور عادی باوجود امیر کے کہنے کے بھی حمام مین نہ گھسے ناگاہ عمرو کے دلمین آیا کہ ذرا اس حمام کی بھی سیر کیا چاہیے اور اسکی صنعتونکو دیکھا چاہیے حمام کے پچھواڑے ایک بوڑھے کی صورت بنکر جو گیا حبشیون نے ترس کھاکر کہا بوڑھے جلد یہانسے بھاگ ابھی ہم طاس کی آواز سنینگے تو زنجیرونکو چھوڑ دینگے ناحق آٹے کے ساتھ تو گھن بھی پسے گا ہماری گردن پر تیرا خون ناحق رہیگا عمرو یہ حال سنکر اُلٹے پانون پھرا اور حمام کے دروازے پر آکے زبان عیاری مین تمام کیفیت امیر سے کہی امیر باہر نکل آئے اور حجرے کی کنڈی چڑھاکر پوشاک پہنی انیس شاہ نے کہا کہ اسکے پہلو مین ایک خلوتسرا ہو وہان کچھ میوہ تر و خشک حضور کیواسطے چنا جائے امیر نے فرمایا کہ اچھا میرے واسطے جدا جدا طبق مین لگا دو مین بھی اپنے رفیقون سمیت آتا ہون اور بہت اچھی طرح کھاتا ہون اور کھلاتا ہون انیس شاہ کا اس خلوتمین جانا تھا کہ عمرو نے بقوت تمام طاس کو دے مارا اور ان حبشیون نے طاس کی آواز سنکر زنجیرونکو چھوڑا چھت حمام کی انیس شاہ کے اوپر گری خشتی اور تری کی خبر نہ رہی انیس شاہ تو ٹھنڈا ٹھنڈا جہنم کیطرف گرم رفتار ہوا اپنے کردار سے خود مارا پڑا امیر نے عمرو کی عقل پر آفرین کی اور اُسکے بیٹے کو کہ ازبس خردسال تھا مع لشکر مسلمان

کرکے مہد زرین مکر کے سپرد کیا کہ اسکو تعلیم و پرورش کرنا اور اُس کے حق پرورش سے درگذر نہ کرنا سردران لشکر سے معلوم ہوا کہ قارن ایک شقہ بادشاہ کا بمضمون قتل حضور و ملک لندھور لایا تھا امیر شاہ کو دیکر حلب کیطرف روانہ ہوگیا یہ سنکر امیر کے دلکو انتشار ہوا اُسی روز حلب کیطرف پیش خیمہ روانہ کیا اب ذرا حال قارن بقیر نیکا سُنیئے کہ حلب مین اُس نے جاکر حدیث شاہ سے باتین چکنا چکنا کے کہین شقہ بادشاہ کا دیا اور کہا کہ سخین بادشاہ نے زبانی فرمایا کہ جو کوئی حمزہ اور لندھور کو مارگا اُسکے بارنت سے مین کبھی سبکدوش نہونگا اور اُسکا احسان میری گردن پر رہے گا علی ہذا القیاس بہت سی باتین جھوٹ سچ کچھ بادشاہ کی طرف سے کچھ اپنی جانب سے کہین اور بہت بکا بڑائیان اور ڈکاتین امیر کی بیان کین اور یہ کہکر یونان کا عازم ہوا حدیث شاہ نے کہا کہ ابھی تم یونان کیطرف نجاؤ قدرے یہان توقف فرماؤ دیکھو مین تمھارے آگے سر میدان حمزہ کو مارتا ہون اور اس سرکش کا سر گرز سے اُتارتا ہون قارن نے کہا کہ یہ کہنے کی بات ہے کہ آپ حمزہ کو سر میدان مارینگے اور اُسکو شکست فاش دینگے حمزہ ایسا اسامی نہین ہے کہ تمھارے ہاتھ سے سر میدان مارا جائے اور اُسکا لشکر تمھاری فوج سے شکست کھائے حدیث شاہ بولا کہ اگر یہ صلاح نہین ہے تو ایک کنوان مین نے کھودا ہے اگر اُسمین ہر قسم کے سلاح گاڑے ہین اور بہت تیز اور نوکیلے ہتھیار اسمین کھڑے کیے ہین حمزہ سے چوگان بازی کرکے کنوئین مین اُسکو مارون گا بہت جلد اُسکی فکر کرونگا قارن نے کہا کہ یہ بات البتہ کام کی ہے یہ صورت مقرر انتظام کی ہو جب لشکر امیر کا طب کے قریب پہونچا حدیث شاہ بھی تحائف و سوغات و خزانہ سے سالکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوا و رظاہر مین کلمہ پڑھکر مشرف باسلام ہوا اور مراسم اطاعت و عقیدت بجالایا امیر نے اُسکے واسطے جشن ترتیب دیا اور بہت سی اُسکی غرت و حرمت کی سب بتقریبات عنایت کیا چار پانچ دن تک تبلی و چاپلوسی امیر سے پیش آیا کہ مین امیر سے کہا کہ غلام نے حضور کا شہرہ علم نجوم سنا تھا بہت سنا تھا اور ایک مدت سے مشتاق اور آرزومند رہا کرتا تھا ہے طالع کہ حضور یہان تشریف لائے میرے بخت خوابیدہ جاگے اب یہ غلام چاہتا ہے علم چوگان بازی کا حضور سے سیکھے اور اس فن مین حضور کے تصدق سے مہارت پیدا کرے امیر نے فرمایا کہ بیشک صبح کو حدیث شاہ نے اپنے قلعہ مین آکر آدمیون پر تاکید بلیغ کی کہ چاہ کے منھ پر اسطرح سے گھانس بھری جاؤ کہ مطلق گمان کنوئین خندق کا نہووے اور سیر سے نشان کنوئین کا دکھائی نہ دے اور جسوقت حمزہ کنوئین مین گرے تم سب لوگ لشکر اسلام پر حملہ آور ہونا اور ہنگامہ قتل گرم کرکے مظفر و منصور تمام لشکر پر ہونا لوٹ کی بھی اجازت مین نے تمکو دی اور لوٹ لشکر اسلام کی مطلق مین نے تمکو معاف کی جب چوگان باز فلک گوئے ماہ میدان کو لیگیا اور خورشید جہانتاب نیزہ شعاع لیکر میدان عالم مین آپہونچا اُدھر سے حدیث شاہ اور ادھر سے امیر میدان مین گئے اور دونون طرف کے عمائد اور ارکین تماشا دیکھنے کو پہونچے حدیث شاہ نے امیر کی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ ہین چوگان ہین گوے امیر نے فرمایا کہ اپنا معمول کسی مرمن پیشدستی کا نہین ہے اُستاد نے یہ سخن بتایا نہین ہے اول تم چوگان گوے پر لگاؤ پھر مین بھی چوگان کو ہاتھ مین لونگا

جو کچھ مجھے یاد ہے تمھین دکھاؤنگا اُسنے آداب بجالاکر گھوڑے کو معمور کیا جب ایک پرتاب تیر کے فاصلہ پر پہنچا امیر نے بھی
چوگان لیکر اپنے مرکب کی باگ لی حدیث شاہ دیکھ کر بولے اب گئے جد مگر کنوان تھا بڑھ گئے اور اس خداع کے مکر پر
نظر نکی سیاہ قیطاس چاہ کے متصل جاکے کھڑا ہوا سیسے نہ ڈرنا اسکے لگایا ہر چند مرکب لمبی بھری مگر پچھلے پانون کنوین
مین جا رہے امیر پشت زین سے کود کر الگ ہوے اور گھوڑے کی باگ تھام کر آگے جھکا کر مرکب چاہ سے باہر نکلا
امیر جست کرکے پشت پر گئے دہن قارن بھی لگا ہوا اٹھا قارن سے امیر کی چار آنکھین جو ہوین قارن
کوہستان کیطرف بھاگا امیر نے بھی اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا حدیث شاہ نے جانا کہ امیر کنوین مین غرق آب فنا ہوے
اپنے بیس ہزار سوار سے لشکر اسلام پر جا گرا بہت سے مسلمان کافر کے ہاتھ سے شہید ہوے آخر لشکر ہور کے ہاتھ سے
مارا گیا اور لشکر اُسکا بھاگا لشکر ہور نے دیکھا کہ امیر کہین نظر نہین آتے گھبرا کر عمرو سے کہا کہ امیر کو ڈھونڈھنا چاہیے اُس
یوسف گم گشتہ کا پتا لگانا چاہیے عمرو سیاہ قیطاس کے قدمون کے نشان پر چلا قارن نے ایک فانیز پر پہونچکر مزراع سے
ایک سردہ لیکر زہر اُسمین مخلوط کیا اور فانیز بان سے کہا کہ میرے پیچھے ایک سوار آتا ہے یہ سردہ اُسکو نذر دینا اور
اگر وہ کچھ دے لے لینا اگر اُسنے کھایا تو مین تجکو سو اشرفی انعام دونگا اور اگر میرا مطلب ہوگیا تو بہت خوش کرونگا اور
خود وہ روباہ نمش درہ کوہ کیطرف روان ہوا اور منتظر خرید کی ساعت کار رہا پیچھے سے امیر جو پہونچے کسان وہ سردہ
نذر دینا امیر نے سردے کو لیکر پوچھا کہ ابھی میرے آگے آگے ایک سوار اسطرف کو آیا ہے وہ کسطرف روانہ ہوا ہے اُس نے عرض کی
کہ سامنے کوہ کے درے مین گیا ہے اور اسطرف راہ نکلنے کی نہین ہے شیر اُسکو ملا ہوا انسانی مجال نہین کہ اُسکے روبرو آئے اور
اپنی جان بچالیجائے امیر کو پیاس کی شدت تھی چاہا کہ اس سردے کو نوش فرمائین اپنی تشنگی بجھائین کہ فانیز بان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ
اے جوان ہر چند سو اشرفی کا تجکو سود ہے لیکن تیز زبان وضرر گوارا نہین کہ تجسا جوان حسین اور خوشرو دیکھا نہین اس سردے مین
اُسی پہلے جوان نے کچھ ملا کر تجکو یا تھا خواہ مخواہ کچھ زہر ملایا ہوگا اور کہا تھا کہ پیچھے جو جوان آتا ہو اُسکو یہ سردہ دکھلا دینا اگر اُسکا کام تمام
ہوگیا تو سو اشرفیان مین تجکو انعام دونگا امیر نے اُس سردے کو ہاتھ سے پھینکدیا اور ہزار اشرفی کی قیمت کا جواہر اُسکو عنایت کرکے
درۂ کوہ کیطرف مرکب کو جولان کیا ہنوز درہ کوہ کے اندر گئے نہ تھے کہ ایک شیر غرندہ امیر پر جست کرکے آیا امیر نے
ایک ہاتھ تیغ تبران کا لگایا ایک شیر کے دو شیر ہوگئے امیر درہ کوہ کے اندر گھسے دیکھین تو ایک چٹان کے نیچے قارن دبکا ہوا ہے
دم چرائے پڑا ہے جاتے تھے کہ خنجر سے مارین اس مکار کا مکر گردان سے اُتارین قارن نے کہا کہ اگر امیر میری جان بخشی کرو تو مین جیتا
تمکو دیتا ہون لیلو امیر نے فرمایا کہ کیا دیتا ہے تھوڑی دیر اسی بہانے جان بچاے اُسنے ایک خنجر اپنی کمر سے نکالکر
امیر کو دیا کہ یہ طمہورث دیو بند کی کمر کا ہے اور بڑی دقت اور محنت سے میرے پاس تک پہونچا ہے اور ایک باز و بند بازو سے
کھولکر دیا کہ جسمین بارہ لعل تبخیر اغ تھے اور ہر لعل وزن مین تین تین مثقال کا تھا یہ دو چیزین دیکر بولا کہ اس کوہ کی اندر
ایک کھوہ مین خزانہ ہے چلو وہ بھی بتا دون تمھاری قسمت کا تھا وہ تمھارے پیش کردن اتنے مین عمرو پہونچا امیر نے قارن کے

ہاتھ باندھکر عمرو کو سونپا کہ دیکھو کہان خزانہ بتاتا ہے یا کوئی فقرہ اِسکا ہے اگر راست ہو تو تم اُسکو اپنے قبضہ مین کرو ورنہ درو غگو را تا بخانہ بہو نچا دو عمرو نے دو حلقے کمند کے اُسکی کمر مین لگا دیے اور ہاتھ خوب زور سے کسکر باندھے اور اُس درے سے باہر لیکر نکلا قارن زور کرنے لگا چاہتا تھا کہ بندوست و کمر سے ٹوٹ جاوین تو مین اُسکے ہاتھ سے نکلجاؤن بھاگ کر کسیطرف راہ لون عمرو نے کہا کہ کیون زور کرتا ہے خزانہ تو مجکو بتلا دے مین امیر سے تیرے واسطے سعی اور سفارش کرونگا اور مقرر تجھے چھوڑ دونگا قارن بولا کہ خزانے کا نام تو اپنی جان بچانے کے واسطے مین نے لیا تھا مگر تو مجکو چھوڑ دے تو دو لاکھ تمن مین تجکو مدائن چلکر دونگا عمرو نے کہا کہ اے سوذی اب مین کب تجکو جیتا چھوڑتا ہون کوئی دقیقہ تو نے خصومت دشمنی کا امیر سے اور مجھ سے اُٹھا نہین رکھا ہے ایسا قابو پاکر مین تجکو چھوڑ دون مین کیا احمق ہون یہ کہکر خنجر کمر سے نکالا اور اُسکو ہلاک کیا اور امیر کی خدمت مین حاضر ہو کر سب کیفیت عرض کی کہ یا امیر خزانہ کہانکا وہ جھوٹا تھا کہ طمع زر دیکر جان بچاؤن اسی فقرے سے جانبری اپنی کرون جب مین نے نہ مانا تو سیتی توڑانے لگا مین نے اُسکو کتے کی موت مارا امیر بہت خوش ہوے اور کہا کہ عمرو تو نے کام اچھا کیا کہ روز کا فساد اور جھگڑا مٹا دیا

یونان کی طرف روانہ ہونا امیر کا اور عقد نکاح مین لانا ہید مریم معشوقۂ دلپذیر کا

مشاطگیان انشاء و دستان سحر کاری کو زیور تحریر پہنانے ہین جمال بیان کو نئے نئے رنگ سے آراستہ فرماتے ہین کہ جب شاہ ظفر نے امیر کے آئینۂ دل مین جلوہ دکھلایا امیر نے قلعۂ حلب مین آکر ایک ہفتہ تک جشن فرمایا اور پانچون ملکون کا خراج اور عریضہ مشتملہ حال قارن دوگیر سوانحات لکھکر مقبل کے ہمراہ نوشیروان کی خدمت مین بھیجا اور آپ یونان کیطرف کا قصد کیا چند روز مین یونان کی سرحد مین جا خیمہ زن ہوے فریدون شاہ بادشاہ یونان اخبار نزول لکھنے سے امیر کے حال سے آگاہ ہو چکا تھا سنتے ہی مع پیشکش معقول اپنے بھائیون کو ساتھ لیکر یونان سے چلا اثناے راہ مین امیر سے ملازمت ہوئی نذر گذرانکے بخلوص دل قدمبوسی حاصل کی اور صفائی نیت سے کلمہ پڑھا اور بھائیون سمیت مشرف باسلام ہوا امیر اسکی لیاقت اور لیاقت سے کمال خوش ہوے اُسکو اور اُسکے بھائیون کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جشن ترتیب دیا کئی دن تک اُسی جنگل مین منگل رہا فریدون شاہ نے ایکدن موقع پاکر عرض کی کہ یا امیر تین مہین مجکو درپیش ہین اور ہر ایک کا انجام مجھ سے دشوار ہے بلکہ محال اور خارج از اختیار ہے اگر حضور ان مشکلونکو آسان کردین تو کمال بندہ نوازی کرین فرمایا کہ مہین کیا ہین بیان کرو کچھ احوال تو اُنکا کہو اُس نے عرض کی کہ پہلی تو یہ ہے کہ چند سال سے اس نواح مین ایک اژدہا پیدا ہوا ہے کہ اُسکے سبب سے منزلون تک آبادی ویران ہو گئی ہے لکھو کھا روپے کے خرچ کا نقصان ہوتا ہے دوسری مہم یہ ہے کہ قلعہ سے کئی فرسخ پر ایک پہاڑ بڑا ہے اُسپر ایک زنگی سیہ رو نے قلعہ اپنے رہنے کو بنا یا ہے پرین دن تاخت کرتا ہے ہزارون آدمی اُسکے ہاتھ سے مرتا ہے تیسری مہم بعد انجام ان دو مہمونکے عرض کرونگا اُسکی بھی صورت بہبود آپ ہی سے نکلونگا امیر نے فرمایا پہلے ہم اژدہے کو مارینگے تب قلعہ مین سونے کا انصرام کرینگے صبح ہی ساتھ چلکر اژدہے کا مسکن بتا دینا اور تم

لوگ الگ کھڑے ہو کر تماشا دیکھ لینا خسرو نے امیر سے کہا کہ زنگی روسیاہ پر حضور کیا جاوینگے مجکو حکم ہو کہ اُسکو
کھڑی سواری جاکر قتل کرون انشاء اللہ تعالیٰ اُس کشش کا سر حضور میں آؤن فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ ہم اژدہے کے
مارنے کو جاوینگے تم اُس سیہ رو کے قلع اور قمع کیواسطے جانا اور اُس موذی کو قعر جہنم میں پہونچانا جب زنگی شب خسرو رات
شکست پائی اور خسرو خاور نے فوج انجم بھگائی صاحبقران تو فریدون شاہ کو ساتھ لیکر اژدہے کو مارنے چلے اور
بعضے بعضے جان نثار اور فدائی بھی ساتھ ہوے اور خسرو ہند آصف نامے برادر فریدون شاہ اپنی ہمراہ لشکر لیکر زنگی پر چلا
جب تین فرسخ اژدہے کا مسکن باقی رہا فریدون شاہ گھوڑے سے اُتر پڑا اور التماس کیا کہ ملاحظہ ہو سوائے ٹھونٹھ
جلے ہوے کے کہین درخت کا نام ونشان نہین دکھائی دیتا ہے تمام پہاڑ اور جنگل خاک سیاہ ہوگیا ہے جب وہ پلید غفلت سے
جاگ کر دم جھوڑتا ہے اور پھنکار مارتا ہے یعانک شعلۂ آگ کا ایک مارتا ہے اُسوقت دیکھ فہمید سر رہا ہے نہین تو انسان تو کیا
چرند و پرند کا اسجا ٹھہرنا ممکن نہین پرندہ پر نہین مار سکتا ہے امیر بھی پیادہ ہوے اور عمرو کو ساتھ لیکر اژدہے کیطرف چلے
فریدون شاہ بھی ہمراہ ہوا قریب جاکر دیکھا ایک کوہ سیاہ سا ہے جب اور نزدیک گئے معلوم ہوا کہ یہی اژدہا ہے امیر
فرمایا کہ سوتے کو مارنا جرات سے بعید ہے یہ تو ایک کیڑا بلید ہے ایک نعرہ کرکے اُسکو جگایا امیر کو جو اُسنے دیکھا ایک چاٹ کے برابر اگلا دھواں
اُٹھا کر پھینکا رستا امیر کے اوپر چلا اُسکے مُنھ کے شعلے سے چہرۂ درخت خشک و تر جانے تھے جلکر سیاہ ہوگئے اور بعضے کوئلہ ہوگئے امیر نے ایک تیر
درخت خار مغیلان میں کھڑکشانہ جو مارا دونون آنکھین اُسکی آشیانہ طائر اجل ہوئین زمین پر سر دھنے لگا امیر نے اُسکے پہلو مین جاکر
ایک دوا شیشہ اژدہا کش کا ایسا لگایا کہ ایک کوہے تک کے دو کوہے پنگے پھرانی جگہ سے جنبش نکرسکا فریدون شاہ نے
اژدہے کا دست و بازو امیر کا بوسہ لیا اور کئی بار گرد پھر کر نثار ہوا امیر نوازا ہو کر قلعے مین داخل ہوے تھے کہ لشکر زنگی روسیاہ
کا سر پر پہونچا اور خندق چوقلعے مین سے لایا تھا امیر کی نصرت مین گذرانا فریدون شاہ نے تو وہ زر و جواہر امیر و اندھو رکھے
اور پیشہ نثار کیا اور جشن کی محفل ترتیب دی خوب ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا آخر شب مین سر درد کے وقت فریدون شاہ نے
امیر سے عرض کی کہ دو مشکلین تو حضور کے قدم کی برکت سے آسان ہوئین اور بہت بڑی بلا مین میرے سر سے ٹلین اور تیسری
عرض یہ ہے کہ غلام کی بیٹی کو اپنی کنیزی مین قبول فرمائیے محرمان اسرار وقائع عصمت کی بیچگی مت بنائیے کہ مجھ بیمار مین بری طرح
اور دشمنو کو عبرت اور دہشت ہو صاحبقران نے فرمایا کہ یہ مہم سخت مشکل ہے اسکا انجام مجھ سے دشوار ہے یہان یہ بات
میرے ملکۂ مہرنگار سے وعدہ کیا ہے کہ جبتک تم سے شادی نکرلونگا دوسری عورت کو گو خورشید منظر ہو آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھونگا
فریدون شاہ اپنا سا منھ لیکر رہگیا اور اپنے بھائی آصف سے خلوت مین کہا کہ اگر کاش مین اپنی بیٹی کی
شادی کی استدعا امیر سے نکرتا تو بہتر تھا کیون عقل مین ذلیل و خوار اسقدر ہوتا تمام زمانے مین سخن گستر ہوگا کہ امیر نے
فریدون شاہ کو نالائق جانکر اسکی بیٹی سے شادی نکی و عقد مناکحت قبول نہ کیا ایسے جینے سے تو مرنا بہتر ہے اس ذلت سے
تو گذرنا بہتر ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ خنجر اپنے پیٹ مین مارے راہ خدا اختیار کرے کہ آصف نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ

انجام ایسے امر و نکا تدبیر سے متعلق ہے یہ میرا ذمہ ہے کہ امیر کے ساتھ ناہید مریم کا عقد ہو جائیگا اور آپکے دشمنونکو ذلت وخواری حاصل ہنوگی کام نکل آئیگا ذرا عمرو کو بلواؤ فریدون شاہ نے عمرو کو بلوا کر بہت تعظیم وتکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور پانچہزار اشرفی پیشکش کی اور کہا کہ خواجہ یہ عزت تمھارے ہاتھ سے خدا کیواسطے کسی طور سے میری بیٹی کا عقد صاحبقران سے کرا دو اور اس مشکل کو حل کر دو دس ہزار اشرفی اور بھی بعد عقد تمہ رکر دونگا ورنہ ہمچشمونمین منھ دکھانیکے قابل نہ رہونگا ناچار زہر کھا لونگا پیٹ مار مرونگا عمرو نے بہت اُسکی تسلی کر کے کہا کہ کیتنی بڑی بات ہے آج ہی عقد ہو جائیگا یہ ذمہ میرا ہے آپ نہ گھبرائین عقد کی تیاری دریوہ فرمائین یہ کہکر اشرفیان لیکے اپنے مسکن پر پہونچا خلوت مین ناہید مریم کے حسن وجمال کی تعریف کر کے امیر کو مشتاق کیا امیر نے کہا خواجہ شادی تو دختر فریدون شاہ سے ابھی کرون لیکن ملکہ کو کیا جواب دون کہ اُس سے مین نے عہد کیا ہے کہ جب تک تمسے شادی نہ کرونگا پری بھی گر روبرو آویگی تو مین اُسکو چڑیل سمجھونگا عمرو نے کہا کہ اے صاحبقران خیر ہے کہین مرد بھی ایسے امور مین راست گوئی اختیار کرتے ہین عورتون سے اس سے زیادہ قول کر کے خلاف اقرار کرتے ہین اور پھر وہ شخص کہ صاحبقران ہو مالک تاج وتخت وباجستان ہو فقط مہرنگار پر باندہ نہین سکتا آپنے قول عشاق اور کلام تماش بینونکا نہین سنا مصرع تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی ہے آپ شوق سے ناہید مریم کیساتھ عقد کیجئے اور داد عیش کی دیجئے ملکہ مہرنگار جانے اور مین جانون اگر آپکو وہ کچھ کہین تو آپ میرا نام لے دیجئے گا مین سمجھا لونگا اسکا مین ذمہ کرتا ہون بارے عمرو کے سمجھانے بجھانے سے امیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ عقد تو مین کرتا ہون مگر ہم بستر مہرنگار کی شادی بعد ہونگا فریدون شاہ نے اسبات کو برضا وغبت منظور کیا اور عمرو کا شکر گزار رہا خلاصہ یہ کہ اُسی دن ناہید مریم کو تیل چڑھایا گیا اور عقد کا سامان ہونے لگا فریدون شاہ نے سوائے دس ہزار اشرفی کے ایک خلعت گرانمایہ بھی باجواہر بیش قیمت خواجہ عمرو کو دیا اور کہا کہ خواجہ مین تمھارا خیر شگرا د کو حاضر ہون ہمیشہ تمھاری کچھ نہ کچھ تواضع کیا کرونگا عمرو لالچی بندہ ہی تھا فریدون شاہ کو دلاسا دیا بعد ازان اسقدر امیر سے اُسکی خوبصورتی کی تعریف کی کہ امیر نے مشتاق ہو کر دوسرون کو خانبندی کی شب بھی بعد آداب رسم خانبندی ناہید مریم کے ساتھ عقد کیا اور دو ہفتے تک اُسکے ساتھ عیش وعشرت مین مشغول رہے اور برابر جشن رہا سو طوعین ودن اُنھین بارہ لعلونمین جو قارن سے ہاتھ آئے تھے ایک لعل ناہید مریم کو دیکر محل سے برآمد ہوے مشتاقان زیارت جو اُنکے دونون قدمبوسی سے مشرف نہوے تھے مسرور وبیحد ہوے اور فریدون شاہ سے خراج لیکر مع مال شنگاوہ رنگی لندھور کے ساتھ نوشیروان کیخدمت مین بھیجا اور عمرو کو بھی خسرو کے ہمراہ کیا اور اپنے پیش خیمہ کی روانگی کا حکم مصر کی طرف کو دیا

روانہ ہونا امیر کا مصر کی طرف لشکر کو اور ملکر کے قید کرنا والی مصر کا امیر کو

سوانح نگاران ممالک وامصار مخبران شہر ودیار لکھتے ہین کہ ہرگاہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان منازل ومراحل طے کر کے مدائن کے قریب پہونچے نوشیروان نے مشکوی سردار سپاہ خسرو

اسکو قبال کو بھیجے اور عن الملازمت بانواع عنایت وکرم پیش آیا اور صاحبقران کو دیر تک بوچھا بعد یک ساعت کے خسرو نے شرائط آداب بجالاکر نذر خراج اور عرضی و تحائف صاحبقران کے گذرانے اور جو جو حادثات اثنائے راہ مین گذرے تھے مع مشروحی قارن و فیس شاہ و حدیث شاہ التماس کیے اور امیر کی جانب سے بہت بسط عرض کی کہ امیر کہتے ہین کہ اگر شاہ ہفت اقلیم مجھے آگ مین ڈالدین مین بگڑا سمجھکر کودپڑون اور بسطرح عذر وحیلہ نکرون مقتضاے شرافت یہی ہے کہ اگر اپنے محسن اور پادشاہ کے کام مین جان تک کام آئے تو وہ عین سعادت ہے اور اگر کسی عنوان آقاے نعمت کیجانب سے کچھ کم توجہی ہو بشرطیکہ عزت و آبرو مین فرق نہ آئے تو اُسکا دلمین خیال رکھنا بعید از شرافت ہے بادشاہ نے بزر خراج خزانے مین بھیجا اور خسرو ہند و عمرو کو خلعت گرانبہا سے سرفراز فرماکے حکم دیا کہ ہر روز دربار مین حاضر ہوا کرو بدستور قدیم حضور مین رہا کر خسرو ہند تو تلشا و کام پر جاکے مقیم ہوا مگر عمرو شبستان حرم کے دروازے پر گیا ملکہ مہرانگیز نے سنکر فوراً بلالیا اور صاحبقران کا حال استفسار کیا عمرو نے عریضہ امیر کا گذرانا اور جو کچھ اُسکے سامنے تک پیش آیا تھا ہو بیان کرکے ملکہ مہرنگار کی خدمت مین گیا امیر کا اشتیاق نامہ دیکر جو حادثات کہ اس سفر مین گذرے تھے بیان کرکے کہا ملکہ صاحبقران کا دل آپ ہی مین لگا ہے جو دم گذرتا ہے وہ تمھاری ہی یاد مین گذرتا ہے ملکہ بولی خواجہ اتو شب ہجران و روز فراق نے ایسا تنگ کیا ہے کہ زندگی اپنی مجکو دوبھر ہے جینا وبال ہے شعر دن تو تیرے ہی تصور مین گذر جاتا ہے رات کو خواب مین بھی تو ہی نظر آتا ہے یا تو جامع المتفرقین صاحبقران کا وصال نصیب کرے یا موت دے کہ سسک سسک کے مرنے سے نجات ملے ابیات ہجر حمزہ مین جان جاتی ہے تب یہ سینے سے اکثر آتی ہے موت آجائے تو مین جی جاؤن یہ مخلصی قید رنج سے پاؤن عمرو نے کہا کہ ملکہ بہت گئی تھوڑی رہی اضطرار کا ہنگام نہین جب خدا نے اُنکو آفات سے بچایا اور ایک موذی کے چنگل سے نکو چھڑایا وہ قادر توانا ایکدن وہ بھی دکھائیگا کہ تمھارا انکا وصال خاطرخواہ ہوجائیگا ایک مصرکا خراج لینا باقی رہگیا تھا سو یقین ہے کہ اس عرصہ مین وہ بھی صاحبقران نے وصول کرلیا ہوگا ملکہ عجب نہین ہے کہ بمع الخیر اس طرف کو روانہ ہوے ہون خیریت سے شادان و فرحان اس جانب چلے ہون القصہ ملکہ کو تسلی دیکر رخصت ہوا اور تلشا و کام پر آکے بہرام خاقان بارد علین اور مقبل وفادار کی ملاقات کی اور خوب ملا بہرام و مقبل بہت خوش ہوے اور عمرو خسرو دکیواسطے مجلس ترتیب دیکر مشغول نشاط رہے بعد فراغت اس صحبت کے عمرو نے خسرو و بہرام و مقبل سے کہا کہ تم لوگ ہر روز نوشیروان کے دربار مین جایا کرنا مگر اپنے کیل کانٹے سے ہوشیار رہنا خواب غفلت سے بیدار رہنا کہ بخشک کی بدولت اس بادشاہ کے سلوک و بدسلوکی کا اعتبار نہین ہے اور اُسکو اپنی طبیعت پر اختیار نہین ہے اور بجائے خود خواجہ بزرجمہر سے ملاقات ضروری رکھنا اور اُسکی صلاح اور مشورہ منظور رکھنا کہ وہ صاحبقران کا خیرخواہ دلی ہے اور اُسکو ہر طرح منظور خاطرداری امیر کی ہے اور مین تو ملکہ کیطرف جاتا ہون خواجہ کو امیر کی خبر سناتا ہون یہکر قفتورہ زرنگار

دیا تا وہ سقر لاتی کو پہن لباس عیاری اپنے بدنپر آراستہ کیا اور ملکہ کیطرف روانہ ہوا اب دو کلمہ صاحبقران کے
حال مین عرض کرون واقعہ طلبو نکے کان تک نئی داستان پہونچاؤن صاحبقران قریب مصر کے پہونچے رود نیل کے
کنارے پر بارگاہ دانیالی در خیمے استادہ کیے تمام دن بادہ خواری مین گذرا جب شام ہوئی اندھیرا ہوا فراشون نے
جھاڑ بلورین فرشی جا بجا فرش پر لگائے اور یکے یکڈالے دو ڈالے موقع پر جما کر کنول چڑھائے اور تیان موی کا فوری
جا بجا روشن ہوئین اور دل سوختگان کیطرح جلنے لگین صاحبقران نے دریا کیطرف سراچے جو اٹھوا دیئے اور
دو طاقہ ہوا روشنی اور اہل محفل دبارگاہ دانیالی کا عکس پانی مین جو پڑا تو ایک مجلس دوسری ہو گئی اور ہوا جو آب رود نیل سے
لپٹی ہوئی آتی تھی سوختگان فراق کے دلکو ٹھنڈ کرتی تھی صاحبقران نے شراب طلب فرمایا اور رقاصان
پری پیکر نے رقص و سرود سے مجلس کو گرمایا تمام رات دور بادہ گلگون و نغمہ سرود ارغنون رہا یہ خبر شاہ مصر کو بھی
پہونچی کہ حمزہ کا لشکر رود نیل کے کنارہ پر فروکش ہوا نوشیروان کیطرف سے خراج لینے آیا ہے اور لشکر جرار اور پہلوان
اور مرد انہ وار آلہ مالا یہ کار وان نامی اس کا ایک وزیر صائب تدبیر تھا اسکو خلوت مین بلا کر مشورہ طلب کیا کہ حمزہ اس
ارادے سے ہوئے ہے صلاح دولت کیا ہو وزیر از بسکہ عقیل و فہیم تھا اُسنے کہا کہ حمزہ کے زور و شجاعت کا حال تو زمانے مین
مشہور ہے اُسکی کامیابی و نصرت کا تذکرہ دور و نزدیک ہے اور اخبار نویسو کی تحریر سے بھی حضور پر روشن ہو گا کہ وہ
شخص بڑا صف آرا اور معرکہ شکن ہے پس ایسے شخص سے تحرف ہونا اپنے کو کاہش مین ڈالنا ہے فدوی کی رائے ناقص مین
ایسا گذرتا ہے کہ خود سبقت کرکے ملاقات کیجیے اور مشکش شاہانہ اسکو دیجیے ظاہر ہے کہ زور و شجاعت مین وہ مثل عیسے
ویسا ہی مروت و ہمت مین بھی بعدیل و مثیل ہے اگر آپکا اخلاق اور اطلاس اسپر ظاہر ہو جائیگا البتہ آپکے ساتھ تلطف و
مدارا پیش آئیگا شاہ مصر وزیر کی اس رائے سے کہ آپ سکے جمین ہوا جھٹکا لگا کہ یہ کیا کہا کہ یہ رائے ہے مین نے جو کچھ
اپنے دلمین تجویز کیا ہے وہی صواب و اچھا ہے وزیر نے دیکھا کہ یہ اگرچہ بہ سامان ہے لیکن مصر کی حکومت کی بدولت اپنے آپکو فرعون
باسامان جانتا ہے اگر موسی عمران رسول سے نصیحت کریگا تو یہ نصیحت پذیر نہوگا میری حقیقت کہنے سے مجکو کیا چپ رہوں نہ چپ رہون
غرق تجھ مرگ ہوگا یہ وجکہ پکا اور بالتصحیح ہونے ہی شاہ مصر نے سوا خراج سہ سالہ کے بہت سا تحفہ اپنے ہمراہ لیکر امیر سے
ملازمت کی اور جو کچھ لیکر گیا تھا پیشکش کرکے گرمجوشی بکثرت کی اور التماس کیا کہ حضور شہر مین تشریف لیچلین فقیر خانے کو مقدم شریف سے منور فرمائین مصرع شاہان چہ عجب گر نوازند گدارا
امیر نے خلعت فاخرہ سے اُسکو سرفراز کرکے فرمایا کہ فی الحقیقت دوستون کا گھر دوستون ہی کا ہوتا ہے مجھے تمھارے یہان
چلنے مین عذر کیا ہے بسم اللہ یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لیچلے اور فوجکو تو اُسیجا چھوڑا اور چند سردران نامی کو
ہمراہ لیا جسوقت امیر نے شہر مین قدم رکھا جنی ہوئی رچہ تک امیر کے دیکھنے کو گھر سے باہر نکل آئی اور امیر کو صورت دیکھکر دیر تک
دعا دینے لگے کہ الٰہی درجہان باشی با اقبال ۔ جوان بخت و جوان دولت جوان سال ۔ خلاصہ یہ کہ امیر ایوان شاہی

مین تخت مرصع پر جلوہ افروز ہوئے اور امرائے نامدار جو ہمراہ گئے تھے اپنے اپنے قرینے سے دنگل و کرسیون پر
بیٹھے عزیز مصر نے ساقیان بادہ وش کو باجام و صراحی حاضر کیا اور رقاصان زہرہ پیکر و نغمہ سرایان خورشید منظر کو تھرکنے سے
حکم دیا صدا ہوش باد و نوش باد کی بلند ہوئی صدائے ساز و نوا گوش فلک تک پہونچی مگر عزیز مصر خدنگار و نگی طرح سے
دامن گردانے انتظام و اہتمام مین مصروف ہوا ہر چند امیر کہتے تھے کہ تم بیٹھو اور لوگ انتظام کرینگے تو ہاتھ باندھکر عرض کرتا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کیخدمت کرنا فخر میرا ہے ایسے بزرگونکی خدمت کرنا کب نصیب ہوتا ہے امیر اُسکی اس گفتگو سے
نہایت مسرور ہوے اور اُس مکار کی چرب زبانی سے انجام کار سے غافل رہے آخر الامر جب شام قریب ہوئی
اُس ابلیس تلبیس نے شراب مین جا کر اپنے دست ناپاک سے وار دہ بیہوشی خمورین ڈالی اور ساقیونکو حکم دیا کہ اب جو شراب صراحی سے
اُنھین خمورین سے صرف کرو ساقیون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی اور وہی شراب جام و صراحی مین بھر بھر کے دی صاحبقران نے
پہلا ہی پیالہ پیکر عزیز سے پوچھا کہ یہ شراب دوسری معلوم ہوتی ہے اس شراب کی رنگت اور کیفیت دوسری ہمارس
کینہ خواہ نے ہاتھ باندھکر کہا کہ فی الحقیقت یہ شراب پہلی نہین ہے مگر اس سے بہتر شراب ہوتی ہی نہین ہوا یہ مصلحت سے
اسے گاڑ رکھا تھا آج حضور کیواسطے نکلوائی ہے شراب اول سے زیادہ تند ہے خصوص حضور کیواسطے آئی ہے امیر نے اپنی عقل پر
داروئے بیہوشی کا ذائقہ نہ پکھا تھا اُسکے کلام کو سچ جانا جب چار پانچ دور چلے ہمراہیان امیر جھکھا کھاکر گرنے لگے امیر نے رفیقونکا یہ حال دیکھکر اُٹھنا چاہا کہ دونون پاؤن نکل گئے بیہوش ہوکر زمین پر گرے عزیز مصر نے
اپنے وزیر سے کہا کہ دیکھا ہمارا منصوبہ کسطرح ایسے زبردست کو زیر دست کیا ہان جلاد کو جلد بلاؤ کہ حمزہ کا سر بدن سے
کاٹے اور شمشیر کے حوالہ کرو کہ جلد نوشیروان کے حضور مین پہونچاوے کاروان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ فی الحقیقت
حضور نے بڑی آسانی سے حریف کو اپنے قابو مین کیا اور بہت جلدی سے اُسے زیر کر لیا لیکن میرے نزدیک چند سبب سے
ابھی حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا اول یہ کہ ابھی عزت کا نہین اچھا ہوا دوم یہ کہ حمزہ کے ایسے ایسے رفیق ہین کہ
کو مقتول سُنکر خاک تک تو مصر کی اُڑا دینگے چنانچہ منجملہ اُسکے ایک سرو ہندوستان فرخ سعدان سعدون ہے جسکے ساتھ لاکھ
وبیدل جلن شیرین دم کے دم مین گنوا دینگے ایک سے ایک زیادہ قوی ہیکل و پہلوان ہے دوسرے بہرام خاقان گرد جین ہے
کہ جسکے ساتھ کئی لاکھ سوار پیادہ چینی ہے ہر ایک ملوک دہنی ہے تیسرا اقبال فرادار ہے کہ جسکے ساتھ کئی ہزار تیز انداز خیطا و شاہکار
ہے چوتھا عمرو عیار وہ بد بلا ہے کہ کرورون پر بھاری ہے اکیلا اور تنہا ہے اس سے میرے نزدیک ایسا مناسب ہے کہ حمزہ کو
رفیقون سمیت باز بخیر کرکے قید رکھیے اور اطلاع سکی شاہنشاہ ہفت کشور کو کیجیے اگر حمزہ کے قتل کیواسطے لکھیگا تو اُسوقت
مضائقہ نہین حمزہ کو مار ڈالیے گا اپنے دل کا حوصلہ نکالیے گا عزیز مصر بولا کہ اے کاروان واقع مین اس امر مین تیری رائے
صائب ہے مجکو بہت پسند آئی اور میرے نزدیک بھی یہی صلاح قرار پائی لیکن خوف ہے کہ جبتک قاصد ہزار فرسخ راہ کرکے
آئے جائیگا مبادا اگر اس عرصہ مین عمرو آن پہونچا اور وہ حمزہ کو چھڑا لے گیا تو کی کرائی محنت برباد ہوگئی اور کونسی بدی ہے

کہ اُسوقت حمزہ میرے ساتھ نکر یگا سر نو قائم بنائے فساد ہوگی کاروان نے کہا کہ مین دور دزمین خط کا جواب منگوا دیسکتا ہون بشرطیکہ بادشاہ جواب لکھنے مین دیر نکرے کسیطرح ہرج راہ مین واقع نہووے میرے گھر مین ایک جوڑا مدائن کے کبوتر کا ہے آپ خط لکھدیجیے گا مین اُسکے گلے مین باندھکر صبح کو چھوڑ دونگا شام کو مدائن مین پہونچے گا اگر بادشاہ نے فوراً جواب عنایت کیا دوسرے روز لے آیگا عزیز نے کاروان کی راے پر بہت تحسین و آفرین کی و ربہت شاباشی دی و اُسیدم اُلہارون کو بلاکر صاحبقران کو مع رفقا آہن مین جکڑ کر چاہ یوسف مین قید کیا اور سرہنگ مصری کو کہ عیار و نکاہتر ہے بلاکر کہا کہ تو اپنے عیارون سمیت ان قیدیونکی نگہبانی مین سرگرم رہنا اور کسی سے ساز او میل کی بات نہ کہنا ایسا نہو کہ عمرو اگر ان قیدیون کو چھڑا لیجاوے اور مفت کی وقت اور ندامت بیجاوے اور شہر مین منادی کردی کہ جو کوئی حمزہ کا نام زبان پر لاوے وہ بے پوچھے مار ڈالا جاوے ساکنان شہر نے مارے ڈر کے مسلمانونکا نام لینا چھوڑ دیا ایسا قدغن شہر مین دوسرے دن عزیز مصر نے ایک عرضی طلسمی نوشیروان کو لکھکر کبوتر کے گلے مین باندھ دیا اور اُسکو مدائن کی طرف اُڑا دیا اُسنے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو دی تھی

مدائن مین نامہ پہونچانا کبوتر کا اور تدبیر قتل مقبل وغیرہ کی اور حاضر ہونا دفعتاً عمرو کا

عشاقان طائر مقال او عشق بازان پرندگان خیال حمامۂ بیان کو نفس سطور مین بند کرکے ناظرین کو سنائے رنگ کے مضمون خوش آیند برسر اظہار لاتے ہین کہ کبوتر نے مصر سے چھوٹکر سنّاٹا بھرا شام نہونے پائی تھی کہ مدائن مین نوشیروان عادل کے کبوترون کے ٹھاٹھ پر جاکر دم لیا کبوتر باز نے یہ کبوتر دیکھکر ٹھاٹھ کے کبوتر کو اڑا دیا اور جال اُٹھا کر دانہ پھینکا کونڈے کا پانی اُچھالا چونکہ تمام دن کا بھوکا پیاسا تھا کا ماندا تھا کبوترون کے پہلے جال مین جا رہا کبوتر باز نے جال کھینچ لیا اور جال مین جاکر باطمینان اُس پر ہاتھ مارا دیکھے تو اُسکی گردن مین ایک خط ہے خط لیکر کبوتر کو تو دانہ پانی کھانے کے لئے جال مین چھوڑ دیا اور اُس خط کو بختک کے روبرو لے گیا اور کہا کہ اسوقت ایک کبوتر مین نے پکڑا ہے اُسکے گلے مین یہ خط بندھا ہوا تھا قیصلی مین ملا ہے سو مین حضور مین لے آیا ہون اور اُس کبوتر کو ٹھاٹھ مین دانہ دے آیا ہون بختک جو اُس خط کو کھولکر پڑھا تا چھین اُس رونی صورت کی کھل گئین دل باغ باغ ہوگیا اُسیدم بادشاہ کی خدمت مین جاکر خوشی خوشی مبارکباد دیکے گذرانا نوشیروان بھی اُس نامے کو پڑھکر خوشی کے مارے اپنے پیراہن مین نہ سمایا بختک نے عرض کی کہ اب حضور بہت جلد اُسکے جواب مین ایک خفیہ بہ مضمون اجازت قتل حمزہ لکھکر عنایت کرین اور کسی کی صلاح اور شورت پر اس امر کو نہ رکھین کہ فدوی کے پاس ایک کبوتر مصر کا ہے اُسکے گلے مین باندھکر صبح اُڑا دیوے کہ وہ شام تک منزل مقصود تک مکتوب الیہ کو پہونچا دیوے نوشیروان نے فرمایا ایسے صعب امر مین بزرجمہر سے مشورہ لینا ضرور ہے کہ مجکو والد کی وصیت پر عمل کرنا ہر حال مین منظور ہے وہ گردن زدنی بہتر ہے مگر بزرجمہر مسلمان ہو وہ مسلمانون ہی کی طرفداری کریگا اور حمزہ سے زبردست کا بار بار قابو

مین آنا دشوار ہو ویسا وقت پھر نہ ملے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اس شورے مین بزرجمہر کے بھی مذہب کا امتحان ہو جائیگا اُسکا عقیدہ بھی ظہور مین آئیگا یہ کہکر بزرجمہر کو طلب کیا اور وہ نامہ پڑھنے کو دیا بزرجمہر نے جو اس مکتوب کو پڑھا طائر ہوش سن سے اُڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا بارے حواس جمع کرکے کہا کہ خدا آپ کو مبارک کرے کہ آپ بھی الگ رہے اور بڑا ترددبھی دفع ہوا لیکن سردست حمزہ کے قتل کرنے کو لکھنا مناسب نہین اسلئے کہا کہ اگر ابھی یہ خبر لندھور و بہرام و مقبل کو پہونچی ہے تو قبل از پہونچنے کبوتر کے انسان تو کیا چرند و پرند تک تو مدائن کا جانبر نہین ہوتا اور آخر مین مصر کا حال خدا جانے کہ کیا ہوگا پہلے آپ انکی تدبیر کر لیجیے بعد ازان حمزہ کے قتل کرنیکا حکم دیجیے بادشاہ بولا کہ یہ بھی کچھ بڑی بات نہین ہے ان لوگون کی فکر کر لینا کچھ کرامات نہین کل جسوقت یہ لوگ دربار مین حاضر ہون حضور مجلس شراب و کباب کی ترتیب دین اور دارو بیہوشی شرابین دیکر ان تینو کو چیرغوکر لین بعد ازان عزیز مصر کو حمزہ کے مار ڈالنے کا حکمنامہ لکھکر کبوتر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا چاہیئے اور کبوتر جو فدوی کے پاس ہو وہی اُڑا دیا جائے جب حمزہ کا سر آئے تب لندھور وغیرہ کو بھی شوق سے قتل کرین اور روز کا قصہ و فساد اپنے مُلک سے مٹا دین نوشیروان کو یہ راے بہت پسند آئی اور اُسکی عقل کی نہایت تحسین فرمائی چونکہ تا نجتک بزرجمہر کو خدا پرست جانتا تھا نہ تو آپ اُس شب کو اپنے گھر گیا اور نہ بزرجمہر کو بادشاہ نے کہکر اُسکے گھر جانے دیا جب صبح ہوئی دربار کا وقت آیا لندھور و بہرام و مقبل حسب دستور دربار مین حاضر ہوے اور اپنے اپنے مقام پر موقع موقع سے بیٹھے بادشاہ نے بہت مہربانی اُنکے حال پر کی و حسب مشورہ شبینہ مجلس نشاط ترتیب دی شراب بیہوشی آمیختہ چلنے لگی ترگالی و رفرنگی ڈھلنے لگی ہر چند بزرجمہر نے ارباب محفل کی آنکھ بچاکر بہرام و مقبل و خسرو کو آنکھ کی لیکن کوئی نہ سمجھا کسی نے اس اشارے پر توجہ نہ کی مقبل و بہرام سمجھکر کچھ سمجھا اور دردسر کا بہانہ کرکے محفل سے اُٹھ گیا اور بخط راست و صراط مستقیم بزرجمہر کے گھر پہونچا اور وہان جاکر بیہوش ہو گر پڑا لندھور و بہرام چار پانچ جام پیکر بیہوش ہو گئے دنگل اور چوکیون پر سے گر پڑے بادشاہ نے بانون مین بڑیان گلمین طوق کرمین زنجیر غلو مین خار دار لٹو دیکر دونو کو زندان مین بھیجا اور عزیز مصر کو جواب مین لکھا کہ واقعی تمنے بڑی خیر خواہی کی کہ حمزہ کو قید کیا لازم ہے کہ خط کے دیکھتے ہی سر اُسکا کاٹکر ہمارے پاس بھیج دو اور جسقدر رہو سکے جلد اس مہم کو سر کرو مضمون لکھکر تا نجتک کہدیا کہ سرنامے پر مہر ہماری کرکے کبوتر کے گلے مین باندھکر کل صبح اُڑا دو اور خبردار اس راز کو کسی پر افشا نکرو یہ حکم دیکر بادشاہ دربار برخاست کرکے شبستان حرم مین داخل ہوا اور بزرجمہر اپنے مکان پر رخصت ہو کر پہونچا دیکھا کہ مقبل بیہوش پڑا ہے بجس و حرکت مردہ سا بنا ہوا ہے عرق داغ بیہوشی دیکر اُسے ہوش مین لایا اور تمام سرگذشت بیان کی اور باجرا کہ سنایا مقبل گریبان چاک کرنے ہائے ہائے وائے وائے کرنے لگا اور اپنی جان سے گذرنے لگا بزرجمہر نے کہا ہائے وائے وائے کرنیکا وقت نہین ہے وقت تدبیر کا ہے ایسے وقت مین تدبیر کو ہاتھ سے دینا کمال بیحیائی ہے میرے پاس ایک فرخ

دھاوے کی سانڈنی ہی اسپر چڑھ دوڑو اور اثنائے راہ مین جہان تابولے کبوتر کو مار ڈالو کہ کبوتر کے مار ڈالنے ہی مین
خیریت ہے یہی تدبیر اور مصلحت ہی مقبل الحمید سانڈنی پر سوار ہو کے نکلا بزرجمہر نے از روے رمل دریافت کیا
کہ یہم بے عمرو کے انجام نہ پاویگی اور یہ مشکل بغیر اسکے حل نہو سکے گی وہی متردد ہوا کہ عمرو اسوقت کہان اور اسکا
نشان کہان کہ اتنے مین بزرگ امید خلف اکبر بزرجمہر باہر سے آیا اور خواجہ کو متردد دیکھکر پوچھنے لگا کہ حضرت خیر تو
ہی متردد کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ بھلا تم قرعہ پھینک کر بتلاؤ مجکو تردد کیا ہے اور مجھے کیا امر ہم پیش ہوا ہے اسنے قرعہ پھینک کر کہا
کہ آپکو کسی غائب کا انتظار ہے اور اسکی وجہ سے آپکو اضطراب ہے اور وہ شام تک پہونچے گا مقرر مقرر آپسے ملے گا
بزرجمہر نے خود قرعہ کی شکلین ملا کر دیکھا بشاش ہو کر غلام سے کہا دیکھو دروازے پر کون کھڑا ہے اور اسکا قد و قامت اور شکل
کیسا ہی اسنے آکر کہا کہ ایک شخص طویل القامت ریش سفید کھڑا ہوا کہہ رہا ہے خواجہ کو میرا سلام کہو اور انکو ذرا دیر تک سمجھے
بزرجمہر یہ سنکر نگے پاؤن دوڑے اور عمرو کو گھر مین لے آئے اور تمام سانحہ بیان کر کے رونے اور کہنے لگے کہ خواجہ عمرو نے
اس کبوتر کو اثنائے راہ مین مار لیا تو تو خیر ہے اور نیک انجام ہی مین تو قتل عام ہے عمرو بھی رونے اور کہنے لگا خواجہ
مین ہزار فرسخ آیندہ مین کیونکر طے کرونگا کچھ کبوتر کیطرح بال و پر تو نہین رکھتا کہ سناٹے مین اڑ جاؤنگا بزرجمہر نے کہا کہ اے
عمرو مین نے تیرے طالع مین دیکھا ہے کہ تو تمام عمر مین تین دفعہ ایسا دوڑے گا کہ کوئی نہ دوڑا ہوگا نہ دوڑ سکے گا ایک تو ہزار
فرسخ راہ اس کبوتر کے ساتھ ایک دن مین طے کریگا دوسرے جب دشمنان امیر جو بعقابین پر امیر کو کھینچ لیکے تو گیارہ ہزار فرسخ
بارہ دن مین طے کر امیر اسلام کو جمع کریگا تیسری بار حمزہ کے فرزند کے واسطے بیابان اسکندری مین سات ہزار فرسخ
راہ سات دن مین طے کرے گا اوسمیں طرح نہ تھکے گا عمرو نے کہا خواجہ مجکو بڑی رنج کی سنائی اور میرے طالع کی خوب شناخت فرمائی
معلوم ہوتا ہے کہ تمام عمر میری دوڑتے ہی مین کٹے گی تب عمرو دھوپ اور قاصدی مین گذرے گی خواجہ نے کہا
خوش باش اس محنت کی مزدوری ایسے خزانے بیقیاس پاویگا کہ کسنے خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے بلکہ بڑے بڑے
بادشاہون نے نہ سنے ہونگے ہان اب جلد چلنے کی تیاری کر تساہل اور تکاہل کا ہنگام نہین ہے توقف کرنے کا
مقام نہین ہے مقبل کو بھی مین نے سانڈنی پر سوار کر کے بھیجا ہی اثنائے راہ مین تجکو ملے گا یقین ہو تو بہت جلد اسکے
پاس پہونچے گا عمرو خواجہ سے رخصت ہو کر تاشا دکام پر آیا امرے ہندوستان سے کہا کہ بالفعل تمہارا یہان رہنا
اچھا نہین بلاوے سردار سمجھکر نوشیروان کچھ تمسے پرخاش کرے تم جاکر پیشہ فیض مین چھادنی کرو
اور فضل خدا کے منتظر رہو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے خدا کون صورت بہبود دکھاتا ہے

روانہ ہونا عمرو کا مصر کی طرف کبوتر کے پیچھے اور مارنا اُس کا شہر کے
دروازے کے پاس اور چھڑانا امیر کا مجلس سے بعد حسرت و یاس

خامہ خامہ سخن کاغذ مین اسطرح گوہر بجتا ہے کہ دران قلم کاغذ کے ٹھاٹھر پر یون چکر لگا رہا ہی کہ جب صبح کا ڈنکا بجا

عمرو یراق عیاری اپنے بدنپر لگاکے کبوتر خانہ شاہی کے نیچے جالگا جسوقت نجتک نے نامہ کبوتر کے گلے مین باندھکر کبوتر کو ٹھاٹھر سے نکال کے مصر کی طرف اُڑایا عمرو نے نجتک سے آنکھ ملاکر کہا اور دھمکایا کہ یاد رہے اگر خدانا کردہ حمزہ یا آپکے کسی رفیق کا ایک بال بھی بیکا گیا تو تو کیا مال ہے تو شیروان تک کی مرغ روح کے بال و پر توڑے ہونگے اور جو اس شورے مین شریک ہین وہ تو کیا اُنکے بال بچے بھی نہ بچھوڑے ہونگے اور اسوقت تو تیرے کبوتر کا شکار کرکے جاتا ہون اور دیکھ تو آنکر تجھے کیا روز بد دکھاتا ہون قریب تھا کہ مرغ روح نجتک کے قفس عنصری سے پرواز کرے لیکن چونکہ ہنوز سخت جان ہوتے ہین کبوتر کو دم نکلے لوگون نے پکڑکر چھت سے نیچے اُتارا دیر تک غشمین پڑا رہا بابائے دوندگان عالم کا حال سنیے کہ یاحی یاقیوم کہتا ہوا معلق زنان کبوتر کے پر دنکے سائے کے نیچے بے تحاشا اُڑا چلا جاتا تھا جہان کہین ندی ٹیکر یا پشتہ سدراہ ہوتا تھا تو جست کرکے پار ہو جاتا تھا کسی مانع کو خیال مین نہ لاتا تھا اور ہر قدم پر کبوتر سے نگاہ لڑی تھی گویا اُس کبوتر کے پیچھے بہری تھی اب تھوڑا حال مقبل وفادار کا بیان کرون شائقین کے ذہن نشین کردون کہ جب مقبل جو سانڈنی پر سوار ہوکے نکلا تھا ستر کوس تک بگٹٹ چلا گیا ایک نہر کا پانی مصفا گو ہر سے زیادہ تر آبدار دیکھکر سانڈنی سے اُتر اروئی جو کمر مین بندھی ہوئی تھی اُسے کھولکر ناشتا کرنے لگا اور اونٹنی کو جنگل مین چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور آپ دم کے دم سستانیکو ٹھہرا اتفاقاً اُس جنگل مین زہر گیاہ بہت سی لگی ہوئی تھی سانڈنی نے جو وہ گھاس کھائی نور آمگئی مقبل یہ حواس ہوکر پیادہ پا چل کھڑا ہوا کوس گیا کہ پانون سوج گئے آگے کا قدم پیچھے پڑنے لگا ناچار ہوکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور روتے روتے بیہوش ہوا عمرو کبوتر کا پیچھا کئے ہوے چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین سانڈنی موئی دیکھکر سمجھا کہ یہ وہی سانڈنی ہے کہ جسپر مقبل سوار ہوکے آیا تھا تھوڑی دور آگے جاکے دیکھا تو مقبل ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے پانون سوج گئے ہین طاقت نے جواب دیا ہے فی الفور اُسکے منھ مین پانی ٹپکایا مقبل نے آنکھین کھولدین اور رونے لگا عمرو نے کہا رونے کا یہ وقت نہین ہے جلد میری گردن پر سوار ہو اور کسیطرح سے اس کبوتر کو شکار کرو مقبل سوفار تیر کو کمان کی زہ مین لگاکے لیس ہوا عمرو کی گردن پر سوار ہوا اور عمرو برنگ شہاب ثاقب وہانسے گرم رفتار ہوا عمرو کی زبانی ہے کہ کبھی ایک پرتاب تیر مین کبوتر سے آگے جاتا تھا اور کبھی کبوتر تیر کے قریب جاتا تھا ہنوز طائر قبلہ نما نے آشیانۂ مغرب مین بسیرا نہ لیا تھا کہ کبوتر دیوار قلعہ مصر کے متصل پہونچا چاہتا تھا کہ فیصل یا رجاوے کہ مقبل نے شہباز تیر کو آشیانہ کمان سے سر کیا فوراً کبوتر چنگل شہباز اجل مین گرفتار ہوا تڑپکر چھوٹا بھی تو باز کیطرح سے گرہ کرتا ہوا بسمل آب خندق مین گرا عمرو نے اُسکو پکڑکے نامہ کھولکر پڑھا اور امیر کے دکھلانے کے واسطے زنبیل مین احتیاط سے رکھا اور کبوتر کو ذبح کرکے مقبل کو کباب لگاکے کھانے کو دیا اور مع مقبل رودنیل کے کنارے لشکر اسلام مین داخل ہوا سلطان نجت معزلی عمرو کو دیکھکر واویلا کرنے لگا عمرو نے اُسکے آنسو رومال تشفی سے پونچھکر کہا کہ وقت تردد اور تشویش اور رنج والم کا کیا ہے اگر خدا چاہتا ہے تو جلد امیر کو چھڑا لاتا ہون اور ہم سب کو انشاء اللہ

اس بلا سے چھڑا کر دیکھو اس مکار بادشاہ کو کیسا چنگا بنا تا ہون چونکہ منزل کا تھکا ماندا تھا رات بھر بیخبر سویا کیا صبح
جسوقت صبح کا سپیدہ آشکار ہوا آفتاب جہانتاب نمودار ہوا ایک عرب کی صورت بنکر مصر مین داخل ہوا عصر تک
پھرا مگر نام امیر کا کسی سے نہ سنا قریب بمغرب دیکھا کہ ایک مشکی مشک کاندھے پر رکھے بازار مین کٹورا بجاتا پیاسونکو پانی پلاتا پھرتا ہے
بظاہر آدمی فہمیدہ اور ہوشیار اور بڑا ناہی عمرو نے اس سے پانی مانگا اُسنے کٹورا بھر کر عمرو کے ہاتھ مین دیا عمرو نے کچھ
پانی پیا باقی پھینک کر کٹورا اپنے ڈب مین کیا اور آگے لینے لمبے ڈگ بڑھائے سقہ ایک ہمت کو قدم بڑھائے عمرو
کے پیچھے دوڑا کہ کٹورا لئے جاتا ہے یہ کہا نکا اُٹھائی گیرا اُچکا آیا ہے چوک سے نکلکر عمرو کھڑا ہو گیا اُسنے کٹورا عمرو کے
ہاتھ سے چھینا اور چلا کہ اپنی راہ لے چوک کی طرف چلے عمرو دونون ہاتھ اُسکے پکڑکر ایک گوشے مین لیگیا اور کہا
کہ آ بہشتی تجکو صبح سے یہ وقت اس شہر مین پھرتے ہوا مگر تجھسا دریادل مین نے نہین پایا تجکو قسم ہے حضرت خضر کی
سچ کہہ کہ عزیز مصر نے حمزہ کو کہان قید کیا ہے وہ بیچارہ بنی ہاشم کسی آفت مین مبتلا ہے اُس دوزخی نے عمرو کے ہاتھ
پکڑ کر چلانا شروع کیا کہ یارو دوڑو عمرو کومین نے پکڑا جا رہا دن طرف سے بازاری اپنی اپنی دوکان سے دوڑے
عمرو کے پکڑنے کو چلے عمرو نے اپنے دلمین تعجب کیا کہ اس مردک نے کیونکر مجھے پہچانا جھٹ پٹ اُسکے ہاتھ کو دانتون سے
کاٹکر اپنے ہاتھونکو چھڑایا اور جست کرکے ایک بالاخانہ پر اُچک گیا وہان سے کوٹھون کوٹھون چھلانگین پھلانگین
مارتے دور پہونچا یہ خبر سرہنگ مصری کو ہوئی وہ اپنے شاگردون سمیت ہر چہار طرف ڈھونڈھنے لگا جب
پتا نہ لگا تو شاگردونکو ہر طرف چھڑکا دیا کہ جس شخص کو اجنبی پاؤ پکڑ لاؤ کہ وہ عمرو ہی عیار نامور ہے القصہ عمرو کو دتا
پھاندتا ایک بازار مین پہونچا چل پھرکر ایک طرف دیکھا کہ ایک تکیہ ہے اُسپر ایک اندھا فقیر بیٹھا ہوا ہے عمرو نے
ایک کھوٹا پیسا زنبیل سے نکالکر اُسکو دیا وہ دعائین دینے لگا جب عمرو نے متصل جاکر چپکے امیر کا حال پوچھا اُس
عمرو کا دامن پکڑ لیا اور چلا چلاکے سرہنگ مصری کی دہائی دینے لگا عمرو آئینہ دار اپنے دلمین حیران ہوا
کہ اس نابینا مادرزاد نے مجھکو کیونکر پہچانا لوگ وہان بھی ہر طرف سے جمع ہو گئے عمرو کے گرفتار کرنیکی فکر کرنے لگے
عمرو اپنے دامن کو کانکر وہان سے چلتا ہوا بات کی بات مین یہ چل وہ چل ہوا ہوا اُس عرصے مین جب رات
ہو گئی رو ندھیرنے لگی عمرو میر عسس کے خوف سے ایک تجانمین کشتی کی صورت بنکر بیٹھ رہا خدا خدا کرکے رات کاٹی
نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح کو عمرو ایک تاجر کی شکل بنکر محلات شہر کی سیر کرنے لگا پھرتا ہوا کوتوالی چوترے کے نیچے سے گذرا
چوترے پر سرہنگ مصری لباس عیاری پہنے ہوے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا اپنے عیارونکی چھلانگون پھلانگون کا
تماشا دیکھ رہا تھا عمرو بھی سراہ کھڑا ہو کر اُنکا تماشا دیکھنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری کی نظر عمرو پر پڑی اور
بلکا دا آپسمین لڑی پاس آکر پوچھا کہ آپ کون ہین کہان سے آئے ہین اور آپکا نام کیا ہے اور اس شہر مین کس تقریب
سے تشریف لائے ہین عمرو نے کہا سوداگر پیشہ ہون چین سے آتا ہون آپکے شہر کا نام سُنکر آیا ہون

شہر کے دروازے پر اُترا ہون نام میرا خواجہ طبغوس بن مایوس بن سربوس بن طاق بن طمطراق بازرگان ہ
مین ع بدنام کنندۂ نکونامے چند ہون سرہنگ نے کہا کہ مین نے آج کے سوا کبھی ایسا نام نہین سُنا اپنے
عیارون مین سے دو عیارونکو بلا کر کہا کہ تم خواجہ کے ساتھ جا کر دیکھ آؤ کہ کیا کیا اسباب خواجہ کے کاروان
مین ہی اور کس کس قماش کا مال اُنکی دوکان مین ہی عمرو نے کہا کہ نفس الامر مین دور کے ڈھول سُہانے
ہوتے ہین یہ مثل بہت صحیح اور سچی ہے مین اپنے شہر مین سُنا کرتا تھا کہ مصر بہت جائے سے خطرے ہر طرح کے
آدمی کا اُس مقام مین گذر ہی مگر معلوم ہوا کہ بڑا پر آشوب شہر ہے کہ حاکم کے آدمی سوداگرون کی تلاشی لیا کرتے
ہین اور تاجرون اور مسافرونکو خفیف کیا کرتے ہین سرہنگ نے کہا کہ حقیقت مین اس شہر مین بہت امن
وعافیت ہی کسیطرح اس شہر مین خوف وخطر نہین ہر طرح سے آسائش وراحت ہی مگر مین اسواسطے آدمی آپکے ہمراہ نہین
بھیجتا ہون کہ شب کو چولیدار آپکی محافظت کیواسطے بھیجون اور آپکی آسائش اور آرام کے اسباب مہیا کرادون عمرو نے کہا
کہ اگر یہ ہے تو دم غنیمت ہے خیر آیندہ کو خیریت ہی غرض عمرو نے دونون عیارونکو ہمراہ لیا اور دہان سے روانہ ہوا

عیاری کرنا عمرو کا سرہنگ مصری کے عیارونسے اور بازی لیجانا ان دونون مکارون سے

مخبران صادق الخبار محرران دانا وعیار حکایت کرتے ہین کہ عمرو ان دونون عیارونکو ساتھ لیکر دو پہر تک اِدھر اُدھر
محلونمین پھرا کیا اور باتونمین لگائے ہوئے ٹہلایا کیا آخر اُن عیارون نے کہا کہ یہ تو بتائیے آپ کس دروازے پر فروکش
ہین اور بظاہر آپ کیون متردد ومشوش ہین عمرو نے کہا کہ نام اسکا دروازۂ یمن ہی مگر حقیقت مین راہ بھول گیا ہون
خدا جانے کہان سے کہان چلا جاتا ہون وہ بولے کہ آپنے پہلے ہی کیون نہ کہا کہ ہم کہلا آپکو دروازۂ یمن پر پہونچا دیتے آپکو
تکلیف نہوتی اور ہم بھی ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ لیتے بہرحال چلئے اب پہونچا دیتے ہین ابھی دروازۂ یمن آپکو دکھلاتے
ہین عمرو نے کہا کہ دو پہرون آیا نہ کچھ پایا نہ کھایا مارے بھوک کے جان نکلی جاتی ہی کوئی دم مین جان لبونپر آتی ہی اُنھون نے
کہا کہ یہانسے بہت نزدیک خاص بازار ہے خاص نیز دوکان دوکا پر نعمت تیار ہے بسم اللہ پہلے کھانا نوش فرمائیے پھر دوسرا کام
ہے چلکر ہمین رخصت کیجئے عمرو نے کہا ہم تین آدمیونکے کھانے مین خرچ کیا ہوگا وہ بولے کہ ایک شاہی کافی ہی عمرو نے
کہا کہ ایک شاہی سے کیا ہوگا پانچ شاہی کا کھانا معقول قابل کھانے کے اچھا ہوگا اُنھون نے اپنے دل مین کہا
کہ یہ شخص تو بڑا اعالی ہمت ہے مقرر کوئی سوداگر زی مقدرت ہی عمرو نے ایک خاص نیز کی دوکان پر جاکے پانچ
شاہی کا بہت نفیس ان عیارونکے ہاتھون کھانا منگوایا اور بالاخانے پر بیٹھ کے عیارونکو ساتھ لیکر کھایا جب سیر
ہو چکا یہ دسترخوان پرسے اُٹھا کہ اپنی تو اسقدر بھوک تھی مگر تم شوق سے پیٹ بھر کر نوشجان کرو خوب آسودہ ہو
کھالو اور خود ہاتھ دھو کر اُنکے نیم تاج دیکھنے لگا اور کہنے لگا کہ ہمارے پاس ایسے سنگریزے صندوقونمین بہت پڑے
ہین بلکہ انسے وزن وقیمت مین زیادہ اور بڑے ہین ہم چل کے تمکو جھولیان بھر بھر کے دینگے اور تحفین

خوش کرکے رخصت کرینگے وہ دونون احمق بہت خوش ہوے کہ آج تو اچھے بخی کے ساتھ اُستاد نے ہمکو بھیجا ہی صبح صبح کسی اچھے کا مُنہ دیکھا ہی عمرو اُنکے نیم تاج ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگا آنکھ بچتے ہی بالاخانہ کے نیچے پہونچا اور وہانسے چلدیا وہ دونون عیار جب کھانا کھاچکے کوشک کے نیچے اُتر کے خاص پرسے پوچھنے لگے کہ خواجہ طیفوس جنھون نے کھانا مول لیا ہی کہان ہین وہ ابھی ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ہم صبح سے اُنکے ہمراہ ہین خاص پرنے کہا کہ میان خشکہ کھاؤ دماغ بیہودہ پھراؤ مین اُسکو کیا جانون تمکو جانتا ہون جبکے ہاتھ مین سے کھانا دیا ہی مین کیا جانون کہ وہ کدھر گیا ہی عیار بولے کہ اُسکے ہاتھ مین ہمارے نیم تاج وکلغیان تھین سچ بتا کہ کدھر گیا ہی کچھ بھی اُسکا نشان دیتا ہی دوکاندار نے کہا مین بے پانچ شاہی تمکو بہانسے آگے قدم بڑھانے نہ دونگا اور زیادہ چرب زبانی کروگے تو اتنے گھنچے مارونگا کہ گال پر نگ شیر مال ہوکر کلیجے کیطرح سے پھول جائینگے آپ ساری شیخیان اپنی بھول جائینگے عیار بولے کہ نانبائی ہوکر کیسے ہلکے پھلکے کلام کرتا ہی مار کھانیکے کام کرتا ہی وہ بولا کہ کباب کھاچکے ہو اب جاشنی سیخونکی بھی چکھوگے کیا کھایا ہوا اُگلوگے کھانا کھانیکے وقت کوئیکیطرح نہ چیخے تھے قیمت مانگنے سے مرچین لگتی ہین خوب باتین چکنی چپڑی ہو رہی ہین خیر اسی مین ہی کہ چپکے سے دام کھانیکے حوالہ کرو نہین تو لوٹی دم مین مار مارکے اچار نکالا جاویگا انجیر رسی صورت لیکر رہا ہوگے جاو انکل آئیگا ماما پتیان نہین ہین جب بھوک لگی بیحیائی کا برقع اوڑھکر خالہ کے گھر مین جاکر مکھی کھی کی جب خاص پرنے اس بےنکی سے گفتگو کی دونون عیار اونکے ویسے مثل تنور گرم بھڑک کر نکلنے لگے اور باکید گریبان اُٹھونکے پرتون کیطرح لپٹ گئے اور اُسکو لقمہ بخش دینے لگے اور اُسپر کڑوے ہوے نانبائی نے چند گرگون کو لیکر خوب اُنکے تکے بوٹے کیے اور اچھی طرح گھمرا اور ایسے بجنے مارے کہ بدن اُنکا قیمہ ہوگیا تب برسرحساب ہوے دل کباب جگر بریان کمال نرمی راہپونہ سے کہنے لگے کہ اگر کوئی ہماری خستہ حالی کی خبر نگ مصری تک پہونچادے تو گویا جانبخشی کرے کسی رحم دل نے جاکر سرہنگ مصری سے کہا کہ تمھارے دو عیارون اور ایک خاص پرسے وال چپاتی بڑھی ہی اگر جلد خبر نلوگے تو اُنکا بوغرا انکلیوگا مارے جوتونکے بھیجا پگھل جاویگا وہ جو آیا حقیقت حال دریافت کرکے نانبائی کو تو پانچ شاہی اپنے پاس دیکر اور اُنکو لعنت ملامت کرکے اپنے گروہ سے دودھ کی مکھی کیطرح نکالدیا بالکل چھڑا دیا عمرو کا حال سنیے کہ وہ دن بھی پھر پھر کر شام کیا اور شکوبیڑ بھونجے کے بھاڑ پر جاکر سو رہا صبح کو فقیر کیصورت بنکر دُکانکے آگے شعر پڑھنے اور بھیک مانگنے لگا قضا کار دو عیارونکی جمعیت سے سرہنگ مصری اسطرف ہوکے نکلا عمرو سے آنکھ ملاتے ہی اُسکے دل مین ثابت ہوا کہ یہ فقیر عمرو ہی خواہ مخواہ یہ وہی عیار رقیر ہی متصل آکر ایک اشرفی جیب سے نکالی عمرو کودی اور ہاتھ پکڑلیا عمرو ہمیشہ چرب تھیلہ عیاری کا اپنے ہاتھ مین پہنے رہتا تھا جب سرہنگ مصری نے اپنے عیار دنکو للکارا عمرو نے ہنسکر ہاتھ بانکھنچ لیا اور بچالائی سرہنگ مصری کے سر کا تاج لیکر ایک کان کے کوٹھے پر جبت کی درختون چھتون کو دتا پھاندتا نکلگیا آناً فاناً مین کہانسے کہان پہونچا سرہنگ مصری باچشم گریان و دل بریان تامیدنی کی طرح ننگے سر کوتوالی مین گیا اور دلمین سوچا کہ عزت گئی لو بادشاہ کی نظر مین ذلیل اور خلق مین رسوا ہوا عیار دنسے کہا کہ جوکوئی عمرو

کو گرفتار کرلاویگا بہت کچھ پاویگا سواے اسکے بادشاہ سے اسکی نیابت کا خلعت بھی دلواوونگا اور بادشاہ سے ترقی کا امیدوار کرادونگا عیار مثل نیابت النفس کے تمام شہر مین چھٹک گئے اور کوچہ بکوچہ عمرو کو تلاش کرنے لگے مگر عمرو کب ہاتھ آتا تھا دن بھر تو ایک شہر مین چھپا رہا شام کو آزاد کی صورت بنکر پھر قطرہ زن ہوا دو گھڑی گذری ہوگی کہ ایک کبابی کی دوکان پر پہونچا کبابی نے پوچھا کہ کیون شاہ صاحب کہانسے آنا ہوا ہے اور مرشد نے کس نام سے آپکو پکارا ہے عمرو بولا کہ با فقیرون کے نام و نشان سے کیا کام ہے ہم تو تیرے مہمان ہون اسی شہر مین بہت دیر سے حیران و پریشان ہون وہ مہمان کا نام سنتے ہی اپنی دوکان سے اُترا اور عمرو کا ہاتھ پکڑکر دوکان کے اوپر لیگیا اور کمال دلدہی و شفقت سے ٹھنڈا کے شراب و کباب کھلانے پلانے لگا ایک لمحے کے بعد عمرو سے پوچھا کہ بھلا کچھ قباحت نہو تو نام اور مقام کے بتانے مین کیا مضائقہ ہے نام و نشان سے غیر شہر کے آدمی خاص کر آگاہ نکرنا بفائدہ ہے عمرو نے کہا فقہ کا بیٹا ہون مدائن کیطرف سے آتا ہون کبابی نے کہا کہ تو نے کبھی عمرو عیار کو بھی دیکھا ہے وہ جیتا ہے یا مرگیا عمرو بولا کہ ابھی جانے چلتے کئی دن اُسکے گھر مین رہ آیا ہون اور کئی روز اُسکا مہمان رہا ہون کبابی بولا کہ حقیقت مین وہ بھی بڑا مکرم ہے اگر مین اُسکو دیکھ پاتا تو قرار واقعی سزا دیتا عمرو بولا کہ اُسنے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے جو تیری طبیعت اُس سے جلی ہے کبابی بولا کہ میرے ساتھ تو بدی کیا کرسکتا ہے لیکن اُسپر میرا جی جلتا ہے کہ حمزہ کی بدولت تو اُسنے عزت و حرمت نام آوری پیدا کی اور اُسکی خبر نہین لیتا کہ آج اتنے دنون سے وہ عزیز مصر کی قید مین ہے عمرو بولا کہ اگر بالفرض عمرو آتا بھی تو کیا کرتا یہان جس مسافر کو پاتے ہین عمرو جانکر پکڑلیجاتے ہین کبابی بولا کہ ای بھائی خیر ہو اگر وہ میرے پاس تک پہونچا تو مین اُسکو حمزہ تک پہونچا دیتا یہ سنکر عمرو نے کہا کہ او کبابی مین عمرو حاضر ہون حمزہ کے پاس مجھکو لیچل کبابی نے کہا کہ الغیرت تجکو وہی بیالو مین ایسا فشہ ہوگیا کہ خرافات بکنے لگا بھلا کہان تو اور کہان عمرو کہان مدائن اور کہان اُسکا گھر اگرچہ مین نے اسکی صورت نہین دیکھی ہے لیکن اُسکے حلیہ سے تو واقف ہوا ہون کہ اکثر سُنا کیا ہون یہ کہکر دوکان کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ آگے جوانی مین کسی وقت مین بھی عیاری کرتا تھا چنانچہ دیکھ یہ پراق عیاری میرا اب تک وہ دھرا ہوا ہے جسسے مین ضعیف ہوا مین نے اس پیشے کو چھوڑکر کباب کی دوکان کی روٹی کما کھاتا ہون عمرو بصورت اہلی تیکر بولا کہ بھیو مین عمرو ہون یا نہین وہی صورت اور شکل اور دوسرا نہین کبابی دیکھکر عمرو کے گلے سے لپٹ گیا اور بولا کہ حمزہ کو عزیز مصر نے چاہ یوسفی مین قید کیا ہے چل مین تجکو دکھادون وہ بیچارہ کس آفت مین مبتلا ہے کبابی نے بھی پراق عیاری اپنے بدن پر لگایا اور عمرو کو ساتھ لیکر نظر بازون سے اپنے آپکو چراتا طلایہ دالونسے چھپتا چھپاتا چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک شخص بیٹھا ہے پیر مرد نے للکارا کہ اے شخص تو کون ہے اور کیون یہان ٹھہرا ہے جب وہ نہ بولا پیر مرد حلوا کھینچکر دوڑا اور اُسنے حلوا جھینکر پیر مرد کو اُٹھا کر دے مارا عمرو نے خنجر نکالکے اُسپر دوڑا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ قبل ہی قبل کے گلے لگ کر پوچھنے لگا کہ تو یہان کہان اور کسطرح آنا ہوا اُسنے کہا کہ مین بھی امیر کی تلاش مین کئی دن سے اس شہر مین پریشان اور حیران پھر رہا ہون پیر مرد نے جو عمرو کو اُس سے بغلگیر ہوتے دیکھا شکایت کرنے لگا کہ اسنے مجھے اُٹھا کر دے مارا اور تو اس سے

بغلگیر ہوتا ہو واہ واہ یہی چاہیے طریقہ رفاقت کا یہی ہو عمرو نے کہا کہ یہ کوئی غیر نہین ہو مقبل وفادار ہو میرا شفیق اور عنایت فرما اور حمزہ کا بڑا خیر خواہ اور دلسوز اور جان نثار ہو یہ مرد بھی مقبل سے بغلگیر ہوا اور خوب طرح سے دل کھولکر ملا اور تینون آدمی ملک قلعے کیطرف چلے اور رفتہ رفتہ فصیل کے نیچے پہونچے عمرو نے ایک برج پر کمند پھینکی کمند کا سر اُنمہ پر آرہا عمرو نے دوبارہ کمند کو پھینکا جب نہ لگی پیر مرد سے کہا تم کمند پھینکو ذرا قسمت آزماؤ اُنسے بھی کمند پھینکی مگر نہ لگی عمرو نے مقبل سے کہا کہ اب تم کمند برج پر پھینکو تم بھی نیچے دلکا حوصلہ مٹا و مقبل نے جو کمند پھینکی کمند قائم ہوئی تینون آدمی کمند کے سہارے سے چڑھ گئے اور زور طالع سے فصیل پر پہونچے دیکھا کہ ایک نقاب پوش کھڑا ہی کسیکا انتظار کر رہا ہو عمرو جو اُسکے قریب گیا اُسنے عمرو کیطرف ہاتھ بڑھایا عمرو کے ہوش اُڑے کہ شخص میرے پکڑنیکو چلا دن کا وقت ہو اگر یہ شور کریگا تو تمام قلعے کے لوگ دوڑ پڑینگے مین اگر چالاکی سے نکل گیا تو کیا یہ دو آدمی مفت مین پھنسینگے جب اُسنے عمرو کو کمال متردد دیکھا تسفی دیکر عمرو کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ مین عزیہ مصری کی بیٹی ہون زہرہ مصری میرا نام ہو حضرت ابراہیم نے مجکو عالم رویا مین مسلمان کیا ہو اور مقبل کے ساتھ نامزد کیا ہو تمھارا نشان دیکر فرمایا تھا کہ فلانے برج کیطرف سے مقبل و عمرو آوینگے تو اُنکی اعانت کرنا اور مہمانداری اور خاطرداری مین ہمت کرنا شام سے مین یہان کھڑی ہوئی تمھارا انتظار کرتی تھی یہ کہکر پانچہزار روپے کی قیمت کا عنبر جو گلے سے اُتارکر عمرو کو دیا عمرو نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور وہ عنبر جو اپنے قبضے مین کیا اور مقبل کو مبارکباد دیکر کہا کہ لیجیے شگون اچھا ہوا انشاء اللہ تعالی مراد دیکھیے جلد ملے مین پانچہزار اشرفی دینے کا عمرو سے وعدہ کیا زہرہ مصری اُن تینون آدمیون کو ساتھ لیکر فصیل قلعے سے نیچے اُتری اور چاہ یوسفی کی طرف جسمین امیر مع رفقا قید تھے چلی

چھوٹنا امیر کا قید چاہ یوسفی سے اور رہا ہونا اعانت زہرہ مصری سے

خامہ مضمون جدید چاہ تاریک عدم سے نکالتا ہو اعانت انامل سے داستان عجیب کا زمین شفاف کاغذ پر جلوہ دکھاتا ہو کہ جب چار آدمی چاہ یوسفی کے قریب پہونچے سامنے سے سرہنگ مصری پیدا ہوا یہ چارون شخص اُسکی طرف متوجہ ہوے کہ سرہنگ مصری نے باواز بلند سلام علیک کرکے کہا کہ اے خواجہ عمرو مین اُسوقت بخبر سوتا تھا کہ خواب مین مجکو حضرت ابراہیم نے جنت اور دوزخ دکھاکر مسلمان کیا اور فرمایا کہ جلد جاکر اُن چارون شخصون کا کہ حمزہ کو چھڑانے گئے ہین شریک ہو اور اس کام کو انجام دیکر سعادت کے نزدیک ہو آنکھ کھلتے ہی براق عیاری بدن سے نکالکر بے تحاشا دوڑ آیا اور برابر بے تاخیر و تردد چلا آیا اب تم ایک لمحے کے واسطے ایک گوشے مین اوجھل ہوجاؤ مین انتظام کرلون تو چاہ یوسفی پر لعلیون اور خود بھی ہمراہ ہون عمرو خوش ہوکر سرہنگ مصری سے گلے لگ کر ملا اور مع رفقا بدولت مقبل پیر مرد ایک گوشے مین پنہان ہوگیا سرہنگ مصری نے نگاہبانان چاہ یوسفی کو بیہوش کرکے خواجہ عمرو کو ہمراہیون سمیت چاہ سے باہر نکالکر نگاہبانون کا سر تن سے جدا کیا اور کنوئین کا منھ کھولا عمرو نے کنوئین مین کمند پھینککر سر اُسکا سرہنگ مصری کے ہاتھ مین دیا اور خود بسم اللہ کرکے کنوئین کے اندر اُترا اسیران چاہ بلا بیٹھے ہوے مناجات کر رہے تھے اور زندگی

دن بھر رہے تھے عمرو کی آہٹ پاکر سمجھے کہ عزیز مصر نے جلاد کو قتل کرنے کے واسطے بھیجا ہو رشتۂ حیات اب منقطع ہوا
چاہتا ہو عمرو پاس جاکر کہنے لگا کہ اے مسلمانو تم مین سے عادی کسکا نام ہو مجھے اُس سے کچھ کام ہو عادی نے جانا کہ
کو مارنے آیا ہو خوف کے مارے منظر شاہ منی کیطرف دیکھکر بولا کہ وہ بیٹھا ہو جتنے قیدی تھے عادی کی اس بات پر
ہنس پڑے عمرو نے منظر شاہ منی سے کہا کہ اے عادی عزیز مصر نے تجھے چھوڑنے کا حکم دیا ہو عادی پہلے سخن سے بہت پشیمان ہوا
اور بے اختیار گھبراکر بولا کہ صاحب عادی نام میرا ہی مین نے خوش طبعی کی تھی عمرو بولا کہ سچ ہو مجھے تیرا ہی نشان دیکر
کہا ہو کہ ایک شخص عادی نامے بڑا ہی تو ندیلا ہو وہ ہگ ہگ کر کنوئین کو خراب کرتا ہو اور دوسرے قیدیونکو بھی بخاست کی
بو سے پریشان کر رہا ہو سو اُسکو کالکر قتل کرو اُسکی نعش کو کہین پھکوا دو یہ بات سُنکر عادی خشک ہوگیا اور پہلے سے بھی
زیادہ شرمندہ اور منفعل ہوا مگر امیر نے گفتگو سے دریافت کیا کہ یہ مقرر عمرو ہو اُنھین ذات شریف کی یہ خوش طبعی اور چالاکی ہو
دو زانو بیٹھکر نعرہ اللہ اکبر کا جو کیا جتنے بند زنجیر اور طوق وغیرہ کے تھے مثل تار عنکبوت چٹ چٹ ٹوٹ گئے اور دھماکے کے
واسطے زنجیر لیکر عمرو پر دوڑے عمرو نے دیکھا کہ زنجیر نکی تو میرا کام ہوا چٹ بول اُٹھا کہ او عرب ہی حق دوستی کا ہی کہ جو تو کرتا ہی
دیکھ خبردار مین عمرو ہون تیرا جان نثار قدیم اور نمکخوار اور بندۂ بے زر ہون امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور سب رفیقون کے
بند قید دور کیے اور کندے کے سہارے کنوئین سے باہر نکلے اور سب رفیقون کو اوپر نکالا عمرو نے ابتدا سے اُسوقت تک جو ماجرا گذرا تھا
امیر سے بیان کیا اور سجدۂ شکر معبود حقیقی کا ادا کیا آسمان پر جو نگاہ کی دیکھا کہ صبح کاذب نمودار ہوا چاہتا ہو امیر اسی طرح سے عزیز مصر کے مکان کی طرف متوجہ ہوے اور سب رفقا ہمراہ چلے یہ خبر مشہور ہوئی
عزیز مصر روپوش ہوا ہر چند تلاش کیا اُسکا پتہ نہ لگا امیر کے رفیق باغین مین گھسکر امرود زرد آلو توت درختون سے
توڑ توڑ کر کھانے لگے عادی تو جوع البقر تھا خدا جانے کہ کمن میوہ کھا گیا تھوڑی دیر کے بعد عادی کو پاخانہ کا خطرہ
ہوا باد شاہی بیت الخلا مین جاکر رفع حاجت کرنے لگا وہان کسی سبب سے آفت کا مارا عزیز مصر چھپا ہوا بیٹھا تھا سر سے پانون
تک مین ڈوب گیا جانا کہ یہان بھی بچا نظر نہین آتا عادی کے بیضے پکڑ کر لٹک گیا عادی کے جو بیضون مین درد ہوا
بے آبدست کیے اچھلکر وہانسے بھاگا عزیز مصر بھی اُسکے ساتھ لٹکتا ہوا چلا آیا عادی نے واویلا کرکے کہا کہ عجب آب و ہوا
اس شہر کی ہو کہ آدمی آدمی کو لگتا ہو منظر شاہ منی وغیرہ دوڑے دیکھین تو عزیز مصر عادی کے بیضے پکڑے لٹک رہا ہو
ہنستے ہنستے لوٹ گئے اور عزیز مصر کو پکڑ کر غسل کروایا اور امیر کے سامنے لیکر بحال شستہ اُسے پہونچے امیر نے فرمایا کہ اے عزیز
جیسا تو نے کیا ویسا پایا اب خدا وحدہ لاشریک کے پہچاننے مین کیا کسر ہو کلمۂ توحید کے پڑھنے مین دیر کیا ہو مجھے تیرے
ملک سے کچھ کام نہین تیرا ملک تجکو مبارک رہے مگر مسلمان ہو ضرور ہو ورنہ خیر نہین ممکا اچھا انجام نہین عزیز نے فی الحال من ثانی
یزید تھا بیہودہ بکنے لگا آغا بلبل کہ اُسکے پہلو مین کھڑا تھا اُسنے ایک تلوار اُسید مو جو لگائی عزیز کے تن سے سر کئی قدم پر جاکر اور
دھڑ مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا امیر نے زہرہ مصری کو تخت پر بٹھلایا اور سرہنگ مصری کو کل کارخانون کا دار وغہ کیا اور

خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور مقبل سے ارشاد کیا کہ زہرہ مصری سے شادی کرلو اسکو صدہا انتظار سے رہا کرو
مقبل نے ہاتھ باندھکر کہا کہ جب تک حضور کی شادی مہرنگار سے نہوگی
چھپنا عزیز مصر کا پائخانہ مین امیر کے خوف سے اور باغمین میوہ کھانا سب کا اور بہت میوہ کھانیسے عادی کا
پائخانہ جانا اور بیضے پکڑنا عزیز مصر کا عادی کے اور بھاگنا اُسکا بخوف اور لٹکے ہوے چلے آنا عزیز مصر کا

تب تک غلام بھی شادی نہ کریگا خبردار و ن نے خبر دی کہ شہر مین قتل عام ہوگیا ہی یا قیامت آئی جلی جلی مرتے ہین
فریدیون کا در دولت پر از دحام ہو رہا ہی امیر نے امان کا حکم دیا اور سب کا خون بخشا اور آپ مع متعلقین جشن مین
مصروف ہوے مبارک سلامت کے شادیانے بجنے لگے مبارک سلامت کا شور آسمان تک پہونچا یا جب جشن سے فراغت پائی
عمرو نے خسرو ہند و بہرام کے قید ہونیکا حال گوش مبارک تک پہونچایا اور خط نوشیروان کا جو کبوتر کے گلے سے کھولکر اپنے
پاس رکھا تھا دکھلایا امیر اس خط کے پڑھتے ہی بے اختیار چیخ مارکے رو دیے اور امراے نامدار کیطرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ دیکھو
یارو مین نے نوشیروان کی خاطر سے کیا کیا آفتین اور مصیبتین نہین اُٹھائین اور جو جو اُسنے کہا مین اُسکو بجالایا مگر اُسنے ہمیشہ
میرے ساتھ بدی ہی کی اور مجھے بڑی بڑی بلاؤنمین پھنسایا اب مین بھی انشاء اللہ تعالیٰ مدائن مین جاکر شہر کو بچراغ
کرتا ہون اگر ایک ایک ساسانی کی جورو بیٹی کو سائیسون اور سارباتون کو نہ دیا تو حمزہ نام نہین کب قول سے درگذر
کرتا ہون اور تم سب گواہ رہنا کہ اب خدا کے نزدیک گنہگار نہون اور خلق مین بخشیون کے نزدیک شرمسار نہون جتنے سیاہ
ایک مُنھ ہوکر بولے کہ حضور بیج فرماتے ہین حضور نے جو جو کام اُس احسان فراموش کے کہنے سے کیے اور اُسکی بدی کی
برداشت کی کاہیکو کوئی کرتا مٹھی بھر بھجائے مفت ذرا سے اشارے مین آپکو آفت اور بلا مین پھنساتا امیر گھوڑے سوار ہوکر
اپنے لشکر مین داخل ہوے اور کوچ کی تیاری کا حکم دیا سامان نہضت فوراً ہونے لگا زہرہ مصری نے امیر سے جاکر عرض کی

کہ لونڈی کو مہرنگار کے دیکھنے کی بہت آرزو ہی اور اس سلطنت سے اُنکی اطاعت بہتر جانتی ہون اُنکی خدمت سے
میری آبرو ہی شعر آرزو دارم کہ خاک آنقدم پہ توتیاے چشم سازم دمبدم ۔ اگر مجکو حکم ہو تو ہمراہ رکاب چلون اور
جب تلک ملکہ صاحبہ کی شادی حضور کے ساتھ ہوئے ملکہ صاحبہ کیخدمت مین حاضر رہون امیر نے اُسکی استدعا
قبول کرکے کاروان وزیر کو زہرہ مصری کی نیابت شہر مین چھوڑا اور زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر مدائن کیطرف کوچ کیا
نوشیروان کا حال سنیے کہ ایکدن دربار مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا دفعۃً واحدۃً کہنے لگا کہ ہان لندھور و بہرام کو زندان سے
لاکر میرے سامنے دار پر کھینچو کی بہرے والونکو قید حراست سے رہاکر وبزرجمہر نے عرض کی کہ ابھی انکا ہلاک کرنا مناسب نہین
ہی آپ پروردگار حال کسی کا خوف غالب نہین ہی کہ یہ لوگ جلد قتل ہو جائین یا خیال کہ مبادا اپنے معین اور مددگارون کے
پاس پہونچے نپائین مجکو از روے رمل ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہنوز حمزہ زندہ ہی اور خانۂ نحوست مین ستارہ حضور کا ہی
بلکہ مناسب یہ ہی کہ تا دفع ہونے نحوست طالع کے کسیطرف سیر و شکار کے واسطے منعقد فرماہو جیے اراکین دولت و سراوقات
عفت ہمراہ ہون زینت بخش کوہ و صحرا ہو جیے جب حمزہ کے قتل کی خبر آویگی اُسوقت لندھور و بہرام کو پھانسی دیجیے گا اور
دونون کو نیست و نابود کیجیے گا نوشیروان نے بخنک سے پوچھا کہ تیری کیا صلاح ہی اُسنے کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہین میں جسوقت کبوتر
چھوڑتا تھا اُسوقت عمرو مجھے دھمکا کر گیا تھا مدائن سے کوچ کرنا حضور کا عین مناسب ہی اس امر مین خواجہ کی راے بہت صائب ہی
بلکہ مصری کیطرف قصد فرمائیے اور مہتمان سفر کو اسی جانب کا حکم بھیجوائیے اگر احیاناً حمزہ قتل نہوا ہو تو اپنے روبرو قتل کروائیے
مدائن مین تشریف لائیے اور لندھور و بہرام کو بھی دار پر کھنچوائیے نوشیروان نے اس صلاح کو قبول کیا اور
ہاروت و ماروت گراز دندان کو چالیس ہزار سوار سے شہر اور قیدیون کی محافظت کیواسطے چھوڑا اور آپ فوج
بیحساب لیکر مصر کیطرف کوچ کرکے روانہ ہوا اب تھوڑا سا حال امیر کا سنیے کہ غصے کے مارے دو منزلہ سہ منزلہ کوچ کرتے ہوے
چند روز کے عرصے مین مدائن پہونچے بدستور تلاش و کام پر ڈیرہ ڈالا فوج جو بیشمار و بیفیض مین چھاؤنی ڈالے پڑی تھی وہ سُنکر
امیر کیخدمت مین حاضر ہوئی لکھو بنکا بخت خوابیدہ جاگا دونون عیاردن نے آکر نوشیروان کا حال بیان کیا کہ ہاروت و ماروت
گراز دندان کو چالیس ہزار سے شہر اور قیدیون کی حفاظت کیواسطے مقرر کرکے مصر کیطرف گیا ہی اور بخنک بھی ہمراہ گیا ہی
امیر نے کہا مجھے تو کام سے کام ہی دیکھو تو انشاء اللہ تعالی تھوڑے عرصہ مین شہر کا کام تمام ہی یہ کہکر عمرو سے فرمایا تم ہاروت
و ماروت سے جاکر کہو کہ لندھور و بہرام کو ہمارے پاس بھیجدو بادشاہ کو ہم جواب دے لینگے نہیں تو کسیطرح کا الزام نہ آنے دینگے اُن
مرنے والون نے کہا کہ حمزہ کون ہی کہ جسکے کہنے سے ہم بادشاہ کے قیدیونکو چھوڑ دین اگر حمزہ مین طاقت ہو تو ہمسے لڑکے
چھڑا لین عمرو نے اگر بخنک اُنکی تقریر کا اعادہ کیا امیر غیظ سے تھر تھر کانپنے لگے اور کمال غضب سے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا
کہ اسیدم طبل جنگ ۔ اگر بکتری سواری قلعہ کو نہ چھین لیا تو حمزہ نام نہین شجاعت اور جوانمردی سے کام نہین حکم ہوتے ہی
طبل اسکندری پر چوب پڑی شہر مین تہلکہ پڑ گیا رات تو امیر نے غم و غصے مین بسر کی صبح ہوتے ہی میر قلعہ پر چڑھ دوڑے جار و نطر فوج جلو

کردیا قلعہ کا محاصرہ کرلیا **ہاروت و ماروت** نے دیکھا کہ **حمزہ** بے طرح آتا ہے غیظ و غضب مین بھرا ایسا نہو کہ قلعے کو توڑکر شہر کو ویران کرے لشکر شاہی اور رعایا کو حیران و پریشان کرے جھٹ پٹ **لندھور و بہرام** کو قید خانے سے لاکر فصیل قلعہ پر چڑھایا اور پکار کر کہا کہ **حمزہ** اگر تمھارے ایک آدمی نے بھی آگے قدم بڑھایا تو ہم نے دونو کا سر کاٹکر خندق مین پھینکدیا اور گوشت چیل کوون کو سب لٹا دیا بعد ازان جو کچھ ہوگا سو ہوریگا ویسا ہی دیکھا جائیگا امیر مخوف ہوے کہ مبادا چھوڑے جیسا کہتے ہین ویسا ہی کرین **تو لندھور و بہرام** مفت مین مرین فوج کو حکم دیا کہ کوئی آگے کو قدم نہ بڑھائے بے ہمارے حکم کے ہاتھ کسی پر نہ اٹھائے اور **عمرو** سے کہا کہ **خواجہ** آج تک میرا قدم آگے ہی بڑھا ہے کبھی پیچھے نہین ہٹا ہے اگر **لندھور و بہرام** کے لحاظ سے پھر جاتا ہون تو کمال میرے واسطے بدنامی و بےشرمی ہے اپنی آبرو خاک مین ملاؤن کوئی تدبیر ایسی کرو کہ **لندھور و بہرام** مارے جاوین اور قلعے فتح ہوین اور یہ حرامزادے ذلت اٹھائین لاکھ دینار سرخ اسکے صلے مین تمکو دونگا اور اس اقرار سے سوا دونگا **خواجہ** نے کہا کہ کیا کہنی بڑی بات ہے ان حرامزادون نامردون نے جو تدبیر سوچی ہے محض خرافات ہے خندق پھلانگکر **ہاروت و ماروت** سے کہا کہ **امیر** کہتے ہین کہ ہم **لندھور و بہرام** کو نہ مارو ہم پھرے جاتے ہین تمھارے شہر پر ہمتو تعدی نہین بڑھاتے ہین اور **بہرام و خسرو** سے زبان ہندی دھنی مین کہا کہ **امیر** فرماتے ہین کہ تم دونون عجب بزدل و نامرد ہو کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو **عادی** نے چاہ یوسفی مین اپنے بند قید تا رستم کیطرح توڑ ڈالے اور تمسے باین قوت دو زنجیرین نہین ٹوٹ سکتی ہین تا رسی بیڑیان نہین ٹوٹ سکتی ہین **لندھور و بہرام** کو غیرت ہوئی معلوم ہوئی نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو زور کیا جتنے بند قید تھے رشتہ خام کیطرح سے پھس پھس ٹوٹ گئے **ہاروت ماروت** تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے **بہرام خسرو** نے انکی تلوارین چھین لین اور گھونسون سے مار مارکے قعر جہنم مین بھیج دیا اور جتنے آدمی فصیل قلعے پر تھے سبکو قتل کیا اس غل سے مین **عمرو** بھی کمند لگا کر انکے پاس پہونچا اور بارہ تیرہ ہزار جوان ہندی بھی فصیل پر چڑھ گئے تلوار چلنے لگی خون کی ندی بہادی **عمرو** نے دروازہ قلعہ کا جھٹ پٹ کھولدیا کل سپاہ اسلام شہر مین داخل ہوئی اور فوج شاہی کو شکست حاصل ہوئی **امیر** نے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ کو معاف کیا اور کہا جان تک زن و مرد گرفتار ہوکر اسیر کرو اور تمام شہر کو خوب لوٹو اور آپ مع **عمرو** شبستان شاہی کے اندر تشریف لے گئے **ملکہ مہرنگار** کو تلاش کرنے لگے جب اسکا نشان نہ ملا **مہرانگیز** سے **ملکہ مہرنگار** کو پوچھا **مہرانگیز** نے کہا کہ اسکو بادشاہ اپنے ساتھ لے گیا ہے مجھے جھوٹ بولنے سے فائدہ کیا ہے **امیر** نے کہا کہ اسبات کو عقل قبول نہین کرتی کہ بادشاہ تمکو یہان چھوڑ جائے اور **مہرنگار** کو جنگل جنگل نکارین پھر آئے **مہرانگیز** نے کہا کہ مکان موجود ہے ڈھونڈھ لو تمام مکانون مین تلاش کرو **امیر** نے **عمرو** سے پوچھا کہ بھائی یہ کام تمھارا ہے اور بارہ ہزار دینار سرخ دونگا اوج پر تمھارا ستارہ ہے **مہرنگار** کو پیدا کرنا چاہیے **عمرو** نے کہا چار دن اور مہلت بخت و بائین باغ وغیرہ جتنے مکان شاہی تھے سب مین تلاش کیا مگر **مہرنگار** کا نشان مثل عنقا نہ ملا سخت مستردد ہوا ناگاہ صحن باغ مین ایک چاہ مرمر پر **عمرو** کی نگاہ پڑی **عمرو** نے اپنے دل مین کہا کہ خدا غلط نکرے کہ **مہرنگار** اسی کنوئین مین پھینکدی گئی کنوئین کے پاس جو گیا دیکھا کہ اسکے

منھ پر کئی سو من تبریزی کی ایک سل رکھی ہو اور چارون طرف سے ہوا جانے تک کی سانس نہین رہی ہو وہ عمرو سے کب ہٹ سکتی تھی امیر کو پکارا کہ ذرا آپ ادھر آئیے یہان آکے ملاحظہ فرمائیے امیر جو اُسکے پاس گئے عمرو نے کہا کہ یا امیر بلاشبہہ مہرنگار اسی کنوئین مین ہو لیکن اُسکو بند کیا ہو اُس گنج حسن کو امین چھپا دیا ہو مگر یہ سل مجھ سے نہین ہٹ سکتی ہو خدا سے قدیر نے آپ ہی کو ایسی طاقت عطا کی ہو امیر سل کے پاس گئے سل کو سرکا کے کنوئین مین اُترے پہلے تو تاریکی کچھ نہ معلوم ہوا مگر ایک لحہ کے بعد دالان مفرش دکھائی دیے دالان کیطرف جو گئے دیکھا مہرنگار سر پر تو بیٹھی ہو اور رو رو کر دامن شکون سے بھگو رہی ہو امیر کے پانون کی آہٹ سے جو سر اُٹھایا تو امیر کو صورت نظر آئی دوڑ کر امیر کے گلے سے لپٹ گئی زار زار رو کر کہنے لگی ابیات ہنے تو ایسا سمجھکر آشنائی کی نہ تھی ؛ آشنائی کی تھی ہنے کچھ بُرائی کی نہ تھی ؛ جانتے تھے وصل مین ہوگی بسر عمر عزیز ؛ بیوفا ہمکو خبر روز جدائی کی نہ تھی ؛ اے حمزہ خدا کے واسطے اب مجھے آپ سے جدا نہ کرنا کہ مجھکو سوز فراق کی طاقت نہین ہو دلکو بار ہجر اُٹھانے کی قوت نہین ہو ؎ مرا سینہ ہو مشرق آفتاب داغ ہجر کا ؛ طلوع صبح محشر چاک ہو میرے گریبان کا ؛ امیر نے اپنی آستین سے اُسکے اشک گلرنگ پونچھکر فرمایا کہ ایجان حمزہ شب فراق گذر گئی روز وصال آیا ایام عشرت نصیب ہوے رنج ہجران زوال آیا ؎ میسر ہو گیا ہو آج ہمکو وصل جانانکا ؛ بہت مدت مین منھ کالا ہوا تھا شام ہجرانکا ؛ چلو اس کندہ پر چڑھ کے کنوئین سے باہر نکلو اس قصر تاریک سے نکلکر روشنی کی صورت دیکھو یہ کہکر اوّل تو امیر نے مہرنگار کو کنوئین سے باہر نکالا بعد ازان سب خواصونکو کنوئین سے باہر نکلوایا پھر آپ اوپر آئے اور اُسیدم محافہ زرنگار منگوا کر مہرنگار کو سوار کیا اور تلسا و کامگار پر خیمے مین لائے جتنے اہل قلعہ تھے سبھون نے نذر فتح دی اور مبارک سلامت کی دھوم مچی مہرنگار نے امیر سے کہا کہ یا ابو العلا آپکو مجھ سے کام تھا شکر ہو جامع المتفرقین کا کہ اُسنے محبوب سے ملایا اور مجھے زندہ رکھا اور تمکو ہزارون آفتون اور مصیبتون سے بچایا پس اب میری خاطر سے اسیران مدائن کو آزاد کر دو ان قیدیون کو اپنے صدقے مین رہا کر دو امیر نے کہا کہ بشتم اُسیوقت جتنے قیدی تھے سبکو آزاد کیا اور لوٹ پھیر دینے کا حکم دیا اُسیوقت تعمیل حکم کی ہوئی لوٹ سبھون کی پھیر دی عادی کا حال سُنیے کہ جسوقت امیر نے قتل کا حکم دیا تھا عادی نقارخانے پاس کھڑا ہوا تھا دیکھا تو ایک معشوقہ خورشید منظر دوازدہ سالہ دس بارہ کنیزون کے ساتھ بھاگی چلی جاتی ہو بارنزاکت سے چل نہین سکتی قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتی ہو عادی کو اُسکا انداز نہایت پسند آیا دوڑکر اُسکو پکڑ لایا معلوم ہوا کہ یہ بختک کی بیٹی ہو ابھی کمسن ہوئی ہو غنچہ سربستہ ہو غورۂ خام ناشکستہ ہو اور بھی خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ صاحبقران کو نوشیروان کی بیٹی ملی تو مین نے بختک کی بیٹی پائی یہ کہکر اُسے اپنے خیمے مین لے گیا شب کو جب ازالہ بکارت کرنے لگا اُسکو تاب نہ آئی بے تحاشا چلائی عادی نے دیکھا کہ اسکے غل کرنے مین سخت رسوائی ہوگی مبادا امیر کے کان مین اسکا شور پہونچے بخاطر داری تمام رکھایہ تو ایک مدت کا لنگوٹ بند تھا نیا مال دیکھکر نہ رہا گیا تو للچا بیٹھا ہوکے باہر نکل کر کوس سکندری کے بجنے کا حکم دیا اور خیمے مین آکر اُس سے معاملہ کرنے کا ارادہ کیا اُسکے سال قد و قامت کا خیال نہ رہا شہوت بڑھی ہوئی تھی شیطان نے جو ورغلانا کہان اُسکی بساط اور قد و قامت

اور کمان عادی کا عمود اور جسامت دھر کے جو دبایا اُسنے چڑیا کیطرح مُنہ کھولدیا مرغ روح قفس عنصری سے ہوا ہوا
کوس سکندری کی جو آواز بلند ہوئی اور لشکریون کے کان مین پہونچی خسرو ہند و بہرام و مقبل وغیرہ جتنے سردار تھے
تیار ہو کر جلوخانے مین حاضر ہوے اور تمام فوج کی کمر بندی ہوگئی اور پرے کے پرے رسالے اور پلٹنون کے جمے
امیر اُسوقت مہرنگار کو لیے ہوے مسند پر بیٹھے تھے اور عمرو شراب پلاتا تھا اور دوتارا بجا کر گاتا تھا طبل سکندری کی
آواز سنتے ہی امیر کے کان کھڑے ہوے اور بکمال حیرت عمرو سے کہنے لگے کہ جلد دریافت تو کرو کہ طبل سکندری کیون بجا
اور اُسپر چوب پڑنے کا کیا سبب ہوا اور آپ مسند سے اُٹھکر چپٹ سلاح بدن پر لگائے اور عمرو کے انتظار مین بیٹھنے لگے
عمرو جو جلوخانے مین گیا دیکھا کہ خسرو ہند و بہرام و مقبل وغیرہ جتنے امراو شاہان نامدار مین مسلح گھوڑون پر سوار کھڑے ہین
اور جلوخانے کے باہر تمام لشکر پرا باندھے تیار ہے فوجون کے پرے جمے ہین عمرو نے لندھور و بہرام سے پوچھا کہ سبب تمھارے
تیار ہونے کا کیا ہے اور اُسکا سبب کیا ہوا ہے وہ بولے اور تو ہم کچھ نہین جانتے طبل سکندری کی آواز سنکر جسسے تو تیار ہوے
ہین امیر کے حکم منتظر اور جان نثاری کے امیدوار ہین باقی مفصل کیفیت تمکو معلوم ہوگی تم صاحبقران کے پاس تھے
کچھ نہ کچھ سُنا ہوگا اس مشورہ مین بھی تمھارا دخل خواہ نخواہ ہوا ہوگا عمرو حیران ہوا کہ یہ ماجرا کیا ہے یہ تازہ بنا شعبدہ ہے
پیچکا ہو رہا اور اسی طرفسے نقارخانے مین گیا کیا بہ وچنی وقال اجنبی سے کہ امیر پوچھتے ہین تنے سکے کہنے سے طبل سکندری کیون بجایا
اور تمھارے پاس کون شخص حکم لایا وہ بولے کہ عادی نے حکم دے گئے تھے عمرو متعجب ہوا اور عادی کے خیمے مین گیا
دیکھے تو واہ واہ عجب صحبت ہے اور ہی مجلس کا رنگ ہے اور ہی کیفیت ہے کہ عادی نے ایک عورت کسن نازنین کا ازالہ کر کے
مار ڈالا ہے اُسکی لاش کو آگے دھرے سر کٹے نکے مین بیٹھا ہوا ہے عادی سے اُسکا سبب استفسار کیا نادم ہو کر اُسنے بختک کی بیٹی کے لانیکا
احوال اور ازالۂ بکارت کی کیفیت اور مرجانا اُسکا اظہار کیا عمرو نے یہ کیفیت امیر سے آکر کہی میر نے برہم ہو کر کہا کہ ہان عادی کو
پکڑ لاؤ مین اُس عورت کے ساتھ عادی کو بھی زندہ قبر مین گاڑ دونگا مہرنگار نے عادی کی شفاعت کی عمرو نے یہ عرض کی
کہ جناب عادی حضور سے قلعہ فتح کیا تو اُسنے بھی گڑھی توڑی میر بارگاہ سے نکلکر جلوخانے مین آئے اور تمام کیفیت بیان کر کے
ہر ایک پہلوان سے عذر کیا اور مکرمونے کا حکم دیا اور آپ بارگاہ مین آرام کیا اور تمام فوج نے بھی اپنی اپنی جگہ پر آکر قیام کیا
جب صبح ہوئی امیر نے جشن ہفت روز کا حکم دیا تمام ساماں جشن کا مہیا ہوا جب جشن سے فراغت پائی ہنوز کوچ کا حکم نہ دیا تھا کہ عادی
عرضی بال ہندی کی امیر کی خدمت مین گذرانی امیر اُسکو مطالعہ کر کے بہت مسرور ہوے اور اس عرضی کو لندھور کے ہاتھ مین دیا
خسرو بھی ٹیڑھا مکر بہت مشوش ہوا اُسمین لکھا تھا کہ فیروز شاہ ترک خطائی ساڑھے تین لاکھ سوار و پیدل سے چڑھ آیا چند بار
صف جنگ ہوئی لیکن چونکہ اُسکے ساتھ فوج کثیر ہے ہر بار اُسکی فتح ہوئی فدوی مجبور ہو کر قلعہ صابر مین بند ہوا ہے گھیا صاحبقران
یا خسرو ہندوستان ہی ہم کمینوں کو فراموش نہ فرمائینگے تو یہان ترکی تمام ہو جائیگی نصیب دشمنان ہلوگ تصدق ہو جائینگے صاحبقران نے
لندھور سے فرمایا کہ تم جاکر اُس سرکش کو گوشمالی دو اور ملک کو فضل خدا سے فتح کر دو لندھور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ مین امیدوار تھا

کہ اپنی زندگی زیر قدم مبارک بسر کرونگا اور ایک روز فرق مبارک پر سے نثار ہوجاؤنگا لیکن حضور مجکو جدا کرتے ہین
اور مفارقت مین مبتلا کرتے ہین صاحبقران نے کہا کہ خدا نا کردہ مین تمکو اپنے سے جدا کیون کرنے لگا تھا مگر بافضل
اگر تمکو نہ بھیجون تو ہندوستان سا ملک مفت مین ہاتھ سے نکلجائیگا انشاء اللہ تعالی جب فتح کی خبر لکھیے گا مین فی الفور تمکو
اپنے پاس بلالونگا جب تلک تم نہ آلوگے مہرنگار سے شادی نہ کرونگا یہ کہکر مقبل و عمرو کو چالیس ہزار سوار معیت
مہرنگار و زہرہ مصری کے ساتھ مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا اور بہت روپیہ نقد جنس مصارف راہ کے واسطے ساتھ کردیا
اور فرمایا کہ ہم بھی خسرو ہندوستان کو سوار کرکے آتے ہین اور بہت جلد انشاء اللہ تعالی تمھاری ملاقات سے
مسرت اٹھاتے ہین عادی کو حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ بصرے کیطرف روانہ ہو اسلی مرمین اہتمام کرو چند روز مین
عمرو و مقبل مہرنگار و زہرہ مصری کو لیکر بصرے پر پہونچے اور صاحبقران مع لندھور و بہرام فوج سمیت بصرے مین
داخل ہوے میرمحمد کو بلاکے جہاز طلب کیے اور خسرو ہندوستان کو با فوج جہاز و سوار کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور جہاز کو لنگر
اُٹھوا دیا اُسکی صبح کو فرمایا کہ اے بہرام ہرچند تم لوگون کی جدائی مجھپر بہت شاق ہے لیکن کیا کیا جائے کہ فلک تفرقہ پرداز
دیکھ نہین سکتا ہے ورنہ افتراق ہم تم جانتے ہو کہ ہمین خسرو ہندوستان اور تمکو اپنا قوت بازو سمجھتا ہون اور تمھین لوگون کی اعانت
اور مدد سے یہ اولوالعزمیان کر رہا ہون مگر مہم ہندوستان پر خسرو کو اگر نہ بھیجتا تو جارہ کیا تھا اور تمکو بھی خسرو کی مدد
و اعانت کیواسطے روانہ نہ کرون تو اور کون ایسا ہے کہ جسے وہان بھیجون کیونکہ فیروزشاہ خطائی قطع نظر زبردست ہونیکے فوج کثیر
رکھتا ہے اور اُسطرف کے لوگون مین سرآمد و ہے صلاح وقت یہ ہے کہ چین مین جاکر فیروزشاہ کے ملک کو غارت
اور تاراج کرو اور اُسکے شہرونمین ہل چل ڈالو اسطرف سے لندھور اُسپر لے دے کرے اور اسطرف تم اُسکا ملک ویران کرکے
اُسکی پشت مار و جب اس مہم کو سر کرچکوگے خسرو کے ساتھ مین تمکو بھی بلالونگا اور جبتک تم دونون آدمی میرے پاس
نہ پہونچوگے مین شادی مہرنگار سے نہ کرونگا بہرام نے عرض کی کہ الٰہی تا جہان باشد تو باشی بندے کو حضور کے حکم سے سرتابی کیا
حضور کی قدمون کی مفارقت کا البتہ ملال ہوتا ہے اگر حضرت کے قدمون پر نثار ہوجائین زہے سعادت ہماری
اور فرق مبارک پر تصدق ہون تو خوشا قسمت ہماری القصہ بہرام بھی اسی دن مع فوج جہاز پر سوار ہوکے
روانہ ہوا اور بعض یہ روایت بھی کرتے ہین کہ ملک چین مین کوئی غنیم آیا تھا اُسکے دفع کیواسطے بہرام کو میرنے چین کیطرف
روانہ کیا بہرحال امیر بہرام کو رخصت کرکے مع فوج نصرت شعار کے کیطرف روانہ ہوے اور مع اہالی و موالی بہت غلبت
سے کام فرماہوے چنانچہ سات منزلین طے کرچکے تھے کہ سردار ان تنگ رواحل نے بیان کیا کہ یہانسے دو کوس کے
فاصلے پر دہنی طرف ایک دریاے عظیم الشان واقع ہے وہان کنارے پر اُسکے مرغزار ہے اور اس مقام کو الانگ مرد کہتے
ہین فضا اُسکی قابل بیان کے نہین لائق دیکھنے کے رشک گلزار فخار ہے امیر نے عادی سے فرمایا کہ یہان الانگ مرد
کے میدان مین پڑاؤ اسی جگہ مقام کرو حکم کی دیر تھی فی الفور عادی نے بارگاہ دانیالی کو لب دریا نصب کیا امیر

میدان **التنگ زمرد** مین اُترے رات کی رات تو خیمے مین آرام کیا صبح کو بارگاہ سے نکلکر دیکھین تو واقعی ایسا مقام پر فضا ہو کہ دیکھنے مین نہین آیا ہو ایک طرف کو جہانتک نگاہ جاتی ہو فرش زمرد بچھا نظر آتا ہو اور کوسون تک سبزہ نیم قد لہلہا رہا ہو دوسری طرف ہزار گلکہ کیسا لب دریا منزلون تک کھلا ہوا ہو کہ آنکھون کو جسکے دیکھنے سے طراوت حاصل ہوتی ہو نہایت فرحت افزا ہو اور ایک جانب دریا کے کنارے سے ملا ہوا کوہ پر شکوہ ہو جسپر سیکڑون تختے گلہاے رنگا رنگ کے کھلے ہوے ہین اور انواع اقسام کے درخت میوہ دار پھلے پھولے کھڑے ہین اور فہرن بانکے چیتل بارہ سنگھے تیل گاؤ چکارہ کے غٹے غٹ چھلانگین مارتے پھرتے ہین اور ہزارون اقسام کے پرند درختا سے پر میوہ کی شاخون پر بیٹھے ہوے چہچہا رہے ہین اور پہاڑ پر جو ندی ڈبرے جھیل چشمے جابجا واقع ہین اُسکے کنارے پر غول کے غول ترقرے مرغابی چہے سرخاب قازون کے بیٹھے ہوے ہین اور پہاڑ کی جھنڈیون مین تیتر لوے بٹیر کبک تدرو وڈرے پھرتے ہین امیر اُس مرغزار کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور تمام دن چرند و پرند کا شکار کھیلے شام کو جب بارگاہ مین داخل ہوے اپنے کھانے کے قابل شکار تو باور چیخانۂ خاص مین بھیجدیا باقی امرایان و شہریاران و پہلوانان و افسران سپاہ کو تقسیم فرمایا تمام رات بدستور عیش و نشاط مین مصروف رہے صبح کو خوابگاہ سے اُٹھکر بعد رفع ضروریات پوشاک بدل کے دنگل پر بیٹھے ہنوز کوچ کا حکم نہ دیا تھا کہ دو عیارون نے بعد اداے شرائط آداب عرض کی کہ **ثروین کاؤس** ستر ہزار کی جمعیت سے حضور سے لڑانے کو آتا ہو اور بہت سی فوج جرار اور پہلوانان نامدار ہمراہ لاتا ہو اور سبب اُسکے آنے کا یہ ہوا کہ **نوشیروان** جو مصر کی طرف بزعم ناقص خود حضور کے قتل کرنے کے واسطے جاتا تھا اثناے راہ مین اُسکے خبرداروں نے خبر دی کہ **حمزہ** نے مدائن کو قتل و غارت اور تاراج کر ڈالا اور مہرنگار کو شبستان حرم سے نکالکر لے گیا **نوشیران** جلال پُر ملال شنکر کمال غمگین اور ملول ہوا اور مدائن کیطرف اُلٹا پھرا پر گاہ مدائن کو آکر خراب دیکھا اور مہرنگار کو نہ پایا سر اپنا دُھنکر کہا کہ اس خانہ خراب **بختک** نے مجھ اور میرے شہر کو خراب کیا اور میری عزت اور آبرو مین بھی رخنہ انداز ہوا کہ شہر کا شہر تباہ ہوا اور ملکہ کو **حمزہ** نکالکر لے گیا ہم چشمون مین رو سیاہ ہوا اگر مین بزرجمہر کے کہنے پر عمل کرتا تو آج ایسا روز بد نہ دیکھتا اسمین **بختک** نے اپنے گھر سے آکر پگڑی دے ماری کہ میری ماں کو تو **عمرو** مارے اور بیٹی کو **عادی** یہ خبر جو سلاطین مغرب اقلیم کو پہونچی تو حضرت کو کیا کہین گے کہ ایک عرب زادہ کو اتنا مُنھ لگایا اور اپنے ملک مین اُسکو دخیل فرمایا کہ اُسنے تمام ملک کو برباد اور تاراج کیا اور اُسکا تدارک **نوشیروان** سے نہو سکا **نوشیروان** نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ مین بخت حیران ہون کہ اسکی تدبیر کیا کرون جو تو نے کہا وہ مین نے کیا مگر **حمزہ** کسی صورت قابو مین نہین آتا کہ اُسکی گردن مارون اور اُسکے ہمراہیون کے گوشت کو چیل کوون کو لٹاؤن **بختک** نے کہا گستہم کے سوا اور کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ جسکو **حمزہ** کے مقابلے پر مقرر فرمائیے اور اُسکے ہمراہ فوج جرار بھجوائیے **نوشیروان** نے یہ سنکر اُسی دم ایک شقہ بہ طلب گستہم روانہ کیا اور ساسانیون کی تشقی کی اُسی دن خبر پہونچی کہ **ثروین کاؤس**

ستر ہزار سوار سے حضور کی ملازمت کے واسطے آیا ہی یہان سے دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہو بادشاہ نے
اُسی وقت بختنگ کو مع چند سردار اُسکے استقبال کے واسطے بھیجا بختنگ نے اثنائے راہ مین تمام کیفیت
امیر کی ژوبین کاؤس سے بیان کی وہ مردک بولا کہ تم خاطر جمع رکھو اگر سرسواری حمزہ کو قتل نہ کیا تو ژوبین
نام نہ رکھا بعد اس گفت وشنید کے بہرگاہ ژوبین نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا نوشیروان نے ژوبین سے
بہت دلجوئی کی اور ژوبین نے بہت سی بادشاہ کو تسلی اور تشفی دی اور عرض کی کہ فدوی اُسی وقت رخصت کا امیدوار ہے
اب یہان فدوی کو ایک ایک ساعت سال سال بھر کے برابر ہو توقف ایک لمحہ کا بھی ناگوار ہے سرسواری اگر حمزہ کو نہ زندہ
اور مہرنگار کو لے نہ آیا تو ژوبین نام نہین ایک چلو پانی مین ڈوب مریگا پھر حضور کو بلکہ جملہ بہشتیون کو منھ نہ دکھائیگا
نوشیروان نے خوش ہوکر فوراً ژوبین کو خلعت والا دی چھاکے فرمایا کہ جلد تیار ہو کر مع فوج جرار اور پہلوانان خونخوار
کے حمزہ کو مار کے مہرنگار کو لے آؤ کہ تمھارے ساتھ اُسکی شادی کردون اور بلکہ اپنا جانشین کرون اور دودمان
اپنے یہان کے بھی تیس ہزار سوار سمیت ژوبین کے ساتھ کیے چنانچہ وہ سب اُسطرف روانہ ہوچکے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ آج
اسی جا مقام رہے اور لشکر کا یہین قیام رہے اُسکی آمد دیکھ لین جوانان نبرد آزما بھی بیکار بیٹھے ہوے اُکتا رہے تھے
کچھ ہاتھ پانون ہلائین معرکہ جدال وقتال کو رونق بخشین یہ فرما کے چھرشون مین مصروف ہوے اور اُسکا انتظار کرنے لگے
عصر کیوقت سامنے سے ایک گرد غلیظ اُٹھی فوج کی آمد دکھائی دی جب مقراض بلونے گریبان گو کو چاک کیا سرعلم
دکھائی دیے اور کئی ہزار سوارون کے پرے کے پرے نظر پڑے ژوبین نے آتے آتے ڈیرہ ڈالا اور سلام جنگ
کرنے لگا شب کو نامیان وتومیان نے آکر امیر سے کہا کہ ژوبین کے لشکر مین طبل جنگ بجا امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے اور بہت جلد سامان مہیا ہو رہے حکم ہوتے ہی کہبانہ چلینی وقلابہ چینی نے اٹھارہ من تبرزی کی
چوبین ہاتھ مین لیکر طبل سکندری پر ڈنکا دیا اُسکی آواز کی دھمک سے ژوبین کے لشکر کے کتنے آدمیونکے کان کے پردے
پھٹ گئے تمام لشکر کفار کا کلیجہ دہلا الغرض رات بھر دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری ہوا کی تمام شب سامان رزم
کی دھوم رہی جب شاہ خاور بادشاہ فلک اول کو مع فوج انجم شکست دے کے تخت فلک چہارم پر جلوہ فرما ہوا
اسطرف سے ژوبین کاؤس ستر ہزار سوار لیکر میدان مین پہونچا اور اسطرف صاحبقران پانچ لاکھ سوار سے
رزمگاہ مین صف آرا ہوے جوانان عرب مستعد جنگ ہوے یلان وپہلوانان غنیم لشکر اسلام کو دیکھکر دنگ ہوے
بیلداروں نے جھنڈی جھاڑی بوٹی سے میدان کو صاف کرکے زمین کو ہموار کیا سقون نے ہزارے فوارے
مشکون کے دہانے مین لگا کر کے بات کی بات مین میدان کو آبپاشی سے سیلاب کردیا نقیبون اور جارچیون نے
باواز بلند کہنا شروع کیا کہ جسکو دعوی شجاعت اور بہادری ہو وے میدان مین نکلکر سرخروئی حاصل کرے کہ آج
دلاوری وشجاعت کا امتحان ہی گو سے یہی میدان ہوگا سب روئین کھڑے ہوگئے ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگا ملک الموت نے

جنگاہ مین اپنا خیمہ استادہ کیا مریخ ہرجوان کی پیشانی پر چلنے لگا ہر شخص کے گلے مین زرہ آہنی مانند موم چسپان ہوگئی سمجھے کہ بڑی لڑائی پڑیگی ہر بہادر چار آئینہ مین صورت مرگ دیکھنے اور ایک دوسرے پر آوازہ پھینکنے لگا اور جس سے سکو شمہ تھی طعنہ زن ہوا ۵ ہر آنکس کہ پیش من آید بجنگ ۔ نہ بیند بجز دورخ و گور تنگ ۔ آج بکمیتون کی بکمتی معلوم ہوگی دیکھیے کسکا شملہ بند پائے مرکب ہوکر کسکا پانون پیچھے کسکا قدم آگے بڑھتا ہو کس کے بانون کا توڑہ حریف کے ہاتھ پڑھتا ہو یہ آوازے فوجون مین ہو ہی رہے تھے کہ ثروپین کاؤس نے قلب لشکر سے اپنا گھوڑا نکالا ناف میدان مین آکر للکارا کہ ای خدا پرستو تم مین سے جسکو آرزوے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے میری شمشیر آبدار اور سنان جانستان کا پھل کھائے صاحبقران سے لاف زنی اُسکی سُنکر نہ رہا گیا سیاہ قیطاس کو صف لشکر سے نکالا صاعقہ کیطرح سے ثروپین کے سر پر پہونچکر اس زور سے سپر کی تگاوردی کہ بیس قدم ثروپین کا مرکب پس پا ہوگیا ثروپین یہ کیفیت دیکھکر بیحواس ہوگیا امیر سے پوچھا کہ حمزہ تیرا ہی نام ہو تو ہی سردار لشکر اسلام ہو امیر نے فرمایا مین ہی ایک بندۂ ناچیز رب المعبود کا ہون خدا پرستون کی خدمتگزاری کرتا ہون ثروپین بولا کہ ای حمزہ کس واسطے اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالتا ہے مین شمشام خام مین پلڑا ہو مہرنگار کو میرے حوالے کر مین اُسکے ساتھ جاکر شادی کرون اور تورو مال سے ہاتھ باندھکر میرے ساتھ چل کہ مین تیرا قصور شاہنشاہ ہفت کشور سے معاف کرادون صاحبقران نے فرمایا کہ او نامرد نہریان کیون بکتا ہے اگر نشہ بہادری کا رکھتا ہو تو پہلے اپنا حربہ کرکے حوصلہ دل کا نکال لے بعد اُسکے میری ضربونکو سنبھال لے یہ سُنتے ہی ثروپین نے ایک نیزہ امیر کے سینہ بے کینہ پر لگایا امیر نے نیزے کے پھل کو پکڑکے یہ سہولت کھینچا نیزہ مانند خلال مژگان اُسکے ہاتھ سے نکل آیا تب اُسنے جھنجھلا کر گرز اُٹھایا امیر نے سپر گرشاسپ پر اُسکو روکا اور کوئی وار اُسکا نہونے پایا مات شرمندہ ہوا اور ریبت کھسیانا ہوا تو اتر توالی اُسنے کئی گرز لگائے امیر نے سب ضربین اُسکی خالی دین وہ گرز زمین پر پڑے اور ایک گرد کا تتق بہ سر ہوا ہوا امیر جو دامن گرد مین پوشیدہ ہوگئے تو ثروپین لاف زنی کرنے لگا کہ وہ مارا اور خاک مین ملا دیا اور ریبت کیا کہان ہین اُسکے ہوا خواہ اگر ایک کرچ بھی ہڈی مُغی نکال دین تو انعام دون ابھی فوج کا عہدہ دار کرون امیر نے یہ کلام سُکا جب سُنا سیاہ قیطاس کو بہ رنگ برق خاطف کڑکا کے روبرو آکر کہا کہ او کبر کسکو تو نے مارا اور کسکو خاک مین ملایا تیری جان کا مالک الموت تو مین تیرے سر پر کھڑا ہون دیکھو تو انشاء اللہ تعالیٰ ابھی قعر دوزخ مین تجھے ڈالتا ہون للکارا ایک ضرب اور بھی لگانے کہ رہا سہا تیرا ارمان نکل جائے اُسنے پھر برزور تمام گرز اُٹھاکر مارا امیر نے خالی دیکر تجھ بلی کرکے گرز کو تو چھین لیا اور اُسکو جیطرح باز صوصہ کو باجری کبوتر کو پنجے مین اُٹھا لیتی ہے گھوڑے کے زین سے جنگل مین اُٹھا کر زمین پر دے پٹکا اور آپ اپنے مرکب سے کود کر اُسکی چھاتی پر بیٹھ کے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر فرمایا کہ اب کیا کہتا ہے اس لاف زنی کا ثمرہ دیکھا اب بھی کچھ حوصلہ ہو وہ گڑگڑانے لگا اور کینہ دل مین رکھکر مسلمان ہوا امیر اُسکی چھاتی پر سے اُتر پڑے اور الگ کھڑے ہوگئے وہ اُٹھکر امیر کے تدمون پر گرا امیر نے اُسکو گلے سے

مقابلہ کرنا ژوبین کا صاحبقران سے اور دے مارنا امیر کا ژوبین کو اور دم بخجر رکھنا گلے پر صاحبقران کا بظاہر مسلمان ہونا ژوبین کا

لگا یا لشکر اسلام مین شادیانے بجنے لگے علمدار دون نے پرچم فتح کے علمون پر کھولدیے فوج ژوبین منکوب ومدبور گریان ونالان اپنے فرودگاہ کیطرف پھری اور بڑی شکست فاش حاصل ہوئی امیر مظفر ومنصور مع ژوبین اپنے لشکر مین داخل ہوے مبارک سلامت کی دھوم مچی جشن کے سامان از سر نو ہونے لگے ہر گاہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا صاحبقران نے ژوبین کا منھ ہاتھ دھلوا کر اپنا ہم نمک کیا اور بعد تناول طعام جام مے تکلفام گردش مین آیا خوب جی بھر کے بادۂ ارغوانی پیا ژوبین نے صاحبقران سے کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہو فوج کو جا کر مسلمان کرتا ہون اور کل صبح کو جتنے سردار فوج ہین حضور مین لاکر انکی ملازمت کروا تا ہون امیر نے شباشت تمام فرمایا کہ آفرین صد آفرین یہی چاہیے کار خیر مین عجلت مناسب ہے اُن سب کو دائرۂ اسلام مین داخل فرمائیے

غرض کہ وہ رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا اور فریب اور مکر کی فکر مین مصروف ہوا

شبخون مارنا ژوبین کا لشکر اسلام پر اور زخمی ہوکر نہ ملنا امیر کا اُس مقام پر

۱ صاف باطن را نمیباشد غبار کینہ ہا ؛ دیدہ باشی صحبت خاکستر آئینہ ہا ؛ صاف طینت جس سے کسی کو بغض وعداوت نہین رکھتے امور گذشتہ کا خیال مطلق اور تلافی کی نیت نہین رکھتے یہان تو امیر کا اُس مردود پر اعتماد اور اعتبار ہوا وہ مردود لشکر مین پہونچکر اور ہی سامان اور انتظام کرنے لگا کہ لوگون کو تشفی دیکر کہا کہ مین خوف جان سے مسلمان ہوا ہون ایک مسلم زادہ کو دم دے آیا ہون تم لوگ سب مستعد رہو مین حمزہ پر آج شبخون مارونگا اسکی فوج کو

باتکی بات مین زیر وزبر کرڈالونگا اپنی فتح ہو اُنکو شکست دونگا فوج اُسکی تیار رہی جب آدھی رات گذری ستر ہزار سے
امیر کے لشکر پر شبخون مارنے چلا راہ مین شیث یمنی نے کہ چار ہزار سوار سے طلایہ پھر رہا تھا گھوڑونکے سمونکی آواز
سنکر للکارا کہ کون ہمیا جاتا ہی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا بغیر شناخت کیے ہوے ہرگز اسطرف نہ آنا قریب جاکر دیکھا تو رومین
بفرم شبخون چلا آتا ہی اور کئی ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لاتا ہی شیث اُسکے مقابل ہوا تلوار چلنے لگی چار گھڑی کامل تلوار چلی
چونکہ بہت بہت ہوتے ہین اور تھوڑے تھوڑے ہین شیث یمنی ثروین کے ہاتھ سے شہید ہوا ثروین لشکر اسلام جا گرا لشکر
امیر کا چین سے بے کھٹکے سو رہا تھا کہ یکبارگی ہجوم ہزار سوار اُنپر گرا کوئی سنبھل نہ سکا کمر باندھنے اور ہتھیار لگانیکی کسوقت
فرصت کہان تھی جسکے جو چیز ہاتھ مین آئی وہ لیکے حریف کے مقابل ہوا شاپ شپ تلوار چلنے لگی رنعرہ واہ واہ اور صدائے
چقاچاق بلند ہوئی حتی کہ امیر بھی خواب راحت سے چونک پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ شور وغل کیسا ہی خبردارون نے
خبر دی کہ ثروین نے شبخون مارا ہی امیر اس دہشت سے کہ مبادا کچھ آسیب سیاہ قیطاس کو پہونچے جسطرح سے سوتے تھے اسیطرح سے
بے سلاح بارگاہ سے نکلکر سیاہ قیطاس کے تھان پر آئے اور لگام دیکر اُسکے زین پر سوار ہوے عیاشان ملک نے شمشیر خون آلودہ جو اُسکے
ہاتھ مین تھی امیر پر لگائی امیر نے خالی دیکر اُسکے ہاتھ سے چھین لی اسی تلوار سے اُسکو جہنم واصل کیا دوسرا بھائی نے اُسکے کہا کہ حمزہ تو نے
بڑا غضب کیا میرے بڑے بھائی کو مارا مگر مین تجکو جیتا کب چھوڑتا ہون تو سمجھے نہین جانتا کہ مین آدمی آفت کا ہون امیر نے
فرمایا کہ غم نہ کھا تجکو بھی اُسکے پاس بھیجتا ہون قعر دوزخ مین روانہ کرنیکی فکر کر رہا ہون اُسنے امیر پر حربہ کیا امیر نے اُسکے
حربے کو خالی دیا اور ایک ہاتھ اُسکی کمر پر ایسا لگایا کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوگیا ثروین نے امیر کی پشت پر آکے ایک وار ایسے
بخاطر جمعی تمام امیر کے سر پر ایسا لگایا کہ چار انگل امیر کے سر مین در آیا امیر نے پیچھے پھرکے وہی تلوار جو ہاتھ مین تھی اُسکے سر پر لگائی
ہرچند اُسکے سر چرانے سے اچٹتی ہوئی لگی لیکن تب بھی چار انگل اُن بغیر کے سر مین در آئی امیر نے دوسرا ہاتھ پہلو مین مارا
پہلو چراتے چراتے تلوار نے پسلیون کو کاٹا امیر نے دوسرے پہلو پر ہاتھ لگایا اُسکی بھی پسلیان کٹ گئین بدحواس ہوکر
گھوڑے کی گردن پر جو سرنگون ہوا چوتڑ اُسکے زین پر سے اُٹھ گئے امیر نے تلوار کے پیچھے کا ایک ہولہ ایسا دیا کہ بالشت
بھر پیٹ اُسکے چوتڑ کے اندر گھس گیا اور اسمال کیطرح سے خونکا پرنالہ اُسکی مقعد سے جاری ہوا غش کھا کر گھوڑے کے قدمون پر
گر پڑا دس ہزار آدمی اُسکی فوج کا آکر اور ہاتھون ہاتھ اُسکو اُٹھا کر سر پر پانون رکھکر مدائن کیطرف بھاگا ساٹھ ہزار آدمی
ستر ہزار مین سے جہنم واصل ہوے اور کئی ہزار آدمی لشکر اسلام مین سے بھی اُس شبخون مین شہید ہوگئے بعد داخل ہونے امیر کے
زخم سے بھی بہت خون بہا حتی کہ امیر کو غش آگیا مرکب نے دیکھا کہ راکب میرا زخمی ہی میدان کا زار سے نکلکر صحرا کیطرف
قدم زن ہوا عادی وغیر سردارون نے ہرچند امیر کو لاشون مین ڈھونڈھا اور ادھر اُدھر تلاش کیا کہین پتہ نہ لگا لشکر
اسلام مین ماتم پڑگیا جتنے سردار تھے اپنی اپنی فوج سمیت سیاہ پوش وگریبان چاک ہوے رفقا اور اُمرا جو جان نثار تھے اور
ہوا خواہ تھے کمال اندوہ سے سر بر خاک ہوے تیسرے دن عادی تمام فوج کو لیکے مین پہونچا اور خواجہ عبدالمطلب وغمو سے یہ سانحہ

بیان کیا یہ خبر سنکر تمام رئیسان مکہ سیاہ پوش ہوے اور نالہ واویلا اور واویتا کرنے لگے ناامید مقصد و نومید ہوے آہ وفغان کے شور سے ساکنان ملاء اعلیٰ کے حواس اُڑے خواجہ عبدالمطلب کو سکتا سا ہوگیا کلیجہ تھام کر رہگئے کچھ کہا نہ سُنا عمرو وقبیل نے اپنا گریبان چاک کیا مہر نگار نے رخسار ہاے گلگوں کو تماچوں کے مارے سوجن سا ڈالا کرید کرید کے بالوں کو اسقدر نوچا کہ کنگھی چوٹی کی احتیاج نہ رہی رنڈاپے کی صورت بنگئی اس شور ونشور میں عمرو کے ذہن رسائی کی کہ ہر ایک کو تسلی دی اور سبکو چپکا کیا اور کہا تم یقین جانو صاحبقران زندہ اور سلامت ہیں خدا کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں اگر صاحبقران کے دشمنوں کا کچھ بھی بال بیکا ہوجاتا تو سیاہ قیطاس ضرور اپنے لشکر میں آتا مگر ہاں صاحبقران کو صدمہ ضرور پہونچا ہے کہ سیاہ قیطاس ابھی تک نہیں آیا ہے بہرحال تم سب خدا کو یاد کرو صاحبقران کی خبر میں لاتا ہوں اور انشاء اللہ اُنکی خیر وعافیت سُناتا ہوں یہ کہکر قلعہ کی مورچہ بندی کی اور جابجا فوج مقرر کردی اور مقبل سے کہا کہ خبردار خبردار تا آنے میرے قلعہ کی بہت خبرداری کرنا کوئی بیگانہ قلعہ کے گرد پھٹکنے نہ پائے نہایت ہوشیاری کرنا اور وہیں سے امیر کا سراغ لگانا شروع کیا اور آپ پراق عیاری اپنے بدن پر لگا کے النگ نرمر کیطرح جس میدان جنگ ہوتی تھی جا پہونچے

آنا عبدالرحمن جنی وزیر شہنشاہ پردۂ قاف کا امیر کے لینے کو

راویان اخبار وناقلان آثار روایت کرتے ہیں کہ ہرگاہ دیوان روسیاہ نے شہیال بن شاہرخ شہنشاہ پردہ قاف سے سرکشی کرکے شہر سیمین وشہر زرین وشہر نقرئی وشہر قاقم قصر بلور وبیابان مینا قصر ابیض مرصع و قصر گوہر و قصر زمرد و قصر یاقوت وچہل ستون وباغ سدا بہار وباغ فرحت آثار وباغ بہشت وقصر مینا وباغ جہان وطلسمات ساختہ حضرت سلیمان بلاد شتر سران وگاو سران وگاو پایان وگلیم گوشان ونیم تنان وغیرہ کو چھین لیا نقط گلستان ارم باقی رہگیا کہ شاہنشاہ مع عیال اُنمیں قلعہ بند ہوکر بیٹھا ایک روز شاہنشاہ کو یاد آیا عبدالرحمن جنی اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ وہ لڑکا آدم زاد حمزہ جسکا گہوارہ ملک عرب دُنیا سے اُٹھوا منگوایا تھا اور کہتے تھے کہ ایک روز ایسا ہوگا کہ تمام دیو کوہ قاف کے تمردی کرکے سب ملک آپکا چھین لینگے اور آپ گلستان ارم میں قلعہ بند ہوکر بیٹھینگے وہ لڑکا اگر سبکو مارگیا اور ملک کو اُنکے ہاتھ سے مستخلص کرکے بدستور آپکے حوالے کردیگا دریافت تو کرو کہ وہ آجکل کہاں ہے اور کس سرزمین میں اُسکا مقام اور مسکن ہے عبدالرحمن نے قرعہ پھینککر بیان کیا کہ بالفعل اسے بہت بڑی لڑائی پیش آئی ہے اور اس معرکہ میں اُسنے ایک تلوار زہر آلودہ سر پر کھائی ہے اگر اسوقت آپ چاہیں تو وہ سکتا ہے شاہنشاہ نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے اُسی دم مرہم سلیمانی نکالکر عبدالرحمن کو دیا اور بہت سا میوہ قسم قسم کا پردۂ قاف کا ساتھ کیا اور فرمایا کہ ہاں جلد جاؤ اس مرہم کو اُسکے سر پر لگاؤ کہ زخم اندمال پاوے اور میوہ کھلاؤ کہ اُسکو قوت آوے اور بصحت کے اُسکو اپنے ساتھ ہی لے آنا عبدالرحمن تخت پر سوار ہوکر کئی سو جن اپنے ہمراہ لیکر پردۂ قاف سے روانہ ہوا آناً فاناً ہوا ہوا جب سبزہ زار دامن کوہ ابوالقیس پر پہونچا چار وناچار نظر دیکھنا بھالنا شروع کیا دیکھا کہ حمزہ کے سر پر زخم کاری

گھا ہو اور اُسکے صدر سے سبزہ پر بیہوش پڑا ہو اُسوقت تخت پر لٹا کے کوہ ابوالقیس کے ایک غار مین اٹھوالیگیا اور باتنکی
دنری تمام زخم کو دھوڈالا اور پٹی مریم سلیمانی کی زخم مین لگاکر میوہ قاف کی ڈالیان گرد اُسکے چُن دین تا اُسکی بو سے
دماغ مین قوت آوے اور روح کو طاقت آوے تیسری پٹی بدلی تھی کہ امیر نے آنکھین کھولدین غش سے افاقہ ہوا
عبدالرحمن نے سلام علیک کی امیر نے سلام علیک کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ کون ہین اور کہانسے آئے ہین اور آپکا
نام ونشان کیا ہو اور مجکو اس تخت پر کیا آپ ہی اُٹھالائے ہین عبدالرحمن نے کہا کہ مین شہپال بن شاہرخ شاہنشاہ پردہ
قاف کا وزیر ہون نام میرا عبدالرحمن ہو اُس شاہنشاہ کا فرمان پذیر ہون خردسالی مین آپکا گہوارہ آپکے گھر سے شاہنشاہ کے
حسب الطلب مین نے اُٹھوامنگوایا تھا شاہنشاہ نے ایک ہفتہ رکھکر اکثر دیو وغول وجن کا دودھ آپکو پلوایا تھا تا جو اُن
کسی سے آنکھ نہ جھپکے اور سرمہ سلیمانی آنکھون دیکر ایک گہوارہ پر تکلف اپنے یہانسے منگوا کر اُسپر لٹا کے آپکو آپکے گھر بھیجدیا تھا
اور بہت سا جواہر بیش بہا آپکے ساتھ کیا تھا چونکہ بالفعل تذکرہ آپکو مجھ سے پوچھا مین نے قرعہ کے رو سے معلوم کرکے کہا کہ
آپ تیغ زہر آلودہ سے مجروح اس میدان مین بیہوش پڑے ہین اور اپنے رفیق رفقا لشکر سے علیحدہ ہوگئے ہین بادشاہ نے
مریم سلیمانی اور ڈالیان قاف کے میوونکی میرے ساتھ کرکے مجھے آپکے پاس بھیجا ہو کہ تیمارداری کرون خاطر خواہ
آپکی خدمت گزاری کرون مین جو یہان آیا تو جیسا قرعہ سے معلوم ہوا تھا ویسا ہی مین نے آپکو دامن کوہ کے سبزہ مین
بیہوش پایا تخت پر لٹا کے اس غار مین اُٹھالایا الحمدللہ کہ آپکے سر کا زخم مندمل ہوچکا اور اب مجھے اطمینان حاصل ہوا باقی رہی
طاقت سو یہ میوہ کھائیے سالہ فسالہ طاقت آویگی ضعف ونقاہت باکل تین دن مین دور ہوجاویگی امیر نے پوچھا کہ تم نے مجکو کیونکر
پہچانا کونسا نشان مجھ مین دیکھا عبدالرحمن نے کہا کہ قرائن عقلی سے اور خال سبز دکلالہ ابراہیمی سے امیر عبدالرحمن کے
اخلاق سے بہت محظوظ ہوئے اور اُسکی تعریف بحفظ مراتب جانبین کرنے لگے عبدالرحمن نے کئی سو جن جو ہمراہ آئے تھے
سبکی ملازمت کروائی اور امیر سے کہا کہ ایک استرغا غنانہ بھی ہمراہ ہے امید ہمت مردانہ سے ہو انشاء اللہ تعالیٰ آپکو صحت کلی حاصل ہوگی
تب عرض کرونگا صرف توجہ کا امیدوار ہونگا امیر نے فرمایا کہ دسر وچشم مجکو بے آپکے کہے آپکی استرغا قبول ہے یاد ہمین گفتگو کرنا
فضول ہو عمرو کا حال سُنیے کہ یہ جو امیر کی تلاش مین نکلا تمام النگ زمرد کوہ ابوالقیس کو چھان مارا مگر امیر کا پتا نہ پایا
ہرگاہ پھرتا پھرتا اُس النگ کو جہان سیاہ قیطاس چر رہا تھا آیا دیکھا کہ سیاہ قیطاس چر رہا ہو افسردہ اور پریشان وخوفناک
نظر کر رہا ہو عمرو اُسکے پکڑنے کو دوڑا پہلے تو سیاہ قیطاس نے عمرو کو نہ پہچانا دُم اُٹھاکر شیر غرندہ کی طرح عمرو پر آیا جب
عمرو نے باواز بلند چمکارا تو آواز پہچانکر کان ڈالدیے اور چپکا کھڑا ہورہا عمرو نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیکر پوچھا کہ تیرا رکب
کہان ہو مجھے وہان لیچل وہ جہان ہو وہ ہنہنا کر غار کیطرف اشارہ کرنے لگا عمرو اُسکے اشارے کو نہ سمجھا چار و نطرف
ڈھونڈھ ڈھانڈھکر چلا آیا کہین سراغ اور نشان نہ پایا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ سیاہ قیطاس کو تم اپنے مکان پر لیچلو کہ رونے
والونکے آنسو پونچھے جائین امیر کو پھر تلاش کرو یہ سوچکر سیاہ قیطاس کو لیجاکے تمام لشکر و امرا و شاہان و پہلوان نامدار

وخواجہ عبدالمطلب ومہرنگار کو دکھلا کر کہا کہ سیاہ قیطاس تو ملا ہو آپ جاسوسی کی تشفی کیواسطے لے آیا ہون اب جاتا ہون امیر کا بھی ٹھکانا لگاتا ہون یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ایکی دفعہ عمرو کوہ ابوالقیس کے تلے ڈھونڈھتا ہوا جا نکلا ایک غار مین سے کچھ آواز آدمی کی عمرو کے کان مین آئی آدمی کے آواز کی بھنگ سُنی اندر جا کر دیکھا تو امیر تخت پر بیٹھے ہین تحفہ تحفہ نئی نئی قسم کے میوے نوش فرما رہے ہین عمرو دوڑ کر امیر کے قدمون پر گر پڑا امیر نے اُسکا سر اُٹھا کر چھاتی سے لگایا اور مہرنگار کی خیر وعافیت پوچھی عمرو نے تمام کیفیت عرض کی عمرو ہاتھ باندھکر روبرو امیر کے کھڑا ہوا چونکہ عمرو کی آنکھون مین سرسلیمانی نہ تھا اس سے کوئی جن عمرو کو نظر نہ آیا اور جنون نے جو عمرو کو عجیب الخلقت دیکھا خوش طبعی کرنے لگے آپسمین دل لگی کرنے لگے ایک جن نے عمرو کے دونون پاؤن پیچھے سے کھینچ لیے عمرو منھ کے بھل گر پڑا امیر ہنسنے لگے عمرو بولا صاحبقران ہنستے کیا ہو تمام کوہ ومحراہین ڈھونڈھتا پھرا ہون اس سے تھک گیا ہون طاقت پاؤن مین نہین رہی گر پڑا ہون امیر نے عمرو کو آگے اپنے بلایا ایک جن عمرو کے آگے دوزانو بیٹھ گیا عمرو نے جو قدم آگے بڑھایا ٹھوکر کھا کر پھر گر پڑا امیر ہنسنے لگے عمرو نے پھر دوسرا قدم کیا ایک جن نے تاج عمرو کا الگ جھلک اُتار لیا اور عمرو کو معلوم نہوا صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی عمرو ننگے سر کیون ہوتا ج تنے کیا کیا عمرو نے جو سر پر ہاتھ پھیرا تو واقعی تاج نہین ہے خجل ہو جانے اور خفا ہونے لگا جب امیر نے دیکھا کہ عمرو تنگ ہوتا ہے اور تاج کے نہونے سے گھبرا رہا ہے تب کہا کہ بھائی شہیال بن شاہرخ شاہنشاہ پردہ قاف نے اپنے وزیر عبدالرحمن حبشی کو کسی کام کیواسطے میرے پاس بھیجا ہے مگر اُنھون نے ہنوز کچھ مجھسے بیان نہین کیا بعد صحت بیان کرینگے انکا پیغام مجھے کہینگے اور میرے سر کے زخم کو بھی اُنھون نے اچھا کیا ہے بہت جلد زخم مندمل ہوا ہو اور یہ میوہ بھی میرے کھانے کو کہ جسمین جلد طاقت آوے وہی اپنے ساتھ لائے ہین اِنکے ساتھ جو جن ہین وہ تمھارے ساتھ خوش طبعی کرتے ہین یہ کہکر تاج جس جن نے اتار لیا تھا اُس سے لیکر عمرو کے حوالے کیا اور عبدالرحمن سے عمرو کی تعریف کرکے عمرو کی آنکھون مین سرسلیمانی دلوایا تب عمرو سب کو دیکھنے لگا امیر نے عمرو کی ملاقات عبدالرحمن سے کرا دی کہا کہ لو اب تم باؤ ہماری صحت وسلامتی کی خبر لیکے مین ہیونجاؤ یہانکا رہنا ہمارا کسی سے نہ کہنا عمرو تو مکہ کیطرف گیا صاحبقران نے عبدالرحمن سے کہا کہ اب آپ اپنا مطلب فرمائیے جو آپکے آقا نے نعمت نے کہا ہو مجھے سنائیے عبدالرحمن نے کہا کہ یہ تو پہلے ہی مین آپ سے کہہ چکا ہون کہ جب آپ سات دن کے تھے مین نے از روے رمل شاہنشاہ سے کہا تھا اُنھی مانہ مین عرض کیا تھا کہ ایک زمانہ مین جتنے دیو ہین آپسے سرکشی کرکے تمام ملک آپکا چھین لینگے اور مطلق آپکی طاعت اور فرمانبرداری نہ کرینگے مگر ایک لڑکا آدم زاد سات دن ہوے ہین کہ شہر مکے مین پیدا ہوا ہے عالی خاندان والا دودمان رئیس مکے کا بیٹا ہے وہ اگر جتنے دیوان سرکش وزبردست ہین اُنکو زیر کریگا اور ہزار دانہ کو گرفتار اور اکثرون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے جہنم واصل کر دیگا اور ملک آپکا پھر اُسکی قوت بازو سے آپکے ہاتھ آئیگا اور تمام فتنہ وفساد اس سرزمین سے دور ہو جائیگا چنانچہ شاہنشاہ نے میری ہی معرفت آپکا گہوارہ اُٹھوا کر سات روز تک اپنے پاس رکھا اور دیو جن غول شیر ودیگر جانوران درندہ کا دودھ آپکو پلوایا کہ جوانی مین آپ کی آنکھ

کسی سے نہ جھپکے اور سب پر آپکا رعب و اقبال خدا کی عنایت سے غالب رہے اور آٹھوین دن آپ کو اپنے یہان کے گہوارے مین کہ مفرق بجواہر تھا اٹھا کر لے مین بھیجدیا اور آپ کے والد ماجد کو کہ آپ کے گم ہو جانے مین کمال رنج و ملال تھا نہایت راحت و سرور ہوا سو بالفعل وہی وقت آیا کہ عفریت نامے ایک دیو نے ایسا زور پکڑا ہے کہ تمام ملک قاف کا اپنے عمل مین کر لیا ہے شاہنشاہ گلستان ارم مین قلعہ بند ہین اور اُسکو بھی کہتا ہے کہ خالی کر دو نہایت پریشان نصیب دشمنان مرگ کے آرزومند ہین شاہنشاہ نے مجھسے کہا کہ جس لڑکے کا گہوارہ طفلی مین پردۂ دنیا سے تمنے اُٹھوا منگوایا تھا اور از روے قرعہ کے کمال آب و تاب سے بیان کیا تھا کہ یہ لڑکا تمھارے سب دشمنون کو قتل کریگا اور تمھارا ملک از دست رفتہ تمکو دلوا دیگا بس اب تو وہ لڑکا جوان ہوا ہوگا ہوشیار و فہمیدہ صاحب علم و فراست فخر اشال و اقران ہوا ہوگا دیکھو تو وہ آجکل کہان ہے کہان اُسکا مسکن و مکان ہے مین نے بموجب ارشاد کے قرعہ پھینکا تو زر و مل کے اس سبزہ زار مین زنجی پایا شاہنشاہ نے سُنکر فرمایا کہ جلد مرہم سلیمانی لیجا کر اُسکے زخم اچھے کرو اور میوہ کھلاؤ کہ یہ انوشہ اُسکو قوت حاصل ہوا اور میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس عفریت کافر نے کہ میرے بزرگون کے وقت مین ایک ادنی پیادہ تھا بدی کر کے سوار ان یکاسپہ دو اسپہ و پیادہ گان راست روان و پیلوانان فیل سوارہ کو اپنے تابع کر کے شطرنج کے فرزین کیطرح بجروی اختیار کی ہے اور مجھے سخت تنگ کیا ہے اور مجکو ایک گھر مین کہ گلستان ارم اُسکا نام ہے رُخ کر کے قلعہ بند کر رکھا ہے کہ مین آگے پیچھے داہنے بائین کسی طرف جا نہین سکتا ہون اور مطلق بساط ہور ہا ہون اگر تم شاطر میری مدد نکریگا تو نقشہ بدل جائیگا بازی میری مات ہو چکی ہے کہ حریف کی دست بُردی نے نقشہ یہ لگا دیا ہے بساط اُلٹ دینے کا ارادہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ مین حضرت سلیمان کی امت مین ہون اور تم حضرت ابراہیم کی اولاد مین ہو لازم ہے کہ ایک پیغمبرزادہ دوسرے پیغمبر کی امت کی مدد کرے اور حتی الوسع حاجت روائی مین مصروف رہے امیر نے فرمایا کہ عبدالرحمن اگر تجسے وہ دیو مار اجاوے اور شاہنشاہ کا ملک میرے قوت بازو سے متخلص ہو کر شاہنشاہ کے قبضے مین آوے تو مین چلنے کو حاضر ہون نہایت درجہ شگفتہ خاطر ہون عبدالرحمن نے کہا کہ مین بخوبی رمل مین دیکھ چکا ہون پہلے ہی سے یقین کامل ہے اور دل سے معتقد ہوا ہون کہ عفریت کش آپ ہی ہین اور ملک بھی آپ ہی کی عنایت اور اعانت سے مسترد ہوگا انشاء اللہ تعالی آپ ہی کے ہاتھ سے واصل جہنم وہ مردود ہوگا عمرو کا حال سُنیے کہ امیر کے پاس سے جو گیا خواجہ عبدالمطلب و رئیسان مکہ اور سرداران فوج اور مہنگار سے امیر کی سلامتی کا حال بیان کر کے کہا کہ اگر ایسے مژدہ پر بھی مجکو خوش نہ کروگے تو کسدن خوش کروگے کب میرے دامن کو گوہر امید سے بھروگے سبھون نے موافق اپنے حوصلے کے عمرو کو دیا اور شخص نے بجا آخود سامان جشن کیا صبح کے وقت پھر امیر کے پاس آیا اور تمام حال اپنے جانیکا و جشن کا جمع مبارک امیر مین پہونچایا امیر نے عمرو سے کہا کہ بھائی عمرو چند روز کا سفر ہمکو اور بھی درپیش ہوا ہو دیکھیے کیا مشیت خدا ہے عمرو نے کہا کہ کیسا امیر نے جو کچھ عبدالرحمن سے سُنا تھا اُسکا اعادہ

کیا عمرو بولا کہ ای حمزہ خیر ہو بیوہ کا سے کو سون کا سفر کرنا اور اس محنت و مشقت سے مہرنگار کو لاکہ گوشہ مین بٹھلا رکھنا اور عیش سے درگذر کرنا یہ کیا مضمون ہو عقل صائب کے نزدیک یہ امر بہت زبون ہو امیر نے کہا کہ اب اُنکا مجھپر احسان ہو کہ اُنھون نے آنکر میرے سر کا زخم اچھا کیا ہو میری دوا دارو مین مشغول رہے ہین میرا آرام ہر وقت ملحوظ خاطر رکھا ہو باقی تو جانتا ہو کہ مین دیو جن غول جادوگر کے باپ سے بھی نہین ڈرتا ہون حافظ حقیقی میرا نگہبان ہو مین ان باتون پر کب لحاظ کرتا ہون آمین عبدالرحمن نے کہا کہ ای صاحبقران آپکو تین دن جانے اور تین دن آنے اور ایکدن اول وہان رہنے اور ایکدن عفریت کے مارنے مین اور ایکدن جشن فتح مین گذریگا مجموع نو دن کا زمانہ اس آمد و رفت مین لگیگا امیر نے فرمایا کہ قبول کیا دو نا دو دن اٹھارہ دن لگینگے تو بھی کچھ قباحت نہین یا ایسے وقت مین چشم پوشی اور انکار کرنا مقتضاے مروت و ہمت نہین عمرو نے کہا کہ اچھا جیسی آپکی مرضی مین اٹھارہ دن اور مہرنگار کی محافظت کرونگا اُنیسوین دن مجھے کچھ کام نہین ہو آپ جانیے اور آپکا کام جانے مین اپنی راہ لونگا امیر نے فرمایا کہ مین نے قبول کیا جاؤ میرا قلمدان لے آؤ تا مین مہرنگار اور سرداران لشکر کو نصیحت نامہ لکھون کہ میرے آنے تک سب تمھاری تابعداری کرین اور آپکو خوش و محظوظ رکھین لیکن خدا کیواسطے بہت طبیعت داری کو کام نفرمائیے گا سرداران فوج پر بہت حکومت نہ جتائیے گا عمرو روتا ہوا اُس غار سے نکلا اور مکہ کیطرف روانہ ہوا جسوقت عمرو مکہ مین پہونچا اور خواجہ عبدالمطلب نے امیر کے پردہ قاف پر جانیکا حال سنا کمال مضطر ہوئے عمرو سے کہا کہ کسی طرح سے امیر کو سمجھا کر یہ عزم فسخ کرا دیا چاہیے کسی صورت سے یہانتک لایا چاہیے عمرو نے عرض کی میرے سمجھانے سے کچھ تاثیر نہین تا ہم حضور ایک خط لکھین اگر آپکا فرمانا کچھ موثر ہو تو شاید مان جائین خواجہ عبدالمطلب نے امیر کا قلمدان منگا کر ایک نصیحت نامہ امیر کو لکھا اور عمرو کے سپرد کیا عمرو وہانسے لشکر مین آیا اور امیر کے سفر کی خبر سرداران لشکر کو دی وہ بھی رونے پیٹنے لگے وہان ایک حشرات بپا ہوئی جب عمرو نے مہرنگار سے عزم امیر کا ظاہر کیا مہرنگار زمین پر گر پڑی اور ڈاڑھین مار مار کے رونے لگی پچھاڑین کھا کھا کر انسو سے مُنھ دھونے لگی عمرو نے کہا ملکہ اس رونے پیٹنے سے کچھ فائدہ نہین ہوشیار ہو ضبط کو کام فرماؤ ہوش مین آؤ جسطرح سے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو نصیحت نامہ لکھا ہو تم بھی اپنی طرف سے کوئی خط لکھو دیکھو کیا جواب آتا ہو اصل مطلب کھلا جاتا ہو مہرنگار نے ایک فراقنامہ مشتمل بر نصیحت امیر کو لکھا اور اخیر کو یہ بھی درج کیا کہ درصورت عزم فسخ نہ کرینگے تو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو اور اگر چھوڑ جاؤگے تو یہ یاد رہے کہ مجھ جیتا نہ پاؤگے مین اپنا خون کرونگی آپ پر سے تصدق ہو جاؤنگی عمرو نے اس نامہ کو بھی خواجہ عبدالمطلب کے نامہ کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور چپکے سے قلمدان امیر کا بغل مین دبا کر امیر کے پاس گیا قلمدان آگے رکھکر خواجہ عبدالمطلب و مہرنگار کے خطوط رکھدیے اور کچھ حالات زبانی بھی عرض کیے امیر نے پہلے تو ایک عرضی اپنے والد کی خدمت مین لکھی بعد ازان ایک شقہ سرداران لشکر کو لکھا کہ مجھکو بالضرورت چند روز کا سفر درپیش ہوا ہی ایسے وقت مین چشم پوشی اور اغماض ہرگز نہین رہا چاہیے جس کو میری اطاعت و رفاقت منظور ہو وہ میرے آنے تک خواجہ عمرو کو میری جگہ پر

سمجھے نوشیروان عمرو کی عدول حکمی نہ کرے اور مہرنگار کے خط کے جواب مین لکھا کہ مین اٹھارہ دن کے واسطے جاتا ہون ان شاء اللہ تعالی بعد اس مدت کے توقف نہ کرونگا فوراً آتا ہون شاہنشاہ قاف نے اپنے وزیر کو میرے علاج کیواسطے بھیجا اور اُسنے آکر مجھے تندرست کیا پس اخلاق ومروت وجوانمردی سے بعید ہے کہ مین اُسکی مصیبت مین کام نہ آؤن اور اُس سے اس بُرے وقت مین مُنھ پھراؤن میری خاطر اگر تمکو منظور ہو تو اٹھارہ دن کی مفارقت اور بھی میری قبول کرو خدا پر شاکر وصابر رہو اور مرد عورتون کو مہم مین اپنے ساتھ نہین لیے پھرتے ہین کہ مین تمکو لیتا جاؤن اور ہر جنگ ومہم مین تمھارا خیمہ بھی ساتھ رکھون ہان اگر تفریحاً سیر وشکار کیواسطے جاتا تو مضائقہ نہ تھا تمکو بھی لیجاتا اور جبتک مین آؤن عمرو کے کہنے پر عمل کرنا اُسکو اپنا خیرخواہ اور جان نثار سمجھنا بیوفائی اُس سے کبھی نہوگی اپنے معتمدات مین ہرگز نہ عیار ومکار سمجھنا اور خطوط عمرو کو دینے کہ مکتوب الیہم کو پہونچا دو اور ہمارے سلاح لاؤ مگر کسیکو خبر نہونے پائے دھوکے سے بھی یہ کلام کبھی زبان پر نہ آئے عمرو امیر کے پاس سے شہر مین آیا لیکن خط کسی کو نہ پہونچایا سلاح لیکر امیر کے پاس روانہ ہوا صاحبقران نہایت عمرو سے خوش ہوے سلاح بدن پر لگا کے چلنے کی فکر کرنے لگے

مارا جانا گستہم کا امیر کے ہاتھ سے اور جھوٹنا اُس مردود کا لشکر کے ساتھ سے

تقدیر اپنا رنگ نیا دکھاتی ہے موت کہان سے کہان کھینچ لاتی ہے گستہم کی لڑائی کا بیان ہے جن دانش کے معرکے کی داستان ہے جب امیر مع ملکہ مہرنگار اور لشکر جرار اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوے شقہ نوشیروان کا گستہم کی طلبی مین روانہ ہوا وہ بزدلہ دوا سپہ منزلین طے کرکے مدائن مین پہونچا نوشیروان نے تمام کیفیت امیر کی مدائن تاراج کرنے اور مہرنگار کے لیجانیکی بیان کرکے کہا کہ آج کئی دن ہوے ہین کہ ثروبین کاؤس چالیس ہزار سوار سے آیا تھا مین نے عیاشان ملک کو تیس ہزار سوار دیگر اُسکے ساتھ حمزہ کی تنبیہ اور مہرنگار کے لانیکے واسطے بھیجا ہے اگر تم بھی جاؤ بالاتفاق ثروبین وعیاشان ملک حمزہ کو قتل کرو اور مہرنگار کو لے آؤ گستہم تیس ہزار سوار سے کے کیطرف روانہ ہوا اور اپنے لشکر کو دو منزلہ کرتا ہوا ایلچا لیکن ثروبین کاؤس لنگ زمرد کیطرف سے گیا تھا اور گستہم شیشہ فیس کی طرف سے چلا جب قریب پہونچا معلوم ہوا کہ حمزہ نے ثروبین کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا ہے اور اب مفقود الخبر ہے معلوم نہین مرگیا یا جیتا ہے اور اگر زندہ بھی ہے تو اُسکی خبر نہین قلیل مسلمان کے مین جا کر ٹھہرے ہین لیکن کمال بدحواس ہو رہے ہین گستہم یہ خبر سنکر دل مین بہت خوش ہوا اور مکے سے تین کوس کے فاصلے پر خیمے استادہ کرکے طبل جنگ بجوایا ہنوز امیر قاف کی طرف تشریف فرما نہوے تھے کہ آواز فریاد کوس کی امیر کے کان مین پہونچی لیکن کوئی فوج نمودار نہ تھی امیر نے عمرو سے کہا کہ بھائی دیکھو تو یہ طبل کہان بجا کسی کا لشکر پہونچا عمرو یہ سنکر آگے بڑھا تو ایک لشکر بے شمار کئی ہزار سوار کا دیکھا دریافت کیا تو معلوم ہوا گستہم تیس ہزار سوار سے لڑنے کو آیا ہے نوشیروان نے امیر کے قتل اور ملکہ کے لانے کے واسطے بھیجا ہے پہلے تو عمرو نے قلعے مین جاکر برج وفصیلون پر لوگون کو قائم کیا اور تیر اندازان ور

رعد انداز و برق انداز و نفط اندازون کو جا بجا موقع سے ٹھہلا دیا بعد ازان عمرو نے چاہا کہ امیر کو جا کر خبر دیوے
اس کیفیت سے مطلع کرے کہ ادھر گستہم تیس ہزار سوار سے قلعے پر آپہونچا اور لوگون کو ہٹے کا حکم دیا بموجب حکم کے
فوراً کئی ہزار سوار نے قلعے پر ہلا کیا اور قلعے کے اندر گھسنے کا ارادہ کیا عمرو نے وہ آتشبازی کی ماردی کہ جتنے آئے تھے
جھلس کر مر گئے باقیماندہ مین سے کسی نے دہشت کے مارے آگے کو قدم نہ بڑھایا خوف سے دل کو پیش دی سے ڈر گئے
گستہم نے طبل بازگشت بجا کر فوج سے کہا کہ آج سستاؤ کل سمجھ لینگے آناً فاناً مین شکست فاش دینگے جب حمزہ
نہین ہے تو اس قلعے کا لینا کتنی بڑی بات ہے اس قلیل فوج کو تھوڑے سے مسلمانونکو ہمارے مقابلہ مین کب استقلال اور
ثبات ہے صبحکو کھڑی سواری اس قلعہ کو فتح کرلینگے ان لوگونکا کام تمام کر کے ملکہ کو ہمراہ لے لینگے عمرو نے فرصت پائی
جو کچھ گذرا تھا امیر سے مفصل شرح وار خبر دہلی میر نے فرمایا کہ تم جا کر کوس جنگ بجواد و صبحکو میدان مین نکلکر فوج
کی صف جماؤ مین آنکر سمجھ لونگا انشاء اللہ تعالیٰ شکست دونگا اور سیاہ قیطاس کو قبل از انتشار سپیدۂ صبح میرے پاس
روانہ کرنا اور تمام فوج کو تسلی و تشفی دینا عبدالرحمن نے کہا مرکب منگوانا کیا ضرور ہے جلد اگر تشریف بری منظور ہے تخت پر
سوار ہو کر اُدھر کا رخ فرمائیے مرکب کو نہ منگوائیے امیر نے فرمایا کہ اچھی تو بات ہے ایسا ہی کرینگے تخت ہی پر سوار ہو کر چلینگے
عمرو کو سیاہ قیطاس کے لانیکو منع کر دیا اور ارشاد کیا کہ اچھا بھائی عمرو صبحکو میدان رزم مین صف آرا ہو کر ہمارا انتظار کرنا
اُس نامرد سے سمجھ لینگے انشاء اللہ تعالیٰ اسکو یہان آنیکا لطف دکھاونگے عمرو نے قلعہ مین آکر چھوٹے سے بڑے تک کو مژدہ دیا
اور ہر ہر شخص سے کہنا شروع کیا کہ صبحکو تم سب صاحبقران کو دیکھوگے اپنے آقا اور امیر سے ملوگے مین نے گستہم کا حال بیان کیا تھا
سبہ احوال پوست کندہ کہا تھا فرمایا ہے کہ اسوقت تم جا کر طبل جنگ بجواؤ صبحکو فوج کو میدان رزم مین صف آرا کرو ہمارے منتظر رہنا
ہم آکر اُسے سزا دینگے اسکی سرکشی خاک مین ملا دینگے یہ کہکر کباچینی اور قلاچینی کو کوس سکندری پر ڈنکا دینے کا حکم دیا اور
آپ بھی جنگ کے سامان مہیا کرنے لگا واقع مین یہ مژدہ سُنکر چھوٹے سے بڑے تک کو وہ شب شب برات و شب عید ہوگئی
شادی اور مسرت قرب کلفت اور مصیبت بعید ہوگئی رات بھر دونون شکر مین طبل جنگ بجا کیا رات بھر طرفین مین جنگ کا
مذکر و اور چرچا رہا صبحکو عمرو نے ایک اختر پر دعی پر سوار ہو کے جنگ گاہ مین جا کر صف بندی کی نہایت حزم اور ہوشیاری
کیساتھ امیر کی فوج غنیم کے مقابلے مین کھڑی ہوئی گستہم بھی عمرو کے مقابلہ مین اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ صاحبقران
تو نہین ہین عمرو لڑنیکو آیا ہے یہ نیا رنگ اپنا جمایا ہے خوش خوش اپنے گینڈے کو میدان مین نکالا فوج کو بڑھاوا دیتا ہوا پرے سے
آگے بڑھا چاہتا تھا کہ مبارز طلبی کرے اور کلمات رجز بیہودہ بکے کہ عمرو نے تخت صاحبقران کا دیکھا اپنے سردار ان لشکر سے کہا کہ
دیکھو وہ صاحبقران آتے ہین اپنے جمال باکمال سے تم سبکو مشرف فرمانے مین جب تخت قریب پہونچا بھونچکے دیکھا کہ صاحبقران مسلح
دوزانو تخت پر بیٹھے ہوئے ہین سپر طرح کا تیر و ترکش سجا ہوا ہے گذشتہ کا نہیں خوش و خطوط سب طرحسے ہین یہ دیکھکر سب کے سب مارے دہشت کے
اپنے گھوڑون پر سے زمین پر قدمبوسی کو کودے بیٹھنے کا جلدی کے باعث پانون رکاب مین پھنسا بعضونکا رکاب مین اُلجھا گر پڑے گستہم یہ دیکھکر

بے اختیار قہقہہ مار کے ہنسا اور اپنے سردار و نے کچھ کہنا شروع کیا عمرو بولا کہ اور و نی صورت ہنستا کیا ہو کوئی دم مین رو تا ہوا جہنم کو راہی ہوتا ہو وہ دیکھ صاحبقران تیری جان کا ملک الموت آپہونچا وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ اسمین صاحبقران کا تخت آسمان پر سے زمین پر اُترا گستہم اور اُسکا لشکر دیکھکر سخت متحیر ہوا کہ حمزہ بلاے آسمانی کیطرح کدھر سے نازل ہوا اسکی تو جنے او کچھ خبر نہ سنی تھی یہ زندہ پھر کیونکر ہو گیا صاحبقران نے تخت پر سے اُتر کر فوراً اُسکو للکارا کہ اوپر و ڑے اگر آیا ہو تو سامنے آو مرد و ہو تو خوت اور غرور سے تو محمود رقابی سنتے ہی نیزہ امیر کے سینے پر کینے پر چلایا امیر نے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھینکر اُسی نیزے کی ڈانڈ اُسکے گیٹے کے سر پر جو ماری بھیجا اُسکا کھل آیا اور زمین پر گر پڑا جب گستہم یاد پلٹا ہوا تو گستہم نے امیر پر تلوار کا وار کیا امیر نے اُسکی تلوار کو جو اپنی تلوار پر کا ٹھا اُسکی تلوار گہ کے پاس سے ٹوٹ گئی فقط قبضہ ہاتھ مین رہ گیا ہر گاہ امیر نے ہاتھ اُٹھایا گستہم نے اپنا سر بچایا امیر نے ایک ہاتھ مونڈھے کا ایسا سات لگایا کہ

مقابلہ کرنا گستہم کا صاحبقران سے اور مارا جانا اُسکا ایک ضرب امیر سے

ککڑی کی طرح دو ٹکڑے ہو گیا جہنم کو راہی ہوا یہ دیکھکر لشکر جو اُسکا چپقلش کر کے آیا عبدالرحمن نے اپنے جنون سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو انکو مار لو چار سو جن جو عبدالرحمن کے ساتھ تھے ایک ایک دو دو آدمیون کو اُٹھا کر آسمان کیطرف لے اُڑے اور اوپر سے ایک ایک آدمی کو دو دو آدمیون پر مار کے بیس ہزار آدمی گستہم کی جلو کے واسطے جہنم کو بھیجے اور قریب تین ہزار آدمی کے عمرو نے پہلے دن جب گستہم نے قلعہ پر لا کیا تھا آتشبازی جھلسا کر فی النار و لسقر کیے تھے باقی آدمی کہ بموجب تمیں ہزار کے باقی رہے تھے اُنھون نے اپنی جان کو غنیمت جانا گستہم کی لاش دوبارہ کو لیکر وہان کیطرف رخ کیا جب امیر گستہم کی لڑائی ختم کر چکے عبدالرحمن امیر کو لیکر قاف کو روانہ ہوا اور امیر کا لشکر وہین قائم رہا

امیر کا کوہ قاف کی طرف جانا اور وہان سے اٹھارہ برس کے بعد پھر آنا

شدید تر خامۂ داستان نگار کو بڑا میدان صفحہ طے کرنا ہی سفر دور و دراز پیش آتا ہی گستہم کے مارے جانیکی کیفیت اور اُسکے لشکر کی تاراجی اور معاودت کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد واضح ہو کہ امیر تو قاف کو روانہ ہوئے عمرو نے خیمہ و خرگاہ و نقد و جنس لشکر کفار کا اکٹھا کر کے نقد و جنس تو آپ لیا اور زد و کوب سے جو کچھ باقی رہا اپنے لشکر کو انعام دیا اور خواجہ عبد المطلب کے خط کا جواب خواجہ اور مہرنگار کے اشتیاق نامہ کا جواب مہرنگار کو اور سرداران لشکر کا خط سرداران لشکر کو دیکر امیر کے قاف روانہ ہونیکی خبر سمیع کو چک و بزرگ کو دی خواجہ عبد المطلب نے مجبور اً سنگ صبر اپنی چھاتی پر دھرا اور امیر کے مع الخیر پھرنیکی دعا مانگنے لگے اور اُنکی فتح لشکر جرارہ لشکر جناب باری مین اوا کیا عمرو سے بعد اس معرکہ کے لشکر اسلام نے کہا کہ خواجہ ہم ہمیشہ سے تمکو دوسرا صاحبقران جانتے ہین اسطرح اب بھی تمکو مانتے ہین ہم کو تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری مین عذر و تامل نہین اگر آگ مین ڈال دوگے تو جل مرینگے پانی مین ڈالدوگے تو مرینگے عمرو نے سبکو چھاتی سے لگایا اور بقدر حیثیت سب کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ یہ کیا بات ہم تم لوگ صاحبقران کے دوست ہو با اطاعت کیسی مین سلوک برادرانہ کا تمسے امیدوار ہون اور تم سب پر مین دل و جان سے نثار ہونے کو تیار ہون مہرنگار کی محافظت کا خواہان ہون اسی فکر مین ہون صلاح جو یہان ہون کہ نوشیروان سا بادشاہ اُسکی جستجو مین اپنے نوروپیہ کی آرزو مین ہو اور اب جو امیر کا پردہ قاف کیطرف جانا سنے گا تو کیسا فکر مہرنگار کے چھیننے کی نہ کریگا سردار نے کہا کہ خواجہ جبتک ہمارے دم مین دم ہو اور تو کوئی کیا مال ہی اگر خود نوشیروان مہرنگار کے لینے کو آویگا انشاء اللہ تعالی دولت خواجی اُٹھائیگا عمرو نے کہا کہ تمکو اس سے زیادہ تسے امید وار ہونا کیون نہین ہی مقتضاے شرافت ہو جوانمردی و رفاقت کی یہی شان ہی ہمت اور مروت ہو اور اگر امیر تمکو ایسا نہ جانتے تو اپنے ناموس کو تمھارے بھروسے پر کب چھوڑ جاتے اور کوئی صورت نہ نکالتے کوئی اور فکر نہ فرماتے یہ کہکر تمام لشکر کو قلعہ کے اندر بلیا کر قلعے کو مثل طاؤس مرقع بنایا اور خندق کو غراب کر کے دروازے کے آگے پل تختہ اُٹھوایا اور فیل بند دروازہ پر ایک شامیانہ کارچوبی کاشانی مخمل کا اپنی نشست کیواسطے استادہ کیا اور اُسکے نیچے کرسی مرصع بچھوا کر سامان جلوس حد سے زیادہ کیا بعد اسکے مہرنگار کے پاس گیا اور مژدہ فتح کا کہا مہرنگار نے فرمایا کہ خواجہ مین تمکو بجاے باپ کے جانتی ہون اور ہر طرح سے تمھارا کہنا مانتی ہون امیر نے نصیحتاً لکھا ہو کہ خواجہ کے حکم سے باہر نہونا کوئی امر بے مشورہ اور صلاح خواجہ کے نہونے پائے کسی امر مین خود سر نہونا معاذ اللہ مین اور تمھاری اطاعت سے سرکشی کردن خدا غارت کرے اُس گھڑی کو مانکہ مجکو بھی جس گھڑی مین تمھاری نافرمانی کردن خواجہ پر ننگ کلمات ثنا وصفت زبان پر لایا اور کہا کہ ملکہ صاحب مین جو کچھ عرض کرونگا نفس الامر سراسر خیرخواہی ہوگی وہ بات عین فردیت و جان نثاری کی ہوگی اور امیر نے جو اطاعت کو لکھا ہو تو اسواسطے لکھا کہ امیر کا چاہنا اور مستورات مردون کے برابر ذی فطرت فعین ہوتی ہین سو اُسکے صدق بیگ جاہ ہو تو ہر امر مردون کی نسبت مین عفت

وعصمت ہوتی ہین اور باپ آپکا درپے عداوت ہی بسر پرخاش ومقاومت ہو اور باقی مین آپکا تابعدار ہون مہرنگار نے کہا کہ خواجہ یہ کونسی بات ہی مین امیر کے حاضر وغائب تمھاری فرمانبردار ہون عمرو بت اپنے دلمین خوش ہوا اور چھ مہینے کا غلہ خرید کر قلعہ مین بھر کر کہنے لگا کہ اب چھ مہینے تک اگر تمام روے زمین کی فوج آوے اور قلعہ کو چاہے کہ خالی کرے تو کیا مجال ہی خانۂ خدا کے سایہ مین آکر نہایا ہی ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہی اور متحمل ہی یہ کہکر سرداروں اور پہلوانون کو جابجا فصیل پر قائم کیا اور آپ لباس شاہانہ پہنکر جو کرشاہیانہ کے نیچے بیٹھے حسب عادہ صاحبقران مین بیٹھنے لگا

کیفیت صاحبقران کی جو راہ مین قاف کے گذری

صاحبقران کے سفر کا بیان ہی نے طرز کی داستان ہی جنات جو صاحبقران کا تخت لیکر اڑے زمین سے اسقدر بلند ہوے کہ کوہستان وقلعجات دیکھنے سے رہ گئے قریب ظہر کے ایک سبزہ زار پر تخت کو اُتارا امیر نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اور سنگبکہ کا کیا نام ہی اُسنے عرض کی کہ ابھی سرحد آدم زاد ہی اور انسان یہانکا بادشاہ ہی اور رستم بن زال کی درپش گاہ ہی امیر نماز سے فراغت کرکے تفریحاً وزرشمگاہ رستم کی دیکھنے کو گئے اور دو ایک مقرب لوگ بھی ہمراہ چلے وہان ایک گنبد نظر آیا اندر جاکے دیکھا کہ ایک صندوق آہنی مقفل چھت مین لٹکا ہوا ہی اور اُسکو ہر ایک شخص نہین اُتار سکتا ہی امیر نے اُسے باآہستگی تمام اُتارا اُسے جو کھولا تو اُسمین ایک کرید وخنجر وحلقہ کمان دیکھا اور ایک لوح سنگ پر لکھا پایا کہ یہ اسباب رستم کا ہی اور کوئی اُسکو نہین لے سکتا ہی جو شخص کہ صاحبقران ہوگا وہ اُسکو لیگا اور ہمارا تابعدار ہوگا صاحبقران اُسکو لیکر خوشی خوشی عبدالرحمن کے پاس آئے اور وہ اسباب مع لوح دکھایا عبدالرحمن نے کہا مبارک ہو یہ شیگون غیبی ہی آپکو غیب سے ہاتھ آیا ہی اُسدن اُس جگہ شب باش ہوے صبحکو بدستور پھر سوار ہوکر آخر روز ایک مقام پر اُترے دیکھا کہ ایک دیوار آہنی ہی خدا جانے کب کی بنائی ہوئی ہی دروازے کا کہین پتا نہین انسان کیا حیوان کا بھی وہان گذر ہوا نہین حکم دیا کہ دروازے کی جستجو کیجائے جلد کوئی جا کر خبر لائے آخر جنون نے ڈھونڈھکر دروازہ نکالا امیر اسطرف متوجہ ہوے دروازہ کھولکر اُسکے اندر جو چلے ایک سبزہ زار دیکھا اور ایک گنبد مین ایک فقیر سالک کو عبادت الٰہی مین مصروف پایا اُسنے امیر کو دیکھا اسلام علیک کرکے کہا صاحبقران مین دو برس سے تمھارا منتظر تھا امیر نے سلام علیک کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا کہ مین صاحبقران ہون یہ تمام کسطرح جانا اُس بزرگ نے کہا کہ مین نے بزرگون سے سُنا تھا کہ یہ سرحد قاف ہی یہان کوئی انسان نہین آئیگا مگر ایک شخص حمزہ نامے وہ البتہ یہان تشریف لائیگا سو الحمدللہ کہ مین نے تمکو دیکھ لیا اب اتنا امیدوار ہون کہ میرا وعدہ برابر آپہونچا مجھے غسل وکفن کرنے جائیے میری مٹی ٹھکانے لگائیے یہ کہکر کلمہ پڑھکر جان بحق تسلیم ہوا ملک عدم کا راستہ لیا یہ دیکھکر امیر نے تاسف کیا اور اُسکی وصیت کی تعمیل کی تجہیز وتکفین سے فراغت ہوئی تھوڑی دیر کے بعد کھانا نوش فرما کر تخت پر سوار ہوے ایک شاندوز عبدالرحمن لیے چلا گیا دوسرے دن ظہر کے وقت ایک بیابان مین اُتارا امیر نے عبدالرحمن سے فرمایا کہ ابھی تو دن سوا ہی یہان اُترنیکا کیا سبب ہی عبدالرحمن نے کہا کہ خبا جالی اس مقام پر اسواسطے ابھی سے اُترا ہون

مصلحتاً ٹھہرا ہون کہ یہان سے تھوڑی دور پر راہدار نامے ایک دیو رہا کرتا ہے کہ وہ راہزنی اور کشت وخون کیا کرتا ہے
جو کوئی اُسکی آنکھ بچا کر نکلجاتا ہے تو جانبر ہوتا ہے اور جسکو دیکھ پاتا ہے وہ اُسکا شکار ہوتا ہے ملک عدم کو اُسکا سفر ہوتا ہے
اسلیے مین ابھی سے یہان اُترا کہ آدھی رات کو سوار ہو کر بے کھٹکے نکلجائینگے اُس تشویش اور تردد سے امان پائینگے
امیر نے فرمایا کہ ہمکو اُسکے مکان پر چلنا چاہیے کہ ہم بھی اُسکو دیکھین اور اگر موقع ہو تو اُسکو مار کر خلق اللہ کو اُسکے ہاتھ
سے نجات دین عبدالرحمن نے کہا کہ یا صاحبقران وہ بڑا ہی موذی ہے اندکے بہین توقف فرمائیے مصلحت وقت
یہی ہے امیر نے فرمایا کہ یہ بتلاؤ کہ زبردست وقوی زیادہ راہدار ہے یا عفریت ناچار ہے عبدالرحمن نے کہا عفریت
کے آگے راہدار کی کیا حقیقت ہے اُسکے مقابلے مین اُسکی بہت ہی کم حیثیت اور بساعت ہے صاحبقران بولے کہ یہ
طرفہ معاملہ ہے عفریت کے مارنے کو تو جی کوہ قاف سے جاتے ہو اور راہدار سے کہ جو اُسکے آگے کچھ حقیقت نہین رکھتا ہے
لڑنے کو منع فرماتے ہو عبدالرحمن نے معقول ہو کر عرض کی کہ ایک بلا اس میدان مین اور بھی نازل ہے کہ جسکے خوف سے
آجکل کوئی نہین ٹھہرتا ہے سبکا دل لرزتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ کیا بلا ہے اور اُسکا کیا نام ہے عبدالرحمن نے کہا کہ ایک شیر ہے
اور نہایت خونخوار وہ شریر ہے امیر شیر کا نام سنکر بہت خوش ہوے اور اُسی دم نیستان کیطرف تشریف لیچلے شیر نے
جو آدمی کی بو پائی نیستان سے باہر نکلا اور چار و نطرف دیکھنے لگا امیر دیکھین تو واقعی سر سے دم تک ساٹھ ہاتھ
لمبا ہے کمال ہیبت ناک زبردست ہزار شیر وہنکا ایک شیر بنا ہے امیر نے اُسکو للکارا وہ ڈکارتا ہوا امیر کے اوپر آیا
برابر آنا تھا کہ امیر نے بدن چرا کر ایک ہاتھ اُسکی کمر پر ایسا لگایا کہ صاف دو ٹکڑے ہو گیا زمین پر گر پڑا جن امیر کی قوت دیکھکر
دنگ ہو گئے فی الحال سب کے سب دنگ ہو گئے اور عبدالرحمن نے امیر کے قبضے کو چوم لیا اور وہین سے سوار ہو کر راہدار دیو کے مکان کا
قصد کیا امیر تمام رات اس خیال سے نہ سوئے ایسا نہو کہ راہدار کے مکان کی راہ کا ٹکر چلے جائین اور میری حفاظت کے
قصد سے مجھے اُسکے مقابل کا نہ جانکر راہ نہ پائین صبح ہوتے ہوتے راہدار کے مکان پر پہونچے لیکن جنون کے بدن اُسکے
خوف سے رعشہ پڑ گیا ہاتھ پاؤن پھولنے لگے متصل اُسکے مکان کے تخت کو دیکھکر جتنے جن تھے اِدھر اُدھر گوشوں مین چھپ رہے
امیر تخت پر سے اُترکے راہدار کی تلاش مین چلے راہدار کا حال سُنیے کہ وہ تین سو دیو سے اُس مقام پر رہا کرتا تھا اور ہمیشہ خبر نگوا یا
کرتا تھا کہ شاہنشاہ پردۂ قاف کس خیال مین ہے کیا فکر کر رہا ہے کہ اتفاق مین ہوا یکروز ایک دیو نے آکر خبر دی کہ شاہنشاہ نے
عبدالرحمن کو ایک آدم زاد کے لانیکے واسطے پردۂ دنیا پر بھیجا ہے سُنا ہے کہ وہ شخص بڑا شجاع اور پہلوان اور طاقتدار صاحبکمال
اپنے وقت کا یکتا ہے تاکہ وہ آکر دیوان قاف کو قتل کرے اور شاہنشاہ قاف کا عمل بخوبی جاوے اُسنے یہ راہدار شانہ روز
تاک مین تھا کہ وہ آدمی کب آوے کہ مین اپنی داڑھ گرم کرون آدمی کا گوشت لذیذ مزیدار کھون قضا کا راُسوقت راہدار تلوار کو
بیٹھا ہوا سبزہ زار کی سیر کر رہا تھا کہ صاحبقران اُسکو دکھائی دیے دور سے نظر پڑے تجویز کیا کہ شاید وہ آدمی آیا
اور یہ آدمی اُسی کے ہمراہ ہین سے ہوا چھار از قہر رزاق نے پہونچا یا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس آدمی کو اُٹھا لا میر دیو جیالا

وہ دیو امیر کے پاس آیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو اُٹھا لیجائے راہدار کیخدمت مین پہنچا دے امیر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر
ایک جھٹکا جو دیا دیو دو زانو بیٹھ گیا ادھر مڑا ہوا امیر نے ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ مغز اُسکا اُسکی گردن مین
گھس گیا پردہ قاف سے عدم کو سدھارا راہدار نے کیفیت دیکھکر معلوم کیا کہ ہو نہ ہو یہ وہی آدمی ہے جسے عبدالرحمن
لینے گیا تھا یہ دیکھکر تین سو دیو سمیت امیر کے مقابلہ مین آیا امیر نے اس زور سے نعرہ اللہ اکبر کا مارا کہ تمام پہاڑ ہل گیا
سارے جنون کا ہوش جاتا رہا راہدار نے تین سو دیو لیکر الگ ہوا اور ایک طرف جاکر بارادۂ مقابلہ سنبھلا امیر نے دیکھا
کہ ایک بلائے بدہیئت مہیب تین سو گز کا قد ہے اور دو شاخین پچاس پچاس گز کی مثل شاخہائے خشک نخل دیودار سر پر ہین
اور مانند اندوسے کے دہن کشادہ ہے شعلے آگ کے نکل رہے ہین قعر دوزخ سے زیادہ ہولناک خون کی آنکھین
سرخ ہو رہی ہین بلکین سیاہی کے کانٹون کی صورت کھڑی کھڑی ہین ناک کیا ہے گویا تابوت بزرگ آنکھون کے نیچے
ہونٹون سے اوپر رکھا ہے کمر مین شیرون کی کھال کا لنگوٹ کسے ہوئے اُسپر دم اپنی لپیٹے زنجیرین غلاظین زرین مرصع
ہاتھ پاؤن گلے مین ڈالے ہوئے امیر کے برابر آکے کہنے لگا او سیاہ سرد نادان سفید تونے میرے دیو کو کیون مارا میرا خیال اور
ادب تجھے کچھ نہ رہا اب مجھسے بچکر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر تخلص پائیگا یہ کہکر ایک شاخ شمشاد کی جسمین کئی آسیا سنگ بندھے تھے
امیر کے سر پر ماری امیر نے اُسکو رد کیا اور قریب جاکر ایک ضرب خنجر رستم کی اس زور سے اُسکے پہلو مین لگائی کہ دوسرے
پہلو سے وہ خنجر نکلگیا اُسنے تو بس ایک ہی ضرب مین دانت نکالدیے ہوش و حواس سب برباد کیے امیر نے خنجر درمیان سے
کرکے تلوار میان سے لی اور تین سو دیو جو سامنے کھڑے ہوئے تھے اُنپر حملہ کیا جسپر ایک ہاتھ لگایا اُسنے سانس نہ لی فورا
جان دی عبدالرحمن نے جنون سے کہا کہ راہدار تو مرچکا اب تکو کیا ڈر ہے کس بات کا خوف و خطر ہی ان سب وقت ہمارا جو قصور تھا
کی مدد کیا چاہیے جتنے جن تھے سب دیو دنپر ٹوٹ پڑے خوب جی توڑ توڑ کر لڑے اگر دیو تو دراصل جنم ہوے ملک عدم مین
داخل ہوے اور رتھوڑے سے جو بچکر بھاگے امیر نے اُنکا پیچھا نہ کیا اُنکو مطلق العنان کیا اُسیدم عبدالرحمن کو لیکر راہدار
کے مکان پر گئے جابجا جواہرات کے انبار دیکھے اسباب بیشمار قیمت بیشمار دیکھے امیر نے عمرو کو اسوقت یاد کرکے کہا کہ جاے
عمرو خالی ہو اُسکی یاد ہمارے دلپر حالی ہے پھر عبدالرحمن سے فرمایا یہ جتنا مال ہے سب ملک شہپال کا ہے مجکو اس سے
کچھ کام نہین ہے ایسے مال پر جکو طمع خام نہین ہے تم اسکو اُٹھوا کر اپنے شاہنشاہ کیخدمت مین پہونچا دو کہ اُسکا دل اپنے
مال کو دیکھکر شگفتہ ہو جنتے جن تھے سبھون نے امیر کی شجاعت و سخاوت پر آفرین کی جان و دل سے تحسین کی اور
کہا کہ آدمزاد کا بھی ایسا دل و گردہ ہوتا ہے کہ اسقدر مال کو اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے بارے راہدار کا سر چار جنون پر اُٹھوا کے
امیر اپنے تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوے سب رفیق اُس شمع کے پروانہ ہوے ہرگاہ قلعہ غنیم کے نزدیک پہونچے سلاسل جنی
رفیق شہپال چالیس ہزار سوار پر نزاد جلو مین لیکر امیر کی پیشوائی کیواسطے آیا اور قلعہ مین لیجاکر آئین شاہانہ امیر کی عزت کا
سامان بہم پہنچایا دو روز امیر مع سلاسل جنی گلستان ارم کیطرف روانہ ہوے راوی لکھتا ہے کہ شہپال امیر کی آمد

سُنکر گل گل شگفتہ ہوا اور فرمایا کہ ہان سامان جلوس کمال تزک سے تیار ہو ہم حمزہ کے استقبال کیواسطے جائینگے
اس بات سے ہر شخص خبردار ہو حکم کی دیر تھی تعمیل مین کیا تاخیر تھی شاہنشاہ قاف بڑے طمطراق سے امیر کے
استقبال کیواسطے روانہ ہوا امیر کا حال سنیے کہ داہنے بائین تو عبدالرحمن اور سلاسل کے تخت تھے اور بیچ مین صاحبقران کا
تخت امیر باتین کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے صدہا تخت روان جنمین سیکڑون پریزاد ساز بجاتے اور گاتے جنکے نظارے کی
ہرگز تاب نہ آئے نمود ہوے اُسکے بعد سیکڑون تخت پر ہزارون پریزاد کہ انسان جنکے حسن وجمال کو دیکھکر مثل سایہ زمین کے
بیہوش ہو جائے اُنکے نظارے کی ہرگز تاب نہ لائے ہاتھون مین گلدستے لیے ہوے لچکتے اور بجوارات روشن کیے تخت شہپال کے
گرداگرد نظر آئے دیکھنے والون کی بڑے حظ اُٹھائے تمام میدان خوشبو سے رشک ارم تھا عجب سامان بہم تھا عبدالرحمن
وسلاسل جنی نے دور سے دیکھکر صاحبقران سے کہا کہ شاہنشاہ آپکے استقبال کیواسطے آتے ہین آپ کیا فرماتے ہین تخت
شہپال کا قریب پہونچا صاحبقران نے اپنا تخت مین پر کھوا دیا شہپال نے پریزاد دنسے کہا کہ ہمارا تخت بھی صاحبقران کے
تخت سے ملاکر رکھدو کہ اتصال سے دلکو سرور ہو جب شاہنشاہ کا تخت زمین پر رکھا گیا صاحبقران نے تخت پر سے اُترکر
شاہنشاہ کے تخت کو بوسہ دیا شاہنشاہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ تین نے تکلیف ملا اطلاق دی
یہ جرأت نامناسب کی مگر ظاہر ہو کہ بزرگ ہی لوگ بزرگون کے کام آتے ہین اور اُنکے طفیل سے نیازمندونکے سب کام انجام پاتے ہین
صاحبقران نے کہا کہ اگر میری جان بھی حضور کے کام آوے تو مجھے دریغ نہین بلکہ یہ خیرخواہ دلی بڑی نیکنامی پائے کیونکر راہ اور رکاب
مع جواہرات ومال واسباب جو ہاتھ آیا تھا شاہنشاہ کی خدمت مین گذرانا شاہنشاہ امیر سے بہت خوش ہوا جملہ حاضرین امیر
کی ضرب دست پر آفرین وار سراہتے تھے اور اُنکی طرف تحیر سے نگران تھے سبھون نے امیر کی قوت بازو پر تحسین وآفرین کی اور بہت
شاباش دی شاہنشاہ نے اُسیوقت عبدالرحمن کو خلعت سرفرازی عطا کیا پھر تین اُسکا مرتبہ بالا کیا پھر امیر کو اپنے ساتھ لیکر
تخت پر بٹھا کر گلستان ارم مین پہونچے امیر کو بارگاہ سلیمانی مین اُتار کر ایک دگا جواہر بگھار پر بٹھلایا اور جواہرات بیش بہا نگوکے
امیر پر نثار کرایا جسقدر ریاحین پریزاد تھے امیر کے روبرو پر جوڑ کر کھڑے ہوے اور امیر کے حسن وجمال کو دیکھکر مسرور ہو کرنے لگے
کہ خالق نے انسان جو یہ لاثانی ایسی صورت وقوت عطا کی ہے اور ایسی جہانت وشجاعت دی ہے اور شاہنشاہ کا یہ حال تھا کہ سوا امیر صورت
کے کسیطرف نگاہ نہ کرتا تھا سکتے کے عالم مین مثل پریزادگان میز تک رہا تھا اور امیر محجوبانہ سے چپ بیٹھے تھے شاہنشاہ نے امیر کو خاطر نشان کیلئے
قاف کے انگور کی شراب منگائی اُسکے پینے سے حمزہ کا چاب ٹوٹے اجتبک شراب انگوری حمزہ کے واسطے آئے راقم پردہ نیاطلا لکھتا ہے

آگاہ ہونا نوشیروان کا جانے سے امیر کے طرف قاف کے اور روانہ کرنا فوج کا کامکہ کی طرف

مورخان اخبار متیقین اسطرح بیان کرتے ہین کہ تین روز مین اوعیاشان ناک کا حال سُنکر نوشیروان معلوم تھا بھی
کہ گستہم کی لاش آئی اور ہمراہیون نے تمام کیفیت کہ سُنائی کہ جبوقت گستہم نے صف بندی کی حمزہ کا تخت مثل بلا ناگہانی
آسمان سے اُترا حمزہ نے گستہم کو مارا اور سوارون کو زمین سے کسنے اُٹھا اُٹھا کر آسمان پر بجائے اسطرح نشانہ تاک کے

پھینکنا شروع کیا کہ نیچے کے سوار بھی دب دب کے مرگئے چنانچہ اسیطرح بیس ہزار آدمی مارا گیا اور کشندہ نظر نہ آیا
بادشاہ نے اُس ماجرے کو سُنکر تعجبانہ بزرجمہر کی صورت دیکھی بزرجمہر نے تمام واردات پر دہ قاف کی بیان کرکے
کہا کہ شہیال بن شاہرخ نے حمزہ کو اپنی اعانت کیواسطے بلوایا ہو اور وہ اُسکی مدد کو گیا ہو چند حمزہ اٹھارہ دنکا
وعدہ کرکے گیا ہو لیکن اٹھارہ برس وہان رہیگا اور دیوان قاف کو زیر زیر کرکے دنیا مین آئیگا اور اُسپر کوئی دیو قابو
نہ پائیگا پس جبدن اُسکا غرم قاف کیطرف روانہ ہونیکا تھا اُسیدن گستہم نے لڑائی ڈالی حمزہ نے تو گستہم کو مارا اور جنون نے
اُسکے سوار وںکو قتل کیا نوشیروان کیفیت سُنکر کمال خوش ہوا کہ اٹھارہ برس تک کون جیے اور کون سے حمزہ کسنی کسی دیو کے
ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا اس فرقے کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائیگا اسوقت مین مسلمانونکو بے اجل مارلیا چاہیے اور اُنکو اسکا بدلہ
دیا چاہیے یہ سوچکر ولیم و فیلم کو کہ سامانیون مین انسے زیادہ زور آور کوئی نہ تھا تیس ہزار سوار دیکر کے کیطرف روانہ کیا اور کہا کہ
بالفعل حمزہ قاف پر گیا ہو میدان خالی ہو ہر طرحسے فارغ البالی ہو تم جاکر کے کو ویران کرکے ملکہ مہرنگار کو لے آؤ تبھی اُسکا دیدار دیکھاؤ
وہ دونون بادشاہ سے رخصت ہوکر کے کی جانب روانہ ہوے اب شاہ عیاران عمرو عیار کشندہ کافران روزگار کا حال سنیے کہ
جب چند روز اٹھارہ دن برگذر گئے اور امیر نہ آئے تو بے اختیار ڈاڑھین مار مارکے رونے لگے منہ اپنا آنسو پونچھنے دھونے لگے
مہرنگار کے پاس جو گیا تو اُسکو بھی بیتاب دیکھا مہرنگار عمرو سے کہنے لگی کہ کیون بابا عمرو امیر تو ابتک نہ آئے اُنکی مفارقت نے
مجھے بڑے رنج دکھائے معلوم نہین کہ اُنپر کیا گذری وہ ملک دیو پری کا ہو اور یہ آدمزاد تنہا ہو خدا ہی امیر کا حافظ ہو اور تو کیا کہون
مگر مین زہر کھاکر مرجاتی ہون اپنا نقش حیات صفحہ ہستی سے مٹاتی ہون جہان مناسب جانا مجکو دفن کردینا زیر زمین دھردینا
خواجہ نے کہا کہ ایملکہ آفاق خیر تو ہو کوئی ایسا کام کرتا ہو کسیکے فراق مین زہر کھاکر مرتا ہو کیا آیہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ تمکو یاد نہین ہو
خدا سے تمکو امید دار نہین ہونا چاہیے مین امیر کا حال دریافت کرنیکے لیے مدائن کو جاتا ہون بزرجمہر سے دریافت کرتا ہون آپنا اپنا
حال تبرنہ کیجیے اضطراب کو اپنے دلمین راہ نہ دیجیے مہرنگار کو سمجھاکر مقبل کے پاس آیا اُس سے کہا کہ مین تو مدائن کو امیر کا حال دریافت
کرنے بزرجمہر سے جاتا ہون اور تمکو ایک تدبیر بتاتا ہون تم اپنے چالیس ہزار تیزانداز محیطا سے مہرنگار کی محافظت مین مستعد رہنا
اور جابجا قلعہ کی فصیلون پر بیلوانان قوی ہیکل کو قائم رکھنا اور آپ اسباب عیاری بدن پر لگاکے بیشہ فیض کیطرف سے مدائن
کیطرف روانہ ہوا چند روز مین منزلین قطع کرکے ایک بقال کیصورت بنکر بزرجمہر کے دروازے پر جاکے کھڑا ہوا اتفاقاً
اُسیوقت بزرجمہر بھی دریا سے پھرے تھے عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہو عمرو نے کہا کہ آپکی جاگیر کا روستا ہون لوگونسے بہت ایذا
تجکو دی ہو میرے ساتھ بڑی دغابازی کی ہو اسواسطے فریادی آیا ہون تمھارے پاس فریاد لایا ہون اگر آپ میری داد نہ دینگے
تو زنجیر عدالت جاکر ہلاؤنگا بادشاہ کو اپنا حال سُناؤنگا خواجہ بزرجمہر نے اُسکی عرضی کو خادم سے منگوا کر جو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ
عمرو ہی خلوت مین بُلاکر گلے سے لگایا خیر و عافیت پوچھی عمرو نے کہا کہ کیا عرض کرون کہ کس مصیبت مین گرفتار ہون اور کیسا مضطرب
و بیقرار ہون حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے گیا تھا اُسپر اتنے دن اور بھی گذر گئے معلوم نہین کہ کس بلا مین مبتلا ہوا اُسکا کیا

حال ہوا

حال ہوا مہرنگار زہر کھانے پر مستعد ہے اُسکو اس امر مین بڑی مدد ہے خواجہ نے کہا کہ سچ ہے حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے گیا ہے لیکن اٹھارھوین برس قلعۂ تیغ مغرب پر آنکے ملیگا اور تمام دیوان سکش کو قتل کریگا اور اُسکو کسی طرح کا ضرر نہ پہونچیگا اور اس عرصہ مین تجکو بہت مہین سر کرنی ہونگی ہر طرف شاہان و پہلوانان روزگار تجھپر چڑھائی کرینگے تیرے ایذا دینے پر کمر کسینگے لیکن خاطر جمع رکھ کوئی تجھسے برنہ آویگا تو ہی سب پر فتح پاویگا اور اب جلد مکے مین پہونچکر اپنے قلعہ کی ہوشیاری کر اور کسی سے نہ ڈر نوشیروان نے ولیم و قیلم کو تیس ہزار سوار سے تیرے لڑنے اور مہرنگار کے لانیکے لیے بھیجا ہے عمرو نے کہا کہ خیر حمزہ کی دوستی مین اگر میری جان بھی کام آوے تو مجکو کچھ عذر نہین ہے یہ بات میرے دلنشین ہے جہانتک کوشش ہوسکیگی وہانتک کرونگا یہانتک کہ اُسکی خیرخواہی مین مر دیگا باقی ولیم و قیلم تو کیا چیز ہین جمشید و کیخسرو بھی اگر گورسے اُٹھکر آوین اور مہرنگار کا نام زبان پر لاوین تو پھر قبر مین پہنچے جاوین اور اُسپر قابو نہ پاوین لیکن آپ ایک خط مہرنگار کو بطور نصیحت کے اپنی طرف سے لکھدین کہ اُسکین یاوے اور میرا کہنا عمل مین لائے برزجمہر نے قلمدان منگا کر ایک خط مہرنگار کو نصیحت آمیز لکھا اور اُسمین امید کے آنے کی مدت اور مضمون اُسکین مندرج کیا اور عمرو عیار کو دیا عمرو اُس خط کو لیکر بشیبہ فیض کیطرف سے کے کیجانب روانہ ہوا اس مرتبہ شبانہ روز منزلین طے کرکے قلعہ مین داخل ہوا اور برزجمہر کا خط مہرنگار کو دیا وہ اسکے پڑھکے زار زار رو کر کہنے لگی کہ وائے قسمت اٹھارہ برس اور حمزہ کے سوز فراق مین جلنا پڑا اور آتش مفارقت سے شمع کیطرح پگھلنا پڑا اور اتنی مدت تک میری زندگی کیونکر ہوگی کہ حمزہ کیصورت پھر ان آنکھون سے دیکھونگی عمرو نے مہرنگار کو سمجھایا کہ ای ملکۂ آفاق تم ابھی بہت جیوگی انشاء اللہ تعالیٰ اٹھارہ برس اٹھارہ دن کی طرح گزرتے ہین اور وہ بخیر و عافیت تشریف لاتے ہین اب آپ جناب الٰہ کی عبادت کیجیے اور حمزہ کی سلامتی خدا تعالیٰ سے مانگ کر اپنے دل کو تسکین دیجیے اتنے کہہ بیا جامع المتفرقین ہے آپکو حمزہ سے ملا دیگا اور اُنکا دیدار تجھین دکھا دیگا عمرو مہرنگار کو سمجھا کر فوج مین آیا اور پرا باندھکر ایک ایک سے فرمایا کہ برزجمہر کی زبانی معلوم ہوا کہ حمزہ اٹھارہ برس قاف مین رہیگا پس یار وجسکو جانا ہو وہ ابھی سے اپنے گھر کی راہ لے اور جسکو رہنا ہو وہ باتفاق برادرانہ رہے جب حمزہ سلامت پھر لوٹیگا البتہ اُسکی رفاقت سے خوش ہوکر بہت عزت اور حرمت کریگا جتنے لشکری تھے کیا سردار و کیا یار سبھون نے ایک زبان ہوکر کہا کہ ای خواجہ ہمنے حمزہ کی طاعت جان و دل سے قبول کی ہے اُسکی رفاقت نہیں چھوڑینگے جبتک جی مین جی ہے اور حمزہ کی جگہ پر آپ ہین ہم آپکے پاس سے کہان جاوینگے کیونکر آپکی فرمانبرداری سے قدم باہر نکالینگے عمرو نے خوش ہوکر ایک ایک کو چھاتی سے لگا کے کہا کہ تم سب میری جان کے برابر ہو مین تمھارا یار مندتم میرے برادر ہو جن جن کو قلعے کی لنگوٹیر قائم کرنا تھا قائم کیا اور کمال حفاظت کا حکم دیا اور آپ لباس شاہانہ پہنکر ایک شامیانۂ زری کے نیچے فرش مکلف بچھاکر کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا اور مقبل قفادار کو بایں انداز ان بخیطا کھڑا کرکے ولیم و قیلم کا انتظار کرنے لگا دو ساعت کا عرصہ نہوا تھا کہ قلعے کے سامنے سے ایک گرد تیرہ و تاریک نمودار ہوئی جسکی کثرت سے سب زمین مرغبار رہی جب وہ غبار قریب پہونچا ہوا نے گرد کو اٹھایا سامان لڑائی کا نظر آیا تیس علم دکھائی دیے اور آگے آگے دو پہلوان قوی ہیکل فولادین غرق نظر پڑے عمرو جانگیا کہ ولیم و قیلم یہی ہین ان

ہیو قوفون نے آتے ہی فوج سے کہا کہ ہان قلعہ کو گھیر کے مسلمانون کو مار کے منہ گار کو نکال لاؤ کہ اُسکے عوض مین خلعت و انعام حاصل کرکے اپنے دامن خواہش کو گوہر مقصود سے بھرین ہم جلد مدائن کو معاودت کرین اور جاکر بادشاہ سے منصب عالی پائین سواردن نے اُسکے حکم سے گھوڑونکو دوڑایا اور متصل قلعے کے پہنچایا جب قلعے کی زد پر پہونچے عمرو نے ایسا آتشبازی کا منجنیق پر سایا جو آگے بڑھے تھے اُنکو اُس آگ نے جلایا جو پیچھے تھے اُنھون نے مارے خوف کے قدم آگے نہ بڑھایا ولیم و قیلم نے دیکھا کہ دن بھی آخر ہوا اور لشکر کا حال بھی تبر ہوا تو ارہ باز گشت بجوا کے قلعہ کی زد سے ہٹکر ڈیرہ کیا اور فوج کو حفاظت کے لیے روند اور گشت کا حکم دیا عمرو کا معمول تھا جب سے صاحبقران قاف کی طرف گئے تھے دونون وقت منہ گار کے دسترخان پر کھانا کھاتا تھا اور منہ گار کو تسلی دیکر بھیجتا تھا تا شام کہ وقت دسترخوان پر جا کے موجود ہوا اور بعد تناول طعام کے دو پہر تک حاضر رہکر ملکہ کو تشفی دیا کیا بعد ازان اُٹھکر سرہنگ مصری کو بلاکے حکم دیا کہ تم منظر شاہ یمنی کی بیٹی اور ہمارے تاجدار کو جاکر لے آؤ اور اس کام کے انجام مین محنت و مشقت اُٹھاؤ کہ وہ اور زہرہ مصری صاحبقران کے آنے تک ملکہ منہ گار کی مہمانی مہین اور باتین دل لگی کی کرتی رہین یہ کہکے اپنی خوابگاہ مین جاکر چین سے سو رہا جب صبح ہوئی اُٹھکر ضروریات سے فراغت کی بسکو اپنے اپنے کام پر جانے کی اجازت دی اور شامیانہ کے نیچے کرسی پر رونق افروز ہوا شخص اُسکی خدمت مین مشرف اور زہرہ اندوز ہوا ولیم و قیلم نے بھی سپاہ کو قلعے کے سامنے آکر مقابلہ کیا اور فوج کو ہے کا حکم دیا عمرو نے پہلے دن کیطرح قاروررہاے آتشین و سنگ و خشت و تیر قلعے پر سے مارنے شروع کیے گویا ایک قیامت برپا ہوئی ولیم و قیلم نے فوج کو للکارا سب بہادر دلونکو پکارا کہ آگے قدم بڑھاکے پیچھے قدم نہ ہٹانا بھاگنا نام دونگا کام و بہادردن اور دلاورونکا ہے نے مین نام ہو فوج نے پھر گھوڑونکی باگ اُٹھائی جرأت دکھائی لیکن آتشبازی کی تاب نہ لاسکے قدم آگے نہ بڑھا سکے ولیم و قیلم نے سپر سر پر رکھکے گھوڑونکو جو آسن سے دبایا اپنے تئین خندق پر پہونچایا فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارے خاکر پر قدم رکھتے ہین غیرت جو دامن گیر ہوئی ہر چہار بادبار یہ کہکر گھوڑے اُٹھائے اپنے سردارون کے پاس آئے عمرو نے اپنے دلین کہا کہ یہ بات تو بری ہوئی کہ حریف خندق تک آپہونچا فی الفور ایک مقدمہ آتشین پرازروغن نفط نبیل سے کالکر آگ دیکے پھینکا فاصلہ مین پہنچکر دو چار چکر کھاکر ولیم کی چھاتی پر لگکر بھوڑا سا رخم جو چھاتی پر لگکے تمام بدن پر پھیل گیا اور شعلہ جوالہ کیطرح سے جلنے لگا ولیم ہاتھون سے اُسکو بجھانے لگا اُنگلیان مثل فتیلہ جلنے لگین اور تیل کی چھینٹین جو ڈاڑھی پر پڑین روئی کے گالے کیطرح جلکے منہ پر جو ہاتھ پھیرا بھوین مونچھین بھر بھر جلگئین قیلم نے دیکھا کہ ولیم جلا جاتا ہے اور اُسے کچھ نہین بن آتا ہے اُسکا حال دیکھکر بہت گھبرایا اور اُسکے پاس آیا جب اُسکی آگ کو بجھانے لگا اُسکا حال بھی ولیم کا سا ہوا تو یہ بھی کمال اضطراب سے پیچ و تاب کھانے لگا دونون بھائی لوٹن کبوتر کیطرح تڑپنے لگے فوج نے دیکھا کہ سردار جلے جاتے ہین اور کسیطرح آگ سے خلاصی نہین پاتے ہین خاک مٹی دونون کے اوپر ڈالکے بہزار خرابی بصد وہ آگ بجھائی تب دونون نے تسکین پائی زود گاہ کیطرف بھاگے اور اُنکے علاج مین مصروف ہوے لڑائی کے سامان موقوف ہوے عمرو چین سے شامیانہ کے نیچے بیٹھکر سی جواہر نگار پر ضفیر ہو کر بیٹھا جب دو گھڑی دن باقی رہا عمرو کو عیاری سوجھلی نے فن کی

طراری سوجھی کرسی سے اُٹھکر لباس عیاری اپنے بدن پر درست کیا عیاری کرنے پر کمر کو چست کیا آتش نوشیروان کے عیار کیصورت بنکر بیخوف ولیم وقیلم کے خیمے مین درانا گھسا چلا گیا اور ولیم وقیلم سے جاکر ملاقات کی درمیان مین سے اختلاطاً بات کی ولیم وقیلم۔ مہتر آتش کو دیکھکر رونے لگے گوہر اشک پرونے لگے بولے کہ دیکھو بھائی عمرو ہماری یہ صورت بنائی ہوا سکے ہاتھ سے ہمپر کیسی بلا آئی ہو آتش نقلی بولا کہ سنو صاحب عیار عیار سے سر بر ہو سکتا ہو نہ کہ سپاہی عیار سے سوائے اِسکے آپ جانتے ہین کہ عمرو کیسا عیار ہو آج روے زمین پر اپنا ثانی نہین رکھتا ہو مثل اُسکے کوئی ہمہ دانی نہین رکھتا ہو چنانچہ یہی سمجھکر تو بادشاہ نے مجکو تمھاری حفاظت کے واسطے بھیجا ہو تمنے جلدی کی محکو نہین آنے دیا جلدی کرکے تمام اپنا کام تباہ کیا بہرحال جو کچھ ہوا سو ہوا گذشتہ را صلوات اب مین آیا ہون دیکھو تو عمرو کی کیسی صورت بناتا ہون تمھارے ساتھ جو اُسنے کیا ہو اُسکا مزہ اُسکو کیسا چکھاتا ہون یہمین درد کی شدت سے وہ دونون سوختہ آہ و نالہ کرنے لگے آتش نے کہا کہ اسوقت دو چار پیالے شراب انگوری کے پیچیے کہ طاقت بھی آوے اور درد بھی کم ہو جاوے ولیم وقیلم نے کہا کہ تمسے بہتر بھلا کون ساقی ہوگا اگر یہی مرضی ہو تو دو چار دور پلاؤ ہمارا درد و غم بھلاؤ عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا فوراً جام و صراحی ہاتھ مین اُٹھاکر دو دور تو ولیم وقیلم کو مع ارباب محفل شراب خالص کے پلائے تیسرے دور مین اپنے شعبدے دکھائے دو چار ہی پیالے پیکر سبکے سب لوٹ پوٹ ہو گئے سارے ہوش و حواس کھو گئے عمرو نے خیمے کے دروازے پر آکر تمام شاگرد شیشہ شراب دی اُنکی تدبیر بھی اچھی طرح سے کی جب اندر باہر سے سب اطمینان ہو چکا پہلے تو سبکے کپڑے اُتار بر ہنہ تن کر دیا اور جتنا اسباب اُس خیمے مین تھا فرش تک اُٹھا کے زنبیل مین رکھ لیا اور سبکی طرف کی رسی بھی موچھ موچھ مونڈ کر دوسری طرف کی موچھ پر مین گھنگرو باندھا اور چونے کتھے کاجل سے سبکے ایک رخسارے پر دیے اور دوسرے رخسارے کو مطلق کالا کیا اور بر ہنہ کرکے خیمہ کے ستونون سے اُلٹا لٹکا کے ایک رقعہ لکھکر کہ سن عمرو تھا آج تو تمھاری جانبخشی کی اور تمکو ہلاک کرنیسے نجات دی خیر تو اسمین ہی کہ کل یہانسے کوچ کرکے چلے جاؤ اپنا کارخانہ یہانسے اُٹھاؤ نہین تو اب کی رفعہ جانسے مارڈالونگا تم سبکو ملک چین سے نکالونگا ولیم کے گلے مین باندھدیا اور اپنا رستہ لیا قلعے مین آکر پوشاک بدلکے کھانا کھاکے چین سے سو رہا اپنے کام سے فارغ ہو رہا جب صبح ہوئی سردار لشکر ولیم وقیلم کے مجرے کو آئے رسنے نئے شعبدے پائے اُنحالت کو دیکھکر جسکو ایک سرے سے طعلہ کو ئی مارے غیرت کے منھ سے نہ بولا الغرض سبکا منھ ہاتھ دُھلایا اپنے اپنے پاس سے کپڑے منگوا کر اُن سبکو لباس پہنایا اور رقعہ جو ولیم کے گلے مین بندھا ہوا تھا اُسکو کھولکر پڑھا معلوم ہوا کہ آتش تھا عمرو تھا ولیم وقیلم نے حجاب نقاب جیمرے پردا اُٹھا دیا سبدن مارڈالنے کو کوچ کیا اپنے تئین بالفعل خراب و شیروان کے پہنچایا

بھیجنا نوشیروان کا ہرمز خلف اکبر کو عمرو کی تنبیہ کے واسطے

راوی لکھتا ہو کہ جب ولیم وقیلم مکوب و مخذول مدائن کیطرف راہی ہوے عمرو نے چھ مہینے کی قوت کے لائق غلہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا خرید کرکے قلعہ مین بھرا اور متحصن ہو کر بیٹھ رہا ولیم وقیلم کا حال سنیے چند روز کے عرصہ مین خستہ حال و شکستہ بال مدائن مین پہونچے اور نوشیروان کو اپنی صورت خراب دکھلاکے عمرو کی شکایت کرنے لگے نوشیروان

اُنکی ہیئت کذائی دیکھکر بے اختیار ہنسا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عمرو بڑا ہی بدذات ہے اُسکی جو حرکت نئی بات ہے دیکھا چاہیئے کہ یہ کیونکر گرفتار ہوتا ہے یا مارا جاتا ہے ہمارا لشکر اُسپر کیونکر قابو پاتا ہے یہ کہکر ہرمز کو بلایا اور فرمایا کہ تم جاکر عمرو کو مار کے مہرنگار کو لے آؤ اور بہت دبدبہ سے جاؤ اگر ایسی لڑائیاں بادشاہ اور شاہزادون کے اقبال سے فتح ہوتی آئی ہین اور سردار جانثار اپنے بادشاہ کی بلندنامی کیواسطے بڑی بڑی مشقتین اُٹھاتی ہین سو آجالیس ہزار زرہ پوش کے کتنے پہلوان قوی ہیکل گردن کش ہمراہ کیے اور اُنکو ہر طرح کے اسباب وسامان دیکر تیار کیا پیرغیب تک کو بھی ساتھ کیا اور اُنسے بھی کوشش اور جانفشانی کا وعدہ لیا اب جبتک یہ مکہ کو پہونچین تب تک کچھ حال بابائے دوندگان عالم کا بیان کرون اکبدن عمرو کے خیال مین آیا کہ بہت دن سے بالادی کا عزم نہین اُٹھایا آج چلا جاہیے لباس شاہانہ اُتار کے سامان عیاری زیب بدن فرمایا اور قدم کو مدائن کیطرف بڑھایا بیس بائیس فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک گرد وغبار معلوم ہوا اپنے دلمین کہا کہ دیکھا چاہیے کہ اس گرد مین کون پوشیدہ ہے اور اس غبار مین کیا آفت جدیدہ ہے ایک سقہ کیصورت بنکر ایک مشک کاندھے پر رکھکے گرد کیطرف چلا جب متصل پہونچا دیکھا کہ ہرمز تاجدار اپنی فوج جرار لیجاتا ہے کہ جسکے لشکر کے ہجوم و وطوت سے طبقۂ زمین زلزلہ پاتا ہے مگر پیاس کے مارے کسیکے مُنہ سے بات نہین نکلتی ہے سبکی جان آتش تشنگی سے مثل موم پگھلی جاتی ہے اُن لوگون کی یہ حالت کو دیکھا تو ایسے خوش ہوے کہ گویا خضر نے آبحیوان پلا دیا اگلی اکمل مسرت دل پر چھاگئی ایک ایک پر پانی کے واسطے گرنے لگا ایک سردار نے کہا پہلے سکو شہزادے کے پاس لیجاؤ وہ سب سے زیادہ تشنہ ہین پیاس کی شدت سے جان لب پر ہے ہرمز کے پاس جو سقہ کو لیگئے عمرو نے ہرمز کو دیکھکر پہچانا دیکھا کہ ہرمز کی زبان پیاس کی شدت سے مُنہ سے باہر نکل آئی ہے آنکھین پتھرا گئی ہین اپنے پرائے کسیکو پہچانتا نہین ہے چار دانگ شانے تخت زمین پر غش مین پڑا ہوا اٹریان رگڑ رہا ہے چہرہ کا رنگ بے آبی سے بگڑ رہا ہے چند شخص چادر دونکا سایہ اُسپر کیے ہوے کھڑے ہین اُسکی زندگی کی فکر مین پڑے ہین عمرو نے چند قطرے پانی کے چھڑکھر ہرمز کے مُنہ مین ٹپکائے تب اُسکے ہوش وحواس اپنی جگہ پر آئے بارے آنکھین کھولدین سقے کو جو پانی کی مشک لیے ہوے دیکھا بولنے کی طاقت نہ تھی اشارے سے پانی مانگنے لگا عمرو پھر چند قطرے پانی کے ہرمز کے مُنہ مین ٹپکائے تھوڑی دیر کے بعد چلو مین پانی لیکر متوقف بلایا گویا اُسکو از سر نو جلایا ہرگاہ کہ ہرمز کی جان مین جان آئی اُسنے کچھ سنبھلکر پانی کی مشک اُٹھا منہ لگا لیا اور ایک جام پانی کا پی بیٹھا عمرو نے کہا کہ اے بہشتی تو نے حقیقت مین کام خضر کا کیا آبحیوان پلایا ثواب لیا یہ پانی کیا پلایا حقیقت مین میرے گلے مین آب حیات ٹپکایا اچھا تھوڑا پانی ہمارے واسطے رکھکر باقی پانی ہماری فوج کو پلا دے اُن مردونکو بھی جلا دے عمرو کے پاس خضر کا دیا ہوا مشکیزہ تھا اُسمین معجزہ تھا کہ اگر کروڑ آدمیونکو اُس سے پانی پلا دے تو ایک قطرہ اُسمین سے کم نہو دے اُسکو ویسا ہی بھرا ہوا پا دے عمرو نے تمام لشکر کو مع دواب سیراب کیا سب کو اسی مشک سے پانی دیا اور مشکیزہ پانی سے بھرے کا بھرا رہا اس بات پر لشکر خدا کیا جب تمام لشکر سیراب ہو چکا ہرمز نے کئی سو دینار زر خروار انعام دیکر فرمایا کہ اے بہشتی مین مکے کو جاتا ہون بادشاہ کا حکم بجا لاتا ہون اگر عمرو کو مار کے اُسپر فتح پاؤنگا مکے کا حاکم تجکو بناؤنگا تو ایسی راہ بتلا کہ جدھر پانی ملے اور لشکر آرام سے چلے عمرو ایک ایسے قلب جنگل مین ہرمز کو

مع فوج لیگیا کہ جہان منزلون تک آب نایاب تھا وہ جنگل شدت حرارت سے جگر تاب تھا تھوڑی دور جاکر
ہرمز سے کہنے لگا کہ ای ہرمز تو جو عمرو سے لڑنے کو جاتا ہو یہ کیا خیال خام اپنے دلمین لاتا ہو اُس سے تو کیونکر سر بر ہوگا
عمرو بد بلا ہو خدا جانے تجکو کس بلا مین مبتلا کریگا تجھسے کیسی دغا کریگا ہرمز بولا کہ ای بہشتی عمرو ایک عیار ہو دیکھنا اگر
گھڑی سواری اُسکو نہ مار لیا تو کچھ نہ کیا یہ سنکر بہشتی بہت ہنسا اور ایک پھلانگ مار کے ہرمز سے کہنے لگا کہ ای ہرمز تو تو
کیا مال ہو اگر تیرا باپ کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ہو وہ بھی اپنی تمام فوج لیکر چڑھ آوے تو عمرو کی پشم پر غلبہ نپاوے تو نہین جانتا کہ
مین ہی عمرو ہون باوجودیکہ مین اسوقت تیری فوج مین تنہا موجود ہون مگر تو میرا کچھ نہین کرسکتا یہ کہکے بہیس بدل کر ہرمز کے
سر سے تاج لیکر چل دیا اُسکو برہنہ سر کردیا ہر چند سواروں نے اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی اُسکی گرد تک کو نہ پہونچا
سب حیران و پریشان ہوکر پھر آئے چند سوار ویلم و قیلم کے لشکر کے ٹوٹے پھوٹے جو آکر اثنائے راہ مین ملے تھے اُنھون نے
بکمال تردد ہرمز کے لشکر کو بسر راہ لاکے سیدھی راہ کے نشان بتائے چوتھے دن شام کے وقت مکے کے قریب پہونچے خیمے
استادہ کیے سامان لڑائی کے آمادہ کیے لشکر نے اپنی اپنی صف قرینے سے قائم کی شبکو جسوقت ہرمز کے پاس سرداران لشکر
حاضر ہوئے بسبیل مذکورہ تذکرہ مسلمانون کا درمیان مین آیا ہر شخص نے اپنا اپنا ارادہ سنایا فراغ زرہ پوش نے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ خداوند عمرو کیا چیز ہو اور مسلمانون کا لشکر کیا مال ہو آپکا بڑا اقبال ہو تمام فرقہ مسلمانونکا ایکدم مین پامال ہوگا دیکھیے گا
کہ اُنکا کیا حال ہوگا اگر غلام کو حکم ہو تو اسی تیر سے کہ میرے ہاتھ مین ہو دروازہ قلعہ کا توڑ کر اپنے زرہ پوشون
سے تمام مسلمانون کو مع عمرو قتل کرکے ملکہ مہرنگار کو نکال لاؤن اور آپکو اپنی جرأت اور دلیری دکھاؤن ہرمز بولا
کہ مین جانتا ہون تم ایسے ہی جرار مرد اور دلیر ہو حملہ مین مثل شیر ہو مگر مین چاہتا ہون کہ سانپ مرے اور لاٹھی
نہ ٹوٹے اس مہم کو کہ یہ اسباب ظاہر سخت مشکل ہو بسہولیت و آسانی سر کرون اور اپنی کاردانی سے ایک عالم کو بہرہ ور کرون
کیونکہ ادنی عیار سے مقابلہ کرنا ہمارے واسطے کمال باعث سبکی و ذلت ہو ایک حقیر آدمی سے با اینہمہ شان و شوکت
مقابل ہونا بڑی خفت ہو نجتیارک نے ہرمز کی اس رائے پر بہت تحسین و آفرین کی کہ شاہزادہ اور بادشاہون کو
ایسی ہی دور اندیشی چاہیے کہ اُنکا مرتبہ اعلی ہو ان سے اور کون بالا ہو اور بولا کہ اگر حکم ہو تو فردی صبح کو اُسے سمجھا کر
حضور کے قدمون پر لاکر ادے اور اُسکو تنبیہ و فرازا و حسن و قبح اس معاملہ کا سمجھائے ہرمز نے کہا کہ اس سے
کیا بہتر ہو تو خود عقلمند دانشور ہو القصہ رات تو اس منصوبے مین کٹی جب صبح ہوئی نجتیارک اسی خچر پر
سوار ہوکے قلعے کی خندق پر گیا دیکھا کہ عمرو لباس شاہانہ پہنے بکمال شان و شوکت کرسی مرصع پر شامیانے کے نیچے
فیل بند دروازے پر بیٹھا ہو اور سرداران و شاہان تنگ رو احل و یمن و ہفت شہر راست و چپ اُسکے دست بستہ
کھڑے ہوے ہین ہر ایک شخص منتظر حکم کا ہو اور مقبل مع بارہ ہزار تیر انداز نیمچا کے ترکش کمر مین اور کمان کاندھے پر لگائے
پشت پر پس کھڑا ہوا ہو نجتیارک نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ چونکہ مین تمکو اپنا عمو جانتا ہون اور تمکو

بہت بڑا جانتا ہون اسواسطے خیر خواہانہ سمجھانے آیا ہون اور ایک پیام کہ جسمین آپ کیواسطے ہر طرح کی بہبودی ہی لایا ہون وہ یہ ہوکہ حمزہ قاف کی طرف گیا ہی اور اُسکا دیوون کے ہاتھ سے بچکر آنا محض خلاف قیاس ہی اُسکے سلامت آنے کی کسیطرح آس نہین بلکہ سراسر یاس ہی اور تم خوب جانتے ہوکہ تمام شاہان و شہزادگان ہفت اقلیم مہرنگار کے نام پر فریفتہ ہین ہزار جان سے اُسپر دل باختہ اور شیفتہ ہین کون ہی کہ چڑھائی نہ کریگا اور اس بات سے طرح دیگا میں بیواسطے اپنے کو تجھے عین دانائی سے بہت دور ہی اور خلاف عقل و شعور ہی بہتر ہی کہ مہرنگار کو تم شاہزادہ ہرمز کے حوالے کردو اور اُس سے کے کی حکومت لو عمرو یولگا ہمارے مروک بازی بازی بازیش باہم بازی تو نہین جانتا اگر خوشیروان کہ شہنشاہ ہفت اقلیم ہی وہ تمام فوج اپنی لیکر آوے تو مہرنگار کو تجھسے نہ پاوے مجکو اپنی بابلہ فریبی سے ڈراتا ہی میرے سامنے باتین بناتا ہی اٹھارہ برس کی حقیقت کیا ہی بات کہنے مین گذر جاتے ہین یہ تیرے قصے میرے خیال مین کب آتے ہین اور دیوان قاف کیا مال ہین اُنکی کیا مجال ہی کہ حمزہ کو کسی طرح کا ضرر پہونچا سکین اور اُسپر غالب آسکین ہٹ میرے سامنے سے دور ہو نہین ابھی تجکو تہ تیغ کرتا ہون اور تیری باتون کا تجھے مزہ چکھاتا ہون بختیارک کی جو شامت آئی سو بختیار اُسکے منہ سے نکل گیا کہ او سارہان نرادے دیکھو تو یہ بیلبلا تیر کیسا تجکو نہیں برآفت دیتا کرتا ہی اور کیسی مصیبت مین مبتلا کرتا ہی اگر تیری ناک مین مہار کی رسی نہ دی تو کچھ نہ کیا عمرو نے اُسکی اس زیادہ گوئی پر ایک سنگ فلاخن مین رکھکر گھما کے اُسکی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ دو انگل گڑھا بختیارک کی پیشانی مین پڑگیا جھٹ پٹ خنجر کو دونڑا کے بھاگا کہ دوسری ضرب نہ پڑے کہ اس سے پھر زمین ہی مین گذرے سر سے پانون تک لہو مین ڈوبا ہوا ہرمز کے پاس آیا اُسکو یہ اپنا حال خراب دکھایا جب مرہم پٹی کے بعد حواس درست ہوئے اپنی و عمرو کی تقریر ہرمز سے بیان کی ہرمز سنکر کمال طیش مین آیا اور عمرو کی نسبت کلمات سخت و درشت زبان پر لایا

عطف عنان تحریر قلم بدگر صاحبقران گیتی ستان امیر حمزہ عالیشان صاحب جود و کرم

راوی بیان سخن پرور بیان کرتے ہین کہ جسوقت پریزادون نے شراب انگوری حاضر کی شہپال نے اپنے ہاتھ سے ایک جام شراب انگوری کا صاحبقران کو پلایا اور غنچہ خاطر صاحبقران کا اس نسیم دلکش شراب خوشگوار سے مانند گل کے کھلا یا صاحبقران نے وہ جام پی کر شہپال کے تخت کو بوسہ دیا اور اُسکی عنایت و الفت کا بہت شکر ادا کیا ساقیان مہوش کے ہاتھ سے مے انگوری خوب پی اور دل نے ایک کیفیت حاصل کی آنکھ نہین لگا بی دوڑ پڑے سرور حاصل ہوا نشہ کامل ہوا آنکھ اُٹھا کر ادھر اُدھر جو دیکھا تو اُس بارگاہ مین چار سو سایبان محفل و مجلس نگارنگ کے ایسے نظر آئے کہ جنسے ہوش و حواس بھلائے یعنی یادگاران مانی و بہزاد نے وہ صنعت صرف کی تھی کہ عقل جسکے مشاہدے سے دنگ تھی باریک بینی مین راہ فہم و ادراک تنگ تھی کسی پر تو مجلس شراب و کباب و رقص و سرود کی نقش کی تھی کہ نظارگیون کو صریح دور ساغر و رقص و سرود کا مزہ ملتا تھا اور کسی پر معرکۂ رزمگاہ اس تکلف سے بنا تھا کہ دیکھنے والون کو

صاف نمودار چلتی نظر آتی تھی اور اُس موقع کی کیفیت صاف لطف جدال و قتال کا دکھاتی تھی اور سپر مرغزار اور شکارگاہ بنائی تھی ناظرین شکار دوست کا دل بے اختیار شکار کھیلنے کو چاہتا تھا اور ایک سائبان پر جو بیچ مین کھینچا ہوا تھا اُسپر تصویر حضرت سلیمانؑ کی مع صورت ارباب دول جواہرات سے تعبیہ کرکے منقش کی تھی جو کوئی دیکھتا تھا یقینا جانتا تھا کہ حضرت سلیمانؑ دربار مین بیٹھے ہوے ہین اور دربار عام ہو چکا ہے اپنی خدمت مین مصروف ہو چکا ہے جو کام ہے اور اُن سائبانون مین لعل و زمرد یاقوت والماس کے ٹکے لگا کر جواہرات کے ایستادون سے باندھا تھا اور ستونون کے جوڑون پر طلائی کونے وصل کرکے جواہر کے خوشے لٹکائے تھے اور کمال خوبی اور لطافت سے بنائے تھے اور قدر بارگاہ مین اقسام جواہر کے جھاڑ لٹکے تھے اور ستونون مین دیوارگیریان رنگارنگ جواہر کی تعبیہ کی تھین اور اُنکو کیسی کیسی رنگین بندشین اور گرد اگرد بارگاہ کے دو دو گنے یاقوت کے اور بیچ مین ایک گنا زمرد کا طلائی زنجیرون مین آویزان کیا تھا اُسکو بھی عجب طرح کا حسن دیا تھا اور چار نہر طلا سے بنائی تھین کہ بیچ مین سے گذرتی ہوئی تھین اور بارگاہ کے اندر خشت ہاے طلا و نقرہ کا فرش کرکے ورزون مین اُسکی اس صفائی سے جواہر کا سیل تعبیہ کی تھی کہ کف پا کو صاف خوش معلوم ہوتی تھی دیکھنے والون کے ہوش کھوتی تھی اور ہزار چار چاند جواہر کی تخت کرسی طلائی و نقرئی عاجی و آبنوسی و صندلی و گل قولادی زر کوفتہ و مغرق بجواہر سرداران قاون کرکے بچھائے تھے اُس بارگاہ مین بچھے ہوے تھے اور سب کے بیچ مین ایک تخت نہایت بڑا اور نفیس کہ جسپر حضرت سلیمانؑ بیٹھتے تھے اور اب اُسپر شہزادہ بیٹھا ہے بچھا ہوا تھا اور وہ تخت مطلق طلسم کا بنایا تھا اُسکے تیار کرنے مین بڑا زور دسر اُٹھایا تھا چار پایون پر اُسکے چار طاؤس زمرد کے بڑے بڑے جنکا دیکھکر بڑے بڑے حکماء حیرت مین پڑے تھے کسیکے خیال مین نہ آتا تھا کہ یہ کاسا بنا کر اوپر چڑھایا گیا تھا کہ دیکھنے والون کی عقل کو حیران کیا تھا اور وہ سانپ شکل مار زندہ کے بیچ کھاتا تھا اور بازار کی طرح پھن اور دم اُٹھاتا تھا اور اُسکے مُنھ مین دُر شاہوار کا ہار تھا وہ کبھی نکلتا اور کبھی نکلتا تھا اور پشت پر اُسکے گل رنگا رنگ کے تھے اُسمین نگینے جواہر کے پھولون کے مانند درجے تھے اُنمین نئی نئی طرح کے کام کیے تھے تکلف یہ کیا تھا کہ جس جسم کے پھول تھے ویسی ہی خوشبو آتی تھی کہ سونگھنے والونکو دل و جان سے بھاتی تھی اور جب بادشاہ اُسپر پانون رکھتا تھا طاؤس بولتے اور رقص مین آتے تھے کہ نظارگیون کے دل اُنکی حرکات سے خوش ہو جاتے تھے اور کنگرون کے تمام ڈنڈون پر یاقوت و زمرد کے کنول لگائے تھے اور دو کنول کے بیچ مین ایک بجوردان قائم کیا تھا اُسکو بھی نہایت حُسن دیا تھا اور الماس کے چار ایستادون پر ایک نگیرہ جسمین صراحی دار موتیونکی جھالر لٹکی ہوئی اور بیچ مین گوہر چراغ لگے ہوے تھے کھنچا ہوا تھا اور تخت کے چارون گوشونکے متصل چار حوض چار گز کے مربع وثمن و مدور سنگ مرمر دلپسند و مادر کے بنائے تھے اُنپر بھی قسم قسم کے جواہرات لگائے تھے ایک مین گلاب دوسرے مین کیوڑہ تیسرے مین عرق بید مشک چوتھے مین عطر زعفران بھرا تھا اور ہزارے فوارے اُسمین چھوٹ رہے تھے صانع نے یہ تکلف کیا تھا کہ جس حوض مین گلاب تھا

اُسکے فوارے کے مُنھ پر نخل گل بنائے تھے شاخ مین گل شگفتہ لگا ہوا تھا اور بعضی شاخ مین پھول شگفتہ ہوتے جاتے تھے
خوشبو ہر طرف پھیلاتے تھے اور جسمین کیوڑہ تھا اُسکے مُنھ پر درخت کیوڑے کا پھول سمیت مہکتا ہوا بنایا تھا جسمین
عرق بید مشک تھا اُسکے مُنھ پر آہوے ختائی نافہ مین نافۂ مشک آویزان قائم کیا تھا اور جسمین عطر زعفران تھا
اُسپر ایسا نخل زعفران بنایا تھا کہ جسکی شاخ شاخ مین پھول لگے ہوے تھے اور تکلف یہ تھا کہ جو کوئی دیکھتا تھا
یا جسکی ناک مین بو جاتی تھی ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتا تھا مارے ہنسی کے غش پر غش کھاتا تھا اور اُسکی بارگاہ مین
اندر باہر چھ سو سائبان اور بارہ ہزار ستون اور چار ہزار طناب تھین کہ بے مثل ولاجواب تھین اور اڑھائی فرسنگ کے
طول و عرض مین جلوخانہ تھا عجب لطف کا شامیانہ تھا کہ جسمین سواری حضرت سلیمانؑ کی باترک تیار کھڑی رہتی تھی
اُسکے آگے تین فرسنگ کا احاطہ اردوے معلے کا تھا اسمین نوبت خانہ بجتا تھا گویا کہ رعد بڑے زور و شور سے گرجتا تھا اور
اُس بارگاہ کے پہلو مین ایک خلوت خانہ بھی اسی تکلف کا کہ جیسی بارگاہ تھی بلقیس کے واسطے بنایا تھا اُسمین بھی سامان
آرایش بہت سا لگایا تھا اور اُس خلوت خانہ کے سامنے ایک خانہ باغ تھا گویا کہ گلزار ارم کا چشم و چراغ تھا روشون پر
اُسکی مطلق روپہلی سنہری ٹٹیون کا فرش تھا اور چھتون مین جواہر کے درخت لگے ہوئے تھے اُنپر جواہر کے جانور بلبل قمری فاختہ ہزار
طوطی لعل مینا پر سینہ باز چرکوے بیٹھے ہوے اپنی اپنی بولی بول رہے تھے سننے والونکے دل پر دروازۂ مسرت و نشاط کھول رہے
تھے آبجو مین جو چھپونکے گرد جاری تھین وہ بھی رشک باد بہاری تھین اُنکے کنارون پر جواہر کی بطہ مرغابی قاز چہچہے بگلے
مُرغاب ٹیٹری مچھر بھنگے بیٹھے ہوے کریال کر رہے تھے سب کو خوشحال کر رہے تھے اور تیتر بٹیر جنگ کبک تدرو
لوے طاؤس جواہرات کے چمنون مین پھر رہے تھے صاحبقران بارگاہ کی کیفیت دیکھکر وجد مین آئے بڑے بڑے
لطف اُٹھائے واضح ہو کہ آسمان پری نامے شہپال کی ایک بیٹی تھی کہ حسن و جمال مین بعینہٖ پری تھی شہپال کے
تخت کے پیچھے اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی ہر چند ایک اوٹ مرصع تخت کے آگے لگا تھا اور ان دونون کے درمیان مین اُسکا
پردہ تھا لیکن اُسکے جو اوٹ سے صاحبقران کو دیکھا ایسے بیظیر جو انکو دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گئی جان و دل سے
شیفتہ ہو گئی ساعت بساعت بیقرار و بیتاب ہونے لگی القصہ جب ایک شبانہ روز اس صحبت مین گذرا عبدالرحمن
نے شہپال سے کہا کہ صاحبقران بہت عدیم الفرصت تھے مین اس اقرار پر لایا ہون کہ تین دن آتے اور تین دن
جاتے اور ایک روز ضیافت کھاتے اور ایکدن عفریت کے مارتے اور ایکدن دعوت رخصت مین تھی یہ نو دن آپکو
باتفاق قیام ہوگا ان سب کامون کا بخوبی انجام ہوگا سوا اسکے اگر دسوان دن لگے تو مین گنہگار ہون آپکے عتاب کا سزاوار ہون
شہپال نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا یا صاحبقران کیا کہون جیسا ان دیوون کے ہاتھ سے مین تنگ آیا اور
اُنکی بد ذاتی سے مین نے رنج اُٹھایا اگر آپ نے ازراہ مہربانی اُنکو دفع کیا تو زندگی تک بندۂ احسان رہونگا آپکا
تابع فرمان رہونگا صاحبقران نے کہا یہ کیا بات ہے اللہ کی مدد میرے ساتھ ہے انشاء اللہ تعالی اگر آپکے اقبال سے

ایک ایک سرکش کا سر نہ کاٹا اور آپ کا ملک بدستور آپکے زیر نگین نکیا تو پھر حمزہ میرا نام نہین اور مجھسے کسی کام کی
امید سرانجام نہین آپ طبل جنگ بجوائین پھر قدرت خدا کی ملاحظہ فرمائین شہپال نے امیر کے کلام سے خوش ہوکر عبدالرحمن سے
کہا کہ وہ چار دن تلوارین حضرت سلیمان کی کمر کی لاکر صاحبقران کے آگے رکھدو کہ اُسمین سے جسکو چاہین پسند
کرین اپنی طبیعت کو خرسند کرین عبدالرحمن نے اُسی دم تلوارین حاضر کین شہپال نے امیر کے روبرو دھرین اور فرمایا
کہ اسکا نام صمصام اور اُسکا نام مقام اور اُسکا نام عقرب اور اُسکا نام ذوی النجام ہے اور بینیائی کا انھین پر اختتام ہے
اسمین سے جو تلوار آپ پسند کرین اُسکو لیوین امیر نے عقرب سلیمانی کو اُٹھالیا اپنا زیب کمر کیا جتنے پریزاد کھڑے تھے
بے تحاشا خوشی کے مارے غل مچا مچا کر شاہنشاہ کو مبارکباد دینے لگے اور کمال انبساط سے امیر کی بلائین لینے لگے امیر نے
عبدالرحمن سے پوچھا کہ یہ کیا مضمون ہے عبدالرحمن نے کہا کہ یا صاحبقران یہ چاروں تلوارین حضرت سلیمان کی کمر
کی ہین اور حضرت سلیمان نے اکثر فرمایا ہے کہ میرے بعد دیوان سرکش کے سر عقرب سے تراشے جائینگے اور وہ مردود
اسی تلوار سے اپنی بدذاتی کی سزا پاوینگے اس سبب سے یہ سب خوش ہوے کہ آپ نے باوجود ناواقفیت کے عقرب کو لیا
اور الہام ربانی سے اُسکو پسند کیا امیر یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے عبدالرحمن نے امیر سے کہا کہ ایک دلیل اور باقی رہگئی
ہے اُسکو بھی سن لیجیے اور اُسپر دل سے اعتقاد کیجیے فرمایا کہ وہ کیا ہے عبدالرحمن نے عرض کی ایک درخت چنار کا ہے اُسکو
پریزاد عفریت کے جسم وقد کے برابر شمار کرتے ہین اور یہ سخن تمام قاف مین مشہور ہے اور اُسکا بہت اعتبار کرتے ہین
کہ جو کوئی اس درخت کو عقرب سلیمانی سے ایک وار مین قلم کریگا وہ عفریت کو بھی مسافر ملک عدم کریگا امیر نے اُس درخت
کے نیچے جاکر ایک ہاتھ عقرب کا اُسکے تنے مین بسم اللہ کرکے جو لگایا صابون کے تار کی طرح تلوار پار نکلگئی مگر درخت
گرکے زمین پر نہ آیا امیر سمجھے کہ ذرا بھی درخت نہین کٹا کمال رنجیدہ ہوئے حتی کہ آبدیدہ ہوئے عبدالرحمن نے امیر کو
مبارکباد دیکر کہا کہ درخت بالکل کٹ گیا اسکو جنبش دیکر دیکھ لیجیے اور کمال محظوظ ہوکر کنارہ مین لیا امیر نے ایک ہاتھ
اُسکے تنے پر رکھکے دھکا جو دیا وہ درخت اڑاڑ اڑاڑ کرکے گر پڑا شہپال نے امیر کے دست وبازو کو بوسہ دیا اور کمال محظوظ
ہوکر کنارہ مین لیا اور کہا کہ اے حمزہ واقعی تو نظر یافتہ حضرت سلیمان ہے تب تو جسم مین اسقدر تاب وتوان ہے سوا تیرے
اسکا مقدور نہین کہ عفریت کو قتل کرے اور ایسے معرکۂ جانگداز مین اس جرات اور بہادری سے پانوں دھرے امیر نے
کہا انشاء اللہ تعالی شہنشاہ قاف کے اقبال سے عفریت پر کیا موقوف ہے جتنے سرکش ہین سب کا سر کاٹتا ہون
اور اس میدان کو ان دیوان سرکش کی لاشون سے پاٹتا ہون مگر اب لشکر کو آپ حکم دیوین کہ گلستان ارم سے نکلکر
میدان مین خیمہ زن ہو اور طبل جنگ بجاوین اور اپنا دبدبہ صف شکنی اُنکو دکھاوین شاہنشاہ کا حکم ہوتے ہی جتنی فوج تھی
اپنے کیل کانٹے سے ہوشیار ہوکر گلستان ارم کے باہر نکلی اور شاہنشاہ بھی بارگاہ سلیمانی کو میدان مین نصب
کرکے داخل ہوے اور اپنی فوج ہمراہی کے ساتھ اُس گروہ مین شامل ہوئے یہ خبر عفریت کو بھی پہونچی کہ شہپال نے

پردہ دُنیا سے ایک آدمی اپنی مدد کو بلایا ہو اور وہ بڑی شان و شوکت اور دعوے سے آیا ہو اُسکے بھروسے پر آپ لڑنے کیواسطے لشکر لیکر شہر سے باہر آیا ہو اور میدان مین اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا ہو عفریت قہقہہ مار کر بہت ہنسا کہ کہان آدمی اور کہان دیو چلو خوب ہوا اسی بہانے شہپال شہر سے باہر نکلا یہ کہکر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور تمام فوج کو آمادہ جنگ و جدال کیا شہپال شاہ نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا اور رپا ٹطہ شجاعت اُنکو سنایا بارہ سو جوڑ سونے روپے کے نقارہ دان کے جھڑ جھڑ بجنے لگے گویا بادل گرجنے لگے عفریت کے لشکر مین طبل کے بدلے دیو چنگھاڑتا بجاتے تھے اور تیر تیر چھر لڑاتے تھے القصہ تمام رات دونون لشکر و نمین شور و غل برپا رہا جب صبح ہوئی عفریت کئی لاکھ دیو لیکر میدان مین نکلا کوئی دیو تو شیر کی کھال کوئی اژدہے کی کھال کوئی ہاتھی کی کھال گلے مین ڈالے ہوے تھا اور سر کی شاخون پر فولادی خول چڑھے ہوے تھے زنجیرین توڑے فولادی گدا زور کمر ران مین پیچیدہ تھے گلے مین کھوپڑیونکے ہار ڈالے بھالا گرز جقماق چاقو آسا سنگ دار شمشیر آبدار پشت سنگ باندھے ہوے اسصورت سے مست بیخبر ہوکے نکلا شہپال کی صورت سے دنگ ہوے شہپال ایک تخت پر آپ سوار اور ایک تخت پر صاحبقران کو سوار کرکے لشکر کو ہمراہ لیکر عفریت کے لشکر کے مقابل مین صف آراہوا تاکہ دیو اس سامان کو دیکھکر ڈر جی مین ڈرین اور اپنی بیباکی سے خوف و ہراس کرین دیو دن بھر صاحبقران کو دیکھکر عجیب و غریب حرکتین کرنے لگے کوئی نیزہ میدان مین آکر اپنے چوتڑ پیٹ کے ناچتا تھا کوئی للکاریان مارکے اُچھلتا تھا کوئی اپنی ڈاڑھی پکڑکے شعبدین کرتا تھا کوئی طرارہ بھرکے آسمانکی طرف جاتا تھا اپنے تئین ہوا مین اُڑاتا تھا اور وہان سے قلابازیان کرتا ہوا زمین پر آتا تھا کوئی رات بھر للکارکر صاحبقران کو ڈراتا تھا کوئی اپنی دم باندھ مین لیکر چک پھریان لیتا تھا کوئی ایک دو سے سوار ہوکر کودتا تھا امیر کو یہ حرکتین انکی دیکھکر بے اختیار ہنسی آئی اور اُنکے اس مسخرے پن سے اُنکے دلمین ان جیسا دُنکی دیو کی قدر خفت عقل پہلے سے تھی امیر مین یہ عفریت کہ جسکا قد پانسو گز کا تھا ڈراؤنا ہاتھ مین لیکر صف سے نکلا اور سامنے آکر للکارا اور ہر طرح زور و شور سے فقرہ مارا اگر وہ زلزال قاف کو چک سلیمان کہان ہو جبت اپنی دلیری و شجاعت پر نازان ہو میرے مقابل آوے کہ چاشنی مرگ کی اُسکو چکھاؤن اور اُسکو اُس جرأت سے قاف مین آبنکا اور دیو مین سے لڑنیکا مزہ دکھاؤن امیر شہپال سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور کسی طرح کا ہراس و وسوسہ اپنے دلمین نہ لائے اور ایک نعرہ اللہ اکبر کا اس زور سے کیا کہ تمام میدان کانپ گیا امیر مین بولا کہ اے زلزال قاف اتنے سے قدر پر ایسا چلاتا ہے کہ مجکو اسکی آواز سے ڈراتا ہے لاکیا زور رکھتا ہے صاحبقران نے کہا کہ اپنا دستور سابق کرنے کا نہین ہے اپنے خاندان کی روش سے اپنا قدم باہر نہین رکھتا ہون پہلے تجھپر حربہ کرونگا اور اپنی بہادری تجکو دکھاؤنگا وہ بولا کہ تجھسے کوتاہ قامت ضعیف البنیان پر میں پہلے حربہ کرونگا مجکو دیکھکر سب بھاگ جائینگے صاحبقران نے کہا کہ جہان قادر و قاست کی تقسیم ہوئی تھی وہان تو تھا اور جہان قوت و زور بٹتا تھا وہان میں بھی تھا اسکے

تو نہین جانتا کہ مین ملک الموت ہون تیری روح قبض کرنے کو یہ وہ دنیا سے آیا ہون تیرے لیے جام مرگ لایا ہون اہرمن نے دا شمشاد صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے اُسے خالی دیکھکر ب سلیمانی میان سے لیکے فرمایا کہ او ناپاک یہ نہ کہنا کہ مجکو غفلت مین مارا خبردار ہو جا کہ مین حربہ کرتا ہون اور تیرے خون ناپاک سے اپنی شمشیر کو پھرتا ہون یہ جملہ تمام کرنے کے ساتھی ایک ہاتھ اُسکے سر پر ایسا لگایا کہ وہ جیقہ خوار دو ٹکڑے ہو کر آدھا ادھر مقابلہ کرتا اہرمن کا صاحبقران سے اور مارا جانا اُسکا ایک ضرب شمشیر صاحبقران سے

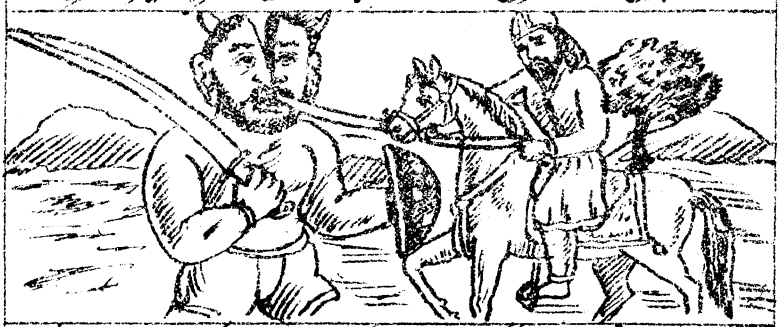

آدھا ادھر زمین پر آیا شہپال نے فکر کیا اور پریزادون کو شاد یا بیجانے کا حکم دیا عفریت نے ایک آہ کرکے کہا کہ ای آدم زاد غضب کیا تو نے میرے باپ سے پہلوان کو مارا اُسکا سر اُسکے تن سے اُتارا لیکن تو بھی بچکر نہین جانے پاتا ہو دیکھ کہ کیسا صدمہ اُٹھاتا ہے یہ کہکر اور ایک دیو کہ اہرمن سے بھی قوی ہیکل تھا صاحبقران سے مقابلہ کرنے کو بھیجا صاحبقران نے اُسکو بھی جہنم واصل کیا مردون مین داخل کیا القصہ گھوڑے سے عرصے مین تو دیو زور آور کہ عفریت کے لشکر مین نامی تھے اہرمن کیطرح انکو بھی بجان کیا عفریت کو حیران و پریشان کیا تب تو عفریت نے کانپ کے ایک آہ کی اور فوراً طبل بازگشت بجوا کر اپنے باپ کی لاش کو اُٹھوا کے گریان و نالان بکمال یاس و ہراس اپنی فرودگاہ کی راہ لی شہپال شاہ امیر پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا قلعہ گلستان ارم مین داخل ہوا اور اُسکو امیر کی شجاعت و دلاوری سے نہایت سرور حاصل ہوا

داستان خواجہ عمرو عیار کے بیان مین

اب دوبارہ داستان بابائے دوندگان عالم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے سنیے جب بختیارک عمرو کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ہرمز کے پاس گیا ذراع زرہ پوش نے کہا کہ اگر حکم ہو تو طبل جنگ بجایا جائے کہ عمرو عیار اپنے کیے کی سزا پائے اور پھر کبھی سر نہ اُٹھائے ہرمز نے کہا کہ مجکو کسی طرح بندگان خدا کا کشت و خون منظور نہین ہو اور جنگ و جدال سے میری طبیعت مسرور نہین ہے شبانہ روز طلایہ پھرا کرے رسد کسی طرف سے قلعہ مین جانے نپائے

کوئی قلعہ والا کچھ جنس نپائے اور بھوک پیاس کی تکلیف اُٹھائے اور جنگل کٹوا کر رنگڈھ اور سیڑھیان تیار کراؤ کہ وقت پر کام آوین اور جب موقع ہو سیڑھیان لگاکر چڑھ جاوین سبکو یہ رائے پسند آئی اور سیڑھیان بانیکی تدبیر لگائی چار مہینے کے عرصے مین رنگڈھ اور سیڑھیان تیار ہوئین ہرمز نے حکم دیا کہ رنگڈھ کو قلعہ کے مقابل مین قائم کرو اور سیڑھیان بھی اسکے پاس رکھو اور ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجواؤ کل ہم قلعے پر چڑھائی اور فتح شہر آبادر سے قلعہ والونکی صفائی کرینگے یہ خبر عمرو کو بھی پہونچی کہ رنگڈھ قلعہ کے مقابل قائم کیا گیا اور سیڑھیان بھی تیار ہوئین ہین اور سپاہیون کو قلعے پر چڑھنے کا حکم دیا گیا اور طبل جنگ بھی ہرمز کے لشکر مین بجا ہے سطرح کا سامان جنگ تیار ہوا ہے عادی کر سب کہا کہ تم بھی کوس سکندری پر ڈنکا دو اور ہم ذرا سیر کو جاتے ہین اور تھوڑی دیر مین پھر آتے ہین یہ کہکر لباس شاہی بدلا اور پوشاک عیاری پہنچے سباب بدن پر لگا کے ایک پیادے کیصورت رنگڈھ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ چار سو پیادے مشعلین بغلمین ہتھیار لگائے رنگڈھ کے گرد ٹہلا یہ پھر رہے ہین عمرو نے انسے جاکر کہا کہ ہرمز نے مجھے دیکھنے کو بھیجا ہے کہ محافظان رنگڈھ مین سے کون ہوشیار ہے کون غافل ہے اور کام مین مشغول ہے جو جو غافل ہوا اُسکی نامنویسی لکھاؤ اور مجھکو یہ تفصیل دکھاؤ کہ صبحکو اُنپر سیاست کیجائے وہ غافل اپنی غفلت کی سزا پائے اور جو ہوشیار ہون اُنکے واسطے ابھی کچھ انوش عنایت کیا جائے اور انعام بھی دیا جائے ہوشیار و غافل عوشا مکہ نے لگے عمرو کے پانون پر سر دھرنے لگے اور بولے کہ آپ مہربانی کرکے عرض کر دیجیے گا کہ کوئی غافل نہین سب ہوشیار ہین اپنے اپنے کام مین مستعد اور تیار ہین عمرو وہانسے قلعہ مین آیا کئی من شیرینی دار و بہوشی آمیختہ خوانون مین لگا کر عیارون کی صورت بدلکر اُسکے سر پر خوان رکھوائے اور رنگڈھ پر آئے اور کہا کہ ہرمز نے یہ شیرینی تم لوگون کیواسطے بھیجی ہے لیکن صبحکو تقسیم ہوگی کہ مین تمھارے سردار کو نہین پہچانتا ایک آکر عمرو سے کہا کہ مین ان سب پیادونکا سردار ہون مجھکو خلعت کے حال سے خبردار ہون شاطر میرا نام ہے اور یہی میرا کام ہے اور یہ انگوٹھی فیروزے کی شاہنشاہ نے کوتوالی دنیا اب کہ وہ بھائی تمھارا کیا نام ہے اور تمھارے تعلق کس خدمت کا انصرام ہے عمرو بولا کہ مہر عقیق مجکو کہتے ہین اور بہت سے لوگ میری اطاعت مین رہتے ہین فراش خانہ کے داروغہ کا داماد ہون یہ کہکر وہ خاتم اُسنے لے لی اور خوان شیرینی کے اسکو دیکے بہتر شاطر نے وہ ٹھائی سب کو تقسیم کرکے اپنا حصہ آپ لیکر کھایا جتنے پیادے تھے بھولنے ہونٹ چاٹ چاٹ کر وہ ٹھائی کھائی اور پہلے تو خوب لذت پائی اور تھوڑی دیر کے بعد سب بیہوش ہوگئے خواب غفلت مین مین سوگئے عمرو نے عیارونکو خبر کیواسطے لگا ہی رکھا تھا خبر پاتے ہی جاکر سبکو خنجر سے کاٹا اور اُس میدان کو اُنکی لاشون سے پاٹا اور رنگڈھ و زنبانون پر روغن نفط چھڑک کر آگ لگا دی جب دھڑ دھڑ جلنے لگا آپ قلعے مین آکر چین سے باتون پھیلا کے سو رہا اور میدانکو اُنکی خلش سے پاک کرکے مطمئن ہو رہا جتنی سیڑھیان تھین رنگڈھ سمیت راستہ مین جلا گئین جب تنور خورشید گرم ہوا ہرمز چار پالکی کے تخت پر سوار ہوا اور فوج کو ساتھ لیکے چلا کہ آج سیڑھیان لگاکر پہلوانان و سرداران لشکر کو قلعہ پر چڑھاکے مسلمانونکو قتل کیجیے اور اُنکے مقام لیجیے تھوڑی دور فرود گاہ گیا تھا کہ عیار دوڑتے آکر کہا کہ رنگڈھ و زنبانون سمیت جلکر راکھ کا ڈھیر ہوا پڑا ہے اور چوکیدار سر پٹکے پڑے ہین ایک انجن نہین بچا ہرمز نے جو یہ سنا ایک شعلہ آگ کا تاؤ دن سے

لگ کر دماغ کے پار ہو گیا کمال ہراس سے بے اختیار ہو گیا نجتیارک سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھیے عمرو کی شرارت نے میری چار مہینے کی محنت برباد کی نجتیارک بولا کہ حضور خوب جانتے ہین عیادہ شریر بڑا صاحب تبر ہو سوار تو ہوا چپکے ہو جا کر قلعے سے لڑائی ڈالو اور اپنے دل کا حوصلہ نکالو شاید فتح میسر ہو نصیب یاور ہو ہرمز نے قلعہ کے سامنے آکر دس دس ہزار سوار قلعے کے چارون طرف محاصرہ کیواسطے متعین کیے اور انکو جو جو حکم مناسب تھے دیے عمرو نے دیکھا کہ آج نقشہ بیڈول ہے قلعہ نشینونکے دلمین کثرت فوج اعدا سے ہول ہوا اُنسے بھی چارون طرف سے قارورے ہانڈی تیر و تفنگ مارنے شروع کیے ایسا ایسا آتشبازی کا منھ برسایا کہ تمام لشکر ہرمز کا گھبرایا اور اُس آگ کی تاب نہ لایا ہزارون گھر جلکر خاکستر ہو گئے ہرمز کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی اور سب پر نازل یک بلا ہوئی باقیماندہ قلعے کی ضرب سے پیچھے ہٹے سارے زور گھٹے ہرمز نے ذراع زرہ پوش سے کہا کہ تم جو اُس روز کہتے تھے کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین قلعہ توڑکر اپنے زرہ پوشونسے مسلمانون کو قتل کروا کے مہرنگار کو نکال لاؤن آج جاؤ اور اپنی بہادری دکھاؤ اور اسی دم قلعہ کو توڑکے مہرنگار کو لے آؤ ذراع نے کہا کہ حضور نے کب فرمایا مین بجا نہین لایا ذراع نے اپنے چار ہزار زرہ پوشون سے گھوڑے اُٹھائے سب دوڑکے متصل قلعے کے آئے ذراع تو سر پر رکھے خندق کے پار جست کرکے جا کھڑا ہوا لیکن سوار اُسکے خندق سے آگے بجا سکے ایک قدم گھوڑونکو نہ بڑھا سکے عمرو نے سوارونکو تو قارورہ ہاے آتشین مار کر خندق سے ہٹایا لیکن ذراع زرہ پوش تنہا خندق کے پار کھڑا رہا جرأت کو کام فرما کے قدم نہ ہٹایا نجتیارک نے کہا کہ حقیقت مین ذراع بڑا بہادر ہے پہلے شبہ دلا رہا تھا سو کیا لیکن کیا کرے کہ اکیلا ہے فوج اُسکی عمرو کی آتشبازی سے بیتاب ہو کر پس پا ہوئی یہ حرکت اُنھے بہت بیجا ہوئی اسوقت حضور اپنے لشکر کو حکم دین کہ ذراع کی مدد کرین ہرگز اسوقت مرنے سے نہ ڈرین ہرمز نے اپنی فوج کو حکم دیا دیکھو ذراع اکیلا قلعے کے دروازے پر کھڑا ہے کیسا اپنی بات پر اڑا ہے تم لوگ اُسکی مدد کرو تو ابھی قلعہ فتح ہو جاے جتنے ساسانی تھے سبھون نے اپنے اپنے گھوڑے اُٹھائے اور سب خندق آئے لیکن خندق کے پار جانیکی کسی کو جرأت نہوئی عمرو نے فصیل کے اوپر آکے ذراع سے کہا کہ اے بہادر قلعہ تو لے چکا ہم لوگونکو شکست دیچکا اب مین تجھسے ملتجی ہون کہ بہادر ونکا دستور یہ ہے غنیم ہزیمت خوردہ کو امان دیتے ہین اور پناہ دیکر نکنامی لیتے ہین اگر تو جا کر ہرمز سے میرا قصور معاف کرا دے تو مین تیرا بہت ممنون ہون اور قلعہ خالی کرکے مہرنگار کو تیرے حوالے کردون ذراع نے جواب دینے کے لیے سپر کو سر سے ہٹایا گھوڑے کو ذرا بڑھایا سپر کا سر سے ہٹانا تھا کہ عمرو نے ایک سنگ تراشیدہ وخراشیدہ فلاخن مین رکھکے گھما کر چلایا اور اُسکے دونون ابرو ونکے بیچ مین ایسا مارا کہ مغز اُسکا خشخاش کے مانند ٹھوکی راہ سے نکلگیا اور تڑپ کر آب خندق مین جا پڑا ساسانی جو اب خندق کھڑے تھے پانیمین کود کر اُسکی لاش کو نکالکر لیگئے ہرمز نگار نگ اُٹھی کہ بڑا بہادر سردار مارا گیا اُسکے مرنے پر کف افسوس ملا کیا آتش حسرت سے جلا کیا پھر اکر نجتیارک سے کہنے لگا کہ کیا کردن عمرو سے کونکر انتقام لوں اُنھے کہا کہ اسوقت فوج بدحواس ہو سب لشکر کو ہراس ہو طبل بازگشت بجوا کر خیمہ مین چلیے کل سوچھ لیجیے گا کچھ اور تدبیر کیجیے گا ہرمز نے طبل بازگشت

پہنچنے کا حکم دیا ساری فوج نے رستہ لیا ہرمز ملول و مخزون اپنے خیمہ میں داخل ہوا اور بذریعہ عرضی تمام کیفیت سے نوشیروان کو مطلع کیا جب وہ عرضی نوشیروان کے ملاحظہ میں آئی اُسنے بہت ملال و ریافت کرکے بڑی کوفت اُٹھائی پھر چہرے سے مخاطب ہوکر کہنے لگا دیکھتے ہو عمرو کی بدذاتی میرے کیسے کیسے پہلوانوں کو ہلاک کرتا ہوا میری سلطنت و جہاری سے ذرا نہیں ڈرتا ہے فرخ چہرے عرض کی کہ فی الواقع وہ ایسا ہی بدخصال ہے اسکو اس بات کا کیا خیال ہے اگر آپ شاہزادہ کو بھیجیں کہ تم لڑنا بھڑنا موقوف کرو کسیطرح سے عمرو کو زندہ پکڑ لو ہوسکتا ہے کہ چہرے کی گفتگو تمام ہونے بھی نہ پائی تھی کہ نوشیروان نے داد و بیداد کرنی شروع کی کہ سارباں زادے کو دیکھیے اور ولیم و قلیم و فراعت پہلوانوں کو قتل کرنا زیادت دنیا نظر کیجیے اب جبتک ہم اسکا بدلہ اُس عیار سے نہ لینگے اس سرکشی کی سزا نہ دینگے ہرگز چین نہ پڑیگا نوشیروان نے اُسی دم خضر یلکوش کو کہ سامانیوں میں سردار اور پہلوان نامی ہے بلا بھیجا اور ہرمز کی مدد کو بھیجا اور ہرمز کو لکھ بھیجا کہ تم فکر کرو اور ہرگز ڈرو مت معاودت نہ کرو اور ہرگز نہ ڈرو میں نے خضر یلکوش کو تمھاری مدد کو روانہ کیا ہے میں نے اُسکو خوب سمجھا دیا ہے بعد ازاں نوشیروان دربار برخاست کرکے بستان حرم میں گیا مہرانگیز نے نوشیروان کو ملول و مخزون دیکھکر پوچھا کہ آپ اسوقت ملول و مخزون کیوں ہیں نوشیروان نے کہا کہ تمھاری بیٹی کی بدولت ہر دم مغموم رہتا ہوں ہزاروں رنج والم سہتا ہوں ہر مرتبہ جو بھیجا وہ سارباں زادہ تینوں کو ہلاک کیا ہے کیسے کیسے بہادر پہلوان مارے ہیں اُنکے سر تن سے اُتارے ہیں میرا جی جانتا ہی ہر دم غم کو کون بچا سکتا ہے مہرانگیز نے کہا کہ جہاں پناہ سلامت سانپ مارنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواجہ نہال کوتوال کو کہ اُسنے مہرنگار کو پالا ہے بلا بھیجیے اور مہرنگار کے پاس بھیجیے اور ایک خط خفیہ اُسکو لکھیے کہ حیف ہے تیرا خون ایسا سفید ہوگیا ہے کہ ماں باپ تیرے سوز فراق میں جلتے ہیں تیری مفارقت میں شمع کیطرح پگھلتے ہیں اور تجکو اتنا بھی خیال نہیں آتا ہے کہ ماں باپ کے دل کی آگ کو آب دیدار سے بجھائے اور اُنکو اپنا دیدار دکھائے بہرحال ہم پر رحم کھا کے خواجہ نہال کے ساتھ اسطرف روانہ ہو کہ ہماری جان بچے اور عمرو کے واسطے بھی کچھ زر نقد ارسال کیجیے اور اُسکو طمع دیجیے کہ وہ طمع میں آکر خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر بلائے اور قلعہ کے اندر جانے دے ہرگاہ خواجہ نہال قلعہ کے اندر پہونچے چند روز میں مال مال کر عمرو کو زہر دے اور دروازہ قلعہ کا کھولکر فوج کو بلائے مسلمانوں کو قتل کرے اور مہرنگار کو لیکر چلا آئے ہمکو تو اس وجہ سے چھڑائے بادشاہ نے مہرانگیز کی رائے بہت پسند کی اور خواجہ نہال کو بیست و پنج اشرفی دیکر بھیجا اور مع تحف و ہدایا و زر نقد کے کوتوال کو رخصت کیا

روانہ ہونا خواجہ نہال کا مہرنگار کے لانے کے لیے عمرو کی طرف اور مرنا عمرو کے ہاتھ سے

راویان شیرین سخن لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے بعد رخصت خواجہ نہال کے ایک شقہ مہرنگار کے نام اس مضمون کا لکھکر بیک عیار کے ہاتھ روانہ کیا اور اُسکو پیام دیا کہ اے فرزند برسوں میں نے خضر یلکوش کو متہر ارسوا رہ تیری مدد کو بھیجا ہے وہ کمال اہتمام و شوکت سے اُسطرف کا عازم ہوا ہے اور آج خواجہ نہال کو ایسا ایسا سمجھا کر باتحف و ہدایا روانہ کیا ہے اور اُسکو سب نشیب و فراز اس معاملہ کا سمجھا دیا ہے چاہیے کہ کسی طرح سے خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر بلا بھیجو کہ ہمارے حکم کی تعمیل کرے اور تم بھی اس مصیبت سے نجات پاؤ اور اگر کسی طرح خواجہ نہال قلعہ میں نہ پہونچ سکے تو خضر یلکوش کو بلا بھیجو کہ کسی طرح قلعہ

توڑ ڈالو اور اپنا مطلب نکالو خواجہ نہال کا حال سُنیے کہ اخضر فیلگوش کی روانگی سے ایک ہی دن پیچھے خواجہ نہال روانہ ہوا تھا دو اسپہ کو پھر کے اخضر فیلگوش سے جا کر ملا اور اُس سے اس تدبیر اور مشورہ کا حال ظاہر کیا اور دونوں بیکدیگر ملکے منازل اور مراحل طے کرتے چھ تین مہینے کے عرصے مین ہرمز کے لشکر مین داخل ہوئے اور بعد بار یابی شقہ ہائے بادشاہ ہرمز کو دیے اور سب مراتب خوبی بیان کیے ہرچند ہرمز ان مکتوبوں کے مضمون سبب اُس شقے کے جو عیار کے ہاتھ سے ہوچکا تھا واقف ہو چکا تھا لیکن بہرحال شقے کو پڑھکے دونون شخصونکو خلعت دیا اور اُنکی عنایت اور نوازش سے بہت خوش کیا چونکہ دونون راہ کے تھکے ماندے تھے بلکہ رخصت ہو کر اپنے اپنے خیمہ مین گئے یہ خبر ایک عیار نے عمرو کو پہونچائی اور سب کیفیت اُنکے آنے کی سُنائی کہ نوشیروان نے بڑی فوج ہرمز کی مدد کو بھیجی ہرمز نے اپنے دل مین کہا کہ دریافت تو کیا چاہیے کہ ایکی مرتبہ کون سردار لشکر لایا ہے اور کتنے نوشیروان کے لشکر مین سردار ہیں یہ خبر سُنکر عمرو بھیس سوداگری کا بنا کر ہرمز کے لشکر مین گیا جہان وہ بیوپاری آدمیونکو تعینات کرتے تھے وہان کھڑا ہو کر سن رہا تھا کہ ایک مقام پر کئی آدمی عمرو کے آپسمین باتین کر رہے تھے کہ ایکی تو نوشیروان نے فیلگوش کو بھیجا ہے اور دوسرے سردار کو ہرمز کی مدد کو بھیجا ہے یقینا قلیچ فیلگوش اور عمرو مارا جائے اور یہ شکار اپنی مراد پائے ایک بولا خواجہ نہال کو بھی تو بھیجا ہے دوسرے نے کہا کہ اُسے لڑنے کو حکم نہین دیا ہے بلکہ یہ ارشاد کیا ہے کہ کسی طرح سے خلوت مین رسائی پیدا کر کے عمرو کو دغا سے مار کے سرخرو ہو کے آئے اور اُسکے عوض مین بہت سا زر نقد اور خلعت نیلنامی پائے یہ سنکر عمرو تو اپنے خیال مین کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا ہے کیونکہ عمرو ایسا نہین ہے کہ کسی کے دم مین آئے اور وہ کسیطرح کا فریب و دغا کمائے ہان اگر اخضر فیلگوش سے کچھ کام مین پڑے تو قریب القیاس ہے اگرچہ ظاہر مین اسبات سے بھی یاس ہوتا تھا جیسا کہ پہلے خواجہ نہال نے عمرو سے دانستہ شکر دھوپی کی صورت بدل کے ایک سائیس کی صورت بنالی اور دوسری تدبیر لگائی تو پڑاؤ کے پاس جا کر پکار پکار کر کہنے لگا کہ یارو کوئی خواجہ نہال کا خیمہ بتا دو شام کو وہ یہان سے آیا تھا اب رات ہو جانے راستہ بھی لگیا ہون گھوڑا دانے کے واسطے مانگتا ہو گا جو کوئی بھروائی کر کے پہنچائے بڑا اجر پائے ایک شخص بولا اُٹھا کہ چل بھائی مین تجھے خواجہ نہال کا خیمہ بتا دون اُسکی بارگاہ کا مکان پہونچا دون چند قدم جا کر اُسنے کہا کہ دیکھو وہ سامنے خواجہ نہال کا خیمہ نظر آتا ہے جسکی طناب مین تو اسقدر رسیان لگی ہین اور عمرو نے صورت اسی بنکر خواجہ نہال کے خیمہ پر جا چوبدار سے کہا کہ خواجہ نہال کو خبر دو کہ عمرو تمھاری ملاقات کو آیا ہے اور ایک مژدہ تمھارے واسطے لایا ہے خواجہ نہال عمرو کا نام سنکر بہت سراسیمہ اور پریشان ہوا اپنے دلمین خیال کیا کہ عمرو کو اسوقت یہان پاس کیونکر آیا ہے ضرور کسی اسوقت اُسکو لایا ہے مگر استقبال کر کے عمرو کو لایا اور اپنے برابر مسند پر بٹھلایا بات ہی اگر وہ چوتھی تھی کہ عمرو نے کہا کہ آپنے بڑی زحمت کی کہ تشریف لائے اور اس حقیر کے پاس آئے آپ اگر آج نہ آتے تو مین کل تمھاری ملاقات کیواسطے خلعت پہن جاتا اور آپکے جمال باکمال کے دیکھنے سے خطا اُٹھاتا کیونکر یا ہر ملاقات کرنا دوستی کا تقاضہ ہے اور اگر غور کیجیے تو حقیقت مین زندگی سے بڑا مزا جانا کا بھی مزہ ہی عمرو نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ خواجہ کیا کہون بہت مصیبت مین گرفتار ہون ایسا دوسرا کوئی نہ ہوگا کہ زندگی سے بیزار جانا

خواجہ نہال نے کہا خیر تو یہی ارشاد فرمائیے اور حال مفصل مجھے سنائیے عمرو بولا کہ سوائے شرکے خیر کہان ذرا میری طرف متوجہ ہو کر سنیے اور میرے رفع تردد کی تدبیر کیجیے حقیقت یہ ہے کہ حمزہ مہرنگار کو مجھے سونپ کر اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے پردۂ قاف کیطرف گیا تھا سو اُسکو اتنا عرصہ ہوا معلوم نہین کہ جیتا ہے یا کسی دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اور اب مین مہرنگار کو رکھ نہین سکتا کہ وہ بھی گھبراتی ہے اور تنہائی کے سبب سے بہت رنج اُٹھاتی ہے اگر بہرمز کو سونپ دیتا ہون تو ڈرتا ہون کہ مین نے بڑی بڑی بے ادبیان کی ہین بہت سی زیادتین دی ہین دیکھیے میرا قصور بادشاہ معاف کرتا ہے یا مجھسے انتقام لیتا ہے اور مجکو بیسر کروا کر سزا دیتا ہے اگرچہ نوشیروان رحیم و کریم ہے عجب نہین کہ معاف کر دے اور مجھسے اپنا عوض نہ لے لیکن بختک و بختیارک جو میرے دشمن ہین وہ بڑے پُرفن ہین یہ ضرور بادشاہ کو ورغلا کے مجکو قتل کراوینگے اپنی خباثت سے باز نہ آئینگے آج تجویز کیا تھا کہ جو ہونی ہو سو ہو بہرمز سے چلکر اپنا قصور معاف کرایا چاہیے اُسکی خدمت مین جایا چاہیے لشکر مین آنکر آپ کے آنے کی خبر سنی کمال دلکو خوشی حاصل ہوئی سو اب مین مہرنگار کو تو آپکو سونپکے سیدھی پاؤنگا باقی جدھر میرا سینگ سمائیگا اُدھر چلا جاؤنگا

خواجہ نہال عمرو کی تقریر سُنکر بہت نہال و کمال خوشحال ہوا اور عمرو کو چھاتی سے لگا کر کہنے لگا کہ خواجہ عمرو کیا طاقت ہے کہ میرے تمھارے مقدمہ مین بادشاہ سے کچھ بدی کر سکے اور بادشاہ کے مزاج کو تمھاری طرف سے برہم کرے تمھاری تقصیر معاف کروانا اور بلکہ مکّہ کی حکومت بادشاہ سے تمکو دلانا میرا ذمہ ہے یہ میرا اقرار واثق سمجھیے اور مجکو دس وعدہ مین صاف سمجھیے عمرو نے کہا کہ مجکو آپ سے اس سے زیادہ امید ہے یہ کہکر جھولی سے خرمنے نکالکر دیے کہ یہ مکّہ کا تبرک ہے اور کہا کہ انکو نوشجان فرمائیے اور حظ اُٹھائیے خواجہ نہال کی جو شامت آئی بے پس و پیش خرمنکو کھا گئے اور کچھ وسوسہ دلمین نہ لائے عمرو یہ کہکر رخصت ہوا کہ مین گھر جاتا ہون مہرنگار کو لیے آتا ہون عمرو نے باہر آکر مکّہ کا تبرک سب گرد پیشہ کو کھلایا اُن احمقوں کو بھی اُسی دام مین پھنسایا خواجہ نہال نے اپنے دلمین کہا کہ تیرا اقبال ہے کہ گھر بیٹھے مطلب حاصل ہوا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ باہر تو شاگرد پیشہ اور خیمے مین خواجہ نہال بیہوش ہو گئے سب کے سب مدہوش ہو گئے عمرو نے خیمے مین آکر زنبیل سے کنجیان نکالین اور صندوقون کو کھولکر جسقدر نقد و جنس تھا زنبیل مین رکھا اور ایک صندوق بہت پُرتکلف تھا اُسکو جو کھولا اُسمین سے ایک خط مہرنگار کے نام بادشاہ کیطرف سے چند غلافونمین لپٹا ہوا پایا اُسکو بھی لیکر زنبیل مین چھپایا اور بدستور صندوق مین قفل لگا دیے ایسے ایسے شبدے کیے پھر خواجہ نہال کو ایک گڑھا کھود کے زندہ گاڑ دیا اور آپ خواجہ نہال کی صورت بنکر اسکے پلنگ پر سو رہا سب اپنے کاموں سے فارغ ہو رہا بہرمز کا حال سُنیے کہ صبحکو بختیارک سے مصلحتاً کہنے لگا کہ مین چاہتا ہون کہ خضر فیلگوش کی و خواجہ نہال کی دعوت کرون اُنکو اپنے یہان بلاؤن اور اچھے اچھے کھانے کھلاؤن بختیارک نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہو بہت مناسب ہے یہ بات تو آپ پہ واجب ہے بہرمز نے جشن کی تیاری کی اور سامان دعوت کی کارگذار کو اجازت دی خضر فیلگوش و خواجہ نہال کو بلوایا جتنے سردار تھے مع خضر فیلگوش حاضر ہوئے سبکو اپنے اپنے مقام پر بٹھایا تھوڑی دیر کے بعد خواجہ نہال علی یعنی عمرو عیار نے بھی حاضر ہو کر مجرا کیا اور مودب دست بستہ شاہزادے کے سامنے کھڑا ہو گیا بہرمز نے

حرکت اُسکی بہت پسند آئی اُسیوقت خلعت سرفرازی سے مخلع کرکے اُسکے حال پر بہت عنایت فرمائی کہ ای خواجہ نہال شرط ادب کی تم بجالائے ہو کہ یہ مراتب رتبہ شناسی تمھارے بہت بھائے اب آؤ برادرانہ مجلس مین بیٹھو اور چندے غم دنیا سے دل فراموش کرو خواجہ نہال علی بولا کہ غلام کا یہ رتبہ کب ہے آپکے ساتھ بیٹھنا ترک ادب ہے فرمایا کہ اس گفتگو کو اسوقت بالاے طاق رکھو اور ہاتھ پکڑکر اپنے پاس کرسی پر بٹھلایا اور بہت سا التفات کیا ساز ندے اور خواننده جسقدر لشکر کے ہمراہ تھے سوا اُسکے اور جو مکہ کے گرد و نواح سے آئے تھے سبھون نے ساز ملاکر گانا شروع کیا حاضرین مجلس کے دلکو انی خوش آوازی اور نغمہ سرائی سے بھانا شروع کیا اور آواز نوش باد و ہوش باد کی بلند ہوئی کہ محفل اسوقت نہایت مزہ دار ہی سبکی طبیعت اس کیفیت سے کمال خرسند ہوئی تمام دن تو اسطرح چرچا رہا جب شب ہوئی شمایل پیسون نے موی کافوری بمیان دو شاخون سہ شاخون پنجشاخون مین چڑھاکر روشن کیا پھر ہرمز نے ایک جام مے و آفتابہ کا اپنے ہاتھ سے بھر کر اخضر فیلگوش کو دیا وہ آداب بجالایا اُسکو پیا اور ایک جام اُسنے بھی لبریز کرکے ہرمز کو دیا اُسوقت یہ مقرر ہوا کہ جو کوئی کسی کو پلاوے دوسرا بھی عوض بجالائے الغرض ہر ایک اسیطرح سے دوسرے کو پلانے لگا مزہ شرابخواری کا اُٹھانے لگا جب پہر رات گئی خواجہ نہال علی نے اُٹھکر عرض کی کہ اسوقت غلام ساقی گری کرنے کا امیدوار ہی کہ یہ محفل اسوقت نہایت عزہ دار ہی ہرمز نے خوش ہوکر کہا کہ بہت مبارک اس سے کیا بہتر ہی تمھین اپنے تئین ساقی بناؤ اور اپنے ہاتھ سے سبکو پلاؤ خواجہ نہال علی نے جام و صراحی ہاتھ مین ایکر پہلے تو ہرمز کو ایک جام پلایا اور اپنی کارستانی سے اُسکا ہوش اُڑایا بعد ازان مجلس مین دور کیا دو تک تو وہی شراب جو پہلے سے چل رہی تھی پلائی تیسرے دورے مین وارد بیہوشی شیشے مین ملائی اوسکو پلانے اور چھکانے لگا چونکہ پہلے سے نشے مین سرشار تھے دو ہی پیالون مین بیہوش ہوگئے سبکے حواس کھو گئے خواجہ نہال علی نے دیکھا کہ مجلس کی مجلس اُٹھ چت ہوگئی جام و صراحی لیکر باہر نکلا جتنا شاگرد پیشہ تھا سبکو پلاکر بیہوش کیا اور خیمے مین آنکر فرش و فروش اسباب و کپڑے حتی کہ شاگرد پیشہ کا توڑا بورپا تک مع ہرمز کا پشتارہ بغل مین رکھ لیا اور اخضر فیلگوش کی ڈاڑھی مونچھ مونڈکر سات رنگ کے ٹیکے تو اُس خسارے پر اسطرف کی مونچھ مونڈی تھی دے دیے اور جاوید کی مونچھ قائم رکھی تھی اُسمین گھنگرو باندھا اور اُسطرف کے رخسارے کو مطلق کالا کیا اور بزکوہی کی کھال کی قبا اُسکے گلے مین پہنائی ایسی صورت بنائی اور نختیارک کی بھی ڈاڑھی مونچھین مونڈکر منھ کالا کرکے صورت اُسکی عورت کی سی بناکر اُنمین سیندور تیل سے لت کرکے لگایا اس بیچارے کو بھی مسخرہ بنایا اور دونون پانون اُسکے گلے مین ڈالکر تسمہ مین باندھدیے اور ایک پالنگ پر اخضر فیلگوش کی گود مین اُسکو لٹا دیا سب کے ساتھ ایک نیا شعبدہ کیا اور جتنے سردار حاضرین محفل شراب کے نشے سے بیہوش و غافل تھے سبکو ننگا کرکر ڈاڑھی مونچھین مونڈ کر منھ سیاہی سے رنگ کر اُنکا ستلونون سے باندھ دیا اور اسی طرح خواجہ نہال کیصورت بنا ہوا خیمے سے باہر نکلا اور اپنے قلعے مین جاکر کما حقہ اطمینان سے استراحت کی و رجو کام کرنا منظور تھا اُسکے فراغت کی اخضر فیلگوس کا حال سُنیے کہ جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک عورت برہنہ گلے مین پانون ڈالے

سو رہی ہے اور اپنے سے بالکل بے خبر ہو رہی ہے دل میں سوچا کہ شاید یہ عمر نے از راہ مسخرانی اپنی راہ کی مانند گی تاڑنے کے لیے یہ سوانگ
کیا ہے یا واقعی تھا جیسا کہ میں رات سے دیکھ رہا ہوں اور ایسے عمر کو اپنی ناوانی سے غفلت ہاتھ سے کھو بیٹھ کو چکے روتا ہے کہ کیونکر
اب خضر مرد اسکو قوت نہیں ہے عورت کی چاہ نہیں ہوا ہی تو وہ یہ نہیں ہوا ہے عمر و باشرت کا تو ہوا چاہے خضر نے بہت دل
کیا بختیار ایک چیخ ماری اسکے نکل رہے تھے سب بیدار ہو کے اپنی اپنی خرابی حال سے خبردار ہو کے بھاگنے لگے میں جو آگے
دیکھا تو وہ نہ اٹھ سکتا تھا عمر و پر ارژنگ شبلی دربان دوڑے دیکھا تو وہ ایک عجب شکل کا مرد ہے اور عجیب صورت
کی عورت ہے دونوں بارگاہ میں فتنہ انگیزی کرتے ہیں اور اپنی سوانگ سے نہیں ڈرتے ہیں ہر ایک ان دونوں کو مارنے لگا کہ ایسا نہ ہو
یہ بارگاہ امیر کی ہوا سے بھی ہلا دیں اور ہم دونوں کی خاطر ضرور ہمارے تاراج و پیشکی کی بدولت بختیار ک کی جان لیں
کہ رحمت بار لٹھ بھاگا اور اخضر سے لڑائی ہونے لگی خوب مار کٹائی ہونے لگی کوئی آدمی اخضر کے گھونسوں سے نہ بچے اپنی
جان سے بچا رہے تھے جب زیادہ ستانے لگے تو لوگوں نے دیکھا کہ اخضر ہے اور بارگاہ میں سرداران لشکر ستونوں سے لگے
کھڑے ہیں بارے شاگرد پیشہ ور نے سکھ کھولا مارے شرم کے کوئی منہ سے نہ بولا پھر انکے مکانوں سے انکے کپڑے لا کر
ہر ایک کا منہ ہاتھ دھلا کے کپڑے پہنا کے غائب ہو گئے بختیار ک بھی منہ ہاتھ
دھو کے کپڑے پہن کر آیا اور اخضر نے گوش بر آواز ہو کر پکارا کہ اے آدمی سوا سے گر و کہ اور کسی کی طاقت ہے کہ میرا یہ امتحان جانچ
اور ہمارا لوگوں کے اوپر ایسی جرأت و بیباکی لانے اخضر نے غصہ سے کہا کہ بھیرا کہ عمر و جوان ہو گیا ہے اور دیکھو تو میں اس سے کیسا
پیش آتا ہوں اور اسکو ان جرأتوں کا کیسا مزہ چکھاتا ہوں یہ کہہ کر وہیں سے پکارا معلوم ہو کہ عمر و پر ایک دیو زاد آتا
ہے اور ایک مونچھ میں گھنگھرو بندھا ہوا ہے اخضر نے دیو کی آواز سنی تو سمجھا کہ یہ بختیار ک ہے کہا ہماری اور تمہاری تو بیعزت
نہیں ہے معلوم نہیں کہ ہمزاد خواجہ نہمال کہاں حال ہوا شب کو خواجہ نہمال ساقی گری کرتا تھا وہ خواجہ نہمال
عمر و تھا یقیناً خواجہ نہمال کو مارے اسکی صورت بنا کر آیا ہے تحقیق کیا تو واقعی خواجہ نہمال ہے اور عمر و اسکے
اسباب و مال ہمراہ اور ہمزاد کو بھی لایا ہے یہ تو اور فکر ہو گیا پھر اخضر مخمد الرحمٰن بیگ بچہ کا کر دیو بولا کہ اگر تجھ کو
اپنے سے زیادہ بہادروں اور اس سارباں زادے کی بوٹیاں کاٹ کر چیل کوؤں کو نہ کھلاؤں اور اس صحرا میں
مسلمانوں کے خون سے ندی نہ بہاؤں تو میرا اخضر نام نہیں مجھ کو ایکدم قرار اور آرام نہیں آخر دو سو دن ستر ہزار اپنے
اور تیس ہزار سوار ہمراہ عمر و کے لشکر کے ہمراہ لیکر قلعے کا محاصرہ کیا اور فوج سے دلاوری اور جانفشانی کا وعدہ لیا عمر و نے آواز دی
ہمراہ مونچھ نیچے سے نکالا دیکھا کہ بیہوش ہے چند قطرے سرکہ تند کے اسکے منہ میں ٹپکائے اور پیٹ کے اندر پہنچائے ہمزاد نے آنکھیں کھولیں
دیکھا کہ عمر و ایک کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہے اور چپ و راست سرداران و شاہان چین و تنگ روحل بیٹھے ہیں ہر ایک اسکی
خدمت سے بہرہ اندوز ہیں اور مقبل فادار بارہ ہزار تیر انداز جیالے سے لیس اور پہلوانان قوی ہیکل جابجا مورچوں پر مستعد
برقہ انداز و رعد انداز و قارورہ انداز و سنگ انداز دن کو فصیلوں پر ہوشیار اور اپنے کوچہ حریف میں گرفتار دیکھکر زندگی سے نا امید

ہوکر بے اختیار رونے لگا اور خوف و ہراس سے مضطرب اور بیقرار ہونے لگا عمرو نے ہرمز کو گریان دیکھکر تسکین دی
اور اُسکی بہت سی تشفی کی کہ او شاہزادے تو خوف نہ کھا میں تیرے ساتھ کسیطرح کی بدی نا کرونگا بلکہ کسی طرح کی اذیت نہ دونگا
تین سوال کرتا ہوں اگر تینوں میں سے ایک کو بھی منظور کرے تو مجھے اور اپنے اوپر احسان کر اور ہر صورت سے اطمینان کر
ہرمز نے پوچھا وہ کیا سوال ہیں بیان کر میں سنوں پھر انکا جواب دوں عمرو نے کہا کہ اول تو میرا یہ سوال ہے کہ تو مسلمان ہو کر
مسلمانوں پر فرمانروائی کر کفر کو ترک کر کے اپنے حق میں بھلائی کر ہرمز بولا کہ یہ مجھسے نہوگا کہ میں آبائی مذہب چھوڑ دوں
اور اپنے بزرگوں کے دین سے منہ موڑوں عمرو نے کہا کہ اگر مسلمان ہونا تیرے تئیں بہتر تھا کہ دین و دنیا میں تیرا بھلا ہوتا
اور بعد مرگ بہشت سے تبرعی سوتا لیکن تیرے خیال میں نہیں آتا مجبوری ہے تیری قسمت میں بہتری سے دوری ہے دوسرا
سوال یہ ہے کہ نوشیروان کو بھیجدے تا آنے صاحبقران کے تجھے بادشاہ مراجعت نکرے میری خصومت میں
پاؤں نہ دھرے جب صاحبقران قاف سے آجائے اُسکے جراح سے چاہے پیش آئے وہ مہرنگار کو میرے پاس امانتاً
چھوڑ گیا ہے میں اُسکے آنے تک امانتداری میں کوتاہی نکرونگا اور اُسکی غیبت میں کسیطرح کی بدخواہی نہ کرونگا اگر وہ میرے
ورپر آیا تو خدا جانے کیسے کوتک کیا بے ادبی ہو جائے اُسکے لیئے کہ دوست آئے تجھے کہ اسود جو میرا جی چاہے وہ بدی
تیرے ساتھ کروں اور کسیطرح سے ٹوکوں ہرمز نے کہا کہ دوسرا سوال تیرا البتہ ممکن ہے کہ نوشیروان قبول کرے عمرو نے کہا کہ
اے ہرمز میں جانتا ہوں کہ نوشیروان اس بات کو قبول نکریگا اور اگر قبول بھی کریگا تو نخستک وہ مجھتبارک کر اپنی بدذاتی سے
باز رہینگے اور اس مقدمہ میں دراندازی کی باتیں نہ لینگے بہرحال اس سے بھی میں قطع نظر کرتا ہوں اور اس بات سے بھی درگذر
کرتا ہوں تیسرا سوال میرا یہ ہے کہ اب تو مجھسے لڑنے کا قصد کبھی نکرنا اور اگر کریگا تو میں تنہا رہوں آیندہ کو میری شکایت
سے درگذر کرنا ہرمز نے کہا کہ میں مجھے وعدہ وفا کرتا ہوں کہ اب کبھی مجھسے مقابلہ نہ کرونگا لڑائی کا نام بھی نہ لونگا
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اخضر فیلگوش سپاہ لیکر قلعے کے سامنے آپہنچا عمرو نے دیکھا کہ اخضر فوج کثیر لیکر قلعے پر آرہا ہے
اور فوج کو برسرجنگ لایا ہے ہرمز کو فیل پر کھڑا کر کے کہا کہ اے اخضر تو یقین سمجھ جان لے اگر کسی آگے قدم بڑھایا تو
میں نے ہرمز کا سر تن سے کاٹ کر خندق میں گرایا پھر جو کچھ ہوگا سو ہوریگا مجھتبارک کر کے اخضر سے کہا کہ عجب نہیں اگر
یہ ساربان زادہ جیسا کہتا ہے ویسا ہی کرے اور ہرمز اُسکے ہاتھ سے مرے تو اس سے طبلبازگشت بجوا کر پھر چلنا بہتر ہے
ورنہ ہرمز کی جان جانیکا ڈر ہے اخضر فیلگوش طبل بازگشت بجوا کر اپنے تئیں کیطرف پھیرا عمرو نے ایک خلعت لائق
شہزادے کو پہنا کر گھوڑے پر سوار کیا اور ہتکا بند پکڑ کے ہرمز کو اُسکے لشکر تک پہونچا دیا اور آپ مہرنگار کے پاس آکر
سارا قصہ ظاہر کیا اور اپنی کارگزاری اور اُنکی خرابی حال سے خوب ماہر کیا مہرنگار نے خوش ہو کر کہا کہ ای بابا میں
رات دن تیری فتح کی دعا مانگا کرتی ہوں کہ میں اُن لوگوں کی کثرت فوج اور قوت جنگ و جدال سے نسبت تیرے
بہت ڈرتی ہوں ہرمز کا حال سُنیے کہ لشکر میں جاکر مجھتبارک اور اخضر فیلگوش سے کہا کہ میں نے عمرو سے عہد کیا ہے

اور اُسنے مجھسے اس بات مین پیمان و قول لیا ہو کہ آج کے دنسے مین تجھسے لڑنیکا ارادہ نکرونگا اور میدان جدال مین ہرگز قدم نہ دھرونگا اور بادشاہ کو بھی سمجھا کر جنگ وجدال سے باز رکھونگا اور عداوت عمرو سے بکمال اصرار مانع ہونگا پس تو بھی اے نجتیارک یہ اپنا مکر و فریب اور جوڑ بازی چھوڑ دے اور کینہ و فساد اور مکاری اور عناد سے منہ موڑ دے نجتیارک نے کہا کہ مین تابع فرمان ہون اور آپکی رضامندیکا طالب بدل و جان ہون مجھسے جیسا فرمایا جائیگا یہ تابعدار ویسا ہی بجالائیگا مگر اخضر نے کہا کہ ہم تو قلعہ کے توڑنے اور مسلمانون کو مارنے اور مہرنگار کو لیجانے کے واسطے آئے ہین ہمنے تو یہی حکم بادشاہ سے پائے ہین بغیر تعمیل حکم بادشاہ اور انجام ان امورات کے قطب آسا یہانسے پانون نہ اٹھائینگے جبتک اپنا مقصود نہ پائینگے ہرمز کو یہ کلام اُسکا پسند نہ آیا اُسکے اس کہنے پر عمل نہ فرمایا اور بولا کہ مین نے خوب آزمایا ہو کہ جسکا بدن بادی ہوتا ہو بلغم کے زور سے اُس سے کوئی کام شجاعت و بہادری کا بن نہین آتا ہو ایسا شخص جو کام کرتا ہو اُسمین زک اُٹھاتا ہو اخضر یہ سخن ہرمز کا سنکر بہت چراغ پا ہون ہوا کہنے لگا کہ اے شاہزادے بہادرون کے نعرے کی آواز جس سے گوش رعد کر ہو اور دلاورون کی برق شمشیر کی چمک جس سے حریف کی آنکھون مین چکا چوند آوے آپکو نظر نہیں آئی ہو اس سبب سے آپکے دلمین یہ بات سمائی ہو اور شاہزادون اور بادشاہونکو ایسا نہین چاہیے کہ سپاہیون سے کج بحثی کرین ہرمز اسکی گفتگو سے چین جبین ہو کر اُسیوقت کوس رحلت بجوا کے اپنے لشکر سمیت مدائن کیطرف روانہ ہوا لیکن اخضر نے طبل جنگ بجوایا وہ اپنی بہ ذاتی سے باز نہ آیا عمرو طبل جنگ کی آواز سنکر چوکنا ہوا کہ ابھی ہرمز مجھسے وعدہ کر کے گیا ہو کہ مین جیتے جی تجھسے نہ لڑونگا اور اس بکھیڑ مین کبھی نہ پڑونگا اب لشکر مین جاکر طبل جنگ بجوایا نے اقرار کو بالکل دل سے بھلایا چلکر دریافت تو کیا چاہیے کہ یہ کیفیت کیا ہو اور کیا ماجرا ہو عمرو حوصلے سے باہر نکل کے ہرمز کے اُردو کیطرف گیا معلوم ہوا کہ ہرمز تو اپنی فوج سمیت مدائن کو کوچ کر گیا لیکن اخضر ہرمز سے برگشتہ کر کے رہ گیا ہو اُسنے یہ طبل جنگ بجوایا ہو مجھسے لڑنیکو آیا ہو اور اپنی فوج سے اقرار لیا ہو کہ کل یا مرنا یا قلعہ فتح کرنا عمرو نے یہ ماجرا سُنکر دن تو ادھر اُدھر کا اشارات کو صورت اپنی ایک پیادے کی بنائی اور اخضر فیلگوش کے لشکر مین گھسا تو دیکھا کہ ہر ایک سردار جنگ کے سامان مین مشغول ہو عمرو ہر ایک کی آنکھ بچاتا چھپتا چھپاتا اخضر کے خیمے کے قریب پہونچا دیکھے تو دروازے پر کئی مشعلین روشن ہین مگر چوکیدار سب سو رہے ہین اور خواب غفلت مین بیہوش ہو رہے ہین ایکطرف سے قنات کی میخ اُکھاڑ کے پیچھے مین گیا فیروخواب اخضر فیلگوش باندھا پائی روشنی کو چادر عیاری گھاکر خاموش کیا مکان مین اندھیرا کر دیا مگر ایک فتیلہ عیاری کیواسطے روشن رکھا پہلو مین ٹیکے کی ہفت بند جوڑ کر دو مثقال عبیر بیہوشی اُسمین بھر کے پرہ بینی سے لگا کر جو پھونکا تمام عبیر بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچا بے اختیار چھینک مار کے بیہوش ہو گیا دارو کے بیہوشی کی تاثیر سے مدہوش ہو گیا عمرو نے دہان اُٹھکر خدمتگارون کو بھی غافل کیا اور جانتک اسباب خیمے مین تھا سب کی پوٹ باندھکر زنبیل کے حوالہ کیا اور اخضر فیلگوش کا پشتارہ باندھ کے کاندھے پر اُٹھایا اور ایک

ستون خیمے کا لیکے باہر آیا لشکر کے اُردو مین چور اہے پر اُس ستون کو گاڑا اور اخضر کا ایک کان کاٹکے تمام بدن اُسکا
کالا کرکے جا بجا سات رنگ کے ٹیکے لگائے اپنی عیاری کے نئے نئے شعبدے دکھلائے اور اُلٹا کرکے لٹکا دیا اور
ایک باشت بھر کی برچی بطور دُم کے لگا دی اُس اپنے دشمن کو یہ بڑی ذلت دی اور پھر یہ کی جگہ ایک تانبے
کا غدر ہفت رنگ مین کچھ لکھکر لگے کے سرے پر وصل کرکے اپنے قلعے کی راہ لی اور پھر کچھ اُسکی عداوت اور فوج کشی کی پروا
کی قلعے کے دروازے پر کچھ لوگ دیکھکر متوحش ہوا اُس معاملے کو دیکھکر مشوش ہوا پھر خندق کے پار جیت کرکے جو کیا صیل
پر سے آواز آئی کہ کون عمرو نے کہا مین ہون عمرو مگر یہ تو بتا کہ خندق کے اُدھر مجمع کیسا ہے مہتر عقیق بولا کہ
سرہنگ مصری ستر ہزار زرتمن زرہ رخ اور رسات نفر شتر برقی و بغدادی کے اور چند قطار قاطر محمولہ لیکے تفت
لیکر تین سو عیار کی جمعیت سے آیا ہے یہ سب سامان تمھارے واسطے لایا ہے عمرو یہ خبر سُنکر بہت شاد ہوا اور اُس کوشش
سے آزاد ہوا اور سرہنگ مصری کو بلاکر گلے سے لگا کے مال و نقال سمیت قلعے مین داخل ہوا اور اُنکی ملاقات اور استقبال
مال و اسباب و عیارون کے ملنے سے عمرو کو نہایت سرور حاصل ہوا جب صبح ہوئی سرہنگ مصری کو قنطورہ زرنجی
بانیم تاج مرصع کہ جسمین دو گوہر شاہوار نصب کیے ہوے تھے مع خنجر مرصع نگار و شمشیر عنایت کرکے کہا کہ جو کچھ اپنے
ہمراہ تم لائے ہو اُسے زہرہ مصری کے پاس لیجاؤ اُس سب شیار کو اُسکے پاس پہونچاؤ سرہنگ مصری
عمرو کے حکم تعمیل کی اور اس ارشاد کی تقدیم مین بہت تعجیل کی زہرہ مصری اُس سب اسباب کو ملکہ نگار کی خدمت
مین لائی ہر ایک چیز اُسکو علیحدہ علیحدہ دکھائی ملکہ نگار نے عمرو کو بلاکر وہ اسباب اُسکے حوالے کیا اور لباس زیور جو
ہوے تھے اُتار کر زہرہ مصری کو دیا عمرو نے احوال اخضر فیلگوش کا جو ملکہ سے بیان کیا تھا بیان کیا ملکہ نگار ہوی کہ خدا نے
تکو اسلام کا بادشاہ کیا ہے بڑا رتبہ دیا ہے جالیس اولیا کا سایہ تمھارے سر پر رہتا ہے تم ہمیشہ مظفر و منصور رہوگے کبھی
کسی سے مغلوب نہوگے عمرو اس بات سے خوش ہوکر ملکہ نگار کو دعائین دینے لگا اور کمال مسرت سے اُسکی بلائین
لینے لگا اور ملکہ نگار سے کہا کہ میرا قصد ہے کہ مجھے اس ستر ہزار زرتمن کے تیس ہزار زرتمن کا قافلہ خیبر کے قلعے مین بھیجدون
اور سب لوگون کو کھانے پینے کی طرف متعین کردون اور جالیس ہزار زرتمن بیکے سرہنگ مصری کو بارہ ہزار
غلامان ہمیش و زرنگ خریدنے کے واسطے بھیجون اُنسے بڑے بڑے کام نکلینگے وہ لوگ بہت امور عظیمہ کو انجام دینگے اُنکو
نغط اندازی و قارورہ اندازی و برق اندازی و خشت اندازی و سنگ اندازی سکھاؤنگا پھر دیکھنا کہ اس
لشکر کے اوپر کیسی آفت لاؤنگا ملکہ نے کہا کہ بارالہا تمھاری عین صواب پر ہے تمسے زیادہ کون دانشور ہے اب دو
کلمہ داستان اخضر فیلگوش کے سینے کہ وہ تمام رات ستون سے بیرق کی دم لگائے بندھا پڑا رہا اور وہ ستون
اسیطرح سے کھڑا رہا اور لشکر مین طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی فوج تیار ہوکر دیو دھی پر موجود ہوئی سامنے دیکھا
تو اُردو کے چولہے پر ستون مین ایک آدمی الٹا لٹکا ہوا ہے نہ پانون ہلاتا ہے نہ ہاتھ جھٹکتا ہے پاس جاکر جو دیکھا تو سر سے

پاؤن تک کالک سے سیاہ ہو نہایت بحال تباہ ہو اور زرد و سفید نیلے لال سب رنگ کے ٹیکے دیئے ہوئے ہیں عجب طرح کے کام مسخرگی کے اُس میں وقف کے ساتھ کیئے ہوئے ہیں اور ایک کان بھی کٹا ہوا ہے چند غور کر کے دیکھا کہ صورت آشنا ہے یا نہیں مگر کوئی نہ پہچان سکا ہر گز اُس نیرنگ سازی کو نہ جان سکا برق کے کاغذ کی تحریر یہ جو نظر گئی اُسپر لکھا پایا کہ اوگیر تو ہر مرزے بخت کو کے میرے مارنے اور قلعہ توڑکر مہرنگار کے لیجانے کو رہ گیا تھا اسواسطے یہ قدرے گوشمالی میں نے تجکو دی تیرے ساتھ ایسی حرکت کی کہ ایک کان تیرا کاٹا اور تیری مقعد میں برق اڑائی ایسی بھیانک تیری صورت بنائی دیکھ اب بھی پنبہ غفلت گوش سے دور کر کے ہوشمین آ اور اپنی جان کو میرے ہاتھ سے بچا نہیں تو لوگ مجکو شاہ عیاران عیار تراشندہ ریش کفار سر برندہ سرکشان بزرگار گوشمالی دہندہ نصیحت ناشنوایان ناہنجار ظلم پیشہ خواجہ عمرو عیار کہتے ہیں میری عیاری سے سب شخص خوف و ہراس میں رہتے ہیں بلی تو یہی گت بنائی ہے تھوڑی سی آفت تیرے سر پر آئی ہے آیندہ دو صورت سرتابی کے دیکھے گا کہ میں نے ساتھ کیا کیا کرونگا کسقدر تجکو ذلیل و رسوا کرونگا لوگون نے اُس کاغذ کے پڑھنے سے معلوم کیا کہ خضر فیلگوش ہے جھٹ پٹ اُسے کھولکر خیمے میں لے گئے اُسکے بدن کے وہ سب سیاہ داغ چھڑائے اور اُس ہیئت مکروہ سے اُسکو نجات دیکر اور کپڑے پہنائے خضر رو کر کہنے لگا کہ میں کیونکر مدائن جاکر کسی کو منھ دکھاؤنگا میں ایسا ذلیل و خوار ہوا ہوں کہ وہان جیتے جی نہ جاؤنگا یہ کہکر خنجر اس زور سے اپنے پہلو میں مارا کہ دوسرے پہلو میں نکل گیا پھر دوسرا خنجر اور بھی گردن میں مارا اور اڑپان رگڑ کر بانحال خراب سیدھا جہنم کو سدھارا لشکر بے سردار کہیں ٹرتا نہیں پھر لشکر کا پانون میدان میں اڑتا نہیں ستر ہزار کا ستر ہزار اُسکی لاش کو لیکر مدائن کی طرف روان ہوا اور اُس جگہ سے خواجہ کا نام و نشان ہوا یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ اسطرح سے خضر نے اپنے آپکو ہلاک کیا اور اپنے ہاتھ سے اپنے گریبان ہستی کو چاک کیا اور لشکر اُسکی لاش کو لیکر مدائن کو چلا گیا بہت خوش ہو کر اُسیدم کعبے میں جاکر نماز شکرانہ ادا کی اور قلعے کا دروازہ کھلوایا اور یہ مژدہ مہرنگار کو سنایا مہرنگار نے بھی سجدہ شکر ادا کیا عمرو کو فتح و ظفر کا مژدہ دیا عمرو نے رئیسان کو کی دعوت کر کے استدعا کی کہ تین سال تک کا غلہ مجکو مہیا کر دیا جاہیے اتنا احسان مجھپر کیا جاہیئے وہ بولے کہ خواجہ خدائے عزوجل تجکو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے غلہ حاضر ہو سکتا ہے لیکن ہمکو نہایت خوف و خطر ہے اور اس بات کا بڑا ڈر ہے کہ ہرگاہ نوشیروان کو اخضر فیلگوش کی لاش نظر آئیگی اسکی طبیعت کیسی بیتاب کھائیگی نہیں معلوم کہ کس قدر فوج بھیجے گا یا آپ چڑھ آئیگا اسوقت ہم لوگون سے غیر از مرنے کے کچھ بن نہ پڑے گا اس سے بھلا کون لڑیگا اس سے بہتر ہے کہ سردست کوئی اور مضبوط مقام تجویز کر کے اُس میں غلہ بھروا کے شہر کے پچانیکی کچھ تدبیر کرو اور ہم چھوٹے سے بڑے تک تمھارے دعاگو ہین کہنے میں بیٹھے ہوئے تمھاری نصرت و ظفر کی دعا کیا کرینگے اور در پردہ تمھاری خبر بھی لیا کرینگے عمرو نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ اس طرح سے عمائد مکہ کہتے ہین خواجہ بولے کہ نفس الامر میں جو کچھ بچارے کہتے ہین بجا

کہتے ہین اُنکے حق بجانب ہی جو اس اس وقوف مین رہتے ہین عمرو کو معلوم ہوا کہ خواجہ کی بھی یہی مرضی ہے کہ ہم یہان سے دوسری جگہ چلے جائین تاکہ مکے کے لوگ نوشیروان کے ہاتھ سے نجات پائین عمرو نے اپنے لشکر کے سرداروں سے حقیقت کہکر مشورتاً پوچھا کہ کہان چلا جایا چاہیئے عادی نے کہا کہ بالفعل قلعہ تنگ و اجل مین چلکر قیام کیجیے اور وہین چندے آرام کیجیئے پھر اور کوئی قلعہ مضبوط سا دیکھکر لے لیا جائیگا اور سامان کیا جائیگا عمرو نے اُسیوقت لشکر کو قلعہ سے باہر کیا اور دوپہر رات گئے فرخ نگار کو محافے مین سوار کرکے سرداران یمن و تنگ و اجل و ہفت شہر کو اسکے محافے کے ساتھ کرکے اُسکی محافظت کا حکم دیا آخر شب تک وہ قافلہ چلا گیا جب صبح ہوئی ایک صحرا مین عمرو نے لشکر کو اُتارکر دانہ وگھاس و آب کیواسطے اور اسباب خوردنی لشکر کیواسطے مہیا کیا اور خیمہ مین ٹھہر کر کچھ آرام لیا دیر بعد پہر دن چڑھے مقبل جمیع سرداران کو فرخ نگار کی محافظت کی تاکید کی اور آپ درویش صاحب کمال کیصورت بنکر قلعہ تنگ و اجل کیطرف راہ لی ٹھیک دوپہر ہوگئی کہ قلعہ تنگ و اجل کے قریب پہونچا لیکن ریگ تمازت آفتاب سے بھوبھل کیطرح سے جلنے اور لون چلنے لگی جسکی شدت حرارت و تیزی گرمی سے ہڈی ہڈی پگھلنے لگی چونکہ تمام ریگستان تھا وہان درخت کہان کہ سایہ مین بیٹھکر ستاتا کچھ اُسی جگہ سیطرح کا آرام پاتا حیران و سرگردان ہر طرف پھرنے اور دیکھنے لگا تاکہ کوئی جگہ امن کی ہاتھ آئے تو دل مضطر چند ساعت اس تکلیف سے آرام پائے ہارے ایک طرف چند درخت سایہ دار دکھائی دیئے اُسنے اپنے ہوش حواس کو بجا کیے خوش خوش قدم مارتا ہوا اُس طرف گیا دیکھتا کیا ہی کہ ایک پان کملی بچھائے اُن درختون کے سایہ کے نیچے قرار پذیر ہی وہ ایک مرد ضعیف پیر ہی عمرو کو دیکھکر سلام کرکے پوچھنے لگا کہ کیون شاہ صاحب آپکا کدھر سے آنا ہوا اسطرف گذرنے کا کون سبب تھا اور کیا بہانا ہوا عمرو نے کہا بابا درمان کے پیٹ سے آیا ہون بیشمار آدمی کا کھایا ہون چوپان بولا کہ حضرت وہانسے تو سب ہی آتے ہین آپ نے تنہا یہ مرتبہ کچھ نہین پایا ہے ہین آخر فرمائیے تو آپ کدھر سے آئے اور کہان جاتے ہین اور درویش بنکر یہ رنج کیون اُٹھاتے ہین عمرو نے کہا کہ بابا روم سے آتا ہون اور مدعا حسن کو جاؤنگا جب وہان پہونچونگا تب رام پاؤنگا مگر اُسوقت بھوک کے مارے میرا برا حال ہی زندگی مجھپر وبال ہی اُسنے چند بکریان دوہ دوہ کر عمرو کے سامنے رکھکر کہا کہ دانا یہ تو اسوقت موجود ہی اور سامان کھانے کا تو مفقود ہی عمرو بولا کہ بابا فقیر ہر دم اللہ کی یاد مین سیر رہتا ہی ہر حال مین خدا کا شکر اپنے دل و جان سے کرتا ہی ہمین فقط تجکو آزمانا تھا کہ تو فقیر دوست ہی یا نہین جلا اللہ تیرا بھلا کرے اس مہربانی کا تجھے اجر دے تھوڑی دیر کے بعد نادانستہ اُس سے پوچھنے لگا کہ اس قلعہ کا کیا نام ہی اور اس قلعے مین کن لوگون کا قیام ہی اور اسکا حاکم کون ہی وہ بھی فقیر پرور ہی یا نہین غریبون کے حال پر اُسکو نظر ہی یا نہین چوپان بولا کہ شاہ صاحب آئے گے تو یہان خدا پرستون کا عمل تھا جب سے عمرو نامے ایک عیار باغی ہوا ہی شہنشاہ ہفت کشور نے

جا بجا اپنے سردار بھیجے ہین چنانچہ اس قلعے مین جو سردار آیا ہی اسکا نام عمران زرین کمر ہی ایک سردار انشور ہی عمرو یہ افسانہ سنتے ہی سن ہوگیا دلمین کہنے لگا کہ خدا نے بڑا فضل کیا کہ مین مہر نگار کو وہان نہ لے گیا نہین تو بڑا غضب ہوا تھا میری خرابی کا سبب ہوا تھا اپنے ہاتھون اژدہے کے مُنہ مین پڑا تھا گو یا جیتے جی زمین مین گڑا تھا یہ سوچکر ایک نے نکالی اور چوپان کے آگے رکھدی چوپان اُسکو دیکھکر کہنے لگا کہ شاہ صاحب اگرچہ فی میرے پاس بھی تھی مگر چند روز سے گم ہوگئی ہی اور ایسی فی تو مین نے خواب مین بھی نہین دیکھی یہ فی تو ہتیال ہی اسکی تعریف کرنا کسکی مجال ہی عمرو بولا کہ اچھا بابا اگر تجکو پسند آئی ہی تو حاضر ہی لیجئے اور اپنے دل کو خوش کیجئے بھلا فقیری یہ نشانی اگر تیرے پاس رہیگی تو تیری طبیعت کبھی نہ اداس رہیگی چوپان نے فی کو لیکر کہا کہ شاہ صاحب حقیقت مین آپ نے یہ فی نہین دی گویا مجکو بادشاہت عطا کی اس عطیہ کا شکر کیونکر ادا کرون بھا ہی اگر آپ پر اپنی جان فدا کردان عمرو نے کہا کہ ہم فقیر ہین سب کے دلون مین آگاہی رکھتے ہین ہمارا دل کثرت ریاضت سے مثل آئینہ کے صاف ہی یہ دعوی ہمارا خالی از لاف و گزاف ہی بھلا اسوقت کوئی زمزمہ تو بجاؤ اس فی کی آواز سنکر مکو سنیا و ہم بھی سُنین کہ تم فی کیسی بجاتے ہو چوپان نے فی مین سُر لگاتے ہی بیدمشک فی کو مُنہ سے لگاکر جو پھونچا نے کے اندر کا غبار چوپان کے حلق مین جا رہا کھانستے کھانستے چیخنے چلانے لگا جوانی بیہوش ہوگیا دفعتہً غافل ہوکر بیہوش ہوگیا عمرو نے اسی مقام پر ایک گڑھا کھود کر چوپان کو تو دبا دیا اور بھیڑ بکرے تمین اس کا سے خارج کیا آپ اسکی صورت بنکر لٹھے کے دروازے پر جا کے لوٹنے لگا اور اپنا ایسا حال بنایا کہ سب دیکھنے والے حیرت مین آگئے گرد جمع ہوگئے بعضے تو خاص گلہ بان عمران کا ہی در حالیکہ ہم اسی امیر الاشان کا ہی ایک چوپایہ نے یہ خبر عمران کو سنی در اکی خستہ حالی عرض کی عمران اسکو بہت پیار کرتا تھا حکم دیا کہ جلد اسکو میرے پاس لاؤ اہل مجلس نے مجلس دیکھا اسکا علاج کیا بلے وہ اس رنج و الم سے نجات پائے شام کا وقت بھی قریب پہونچا تھا لوگ اسکو عمران کے پاس اٹھا کر لائے عمران نے اسکو دیکھ کے آنسو بہائے عمرو عمران کو دیکھکر در بھی زمین پر لوٹنے لگا اور بیقرار ہوا کہ عمران کو اور زیادہ تر اضطرار ہوا عمران نے کہا کہ تو بھی مجکو کیا ہوا کس آفت مین تو مبتلا ہوا گلہ بان علی نے کہا کہ کیا عرض کرون بنا یا ہا جرا جمعہ سے کون غلام حسب دستور بکریان چرا رہا تھا خوشدلی سے جنگل کی ہوا کھا رہا تھا کہ تیرے پیر کو ایک لشکر کیطرف آیا ایک خانہ اور چند محمل عماری کے گرد لئے اہتمام سے کئی سو آدمی تعداد کچھ عیار قطور و زرہ بکتر و تبر بانی پہنے ہمراہ تھے وہ سب کمال حشمت و جاہ تھے انمین سے ایک عیار سردار وہ مجھے آکر پوچھنے لگا کہ بھلا کسکا کون شخص مالک کا ہی مین نے حضور کا نام لیا اُسے آپکی شان و شوکت سے آگاہ کیا اُسے گلہ کو ہنکا کر کہا کہ ہمنے کئے مین چند روز سے خانہ کشی کی ہی اس سفر نے ہمکو بڑی تکلیف دی ہی ہم ان بکریون کو کھا دینگے انکے گوشت سے اپنی بھوک کی آگ بجھائینگے مین مزاحم ہوا اس نے اور عیارون کو بلا کر مجکو پٹوایا کہ مجکو بڑی دیر تک ہوش نہین آیا بوٹی بوٹی میری درد کرتی ہی اور نہایت

بیتاب ہوں مبتلاے عذاب ہوں حمران نے پوچھا کہ پھر وہ قافلہ کدھر کو گیا چوپان عملی نے کہا کہ یمن کیطرف
روان ہوا حمران نے خوش ہو کر کہا کہ معلوم ہوا وہ عمرو تھا اہل مکہ نے نوشیروان کے خوف سے نکالدیا اپنے شہر
سے اُسکا اخراج کیا مہرنگار کو لیے ہوے یمن کو جاتا ہی اسید مرجنا لشکر اسکے پاس قلعے مین تھا ساتھ لیکر چڑھ دوڑا
کہ مہرنگار کو چھین کر اپنے قبضے مین لاے نوشیروان کے نزدیک بہت عزت پائے عمرو قلعے سے نکلکر اپنے لشکر
کیطرف روانہ ہوا سلطان بخت مغربی کو حمران کیصورت بناکے مع فوج اور سواریان قلعے مین داخل ہوا لوگ
قلعے مین باقیماندہ تھے انکو تیغ بیدریغ کرکے قتیل اور برجون پر اپنے لوگ تعینات کیے اور پل پختہ خندق سے لگا کر
باطمینان تمام آرام کیا اور عیار بہین اپنا نام کیا اب حمران کا حال سنیے کہ بہین بائیس کوس تک دوڑا مگر کسی کو جو نپایا تو
مایوس ہو کر پھر آیا قریب صبح قلعے کے خندق پر پہونچا فصیلون سے فارورہاے آتشین درخت ہاوک دیر پڑنے لگے
بہتسے لوگ اُسکے مارے گئے اپنی جانسے وہ بیچارے گئے حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی قلعے والے کیون مجھسے منحرف ہو کر برعناد
ہوے مستعد فتنہ و فساد ہوے مجبور قلعے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا دو رہین لگا کر لوگون کو جو دیکھا تو اپنے لوگ جو قلعے
مین تھے انمین سے ایک بھی نظر نہ آیا سب کو اپنی محض پایا آخر سوچتے سوچتے عقل نے دریافت کیا کہ کل وہ چوپان نہ تھا
جو زار زار فریاد کرتا تھا عمرو تھا اس فریب سے اُسنے قلعے سے نکلوا کر اپنا عمل کیا سرداران نے شورہ دیا کہ سوا اسکے
اور کوئی تدبیر نہین ہی کہ قلعے کو محاصرہ کرکے بیٹھ رہیے جب کچھ دیکھیے گا جب غلہ تمام ہو جائیگا عمرو خود بخود گھبرا جائیگا
رسد کسی طرف سے قلعے مین جانے نہ دیجیے یکبارگی ضرور کیجیے آپ سے آپ قلعہ خالی ہو جائیگا کوئی شخص بے غلہ کے قلعے مین رہنے
کی مجال نپائیگا حمران نے کہا کہ اسقدر انتظار کون کرے بہتر یہ ہی کہ نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہو کر اس کیفیت سے اطلاع
دون اور تمام احوال مفصل کہون وہان مناسب جانیگا سو کریگا جیسا جانیگا ویسا حکم دیگا یہ بات ٹھہرا کر حمران نے مدائن
کیجانب کوچ کیا سب فوج کو ساتھ چلنے کا حکم دیا ایک نمونہ احوال ہرمز کا سنا چاہیے کہ جب عمرو سے عہد و پیمان کرکے
مدائن کیجانب روانہ ہوا چند روز کے عرصے مین وہان پہونچا بادشاہ اسوقت دربار مین اپنے امور سلطنت کے کار و بار مین
تھے ہرمز سر دربار جاکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے اسکو اپنی چھاتی سے لگایا اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا احوال
پوچھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی سب حقیقت سے بادشاہ کو اطلاع دی کہا ہے اے عدیل و رکہا ہے تو نزدیک حضور رہی اگر تا یہونچنے
صاحبقران کے طرح دین تو بہت مناسب ہی اب یہی امر مصلحت وقت و واجب ہی بادشاہ غضب مین آکر کہنے لگا کہ جب
تجھسا نامرد مین بھی ہون تو البتہ ایسا کرون برہمیر نے عرض کی کہ بادشاہ سلامت یہ مردی نہین ہی بہت عقلمندی ہی مقتضاے
حال کی پابندی ہی دو سبب سے پھرآے ہین ایک تو شہزادے ہو کر اونی عیار سے اغنا رسے کیا مقابلہ کرین اپنے تئین نامرد کرآن
مین خفت دین دوسرے گئے تھے بھی بہت دن ہوے تھے حضور کی فرحت بھی کی بھی خواہش تھی ایکی مفارقت مین انکی جانکو کاہش
تھی بادشاہ نے بخشک کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ بخیار رکھ گیا تھا اُسنے بھی کچھ تدبیر اُس سارباں تراے کی فتاری کی نہ بن آئی

اُسنے بھی اُسکے ہاتھ سے زک اُٹھائی ہرمز نے عرض کی کہ اُسکی تو داڑھی مونچھین عمرو نے پیشاب سے مونڈکر عورت کی صورت بناکر برمنہ خضر فیلگوش کی گود مین سلایا تھا یہ حال عجیب بنایا تھا اور خضر نے بھی نادانستہ نشے کے آثار مین اُس سے مخل شنیعہ کیا اُسکی پشیمانی پر ایسی بدنامی کا ٹیکا دیا بادشاہ اس بات کو سُنکر بے اختیار خندان ہوئے اور عمرو کی چالاکی سے حیران ہوے برزجمہر نے کہا کہ جناب عالی خضر فیلگوش سا پہلوان آج ساسانیون مین کم ہوگا ہرگاہ وہ رہگیا ہی تو یقیناً عمرو کو شمالی دیگا ساسانیون نے جو سنا کہ برزجمہر خضر کی تعریف کرتا ہی بہت مسرور ہوکر برزجمہر کی سخن کی تائید کرنے لگے اُسکی خیرخواہی کا دم بھرنے لگے بادشاہ دربار کو برخاست کرکے مع ہرمز شبستان حرم مین داخل ہوا اور تین روز تک جشن مین مصروف رہکر سب غم واندوہ سے غافل ہوا چوتھے دن محل سے برآمد ہوکر دربار کیا سب امیرونکے احضار کا حکم دیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ زنجیر عدالت کی آواز آئی کسی فریادی نے دُہائی مچائی نوشیروان نے کہا کہ دیکھو تو کون ہی حضور مین بلاؤ حکم کی دیر تھی کہ فریادیون کو خضر کیا دیکھا کہ ایک تابوت اُنکے پاس ہی اور چہرہ سب کا اُداس ہی عندالاستفسار عرض کیا کہ اس تابوت مین لاش خضر فیلگوش ہی اسی غم مین سب فوج سیہ پوش ہی پوچھا کہ یہ کیونکر ہوا اُسکا حال ایسا کیونکر ہوا ہرابہیوں نے مفصل بدسلوکیان عمرو کی بیان کین بادشاہ نے غضبناک ہوکر فرمایا کہ اس سارہان اوے نے بہت سر اُٹھایا ہوا ہے کو بڑا بیرنگ ساز بنایا ہی اچھا ہمارا پیش خیمہ روانہ ہو اور لشکر ہمارا جمع ہو ہم آپ چلکر اُسے سزا دینگے اُس سے خوب سا انتقام لینگے چنانچہ پیش خیمہ روانہ ہوا چار روز مین نولکھ آدمی جمع ہوئے بادشاہ نے کوچ کیا تھا کہ خبر ہوئی کہ ژوپین کابلی زابل سے بھرفوج لیکر حاضر آیا ہی اُسکے دلمین شوق قدمبوس سمایا ہی چند سردار وں کو حکم ہوا کہ استقبال کرکے لے آئین کہ ہم بھی اُسکی ملاقات سے حظ اُٹھائین ہمین حکمران زمین کے حضور ہوکر ابتدا سے انتہا تک قلعہ کے ہاتھ سے جانیکی کیفیت عرض کی بادشاہ کو اُس حال سے طلاعدی برزجمہر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی اہل مکر نے عمرو کو کالدیا اُسکو اپنے شہر سے باہر کیا اب عمرو کی لڑائی کا فتح ہونا کچھ بڑی بات نہین ہی جو جائیگا فتح پائیگا حضور اپنے عزم کو فسخ کرین اپنے تئین تکلیف سفر نہ دین بادشاہ نے برزجمہر سے کہا کہ بہتر ہی ہمارا پیش خیمہ پھر لئے سفر موقوف رہی سب فوج لے اپنے اپنے مقام پر چلے لیکن تم شاہزادون کو لیکر جاؤ اور عمرو کے خرخشہ کو حسن تدبیر سے مٹاؤ برزجمہر بولا کہ مجکو کیا عذر ہی مین تابعدار ہون جانیکو تیار ہون بادشاہ نے برزجمہر ژوپین بختیارک اور باخ پہلوان نامی کو چالیس ہزار سوار سے ہرمز و فرامرز اپنے دونون بیٹونکے ساتھ عمرو کی تنبیہ و مہمکار کے لانیکو اسلحے ہر ایک کو اُسکے لائق خلعت دیکر رخصت کیا اور سامان لڑائی کا جیسا کہ چاہیئے سب لشکر کو دیا ہر گاہ یہ فوج قلعہ تنگ دہانہ پہونچی ژوپین نے دیکھا کہ قلعے کے شاہ برج پر ایک نمگیر اطلس زردوزی کا مرصع نگار کھنچا ہوا ہی اور کمال نہیب زینت اور سامان بر تکلف سے سجا ہوا ہی اور اُسکے نیچے ایک کرسی جواہر نگار پر شاہ عیاران عیار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لباس شاہانہ پہنے ہوئے رونق افزا ہی اور سب اُسکے تابعین سامنے پرے جمائے اور مقبل فی فادار بارہ ہزار تیر انداز محیط سے پشت پر لیس کھڑا ہی اور

چپ راست سرداران و شاہان بمین تنگ و حال ہفت کشور کے سبون پر بیٹھے ہیں اور ہر برج و فصیل پر برق انداز دخشت انداز و سنگ انداز و قاروره انداز و آتشباز و نفط انداز اپنا اپنا حربہ لیے مستعد کھڑے ہین اور قلعے کے برجون پر بڑے بڑے نشان اور پھریرے گڑے ہوے ہین شاہزادون نے بزرجمہر سے کہا کہ سوقت کیا کیا چاہیئے کہ قلعہ ہاتھ آئے بزرجمہر نے کہا کہ لوگ قلعے پر ہر طرح کی ضرب لیے ہوے مستعد اور ہوشیار ہین اُنکی حفاظت مین جان دینے کو تیار ہین اُنسے سوقت مقابلہ کرنا فوج کو ضائع کرنا ہی فوج بیچاری کا مفت مین مرنا ہوا اُنمین سے تو کوئی نہین مارا جائیگا مگر ادھر کے آدمی بہت نقصان ہونگے اور لشکر کا سہارا جائیگا شہزادون نے بختیارک سے پوچھا تمھاری کیا صلاح ہے بولا کسی بات مین فلاح ہے وہ بولا کہ ہرچند خواجہ سچ فرماتے ہین اور خوب باریکی سمجھاتے ہین لیکن محاصرہ کرکے بیٹھ رہنے مین بھی کچھ فائدہ نظر نہین آتا ہے یہ کام بھی ہمکو نہین بھاتا ہے میری دانست مین تو تازہ فوج آئی ہے انمین سب طرح کی توانائی ہے ایک بار قلعہ پر لیا جاے اگر قلعہ مفتوح ہوا تو کیا کہنا ورنہ پھر اور کسی تدبیر مین رہنا ہی اور سواے اسکے قلعگیون پر رعب ہو جائیگا اُنکا دل دہشت کھائیگا شہزادون نے ژوبین سے کہا کہ قلعہ پر حملہ کرو آج میدان جرات مین قدم رکھو ژوبین نے فوج کو لیکر قلعے کی طرف گھوڑے اُٹھاے اپنے زور و دلاوری کے دکھاے عمرو پہلے تو چپکا بیٹھا تماشا دیکھا کیا کہ فوج زور پر پہونچی اپنے بہادرون کو اشارہ کیا کہ ہان آپ آگے بڑھنے نہ پائین یہ سب اُسی جگہ ٹھوکر کھائین قلعے پر سے مار پڑنے لگی جو کافر جہنم واصل ہونے والے تھے ہوے باقی لوگ پیچھے ہٹے مارے خوف کے اُنکے کلیجے پھٹے ژوبین کی جو شامت آئی سیدھے سر پر رکھکے گھوڑے کو آگے بڑھایا عمرو نے ایک پتھر گولہ مین رکھکر مرخ دبکرا اس زور سے ژوبین کی چھاتی پر لگایا کہ وہ گھوڑے پر سے گر پڑا چاہتا تھا پھر سنبھلکر سوار ہوے ذرا ہوشیار ہوے کہ دوسرا پتھر اور عمرو نے مارا کہ وہ چیخ مار بیتاب ہو کر لوٹن کبوتر کی طرح زمین پر لوٹنے لگا ہوش و حواس سب جاتے رہے ادھر ہی سب جیسے ان ہوے چند سوار اُسے اٹھا لے بھاگے گویا اُسکے بخت جاگے شاہزادون نے بختیارک سے پوچھا کہ اب کیا تدبیر ہے عمرو کی عیاری کا تو عجب رنگ ہے ہماری تو عقل دنگ ہے بختیارک نے کہا کہ حضرت کہین قلعہ اسطرح سے فتح ہوتا ہی آجکا دھر خیال ہے یہ بات بہت محال ہے شاہزادے بولے کہ او حرامزادے تو ہی نے تو سوقت لڑائی کروائی اور ہمکو زک کھلوائی اور تو ہی کہتا ہے کہ اسطرح سے قلعہ ہاتھ نہین آتا ہے اب ایسی بات سناتا ہے وہ بولا کہ بُرا کیا ہوا یہ تو اہل قلعہ کو معلوم ہو گیا کہ ہمسے لڑنے کو آئے ہین بڑے سامان سے لشکر لائے ہین اب طبل بازگشت بجوا کر قلعے کو محاصرہ کیجیے جبین سے بیٹھ رہیے چند روز کچھ نہ کیجیے جب غلہ قلعے کا تمام ہو جائیگا ہر شخص کا مارے بھوک کے کام ہو جائیگا اُسوقت روٹیان دکھا کر ایک ایک کو پکڑ لینا اور بھانسی دینا شہزادون نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور بختیارک کے کہنے پر عمل کیا سب اپنے اپنے خیمے مین داخل ہوے عمرو کا حال سینے ہرگاہ ہرمز و فرامرز کے لشکر نے قلعہ کو محاصرہ کرکے لڑنا موقوف کیا عمرو نے اپنی فوج کے سردارونکو حکم دیا کہ اس قلعے مین ہر طرف کے ہاتھ سے بچاؤ شیوا ہی غنیم کا لشکر بیشمار ہی لہذا ضرورت ہوئی کہ کوئی اور قلعہ مستحکم ہم پہونچایا جاے کہ شمن ہمپر

قابو نہ پائے تم لوگ تا آنے میرے قلعے سے ہوشیار رہو ہر صورت سے خبردار رہو مین دو تین دن مین کوئی قلعہ نیچا کرکے
آتا ہون تم بکو اپنے ساتھ اس قلعہ مین لیجاتا ہون یہ کہکر براق عیاری بدنسے لگا کر چلتا ہوا کوہ و دشت دشت
جنگل جنگل و صحرا صحرا چلا جاتا تھا سیکڑون منزل کی تکلیف اٹھاتا تھا دوسرے دن قلعہ تنگ اجل سے سات کوس کے
فاصلے پر جانب مغرب ایک قلعہ پر شکوہ نظر آیا اسکے قریب پہنچے تین پہونچا پاچار طرف سے پھر کر دیکھا تو قلعہ قلب معلوم
ہوا اور بلے فکر مین غوطہ لگانے لگا کہ اس قلعے کو کیونکر لیجیے کونسی تدبیر کیجیے تاگاہ ایک گھسیارہ گٹھا سر پر رکھے
چلا آتا تھا بیچارہ اپنی گھاس بیچنے کو جاتا تھا جھٹ پٹ سائیس کی صورت بنکر اُس سے پوچھنے لگا کہ گھاس بیچیگا وہ بولا کہ
صاحب مول کا کام ہی عمرو نے پوچھا کہ تو اسی قلعے مین رہتا ہے وہ بولا کہ ہان صاحب اسی قلعہ مین رہت ہون مین سانچ سانچ
تمسے کہت ہون پھر پوچھا کہ اس قلعے کا نام کیا ہی اسکا کون حاکم ہے مسلمان ہی یا کافر عادل ہی یا ظالم گھسیارے
نے کہا کہ اسکو گرگستان کہت ہین اور دو بھائی اسکے حاکم آئین ایک کو داراب کہت ہین اور دوسرے کو سہراب امیان مگر
صاحب بڑی رکھ لگ آئے خود قلعے کا رہن ہار قلعے سے باہر جایے کے جب آدت ہی تو نظر بچوا گوسے مکا مٹھ بھانکت ہی
جب جانت ہی کہ قلعے کا رہن ہار ہی تب نام دیکا لکھت ہی اور جیتر جایے دیوت ہی عمرو گھسیارے سے باتین کرہی رہا تھا کہ
ایک جتھا ان نوخواستہ برس بیس لکیس کا سن سال مرکب دیماپر سوار پانچہزار سوار کے حلقے مین نمودار ہوا اور عیار
و شاطر و علوار جلو دیتے چلتے تھے راہ سے لوگون کو ہٹاتے تھے عمرو نے اُس گھسیارے سے پوچھا کہ کسکی سواری ہی وہ بولا کہ
سہراب میان انھین کا کہت ہین عمرو سہراب کا نام سنکر بہت خوش ہوا گھسیارے سے کہا تو گٹھر مین باندھ جا کر
اس جہان رعنا کو دیکھ آؤن اسکے احوال پر اطلاع پاؤن درختون کی اوٹ مین جاکر بصورت اصلی بنکے براق عیاری
بدپر لگایا اور بہت لیفے سے سہراب کے پاس آیا با ادب با ادب شرائط آداب بجا لاکر زار زار رونے لگا اور ظاہر مین کمال
بدحواسی سے بیتاب ہونے لگا سہراب نے دیکھا کہ ایک عیار لباس مصنع نگار پہنے گریان ہی خدا جانے اسپر کیسی مصیبت
پڑی اور اسقدر پریشان ہی گھوڑے کی باگ لیکر پوچھا کہ ای عزیز تو کون ہی اور کیون روتا ہی کیون اپنے آپ نالہ و رو
سے بیخود و لونکے بیہوش کرتا ہی عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا کہ حضور نے عمرو عیار کا نام سنا ہوگا سو ہی غلام ہی اور آپسے مجکو بیحد
کام ہی مہرنگار نوشیروان کی بیٹی کا کچھ پیام لیکر آپکے پاس آیا ہون خلوت ہو تو کچھ عرض کرون نام قصہ آپسے
کہون سہراب نے جو نام مہرنگار کا سنا پھین کھل گئین اسقدر خوش ہوا کہ پیرہن مین نہ سمایا اور عیار کو بہت نزدیک
بلایا بیٹھے لوگ ہمراہ تھے سبکو ایک برتاب تیر کے تفاوت سے ہٹا کر عمرو سے کہا کہ کیا کہتا ہی جلد کہہ میرا دل بیقرار
ہی اس پیام کے سننے کا مجھے انتظار ہی عمرو نے رومال سے آنسو پونچھکر کہا آپ نے سنا ہوگا کہ حمزہ نامے ایک عرب تھا
وہ آدمی بڑا بدمذہب تھا اُسنے مہرنگار کو بزور شمشیر نوشیروان کے گھر سے نکالکر اپنے گھر مین رکھا تھا مگر ہنوز
گل باغ امید اسکا نسیم مراد سے شگفتہ ہونے پایا کہ اسکو ایک معاملہ پیش آیا یعنے اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے قاف گیا

اور مہرنگار کو سپرد کیا اور مجکو بڑی تاکید سے حکم دیا کہ نا آنے میرے اسکی محافظت کرنا اور کسی طرح اسکی حفاظت سے غافل نہونا اور نہ کسی سے ڈرنا مین نے جہانتک ہوسکا اسکی محافظت کی اور مہرنگار کی ہر طرح سے خبر لی لیکن چونکہ حمزہ کو اٹھارہ دن کے کئی برس ہوگئے معلوم نہین کہ جیتا ہی یا مرگیا یا کسی دیو کی غذا ہوا اب عمرو نے چاہا کہ مجھے پکڑکے نوشیروان کے پاس بھیجدین اور مہرنگار کو مجھسے چھین لین مین مہرنگار کو لیکر بھاگا انکو اسکے ہاتھ سے بچاؤن اور حمزہ کا کہنا بجالاؤن چنانچہ پانچہزار عرب سیری تلاش مین پھرتے ہین کہ مجکو قتل کرکے ملک عدم مین پہونچائین اور مہرنگار کو اپنے قبضے مین لائین مہرنگار نے مجھسے کہا کہ ای خواجہ تجکو بیٹے یا باکہا ہے اور تو میرا برادر حقیقی ہی اتنا مجھپر احسان کر کہ کسی کو مناسب جانکر مجکو حملے کر کہ مین اس سے راحت پاؤن اور کسی مصیبت سے نجات پاؤن مین اسی تلاش مین نکلا تھا کہ آپکو مین نے دیکھا چونکہ حمزہ کی شباہت حضور سے بہت مشابہ ہی لہذا اُسے یاد کرکے رویا اور اب حضور مین یہ عرض ہی کہ اگر حضور کو میری پرورش حمزہ کیطرح سے منظور ہو تو مہرنگار کو آپکے حوالے کرون اور خود مطمئن ہوجاؤن لیکن ایسا نہو کہ بعد لینے مہرنگار کے مجکو پکڑکر نوشیروان کے حوالے کردو اور اس باب مین اپنی نیکنامی سمجھو سہراب مہرنگار کا نام سنتے ہی اشتیاق سے آپ مین نرہا مرکب سے اُتر کر عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا کہ خواجہ مین تجکو حمزہ سے بھی اچھی طرح سے رکھونگا اور کسی بات کی تکلیف نہ دونگا اور نوشیروان تو کیا مال ہی اگر زمانہ اُلٹ جائے تو بھی تجکو مجھسے کوئی نہ لے اور قلعہ بنایا ہوا سکندر ذوالقرنین کا ہی اگر شاہان سے مین بالاتفاق چاہین کہ اسکو لے لیوین محض محال ہی یہ بات انکو حاصل ہونا خام خیال ہی کہ بنانے والے نے بہت مستحکم بنایا ہی چل مین تجکو قلعہ کے مکانات دکھاؤن قلعے کی سیر کراؤن یہ کہکر عمرو کو ہمراہ لے کے قلعے کی طرف چلا جب قلعے مین پہونچے عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ شکر ہی افسون میرا کارگر ہوا ابھی انکا آنا بہت بہتر ہوا انشاء اللہ تعالی اس قلعے کو بھی باقبال صاحبقران بن لینا ہون اور سہراب کو کیسی رک دیتا ہون مکانات قلعے کے دیکھکر بہت خوش ہوا کہ نفس الامر مین ایسا قلعہ روئے زمین پر بہت کم ہوگا اسواسطے کہ سکندر سا رتبہ کیسکو کب بہم ہوگا سہراب نے عمرو کو اپنے دیوانخانہ مین بٹھلایا اور اُسکے واسطے سامان ضیافت کا تیار کردیا اور اپنے تئین بھائی وار اب سے عمرو کی تقریبیان اور عمرو عیار کے آنے سے اطلاع دی اور کہا کہ یہ ملاقات دنیات کی مہربانی ہی کہ مہرنگار سی معشوقہ اور عمرو سا عیار نصیب ہوا دارا بت نسبت سہراب کے مرد عاقل تھا اسکو مہم کا مطلب اور اک صحیح حاصل تھا بولا کہ معلوم ہوا کہ تقدیر تیری برگشتہ ہوئی ہی تیرے اقبال کو زوال آیا کہ تجکو ایسا بیوقوف خیال آیا دیکھا چاہیئے کہ عمرو تجکو کس حادثے مین گرفتار کرتا ہی اور تجکو کیسا نجوبنا چاہتا ہی سہراب نے یہ عمرو کے مرم مین نہین آیا تھا کہ اسکو سمجھانا اسکا اثر کرتا اور وہ اپنے نیک بد پر نظر کرتا بولا کہ عمرو کی تقریر لغو نہین معلوم ہوتی ہی اسکے کلام سے سراسر راستی و صداقت مفہوم ہوتی ہی آپ بھی اُس سے گفتگو کرکے اپنے غور و فہم مین اور اسکے اصل دروغ کو

خوب اپنے ذہن مین لائین دارابؔ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی عمروؔ کو بلوائیے اور بانین مجھسے سنوائیے سہرابؔ نے عمروؔ کو دارابؔ کے سامنے بلوایا عمروؔ دارابؔ کے پاس آیا اور بہت تہذیب سے آداب بجالایا دارابؔ کو سلام کرکے دعا دی اور ایسی تقریر کی کہ دارابؔ نے بھی عمروؔ کو گلے سے لگاکر بہت تشفی کی عمروؔ نے دیکھا کہ دارابؔ بھی تیرے دام مین آیا اُٹھکر تسلیم کی اور کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون فرخ نگار کو جاکر لے آتا ہون آپکی خدمت سے اُسکو مشرف کرتا ہون لیکن دربان قلعہ کو حکم ہو جائے کہ دن ہو یا رات جسوقت مین آؤن دروازہ کھولدیوے مجھکو کوئی روکنے نہ پاوے آپکے پوچھنے پر نہ رکھے دارابؔ نے دربان کو بلاکر تاکید کردی کہ خبردار خبردار جسوقت عمروؔ آئے اُسیوقت دروازہ کھولدینا کہ بے تکلف قلعے کے اندر چلا جائے اور جو کوئی عمروؔ کے ساتھ ہو اُسکو قلعے کے اندر آنے دیجیو کسی طرحسے مزاحمت نہ کیجیو اور آج سے قلعے کا مالک عمروؔ ہی جو کوئی اُسکا حکم نہ مانیگا وہ اپنی سزا کو پہونچیگا نوکرونکو اُسمین کیا گفتگو تھی بھون نے قبول کیا اور ایکنے دوسرے کو یہی حکم دیا عمروؔ رخصت ہوکر قلعے سے باہر نکلا سہرابؔ نے دارابؔ سے کہا کہ مین بھی عمروؔ کے ساتھ جاتا ہون دارابؔ نے کہا کہ تم بھی جاؤ دیکھو آنا ہون مبادا اثنائے راہ مین عمروؔ آپکو گرفتار کرکے بھیجدے یا جائین اور ہم اپنا مقصود و مطلب پائین تو یہ نعمت غیر مترقبہ آئی ہوئی ہاتھ سے نکلجائے ہمارا دل اس رنج سے ہزار دن پیچ کھائے دارابؔ نے کہا تمھارا جانا کسی طرح میرے نزدیک مصلحت نہین ہی عمروؔ کی گفتگو میرے ذہن نشین ہی عمروؔ جسطرح مناسب جانیگا لے آویگا اُسکی چالاکی کو اور کوئی کیا پائیگا سہرابؔ نے نہ مانا اور پانچسو جوان تیر انداز مسلح اپنے ساتھ لیکر عمروؔ کے ہمراہ روانہ ہوا جب قلعہ تنگ واحل پانچ کوس باقی رہا عمروؔ نے سہرابؔ کو مع لشکر اسی مقام پر ٹھہرایا اور اُسکو ایک نیا فقرہ سنایا کہ آپ یہان ٹھہریے مین ملکہ کو اطلاع کرون بلکہ ہے تو یہین لے آؤن سہرابؔ تو عمروؔ کا محکوم تھا فوج کو لیکر اس جگہ اتر پڑا اور عمروؔ نے قلعہ تنگ واحل مین آکر اپنے لشکر کے سردار و منسے مفصل حال بیان کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے قلعہ گرگستان مین نے لیا اور اُسکے حاکم کو مین نے بڑا دھوکا دیا قلعے کی مضبوطی کی بہت سی تعریف کی جتنے تھے سب خوش ہوئے اور عمروؔ کی چالاکی اور دانشوری پر بہت آفرین کی ہر شخص نے دل و جان سے تحسین کی صبح کو اُس لشکر مین غلطان و پیچان ہوا کہ سہرابؔ کو کسی سے لڑوا کے مروا ڈالنا چاہیے جب یہ قتل ہو تو بے خرخشہ اپنا کام نکالا چاہیے مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا آخر تجویز کیا کہ ہرمز ہی کے لشکر مین چلکر کچھ کارستانی کیا چاہیے اُسے کچھ فریب دیا چاہیے جاسوسون کی صورت بناکر ہرمزؔ کے لشکر کے کوتوالی کے چبوترے کے نیچے ہوکر نکلا بیادون نے جاسوس سمجھکر گرفتار کیا ہرچند پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی گونگون کیطرح سے بہان بہان کیا کسی کو کچھ جواب دیا کوتوال نے بزرجمہر سے جاکر کہا کہ ایک شخص جاسوس وضع گرفتار کیا ہی ہزار ہزار طرح سے اُسسے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی کس نے تجکو بھیجا ہی گونگون کی طرح جہان بہان کرتا ہی ہمکو گون کو سخت حیران و پریشان کرتا ہی بات نہین کرتا ہی اپنی گون گان سے نہین گذرتا ہی بزرجمہر نے

بلوا کر عربی فارسی ترکی کشمیری پشتو مغربی حبشی نگباری انگریزی برکیزی فرانسیسی وسی نیا ماری لاطینی رومی ہندی
گرنا ٹکی بھوجپوری کنی بینی تلنگی سنگلی سندھی زبانو نہین اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی کس ملک کا رہنے والا ہی جو تیرا
انداز سب سے نرالا ہی مجھسے مفصل بیان کر انعام دیکر مجھے چھوڑ دونگا اور تجکو بہت خوش کرونگا جب کچھ نہ بولا تو
پہلوان جو برزجمہر کے پاس بیٹھے ہوے تھے بولے کہ جناب عالی سیدھی انگلیون سے گھی نہین نکلتا ہی موم نہین بے آگ
کے پگھلتا ہی ٹکڑی مین اسے بندھوا کر کوڑے لگوایئے خوب راسکو کھلوایئے ابھی بتا دیتا ہی اپنے شہر کا جلد بتا دیتا ہی
برزجمہر نے کہا کہ ایسے کام نرمی ہی سے نکلتے ہین سختی اس موقع پر کام نہین آتی ہی بات بگڑ جاتی ہی یہ کہکر خلعت جو
نوشیروان کا دیا ہوا پہنے ہوے تھے اُتار کر پانچ توڑے اشرفیون کے اُسپر رکھکے اُسکے روبرو رکھدیے اُسکو اس
تدبیر سے خوشنود کیا اور کہا کہ اے عزیز سچ بتا کہ تو کون ہی مجکو نوشیروان کے سر کی قسم اگر بتا دے اور سر گفتگو آوے
تو یہ خلعت اور توڑے ابھی تجکو دے کے چھوڑ دون اور تجکو بہت خوش کرون خلعت و اشرفیان دیکھکر
عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا زبان مغربی مین مفصل حال بیان کیا کہ قلعہ گرگستان کو لیا چاہتا ہون
اپنا کام کیا چاہتا ہون اسواسطے سہراب قلعہ دار کو لگا لایا ہون مین چھپیس بتا کر آیا ہون آج وہ شبخون آپ کے لشکر پر
ماریگا اُسکو کسی طرح سے مار لیجئے یا پکڑکے قید کیجئے یہ مہم سر کرکے مجکو تقویت دیجئے کہ یہ بلا میرے سر سے جاے
میرا دل ٹھکانے آئے خواجہ برزجمہر نے ہزار اشرفی اور بھی اضافہ کرکے عمرو کو دیکر رخصت کیا اُدہر مرزے جاکر
بیان کیا کہ ایک جاسوس گرفتار ہو کر آیا تھا ہمارے لشکر کا کوئی آدمی اُسے گرفتار کرلایا تھا مین نے اسکو ملع و دیکر
دریافت کیا عمرو سہراب نامے قلعہ دار کو لگا لایا ہی عمرو کے دام مین آیا ہی آج وہ ہمارے لشکر پر شبخون ماریگا
ہرمز و فرامرز نے کہا کہ بچہ آپ کی صلاح ہی آپ نے اس باب مین کیا سوچا ہی برزجمہر نے کہا کہ سرداران فوج کو بلا کر تاکید
کر دیجئے کہ آج سویرے کھلی لین اور چار گھڑی رات گئے پہاڑ کے دامن مین دبک کر بیٹھ رہین جب شبخون مارے اور لشکر
غنیم کا لوٹنے مین مشغول ہووے تب فوج ہماری کمین گاہ سے نکلکر حریف کی فوج کو مارے کہ ہمارا مطلب اسی سے حاصل
ہووے اور مفت دریجہ سہراب اور عمرو کو زندہ پکڑ لونگا کہ اس قلعہ کی تسخیر کا سامان ہو ہرمز و فرامرز نے اُسیدم
سرداران لشکر کو بلایا اس کیفیت سے مطلع کیا اور جو کچھ برزجمہر نے کہا تھا وہ حکم دیا اب عمرو کا حال سنیے کہ قلعے
مین جاکر اپنے لشکر کے سرداران کو حکم دیا کہ سواریان سر شام تیار رہین درپے لوگ کمرین باندھے ہوشیار رہین جسیدم
مین آؤنگا اُسی دم یہ قلعہ خالی کرکے قلعہ گرگستان مین سبکو لیکر اپنے ساتھ جاؤنگا جب سب بندوبست کر چکا
سہراب کے پاس منھ بنائے ہوے گیا سہراب نے کہا خیر تو ہی خواجہ اُداس کیون ہو اسقدر بدحواس کیون ہو
عمرو نے کہا کہ کیا عرض کرون کچھ عرض کرنہین سکتا کہ کیا حال ہی مجکو بڑا ملال ہی حضور سے رخصت ہو کر
مہرنگار کے پاس آیا اور آپ کی شان و شوکت اور شجاعت اور مروت کا حال اُسکو سنایا حضور کے

حسن وجوانی کی صفت سن کے دل سے مشتاق ہوئی اور اشتیاق طاقات سے طاقت طاق ہوئی چاہتا تھا کہ محافے مین سوار کر کے قلعے سے نے نکلون کہ آپکے سامنے سرخرد ہون کہ ناگاہ ایک عیار نے آکر خبر دی کہ کچھ فوج قلعے کی زدے ہٹ کر اُتری ہی مگر یہ نہین معلوم کہ فوج کسکی ہی اور کہان سے آئی ہی اور پھر اُسکا کیا مطلب ہی اور کرشن چندر بھائی ہی مین نے جاکر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ بزرجمہر کو نوشیروان نے بھیجا ہی کہ تم جاکر مہرنگار کو سمجھا کر لے آؤ اسکو اس قید محنت سے چھڑاؤ یہ حال جب سے معلوم ہوا ہی جان مین جان نہین کیونکہ وہ حکیم ہی البتہ اسکے کلام مین بڑی تاثیر ہی اور اسکے ہر کام مین تدبیر اثر پذیر ہی تعجب نہین ہی مہرنگار اسکے کہنے مین آجائے اور اسکی شیرین بیانی سے دھوکا کھا جائے اگر اسوقت میرے پاس ہزار جوان بھی ہوتا تو بزرجمہر پر شبخون مار کر اس جگہ سے اُسکو ہٹا دیتا اور اسکے سب لشکر کو بھگا دیتا سہراب نے کہا کہ عمرو یہ کون بڑی بات ہی اسکی تجویز میرے ہاتھ ہی تم ایسے متردد نہ ہو آخر مین جو پانچ ہزار سوار لے تھے ساتھ آیا ہون تو کیون آیا ہون جس جگہ یہ فوج اُتری ہی ذرا مجھکو چلکر دکھا دو پھر مین سمجھ لونگا اور اسکے دفع کرنیکا سامان کر دونگا عمرو بیتاب ہوکر اور بھی بیتاب ہوئے کہ حق تو یہ ہی عاشق صادق ایسے ہی ہوتے ہین جیسے حضور ہین واقعی آپ بڑے غیور ہین اور ملکہ مہرنگار کے اچھے نصیب تھے کہ آپ سا خاوند چاہنے والا پایا اور طالع یاور نے اسکے بخت خفتہ کو جگایا سہراب اور بھی اپنے مین نہ سمایا اس بات کے سنتے ہے اپنے غنچہ دل کو کھلایا فوج کو ساتھ لیکر موبچھو پیر تا دُم دبتا ہوا عمرو کے ہمراہ روانہ یا کمال حشمت وجاہ ہوا جب قلعے کے نزدیک پہونچے عمرو سہراب کو ٹھہرا کر ہرمز کے لشکر مین گیا دیکھے تو سب سردار وں کا خیمہ خالی ہی سب طرحسے فارغ البالی ہی وہانسے آکر سہراب کو لیجاکے خیمہ گاہ ہرمز بنا کر الگ اسلحہ جو جاکر دیکھے تو خیمے کھڑے ہین سب اسباب ہے مالک مٹے ہین ایک متنفس نظر نہین آتا کسی آدمی کا نشان پایا نہین جاتا سوچا کہ شاید کسی جاسوس سے خبر پاکے میرے رعب سے بھاگ کر کہین پوشیدہ ہوئے ہین کوئی مصلحت سوچکر لڑائی سے دست کشیدہ ہوئے ہین سوار دن نے سہراب کے جہانتک مال و اثقال ہرمز کے لشکر مین تھا اُٹھا لیا اپنے گھوڑے پر بار کیا ہنوز وہانسے چل نہ نکلے تھے کہ ہرمز کے چالیس ہزار سوار چار طرف سے آگے اور یزن کن کن کی آواز بلند ہوئی بھاگنے کی راہ ہر سمت سے بند ہوئی کثرت سے لوگ مارے گئے قلیل جو بچے تھے وہ سہراب کیساتھ گرفتار ہوئے مصیبت مین پھنس گئے مجبور ناچار ہوئے ہرمز نے لوہار کو بلاکر اسیر انکو بیڑیان کیا سیکو بحوس زندان کیا عمرو کا حال سنیے کہ جہان سہراب کو ہرمز کے لشکر مین داخل کر کے اپنے قلعے مین آیا اور انکو یہ حکم سنایا کہ تم مہرنگار کو مع سفوکات دیگر سوار کر کے فوج کو ساتھ لیکر مغرب کی طرف چلو مین بھی پیچھے سے آتا ہون اور تمکو راہ مقصود دکھاتا ہون لشکر تورانی سواریان لیکر قلعے سے روانہ ہوا عمرو نے اپنی صورت کا ایک پتلا بنا کے اپنی نشستگاہ پر بٹھلایا یہ ایک طلسم بنایا اور کئی سو پتلے بنا کے جابجا فصیل و برجون پر قائم کئے کہ ہاتھون مین تیر تنگ بے اور دو دو کتے

متصل باندھے کہ ایک کو دیکھکر ایک غل مچائے شب کو اپنی آواز سنائے اور ایک گدھا قلعے کے دروازے پر بانہ دیا
اور اُسکو بھی جھول وگھنٹی طرح کا دیکر بشکل مہیب کیا اور چند مرغ طاقچوں پر بٹھلا کے قلعے کے باہر کابل تختہ اٹھا
جست کر خندق کے پار ہوا گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے لشکر کیطرف رخ کیا کئی کوس پر جاکر لشکر سے ملا
اور راتوں رات لشکر کو دوڑاتا ہوا لے گیا دو گھڑی رات باقی ہوگی کہ قلعہ گرگستان کے دروازے پر جا پہونچا
سرداران لشکر سے کہا کہ میں قلعے کا دروازہ کھلواتا ہوں اور تم کو پیندیر بتاتا ہوں تم نشانی سوا یان لشکر قلعہ میں
داخل ہوکے ایک قلم سب کو تیغ بیدریغ کرنا کسی کے شور وغوغا سے نہ ڈرنا مگر جو شخص مسلمان ہو اُسکو امان
دینا باقی سبکو زیر شمشیر لینا سرداران لشکر سے یہ کہکر قلعے کے دروازے پر جاکے دربانے پکارا کہ جلد دروازے
کو کھول میں عمرو ہوں مہرنگار کو لیکر آیا ہوں معشوقہ سہراب کو جسنے عذر لایا ہوں دربانو تم پہلے سے نمک
حلال چکا تھا اُسنے جھٹ پٹ دروازے کو کھولدیا اور دروازہ کھولنے میں کچھ تامل نکیا عمرو مع لشکر اور مہرنگار قلعے
کے اندر داخل ہوا اسکا مطلب لی حاصل ہوا مہرنگار کو تو اسکے ہمراہ میوں جسنے ایک مکان جدا خواہ میں اُنکے مقبل
کو اُسکی حفاظت کیواسطے تعین کیا اور مہرنگار کی خبر دی اور حفاظت کا حکم دیا اور آپ لشکر کو لیکر قلعگیوں کو قتل
کرنے لگا سر اہل قلعہ پر دفعتہً غضب الٰہی اُترنے لگا جو شخص مسلمان ہوا وہ بچا باقی سب کے سب جہنم واصل ہوئے
دو گھڑیوں میں عامل ہوئے وارانے یہ ہنگامہ دیکھکر جانا کہ عمرو آیا اور قلعہ مارلیا قلعہ والوں نے کیا معلوم نہیں کہ سہراب کے
حال کیا ہوا وہ کس آفت میں مبتلا ہوا عمرو نے جب وارا کے مارنے کا قصد کیا وارا نے کہا کہ ای خواجہ میں مسلمان
ہوں مجھکو قتل سے باز آؤ اور مجھکو کلمہ شہادت پڑھا عمرو نے اسلام سکھایا اور بوسہ رحم آیا اور مجھکو تمہارے قلعہ اور اہل و
اسباب سے کچھ کام نہیں ہے میرا اس قلعہ میں کچھ تمام عمر قیام نہیں ہوا ہے اس کیواسطے تمہارے پاس نکر یا ولی نعمت کے
ہاتھ سے اپنی جان بچانیکی یہ تدبیر کی ہے تمزہ کا نام سنا ہوگا میوں سے محفوظ رہے اور وہ مجھکو میری خدمت پر مامور کیے
بندازان ہم جانو اور ہمارا قلعہ جانے پھر تمکو کچھ سروکار نہیں ہے مجھے تمسے کچھ تماش نہا نہیں ہے وارا اب بسوخت عقل
پر خندہ صدق دل سے مسلمان ہوا بڑی خوش نصیبی سے صاحب ایمان ہوا اور قلعہ میں عمرو کا نائب ہوگیا قلعہ والوں کا
حوصلہ پست ہوگیا اپنے اسمہراب کا حال سنے کہ وہ جو ہرمز کے لشکر میں اسیر ہوا عمرو کی عیاری سے بیچارہ بر شکست تقدیر
ہوا بختیارک اور تزویمیں نے ہرمز اور فرامرز و بزرجمہر سے کہا کہ دیکھا ہی کہ عمرو قلعہ گرگستان میں پہونچا ہو
اور اُسنے اُس قلعہ پر تامل و تمہل کیا ہوگا جبھی یہ پہنچتے ہی عیار بنکر قلعہ تنگ والوں کی خبر کر بھیجا کہ رہا نہ تو کر قلعہ
خالی ہی یا نہیں عیار وں نے قلعہ کو دیکھکر جیکے کہا کہ آدمی جا بجا ہے تو رفصیلوں پر قائم ہیں گدھے اور کنوں کی آواز آتی ہی مرغ
بانگ دے رہے ہیں کیونکر کہیے کہ خالی ہوا کچھ اعتبار قلعہ خالی ہونیکے پائے نہیں جاتے ہم تو اُس قلعے کی آبادی ویسی ہی پاتے ہیں
بختیارک نے لاکھ کہا بات محض لغو ہی ہرمز و فرامرز سے کہا آپ طبل جنگ بجوا کر دیکھیے تو میری رائے درست ہی یا غلط ہرمز و فرامرز نے

زبر چہر کو تو اسیروں کو محافظت کیواسطے لشکر مین چھوڑا اور آپ طبل جنگ بجوا کے قلعے پر گیا تو روئین نے بختیارک سے کہا دیکھ تیرا کیا خیال خام تھا کہان قلعہ خالی ہوا ہوگا سب لوگ اگلا میا ہی جا بجا لوگ فصیلو پر قائم ہین عمرو فلاخن لیے مستعد کھڑا ہی ہر ایک نشان اپنی اپنی جگہ پر گڑا ہی بختیارک نے پھر غور سے دیکھکر کہا کہ ای روئین یہ عمرو نہین ہی عمرو نے ایک پتلا بنا کر اپنے ہاتھ مین فلاخن دیدیا ہی نیا شعبدہ کیا ہی اور جتنے لوگ فصیلو پر معلوم ہوتے ہین یہ سب پتلے ہین وہ دیکھ ہوا سے کو پھین ہلتی ہی فلاخن کے پتھر کی دوڑی ایک دوسرے سے ملتی ہی تو روئین آگے بڑھا قضا کار ہوا کے زور سے فلاخن کا پتھر چھوٹ کر تو روئین کے سر پر جس جگہ عمرو نے پہلے پتھر مارا تھا وہین پر لگا اور خم بدکسن پھر نا ہوا تو روئین کو ابھی یقین ہوا کہ یہ پتلا نہین ہی عمرو ہی اہو مین دوبا ہوا سر پر بانون رکھ کے دہانے فرار ہوا پیچھے کے حصے سے نہایت بیقرار ہو بختیارک نے کہا کہ او تو روئین کہان جاتا ہی کیون بزدلی کمر کے ذلت اٹھاتا ہی حیف ہی کہ تجھسا نامور کیکاؤس کی اولاد مین پیدا ہو کے اُنکی بہادری کا نام مٹائے اور مرد وسے اُسے شرم نہ آئے تو روئین بولا کہ یہ بھی عجب بات ہی صریح عمرو پتھر مار رہا ہی اور تو کہتا ہی کہ عمرو نہین ہی تو پھر تبلا کہ یہ کیا ماجرا ہی جسکے ہاتھ سے یہ فوت پا رہی بختیارک بولا کہ ای ڈرپوکنے ہوا کے زور سے پتھر فلاخن سے نکلکر تیرے سر مین لگا ہی تیرا سر تو نہین ہی یہ بھی انصاف کی بات ہی اور اگر عمرو ہوتا تو اب تک پتھر دیکے مارے دم نہ لیتا کسی کو بھاگنے کی فرصت نہ دیتا اور فصیلو پر سے وہ تاختہ بازی کا بازار گرم کرتا ہی کہ ہر شخص بے مارے مرتا اور پھر بھوت کے بھائے کے چنون کی طرح سے لشکر مین جاتا سکو سے عدم ایکدم مین پہونچاتا جاوے دانے کو توڑ کر میرے منہ سے منہ نہ موڑ بارے روئین بختیارک کے کہنے سے خندق کے پار ہو کر گرز سے دروازہ توڑ کر ہر مرزہ فرامرز و بختیارک دیگر سرداران فوج کو قلعے مین لے گیا دیکھے تو دروازے سے لگا ایک گدھا بندھا پایا اُسکو بہت تعجب آیا پھر کیا دیکھا کہ طاقچہ پر مرغ بیٹھے بانگ دے رہے ہین فصیل پر دو دکتے مقابل بندھے دیکھے اور کئی سو پتلے کاغذ کے جا بجا قائم پائے ایسے ایسے نیرنگ قلعہ کے اندر سکو نظر آئے روئین بے شرمند ہو کر ایک گرز عمرو کی تصویر پر لگایا تو او ایک نیا شعبدہ دیکھنے مین آیا عمرو نے ایک گیدڑ کا بچہ اس پتلے کے پیٹ مین بند کیا تھا پیٹ کے پھٹتے ہی وہ گیدڑ بھاگا تو روئین نے بختیارک سے کہا کہ یہ کیا بلا ئی اس قلعے نے تو نئی ہی بات دکھائی بختیارک بولا کہ یہ عمرو عیار کی روح ہی یہ جانے پتلے اسکو کوئی دوڑکے پکڑ لاؤ دیتے لوگ تھے اس لطیفہ پر بے اختیار ہنسے اُسکو یاد کر کے بار بار ہنسے ہرمز نے اپنے لشکر مین جا کر بختیارک سے پوچھا کہ اب کیا کیا چاہیے یہ تو عجب واقعہ پیش آیا اب کچھ تدبیر سوچنا چاہیے اُسنے کہا کہ عمرو کا پیچھا چھوڑنا مناسب نہین ہی نہ ہو یا ہو اس امر کو ترک کر خصوص اسوقت مین کہ سر دست قلعے مین گیا ہی وہان تازہ وارد ہوا ہی ابھی اُسکا بندوبست بھی اچھی طرح سے نہ ہوگا کچھ اطمینان اور سامان نہ ملا ہوگا ہرمز نے کہا اچھی بات ہی تو زبر چہر کو بلا کر کہا کہ خواجہ تم سہراب کو لیکر بادشاہ کی خدمت مین جاؤ جو کچھ آنکھو سے دیکھا ہی مفصل بادشاہ کو سناؤ اور میری عرضی بھی گذران دینا اسپر بھی بادشاہ سے کچھ حکم لینا

بزرجمہر سہراب کو لیکر مدائن کو روانہ ہوا ہرمز و فرامرز و بہمن بختیارک اسی ہزار سپاہی سمیت قلعہ گرشاسپ گئے وہان پہونچکر قلعے کا محاصرہ کیا اور رسد نجانے دینے کا حکم دیا عمرو کا حال سنیے کہ اُسنے جو کئی دن کی مہلت پائی یہ بات اسکے دلمین آئی چھ مہینے کے موافق غلہ خرید کرکے قلعہ مین بھر لیا کھانے پینے کا سب سامان قلعہ مین دھر لیا اور قلعہ کو مانند طاؤس طناز تیار کرکے فیلبند دروازہ پر شامیانے کے نیچے کرسی مرصع بچھا کر اس دماغ سے بیٹھا کہ شاہان ہفت اقلیم گویا اُسکے آگے مال نہین ہین کچھ بھی صاحب حشمت و اجلال نہین ہین آمین ہرمز و فرامرز لشکر لیکے پہونچے اور بختیارک کے مشورے سے قلعہ پر حملہ کیا فوج کو کیلا رگی قلعے پر دھاوا کرنیکا حکم دیا عمرو نے دیکھا کہ لشکر نزدیک پہونچا اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ ہان لینا جانے نہ پائے سب اسی جگہ مارے جاوین ہرمز کے لشکر پر تیر و فلاخن و سنگ و آتشبازی کا مینھ برسنے لگا ایک ایک آدمی اُس آگ کی گرمی کی شدت سے ایک بوند پانی کو ترسنے لگا کئی ہزار سوار مالک دوزخ کے مہمان ہوے اسی آتشبازی سے بچان ہوے باقیونکے پانوں پیچھے ہٹ گئے لشکرون کے دل چھوٹ گئے بختیارک نے ہرمز و فرامرز سے عرض کی کہ لڑائی کا یہ ڈھنگ نہین ہے اگر اسطرح لڑے گا تو تمام فوج ضایع ہوجائیگی اور فتح ہرگز نہ ہاتھ آئیگی دونون شاہزادے برہم ہوے کہ مردک کیا بکتا ہے تیرے ہی کہنے سے قلعہ پر حملہ کیا گیا اور فوج کو لوٹ پڑنیکا حکم دیا گیا اور آپ ہی اسطرح سے کہتا ہے سخت بیحیا ہے قابل سزا ہے وہ بولا کہ اچھا نقصان کیا ہوا ابھی ناکئی ہزار سوار و اوده وش کے عذاب سے چھوٹے اور اپنی جانین بچائین بہت سے مرنے لوٹے مگر قلعگیو نہیں ثابت ہوا کہ شاہزادے ہمسے لڑنے آئے ہین بڑی شان و شوکت و دبدبہ و حشم کا لشکر لائے ہین اسوقت طبل بازگشت بجوا کر کسی زمین ہموار پر اُترکے قیام کیجیے لشکر کے گھوڑونکو اور جو لوگ آپکے ساتھ ہین سبکو آرام دیجیے جب قلعے مین غلہ نرہیگا اور پھر جانے بھی نہ پائیگا خود بخود خالی ہوجائیگا شاہزادے طبل بازگشت بجوا کر محاصرہ کیے اُتر پڑے اور اسی بات پر لڑنے بزرجمہر کا حال سنیے کہ جسدین مدائن مین پہونچے اُس زر باد شاہ دربار عام مین سے امورات سلطنت کے انجام مین لگے سیدھے بخط تسلیم بادشاہ کی خدمت مین حاضر آئے اور آداب بادشاہی بجالائے سہراب کو لیجاکر تمام کیفیت حال ہمائکی سب حال خرابی سناکے خاطر نشان کی اور عرضی ہرمز و فرامرز کی گذرانی پہلے بادشاہ نے سہراب سے کہا جانچنی چاہا ہو تو مفصل اپنی کیفیت بیان کر کسی طرحسے نہ رہین تجکو سزا نہ دونگا قید نہ کرون گا سہراب نے عمرو کا دربغلان کر شبخون کرونا اور اپنے اسیر ہونے کا ماجرا کہکے عرض کی کہ اگر یہ قصور میرا معاف ہو تو بادشاہ کا دل میرطرف سے صاف ہو تو حیات مستعار تک منعیہ سرفروشی رہونگا تمام عمر دعائین دونگا بادشاہ نے اسکا قصور معاف کرکے ہرمز کی عرضی کو پڑھوایا اسکے مضمون کے سنتے ہی خوب دلکو لگا یا اسمین لکھا تھا کہ فدوی حسب الحکم چار برس کا عرصہ عمرو سے لڑتے ہوا ایک دن بھی صورت ظفر کی نظر نہ آئی کسی صورت سے فتح نمایان یقین ہے کہ عمرو کی لڑائی ہلو گو نسے سر نہو گی بلکہ شب و روز یہی خوف رہتا ہے کہ کہین عمرو ہمسے مین مار نڈالے یہ جان عزیز جانے قابل نہ نکالے یا پلنگ سے اٹھا اپنے لشکر مین لیجا کر کسی اور بلا مین پھنسائے کچھ وہی مثل ہمارے حال مقصود کا آنا اسطرف کو

بہت مناسب ہو اپنے تابعدار وں کی مدد اور خبر گیری واجب ہی یقین ہو کہ فوج نہاد کیکر عمرو کے چھکے چھوٹ جائین اُسکے معین و مددگار بھی اُسکی اعانت سے اپنا دل اٹھائین بلکہ کیا عجب ہی کہ وہ شتاب سر کے بھل حاضر ہون اور یون بغاوت لوگ ضایع ہوتے ہین مفت مین اپنی جان کھوتے ہین آگے حضور مالک ہین جو کچھ فرماوین ہی ہم بجا لائین یا دشاہ نے پہلے نجتک سے پوچھا کہ تیری کیا صلاح ہی وہ بولا کہ شاہزادون نے جو کچھ کہا ہی اسمین کیونکر خلل ہو اور اُنکے خلاف کچھ عرض کرون برزجمہر سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم کیا کہتے ہو نجتک نے کہا بجا لانا بجا ہی لیکن برزجمہر نے عرض کی میری رائے وہی ہی جو سابق مین انہون نے کہا تھا عمرو سے لڑنیکے واسطے حضور کا تشریف لیجانا نہایت نامناسب ہی آپکی شان و شوکت سے دور ہی اس ارادے مین پڑا فتور ہی ہرگاہ شاہان زبردست سنینگے کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ایک عیار پر چڑھگیا مطلق حضور کا رعب اُنکے دل سے اٹھجائیگا ہر شخص بے خوف ہو کر سر اٹھائیگا ہر طرف سے نافرمانی کی خبر آئیگی سلطنت برہم ہو جائیگی قطع نظر اسکے حضور سمجھ جانتے ہین کہ عمرو کیسا بد بلا عیار ہی اور فن عیاری مین کیسا طوطی ہوشیار ہی مبادا ہرمز کی طرح حضور کو بھی اٹھا لیگیا اور یہ بدی پیش آیا تو ہم لوگون پر ایک غضب ناگہانی لا یا اگر ہمتے چھوٹے تو بتک حرمت کا داغ لگا اور اگر اسنے مار ڈالا تو ہفت اقلیم کو بیچ داغ کیا نوشیروان اخیر کا جملہ سنکر بید کی طرح سے کانپ گیا اور کہنے لگا کہ نجتک کو گردنی دیکر دربار سے نکالدو اسکے سامنے سے اسکو دفع کرو یہ خانہ خراب ہر مرتبہ مجکو سوکا دیتا ہی اور خود بدنامی لیتا ہی نجتک کو گردنیاؤ پکے نکالدیا اور بادشاہ نے بیشور برزجمہر پر حکم کیا کہ قارن فیل گردن کہ بڑا ہی بہادر نامی و دریکہ دس ہزار سوار سے مقابلہ کرتا ہی لاکھ سوار پیدل سے عمرو کے مقابلے کو جائے اور اسکے ہوگا گردنے بندہ بیکار لائے

روانہ ہونا قارن فیل گردن کا عمرو کی تنبیہ کیواسطے اور مارا جانا اسکا فقادار کے ہاتھ سے

راوی لکھتا ہی کہ جب قارن فیل گردن ہرمز کے لشکر مین بمنزل داخل ہوا ہرمز نے اسکی بہت خاطر حاصل ہوا شب کو تمام سرداران لشکر اکٹھے پچھلے محفل مین جمع ہوے اور جام شراب گردش مین آیا ایک ایک کو جام شراب بھر بھر کے پلایا عین سرور کے عالم مین قارن نے ہرمز سے کہا کہ آج اتنے دنونسے یہان فوجین لیے پڑے ہین مثل کو ہے اس زمین مین اتنے ہین ایک ادنی عیار بے اعتبار کو نہ مار سکے اور گرفتار کر سکے کسی طرح کا اُسپر قابو نہ پایا وہ تمھارے کسی دم مین نہ آیا جو کوئی سنے گا کیا کہیگا اس کیفیت کو سنکر حیران رہیگا ہرمز نے کہا کہ اب تم لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آئے ہو بڑے بہادر اپنے ساتھ لائے ہوا اور خود بھی جیسے تم بہادر ہو روشن تر از آفتاب ہی تمھارا شجاعت مین کون جواب ہی جب اسکو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے اسوقت یہ گفتگو کرنا اور بہادری کا دم بھرنا ابھی تو تازہ دم آئے ہو چند روز ستا لو یہان کا رنگ ڈھنگ دیکھو پھر جو کچھ ہوگا ہم تم دونون دیکھ لینگے جب تم عمرو کو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے تب ہم تمکو شاباش دینگے قارن نے برہم ہوکر کہا ہم سپاہی ہین ہمکو سنانیکی کیا احتیاج ہی جو سپاہی ہے وہ ان باتونکا کب محتاج ہی

اتنی رات گذر جانے دیجیے ذرا صبح کیجیے صبح کو آپ سوار ہو کر دور سے تماشا دیکھیے گا کہ ہم نے کھڑے کھڑے قلعہ خالی کرا لیا یا نہیں عمرو کو اور اُس کے ہمراہیوں کو صدمہ دیا یا نہیں یہ کہکر اپنے لشکر میں حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور سامان لڑائی کا بخوبی کیا فوراً نفیری دنگ نفیری دگاؤدم و شیپ دم و کوس حربی کی آواز بلند ہوئی کمال شور و غل سے زمین زلزلے میں آئی عیاروں نے عمرو سے جا کہ باندھکر عرض کی کہ شہریار والا تبار کی عمر دراز ہو قارن فیل گردن جو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے نوشیروان کا بھیجا ہوا ہر مز کے لشکر میں آج شام کو آیا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے عمرو نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل سکندری برچوب پڑے اس لشکر کا بھی اُسکو جبروت دکھانا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے دلمیں ڈھکا کھائے ہمارا حاصل دونوں لشکروں میں تمام رات کوس حربی بجا کیے رات بھر طلایہ پھرا کیے جب صبح ہوئی ہرمز و فرامرز و رومیں کہ عمرو کی لڑائی کی چاشنی چکھے ہوئے تھے قلعے کی زد سے دور اپنے لشکر کا پرا باندھکر کھڑے ہوئے تاکہ ہمیں اور ہمارے لشکر میں کوئی آفت نہ آئے اور قارن اپنی دلیری کا ثمرہ پائے لیکن قارن نے اپنے لشکر کو چار حصے کر کے چاروں سمت قلعے کے گھوڑوں کی باگیں بیں اور بڑے دبدبے اور کروفر سے اپنی فوج کو قلعے تک پہونچایا اور چاروں طرف کی دیوار قلعے کی اپنے قبضے میں لایا عمرو نے دیکھا کہ فوج بیشمار قلعہ کے چار سمت آتی ہے نہایت شوکت و دلاوری دکھاتی ہے سرداران فوج سے کہا کہ آج قلعے پر چڑھائی ہے فوج غنیم نے بڑی دھوم مچائی ہے تم لوگوں کی تیز دستی و چالاکی کا امتحان ہے آج جو ثابت قدمی کرے وہی مرد میدان ہے چاہیئے کہ جسکا قدم زد سے آگے بڑھے جیتا پیچھے پھرنے نہ پائے وہیں مرکے رہ جائے حکم پاتے ہی ایک طرف سے مقبل و فادار نے بارہ ہزار تیر انداز سے دہن سوفار میں زہر کو رکھکے گوشہائے کمان کو تا بنا گوش پہونچا کر طائر تیر کو چھوڑا ایک ایک پیکان نے چار چار پانچ پانچ کافر کے سینے کو توڑا ایک حملہ میں کئی ہزار آدمی مرغ بسمل سا تڑپنے لگا انکا طائر روح مذبوح ہو کر پھڑکنے لگا جن لوگوں کا سینہ آشیانہ طائر نہ ہوا تھا اُنھوں نے چلا کر مثل کمان ناقص پیچھے کو رخ کیا اور مقابلے کا نام بھی نہ لیا اور دوسری طرف سے سنگ اندازوں نے سنگہائے تراشیدہ و خراشیدہ فیل کش کفچہ ہائے فلاخن میں رکھکے تین تین مرتبہ چکر دے کر کفار کی پیشانیوں پر جو لگائے گروہ کے گروہ کشان کشان جہنم میں پہونچائے کئی ہزار گبر سر بسجود ہوئے دین و دنیا دونوں میں مردود ہوئے اور باقی اُلٹے پانوں پھرے نہ سر کی خبر نہ پانوں کی ایسے بدحواس ہو کر اوندھے زمین پر گرے تیسری جانب سے برق اندازوں نے ایسی برق اندازی کی کہ ایک بار اسی ہزار آدمی پر برق اجل گری سب کی گردن پر قضا کی چھری پھری بس ماندہ جدھر سے آئے تھے رعد آسا چلاتے ہوئے اُسی طرف کو بھاگے چوتھی طرف سے آتشبازوں نے قارورہ ہائے آتشین و حقہ ہائے نفط کا ہو و زن دکھایا اور اُس آگ کا جو شعلہ برسایا بارش تگرگ کے ساتھ تین تین چار چار معین و مددگار لقمۂ دہان شعلہ افگنا ہوئے ایک آن میں رہی ملک بقا ہوئے جسقدر پیچھے کو گرم رفتار ہوئے وہ بھی یاران اولین کی بدسوزی میں آبلہ وار ہوئے ہر چند قارن کے لشکر کا یہ حال ہوا اور تمام لشکر اس صورت سے پامال ہوا لیکن قارن فیل گردن سپر کو جبر کی پناہ کر کے فیل مست کیطرح قلعہ کے دروازے پر پہونچا

اور جوش وغضب مین اگر کچھ اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا اور بگڑ سے دروازہ توڑنے پر مستعد ہوا عمرو نے جب یہ حال دیکھا تو بہت بدحواس ہوا اسکو کمال ہراس ہوا اپنے دل مین مشورہ کیا پھر لشکر کے سردارون کو حکم دیا کہ اب سوائے اُسکے اور کوئی تدبیر نہین ہی اور کوئی فکر اثر پذیر نہین ہی کہ قلعے کے دروازے سے جا لگو اور اس بات کے منتظر رہو کہ جسوقت یہ کافر دروازے کو توڑے اور باہر نکلے اور ہاتھ چھوڑے اُسی دم تم سب پکڑ کے مارڈالو اور مروجان کے دینے مین ہرگز دریغ نکرو دیگر یہ وقت مناجات کا ہی پھر وسا اللہ کی ذات کا ہی بالاتفاق سب آدمی دل وجان سے جناب باری مین دعا کرو اگر اُسنے غیب سے مدد کی اور ہم بچارون کی خبر لی تو البتہ اس کافر کے ہاتھ سے نجات ہوتی ہی ہماری سرسبز بات ہوتی ہی اور نہین تو سوائے مارنے اور مرنے کے کوئی تدبیر بن نہین پڑتی کسی چارہ جوئی مین حاصل نہین لڑتی لشکر اسلام نے دست دعا بلند کیے تھے کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ وتاریک نمودار ہوئی جسکی کثرت سے تمام زمین پر غبار ہوئی بیقرار ہوئی مقراض بادنے گریبان گرد کو چاک نہ کیا تھا کہ عمرو نے بشاش ہوکر اہل اسلام سے کہا کہ یارو مبارک ہو دعا تمہاری بمجیب الدعوات نے قبول کی تمھاری دعا کی تاثیر ہوئی دیکھو تو وہ مددغیبی آئی اب تم سب نے اس کافر کے ہاتھ سے رہائی پائی اور نیچے جھک کر قارن فیل گردن سے کہا کہ او سیہ مست ہوشیار ہو جا مرنے پر تیار ہو جا دیو تیرا آنکس کا مانوس آیا اور اُسنے تجھکو تم مین پہونچایا اُسنے جو پھر کر دیکھا تو واقعی چالیس علم تھا ب گردستہ اُسکو نظر آئے اور اس حیرت نے اُسکے ہوش اُڑائے اور یک نقاب دار ناگہانی یورش برق آسا اپنے گھوڑے کو جھکا کر خندق کے برابر آیا کہ اُسکا رعب درخوف سب کے دل پر چھایا اور قارن فیل گردن سے کہنے لگا کہ او گبر اس قلعے مین کون ہی اور تو قلعے کے دروازے پر کیون کھڑا ہی بھوت کی طرح سے کیون اٹھا ہی قارن نے کہا کہ اس قلعے مین تو مسلمان مجرم شاہنشاہ ہفت اقلیم کی بادشاہ سے منحرف ہوئی ہی اُسکو مجھ اُس سے نہ خوف ہی نہ بیم ہی یہ قلعے کا دروازہ توڑکر قتل کیا چاہتا ہون اب تو بتلا کہ تو کون ہی اور کسکو تلاش کرتا ہی نقاب پوش نے کہا مین مسلمانونکی مدد کو آیا ہون یہ فوج اُن کی مدد کے لیے لایا ہون پہلے تو مجھسے لڑ پھر قلعے کا دروازہ توڑنے کا قصد کیجیو جب ہم مرین تو اُن سے انتقام لیجیو قارن نے کہا کہ اول تو تو لڑکا ہی مین پھر کیا حربہ کرون کہ میرے حرب کی ہوا سے تو پتے کیطرح سے اُڑ جائیگا بھلا تو میری ضرب کی کب تاب لائیگا نقاب دار نے جھنجھلا کر کہا کہ او مردود کیا ہذیان بکتا ہی خندق کے اس طرف آ کہ تیری روح قبض کرون تیری اس بیہودہ گوئی کا جواب دون تب تو قارن کو غیظ آیا اس بات کے سُنتے سے بڑا رمح وتاب کھایا جست کرکے نقاب پوش کے پاس کھڑا ہوا نقاب دار نے کہا کہ لا کیا حربہ رکھتا ہی بھی تو اپنی خرافات کا مزہ چکھتا ہی قارن نے گزر گرانبار اُسکے حوالے کیا نقاب دار نے خالی دیا اور شمشیر برق تمیر کمر سے کھینچکر قارن کے سر پر لگائی کہ اُسکی آنکھین پر اندھیری چھائی ہر چند قارن نے سپر فولادی کو پناہ سر کیا لیکن اُس تلوار نے صاعقہ کا کام کرکے اسکو دم نہ لینے دیا سپر فولادی کو قرص نیلوفر کی طرح سے کاٹ کر خود ومغفر کو کاٹکر کمال آبدار ی گردن کی صراحی مین اُتر کر سینے مین بھی نہ اٹکی سینہ سر کی ہڈی کو قلم کرتی ہوئی گھوڑے کے زیر تنگ سے نکل گئی

اُسکے سب اعضا کو دونیم کرکے برق کی طرح عجب رنگ و صنگ سے نکل گئی قارن مع اسپ چار پر کالہ ہوکر زمین پر گر کے بیجان ہوگیا ایک دم مین بے نام و نشان ہوگیا فوج یہ حال اپنے سردار کا دیکھکر چار طرف سے فقابدار پر گئی نقابدار کے

قارن کا دھاوا کرنا قلعے پر اور پہونچنا دروازے تک اور دروازہ توڑنیکا قصد کرنا کہ دفعۃً نقابدار کا مع چالیس ہزار فوج کے مسلمانون کی مدد کو آنا اور دو ٹکڑے کرنا ایک وار مین قارن کو مع گھوڑے کے

لشکر نے بھی تلوار کھینچی میان سے شمشیر آبدار کھینچی عمرو نے دیکھا کہ نقاب پوش کا لشکر بہت کم ہے کل چالیس ہزار سوار ہے اگرچہ ہر ایک جرار ہے لیکن کم اور بیش مین فرق بیشمار ہے یعنی اُسطرف بونے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت ہے اسقدر فوج کی کثرت ہے جھٹ پٹ اپنی فوج سمیت قلعے سے باہر نکل کر نقابدار کا شریک جنگ و جدال ہوا قارن کے لشکر سے مستعد قتال ہوا اسروز ایسی لڑائی ہوئی کہ ستر ہزار سوار ہر دو کے لشکر کا کام آیا اور اسطرف کسی نے ایک ہلکا سا زخم بھی نہ کھایا فوج کفار بھاگ کھڑی ہوئی تمام لشکر مین کھل بلی ہوئی عمرو نے نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے نام و نشان سے آگاہ کیجئے اور اپنی تمام کیفیت سے اطلاع دیجئے کہ حمزہ جسوقت قاف سے آپکے تو اُس سے آپکی مروت و جوانمردی کا حال بیان کیا جائے نفس لام مین اس وقت قلعے کے تو ٹلے اور ہم بونگے مارے جانے مین کچھ باقی نہ تھا مگر آپ نے تشریف لاکے جان بخشی کی گویا ہم لوگ مکلوز سر نو زندہ ہوئے نقابدار بولا کہ جسوقت صاحبقران آئینگے اُسوقت وہ خود ہمارے نام و نشان سے آگاہ ہو جائینگے ابھی بتانا کچھ ضرور نہین ہے مجکو اپنی نمود منظور نہین ہے تم چین سے قلعہ داری مین سرگرم رہو کسی طرح کے اندیشے کو اپنے دلمین راہ نہ دو جسوقت ضرورت ہوگی انشاء اللہ تعالی مین اُسی دم پہونچونگا تمھاری بھی مدد کرونگا یہ کہکر نقابدار تو جسطرف آیا تھا اُسطرف کو گیا عمرو تمام خیمہ و خرگاہ نقد و جنس فوج مرتبت خوردہ کا لیکر قلعے مین داخل ہوا اُسکو اللہ کی عنایت سے سب طرح کا اطمینان فراغبالی کا

بہت مناسب ہی اپنے تابعدار دنکی مدد اور خبر گیری واجب ہی یقین ہی کہ فوج نہارہ دیکھکر عمرو کے چھکے چھوٹ جائین
اُسکے معین و مددگار بھی اُسکی اعانت سے اپنا دل اٹھائین بلکہ کیا عجب ہی کہ دہشت سے سر کے بل حاضر ہون اور یون
بیفائدہ لوگ ضایع ہوتے ہین مفت مین اپنی جان کھوتے ہین آگے حضور مالک مین جو کچھ فرماوین وہی ہم بجا لائین
بادشاہ نے پہلے نجتک سے پوچھا کہ تیری کیا صلاح ہی وہ بولا کہ شاہزادہ نے جو لکھا ہی اُسمین کیونکر دخل ہو اور
اُنکے خلاف کچھ عرض کرون برجمہر نے مخاطب ہوکر کہا کہ تم کیا کہتے ہو بھائی اے کیا ہوا نکا بلانا بجا ہی یا نہین برجمہر نے عرض کی
سیری لے بھی ہی جو سابق مین التماس کیا تھا عمرو کے واسطے حضور کا تشریف لیجانا نہایت نامناسب ہی آپکی شان و شوکت
سے دور ہی اس ارادے مین بڑا فتنہ ہی ہر گاہ شاہان زبردست نینگے کہ شاہنشاہ ہفتاقلیم ایک عیار پر چڑھگیا مطلق حضور کا
رعب اُنکے دل سے اٹھجائیگا ہر شخص بے خوف ہوکر سر اٹھائیگا ہر طرف سے نافرمانی کی خبر آئیگی سلطنت برہم ہوجائیگی قطع
نظر اسکے حضور تو جانتے ہین کہ عمرو کیسا بدلا عیار ہی اور فن عیاری مین کیسا طوطی شکار ہی مبادا ہر مزکی طرح حضور کو
بھی اٹھالیگیا اور یہ بدی بڑی بات ہی ہم لوگ ہیچ ایک غضنفر گھانی لایا اگر جیتے چھوٹے تو ہتک حرمت کا داغ لگا اور
اگر اُسنے مار ڈالا تو ہفت اقلیم کو ہیچ داغ کیا نوشیروان اخیہ کا جامہ کنید کی طرح سے کانپ گیا اور کہنے لگا کہ نجتک کو گرفتار
دیکر دربار سے نکالدو سبکے سامنے سے اسکو دفع کرو یہ خانہ خراب ہر مرتبہ مجکو یہی صلاح دیتا ہی اور خود بنای لیتا ہی نجتک کو
گردنیاد کے نکالدیا اور بادشاہ نے بیشور برجمہر یہ حکم کیا کہ قارن فیل گردن کہ بڑا ہی بہادر نامی و دلیر ہی
دس ہزار سوار سے مقابلہ کرتا ہی لاکھ سوار پیدل سے عمرو کے مقابلے کو جائے اور اسکے ہمراہ کاوس کے پوتے بیژن اور گیو
روانہ ہونا قارن فیل گردن کا عمرو کی تنبیہ کیواسطے اور مارا جانا اسکا فقادار کے ہاتھ سے

راوی لکھتا ہی کہ جب قارن فیل گردن ہر مز کے لشکر مین پہنچکر منازل اول ہوا ہر مز کی طرف سے اسکو
بہت خط حاصل ہوا شب کو تمام سرداران لشکر اگلے پچھلے محفل مین جمع ہوے اور جام شراب گردش مین آیا ایک ایک
کو جام شراب بھر بھرکے پلایا عین سرور کے عالم مین قارن نے ہر مز سے کہا کہ آپ اتنے دنونسے یہان فوجین
لیے پڑے ہین تل کو مکے اس زمین مین اُسے ہین ایک ادنی عیار بے اعتبار کو نہ مار سکے اور نہ گرفتار کر سکے کسی طرح
کا اُسپر قابو نہ پایا وہ تمھارے کسی دم مین نہ آیا جو کوئی سنے گا کیا کہیگا اس کیفیت کو سنکر حیران رہیگا ہر مز نے
کہا کہ آپ تم لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے گئے ہو بڑے بہادر اپنے ساتھ لائے ہو اور خود بھی جیسے تم بہادر
ہو روشن تر از آفتاب ہی تمھارا شجاعت مین کون جواب ہی جب اسکو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے اسوقت یہ
گفتگو کرنا اور بہادری کا دم بھرنا ابھی تو نازہ دم آئے ہو چند روز ستا لو یہان کا رنگ و ڈھنگ دیکھو پھر
جو کچھ ہوگا ہم تم دونون دیکھ لینگے جب تم عمرو کو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے تب ہم تمکو شاباش دینگے قارن
نے برہم ہوکر کہا ہم سپاہی ہین ہمکو سستانیکی کیا احتیاج ہی جو سپاہی ہے وہ ان باتونکا کب محتاج ہی

اتنی رات گذر جانے دیجیے ذرا صبح کو آپ سوار ہو کر دور سے تماشا دیکھیے گا کہ ہم نے کھڑے کھڑے قلعہ خالی کرا لیا یا نہیں عمرو کو اور اُس کے ہمراہیوں کو صدمہ دیا یا نہیں یہ کہکر اپنے لشکر میں حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور سامان لڑائی کا بخوبی کیا فوراً نفیری دن گجر نفیری دگاؤدم و شیپ دم و کوس حربی کی آواز بلند ہوئی کمال شور و غل سے زمین زلزلے میں آئی عیاروں نے عمرو سے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ شہریار والا تبار کی عمر دراز ہو قارن فیل گردن جو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے نوشیروان کا بھیجا ہوا ہرمز کے لشکر میں آج شام کو آیا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے عمرو نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل سکندری برجوب پڑے اس لشکر کا بھی اُسکو جبروت لکھانا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے دلمیں ٹھرکا کھائے الحاصل دونوں لشکروں میں تمام رات کوس حربی بجا کیے رات بھر طلایہ پھرا کیے جب صبح ہوئی ہرمز و فرامرز و ثروین کہ عمرو کی لڑائی کی جانشی چکے ہوئے تھے قلعے کی زد سے دور اپنے لشکر کا پرا باندھکر کھڑے ہوئے تاکہ ہمارے لشکر کو کوئی آفت نہ آئے اور قارن اپنی دلیری کا ثمرہ پائے لیکن قارن نے اپنے لشکر کو چار حصے کر کے چاروں سمت قلعے کے گھوڑوں کی باگیں دیں دبدبے اور کروفر سے اپنی فوج کو قلعے تک پہونچایا اور چاروں طرف کی دیوار قلعے کی اپنے قبضے میں لایا عمرو نے دیکھا کہ فوج بیشمار قلعہ کے چار سمت آتی ہے نہایت شوکت و دلاوری دکھاتی ہے سرداران فوج سے کہا کہ آج قلعے پر چڑھائی ہے فوج غنیم نے بڑی دھوم مچائی ہے تم لوگوں کی تیردستی و چالاکی کا امتحان ہے آج جو ثابت قدمی کرے وہی مرد میدان ہے چاہیئے کہ جسکا قدم زد سے آگے بڑھے جیتا پیچھے پھرنے نہ پائے وہیں مرکے رہجائے حکم پاتے ہی ایک طرف سے مقبل حرفاد نے بارہ ہزار تیرانداز سے دہن سوفار میں زہر کو رکھکے کہ شہاے کمان کو تا بناگوش پہونچا کر طائر تیر کو چھوڑا ایک ایک پیکان نے چار چار پانچ پانچ کافر کے سینے کو توڑا ایک حملہ میں کئی ہزار آدمی مرغ بسمل سا تڑپنے لگا انکا طائر روح مذبوح ہو کر پھڑکنے لگا جن لوگوں کا سینہ آشیانۂ طائر نہوا تھا انھوں نے چلا کر مثل کمان ناقص پیچھے کو رخ کیا اور مقابلے کا نام بھی نہ لیا اور دوسری طرف سے سنگ اندازوں نے سنگ تراشیدہ و خراشیدہ فیل کش کفچہ ہاے فلاخن میں رکھکے تین تین مرتبہ چکر دے کر کفار کی پیشانیوں پر جو لگائے گروہ کے گروہ کشان کشان جہنم میں پہونچائے گئی ہزار گبر سرنگوں ہوئے دین و دنیا دونوں میں مردود ہوئے اور باقی اُلٹے پانوں پھرے نہ سر کی خبر نہ پانوں کی ایسے بدحواس ہو کر اوندھے زمین پر گرے تیسری جانب سے برق اندازوں نے ایسی برق اندازی کی کہ ایک بار اسی ہزار آدمی پر برق اجل گری سب کی گردن پر قضا کی چھری پھری پس ماندہ جدھر سے آئے تھے رعد آسا چلاتے ہوئے اُسی طرف کو بھاگے چوتھی طرف سے آتشبازوں نے قارورہ ہاے آتشین دستہ ہاے نفط کا جو زن دکھایا اور اُس آگ کا جو منھ برسایا ہر آتش فشاں عمرو کے ساتھ تین تین چار چار معین و مددگار تھے وہاں شعلہ افغاں ہوئے ایک آن میں رہی ملک بقا ہوئے جو قدرے پیچھے کو گرم رفتار ہوئے وہ بھی یاران اولین کی دلسوزی میں آبلہ وار ہوئے ہر چند قارن کے لشکر کا یہ حال ہوا اور تمام لشکر اس صورت سے پامال ہوا لیکن قارن فیل گردن سپر کو جبر کی پناہ کر کے فیل مست کیطرح قلعہ کے دروازے پر پہونچا

اور جوش وغضب مین اگر کچھ اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا اور گھر سے دروازہ توڑنے پر مستعد ہوا عمرو نے جب یہ حال دیکھا تو بہت بدحواس ہوا اسکو کمال ہراس ہوا اپنے دل مین مشورہ کیا پھر لشکر کے سردارون کو حکم دیا کہ اب سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہین ہی اور کوئی فکر اثر پذیر نہین ہی کہ قلعے کے دروازے سے جا لگو اور اس بات کے منتظر رہو کہ جسوقت یہ کافر دروازے کو توڑے اور پاٹا گرز سر پر مارے اور ہاتھ چھوڑے اسی دم تمھیارپکڑ کے مارو اور مردانہ جان دینے مین ہرگز دریغ نکرو اور یہ وقت مناجات کا ہی پھر وسا اللہ کی ذات کا ہی بالاتفاق سب آدمی دل وجان سے جناب باری مین دعا کرو اگر اسنے غیب سے مدد کی اور ہم بچارون کی خبر لی تو البتہ اس کافر کے ہاتھ سے نجات ہوتی ہی ہماری سرسبز بات ہوتی ہی اور نہین تو سوائے مارنے اور مرنے کے کوئی تدبیر بن نہین پڑتی کسی چارہ جوئی مین عقل نہین لڑتی لشکر اسلام نے دست دعا بلند کیے تھے کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ وتاریک نمودار ہوئی جسکی کثرت سے تمام زمین پر غبار ہوئی مقدر فرض باون نے گریبان گرد کو چاک نہ کیا تھا کہ عمرو نے بنباش ہو کر اہل اسلام سے کہا کہ یارو مبارک ہو دعا تمھاری بجیب لمدعوات نے قبول کی تمھاری دعا کی تاثیر ہوئی دیکھو تو وہ سرخ نیمی آتی اب تم سب نے اس کافر کے ہاتھ سے رہائی پائی اور یہ پیچ جھک کر قارن فیل گردن سے کہا کہ او سیہ مست ہوشیار ہو جا مرنے پر تیار ہو جا وہ تیرا آنکس کا مارنیوالا آیا اور اسنے تجھکو تہ تیغ مین پہنچایا اسنے جو پھر کر دیکھا تو واقعی چالیس علم تہاب گرد سے اسکو نظر آئے اور اس حیرت نے اسکے ہوش اڑائے اور ایک نقابدار نارنجی پوش برق آسا اپنے گھوڑے کو چمکا کر خندق کے برابر آیا کہ اسکا رعب اور خوف سب کے دل پر چھایا اور قارن فیل گردن سے کہنے لگا کہ او گبر اس قلعے مین کون ہی اور تو قلعے کے دروازے پر کیون کھڑا ہی بھوت کی طرح سے کیون اٹھا ہی قارن نے کہا کہ اس قلعے مین قوم مسلمان مجرم شاہنشاہ ہفت اقلیم کی بادشاہ سے منحرف ہوئی ہی اسکو بچانے اس سے نہ خوف ہی نہ بیم ہی قلعے کا دروازہ توڑ کر قتل کیا چاہتا ہون اب تو بتلا کہ کون ہی اور کسکو تلاش کرتا ہی نقابدار بولا کہ مین مسلمانونکی مدد کو آیا ہون یہ فوج اُن کی مدد کے لیے لایا ہون پہلے تو مجھسے لڑ لے پھر قلعے کا دروازہ توڑنے کا قصد کیجیو جب ہم مرین تو اُن سے انتقام لیجیو قارن نے کہا کہ اول تو تو لڑکا ہی مین سمجھ گیا جو یہ کرون کہ میرے حربے کی ہوا سے تو پتے کیطرح سے اڑ جائیگا بھلا تو میری ضرب کی کب تاب لائیگا نقابدار نے جھنجھلا کر کہا کہ او مردود کیا ہذیان بکتا ہی خندق کے اس طرف آ کہ تیری روح قبض کرون تیری اس بیہودہ گوئی کا جواب دون تب تو قارن کو غیظ آیا اس بات کے سننے سے بڑا رمح آفتاب کھایا جست کر کے نقاب پوش کے پاس کھڑا ہوا نقابدار نے کہا کہ لا کیا حربہ رکھتا ہی ابھی تو اپنی خرافات کا مزہ چکھتا ہی قارن نے گرز گرانبار اُسکے حوالے کیا نقابدار نے خالی دیا اور شمشیر برق خمیر کمر سے کھینچکر قارن کے سر پر لگائی کہ اُسکی آنکھون پر اندھیری چھائی ہر چند قارن نے سپر فولادی کو پناہ سر کیا لیکن اُس تلوار نے صاعقہ کا کام کر کے اسکو دم نہ لینے دیا سپر فولادی کو قرص پنیر کی طرح سے کاٹ کر خود مرصع کو کاٹکر کمال آبدار نے گردن کی رگون کی حرامی مین اُتر کر سینے مین بھی نہ اٹکا سر پر مصر کی ہڈی کو قلعہ کرتی ہوئی گھوڑے کے نیزہ تنگ سے نکل گئی

اُسکے سب عصا کو دونیم کرکے برق کی طرح عجب رنگ و صفنگ سے نکل گئی **قارن** مع اسپ چار پر کالہ ہو کر زمین پر گرکے بیجان ہو گیا ایک دو مین بے نام و نشان ہو گیا فوج یہ حال اپنے سردار کا دیکھکر چار طرف سے فقابدار پر گئی نقابدار کے

قارن کا دھاوا کرنا قلعے پر اور پہونچنا دروازے تک اور دروازہ توڑنیکا قصد کرنا کہ دفعتہ نقابدار کا مع چالیس ہزار فوج کے مسلمانون کی مدد کو آنا اور دو ٹکڑے کرنا ایک وار مین قارن کو مع گھوڑے کے

لشکر نے بھی تلوار کھینچی میان سے شمشیر آبدار کھینچی **عمرو** نے دیکھا کہ نقاب پوش کا لشکر بہت کم ہے کل چالیس ہزار سوار ہے اگرچہ ہر ایک جرار ہے لیکن کم اور بیش مین فرق بیشمار ہے یعنی اُسطرف پونے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت ہے اسقدر فوج کی کثرت ہے جھٹ پٹ اپنی فوج سمیت قلعے سے باہر نکل کر نقابدار کا شریک جنگ و جدال ہوا **قارن** کے لشکر سے مستعد قتال ہوا اُسروز ایسی لڑائی ہوئی کہ ستر ہزار سوار ہر روز کے لشکر کا کام آیا اور اسطرف کسی نے ایک ہلکا سا زخم بھی نہ کھایا فوج کفار بھاگ کھڑی ہوئی تمام لشکر مین کھل بلی ہوئی **عمرو** نے نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے نام و نشان سے آگاہ کیجیے اور اپنی تمام کیفیت سے اطلاع دیجیے کہ **حمزہ** جسوقت قاف سے آئے تو اُس سے آپکی مردت و جوانمردی کا حال بیان کیا جائے نقابدار نے کہا کہ اس وقت قلعے کے ٹوٹنے اور ہم لوگونکے مارے جانے مین کچھ باقی نہ تھا مگر آپ نے تشریف لاکے جان بخشی کی گویا ہم لوگ مکلوز سر نو زندگی دی نقابدار بولا کہ جسوقت **صاحبقران** آئینگے اُسوقت وہ خود ہمارے نام و نشان سے آگاہ ہو جائینگے ابھی بتانا کچھ ضرور نہین ہے مجکو اپنی نمود منظور نہین ہے تم چین سے قلعہ داری مین سرگرم رہو کسی طرح کے اندیشے کو اپنے دلمین راہ نہ دو جسوقت ضرورت ہوگی انشاء اللہ تعالی مین اُسی دم پہونچونگا تمھاری پھر مدد کرونگا یہ کہکر نقابدار تو جسطرف آیا تھا اُسطرف کو گیا **عمرو** تمام خیمہ و خرگاہ نقد و جنس فوج ہزیمت خوردہ کا لیکر قلعے مین داخل ہوا اُسکو اللہ کی عنایت سے سب طرح کا اطمینان فراغ بالی کا

حاصل ہوا اب حال ہرمز و فرامرز کا سنیے کہ وہ جو رفقا بدار سے شکست کھا کر بھاگے بارہ کوس پہنچ کے دم لیا کمین یک لحظہ آرام نہ کیا اور بصلاح مختیار ترک بادشاہ کو تمام احوال لکھا کہ ہم پر گردش فلکی سے اسطرح کا نزول بلا ہوا ساراً لشکر ایک آفت عظیم مین مبتلا ہوا نوشیروان نے ایک پہلوان نامی کے ساتھ خزانہ و خیمہ خرگاہ اپنے بیٹوں کے پاس روانہ کیا اور شرحین لکھا کہ اسقدر خزانہ خیمہ روانہ کیا جاتا ہی اور قریب ایک لشکر تمہارے پاس آتا ہی خبردار خبردار عمرو کا پیچھا نہ چھوڑنا اُسکے مقابلے سے منھ نہ موڑنا ہرمز و فرامرز نوشتے کا مضمون دیکھکر مطمئن ہوئے اور لوٹے مارے بھاگے ہوئے سپاہیونکو جمع کرکے پھر چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے قلعے کے سامنے خیمہ زن ہوئے اب لشکر اسلام کا حال سُنیے جب قلعے مین غلہ باقی نہ رہا سبعون نے عادی کرد سے کہا کہ غلہ تمام ہوچکا گویا اب ہم لوگونکا کام تمام ہوچکا جسقدر ہی چار دن سے زیادہ اکتفا نہ کریگا پھر ہر شخص مارے بھوک کے مریگا ابھی سے خواجہ عمرو کو خبر دینا مناسب ہی اسکی تدبیر بہت جلد لازم و واجب ہی عادی نے کہا کہ تم سب میرے ساتھ چلو اُس سے یہ سب حال بیان کرو اگر مین اکیلا جاؤنگا اُس سے کہونگا تو وہ یقین نہ لائیگا مجکو جھوٹا جانیگا اور یہ سمجھے گا کہ شاید کچھ میری غرض اسمین شامل ہی یہ بات اُسکے دل مین راہ پائیگی اور ناحق بدمزگی میرے اور اُسکے درمیانمین آئیگی لشکر بالاتفاق عادی کرد کے ہمراہ عمرو کے پاس گیا اور آذوقہ تمام ہونے کی کیفیت عرض کی اور اہل قلعہ کی پریشانی کی اُسکو خبر دی اور کہا کہ یا تو دروازہ قلعہ کا کھلوا دیجئے کہ ہم حریف کو مارین اور مرمٹین یا غلے کی تدبیر کیجئے کہ فاقون سے ایڑیان رگڑ کے نہ مرین اپنی زندگانی کو مفت تلف نہ کرین عمرو نے کہا کہ بابا ابھی چار دن کا آذوقہ موجود ہی تم چین سے اپنی اپنی جا پہ قائم رہو اللہ کی عنایت پر اپنے دل کو مستقل رکھو مین نے زراعت بوئی ہی اُسکے صرف مین بہت دولت کھوئی ہی غلہ تیار ہوتا ہی چند روز مین انلوگ کا انبار ہوتا ہی فوج تو اپنی اپنی جگہ پہ مطمئن ہو کر بیٹھی عمرو کے قول پر اعتماد کیا دل اپنا شاد کیا مگر عمرو نے دریاے فکر مین غوطہ مارا ایک ساعت کے بعد ہوشیار ہی جو معقول سو بھی خوش و خرم سر کو اُٹھایا اور تدبیر جو اُسکے دل مین گذری اُس سے بہت خفا اُٹھا پاس لشکر کو ہوشیار کرکے قلعے سے نکلکر کوہستان کے درے مین گیا اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر کرامات طلسب کی اُس سے یہ عجیب صنعت لی یعنی فی الفور چالیس گز کا قد و قامت ہوگیا دو ہاتھ کی ڈاڑھی سفید براق چہرے کے گرد نمودار ہوگئی اسطرح کی ہیئت غریب آشکار ہوئی اپنی کھڑاؤن پر سوار ہوکے ایک جھولی شیر کی کھال کی بغل مین دبا کر ہرمز کے لشکر اور قلعے کو اجنبیون کی طرح سے تکنے لگا باتین حیرت افزا بکنے لگا ناگاہ کنارۂ کابلی عیار کہ بھانجا ژوپین کا ہی اسطرف سے نکلا عمرو کی صورت اور قد و قامت دیکھا آئینہ وار متحیر ہوا شدت خوف اور رعب سے رنگ اُسکا متغیر ہوا کیونکہ اس ہیئت کا آدمی تو اُسنے کبھی دیکھا نہ تھا لرزان و ترسان پاس آکر ادب سلام کیا بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہاتھ باندھکے پوچھنے لگا کہ آپ کہان سے تشریف لائے ہین اسطرف کس کام کے لیے آئے ہین اور لشکر قلعے کیطرف کیا بار بار دیکھ رہے ہین غضب کی نظر سے بے اختیار دیکھ رہے ہین عمرو نے کہا کہ تو کون ہی جو پوچھتا ہی تجھکو اس پوچھنے سے کیا کام ہی تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا

کہ مین ہرمز کے عیار و نکا سردار اور نوشیروان کے داماد کا بھانجا کتارہ کابلی مشہور ہون اور نوشیروان کی نواش سے کمال سرور ہون عمرو نے کہا کہ سعد ظلماتی میرا نام ہی مجکو درپیش بڑا ایک کام ہے مین سکندر ظلماتی بادشاہ ظلمات کا چھوٹا بھائی ہون حمزہ نامے ایک شخص شمہال شاہنشاہ پردہ قاف کی مدد کو گیا تھا اُسنے بڑا حصلہ کیا تھا مگر جو عفریت دیو کا سامنا کیا کہان دیو کہان آدم زاد ہڈیان اُسکی ایک ہی طرمین چورہوگئین شمہال نے اُسکی ہڈیونکو ایک بڑے کے تھیلے مین رکھکر میرے بھائی کے پاس بھیجدیا کہ تمھاری سرحد سے آدم زاد کی سرحد قریب تر ہے تمسے اس کام کا بجا بسہولت متصور ہوگا اس تھیلے کو کسی کے ہاتھ نوشیروان کے پاس بھیجدو کہ وہ ان ہڈیونکو آدم زاد کے قبرستان مین دفن کرادے ہماری گردن سے یہ بوجھ اُٹھادے مدت تک تو میرے بھائی نے انتظار کیا کہ اگر کوئی آدم زاد اسطرف آنکلے تو اُسکے ہاتھ نوشیروان کے پاس بھیجدون اس کار خیر کا انجام کرون جب کسی آدم زاد نے مدت تک اُسطرف سے گذر نہ کیا تو میرے بھائی نے حکم دیا کہ تم خود جاکر اس تھیلے کو بہ نجاد و اتنا ثواب تمھین حاصل کرو سو مین دیکھ رہا ہون کہ یہی قلعہ مدائن کا اور یہی لشکر حمزہ کا ہی یا نہین اسی خیال مین حیران ہون اور بہت دنون سے سرگردان ہون کتارہ اس کیفیت کو سُنکر باغ باغ ہوگیا گویا اُسکی مراد کا روشن چراغ ہوگیا کہنے لگا کہ حضرت یہ لشکر نوشیروان کے داماد اور بیٹون کا ہے چلیے مین آپکو اُنکے پاس لیچلون اور اُنسے آپ کی ملاقات کرادون وہ بولا اس سے کیا بہتر ہے اندھا کیا چاہے دو آنکھین کتارہ اُسکو خوشی خوشی ژوبین کے پاس لایا اور سب حال سُنایا ژوبین نے بتعظیم و تکریم اُسکو کرسی جواہر نگار پر بٹھلا کے استفسار حال کیا اور اپنے اخلاق و مہربانی سے اُسکو خوشحال کیا اُسنے جو کچھ کتارہ سے کہا تھا اُسکا اعادہ کیا ژوبین نے بہت سی خاطر اُسکی کرکے کہا کہ وہ تھیلہ کہان ہے مجکو دیجیے اور مجھسے اُسکی رسید لیجیے مین بخوبی اُس تھیلے کو بادشاہ کے پاس بھیجدونگا اور یہ سب کیفیت تفصیل وار بادشاہ کی خدمت مین تحریر کرونگا عمرو نے پوست اژدر کا تھیلا اپنی جھولی سے نکال کر ژوبین کے حوالے کیا اور وہ بارامانت اُسکو دیا اور کہا کہ آپ نے بڑا بار میرے سر سے اُتارا مین بہت احسان مند ہوا اور آپ کی ملاقات سے کمال خرسند ہوا لو خدا حافظ ہو اب مین رخصت ہوتا ہون ہرچند ژوبین نے مبالغہ کیا کہ آپ چند روز مہمان رہ کر اپنے تئین کسل راہ سے راحت دیجیے اور ہم لوگون کے حال پر شفقت کیجیے شاہزادونکو بھی اپنے جمال منور سے خوش کرنا ضرور ہے تکلو کا بکا ہر طرح احترام منظور ہے لیکن عمرو نے اُنکی بات قبول نہ کی اپنے قلعے مین اگر صورت اہلی پر آیا پھر اپنے کو ویسا ہی آدمی بنایا سرداران فوج نے غلے کا حال استفسار کیا اُنکو یہ جواب دیا کہ بھائی آج تخم پاشی کرآیا ہون دو تین روز مین جاکر کاٹ لانا فراغت سے مزہ اُٹھانا ژوبین کا حال سُنیے کہ اُس کیسے کو بجا کر ہرمز و فرامرز کو دکھلا کر سعد ظلماتی کے آنیکی کیفیت اور اُسکی ہیئت کذائی بیان کی اور اُسکی تمام کیفیت اور صورت سے اطلاع دی ہرمز و فرامرز حمزہ کا حال سُنکر ایسی خوشی مین آئے کہ بدن مین سمائے لیکن بختیار کہ ہنسکر بولا کہ مجکو اس مین عمرو کی عیاری معلوم ہوتی ہے یہ حرکت اُسی کے اطوار سے مفہوم

ہوتی ہو لات دمسات جھوٹ نہ بولوائے میرے خیال کو راست لائے غلہ قلعے والون کے پاس نہین ہی سبب سے عمرو کے بجا
حواس نہین یہ تدبیر اُسنے غلہ قلعے مین بھرنے کی کی ہی تمکو یہ ابلہ فریبی دی ہی کیونکہ اگر نفس لامرمین حمزہ مارا جاتا تو بیڑا د
عمرو کو کر خبر دیتے اُسکو خبر دار اُسکے حال سے آگاہ کر دیتے اور یہ تو جالیس گز کا قد تھا عمرو جب چاہے کرامت سے ہزار گز کا
قد و قامت بنائے جس طرح کی صورت چاہے بنا کر دکھائے ثروپین نے کہا کہ اس کیسے بیچارے سو باد شاہان قاف
کی مہر ہی کیونکر بے اعتبار جانین اور تیرے خیال باطل کو بے دلیل مانین بختیارک نے جواب دیا کہ اس بات کو تم جانو گر مجھکو باور
نہین آتا ہی کہ یہ خبر راست ہو اُسکا کہنا بے کم و کاست ہو ثروپین نے کہا کہ بہرحال خاموش ہو رہا چاہیئے اس مقدمے
مین کچھ نہ کہا چاہیئے مین قلعے سے خبر منگواتا ہون وہان کی بات کا یقین لاتا ہون یہ کہکر عیارون پر تاکید کی کہ قلعے کی
سُن گن لیا چاہیئے اس خبر کی تحقیق مین بہت کوشش کیا چاہیئے عمرو اور سرداران لشکر کس شغل مین ہین آیا دل شاد
ہین یا حمزہ کے مرنے کی خبر سُنکر مصروف نالہ و فریاد ہین عمرو کا حال سُنیئے کہ سُنے اُسی دن سے نوبت بجوانی موقوف
کی تھی اور ایک سناٹا سا قلعے مین ڈال رکھا تھا ثروپین کے عیارتین دن تک قلعے کے گرد پھرتے رہے مطلق کسی کی
چہل پہل نہ پائی اہل قلعہ کی خوشحالی نظر نہ آئی چوتھے دن ثروپین سے جاکر کہا کہ قلعے مین بالکل سناٹا ہی تین شبانہ روز
مین ایک وقت بھی نوبت بجنے کی آواز کان مین نہ آئی کسی کی طبیعت خوش نہ پائی نہ تو پانچون وقت نوبت قلعے مین بجتی
تھی ہر شخص خوشحال تھا سب صورت سے فارغ البال تھا بختیارک نے سُنکر کہا کہ اگر یہ امر ہی تو البتہ خالی از علت نہین ہم جسکے
نہ کچھ خلل واقع ہوئے شبہ حمزہ قاف مین ہوا ہر مزو فرامرز و بختیارک و ثروپین جمیع سرداران لشکر کو عیب ہوئی
اُنکے دل سے سب پریشانی بعید ہو گئی اور عمرو نے کیا کیا کہ اُس دن آدھی رات کے وقت اپنے تمام لشکر سے کہا کہ تم سب ملکے
امیر کا نام ایکبار آواز بلند نعرہ و زاری کرو اظہار بیقراری کرو ہائے صاحبقران وائے صاحبقران کی صدا بلند ہوئی
ہر مرزو فرامرز و ثروپین بختیارک تو کان لگائے ہوئے تھے ان سب کی طبیعت اسکے دریافت کرنے سے بہت خرسند
ہوئی تھکیون کا واویلا و مصیبتا سُنکر مارے خوشی کے اپنے پیرہن مین نہ سمائے شادیانے خوشی کے بجوائے چھوٹے سے
بڑے تک پر امیر کا مرنا ثابت ہوا دوسرے دن عمرو گریبان چاک کر منھ پر خاک مل سر و پا برہنہ سینہ و سر پیٹتا قلعے سے باہر
نکلا اور اُسی ہیئت کذائی سے ثروپین کے دریچے پر جاکر چوبدارونسے کہا کہ بھائی میری خبر شاہزادۂ کابل سے کرو میرے حاضر
ہونے کی اُسکو خبر دو چوبدارون نے ثروپین سے جاکر کہا کہ عمرو گریبان چاک منھ پر خاک سر و پا برہنہ دریچے پر کھڑا ہوا روتا
اور گوگڑاتا ہی نہایت باحال پریشان خستہ و زار باحال بیقرار نظر آتا ہی کہتا ہی کہ میری خبر شاہزادۂ کابل سے کرو مجھ
مصیبت زدہ آفت رسیدہ پر اتنا کرم کرو ثروپین نے کہا کہ بلاؤ اُسکو آنیکی اجازت دو عمرو دریچے مین جاکر ثروپین کے قدمون پر گر پڑا
ثروپین بولا کہ عمرو خیر تو ہی کچھ کہ تو ماجرا کیا ہی تو کس بلا مین مبتلا ہے عمرو نے بصد زار و نالہ کہا کہ کیا آنکھون مین ہے وارث
ہو گیا میرا سب سامان حشمت و عشرت کھو گیا پانچ دن ہوئے ہین کہ پریزادون نے آکر یہ خبر سُنائی کہ تمھارے جیتے جی گور غلطان کی کہ

حمزہ قاف مین عفریت دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکا سر تن سے اُتارا گیا چارون تک تو یہ راز مین نے افشا نہوے دیا سب لوگون سے پوشیدہ کیا پر کل یا پرسون دن سب پر ظاہر ہو گیا چھوٹا بڑا اس واقعے سے ماہر ہو گیا قلعے مین کہرام پڑ گیا ہر شخص کا اس سانحہ سے حال زار ہو چلا وہ اشکبار ہو سو مین اسواسطے آپکے پاس حاضر ہوا ہون کہ شاہزادون کے روبرو جانیکا تو مجھ میرا نہین ہے بات میرے دل مین جاگزین ہے کہ بسبب حمزہ کی رفاقت کے کوئی ایسی بے ادبی نہین ہو کہ مجھسے سرزد ہوئی ہو اور گستاخی اور حرکت بیجا میری طرف سے نمودی ہو مگر اب مہرنگار کو حضور مین پہونچا کر کوہستان کے پتھرون سے سر ٹکرا کر مر جاؤن کہ اس زندگی بے لطف سے نجات پاؤن حمزہ ساقہ دران کمان یاد رکھنا ہو اُسکی خدمت مین حاضر رہونگا اور اُسکا شکر بہ ثنا سی رات دن دل سے کرونگا ژوبین نے عمرو کا سر چھاتی سے لگایا اور بکمال لطف فرمایا کہ اے عمرو گد مضر تیرا خیال ہے اسقدر کیون تجکو ملال ہے مین تجکو بچنے گھے کا تعویذ کر رکھونگا تیری پاسداری سے کبھی غفلت نکرونگا عمرو بولا کہ مجکو آپ سے اس سے زیادہ اُمید ہے کہ آپ خاندان سلاطین سے ہین اور منتخب بے مثال مرزا دگان روے زمین سے ہین ملک بختک و بختیارک کی مفسدی سے ڈرتا ہون اُنکی دراندازی سے خوف کرتا ہون ایسا نہو کہ وہ آپ کو درغلان کر میری طرف سے برہم کر کے آپکو برسر خصومت لائین اور اپنی کارسازی دکھلائین ژوبین بولا کہ وہ کیا مال ہین کہ تجکو نظر بد سے دیکھین اور تجکو کسی طرح کی ذلت دین یا میرے اور تیرے درمیان مین مداخلت کرین تجھسے عداوت کرین اور اجانا اگر کچھ بھی تو اُن کو اسی دم بے بال و پر کر دون اُسکو اور اُسکے بندگارون کو زیر و زبر کر دون تو جا مہرنگار کو لے آ عمرو نے کہا کہ مہرنگار کو تو مین اسی وقت لے آتا ہون مگر یہ اندیشہ کھاتا ہون کہ سرداران لشکر کا ہے کو آنے دینگے کہین گے کہ ہم نے تیرے کہنے سے شہزادون کی خدمت مین بہت بے ادبی کی ہے اُنکو بہت تکلیف دی ہے تو تو مہرنگار کو دیکر اچھا کیا ہمین بُرے ٹھہرینگے اور ہر شخص ہمین کو احمق کہیگا ژوبین نے کہا کہ مین اُن سب کو حمزہ سے زیادہ تو قیر عزت سے رکھونگا اور ہر ایک کو اُسکی لیاقت کے موافق منصب دونگا تو اُنکو سمجھا کر میرے پاس لے آ سب کو یہ مراتب بخوبی سمجھا دے عمرو نے کہا کہ وہ میرے کہنے کو سچ نہ جانینگے میری بات ہرگز نہ مانینگے اگر حضور ایک نوشتہ اُنکے نام لکھدین تو مین اُنکو لا سکتا ہون ورنہ وہ ہرگز نہ سُنین گے کہ مین کیا کہتا ہون ژوبین بولا کہ ایک نوشتہ کیا بلکہ دس اسی دم قلمدان منگا کر ایک شفا نامہ تمام سرداروں کے نام لکھکر عمرو کے حوالہ کیا عمرو نوشتہ لیکر قلعہ مین داخل ہوا اور سرداران لشکر کو دکھلا کر کہا کہ زراعت تیار ہے کاٹنے والا جا چاہیے چلو پہلے تو ضیافت کھاؤ پیچھے اچھے کھانون کا مزہ اُٹھاؤ بعد اُسکے جیسا ہوگا ویسا سمجھا جائیگا جیسا موقع ہوگا ویسا کیا جاویگا سب سردار عمرو کے ساتھ ہوئے مگر مقبل فرہاد نے چالیس ہزار سوار سے محافظت قلعہ کیواسطے وہین اقامت کی اور اُسکی نگہبانی اپنے ذمہ لی ژوبین کا حال جیسے کہ اُسنے اس ماجرے کو بہ رموز و فرامرز سے بیان کیا بختیارک کو سنکر بولا کہ لات و منات اگر اپنا فضل کرین تو بڑی بات ہے مجکو سب غم و رنج سے نجات ہے ایک دم مین تمام مرد اسلمانون کے آگے مین اور اس قلعے مین سکونت پاتے ہین مگر میرا دل یہ کہتا ہے کہ جو فتنہ برپا نمودہ تھوڑا ہے یہ کہکر ژوبین کو سمجھانے لگا

کہ اے ژوپین وہ عیار ہے عمرو بڑا فریبی اور مکار ہے اُسکے فریب مین نہ آ اُسکی چالاکی سے دھوکھا نہ کھا کیون دیوانہ ہوا ہے یقین جان کہ قلعے مین غلہ ہو چکا ہے اسلیے یہ عیاری اُسنے کی ہے کہ تجکو فریب دے کر اپنا کام نکالے اور ہم سب کو بلا مین ڈالے ژوپین سرکہ جبین ہو کر بولا کہ او بختیارک تو اس امر مین دخل نہ دے مین جانون اور عمرو جانے تجھسے بڑھکر عقل کی بات کونسی کیون مانے وہ پہلے ہی یہ چکا ہے کہ میرے اور آپکے درمیان مین بختیارک فیش زنی کریگا اور اس کام کے لگاڑنے مین قدیم دھرے گا بختیارک بولا کہ یہ وہ کیون نہ کیگا میرا اور اُسکا تو ایک ہی دل ہے غیر پر تو ہی مین کچھ نہ بولونگا اب ہرگز اس معاملے مین زبان نہ کھولونگا تم جانو اور عمرو جانے اُسے کیا کیے جو کسی کا کہا مانے جب کچھ پڑیگا سب بھگتونگا مین یہان سے چلتا ہونگا تو ژوپین نے خیمہ مین جا کر سامان دعوت کا تیار کیا اور انواع و اقسام کھانون کا انبار کیا اور عیارون کو خبر کیواسطے بھیجا کہ دیکھو تو عمرو آتا ہی یا نہین اور مہر نگار کو اپنے ساتھ لاتا ہی یا نہین عیار جو لشکر سے باہر نکلے دیکھین تو عمرو چار سو پہلوان گردن کش اپنے ہمراہ لیے ہوئے چلا آتا ہی کہ جنکی ہیئت سے دیکھنے والون کا ہوش اڑا جاتا ہی عیارون مین سے اُنٹے پانون پھرے اور ژوپین کو خبر دی کہ عمرو کے ساتھ چار سو پہلوان آتے ہین اور آپ کی ملازمت سے شرف پاتے ہین ژوپین نے شاہزادون سے جا کر کہا کہ عمرو راست گو معلوم ہوتا ہی عیارون سے معلوم ہوا کہ چار سو پہلوانونکو ہمراہ اپنے لیے آتا ہی ہمکو سبکو ہماری اطاعت کے لیے لاتا ہی بختیارک تو سنتے ہی سن ہو گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی معاملہ بیڈھب ہی عمرو کا اس جمعیت کے ساتھ آنا بڑا غضب ہی اسمین عمرو مع سرداران لشکر ژوپین کے خیمہ تک آ پہونچا ژوپین استقبال کر کے سردارون کو خیمہ مین لے آیا ہر شخص کا علیحدہ حال پوچھا اور اُنپر بہت التفات فرمایا اور ہر ایک سے بغلگیر ہو کے شاہزادون سے ملازمت کروائی کرسیہاے مرصع نگار پر بٹھلایا اور سب سے کمال اخلاق سے پیش آیا اور عمرو کی کرسی اپنے پہلو مین بچھوائی اور اُسکے حال پر سب کی بہ نسبت زیادہ مہربانی فرمائی بعد گفتگوے دوستانہ ساقیان سیمین عرق کو بلانے کا حکم دیا اور علی العموم سب صغیر و کبیر کو مجاز کیا کہ جام و صراحی کو گردش مین لائین ہر قسم کی اچھی اچھی شرابین پلائین عادی کرب بولا کہ اے شاہزادے مثل مشہور ہی کہ اول طعام بعدہ کلام پہلے کھانا کھانا چاہیئے بعد از تناول طعام شراب پلانا چاہیئے کہ شراب بھی لذت دے اور میکشی سے ہر شخص فارغ ہے حکم ہوتے ہی سفرچی نے دسترخوان بچھایا اور نفیس و لطیف کھانے روبرو لایا اور نکاول کھانا بچنے لگا عادی کرب ہر قاب کو نکاول سے کہنے لگا کہ ذرا رکھ سنتے سنتے نکاول ترش ہو گیا اور غصے مین آ کر اپنی زبان کو کھولا کہ حضرت اور بھی کسی کے روبرو رکھون یا اکیلا آپ ہی کے آگے چند نکاول عادی کرب بولا کہ پہلے مین سیر ہو لون پھر جسکے روبرو چاہنا رکھنا خواہ اور ونکو کھلانا یا آپ چکھنا نکاول عادی کے آگے قابین رکھنی شروع کین اور جتنی قابین کھانیکی تھین سب اسی کے آگے رکھدین اور عادی کھانے لگا حتی کہ کسی قسم کا کھانا دسترخوان پر باقی نہ رہا سب عادی چٹ کر گیا ژوپین جو بیٹھا دیکھتا تھا بولا اور بھی کچھ آئے کہ آپکو بخوبی سیری ہو جائے عادی نے کہا کہ الموجود شفا عادی کو فقیر کی دعا ہی فقر کی خدا سے یہ کمال حاصل ہوا ہی کہ کتنا ہی کھاؤن سیری نہو کھانیسے ہاتھ نہ کھینچون

ژوبین نے اور دسترخوان منگوائے اور سب عادی کے آگے رکھوائے عادی نے اُن سب کو بھی نوش کیا اور پانی تک پیا ژوبین نے پھر پوچھا کہ اب آپ سیر ہوئے یا کچھ اور بھی لائے تاکہ آپ خوب کھائیں میرے گھر سے بھوکے نہ جائیں عادی نے کہا تحقیق اب روٹیاں ہوئیں تو کیا مضائقہ ہے منگوایئے اور بندہ کو کھلوایئے فی الفور کئی من آٹے کی روٹیاں دقلیہ منگوایا عادی نے اُسکو بھی نوشجان فرمایا ژوبین نے چاہا کہ اور بھی منگوائے اور اُسکے کھانے کا سب کو تماشا دکھائے کہ یکبارگی ژوبین سے کہا کہ او ژوبین بھلا تو اس پہلوان کا پیٹ بھر سکیگا اسکو تو کبھی سیر نہ کر سکے گا عمرو نے یہی تو ترکیب کی ہے کہ تمام لشکر کا آذوقہ اُسکو کھلا دے اور تمکو ایک وقت کے کھانے کا محتاج بنا دے جب کھانے کو نہ ملیگا تو آپ لشکر بھوک مارے پریشان ہو کر اپنی اپنی راہ لیگا ہرمز نے اُسکو نکلوا کا اشارہ دکھلایا اور عادی سے فرمایا کہ اے پہلوان کھانا دیگوں پر دیگیں چڑھا ہے ہر ایک باورچی کھانا پکا رہا ہے جبتک وہ تیار ہووے تب تک جو کو بازار سے کھانا منگوا دیا جائے کہ آپکا پیٹ بھوک کی تکلیف نہ اُٹھائے عادی بولا کہ حضرت ایسا تو میں بڑ پیٹا بھی نہیں ہوں کہ آپکو بازار سے کھانا منگوانے کی تکلیف دوں یہ کمر یا ہاتھ دھوئے اور آرام سے جا کر بیٹھ رہیے پھر دوبارہ دسترخوان بچھوا کر سب سرداروں کو کھانا کھلوایا ان سب کے لیے اور کھانا منگوایا جب سب کھا پی چکے جام و گلگون کا دور ہوا مجلس گرم اور طبور ہوا اور گانے ناچنے والے حاضر ہوئے مطربوں نے گانے کے ساز ملائے آواز خوش بادہ نوش کی محفل میں بلند ہوئی سب حاضرین کی طبیعت خرسند ہوئی بایکدیگر اختلاط کی باتیں ہونے لگیں پیالیاں شراب کی دلوں کی کدورتیں دھونے لگیں اس میں ژوبین نے عمرو سے کہا کہ آپکو مہرنگار کے لانے میں کیا تامل ہے اب اس باب میں نامناسب تساہل ہے عمرو بولا کہ سرداران اسلام کہتے ہیں کہ اسطرح سے شاہزادی کو حوالہ کرونگا خوشنما نہیں یہ تمکو کسی طرح زیبا نہیں آپ بھی اپنے لشکر میں شادی کی تیاری کریں رسوم عروسی کے جاری کریں اور قلعے میں بھی فوج کی دعوت کر کے بائیں شائستہ شادی کیجائے کہ ہر شخص محفل نشاط سے مزہ اُٹھائے ژوبین نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے کلام تمھارا بجا ہے عمرو نے کہا کہ پھر اُسکے لیے کچھ خرچ بھی چاہیے کہ ایسی تقریب میں نرسکا کام ہوتا ہے بے زر کے کب سرانجام ہوتا ہے ژوبین بولا کہ اسکی کیا فکر ہے جو کچھ درکار ہو حاضر و مہیا ہے اور اس جلسے کا اہتمام اپنی طبیعت کے موافق کیجئے سرداران لشکر اسلام تین شبانہ روز ژوبین کے مہمان رہے بظاہر ممنون احسان رہے اور عمرو سب لشکر ژوبین سے خزانہ اور لشکر لیکر قلعے میں آیا اور حصول زر کثیر کا سکو مژدہ سنایا اور چھ مہینے کے لائق قلعے میں غلہ بھر کر ژوبین کے پاس گیا کہ اب آپ اپنے لشکر میں برات کی تیاری کیجئے کمال مسرت و انبساط سے داد نشاط دیجئے اور میں بھی قلعے میں جا کر تیاری کرتا ہوں ژوبین نے عمرو کو مع سرداران لشکر اسلام رخصت کیا اور اُن لوگوں کو بھی بہت سا زر نقد اور اسباب مرحمت کیا عمرو نے آگے سے جگنا قلعہ تیار کیا اور سکو اپنی کارسازی سے خبردار کیا ژوبین سات دن تک اپنے بدن میں ٹبنا ملوایا کیا اور غذا نفیس اپنے بدن کی تیاری اور رنگت کے لیے کھایا کیا اور زناشو رنگ میں مصروف رہا اور تمام فوج کو مہمان رکھا اور اپنی خاطر کو مہرنگار کے وصل کی اُمید پر شادمان رکھا جب سات دن گذر گئے تب عمرو

ایکدن بھی ثروبین کے پاس نہ آیا تب یہ پریشان ہوکر گھبرایا بختیارک نے ثروبین سے پوچھا کہ فرمائیے ایک ہفتہ تو ہوچکا اب برات کب لیجائیے گا اور عروسی کا کب مزہ اٹھائیے گا ثروبین نے کھسیانہ ہوکر بختیارک کو گالیان دین اور بہت سی ملامتین کین اور عیارون کو عمرو کے پاس بھیجا کہ سات دن تو گذر گئے اب شادی مین کیا تامل ہے یہان تو سب طرح کا سامان موجود اور مہیا سب صورت کا مجمل ہے عیارون نے جاکر دیکھا کہ قلعہ بیشتر سے چوگنا تیار ہوا اور اپنے اپنے عہدے پر مستعد ہر سردار ہے عمرو بدستور قلعے بند دروازے پر شامیانے کے نیچے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا اپنے کامون کو کام دے رہا ہے اور اہل خدمت سے اپنا کام لے رہا ہے عیارون نے دور سے باادب عمرو کو سلام کرکے پیام ثروبین کا ادا کیا جو کچھ اُسنے کہلا بھیجا تھا وہ سب بیان کیا عمرو نے یہ پیام بھیجا کہ اب کچھ مہینے تک تجکو اور ہرمز و فرامرز کو تجمال نہین جانا اور تمھاری فوج و لشکر کا مین رعب نہین مانتا اگر جمشید بھی سر و بازو سے اُٹھکر آوے اور میرے مقابلہ کو سر اُٹھائے تو اسکو زمین مین گاڑدون وہ تو کیا ہے اگر افراسیاب بھی ہو تو اُسے پہلے داؤن مین پچھاڑدون عیار اُلٹے پانؤن وہان سے پھرے اور آکر جو کچھ عمرو نے کہا تھا ثروبین سے کہدیا اور عمرو کی کیفیت سے اُسے آگاہ کیا ثروبین کے طائر حواس اُڑ گئے رنگ فق ہوا اس حال کے دریافت کرنے سے اُسکو بڑا قلق ہوا ہونٹھ چبانے لگا اور پچھتانے لگا کہ اس عیار نے مجکو بڑی زک دی مجھے بڑی دغا دی یہان تک مجکو سوا کیا لیکن سوائے چپ رہنے کے چارہ کیا تھا کہ اُس سے عوض لینا اور اُسکو سزا دینا تو تھا عمرو کا حال سُنیے کہ فیل بند دروازے پر بیٹھا سیر مین لگائے چارطرف کی سیر کر رہا تھا ناگاہ نگاہ جنگلستان کی طرف پڑی اُسکی نظر اس میدان سے اسی دیکھے تو بڑا بن جنگل تھا تمام میدانونکے جانور وونکا دنگل آ رہا تھا اُسے پوچھا کہ اس جنگل مین یقیناً پانچ سو رندے بہت ہونگے اُسنے کہا کہ البتہ فقط شیر چھ سات ہزار سے کم نہوگا اس کثرت سے شیر کسی جنگل مین فراہم نہوگا رندے ہر سم کے اس سے زیادہ تر ہونگے ایسا جنگل ابتک نظر نہین آیا کہ جسکے ذکر سے دلمین یک خوف سما یا ہو جنگل اسکندرون منزل اسکی لمبی وسعت وطولانی مین کیا شک ہے عمرو کو عیاری سوجھی فوراً عیارونکو بلاکر حکم دیا کہ اس جنگل سے درخت کاٹکر تین طرف سے بناکر داخلی مشقت صرف اختیار کرو اور ایک راہ نکلنے کی ہر عمر کے لشکر کیطرف رکھو اور سب طرف کی گذرگاہ بند کرو اور جن کٹے ہوئے درختون مین خوب سا روغن نفط ملکر شام کو آگ لگا دو جہان کو ایک نیا تماشا دکھاؤ اور اگر مجکو خبر کرو عیارون نے متفق ہوکر اُس صحرا کیطرف قدم اٹھائے اور عمرو کا حکم سب بجا لائے دو پہر رات گذری ہوگی کہ زبانہ آتش بلند ہوکر شعلہ سر کا کرہ فلک تک پہونچا بلکہ اُس سے گذر کر چرخ دوار تک پہونچا درندگان صحرائی مثل شیر چیتہ ببر تیندوا ارنا گینڈا ہاتھی وہ چرند و درندے آگ کی حدت سے گھبرائے سب ایک جگہ ہجوم لائے تین سمت گھوم کر چوتھی طرف نکلنے کی راہ پائی وہی ایک راہ اُنھون نے نکلجانے کی پائی غٹ کے غٹ غول کے غول ہرمز کے لشکر کیطرف دوڑے جو سامنے آیا اُسے کھایا سیکڑون آدمی درندون کا شکار ہوا تمام لشکر آفت ناگہانی سے مجبور و ناچار ہوا فوج ہرمز کی گھبرا گئی سب پر بدحواسی چھاگئی زرہ کی جگہ زیر جامہ اور زیر جامہ کی جگہ زرہ پہننے لگے گھوڑون کو جو کسنے لگے تو پچھی اور دہانے مین کچھ فرق نہ کیا

ایسا انکو پریشانی نے گھیر لیا تمام لشکر مین غل ہوگیا کہ عمرو نے شبخون مارا لگی آپسمین تلوار چلنے صبح تک ہزارون آدمی طعمۂ نہنگ شمشیر ہوگئے اور ہزارون غذاے درندگان صحرا ہوے عدم کی طرف رہگزا ہوے جب صبح ہوئی ہرمز و فرامرز و ژوپین و بختیارک مع سرداران لشکر کہ اس آفت ناگہانی سے بچے تھے لاشون کے دیکھنے کے واسطے گئے تاکہ معلوم کرین کہ اپنی فوج کتنی کام آئی اور طرف ثانی کے کتنے سپاہی مارے گئے اور کسقدر شمشیر اجل نے کھائے دیکھین تو اپنے ہی سپاہیون کی لاشون کے پشتے ہین بالکل اسی طرف کے کشتے ہین خال خال جانور اور صحرائی بھی مرے پڑے ہین یہ ہوتوف آدمیونکے دھوکے جانورون سے لڑے ہین ہرمز و فرامرز و ژوپین و دیگر سرداران کمال متعجب ہوے کہ کیا ماجرا ہے بڑا غضب خدای بختیارک کہا کہ یہ عمرو کی ادنی سی عیاری ہے جو تم پر یہ چوٹ ماری ہے حیلات و مناسات جھوٹ نہ بلوائے اُسنے جنگلستان مین تین طرف آگ لگا کر اسی جانب کو راہ نکلنے کی رکھی ہے جب شعلۂ آتش بلند ہوا سب جنگل کے جانورونکو گزند ہوئی زندگان صحرائی جنگل سے نکلکر بھاگے ہین اور جانب تورا بھاگنے کی آمین پائی یہی راہ نکلنے کی انکو نظر آئی لشکر کی طرف آگئے اور اہل لشکر کو کھاگئے یہ کمکی عیارون کو خبر لانے کے واسطے جو بھیجا قول بانکا درست آیا اُسکے قیاس کو صحیح پایا عمرو کا حال سنیسے کہ اُسنے جو دوربین لگا کر دیکھا ہرمز کے لشکر کو کمال پریشان و بدحواس ژولیدہ پایا تب اُسکے دل مین یہ خیال سمایا عادی اگرب سے کہا کہ آج ہی چاہتا ہے کہ اس گبر کے لشکر پر شبخون مارون ان موذیون پر ایک نئی بلا اتارون عادی بولا کہ جو حکم ہوگا بجا لائینگے ہم آپ کی اطاعت سے سرمو نہ پھرینگے عمرو نے کہا کہ تو لند صور کا نام لیکر نعرہ مار اور بآواز بلند پکار نا اور جمع سرداران لشکر کو اپنے منصوبے کی اطلاع دی اپنے مکنون خاطر سنا تو خبردار سو رہنے کیل کانٹے سے ہوشیار ہوگئے برطرف سے خبردار ہوگئے جب آدھی رات گذری عمرو فوج لیکر قلعے سے باہر آیا اور حریفان خوابیدہ پر شبخون لایا عادی اگرب نے شمشیر کھینچکر نعرہ مارا کہ دند و اند و نند بداند نم رستم دوران خسرو ہندوستان لند صور بن عاصی کہان ہین ہرمز و فرامرز و ژوپین میری ضرب کی جانشنی چکھین اپنا سر میرے پانون پر دیکھین اکثر لوگ جو بیدار تھے عادی کی تلوار کی چمک دیکھکر گھوڑون کے آگے جو گھاس کے گٹھے پڑے تھے انکمین بند کر کے آنکھین چھپے بعضے ڈیرہ خیمون مین آچھپے بعضون نے نعرہ عادی کو سنکر جو کانون مین روئی دی غرض جسکو جو سوجھی اُسنے اپنی جان بچانے کی تدبیر کی ہرمز و فرامرز و ژوپین و بختیارک بھی خواب غفلت سے بیدار ہوئے نہایت مضطر و بیقرار ہوے حیرت زدہ ہوکر آپسمین کہنے لگے کہ لند صور کدھر سے آیا اُسنے یہان کیونکر گذر پایا بختیارک بولا کہ حضور بھی عمرو کا منصوبہ ہے کہ لند صور کا نام لیکر شبخون مارا اُسکے فریب سے ہمارا تو دل ہارا الحاصل لشکر اسلام نے کفار کے کشتون سے پشتے بنائے ہزارون کافر تہ تیغ کرکے جہنم مین پہونچائے چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ عمرو کو عیارون نے خبر دی کہ دو بھائی ژوپین کے جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی مع لشکر سے زیادہ لشکر لیکر حسب الحکم نوشیروان ہرمز و فرامرز کی مدد کو آئے ہین بڑے دھوم دھام کا لشکر لائے ہین چنانچہ ساتھ لگا کر کے دیکھیے کہ کسقدر طوفان گرد کا نظر آتا ہے کہ وہم اندیشہ بھی کثرت غبار سے گذرنے کی راہ نہین

باتا ہو عمرو نے جونگاہ کرکے دیکھا تو واقعی گرد کیسی ایک اندھی تیرہ و تاریک چلی آتی ہو کہ نگاہ دور بین کے دیکھنے سے خبر گی پاتا
ہو دیکھتے ہی چھکے چھوٹ گئے شش و پنج کرنے لگا کہ بڑا ستم ہوا آج لشکر اسلام کا بچنا نظر نہین آتا اس لشکر کے ہاتھ سے کسی صورت
نجات نہین پاتا لاچار امیر حمزہ کو کیا جواب دونگا مین اس امر مین اُس سے کیا عذر کرونگا چونکہ عمرو صاحب کرامات تھا
کہ جب کوئی عیاری یاد نہ آتی اور اُسکی طبیعت اس فکر مین گھبراتی تو اپنے پشت دست پر چالیس مرتبہ دمدد پڑھکر اسم عیا
اور اک عیاری کرتا اللہ کی درگاہ سے طلب مدد گاری کرتا اسی دم تین سو ساٹھ عیاریان جو کبھی خیال مین نہ گذری ہوتین لاکھ
تین لاکھ عیاریان اُسکو مزہ دکھاتین عمرو نے جو یہی عمل کیا نئی نئی عیاریون نے ذہن مین گذر گیا عمرو کو سابق سے بھی
عیار تر کیا نی الفور سفید مرہ بچا کر سپاہ لشکر اسلام کو پکارا اور بیا آواز مارا کہ او رستمان زمان قدم معرکہ قتال مین اپنا
استوار رکھنا ہادی کا نام برقرار رکھنا آج چاہیئے کہ لشکر کفار سے کوئی متنفس جان بر نہونے پائے سارا لشکر سیدھا تم کو
جائے بہرام گرد خاقان چین بالشکر زیادہ از مور و ملخ تمھاری مدد کو آپہونچا خوب سمجھو کہ یہ لشکر ظفر پیکر از طرف حند
پہونچا سامنے جو غبار غلیظ نظر آتا ہو اُسی کی فوج کے قدمون کی بدولت ہو لشکر کفار نے جو بہرام خاقان چین کی آمد
سُنی اور گرد و غبار کی کثرت سامنے سے دیکھی دل چھوٹ گیا خوف و ہراس سے کلیجہ ٹوٹ گیا کہ جو فوج کہ لڑ ہی ہو اُس سے
تو عہدہ برا ہو نہین سکتے اب اس لشکر تمہارے کیونکر مقابلہ کرینگے کیونکہ اول تو یہ لشکر تمارے دوسرے کثرت بھی بیشمار
ہو سر بسر پانون رکھکر بھاگے کسی کی یہ جرأت نہوئی کہ تاب مقابلے کی لائے اور اُنکے سامنے آئے ہر چند بختیار رک نے منادی
کرائی کرار و صبح قریب ہو نہ گھبراؤ اور اپنے پانون اس معرکہ مین جماؤ تمھین کیونکر ثابت ہوا کہ یہ فوج بہرام کی ہو یہ خبر تم کو
کسنے دی ہو شاید تمھاری مدد کے لیے کوئی آیا ہو خدا نے اس لشکر کو بھولیا ہو مگر اُسدم بوڑھے کالانوت کی کون سنتا ہی کہ یہ وقت
نفسی نفسی کا تھا اپنے اپنے حال مین ہر شخص مبتلا تھا جتنا لشکر تھا شتر بے مہار کیطرح بھاگا کمین گہ مین نہ لیا نہ بھی
نہ کیا ہر مزو فرامرز و شروین و بختیارک بھی فوج کے پھیرنے کے بہانے سے اُنکے پیچھے روانہ ہوئے اپنی جان بچانی ہی بات اُنکے
دل مین آئی عمرو نے لشکر کفار کو یہانتک توڑا کہ ایک بیگاہ نہ ٹھہرا اور جھٹ پٹ ظفر و منصور مع لشکر قلعے مین داخل ہوا سرداران
لشکر کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور قلعے کو بیشتر از پیشتر مستحکم کرکے باطمینان تمام سبکو آسائش و آرام کا حکم دیا۔

آنا جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی شروین کے بھائیون کا ہرمز و فرامرز کی مدد کو نوشیروان کے حکم سے

محرران خوش فکر کہتے ہین کہ لشکر کفار سے حواس بھاگا جاتا تھا اور کمین قرار نہین پاتا تھا دو تین فرسخ پر سرکاروان
نے خبر دی اور اُنکو اطلاع دی کہ جس کو عمرو نے بہرام کا لشکر قرار دیا تھا اور اُسکی مدد پر بھروسا کیا تھا وہ جہاندار کابلی
اور جہانگیر کابلی کا لشکر جرار ہو کہ آج دنیا مین کوئی نہین ہمسری بادشاہ نے فوج کثیر سے شاہزادون کی مدد کے
واسطے بھیجا ہو اب ہر طرح سے اطمینان ہوا اللہ کا بڑا احسان ہوا تے مین جہاندار کابلی اور جہانگیر کابلی بھی
پہونچے شروین سے ملکر شاہزادون سے ملاقات کی اور اُنکو بہت سی تشفی دی اور کہنے لگے حیف ہو اتنی دیر آپ سے

توقف نہ کیا گیا کہ ہم آجاتے اور دشمنوں پر فتح پاتے تختیارک بولا کہ مین ہرچند سمجھاتا ہا اور منع کرتا رہا مگر کسی نے میرا کہنا نہ مانا مجھکو سراسر احمق جانا مفت مین ہزیمت کی ہزیمت اُٹھائی اور اسباب کا اسباب لٹوایا اور خفت بھی پائی جہانگیر کابلی وجہاندار کابلی بولے کہ خیر جو ہونا تھا سو ہوا اب ہم سرسواری قلعہ لیتے ہین اور سب مل قلعہ کو شکست دیتے ہین یہ کہکر قلعے کی طرف بڑھے جب قلعے کی زد پر پہونچے عمرو نے آگ کا مینھ برسانا شروع کیا آتشبازی کے بان اور فلارورے لگانا شروع کیا فوج کا تو قدم آگے نہ بڑھ سکا مگر جہاندار وجہانگیر سپر ونکی پناہ مین خندق کے پار پہونچکر جاتے تھے کہ گزر قلعے کے دروازے پر لگا مین اور پھاٹک توڑ کر قلعے کے اندر جا گھسین کہ نقابدار نابکار پوشش اپنے چالیس ہزار سوار سے آپہونچا اور اپنے سارے لشکر کو قلعے کے متصل پہونچایا عمرو شاد یا نے بجائے لگا کہ اب ان گبرونکا ستیاناس دیتے والا آپہونچا ان سب کفار سے انتقام لینے والا آپہونچا اس مین نقابدار گھوڑا اچھکا کر خندق پر آکے للکارا اور ایک نعرہ ہیبت ناک مارا کہ خبردار اے کافرو اگر گزر دروازے پر لگایا تو تم سب جانوگے وہ حال کرونگا کہ اپنی صورت نہ پہچانوگے پہلے مجھسے لڑو پیچھے قلعے کیطرف متوجہ ہو دونون بھائی خندق کے پار آئے اور گھوڑون پر سوار ہو کر دو طرف سے دونون نے نقابدار پر حربے اُٹھائے نقابدار نے دونون ہاتھون سے دونون کی تلوارین چھینکر مرغ مین ہاتھ ڈال کے دونون کو اُٹھالیا اور زور رستمانہ اُنکو دکھا دیا چونکہ اُسوقت تک دونون کی زندگی تھی کمند ٹوٹ گئے اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئے جب وہ زمین پر گر پڑے اُنکی فوج گھوڑونکی باگ لیکر اپنے دونون سردارون کو زمین سے اُٹھا کر لے بھاگنا مصلحت سمجھی اُنکی جان بچنے کو غنیمت سمجھی نقابدار مع لشکر فوج کفار پر جا گرا اور کشتون سے پشتے باندھنے لگا نزدیک تھا کہ فوج کفار کا اُسدم خاتمہ ہووے ایک شخص بھی امان نہ پائے سارا لشکر جہنم مین جائے بختیارک جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوایا جلا جانا اُس میدان سے اُسکو مصلحت نظر آیا نقابدار تو جدھر سے آیا تھا ظفر ومنصور اُدھر کو چلا گیا پھر وہان ٹھہرنا ضرورت نہ دیکھا اور لشکر کفار کیچشم گریان ودل بریان اپنے فرودگاہ مین مغموم ومحزون پہونچا نہایت غصہ اور بحالت زبون پہونچا قلعے مین عمرو کو نہ دیکھا فتح کی گنڈیان اور سب نے سہار کھا دیان دین دوسرے دن بھنڈاری عادی سے اور عادی نے عمرو سے کہا کہ غلہ قلعے مین نہین رہا عمرو بولا کہ اب اگر اور کوئی قلعہ مستحکم میرے آئے تو وہان چلکر قیام کیا جائے واراب بولا کہ یہان سے ایک منزل ایک قلعہ نیستان ہے رشک گلستان ہے اگر وسعت اقلیم کی سیاہ جمع ہو کر چاہے کہ اُس قلعے کو لوٹے کے اپنے قبضے مین لائے خلاف امکان ہے کہ اُسپر قابو پائے قفل نیستان اُسکے حاکم کو کہتے ہین اُس مین سب اُسی مقام کے لوگ رہتے ہین عمرو نے سرداران لشکر اسلام اور سرہنگ مصری سے کہا کہ مین قلعہ نیستان کی فکر مین جاتا ہون اور اُسکی تسخیر کی کچھ تدبیر لگاتا ہون جس روز تمکو خبر پہونچے کہ قلعے مین نے لیا اور اُسپر قبضہ دخل کیا اس شب کو چند محافون مین لشکر بنہ بیڑے پلنگ باندھکر شہ وبین کے خیمے کے آگے سے نکلنا اور اس صورت سے اُس راہ سے چلنا اور مہرنگار کو اور عورتون سمیت سوار کرا کے قلعے کی پشت پر دیکھ ہمارے اُدھر سے روانہ کرنا کہ

کوئی اس بات کو پہچان نہ سکے ایسا بہانہ کرنا اور جسقدر جلد راہ طے ہو سکے کہ قلعہ نیستان مین اپنے کو پہونچا نا سب کو لیکر پھر
پاس آنا یہ کہکر دو عیار اپنے ساتھ لیکر قلعہ نیستان کی راہ لی اور اس ارادے کی کسی کو اطلاع نہ دی دو گھڑی دن
باقی ہوگا کہ قلعے پر پہونچا دیکھے تو واقعی قلعہ نہایت مستحکم ہے اُس نواح مین ایسا قلعہ کم ہے حصار کے گرد پھر کر جو دیکھا
شاہ دروازہ اور چور دروازہ نکو بند اور خندق کو پر آب پایا کسی طرح سے قلعے کے اندر جانا خیال مین نہ آیا حیران ہوا
کہ قلعے کے اندر کیونکر جایئے اس قلعے پر کس تدبیر سے قابو پایئے اسی فکر مین دو پہر رات گذر گئی ناگاہ پانچ چھ کنون کو
خندق سے نکلکر آتے دیکھا قلعے سے باہر جاتے دیکھا عمرو نے پیٹ بھر کر کنونان دکباب کھلایا بھوک کے مارے غم جان
تھے گویا انکو جلایا تھا جو سیر ہوئے اپنے مسکن کیطرف پھرے عمرو بھی اُنکے پیچھے پیچھے رہی ہوا قلعہ والون کے حال سے طالب آگاہی ہوا
کے خندق کے پار جا کر سرنگ مین گھسے عمرو بھی سرنگ مین داخل ہو کر قلعے کے اندر پہونچا سوا ے چند پہرہ دارونکے کسیکو جاگتا
نپایا بالجملہ اسکو اطمینان حاصل آیا عمرو جو کہ پہرہ دارونکی آنکھ بچا کر زیر قصر قفل نیستانی پہونچا دیے پایون کی نظرون سے پنہان
ہو نچا ایک درخت عالیشان دیوار کے متصل تھا اُسپر چڑھکے سقف بالاخانے پر گیا اور اُسکی سیڑھیون سے اُتر کر برہ دری مین
پہونچا جا کر دیکھا کہ قفل نیستانی چھ کھٹ پر بیخبر سو رہا ہے ہر شخص خواب غفلت مین بیخبر ہو رہا ہے اور خدمتگار بھی جا بجا فرش پر
پڑے خراٹے لے رہے ہین لکڑی کا فوری تہیان روشن ہین سب درد و دیوار بیخبر ہین عمرو نے چادر عیاری کو
چرخ دیا اور شمعون کو گل کیا ایک فتیلہ عیاری کیرسے روشن کر کے بغلت بند کو جو ڑ طلسم قفل عیر ہوشی اُس مین دے کر
قفل نیستانی کے پردہ بینی تک پہونچا کر جو بھونکا عیر اُسکے دماغ مین پہونچا رہ فوراً چیخ مار کے بیہوش ہو گیا اُسکی تاثیر سے
بیخود اور مدہوش ہو گیا عمرو نے اُسکو نیل کے سہ کر کیا گویا اس جگہ سے غائب کر دیا اور آپ اُسکی صورت بنا کھیس پہ
سو رہا یہ کام اُسکو کرنا تھا اُس سے فارغ ہو رہا جب صبح ہوئی منھ ہاتھ دھو کر تخت پر کمال شان و شوکت سے جلوس فرمایا
خود نے تئین قفل نیستانی بنایا ارکان دولت جو حاضر ہوئے اُنسے کہا کہ مہرنگار دختر نوشیروان مجھپر عاشق ہوئی ہے
میری ملاقات کے لیے جان دل سے شائق ہوئی ہے کل اُسنے ایک اشتیاق نامہ مجکو بھیجا تھا سو مین نے اُسکو طلب کیا ہے
اُسکے آنے کا بے تکلف حکم دیا ہے خبردار خبردار جسوقت اُسکی سواری آوے کوئی دربان اُسکو روکنے نپاوے داروغہ شاہ دروازہ
قلعے کے دروازے کو بے میرے کہے کھول کر اُسکو ہمراہیون سمیت قلعے مین آنے دے میری ملاقات سے اُسکو خاطر خواہ
بہتون نے تو قبول کیا مگر بعضون نے عذر کیا اور اُسکو یہ جواب دیا کہ اُسکے ساتھ عمرو عیار ہے وہ بڑا چالاک و زرکار ہے وہ اسطرح
سے قلعون کو لے لیتا ہے عیاری کر کے لوگونکو زک دیتا ہے عمرو نے سنکر اُنکو قید کیا اور داروغہ شاہ دروازہ پر کر تاکید کر کے دروازہ
کھولنے اور اُسکے چلے آنے کا پے تامل حکم دیا واضح ہو کہ عمرو خود عیار نکو دروازے کے باہر چھوڑ آیا تھا اور اُنکو یہ سب بھید بتا دیا تھا
اُنھون نے اس حکم کی خبر پا کر معلوم کیا کہ عمرو حاکم قلعہ کا ہوا اور قلعہ اُسکے قبضے مین آیا اُسنے اپنے مقصود کو پہونچا دریا
سے کہلا بھیجا کہ نسرو سے عرض کرو کہ دو عیار ملکہ مہرنگار کے پاس سے آئے ہین مجھپر اُسکی طرف سے پیغام لائے ہین عمرو نے اُنکو بلوایا

اور گوشے مین بیٹھکر اُن سے یہ مشورہ درمیان مین لایا کہ تم جاؤ سرہنگ مصری اور سرداروں سے کہنا کہ جسطرح سے مین سمجھا آیا ہون اور جو جو باتین سکھا آیا ہون اُسی طرح آج شب کو سطرف روانہ ہون اس مین تاخیر نہ کرین اور کسی طرح سے نہ ڈرین تیز قدمی سے آئین میری کارسازی مشاہدہ فرمائین فضل الٰہی سے قلعے مین مسلط ہوا اور سب اہل قلعہ میرے تابع فرمان ہین سب شکلین آسان ہین وہ عیار رخصت ہوکر پھر دن رہتے رہتے قلعہ گرستان مین پہونچے اور عمرو کا حکم سرہنگ مصری اور سردارون کو سُنا دیا اُن سب باتون سے آگاہ کیا وہ لوگ خوشی خوشی تیاری مین مصروف ہوئے سب تردد اُنکے دل سے موقوف ہوئے ڈیڑھ پہر رات گذرے چند محافون مین درمیانہ حکم اُس سازسے سے جلد تر مین کا خیمہ ایستادہ تھا بھرا ہی چند عیار روانہ کیے اور مہرنگار وغیرہ کو سوار کرا کے جس دروازے سے عمرو کہ گیا تھا لشکر اسلام کے ساتھ سے نکلے محافہ نکو قلعے سے نکلتے ایک عیار نے جو دیکھا دوڑکر ثروین کو خبر دی اور مہرنگار کے روانہ ہونے کی اُسکو اطلاع کی ثروین حشاش بشاش پنے شمے سے باہر آیا اور محافہ جو پر تکلف اور سب سے آگے تھا اُسکو دوڑکے پکڑ کر پردہ جو اُٹھایا تو اُسمین ایک پری خوبین چشم ہندھا پایا اُسکے دیکھنے سے اُسکے دلمین جو خوف سما یا چیخ مار کر بھاگا مگر رفیقونکو حکم دیا کہ سارے محافونکی تلاشی لو ان سبکو خوب دیکھو جسنے جس محافے کا پردہ اُٹھایا اُسمین ایک رندہ پایا سب کے سب محافے چھوڑکر بھاگے اُن سب محافون سے مارے ڈر کے اپنا مُنھ موڑ کر بھاگے اُسمین ایک عیار نے ثروین کو خبر دی کہ قلعہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے کوئی آدمی نظر نہین آتا مین اسمین کسی بشر کا نشان نہین پاتا ثروین نے یہ بات سُنتے ہی گھوڑا طلب کیا سواری کے تیار ہونے کا حکم دیا اور سوار ہوکر ریگ ٹٹ گھوڑے کو بھگایا اپنے تئین محافے تک پہونچایا مہرنگار کا حال سُننے کو راستہ مین محافے نے نکلکر نقارہ بجایا ٹٹ گھوڑے پر سوار ہوئی تھی محافے کی سواری سے بیزار ہوئی تھی ثروین جو اُسکے متصل پہونچا گھوڑے پر کود کے اُسکے گھوڑے کا شکار رہنبر پکڑکے خوشامد کرنے اور اپنا عاشق جتانے لگا اپنے عشق اور شیفتگی کا حال سُنانے لگا ہر چند وہ مانع ہوئی لیکن بیحیا کب سنتا تھا اسمین اپنا حصول مقصد جانتا تھا آخر مہرنگار نے دق ہوکر ایک خنجر غلاف سے نکال کر اُسکے سر پر مارا کہ پیشانی دو بارا ہوگئی تب تو وہ نامرد بھاگ کر دور جا کے کھڑا ہوا اُسکو اُس زخم کا صدمہ بہت بڑا ہوا مہرنگار نے ایک تیر زہ کمان مین جوڑ کر دے لگایا اُس بیدرد کو گو اپنے تیر کا نشانہ بنایا ثروین اپنی دانست مین غالی دینے کو پھر اکر تیر کی زد سے بچ جائے اور وہ سوار زخم نہ کھائے مگر تیر زہ کو تیر جا کے مین گھس گیا تو چلا کر بھاگا اس عرصے مین لشکر اسلام بھی جا پہونچا مہرنگار کو لیکر خوشی خوشی قلعہ نیستان مین داخل ہوا عمرو کو دشمنون کی طرف سے طرح کا اطمینان حاصل ہوا جسنے اسلام قبول کیا اُسنے جان کی امان پائی جسنے انکار کیا اپنی جان گنوائی ہر ایک ساعت مین نیستان مین اہل اسلام کا دخل و بندوبست ہوگیا دشمان اسلام کا سب حوصلہ پست ہوگیا بعد اسکے عمرو نے فضل نیستانی کو نہیل سے نکالا اور اُسکا حال خوب دیکھا بھالا پھر کہا کہ تو خدا وعدہ لاشریک کے بارے مین کیا کہتا ہو مسلمان ہوتا ہو یا اپنے اُسی دین پر قائم رہتا ہو اُسنے دیکھا کہ قلعہ تو جا چکا جان بھی مفت جاتی ہو اور اب رہائی کی صورت کسی طرح نظر نہین آتی ہو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا

مسلمان ہوا اللہ کی توفیق اور عمرو کی کوشش سے اُسکے نصیب ایمان ہوا عمرو نے اُسکو گلے لگا کر کہا بابا تمھارا قدم کو مبارک رہے مجکو تمھارے قدم اور ملک سے کچھ سروکار نہین ہر گز تمھارے دربے آزار نہین ہین چند روز تمھارا یہان رہون بعد ازان جہان مقدر ہوا جائیگا وہان جائیگا چونکہ اب مجھسے اور تم سے ایک سابقہ ہو گیا بعد فراغت کے اپنے امور سے ایک مرتبہ پھر تمھاری ملاقات کو آؤنگا یہ کہکر قلعے کو مثل طاؤسان طناز تیار ہوا راستہ کر کے بدستور فیلبند دروازے پر شاہانہ اطلس چینی کا کھینچکر اُسکے نیچے کرسی جواہر نگار بچھاکے بخاطر جمعی تمام بیٹھا اپنی کارسازی سے سرخرو ہو کر نیک نام بیٹھا ثروپین کا حال سنیے کہ درد زخم سے بیہوش ہو کر اثنائے راہ مین گھوڑے پر سے گر پڑا اور گھوڑے نے جنگل کی راہ لی اپنے مالک کے ساتھ کچھ وفاداری نہ کی ہر مزو فرامرز بھی قلعے کا خالی ہونا اور ثروپین کے بچھاڑنیکا حال سُنکے مع مہاندار کابلی و جہانگیر کابلی لشکر اسلام کے پیچھے روانہ ہوئے کہ اگر قابو پائین تو مسلمانون سے انتقام لینگے اثنائے راہ مین ثروپین کو جنگی جانور بیہوش پڑا دیکھا بہت متاسف ہوئے کہ عمرو نے اُسکے ساتھ کیسی حرکت نامناسب کی اور اُسکو سخت اذیت دی آخر اسکو اُٹھا کر محافے مین لٹا کے لیگئے کہ اُسکی دوا کرین گے کہ شاید زخم بھی اچھا ہو کے تکلیف سے نجات پائے اپنی حالت اصلی پر آئے عیارون سے معلوم ہوا کہ عمرو مع لشکر اسلام قلعہ نیستان مین داخل ہوا چار ناچار قلعے کی زد سے بچکر خیمہ لگائے کہ آتشبازی کی بلا اُن تک نہ آئے جب عمرو نے دیکھا کہ لشکر کفار فروکش ہوا تب عمرو کے دلمین یہ خیال آیا کہ اب کچھ اور عیاری کیجیے اور اُنکو کچھ نئی زک دیجیے کسی جراح کی صورت بنکر کسوت جراحی بغل مین دبا ثروپین کے خیمہ کیطرف نکلا عیارون نے ثروپین کو خبر دی اُسکو اطلاع دی کہ ایک جراح جاتا ہو وہ اس فن مین بہت کامل نظر آتا ہو اُسنے کہا کہ جلد اُسے لاؤ اُس بات مین ہرگز کچھ دیر نہ لگاؤ عیار عمرو کو بُلا لیگئے ثروپین نے اپنے زخمون کو دکھلایا اپنی مصیبت کا سب قصہ سُنایا اور کہا کہ اے جراح جسقدر جلد ممکن ہو مجھکو اچھا کر مین بہت سا انعام تجکو دونگا اور بہت خوش کرونگا عمرو بولا کہ پیشانی کا زخم تو ایسا نہین ہو کہ جلد اچھا نہو لیکن دوسرا کام کاری ہو اُسکا اچھا کرنا بڑی دستکاری ہو اگر اذیت اپنے اوپر گوارا کرو اور تھوڑی تکلیف کے تحمل ہو تو ایسی مُسلّمی کرون پانچ پہر مین اچھا کر دون ثروپین نے کہا کہ مجکو اذیت قبول ہو کہ اس زخ سے میری خاطر بہت ملول ہو عمرو بولا کہ اگر ایسی مرضی ہو تو اپنے آدمیون کو حکم دیجیے کہ ہر چند کسی کو پکارون اور نعرہ بُرد و مارون پانچ پہر تک کوئی میرے پاس نہ آئے میرے شور و غل کو اپنی خاطر مین نہ لائے ثروپین نے اپنے شاگرد پیشہ اور رفقا کو یہی حکم دیا جتنے تھے سب مجھ سے الگ ہو گئے اور مجھے کے پردے ڈالدیے سب آدمی باہر نکال دیے عمرو نے ثروپین کو چیت لٹا کر کے اوندھا باندھا اور اُس زخم کو اُسترے سے چیر کر اور بھی گہرا کر گیا اور ہر تال چونے مین ملا کر تیون مین لپیٹ کر اُسکے زخم مین دیا بنیان کھدیڑ کر اوپر سے ہر تال اور چونے کا ہم بھرا اُسکو اور بھی مجروح کر دیا ثروپین سوزش کے مارے چلانے لگا اور بڑا شور و غل مچانے لگا باہر کے آدمیون نے جانا کہ جراح اپنے کام مین مصروف ہو اسوقت مین جانا نہ چاہیے کہ ہمکو پہلے ہی منع کیا ہو اور نہ جانے کا حکم دیا ہو کوئی اُسکا فریاد رس نہوا آخر ثروپین اُس صدمہ سے بیہوش ہو گیا عمرو نقد جنس جیسے اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے کما پر کو نکال اپنے قلعہ مین لا کر

اور زر و مال اُسنے پایا جب بعد پانچ پہر کے لوگ خیمے مین گئے ثروپین کو اس حال خراب مین پایا نہایت کرب و اضطراب مین پایا دیکھکر کمال متاسف ہوے جھٹ پٹ اُسکے ہاتھ پاؤن مینون سے کھولے حیرت مین آکر خاموش ہو رہے کچھ نہ بولے اور اُسکے زخمون کو دھوکر کافور کے پھائے لگائے ہر قسم کے مجرب مرہم بنائے دوسرے دن ثروپین کو ہوش آیا اور مصیبت سے کچھ اُسنے افاقہ پایا بختیارک نے سُنکر کہا کہ وہ جراح نہ تھا عمرو تھا کہ اُسنے عیاری سے جراح بنکر ثروپین کا یہ حال بنایا اُسکے سر پر آفت لایا اسمین خیر ہو یہ خبر پہونچی کہ حکیم مجدک کو بادشاہ نے باخزانہ و تحائف بھیجا ہے عنقریب آیا چاہتا ہے شاہزادون کی شرف ملازمت پایا چاہتا ہے ہرمز و فرامرز بہت خوش ہوئے اور اُسکے استقبال کیواسطے جہانگیر کابلی و جہاندار کابلی کو بھیجا اُنکے ہمراہ بہت سے سرداران جری کو بھیجا جب یہ خبر عمرو کو پہونچی اُسی دم ثروپین کے عیادت کے لیے ایک کی صورت بنکر آپ بھی روانہ ہوا کہ وہان بھی پہونچکر کچھ کارسازی کرے اُنسے بھی دغابازی کرے پانچ کوس کے قریب گیا ہوگا کہ سواری حکیم مجدک کی دکھائی دی ادھر سے جہانگیر و جہاندار کابلی بھی پہونچے تینون آدمی سواریون سے اُتر کر بغلگیر ہوئے باہم شکر و شیر ہوئے باتیں اختلاط کی کرنے ہوئے خیمے کیطرف روان ہوئے آپس کی ملاقات سے بہت خرم و شاداں ہوئے عمرو نے دیکھا کہ سواے سواریون کے کچھ بارہ برداری نظر نہین آتی ہے فقط حکیم ہی کی سواری جاتی ہے شاید اسباب پیچھے چلا آتا ہے اُنکا شاگرد پیشہ اپنے ساتھ لاتا ہے اُسی جا ٹھہر رہا کسی سے کچھ نہ کہا چار گھڑی رات آئی ہوگی کہ اونٹ اور چھکڑے خزانہ سے لدے ہوئے پانچسو سوار کی محافظت مین پہونچے ہرگاہ وہ لوگ عمرو کے قریب آئے عمرو اُنکو دیکھکے مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمایا پس ایک سوار سے پوچھا کہ فرنگمحار اکون ہے اُسکا کیا نام و نشان ہے کس صورت کا انسان ہے اُسنے کہا کہ وہ کلاہ خمدار سر پر رکھے ہوئے چلا آتا ہے یہی سب مراتب حفاظت کے بجا لاتا ہے عمرو نے اُسکو جاکر سلام کیا اور کہا کہ مین بڑی دیر سے تمھارا منتظر تھا تمکو جو آنے مین دیر لگی اس سبب سے کہ شاہزادون نے مجھے بھیجا ہے کہ تو جلد جاکر خزانہ اور اسباب جو آتا ہے براہ محفوظ لوا لا ایسا نہو کہ عمرو خبر پاکر دست بُرد کرے اس سبب بال کثیر کو خود دوڑ کرے اور تم سبکو ملک الموت کے سپرد کرے اور اگر رات زیادہ ہو جائے تو رات کی رات اُسی جا مقام کرین صبحکو وہان پہنچین سب لوگ بولے کہ اچھا تو ہے اسوقت یہین مقام کیا جائے سبکو ٹھہرنے کا حکم دیا جائے کہ تھکے ماندے بھی ہین صبحکو یہان سے روانہ ہونگے یہان کی شب باشی مین کچھ خوف و خطر نہین رہزنون اور چورون کا ڈر نہین فرنگمحار نے اسی مقام پر قیام کیا عمرو نے کہا کہ مین جاکر شاہزادون کو خبر کرون تمھارے حال سے اطلاع دون سب بولے کہ بہتر ہے آپ تشریف لیجائیے اور یہ سب کیفیت شاہزادون کو سُنایئے عمرو نے چند عیار اپنے جنگل مین لگا رکھے تھے آتے ہی اُنکی صورت تبدیل کرکے کالا رنگ ہو رہے بناکے چند خوان نقل کے شیرہ بہوشی سے جو بنائے تھے اُنکے سرون پر رکھواکے آپ یہ سادل کیصورت بنکے محافظان خزانہ کے پاس آیا اور اُنکو یہ مژدہ سُنایا کہ شاہزادون نے یہ خوان تمھارے نقل کرنے کیواسطے بھیجے ہین کہ تمکو کھاؤ اور رفع کی بھوک سے ذرا تسکین پاؤ گے بانون نے فرنگمحار سے کہا تو تقسیم کرکے اپنا حصہ آپ لے اُس مرد پاکباز کا وہ سوانگ اپنے دل مین لایا خوش

کوئی ایسا نہ تھا کہ اس نعمت سے خردم رہا ہو جب سب کے سب تمیز ہوئے و ارد سے بیہوشی کی تاثیر سے ہوش و حواس بر ان ہوئے
عمرو نے تحائف اور نزانہ صندوقون سے نکال کر زنبیل کے سپرد کیا اور لشکر تجمر مرے جانورون کی پیٹھون پر صندوقون مین بھر کر
بدستور قفل دیا اور قلعے مین جا کر چین سے آرام فرمایا اتنا خزانہ اور اسباب مشقت سے ہاتھ آیا جب سب کے وہ غفلت زدہ ہوش مین
آئے وہان روانہ ہو کر پہرون چڑھتے چڑھتے لشکر مین داخل ہوئے شاہزادونکے لشکر مین شامل ہوئے ہرمز و فرامرز نے صندوق لشکر کے
حکیم مجدک کے نگہبان لیکے قفل کھلوائے اُسمین عجیب و غریب تماشے نظر آئے دیکھین تو لشکر تجمر مرے جانورونکی پیٹھیان بھری ہوئی ہین
اور بجاے اشرفی اور جواہرات کے ایسی چیزین و اہیات بھری ہوئی ہین بختیارک بولا کہ نفس الامر مین عمرو سا چالاک
عیار دنیا مین کم ہوگا چالاکی اور فریب دینے مین ایسا کون بنی آدم ہوگا ژوپین کی وہ صورت بنائی لشکر کو وہ خرابی دکھائی
شاہزادون نے لگا ہمانان خزانے سے پوچھا کہ تمسے اور کسی شخص اجنبی سے رات کو ملاقات ہوئی تھی ایسے آدمی سے کہ بصورت
عیار تھا کچھ بات ہوئی تھی اُن لوگون نے عرض کی کہ اور تو کوئی نظر نہین آیا مگر پہلے جس عیار کو ژوپین نے رہنمائی کیلئے
بھیجا تھا اُسے البتہ ہمنے وہان پایا تھا کہ ہمنے راہ کی ماندگی کا عذر کر کے اُسی جا پر قیام کیا اور اُسکی صلاح سے راتکو دین آرام کیا
بعد اُسکے ایک یساول حضور سے نقل کے خوان لیکر گیا تھا اُسکے ساتھ کئی کہار خوان بردار تھے وہ سب کے سب صاحب سلیقہ اور
ہوشیار تھے بختیارک بولا کہ پہلے جو عیار ملا تھا وہی عمرو تھا اور بعد اُسکے جو یساول خوان نقل کے لیکر گیا تھا وہ بھی وہی مکار
تھا قید کرنے کے سزاوار تھا شاہزادون اور سردارون کو بڑا رنج ہوا کہ مفت مین تلف اتنا گنج ہوا لیکن کیا کرین کہ مجبور تھے
اُسکے انتقام سے معذور تھے سوائے اسکے کچھ چارہ دکھائی نہ دیا کہ ایک عریضہ مین یہ سب حال لکھکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا

پناہ لینا عفریت دیو کا طلسم شہرستان زرین مین اپنی مان ملعونہ جادو کی صلاح سے

اب جہتک اس داستان پہ پھر آؤن دو گلے داستان زلزال قاف کو چیک سلیمان ہما جقران گیتی ستان
امیر ابوالعلا حمزہ کے سُناؤن قبل ازین ذکر ہو چکا ہے کہ مقابل اہرمن پدر عفریت جو صاحبقران کے ہاتھ سے
قتل ہوا اور نہایت ذلت سے مارا عفریت اُسکے سوگ مین بیٹھکر مصروف نالہ و زاری ہوا ایک دریا آنسوؤن کا اُسکی آنکھون
سے جاری ہوا شہپال نے صاحبقران کی خاطر کے واسطے ایک ہفتہ محفل جشن گرم کی اور اُسکو سامان بایسہ سے
ایسی آراستہ دی کہ جو اُسکو دیکھے شیفتہ ہو جائے سو جان سے فریفتہ ہو جائے آٹھوین دن صاحبقران نے شہپال سے
کہا کہ قبلہ عالم معلوم نہین ہوتا کہ عفریت کا کیا ارادہ ہو اب وہ کس بات پر آمادہ ہوا یا اسیطرح کان مین تیل ڈال کے
بیٹھا رہیگا یا لڑائی کے باب مین کچھ کہیگا بہرحال اگر وہ طبل جنگ نہین بجواتا اور برسر مقابلہ نہین آتا تو حضور ہی بجوائین اپنا رعب
و دبدبہ اُسکو دکھائین ہمین اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے آیا تھا سو اُسکو اسقدر عرصہ ہو گیا خدا جانے کہ میرے متعلقین و متوسلین کا
کیا حال ہوگا اُن کو میری کیفیت دریافت ہونے اور وعدہ پر نہ پہونچنے سے کس قدر ملال ہوگا ایک تو میرے رنج مین
مبتلا ہونگے رات دن مشغول نالہ و بکا ہونگے دوسرے نوشیروان سا بادشاہ برسر عداوت ہے اُس سے مقابلہ کرنے کی

کس مین طاقت ہی شہپال نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ساز وسامان جنگ وجدال کا مہیا کیا حکم ہوتے ہی نوبتیون نے بارہ سو جوڑی سونے اور بارہ سو جوڑی چاندی کی نکال کر زیرون کو سینک بھون بھون کر پانی کے دے چوبین لگانا شروع کین باجون کی آواز سے پہاڑون اور زمین کو ہلانا شروع کیا چونکہ یہ نقارخانہ سیلون کی ہے اسکی آواز تین منزل تک جاتی ہی اور کسی باجے کی آواز اُسکو کب پاتی ہی عفریت تو نزدیک ہی تھا اُسنے جو آواز طبل جنگ کی سُنی اور نفیر شور انگیز اُس ڈھنگ کی سُنی کان اُسکے کھڑے ہوئے حواس پریشان ہوگئے ہمراہی بھی اُسکے ہراسان ہوگئے حواشیون سے اپنے کہنے لگا کہ ہنوز مین نے اپنے باپ کے ماتم سے فراغت حاصل نہین کی اس ملعون نے آبکے دل کو تشفی اور تسکین نہین دی اور اُسنے طبل جنگ بجوایا برسر میدان آیا یقیناً یہ آدمی میرا کشندہ ہی بیشک میرا اذیت دہندہ ہی یہ کہکر خوب رویا اور آنسوؤن سے اپنا مُنہ دھویا ایک دیو تیز پرواز کو اپنی مان کے بلانے کیواسطے بھیجا وہ ملعونہ کہ نام اُسکا ملعونہ جادو ہی ایک ہی جادوگرنی ہی سحر سامری کو لڑکون کا کھیل سمجھتی ہی سُنتے ہی آندھی کے مانند آپہونچی گویا کہ آسمان سے ایک بلا آپہونچی عفریت اُسکے گلے لپٹ کر خوب زار زار رویا قطرہ ہاے اشک سے موتیون کا ہار پرویا اور احوال صاحبقران کا سب بیان کیا و راز مخفی سب عیان کیا وہ بولی کہ حقیقت مین یہ آدمی جو شہپال کی مدد کو آیا ہی تیری جان کا دشمن ہی بلکہ سب دیوان سرکش کے خاندان کا دشمن ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ شہرستان زرین مین جو مین نے طلسم بنایا ہی اُسمین چلکر وہ جب یہ آدمی پردۂ دنیا پر جا چکے گا اُسوقت پھر شہپال سے سمجھ لینگے اُسکو اس بے اعتدالی کی سزا دینگے عفریت کو اپنی مان کی رائے پسند آئی یہ تدبیر اُسکو دل سے بھائی اُسی دم اُس ملعونہ کے ساتھ طلسم شہرستان زرین کی راہ لی اور کسی کو اپنے قصد سے اطلاع نہ کی سب لشکر اُسکا تباہ ہوگیا عفریت کا برباد سارا حشم وجاہ ہوگیا کتنون نے اپنی اپنی راہ لی اور اکثرون نے بایکدیگر صلاح کی کہ شہپال ہمارا خداوند قدیم ہی مرد باصروت صاحب اخلاق سخی اور کریم ہی چلکر قصور معاف کرا کے اُسکے حضور مین اجازت حاضر ہونے کی لیجیے اور اُس سے جُدا رہنے کی بہت سی معذرت کیجیے الآخر جب رزمی شب نے رومی روز سے شکست کھاکر فرار کو قرار پر ترجیح دی اور آفتاب عالمتاب نے تیغ نور سے تاریکی عالم زائل کی شہپال و صاحبقران تختون پر سوار ہوکے مع فوج میدان مصاف کی طرف چلے اثنا راہ مین جنون نے بادشاہ کو خبر دی اور اس امر کی اطلاع دی کہ عفریت بدرود صاحبقران زمان ورشاہنشاہ قاف کے خوف سے طبل جنگ کی آواز سُنکر رات ہی کو بھاگ گیا اُسنے ہرگز تاب و طاقت مقابلے کی نہ پائی اُسکا باپ کیا مارا گیا گویا اُسپر قیامت آئی اور لشکر اُسکا مثل بنات النعش پریشان ہوکر اپنی اپنی راہ چلتا ہوا اور چند گروہ داغ الفعال اپنی جبین پر نقش کرکے بامید عفو جرائم پا بینہ از سر نو اطاعت کیواسطے حاضر آئے اُس بارگاہ سلطان پر دست بستہ کھڑے ہوئے کمال انفعال و ندامت سے سر جھکائے ہین بادشاہ اس مژدہ کو سُنکر خوش و خرم ہوکے صاحبقران پر سے نردگوہر نثار کرتا ہوا قلعۂ گلستان ارم مین داخل ہوا اس خوشخبری سے کہ فوج عفریت کی پیرئی طاقت کیواسطے موجود ہوئی اُسکو کمال سرور حاصل ہوا جہانتک عمائد قاف تھے سبھون نے شہپال کو نذر دی اور صاحبقران

پر سے زدوجوا ہر تصدق کیا کئی دن تک جشن شاہانہ برابر رہا ہر شخص ایسی بزم مسرت افزا سے سب طرح کا فرو لیتا رہا بعد اختتام جشن امیر نے شہپال شاہ سے کہا کہ مجکو اب رخصت کیجئے از راہ عنایت جانیکی اجازت دیجئے میرا طرح ہوتا ہی متعلقوں کے حال نہ دریافت ہونے سے میرا دل بہت پریشان ہوتا ہی شہپال شاہ نے کہا صاحبقران میرا اور آپکا یہ اقرار ہی کہ عفریت کو مار کر تشریف لیجائین گے اس کام کے فراغت کے بعد آپ جانے کی فرصت پائینگے سو عفریت ابھی مارا نہین گیا اگر آپ ہمارے عفریت کے تشریف لیجائینگے اور اُسکو اپنی شمشیر اسلام سے جہنم مین نہ پہونچائینگے بعد آپکے جانے کے وہ پھر سر اُٹھائیگا میرے ساتھ بُری طرح پیش آئیگا اور مجکو ضرورت ہوگی کہ آپکو پھر تکلیف دون اور وہانسے پھر بلاؤن اس سے یہی بہتر ہی کہ آپ عفریت کو تتل کرکے پردہ دنیا کو تشریف لیجائین کہ ہم سب اسکے شر سے راحت پائین بعدہ مین آپکو بہت جلد پہونچا دونگا اور خوشی سے رخصت کرونگا امیر نے سر نیچے کرلیا بعد ایک ساعت کے شہپال کو یہ جواب دیا کہ بہرحال آپکا فرمانا مجھے منظور ہی آپسے انحراف میرا کب مقدور ہی مگر معلوم ہوئے کہ عفریت بھاگ کر کہان گیا ہی کس جگہ جا کر چھپا ہی مین وہین جاکر اُسے مارون اُسکا سر تن سے اُتارون شہپال نے کہا اُسکا ٹھکانا بے قصر بلور گئے ہوے معلوم ہوگا امیر بولے پھر قصر بلور چلنے مین دیر کیا ہی بندہ چلنے کو موجود کھڑا ہی شہپال اُسیوقت پیش خیمہ بھیجکر دوسرے دن امیر کو لیکر روانہ ہوا جب قصر بلور مین پہونچا وہانکے رئیسون نے حاضر ہوکر بادشاہ کو نذرین دین اور ہر طرح سے تابعداریان کین اور عرض کی کہ عفریت اپنی مان ملعونہ جادو کے ساتھ طلسمات شہرستان زرین مین کہ اُس ڈھڈو نے بنایا ہی جا کر پوشیدہ ہوا ہی سب کامون سے دست کشیدہ ہوا ہی اور اس طلسمات مین بالکل کارخانہ جادو کا ہی وہ مکان ایک ہوکا ہی امیر نے کہا کہ خدوی کو رخصت کیجئے اور توکلاً علی اللہ اجازت دیجئے اس جنمی کو اسکی مان سمیت جہنم واصل کرونگا دونون کو ایک طبقہ دوزخ مین داخل کرونگا اور چونکہ وہ وہان اکیلا ہی مین بھی وہان اکیلا جاؤنگا اور خدا کے فضل وکرم سے اُسپر فتح پاؤنگا بادشاہ نے یہ تقریر امیر کی سُنکر عبدالرحمن کیطرف دیکھا عبدالرحمن نے کہا کہ آپ اپنے دلمین کچھ اندیشہ نہ کیجئے اور انکو بخوشی رخصت کیجئے مین ازروے جفر و نجوم دریافت کرچکا ہون امیر عفریت پر فتحیاب ہونگے جانے کے ساتھ ہی کامیاب ہونگے بادشاہ نے ایک تخت پر امیر کو بٹھلا کر چار پریزادون نیپر وازسے کہا کہ صاحبقران کو شہرستان زرین مین بیجاؤ انکو بہت آرام سے وہان پہونچاؤ پریزادنی الفور تخت لیکر اُڑے تین شبانہ روز کے بعد ایک پہاڑ پر اُترے کہ رنگ اُسکا سبز تھا اور اُس پہاڑ کو کوہ زہر مہرہ کہتے تھے وہان نئی قسم کے لوگ رہتے تھے امیر نے پریزادون سے پوچھا کہ شہرستان زرین یہان سے کتنی دور ہوگا اور راستہ اُسکا کدھر ہی تمکو اس حال کی کچھ خبر ہی اُنھون نے کہا کہ مجھے کوس کامل فاصلہ ہی مگر ایک سخت معاملہ ہی امیر نے فرمایا کہ پھر یہان کیون ٹھہرے ایک ہی مرتبہ وہان جاکر کیون نہ اُترے یہان تخت کو کیون ٹھہرایا تھا رے دلمین کس امر کا خوف سمایا پریزادون نے کہا یا صاحبقران اس پہاڑ کے نیچے سے شہر زرین تک ملعونہ جادو نے جادو کے طلسم بنائے ہین طرح طرح کے نیرنگ اُٹھائے ہین اگر ہم یہان سے آگے کو قدم بڑھائین تو سبھی ہم جلجائین اور ملاحظہ فرمایئے کہ وہ جو چمکتی معلوم ہوتی ہی وہی شہر زرین ہی اُس مین وہ مردود

جاگزین ہی آخر شبکو صاحبقران نے اُسی کوہ پر قیام کیا رات بھر آرام کیا صبحکو نماز سے فراغت کرکے دعا کی اللہ کی درگاہ مین تجا بی کی التجا کی اور پریزادون سے کہا کہ تم اسی جگہ توقف کرو اور کسی طرح متردد نہوا ور گوش برآواز رہو مین شہرستان زرین کی طرف جاتا ہون مگر تمکو ایک بات بتاتا ہون کہ مین تین نعرے کرون گا پہلا نعرہ عند الملاقات عفریت دوسرا نعرہ ہنگام جنگ تیسرا نعرہ بعد فتح اور اگر تیسرا نعرہ نہ سنو تو جانیو کہ مین عفریت کے ہاتھ سے مارا گیا میرا سر میرے جسم سے اُتارا گیا شہپال شاہ کو میری مرگ کی خبر کبوتر پس سب حال کی اطلاع دیجیو یہ کہکر زندہ دہن کو گردان کر اور عرب سلیمانی کو ہاتھ مین لیکر آستینونکو رومال کرکوہ پر سے نیچے اُترے تاریکی سے قدم آگے نہ بڑھا سکے باشت بھر اُس طرف کو نہ جا سکے پھر کوہ پر چڑھ گئے دہان سے دیکھا تو بخوبی روشنی نظر آتی ہی سوچے یہ کیا سبب ہی کہ جب نیچے جاتا ہون تو غائب ہو جاتی ہی پھر نیچے اُترے وہ ہی تاریکی دیکھی اپنا ہاتھ اپنے کو نظر آتا تھا امیر حیران ہوکر پھر کوہ پر چڑھ کے دیکھنے لگے پانچ چھ دفعہ جو کوہ پر چڑھے اُترے تاکہ یہ عقدہ لاحل کھلے پریزادون نے جانا کہ صاحبقران ورزش کرتے ہین امیر سے پوچھا کہ یا صاحبقران پردہ دنیا پر اسی طرح لوگ ورزش کیا کرتے ہین تیاری بدن اور قوت اعضا کیواسطے جسم کو ایسی ہی مشقت دیا کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ مین ورزش نہین کرتا جب پہاڑ کے نیچے جاتا ہون ایسی تاریکی پاتا ہون کہ شب یلدا کو اُسکے مقابلے مین روز روشن کہا چاہیئے اس مقام پر خاموش ہی رہا چاہیئے اور جب پہاڑ کے اوپر آتا ہون تو پھر روشنی نظر آتی ہی سخت متعجب ہوتا ہون کہ یہ کیا ماجرا ہی عجیب قدرت خدا ہی پریزادون نے بیان کیا کہ ملعونہ جادو مادر عفریت نے جو طلسم بنایا ہی اور اپنے قلعے سے یہانتک لگایا ہی یہ عجائبات اُسکی بدولت ہی جسکے دیکھنے سے تمکو ایک حیرت ہی امیر نے سُنکر فرمایا کہ خیر بہرحال جو ہو سو ہو اب مین اسی تاریکی مین جاتا ہون اللہ کے بھروسے پر قدم بڑھاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے اُترے تھوڑی دور گئے ہونگے آسمان سے ایک آواز آئی کسی نے غیب سے اُنکو یہ صدا سنائی کہ یا صاحبقران آگے نہ جانا خبردار قدم نہ اُٹھانا مجکو آنے دو اتنا صبر کرو امیر ٹھہر گئے دیکھین تو سلاسل پریزاد ہو وہی مردنیک نہاد ہو اُسنے سلام کرکے ایک لوح زمرد کی اُنکے آگے رکھدی اس مین اسماء الٰہی لکھے ہوئے تھے اور یہ عرض کی کہ عبد الرحمن نے یہ لوح دی ہی اور کہا ہی کہ بے اسکے دیکھے کوئی کام نہ کرنا اسکے طریقے سے ہرگز نہ گذرنا نہین تو بڑی خطا پاؤگے بہت مصیبت اُٹھاؤگے سلاسل پریزاد لوح دیکر رخصت ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا امیر نے جو اُس لوح کو دیکھا بعد بسم اللہ کے یکایک شکنندۂ طلسم خدائے عزوجل نے تجھپر بڑا یہ فضل کیا کہ یہ لوح تیرے ہاتھ آئی تو نے کلید فتح و ظفر پائی حاشیہ پر اسکے جو اسم لکھا ہوا ہی اُسے پڑھکر فلک کی طرف دم کرتا یہ ظلمت دور ہووے سب تاریکی مستور ہووے اور یہ راہ پر نور ہووے صاحبقران نے اُس اسم کو پڑھکر آسمان کی طرف دم کیا بالکل تیرگی زائل ہوئی اُنکی امید دلی حاصل ہوئی امیر نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اس لوح کو اپنے ساتھ لیا آگے کو روانہ ہوئے جب قلعے کے متصل پہونچے دیکھین تو ایک اژدہا نیچے کا جڑ زمین پر اور سر پہاڑ کا جڑ دروازے کی جہت سے لگائے ہوئے بیٹھا ہی گویا دروازہ قلعہ کو کھائے ہوئے بیٹھا ہے امیر متحیر ہوکر دیکھنے لگے کہ ناگاہ اُس اژدہے نے آواز دی کہ اے شکنندۂ طلسم میرے مُنھ مین آ

ہرگز کچھ اندیشہ اور وسوسہ اپنی خاطر مین نہ لا صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بے وسواس یہ اسم اپنے اوپر دم کرکے اُسکے مُنھ مین کود بیڑنا اور اس اژدہے سے ہرگز نہ ڈرنا یہ فقط ڈرانے کا دھوکا اور فریب ہی نہ اژدہا ہی نہ آسیب ہی صاحبقران کا اُسکے مُنھ مین کودنا تھا کہ آواز دار وگیر کی بلند ہوئی کمال شور و غوغا ہوا گویا ہنگامۂ قیامت برپا ہوا بعد ایک ساعت کے امیر نے آنکھین کھولین اژدہا یا قلعہ کچھ بھی نظر نہ آیا ایک باغ رشک ارم شگفتہ پایا کہ جس مین ہر موسم کے پھول کھلے تھے پھولون کے درخت نہایت آراستہ و پیراستہ کمال خوبی سے آپس مین ملے تھے اور بے رُت کا میوہ درختون مین لگا ہوا تھا ہر ایک شجر میوے سے لدا ہوا تھا جانور جواہر کے درختون پر بیٹھے چہچہا رہے تھے اپنی خوش آوازی کا ایک سمان دکھا رہے تھے امیر ایک نہر پر بیٹھکر سیر کرنے لگے کہ دفعۃً اُس باغ کی بارہ دری سے ایک آواز حزین سُنائی دی مگر کوئی صورت دکھائی دی کہ حیف ہو کوئی ایسا خدا کا بندہ نہین کہ مجکو اس قید مصیبت سے چھڑائے اور اُسکا اجر خیر خدا کی درگاہ سے پائے امیر یہ صدا سُنکر بارہ دری مین گئے دیکھین تو ایک مستورۂ خرد سال صاحب جمال مقید ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہاتھ پاؤن مین بجاے زیور لوہے کی زنجیر ہو اس قید شدید سے نہایت مغموم اور دلگیر ہو امیر نے اُسکے حال پر رحم آیا اُسکی صورت پاکیزہ دیکھکر بہت افسوس کھایا بکمال دردمندی اُس سے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہو اور کسنے تجکو یہان قید کیا ہو کس صیاد بے رحم نے تجھسے غزال کو دام بلا مین صید کیا ہو وہ بولی کہ پہلے آپ اپنا نام و نشان بتائیے اپنے حال سے آگاہ فرمائیے کہ آپ کون ہین اور کہان سے آئے ہین اور اس طلسمات مین کیونکر تشریف لائے ہین امیر نے فرمایا کہ مین زلزال قاف کو چک سلیمان صاحبقران گیتی ستان کشندۂ عفریت مکار ہون خدا کا بندہ رسول مقبول کی اُمت حق پرست دیندار ہون سُنے کہا کہ مین سوسن پری سلیم کوہی کی بیٹی ہون اپنی کیفیت مصیبت کی آپ سے کیا کہون عفریت نے مجھپر عاشق ہوکر میرے باپ سے درخواست شادی کی کی اُسنے جواب انکار کیا عفریت فوج لیکر چڑھ آیا جب باپ میرا اُس سے لڑائی مین تاب نہ لایا تو مجھے آن کر اپنے مغلوب ہونے کا حال سُنایا مین نے کہا کہ تم میری شادی اُس سے کردو اور اس مین کچھ تامل و تردد نکرو مین اُسکو غافل کرکے قید کرونگی خوب ہی دھوکا دونگی پھر تم اُسکو شہپال شاہ کے پاس بھیجدینا وہ بہت تمسے رضامند ہوگا اپنے دشمن کے مقہور ہونے سے بہت خرسند ہوگا یقین ہو کہ تمکو اور سرفراز کریگا کوئی بڑا منصب دیگا تب میرے باپ نے میری شادی عفریت کے ساتھ کردی اسنے کثرت سے جو شراب پی شراب نے دارد بیہوشی کا کام کیا کہ وہ از خود رفتہ ہوگیا بدمست اور بیہوش ہونے کی تاثیر سے مدہوش ہوگیا مین نے اُسیوقت اُسکے ہاتھ پاؤن باندھے کہ اُسکو مقید کرکے شہپال کے پاس بھیجدون اس خدمت سے اُسکا دل خوش کرون یہ حال کسی نے اُسکی مان ملعونہ جادو کو سُنا دیا اُسنے آن کر اُسکو قید سے رہا کیا اور مجکو یہان قید کرکے چلی گئی بس جب سے مین یہان قید ہون یہ زندگانی موت سے بدتر ہو ایسے جینے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہو اب اگر آپ مجکو قید سے رہا کرین اور اُس مصیبت سے چھڑاوین تو مین عفریت تک ایکبارگی پہونچا دون اور تمکو تمام عمر دعا دون صاحبقران نے اُسے قید سے مخلصی بخشی گویا دوبارہ زندگی بخشی وہ صاحبقران کو اپنے ساتھ ایک دوسرے باغ مین لیگئی اور عفریت کا

مکان دکھایا اُسکے رہنے کا سب پتا بتایا صاحبقران نے دیکھا کہ وہان بارہ سو دیو جرہ بکتر لیے ہوئے تیار ہین حفاظت کے لیے
ہوشیار ہین یکبارگی سوسن پری امیر کے سامنے زمین پر گرکے اسم پڑھکے فلک پر ہوا ہوئی امیر کا اتنا بڑا احسان
فراموش کیا اور بیوفا ہوئی جب اُسنے بہت بلندی پر پروانکی تب زور سے اُن دیودن کو یہ آواز دی کہ ای دیو بیٹھے
کیا ہو کشندہ عفریت وخراب کنندہ طلسمات تمھارے سامنے کھڑا ہوا ہی جسطرح جانوا سے مارو صاحبقران ہی کی
رہائی دینے سے کمال نادم ومتغیر ہوئے اُس بیوفائی کی اس حرکت سے بہت پریشان اور متحیر ہوے دیودن نے چار طرف سے
امیر کو گھیر کر اپنے اپنے حربے سنبھالے انکے قتل کے لیے ہتھیار نکالے امیر نے عقرب سلیمانی کو میان سے لیکر جس دیو کے ایک
ہاتھ لگایا اسکو دو ٹکڑے کرکے جہنم مین بھونچا یا مگر جتنے قطرے خون کے اُسکے بدن سے گرے وہ سب دیو بنگئے امیر کا ہاتھ اور
بازو مارتے مارتے شل ہو گیا کثرت ضرب سے بالکل ہاتھون مین زور نہ رہا تب اُنکو یاد آئی اُسکے حرفون پر نظر جم گئی دیکھین
تو لکھا ہی کہ ای شکنندہ طلسم سوسن جادو کو قید سے نہ چھڑانا اُسکے فریب مین نہ آنا وہ بڑی مکارہ ہی وہ تجھسے دغا کریگی بڑا دھوکا
دیگی اور اگر احیانًا تجھسے نادانی ہوجائے اور وہ قید سے رہائی پائے تو سوقت وہ قندیل فلک ہووے اور دیو تجھسے
لڑنا شروع کرین اس اسم کو تیر کے پیکان پر دم کرکے اُسکو مارنا کہ وہ بلا دفع ہوجاے گی پھر نظر نہ آئیگی امیر نے حکم لوح پر
عمل کیا دفعۃً واحدۃً ایک شور وغل پیدا ہوا کہ ہان لینا جانے نہ پائے کشندہ عفریت طلسم مین آن ہو بچا ہی جلد
اپنی جان سے مارا جائے بعد اس شور وغل کے امیر نے جو دیکھا تو نہ سوسن پری ہی اور نہ کوئی دیو ہی نہ وہ شور ہی
نہ غل ہی باغ کی دیوار کے پار سے آواز پر زیادون کی آتی ہے قاف کے لوگون کی سی آواز سنی جاتی ہی امیر نے
اُسطرف جاکر دیکھا ایک باغ ہی خوب سجا سجایا بارہ دری مین اسکے ایک مشک ماہ چار دہ کم سن مقید ہی اور ایک شخص
پیر مرد شاہان قاف کی وضع اُسکے برابر بیٹھا ہی نہایت غمناک جھکائے سر بیٹھا ہی اور قریب چار سو جن دیو پریزاد کے اور بھی
یا بزنجیر ہین اور یہ سب قیدی بے تقصیر ہین صاحبقران کو دیکھکر اُس معشوقہ نے کہا کہ ای صاحبقران خدا کیواسطے
ہمکو اس قید سے نجات دے بڑا ثواب ہے صاحبقران نے اُسکو بھی پہلا سا معاملہ گمان کیا کہ شاید یہ بھی اُسکی طرح سے
دغابازی کرے مجھسے جعلسازی کرے اور سچ یہ ہو کہ دو دھکا جلا اٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہی تلوار کھینچکر اُسپر دوڑے کہ اسکو ضرور
قتل کیجیے اور ہرگز اسکو رہائی نہ دیجیے پیر مرد بزار نالی کہنے لگا کہ ای عزیز ہم مرے ہودن کو کیا مارتا ہی ذرا خدا سے ڈر اور
ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم کر پہلے ہمارا احوال سُن لے پھر جو جی چاہے سو کیجیو چاہے قتل کر یو چاہے نجات
دیجیو میرا نام جنید شاہ سبز پوش ہی شہپال کا بڑا بھائی ہون اور یہ میری بیٹی ہے ریحان پری اسکا نام ہی
قاف ہم سب کا مقام ہی جب عفریت نے شہپال کو شکست دی مجھسے سوال کیا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے
ساتھ کر اور میری اطاعت قبول کر میرے قہر سے ڈر جب مین نے نہ مانا مجھے شکست دیکر مع ریحان پری اور چار سو
رفیق یہان لاکر قید کیا یہ باغ ہمین رہنے کو دیا اب تجھکو اختیار ہی مارو یا جلاؤ تیرے جی مین آئے اُسپر جمل نما صاحبقران نے

لوح کو جو دیکھا اُسکا کلام لوح کے مطابق پایا تب تو امیر کو اُنکے حال پر رحم آیا اُسی دم سب کو قید سے رہا کر کے رخصت کیا اور اُنسے کہدیا کہ شہپال سے بعد سلام میری طرف سے کہدینا کہ مین نے اس سفر مین بہت رنج پائے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے اب یہانتک تو بفضلہ تعالی پہونچا ہون خدا چاہتا ہی تو عفریت کو بھی مار کر کامیاب ہوتا ہون آگے کی خدمت عالی سے شرف یاب ہوتا ہون میرے حق مین تمنا یابی کی دعا کیجئے تشویش و تردد کو اپنے دلمین راہ نہ دیجئے گا لکھا ہی کہ ہرگاہ جنید سبز پوش امیر سے رخصت ہوا اپنی رہائی سے ہمدوش مسرت ہوا امیر وہان سے آگے کو چلے ایک مکان عالیشان نظر آیا اُسکو بھی اُنھون نے بہت پر تکلف پایا محن اُسکا یہ آب دکھائی دیا اس بات سے بھی امیر نے تعجب کیا پھر ناف صحن مین دیکھا کہ ایک صندوق سر کشادہ رکھا ہوا ہی امیر نے پاؤن بڑھایا کہ اُس مین پانی کتنا ہی قدم کے رکھنے سے معلوم ہو کہ پانی نہین ہی تختہ بلور ہی واہ ری صفائی کہ پانی سے شفاف و پر نور ہی امیر نے اپنے دل مین کہا کہ اس صندوق کو بھی دیکھا چاہیئے کہ اسمین کیا ہی یقین ہی کہ اسمین بھی کچھ جادو یا طلسم کا تماشا ہی جو مین صندوق کے دیکھنے کو اُترا اسمین ایک دیو جیت لیٹا ہوا تھا دونون ہاتھ امیر کے گلے مین ڈال کر لپٹنے لگا امیر کو بڑے زور سے چمٹنے لگا امیر نے ایک ہاتھ سے صندوق کا کنارہ پکڑا اور لنگر جھاکر دوسرے ہاتھ سے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ روندۂ طلسمات خبردار خبردار اُس صندوق کے اندر نہ جانا اس آفت سے اپنے کو بچانا اگر گیا تو جیتے جی اس طلسم سے رہائی نہ پائیگا اسی مین مر کر رہ جائیگا اس دیو کے سینے مین مثل رسن گندہ ایک بال ہی وہ رسی نہین ایک جنجال ہی اُسمین ایک لوح بندھی ہی اس لوح کو مع بال اُسکے سینے سے توڑے کہ اُس دیو کے صدمے سے تو نجات پائے اور تیر مقصود تیرے ہاتھ آئے پھر لوح اولین پر اسم اعظم دم کر کے اُسکے سر پر مار قدرت خدا کا تماشا نظر آئیگا سب آفتون سے خدا کے فضل و کرم سے نجات پائے گا امیر نے لوح کو مع بال دیو کی چھاتی سے جدا کیا اُسکے ٹوٹنے پر شکر خدا کیا پھر لوح اولین کو اسم اعظم پڑھ کے اُس دیو کے سر پر مارا پس دیو دفعۃً جہنم کو سدھارا لوح لگتے ہی ایک شعلہ جوالہ اُسکے سر سے نکلا اور وہ صندوق دھڑ دھڑ جلنے لگا ایک لوکا آگ کا نکلنے لگا ایک شور بیگدر بکش کا بلند ہوا کہ شور و غل اُسکا آسمان تک پہونچا نو لوح کوہستان تک پہونچا کہ ہان کشندۂ رزاق جادو جانے نپائے جسطرح سے ہو جلد مارا جائے جب وہ شور و غوغا موقوف ہوا امیر نے دیکھا تو نہ وہ تختہ بلور کا ہی نہ دیوار نہ کوئی مکان ہی فقط ایک لق و دق میدان ہی اسمین ایک لہو سے لبریز تالاب ہی اور تالاب کے بیچ مین ایک چرخ استادہ ہی لہو اُسمین سے ہو کر ایک نالے مین جاتا ہی مگر اُسکا حال مفصل کچھ خیال مین نہین آتا ہی کہ یہ کیا طلسم ہی اس جادو کی کیا قسم ہی امیر اُسے دیکھکر تعجب ہوئے اور آگے بڑھے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ ایک باغ نظر آیا وہان بھی ایک شعبدہ نیا پایا دروازے پر ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا گویا اُسکی حفاظت پر اڑا ہوا تھا امیر نے چند بار اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی حال اپنا ظاہر کر اپنی حقیقت سے مجھے ماہر کر اُس لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا ہرگز امیر سے کچھ کلام نہ کیا جب امیر اُس باغ مین گئے اُس لڑکے نے پکار کر کہا کہ اے دیو خبردار ہو جاؤ شکنندہ طلسم باغ مین داخل ہوا یہ سب کر شمہ

تھا را باطل ہوا امیر نے پھر کر ایک تلوار ایسی ماری کہ سر اُسکا پھٹا سا پچاس قدم پر جا پڑا ہر گاہ امیر نے آگے کو قدم بڑھایا تو کیا تماشا نظر آیا سر اُسکا جست کر کے اُسکے دھڑ مین جا لگا اور وہ جی اُٹھا گویا آب حیات پی اُٹھا امیر نے تحیر ہو کر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم خبردار خبردار دربان جادو کو نہ مارنا کہ وہ قیامت تک بھی نہ مرے گا اُسپر کوئی حربہ اثر نہ کریگا اگر یہ اسم بیکان تیز دم کر کے اُسکی چھاتی پر مارے گا تو وہ البتہ اس اسم کی تاثیر سے مر جائے گا پھر حیات دوبارہ نہ پائیگا اور مبارک ہو تجکو کہ تو عفریت تک آن پہونچا اُسکے قریب مکان پہونچا امیر نے جو اسم اعظم دم کر کے اُسکی چھاتی پر تیر مارا ایک آندھی تیرہ و تاریک آئی ایک اندھیری تمام عالم پر چھائی اور صاعقہ و برق ہر طرف سے گرنے لگے شرارے بجلی کے چارون طرف پھرنے لگے رعد سے زیادہ تر شور و غل ہونے لگا وحوش و طیور کے ہوش کھونے لگا امیر لوح کو آنکھون پر رکھ کے بیٹھ گئے کہ ایسا نہو کہ کچھ آنکھون پر صدمہ آئے بصارت بالکل زائل ہو جائے بعد موقوف ہونے شور و غل اور رفع ہونے آندھی کے دیکھین تو کوسون تک لالہ زار ہی جدھر دیکھتے ہین اُدھر گل و ریحان کی بہار ہی اور تختہ تختہ ہزار گونہ کھلا ہوا ہی کہ جسکا لکھنا تعمیل در خوبی آراستگی زائد از بیان ہی اُسکی تعریف مین عاجز زبان ہی اُس مین چند پریزادین ساز ملائے ہوئے گا بجا رہی ہین آپس کی صحبت سے ہزارون طرح کا مزہ اُٹھا رہی ہین امیر جو قریب اُس بنگلے کے گئے اور اُن پریزادون کی نظر بڑی ایک پریزاد جام شراب لیکر دوڑی کہ ای صاحبقران تم بہت تھکے ماندے ہو اسکو پیو کہ کلفت دور ہو تمھاری طبیعت کو اُسکے پینے سے سرور ہو اور دو چار گھڑی بیٹھ کے ہم لوگون کا گانا بجانا سنو کہ دل کو راحت ملے سب کو فت سفر کی دور ہو اور کمال فرحت ملے امیر نے لوح کو دیکھکر جام شراب اُسکے ہاتھ سے لیکے اسم اعظم پڑھکر اُسکے سر پر ڈال دیا جسطرح کہ لوح مین لکھا ہوا تھا اُسپر عمل کیا فوراً اُسکے بدن سے آگ کا شعلہ نکلا اور بات کی بات مین جل گئی سارا جسم اور سب ہڈی پسلی ایکدم مین موم کیطرح پگھل گئی ایک شور و غل برپا ہوا کہ شکنندۂ طلسم نے اسرار جادو کو بھی مار کے بجھا دیا سب اُسکے ساتھ والونکو پریشان کیا بعد ایک ساعت کے امیر جو دیکھین تو لب دریا ایک پہاڑ ہی کہ جسکی بلندی قیاس سے افزون ہی اُسکے سامنے ایک چھوٹا سا ٹیلہ کوہ بے ستون ہی اُسکے غار سے نوبت کی صدا آتی ہی اُسکی خوش آوازی نہایت دل کو بھاتی ہی امیر اُس غار کے اندر گئے دیکھا کہ عفریت بیخبر پڑا سوتا ہی اور اُسکے خراٹون سے آواز مثل صدائے نوبت دور دور جاتی ہی دیکھنے والون کی جان جس سے کمال دہشت کھاتی ہی صاحبقران نے دل مین کہا کہ سوتے کو مارنا کمال نامردی ہی بڑی بیدردی ہی خنجر رستم کمر سے نکال کر اس زدد سے اُسکے پانؤن مین مارا کہ قبضہ تک گھس گیا عفریت نے پانؤن دے مارے کہا کہ مچھرون نے ستایا ہی کہان سے مچھرون کا لشکر آیا ہی کہ نیند بھر کے سونے نہین دیتے کاٹنے سے ایک دم نہین چھوڑتے صاحبقران نے اپنے دل مین کہا کہ سبحان اللہ ایسی ضرب کو یہ مردک مچھر سمجھتا ہی تو اور حربے کا اسپر کیا اثر ہوگا یہ کمبخت کاہے کو خبر ہوگا امیر نے دونون ہفتے اُسکے گانٹھ زدر سے اُسکو دبا کے ایک نعرہ اللہ اکبر کا

اس زور سے کیا کہ تمام کوہ و صحرا کو بھونچال مین کر دیا عفریت گھبراکر اُٹھا اُس نعرہ کی ہیبت سے چکر کھا کے نیند کے خمار مین
کھاکہ زمین پھٹ گئی یا آسمان زمین پر گر پڑا آنکھین ملکر جو دیکھا تو زلزل قاف کی صورت نظر آئی تب تو اُسپر ایک
بدحواسی چھائی بید سا کانپنے اور کہنے لگا کہ اے آدم زاد مین جانتا ہون اور اس بات کو بخوبی پہچانتا ہون کہ تو میرا ملک الموت
ہی میری جان تیرے ہاتھ سے جائیگی اسلیے مین یہان آکر چھپا تھا کہ شاید اس گوشے مین چھپکر تیرے ہاتھ سے بچ جاؤن
یہان رہ کے مان یا ؤن مگر تو یہان بھی آیا اور مجھپر تو نے قابو پایا ہر حال اب مردن یا جیون مگر تجکو بھی جیتا نہ چھوڑون گا
تیرے مقابلے سے منھ نہ موڑون گا یہ کہکر ڈراؤنا شاخ درخت کہ جس مین چند آسیا سنگ جڑے ہوئے تھے امیر پر لگا یا اپنا زور
عفریتی امیر کو دکھایا امیر نے عقرب سلیمانی پر اُسکو روک کے دو ٹکڑے کیا پھر امیر نے دم نہ لیا اور ایک ہاتھ
عفریت کی کمر مین لگا یا اور اُسکو بیچ سے لایا عفریت دو ٹکڑے تو ہو گیا لیکن ایک تسمہ لگا رہا کہ اسکا دم اُسکے

مارا جانا عفریت شاہ دیوان کا صاحبقران کے ہاتھ سے اور باقی تسمہ جُدا کرنے سے سیکڑون عفریت بنکر صاحبقران کے مقابلہ مین آنا

قالب مین پھنسا رہا عفریت نے کہا کہ اب تو آدم زاد تو نے مجکو مارا ایک ہاتھ لگا کہ یہ تسمہ جو لگا ہے جُدا ہو جائے میری روح
کالبد سے نکل کر اس سختی و کرب سے رہائی پائے صاحبقران نے ایک ہاتھ اور لگایا اُسکے کہنے کو بجا لایا تسمہ جُدا ہوا تھا
کہ دو ٹکڑے فلک پر اُڑ گئے اور دہان سے اور دو عفریت ہو کر صاحبقران کے سامنے آگرے غرضکہ دوپہر کے عرصے
مین ہزارون عفریت پیدا ہوئے طرح طرح کے دیو شکل پہاڑ کے ہویدا ہوئے صاحبقران کمال پریشان ہوئے اس
ماجرے کو دیکھ بہت حیران ہوئے کہ یا الٰہی مین جسکو مارتا ہون ایک کا دو بنکر سامنے آتا ہی اپنا زور و قوت دکھاتا ہی اسمین
داہنی طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر نے خدا کیطرف سے مدد پائی صاحبقران نے پھر کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
حضرت خضر علیہ السلام ہین وہ بنی فرخندہ فرجام ہین صاحبقران نے جواب سلام دیکر استغاثہ کیا اور اُنکے قدم کو بوسہ
دیکر کہا کہ یا حضرت مارتے مارتے میرے دونون بازو شل ہو گئے لیکن عجیب ماجرا ہی کہ عقل حیران ہی طبیعت سخت پریشان ہی

کر جسکو مارتا ہون ایک کا دو ہوکر مقابلہ کو آتا ہی ایک بھی اُن مین سے زخم کھا کر جہنم کو نہین جاتا ہی حضرت خضر نے فرمایا کہ ای صاحبقران یہ محنت شاقہ تو نے اپنے ہاتھ مول لی اور ہر کام مین بے پروائی کی نہین تو ایسا نہو تا تو اپنی اوقات مفت نہ کھوتا تو جانتا ہی کہ یہ طلسم ہی سب شعبدون مین یہ اعلیٰ قسم ہی بے دیکھے لوح کے جو جی چاہتا ہی سو کر گذرتا ہی اور طلسمات اور جادو کے کارخانہ سے نہین ڈرتا ہی اب ایک کام کر کہ یہ اسم جو تجکو بتاتا ہون اور اُسکا طریقہ جو تجھے سکھاتا ہون تیر پر دم کر کے ان دیوون مین جسکی پیشانی پر ایک خال عقیق سا چمک رہا ہی اور اُسکا چہرہ یاقوت کیطرح دمک رہا ہی اُسپر مار یہ بلا دفع ہوجائیگی تیری جان ان دیوونکی کرشمہ سازی سے خلاصی پائیگی صاحبقران نے ارشاد حضرت خضر عمل کیا اُس اسم مبارک پر تیر سے وہی کام لیا دیکھا کہ کوئی دیو نہین ہی وہی عفریت دو ٹکڑے ہوا پڑا ہی تمام میدان خالی نہ دیو ہی نہ بلا ہے مگر عفریت کی گردن دھڑ پر نہین ہے جب صاحبقران کو تنہا دھڑ نظر آیا اور سر کا پتہ پایا اُنھون نے نہ پایا حضرت خضر نے فرمایا کہ ای صاحبقران ان دیوون کے پیدا ہونے کا سبب سمجھے یا نہین صاحبقران نے کہا کہ خدا جانے یا آپ کہ پیغمبر ہین سب گم گشتگان راہ گمراہی کے رہبر ہین حضرت خضر نے فرمایا کہ عفریت کی مان اسی غار مین عفریت کا سوتیلا بیٹا ہی وہ مکارہ یہ جادو کیے بیٹھی ہی کہ دھنیے کی پتی اُسکے خون مین ڈبو کر سر دم کر کے آسمان پر پھینکتی ہی اُسکا ایک عفریت دو بنکر تیرے مقابلہ کو آتا ہی تجکو اس جادو کے زور سے یہ شعبدے دکھاتا ہی اب غار مین چلکر اُسکو بھی مار نا پاک سر کو اُسکے جسم سے اُتار کہ طلسم فتح ہوجائے صاحبقران حضرت خضر کے ساتھ غار کے اندر گئے دونون شخص متفق ہوکر برابر گئے ملعونہ جادو نے جو حضرت خضر کو صاحبقران کے ساتھ دیکھا طیش کھا کر یونہی یون اپنی زبان کھولی کہ ای پیر مرد معلوم ہوا کہ یہ سب تیرا فساد ہی تو ہم لوگونکی خرابی و بربادی تیری مراد ہی تو ہی نے اس آدم زاد کے ہاتھون میرے بیٹے کو مروا ڈالا تو نے اپنے دل کا کینہ نکالا بہرحال مین تجکو بھی جیتا نہ چھوڑونگی اس انتقام لینے سے منھ نہ موڑونگی یہ کہکر جادو کرنے لگی حضرت خضر نے ایک افسون دم کر کے اُس ملعونہ کے سر پر جو پھونکا آناً فاناً مین جہنم واصل ہوئی سب مُردون مین

آنا خواجہ خضر علیہ السلام کا صاحبقران کے پاس اور اُنکی ہدایت سے توڑنا طلسم کا اور مارا جانا مادر عفریت شاہ دیوان کا بافسون خضر کے اور ٹوٹنا طلسم کا

شامل ہوئی اور آثار طلسم کے دور ہوگئے دونون بزرگون کے دل خوشی سے معمور ہوگئے حضرت خضر نے صاحبقران کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور صاحبقران کی ہمت پر بہت سی تعریف کی اور فرمایا کہ خود طلائی اور گوہر شبچراغ عفریت کے سر سے اُتارے کہ ایسا ہی ایک گوہر شبچراغ سفید دیو سے بھی تیرے ہاتھ آئیگا تو ان دونون چیزون سے کہ کمیاب ہین بہت نفع اٹھائیگا دونون کو تاج مین لگانا اپنے کو بے مثل بنانا اور ایک جام بزرگ تر کہ جس مین ساڑھے تین من تبریزی شربت آئے امیر کو دیکر فرمایا کہ یہ تمھاری مجلس کے کام آئے گا یہ پیالہ بھی تمکو عجائب تماشے دکھائے گا امیر نے عرض کی کہ یا حضرت مین بھوکا ہون اسوقت مجکو کچھ کھلوایئے اپنا اعجاز دکھایئے حضرت خضر نے ایک کلیجہ عنایت کیا اپنے انبا نسے نکال کر دیا امیر نے اُس کلیجہ مین سے پیٹ بھر کے کھایا بھوک کی شدت سے آرام پایا مگر کلیجہ جیسا تھا ویسا ہی رہا اسمین سے ذرا سا بھی نہ گھٹا حضرت خضر نے ایک مشکیزہ بھی پانی کا عطا کیا اُنکی حاجت روائی کے لیے وہ بھی دیا اور فرمایا کہ ان دونون چیزون کو اپنے پاس رکھو کہ قاف مین رہنے تک بھوکے پیاسے نہ ہوگے کھانے پینے کے لیے کسکے محتاج نہوگے اور جب یہ کلیجہ اور مشکیزہ تمھارے پاس سے غائب ہوجائے اور تمکو اپنے پاس نہ نظر آئے تب تم جانیو کہ عنقریب پردۂ دنیا مین تمھارا جانا ہوگا بعد مدت تمھارے قدم سے روشن تمھارا کاشانہ ہوگا یہ کہکر حضرت خضر تو رخصت ہوئے امیر نے جو کئی دن کے بعد سیر ہوکر کلیجہ کھایا سست ہوکر اُسی چٹان پر کہ جس پر عفریت سوتا تھا لیٹتے ہی سو گئے خواب راحت مین اکر غافل ہوگئے تیسرا نعرہ کرنا یاد نہ رہا پریزادون نے جو کوہ زہرمہرہ پر تیسرے نعرے کی صدا کے منتظر تھے بسبب نہ سُننے نعرۂ سوم کے شہپال کو امیر کے مارے جانے کی خبر دی اور اُنکی تمام کیفیت سے ابتدا تا انتہا اُسکو اطلاع کی ہرگاہ شہپال نے پریزادون سے امیر نے مرنے کی خبر سُنی بے اختیار رونے لگا نہایت غم والم سے اپنی جان کھونے لگا اور عبدالرحمن سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے فرزند ابراہیم کا خون اپنی گردن پر لیا کہ اُس کو عفریت کے تلاش کرنے اور قتل کرنے کا اذن دیا عبدالرحمن نے سُنی دم جفر نجوم دیکھکر بیان کیا کہ صاحبقران ملعونہ جادو اور عفریت کو مارچکے اُن دونون کا سر اُنکے جسم پلید سے اُتار چکے ہین مگر تھوڑی سی ستارے کی نحوست باقی ہے سو وہ بھی بہت جلد زائل ہوتی ہے اُنکی مراد دلی حاصل ہوتی ہے اس سبب سے تیسرا نعرہ کرنا بھول گئے چلے چلکر اُن کوے آوین کہ سب آدمی اُنکے دیکھنے سے خوشی پائین اور کسی طرح کا اندیشہ اور وہم اپنے دلون مین نہ لائین شہپال نے اُسیوقت شادیانہ بجانے کا حکم دیا اور سامان سفر اچھی طرح سے تیار کیا اور مع سرداران قاف سوار ہوکر شہرستان زرین کو چلا اس خوشی سے سب پریزادون کا غنچۂ امید کھلا آسمان پری نے جو مژدۂ فتح سُنا بے اختیار ہوکر صاحبقران کے شوق دیدار مین بکمال تیز پری پرواز کیا اور مانند باد تند کے اُس طرف اُڑنا آغاز کیا اور سب سے آگے جا پہونچی جہان امیر تھے اُسی جگہ آپہونچی دیکھے تو صاحبقران ایک غار مین پڑے سوتے ہین اور چہرے پر دھوپ آگئی ہے آفتاب کی حدت سے رنگت چہرے کی سونلا گئی ہے آسمان پری نے ایک پر سے امیر کے مُنھ پر سایہ کیا

اُنکو اُس محبوب کی گرمی اور تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے پر سے ہوا دینے لگی کمال شوق سے بلائین لینے لگی امیر کو جو
آرام ملا آنکھین کھولین غور سے اُسکی طرف نگاہین کین دیکھین تو **آسمان پری** ایک پرے سے توسایہ کیے ہوئے ہے
اور دوسرے پر سے ہوا دے رہی ہے بڑا تواب لے رہی ہے اُٹھکر اُسے گلے سے لگایا خوب پیار کیا اور اُسکے رخسار قطعہ
بوسہ دیا اور یہ مروت اور محبت اُسکی دیکھکر نہایت شیفتہ ہوئے اُسکی اس محبت و اخلاص سے بدل فریفتہ ہوئے اور کہنے
لگے کہ ای جان جہان وای زندگانی **صاحبقران** اسوقت تیرے یہان آنے کا کیا سبب ہوا تیرا یہان آنا بڑا عجب ہے
آسمان پری بولی کہ تمھاری فتح کی خبر سُنکر آئی ہون اُسکے ساتھ ایک خوشخبری بھی لائی ہون کہ بادشاہ بھی پیچھے آتے ہین
تمھاری فتحیابی اور دشمنون کے قتل ہونے سے بیحد ہین پھولے نہین سماتے ہین امیر یہ خوش ہوئے اور اُس نازنین کو
اپنے پہلو مین بٹھلایا اور بہت التفات کیا اختلاط کی باتین کرنے لگے اُسکی جانفشانی کا دم بھرنے لگے کہ شہپال شاہ کی
سواری پہونچی گویا بادبہاری پہونچی امیر تخت دیکھکر اُٹھکھڑے ہوئے بادشاہ نے بھی تخت سے اُترکر امیر کے دست و بازو
کو بوسہ دیا کمال اشتیاق سے معانقہ کیا اور اپنے پاس تخت پر بٹھلا کے **گلستان ارم** مین لے گئے گویا تمام مقصد دلی پایا
اور مجلس شاہانہ ترتیب دی حد سے زیادہ خوشی کی جہانتک پریزاد شہریار و سرداران **قاف** کے حاضر تھے سبھون نے
امیر پر سے نزد و جواہر نثار کیا تصدق اور خیرات سے اشرفیون اور روپیون کا انبار کیا اور مبارکباد دیکر نذرین نیچ کی
گذرانین ساتھ اُسکے بہت سی نتیجین مانین پریزادون کا ناچ ہونے لگا وہ راگ رنگ دلون سے زنگ غم کے دھونے لگے
بادشاہ نے **عبدالرحمن** سے کہا کہ تم کہتے تھے کہ **حمزہ آسمانپری** کے جفت ہونے کے لائق ہی کہ سب باتون مین تمام فرقہ البشر پر
فائق ہی پھر اسوقت سے بہتکون وقت ہوگا کہ تمام شہریار و سردار **قاف** کے حاضر موجود ہین عنایت الٰہی سے سب
کو چک و بزرگ **حمزہ** کی جرأت سے خوشنود ہین **آسمان پری** کو **صاحبقران** کے ساتھ تزویج کرنے مین کیون تامل
کرتے ہو ایسے کارخیر مین کسوجہ سے تساہل کرتے ہو **عبدالرحمن** نے اُٹھکر تیغ خوشبو کا امیر کے سینے پر مارکے مبارکباد
دیا اُنکا دل بہت شاد کیا **صاحبقران** نے پوچھا کہ یہ تیغ کیسا مارا اور مبارکبادی کیسی دی تب **عبدالرحمن** نے خوش
کی کہ بادشاہ نے آپکو اپنی دامادی مین قبول کیا تمکو سب پریزادون پر فخر دیا امیر نے کہا کہ مجکو کسی طرح منظور نہین عالم
مسافرت مین ایسے امر اختیار کرنے کا مجھے دستور نہین کیونکہ بارگاہ مین نے **آسمان پری** کے ساتھ شادی کی تو میرا
پردہ دنیا کا جانا موقوف رہا پھر مین اسی جگہ اُنکے ساتھ عیش و عشرت مین مصروف رہا دوسری قباحت یہ ہی کہ مین نے
دختر **نوشیروان مہرنگار** بادشاہ ہفت کشور سے عہد کیا ہی کہ جبتک مین تمسے عقد نہ کرونگا تب تک کسی طرف آنکھ
اُٹھاکر نہ دیکھونگا پس مین اپنے قول کے خلاف نہین کرسکتا اور اپنے عہد و پیمان سے نہین گذر سکتا عہد کے خلاف کرنا بہت
نامناسب ہی ہر شخص پر ایفاے عہد واجب ہی **عبدالرحمن** بولا کہ یا **صاحبقران** آپنے وعدہ پردۂ دنیا پر
کیا تھا اور یہ پردۂ **قاف** ہی اُس قول و اقرار مین کسی طرح سے نہین خلاف ہی آپکو بھیجنا دنیا کی طرف میرا ذمہ ہی میرے

ایفاء وعدون کا یہ ایک شمہ ہی امیر نے کہا کہ کب تک پردۂ دنیا مین مجھے پہونچا دوگے اور اس جگہ سے رخصت کروگے
عبدالرحمن بولا کہ یا صاحبقران یہ وعدہ قاف ہی آسمین تکرار نہ کیجئے جو کچھ ہم کہتے ہین وہ مانیے اور اس مین ہرگز اصرار
نہ کیجئے مگر ایک برس کے بعد آپکو دنیا مین پہونچا دونگا آپکا وطن بخیر و خوبی آپکو دکھا دونگا امیر نے بجز اقبال کے چارہ نہ دیکھا
سوائے قبول کرنے کے گذارہ نہ دیکھا کہ برخلاف ہوکر دنیا مین جا نہین سکتے تھے بے رضامندی اُنکے وہان سے رخصت
پا نہین سکتے تھے شہپال شاہ شادی کی تیاری مین مصروف ہوا اور تمام شاہان و سرداران پردۂ قاف کو نامہ لکھکر طلب کیا
سب طرح کی آرائش کا حکم دیا چنانچہ پردہ ہاے زمرد یاقوت و زروطشت و زروشست و کجراج و تاریکی و ظلمات وغیرہ
کے بادشاہ اپنے اپنے ملک کے تحائف لیکر گلستان ارم مین داخل ہوئے اُس بزم عروسی مین کمال جاہ و حشم سے شامل ہوے
چونکہ عفریت و ملعونہ جادو کے قتل کی خبر تمام اقلیم قاف مین منتشر ہوئی تھی سب دیوؤن کو اُسکے قتل کی خبر ہوئی تھی
دیو تمندون ہزار دست سُنکر بہت مغموم اور غضبناک ہوا غصے کی آگ سے جل کر خاک ہوا بولا کہ بادشاہ نے
زلازل قاف کو چیک سلیمان نامے ایک آدم زاد کو پردۂ دنیا سے بُلا کر عفریت دیو اور اُسکے باپ مان کو قتل کروایا
اسکا بھائی گوگا ذرا لحاظ نہ آیا اور طلسمات شہرستان زرین کو توڑوایا ہزار دن برس کا ہمارا کارخانہ مٹایا اور خود آکر اُسکو
گلستان ارم مین لیگیا اور آدم زاد وغیرجنس کو اپنے حرم مین لیگیا اور اپنی بیٹی سے اُسکا نکاح کردیا یہ کام اُسنے بہت بُرا کیا
بہرحال مجھپر واجب ہوا کہ مین عفریت کے خون کا بدلا لونگا اور اُسکو اس حرکت کے عوض خوب سزا دونگا یہ کہکر سفید دیو
کو جو اُسکا سپہ سالار تھا بڑا بہادر اور سپاہی جرار تھا چار سو دیو ساتھ کرکے بھیجا کہ جلد جاکر اُس آدم زاد کو لے آؤ اس کام کی تعمیل مین
ذرا دیر نہ لگاؤ اتفاقاً اُس روز شب شادی کا تھا بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین تخت طاؤس پر جلوہ افروز تھے سب ارکین و سردار
اہلی داہنی اُسکی خدمت مین بہرہ اندوز تھے اور صاحبقران اس تخت پر کہ حضرت سلیمان نے بجہیز و تدبیر
سو مستری سو بڑھئی بنایا تھا اور اُسمین ہزار ہا قسم کا جواہر جڑوایا تھا بکمال شکوہ و شہامت رونق افروز تھے شان امیرانہ سے اُس سریر بے نظیر پر
جلوہ فرما تھے اور شاہان و سرداران قاف نیم تخت و صندلیون پر اپنے اپنے موقع سے بیٹھے ہوے تھے داد عیش و نشاط دے رہے
تھے مرغ اُس صحبت مسرت پر اکلے رہے تھے کہ سفید دیو چار سو دیو سے کہ بحالا نگار اور شمشاد آسا سانگ آرہ پشت نہنگ
ہاتھون مین لیے تھے بارگاہ مین در آیا کسی طرح کا خوف و اندیشہ اپنے دلمین نہ لایا اور بادشاہ سے ابتدا بیباکن کہنے لگا کہ اے
شاہ سمندون ہزار دست نے کہا ہی کہ شاہ نے قوم دیوؤن پر بڑا ظلم کیا بہت بڑا وبال اپنی گردن پر لیا کہ پردۂ دنیا سے
آدم زاد کو بُلا کر عفریت سے سردار کو اُسکے باپ مان سمیت قتل کروایا ذرا اُسکے دل مین رحم نہ آیا اچھا نہ کیا جاسوس راہ
مین قدم دیاب بادشاہ کو مناسب ہی کہ اُس آدمزاد کو میرے پاس بھیجدے ایسے ظالم سفاک کو بے وسواس بھیجدے
کہ مین عفریت کے عوض مین اُسکی بوٹیان اور ہڈیان دیوون کو تقسیم کرون اُس خونخوار سے اپنے خون کا انتقام لون
صاحبقران اُس ناپاک کی تقریر سُنکر برہم ہوے کمال آشفتہ و درہم ہوے اور بولے کہ ہی مرگ گردن زدنی کیا بیہودہ بکتا ہے

زبان بیہنجال کلمۂ بے ادبی مُنھ سے نہ نکال نہین تو ابھی سزا دونگا ان سخت گوئیون کا مزہ دکھا دونگا اس اُلّو سے جا کر کہدے کہ اگر تجکو عفریت کی ملاقات کی تمنا ہو تو میرے پاس آ مین تجکو بھی اُسکے پاس بھیجدون تجکو بھی جہنم واصل کرون سفید دیو امیر کی گفتگو سُنکر ناخوش ہوکے بولا کہ او آدم زاد سیاہ سر دندان سفید معلوم ہوا کہ تو ہی کشندہ عفریت ہی چل تجکو میرے سردار نے بُلایا ہی یہ اسقدر لشکر دیوون کا میرے ساتھ فقط تیرے لینے کے لیے آیا ہی یہ کہکر ہاتھ امیر کی طرف بڑھایا اپنا زور دکھایا صاحبقران نے خدا کو یاد کرکے اُسکا ہاتھ پکڑکر ایسا جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنون کے بل بیٹھ گیا اور کمر سے خنجر نکال کر اُس کے سینے پر جو مارا ایک آہ کے ساتھ دم نکل گیا خدا کی مدد سے اُس دیو سرکش پر قابو اُن کا چل گیا دیوان ہمراہی اُس کے سر پر یا ٹون رکھکر بھاگے سفید دیو کے مارے جانے سے حیران ہوئے سب گرفتار ہوئے جتنے شاہان قاف تھے امیر کے زور پر عش عش کرنے لگے اُنکی جرأت اور دلاوری پر غش کرنے لگے بادشاہ نے خواجہ زر وجواہر کے امیر پر سے نثار کیے اور اُسکے شکرانے مین ہزار دن روپیہ فقرا کو دیے اور سفید دیو کی لاش کو صحرا مین پھکوا دیا بعد مرنے کے بھی اُس مردود کو اسطرح ذلیل وخوار کیا اور چونکہ وہ دن شادی کا تھا کئی منزل تک دور دیہ ٹٹیان روشنی کی اور سڑک کے درمیان مین دے کر آتشبازی کی بارہ گاڑی تھی اور روشنی کے متصل آرائش سے چمن بندی کی تھی الحاصل اُس جلوس کو نہایت آرائش دی تھی جو کوئی اُسکو دیکھتا تھا سیر مین کا باغ اُسکو نظر آتا تھا اُسکے دیکھنے سے بہت حظ اُٹھاتا تھا جب صاحبقران کو خلعت شاہانہ پہناکر بارگاہ سلیمانی سے سوار کرکے حرم سرائے شاہی کی طرف بھیجا اور سامان عیش و نشاط کے بجمیع الوجوہ مہیا کیے جتنے شاہان و سرداران دیر نیاز دان قاف تھے مثل قمر در حلقہ انجم صاحبقران کو لیے جاتے تھے آگے آگے نقیب و چوبدار اپنے کرتب دکھاتے تھے اور نوبت خانہ سلیمانی تختون پر بجتا جاتا تھا ہر مطرب اور گویا راگ مبارکباد کا گاتا تھا اور پریزاد سامنے تخت کے معلق ہوا پر گاتے ناچتے جاتے پرستان کے ناچ رنگ کا سمان دکھاتے تھے اور حقے آتشبازی کے فلک پر سے جو چھوٹتے تھے زمین پر گرکے پھوٹتے تھے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے تارے جھڑتے ہین تارے ٹوٹتے ہوئے نظر پڑتے ہین چونکہ طوالت کتاب کی منظور نہین بہت عبارت آرائی میرا دستور نہین اسواسطے برات کے بیان کو قصہ خوان کے حوالے کیا مختصر بندی سے طول نہ دیا الغرض اس شکوہ و شوکت سے نوشاہ عروس کے گھر پہونچا قدرت خدا کی دیکھیے کہ پرستان مین اس کیفیت سے بشر پہونچا عبدالرحمن نے پہرات باقی رہے امیر کا عقد آسمان پری کے ساتھ باندھا طرفین سے ایجاب و قبول ہوا دونون کا مقصد دلی حصول ہوا بادشاہ نے کتنے ملک قاف کے آسمان پری کو جہیز مین دیے امیر کے ساتھ سوا اسکے بہت سے احسان کیے ہرگاہ صاحبقران محل مین گئے بعد از فراغ رسومات آسمان پری کو چھپر کھٹ پر بغل مین کھینچا اور داد عیش کی دی جو بات کرنا تھا وہ کی خدا کی قدرت سے اُسی شب کو آسمان پری کے بطن مین نطفہ نے قرار پایا خدا کی قدرت سے آدم خاکی اور پری آتشی دونون کا مزاج موافق آیا صبح کو امیر غسل کرکے پوشاک بدل کے بارگاہ مین آئے صحبت عیش و نشاط کی گرم ہوئی اُس تقریب کے سبب سے آپس کی دوستی

شروع ہوئی خلاصہ کلام شبارروز امیر کیواسطے سب سامان عیش موجود تھا سب فرح کا حاصل مقصود تھا لیکن امیر روز و شب دن گنا کرتے تھے کہ کب وہ تمام ہو اور مین پردہ دنیا پر جاؤن اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے حظ اُٹھاؤن اُن سب کو یہانکی کیفیت سُناؤن اور جو تحفہ عجیب و غریب پرستان کا ہاتھ آئے ہین اُنکو دکھاؤن اب صاحبقران کو ماہ و سال در روز و ساعت شماری مین چھوڑکر چند کلمہ داستان دارائے ملک عظمت جمشید دوراں رستم زمان کیخسرو سلطنت صاحبقران خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کے بیان کرون اُنکا حال بھی کچھ تھوڑا سا لکھون واضح ہو کہ جب ملک لندھور امیر سے رخصت ہو کر جہاز پر سوار ہوا امیر کی مفارقت مین شکبار ہوا لنگر جہاز اُٹھایا گیا جہاز آگے کو بڑھایا گیا دوسرے دن بہرام سے ملاقات ہوئی اُسیمین بات ہوئی معلوم ہوا کہ صاحبقران نے اُسکو بھی مدد کیواسطے بھیجا ہی خسرو ہندوستان نہایت شادمان ہوا صاحبقران کا مرہون احسان ہوا پانچوین دن ایک طوفان آیا جہاز دونکو تباہی مین لایا تین دن تک جہاز تہلکے مین رہے چوتھے دن امان پائی اہل جہاز کے دلون کو تسکین آئی معلوم ہوا کہ جس جہاز پر بہرام تھا اُس جہاز کا پتا کہین نہین پایا جاتا اُسکا کُل اُنکو کوئی نہین پاتا لندھور کو نہایت رنج ہوا کہ صاحبقران نے بہرام کو میری مدد کیواسطے بھیجا تھا پوچھنے کو کیا جواب دونگا اُن سے بہرام کا حال کیا کہونگا اُسکا نہ ملنا بڑی قیامت ہی اُس سانحہ سے مجھے بہت دہشت ہی بہرام کا حال سُنیے کہ جہاز طوفانی ہوا سے تھوڑی دور جاکر تختہ تختہ ہوگیا بہرام ایک تختہ پر بیتا بتا کنارے پر پہونچا اُسی تختہ کے سہارے پر پہونچا خشکی مین اُتر کر بحیدۂ شکر الٰہی بجالایا کہ اپنے کو غرق ہونے سے محفوظ پایا اور پیدل ایک سمت کو روانہ ہوا کئی دن نصیب آبِ دانہ ہوا دو تین فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا ایک مقام پر اُترا دیکھا چونکہ پریشان و درہم حال تھا اس سبب سے دل مین کہا کہ ایسا نہو اس قافلے مین کوئی جان پہچان نکلے کہ اس حالت مین اُنکی نظر مین حقیر ہو جاؤن اس خرابی حال سے ذلت پاؤن اسواسطے قافلے سے تفاوت پر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر ہر طرف نگاہ کرنے لگا اپنی تباہی اور بربادی پر آہ سرد بھرنے لگا قضاے کار قافلہ سالار سیر کرتا ہوا ادھر آنکلا چلتے چلتے بہرام کی طرف جانکلا بہرام سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی کیا ارادہ ہی اور کس ملک کو جاتا ہی بہرام نے کہا کتا جزیرون جہاز میرے تباہ ہوگئے ہین ایک تختہ پر بچ کے کنارے آلگا چند روز زندگی باقی تھی کہ وہ تختہ لب دریا جالگا اب دیکھیے کہ تقدیر کیا رنگ دکھاتی ہی کیا واردات پیش آتی ہی قافلہ سالار نے کہا کہ اے عزیز دولت میرے پاس بیشمار ہی یہ بندہ خدا بہت تونگر اور مالدار ہی مگر اولاد نہین ہی اس سبب سے دل شاد نہین ہی مین نے تجکو اپنا منصب لی عہد کیا دیا چل میرے ساتھ کسی طرح کا رنج نہ دیکھیگا جسقدر کہ اللہ تعالی نے مجکو عنایت کیا ہی کسی بادشاہ کے یہان بھی اتنا خزانہ اور گنج نہ دیکھیگا بہرام اُسکے ساتھ گیا اُسنے نہلوا کے پوشاک فاخرہ پہنائی سب اپنی دولت و حشمت دکھائی اور اپنے ہمراہ لیکر وہان سے کوچ کیا سب اپنے کارخانہ کا اُسکو اختیار دیا بہرام نے سوداگر سے پوچھا کہ تم کسطرف جاؤگے کونسا شہر اپنا قیام گاہ ٹھہراؤگے اُسنے کہا کہ ملک ماندوین جو یہ تخت ملک شعیب اور وہان سے سراندیپ بھی نزدیک ہی وہین قیام کرونگا اس سفر کی ماندگی سے شہر مین آرام کرونگا بہرام اپنے دلمین بہت

خوش ہوا کہ خدا چاہیگا تو بہت جلد لندھور سے ملاقات ہوگی اگر اللہ کی عنایت ہوگی بارہ کوس کی دن مین قافلہ شہر مانڈو مین پہونچکر کاروانسرا مین اُترا دوسرے دن سودا گرنے بہرام کو لیکر حمام کیا اپنی اور اُسکی صفائی جسم مین بہت اہتمام کیا اور پوشاک بدل کے بازار کی سیر کو گیا وہان اُسکو یہ تماشا نظر آیا چوراہے پر بازار کے ایک ہشت پہل چبوترہ اُسپر ایک چوکی اور اُس چوکی پر ایک کمان اور پہلو مین اُسکے ایک بدرہ اشرفیہ کا رکھا ہوا پایا بہرام نے لگا چبانون سے پوچھا کہ یہ کمان و بدرہ کیسا ہی اسکا حال مجھسے ظاہر کرو اس رازپنہان سے مجکو ماہر کردو وہ بولے کہ ضیغم نامے ہمارے بادشاہ کا سپہ سالار ہی وہ ایک شخص بڑا صاحب حوصلہ و جرار ہی یہ کمان اُسکی ہی چونکہ دُسکے کھینچ نہین سکتا وہ اپنی طاقت سے اُسکے چلے کو اینچ نہین سکتا اسلیے اُسنے مع بدرۂ زر مرسع یہان رکھوادی ہی اور یہ شرط کی ہی کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑہ اشرفیون کا لیوے پس وہ اس زر کا مالک ہو جو چاہے سو کرے جسے چاہے اُسے دیوے بہرام نے پوچھا کہ یہ اس کمان کو کھینچوان اگر اجازت دو تو بھر میرا زور دیکھو وہ بولا کہ تو بیچارہ ایک مرد کرباس فروش بھلا کھینچنے کی قدرت کیا جانے اس شرط کو کیا پہچانے بہرام نے کہا اے عزیز زور داد آلہی ہی کرباس فروش ہو یا امیر و وزیر ہو یا حقیر خدا کی عنایت مین کیا کسی کا اختیار ہی یہ تیری بیہودہ گفتار ہی بہرام سے اور تنکمبانون سے تکرار ہو ہی رہی تھی کہ نیک رائے وزیر شعیب شاہ کی حویلی سے نکلی بہرام دیکھکر متعجب ہوا ایسے کہ وقت سے نکلی ہر کاروان سے کیفیت بیان کی اس راہبر سے اسکو اطلاع دی نیک رائے خود اُس مجمع مین گیا اور بہرام سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اے جوان تو اس کمان کو کھینچیگا بہرام بولا کہ ہاتھ نگن کو آرسی کیا ہی آزما لیجئے میری قوت کو ملاحظہ کیجئے نیک رائے نے کہا کہ اچھا ہم بھی دیکھین کھینچو بہرام نے بسم اللہ کرکے کمان کو اٹھا کے بقبضۂ اسکا اپنے قبضہ مین لیکے چلے کو تانبا گوش ہیوتا کرسات قلابے خوب ہی زور کیے اسکی طاقت دیکھکر حاضرین سخت وآفرین کی ہر شخص سے شاباش دی لیکن ضیغم کے نوکرون کو اُسکا کمان کھینچلیجانا گوارہ نہوا جا بجا مین بھاوہ شرمسار ہوا چلا آتا کے بیہودہ گفتار کرنے لگے دیوانون کی طرح باے ہو کرنے لگے بہرام نے جھنجھلاکے کئی آدمیونکو گھونسون سے مار ڈالا اُنکے سر سے اُنکا بھیجا نکالا نیک رائے نے اُنکو دھکا دیکر سبکو وہان سے ہٹایا بہرام کو لیکر اپنے مکان پر گیا ضیغم نے جو سُنا کہ ایک سوداگر نے میری کمان کو کھینچا بدرہ اشرفیون کا بھی لیا اور کئی آدمیونکو بھی میرے بیجان کیا اور باوجود اس حرکت کے نیک رائے اُسکو اپنے گھر لیگیا میرا خیال اُسکو کچھ نہ آیا جو اُس مرد سیہ اک پر اس قدر التفات فرمایا طیش مین آکے سلح ہوکے نیک رائے کے مکان مین گیا اور نہایت خشمناک تلاش بہرام پہلوان مین گیا جب بہرام اُسکو نظر آیا اُسکو دیکھکر نہایت سخت گوئی سے یکلخت زبان پر لایا کہ اے کرباس فروش تو نے بھی یہ طاقت پائی اور مجکو بھی یہ جرأت آئی کہ میری کمانکو کھینچا اور کئی آدمی میرے مار ڈالے ضرب دست سے اُنکے بھیجے دماغ سے نکالے خنجر نکال کے بہرام پر دوڑا کہ اُسکو قتل کرے اپنے آدمیونکے خون کا اُس سے بدلا لے بہرام نے اُسکا ہاتھ پکڑکے خنجر چھین لیا اور ایک گھونسا ایسا اُسکے سر پر یا کہ مغز اُسکا ناک کی راہ سے نکل آیا اُسے بھی جہنم مین پہنچا دیا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی فوراً نیک رائے وزیر کو مع بہرام طلب کیا اُنکے حاضر ہونیکا حکم دیا جب بہرام سامنے گیا ملک شعیب نے ترش رو ہوکر کہا کہ اے خیرہ سر تیری یہ قدرت کہ میرے سپہ سالار کو مارے ایسے ناحق پر جرأت کرے بہرام نے

عرض کی آپ کیوں ایسے بودے سپہ سالار رکھتے ہیں کہ ایک گھونسے میں مرجائیں فی الحال چوٹ میں سر نہ اٹھائیں بادشاہ کو یہ بات بہرام کی بہت پسند آئی یہ گھتکو اُسکی سے بھائی نسبوقت بہرام کو خلعت سپہ سالاری کا عطا کرکے ضیغم کا نکل بیٹھے کو دیا اُسکو اس منصب عالی پہ مامور کیا بہرام نے اُس کماں کو چند بار بادشاہ کے روبرو گھینچا حکم دیا کہ اُسچ جو تہ بیس کماں کو موم بدہ زرخ رکھدو اور جو کوئی اُسے کھینچے ہم کو خبر کرو بادشاہ کو اس حرکت سے لیاقت و آدمیت بہرام کی ثابت ہوئی اُسکے دلنشین اُسکی شرافت ہوئی اُسیدن اپنی بیٹی کا عقد بہرام کے ساتھ کردیا اور سامان شادی جیسا کہ چاہئے ویسا ہی کیا اور کہا کہ میں نے نصف سلطنت تجکو دی کہ دے ملک کی حکومت بالکل تیرے حوالے کی دو پہر تم تخت پر بیٹھ کے فرمان روائی کیا کرو رعایا کی حاجت روائی اور بادشاہی کیا کرو اور دوپہر میں حکومت کیا کرو نگا اپنے امورات متعلقہ کا انتظام دیا کرونگا اب دو کلمہ لندھور خسرو ہندوستان کے سنیے حالات اس بادشاہ والاشان کے سنیے کہ لندھور جو بندر سراندیپ میں پہونچا جہاز و نکو لنگر کر بشکر سمیت خشکی میں اُترا ایک جگہ خوش فضا تصور کرکے وہیں ڈیرہ کیا اور چند روز وہاں توقف کرکے لشکر راست کیا جس شخص کے جو مناسب سمجھا ویسا حکم دیا بعد ازاں قلعہ صابر و صبور کیطرف روانہ ہوا اُسکی معادوت سے آگاہ سارا زمانہ ہوا۔

پہونچنا خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کا قلعۂ صابر و صبور پر۔

راوی لکھتا ہے کہ جیپور شاہ جسکو ملک لندھور خسرو ہندوستان تخت پر بٹھلا کے صاحبقران کیساتھ مدائن کیطرف گئے تھے اور اُسکو قائم مقام کرکے سب مراتب انتظام اور حفاظت کے بتائے تھے وہ مدت سے ملک سارج اور فیروز اجروک خوارزمی اور مہلیل سگسار کی ہزیمت دینے سے قلعہ بند تھا سب قلعہ نشین ایک مصیبت میں گرفتار تھے قلق کے سبب اپنی زندگی سے بیزار تھے آخر کو فوج نے جیپور سے کہا کہ قلعہ بند کب تک بیٹھا رہیگا اُن ظالموں کا تم کوئی کب تک سہیگا حکم ہو تو میدان میں نکل کر غنیموں سے لڑیں مریں یا مارے جائیں کسیطرح اس تکلیف سے نجات تو پائیں جیپور نے کہا کہ جیسی تمھاری مرضی ہو ویسی مجکو بھی منظور و پسند ہے سچ تو یہ ہے کہ اسطرح گوشہ میں رہنا جوانمردی سے بعید ہے نسبوقت ایک ایلچی بھیجکر کہلا بھیجا کہ میدان دہمارے تمھارے صف جنگ ہے ملک سارج وغیرہ نے اُنکا کہنا قبول کیا اور اپنے لشکر میں طبل جنگ بجایا جس کام پر مقرر تھا وہ اپنا کام کیا کیا صبح کو طرفین کے لشکر نے صف آرائی کی میدان میں آکر خود نمائی کی سب سے پہلے مہلیل سگسار نے اپنے گردان کو میدان میں بڑھایا کہ جنگ کرے دشمنوں سے مقابلہ کا آہنگ کرے ادھر سے جیپور شاہ نے اپنا مرکب اُٹھایا خود جرأت کرکے اُسکے سامنے آیا ہنوز کسی کا حربہ نہ چلا تھا ایک کا دوسرے پر ہاتھ نہ اُٹھا تھا کہ سامنے سے ایک گرد غلیظ تیرہ و تاریک نمودار ہوئی کہ رہ ساری زمین اُسکے گرد سے پر غبار ہوئی جب ہوا نے گرد کو ہٹا دیا اور وہ پردہ درمیان سے اُٹھا دیا تو سترنشان علامت ستر ہزار فوج کے نمودار ہوئے کہ جنکی پوشاک زرق برق سے ماہ و خور شید شرمسار ہوئے اور آگے آگے لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار گرز گران بار عدو کوب بردر کوہ پیکر ملک الموت کہ عبارت خوردی و مردی کی اُسپر منقش تھی ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ جس کی ہیبت سے دیکھنے والوں کا ہوش جاتا تھا جب زد گاہ میں پہونچا مہلیل سگسار کے سامنے آکر للکارا اور اللہ اکبر کا ایک نعرہ مارا کہ اواجل رسیدہ تیرا ملک الموت میں ہوں لا کیا ضرب رکھتا ہے دیکھ بھی تو میرے ہاتھ سے شربت مرگ چکھتا ہے مہلیل نے یہ سنکر گرز خسرو پر برابر خسرو نے

اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روک کر گزرا پنا ایسا اُسپر لگایا کہ پھر سر نہ اُٹھایا مہلیل سگسار کی ہڈیان سُرمہ ہوکر خاک مین ملگئین جان بیکار سب لشکر کی تیرہ روان بدل گئین اُسکو مار کر خسرو نے نعرہ کیا ہو کوئی ایسا کہ مجھسے مقابلہ کرے اور میرے سامنے آئے بہادری کھائے مہلیل کے مرتے ہی سب کے جی چھوٹ گئے بازو ے قوت ٹوٹ گئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک جوان نے بھی رادہ نہ کیا تب تو لندھور نے فیل میمونہ کو فوج کفار پر ہولا تمام لشکر دشمن کا بہر نہی طرح نہی چوکڑی بھولا اور فوج ہندنے بھی گھوڑے اُٹھائے کافرونکے سر پر آئے بہت سے لوگ لشکر کفار کے مارے گئے سردارونکی بے تدبیری سے اپنی جان سے بیزار ہوگئے اور یقیہ السیف نے بھاگ کر اپنی جان بچائی کسی کے خیال مین نہ آئی لشکر ہند کو بہت مال غنیمت کا ہاتھ آیا ہر شخص نے گویا گنج قارون پایا ہر ایک امیر ہوگیا صاحب جاگیر ہوگیا خسرو ہند حشاش وبشاش قلعے مین داخل ہوا سب غم والم دل سے زائل ہوا اور جشن شاہانہ ترتیب دیا محفل مہیا کیا دل نشاط کا سامان کیا ملک سارج اور اجروک خوار زمی دو پہلوان نامی کہ ہر ایک پیادہ لاکھ سوار کا مقابلہ کرتا تھا اپنی مدد کو لائے وہ بڑے دعوے اور شان وشوکت سے آئے ایک کا نام توہر اس فیل دندان بہادہ بہت اپنے زور وقوت پر نازان تھا اور دوسرے کو مغلوب فیل زور کہتے تھے اُسکی ہیئت سے بڑے بڑے جوانمرد ہراسان ہوتے تھے تین لاکھ سوار بھرتے سر سے جمع کرکے قلعے کے مقابل خیمہ زن ہوا ہجوم جوانان صف شکن ہوا اُسیدم طبل جنگ بجوایا شور وغل سے ہنگامۂ قیامت دکھایا لندھور نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا سب اپنی فوج کو آمادۂ جنگ وجدال کیا جسکو دونون جانب سے لشکر صف آرا ہوکے لڑنے پر مستعد دیکھا یوں سب سے پہلے ہراس فیل زور نے میدان مین آکر مبارز طلب کیا لندھور نے فیل میمونہ کو اُسکے مقابل کرکے یون رسخانہ جواب دیا کہ ہی بہادر لا کیا فر ہے دیکھا ہی دیکھیون تو لیا فن حرب رکھتا ہی ہراس نے تیغ سر پر کالی کی چار سو تیر بڑی دمدن مین تھا سیان سے لیکر لندھور کے سر پر مارا بڑے دعوے اور زور وشور سے اُس شیر زبردست پر اخر وہ نے اُسکو بزور علم سپاہگری قوت بازو رد کیا اُسکا وار خالی دیا پھر شیر الماس دم غلاف سے نکالکر کہا کہ خبردار ہوجا دبزدے ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا کہ غفلت مین مجھکو مارا کر حملہ کرنے کے وقت کیون نہ للکارا پس وہ تیغ آبدار اُسکے سر پر ماری جو سو ضرب پہ تھی بھاری ہر چند اُسنے بھی سپر کو سر کی پناہ بنایا اُس چوٹ سے اپنے کو بچا یا لیکن شمشیر دست خسرو ہند ایسا نہ تھا کہ وار خالی جاتا وہ اُسکی ضرب نہ کھاتا سپر کو شل گردہ پر نیر کاٹ کر تلوار سینے مین جا اُتری دم نہ لیا ایکدم مین اُسکو بیدم کیا ہراس فیل زور کے موت مارا گیا اُسی تلوار کے گھاٹ وہ بھی اُتارا گیا بھائی نے اُسکے جو اُسکو گرتے دیکھا خون نے اُسکی آنکھون مین جوش کیا بھائی کے غم نے اُسے بیہوش کیا فوراً اپنے کو گردن کو دوڑا کر لندھور کے برابر آیا اُس رسخ سے بڑبڑایا اور کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا میرے بھائی کو مارا اب مین تجکو کب جیتا چھوڑتا ہون دیکھ تیری ہڈیون کو کیا توڑتا ہون لندھور یہ للکار کر غم فرقت نہ کھا مین تجکو بھی اُسکے پاس بھیجتا ہون قعر جہنم مین بے دسوس بھیجتا ہون لا کیا ضرب رکھتا ہی اُسنے ایک ہاتھ خسرو کے لگایا خوب زور دکھایا خسرو نے خالی دیکر وہی تلوار خون بھری ہوئی اُسکی گردن مین جو لگائی مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا وہ صاف نکل آئی اجروک وسارج نے اُسکو مواد دیکھا تین لاکھ سوار سے باگ اُٹھائی سب فوج نے حملہ کرکے ایک قیامت خونخواہی اُدھر سے لشکر ہند نے اپنے مرکب اُٹھائے اُسکے مقابلے مین آئے دو بدو کامل تلوار چلی اجروک وسارج نے دیکھا کہ فوج بہت لقمۂ ضنگ اجل ہوئی اور لشکر ہند غالب ہوا اب میدان مین ٹھہرنا ننگ ہے ناچار طبل بازگشت

بجوا کر بادل گروان و جگر بریان اپنی فرودگاہ پر آئے اس شکست کھانے سے بہت شرمائے ملک لندھور شادیانے بجواتا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا دشمن پر فتح پانے سے سبکو کمال سرور حاصل ہوا ملک سارچ مغموم و محزون خیمہ محلسرا مین جو گیا زوجہ و دختر اسکی سبب دلگیری و حزن کا پوچھے لگین و اسکی پریشانی دیکھکر بہت غمگین ہوئین بولا کہ لندھور کے ہاتھ سے جان بچتی نظر نہین آتی کسی سردار کی طبیعت اُسکے مقابلے کی جرأت نہین پاتی جنگ دل مین اسطرح شکست دی کیا تعریف کرین جیسی بہادری کی ہم جو کیا ہم چار بادشاہ ایکدل تھے مگر کچھ بن نہ آئی ہم سب پر ہزیمت فاش اُٹھائی تمام فوج درہم و برہم ہوئی دفعتاً تمام لشکر کی دلیری کم ہوئی اب جنگ دم مین ایسے دو پہلوان مارے کہ فوج کا جی چھوٹ گیا فتحیابی کا سہرا لوٹ گیا ہر چند مین نے تین لاکھ سوار سے جنگ مغلوبہ کی اور فوج کو بہت ترغیب و لاوری کی دی مگر کچھ سود نہ ہوا ہر گز بہبود نہوا لاکھ آدمی سے زیادہ میرے لشکر کا مارا گیا اور گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا ہر صورت سے صدمہ اُٹھایا سوائے اسکے کچھ چارہ نہین ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنا خون کروان زہر کھاکر مروان اس بات کے سُننے سے اُسکی دختر نے بڑا غم کیا اور یہ جواب دیا کہ اگر یہ تو مین لندھور کو باندھ لاؤن اپنی کارستانی دکھاؤن سارچ نے پوچھا کہ تجھسے یہ کام کیونکر ہوگا ایسی بڑی مہم کا انجام کیونکر ہوگا اُسنے کہا کہ اس سے تمکو کیا کام ہے آپ اجازت دیجئے جو میری کارگذاری دیکھیے وہ بولا کہ اس سے کیا رتبہ ہے تو اسکا ارادہ کرو مجھے منظور ہے کہ مثل مشہور ہے اندھا کیا چاہے دو آنکھین اُس خام پارہ نے ایک خیمہ عالیشان مرغزار کے متصل استادہ کروایا اور خوب آرایش کرکے لباس و زیور مرصع پہین سے اپنے تئین رشک پری بنایا اور چار سو ماہرویان قمر طلعت کو اپنے ساتھ لیکر خیمہ مین داخل ہوئی ایسا سامان فریب فراہم کیا کہ دیکھنے والون کو ایک حیرت حاصل ہوئی محفل راگ و رنگ کی برپا کی اس بزم عیش و طرب کو کمال زیب و رونق دی ملک لندھور نے دیکھا کہ غنیم ہزیمت اُٹھاکر شکستہ دل گوشۂ حرمان مین بیٹھا ہوا ہے ایسا وقات ضائع کرنا کیا ضرور ہے جبتک وہ طبل جنگ بجواکے پھر مقابلہ کو آوے شکار کھیلنے سے طبیعت کو بہلایا چاہیئے مزہ سیر بیابان کا اُٹھایا چاہیئے سامان شکار ہمراہ لیکر مرغزار کیطرف روانہ ہوا قریب مرغزار کے ایک خیمہ عالیشان استادہ دیکھا اور اُسمین پریرویان ماہ وش کا جمگھٹا آمادہ دیکھا لوگون سے پوچھا کہ خیمہ کس کا ہے کون اسمین جاگزین ہے مرد ہے یا کوئی پردہ نشین ہے معلوم ہوا کہ دختر ملک سارچ کی سیر کو آئی ہے تفریحاً اس صحرا مین تشریف لائی ہے لندھور اُسکے دیدار کا مشتاق ہوکر ایک چبوترہ پر کہ اُس سنگدل کے خیمے کے متصل پڑا ہوا تھا جا بیٹھا باید نظارہ دہان آبیٹھا آنکھ مکارہ کو چلیسے جو لندھور نظر آیا ایک نازنین کے ہاتھ جام شراب اُسکے پاس بھیجا لندھور نے اس سے کہا کہ وہ مجھکو کیا جانے میری صورت وہ کیا پہچانے بولی کہ آپکو جسدن سے زرمگاہ مین دیکھا ہے اُسدن سے آپکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوئی ہے جان سے شیفتہ ہوئی ہے لندھور اور بھی مفتون ہوا اُسکی محبت مین مجنون ہوا اسمین ایک نازنین دوسری آئی وہ یہ خوشخبری لائی کہ بیوملکہ صاحبہ بلاتی ہین جلد چلیے نہین تو وہ خود لینے کو آتی ہین لندھور خوش خوش خیمے مین گیا دیکھا کہ ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک خورشید بیمثل و نظیر بیٹھی شراب پی رہی ہے نشے مین چور ہے صورت و شکل مین رشک مہ ہے اور کئی سو ماہرو کسطرح سے گرد ماہ کے مثل فلک پر حلقہ زن ہین وہ سب بھی خوبی و نزاکت مین بےنظیر ہین و در قاصان بدی پیکر و سرانہ گان ذوالحان سرگرم قصہ خواند خوب مزہ سنج گانے کی

ہین باندر کے اکھاڑے کا سمان دکھارہی ہین لندھور یہ صحبت دیکھکے کمال محظوظ اور شادمان ہوا اور حیرت سے چار وطرف نگران ہوا اُسنے لندھور کو تخت پر اپنے پہلو مین بٹھایا گویا اُسکو پھنسانیکے لیے ایک جال پھیلایا اور کئی جام گلگونکے اپنے ہاتھ سے پلائے اور ہر جام مین ناز وکرشمہ معشوقانہ اُسکو دکھائے لندھور ایسا نشۂ عشق مین سرشار ہوا کہ خود رفتہ و بے اختیار ہوا مطلق ہوش و حواس نرہا کچھ غیر و آشنا کا پاس نرہا گلے مین ہاتھ ڈالکر کہنے لگا کہ اے جان لندھور میری بارگاہ مین چل کر وہان بہت آرام پائیگی بڑی راحت اُٹھائیگی اس محتالہ نے کہا کہ اسوقت روز روشن ہے کل آؤنگی مجھے بیاہ کر مین چلونگی رات بھر تمھارے پاس رہونگی لندھور نے قبول کیا اُس سے رات کے رہنے کا وعدہ لیا پھر چند دل اُٹھے کہ نوش جانا مگر مجبور رخصت ہوکے اپنی بارگاہ مین آیا اور آرائش خیمہ کا کارگزاروں کو حکم فرمایا اور شب کا انتظار کرنے لگا اُسکی محبت کا دم بھرنے لگا آخر جب دن بسر ہوا اُسکا دل اُسکے اشتیاق مین اور بھی مضطر ہوا شب کو لباس شب وی پہنکر اُس مکارہ کے پاس گیا شوق ملاقات سے کمال مضطرب و بیحواس گیا اُسنے چند جام مے بیہوشی آمیختہ ایسے پلائے کہ لندھور بالکل بیہوش ہوگیا شراب کے نشہ مین مدہوش ہوگیا پہلے تو چاہا کہ باندھکر اپنے باپ کے پاس بھیجدے تو وہ اُس سے اپنا انتقام بخوبی لے لیکن مقلب القلوب نے اُسکے قلب کو پھیر دیا کہ اُسنے یہ نہ کیا مگر ایک صندوق مین لندھور کو بند کرکے دریائے شور مین کہ وہانسے متصل تھا ڈال دیا اور اپنے باپ سے جاکر یہ حال بیان کیا کہ مین نے تمھارے حریف کو مار کر دریا مین پھینکوا دیا اُس تمھارے دشمن سے تمھارا بدلا اسطرح لیا وہ ملعون اُس ملعونہ سے بہت خوش ہوا اُسکی بہت سی تعریف کی اور شاباش دی اور اُسید مم طبل بجوایا اور سلمان جنگ جدال کا خوب مہیا فرمایا صبحکو جب دونون لشکر صف آرا ہوئے لشکر ہندنے جو ملک لندھور کو نہ دیکھا اور اُس جوانمرد زور آور کو نہ دیکھا چھوٹے سے بڑے تک کی کمر ٹوٹ گئی سبکی جرأت چھوٹ گئی سارج نے جنگ مغلوبہ کرکے بہت سے مسلمانونکو شہید کیا فوج کو شکست دے کر اُسنے اپنا بدلا لیا جیپور نے دیکھا کہ فوج بسبب نہ ہونے لندھور کے شکستہ دل ہوا اب فتحیاب ہونا صعب شکل ہے اور سرانجام کار اپنی ہلاکی کا طالب ہے طبل بازگشت بجوا کر پھر بدستور قلعہ کا دروازہ بند کردیا اور لندھور کے حال کا سُراغ لیا لندھور کا حال سُنیئے کہ صندوق موجون کے طمانچے کھاتا ہوا بہتا چلا جاتا تھا کبھی اِدھر کبھی اُدھر کبھی قعر موج کے تھپیڑے کھاتا تھا اتفاقاً ایک سوداگر کا جہاز سندھ سے آتا تھا اُسکے متصل پہونچا جازیون نے صندوق کو نکال کر بہ کھوے ہوئے تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا اس سوداگر بے عقل نے جھٹ پٹ مول لے لیا نہ دیکھا نہ بھالا بعد خریدنے کے صندوق کو کھولا تو دیکھا کہ ایک جوان خوبی ہیکل بیہوش پڑا ہے بحس و حرکت خاموش پڑا ہے سوداگر کو کمال ترس و رحم آیا اور صندوق سے نکال کر اُسکو پلنگ پر لٹایا اور بیہوشی کا اُتار دیا اُسکو ہوشیار کیا لندھور نے آنکھین کھول کر دیکھا تو نہ وہ خیمہ ہے نہ وہ معشوقہ ہے جہاز مین پلنگ پر لیٹا ہوا ہون بہت سے کپڑونمین لپٹا ہوا ہون متحیر ہوکر پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ کون جگہ ہے مین یہان کیونکر آیا اور مجکو اس جہاز مین کون لایا سوداگر نے کہا کہ مین سوداگر ہون سندھ سے آتا ہون مال تجارت بیچنے کے واسطے لیے جاتا ہون آپ صندوق مین بہے چلے جاتے تھے جازیون نے صندوق کو نکالا اُسنے مین نے لیکر کھولا تو آپ کو بیہوش دیکھا پلنگ پر لٹا کے اُتار بیہوشی کا دیا یہ حال مین نے تمھارے ساتھ کہا؛ الحمد للہ کہ آپ ہوش مین آئے ہنسے آپکے دیکھنے سے بہت خوش ہوا اب اپنا احوال فرمایئے کہ آپ کون ہین اور آپکا

حال کیا ہوا آپ پر یہ حادثہ کیونکر پڑا ہے خسرو نے اپنا نام و نسب جو ظاہر کیا اُسکو اپنے حال سے آگاہ کیا تاجر بھی مرد مسلمان تھا صاحب ایمان تھا اللہ صبور کے پانوں پر گر پڑا اور کہا کہ میں آپکو نشاں اللہ تعالیٰ بخوبی تمام سراندیپ پہونچا دونگا اور آپکی ہر طرح کی خبر گیری کرونگا اللہ صبور نے پوچھا کہ تم اب کہاں جاؤگے وہاں سے کب پھر کر آؤگے سوداگر نے کہا کہ میں ملک ماندو کو جاؤنگا اُس شہر میں چند روز آرام کرونگا بارے کئی دن میں جہاز ملک ماندو پہونچا سوداگر نے جہاز کو لنگر دیا اور شہر میں جا کر قیام کیا ایک دن خسرو ہمند بازار کی سیر کو نکلا ناگاہ اُسی طرف کو گذرا ہو جہاں وہ کمان اور توڑہ اشرفیوں کا رکھا تھا اور ایک دستہ سپاہیوں کا اُسکی حفاظت کر رہا تھا نگہبانوں سے پوچھا کہ یہ کمان کسکی ہے اور یہاں کیوں رکھی ہے وہ بولے کہ یہ کمان بہرام کی ہے جو کوئی اُس کمان کو کھینچیگا وہ یہ توڑا اشرفیوں کا پائیگا اور اپنے تئیں نامور بنائیگا اللہ صبور بہرام کا نام سنکے بہت اپنے دل میں خوش ہوا اُسکی طبیعت نے تسکین پائی دل میں مسرت آئی نگہبانوں سے کہا کہ بہرام جسکا نام ہے وہ میرا غلام ہے مدت سے بھاگا ہوا ہے تلاش کرتا ہوں آج اُسکا پتہ نشان پایا نام اُسکا سُننے میں آیا یہ کہکر کمان کو اُٹھا کر چند بار گھمایا بے خوب زور رکھے اور اشرفیاں لیکر اُسی جا خیموں کو ٹھاہیں دیں پہرا کن کو تعجب میں لگا نبانوں نے یہ خبر بہرام کو پہونچائی سب کیفیت اُسکو مفصل سُنائی بہرام نے یہ تقریر سُنکر کہ بہرام میرا غلام ہے بہت خیرہ ہوئے حکم دیا اور کئی شخصوں کو مقرر کیا کہ اُسکو جلد میرے پاس لاؤ مطلق اُسمیں دیر نہ لگاؤ وہ لوگ چند قدم گئے ہونگے کہ خسرو کو آتے دیکھا اُن میں سے ایک جلد سے پلٹ کے بہرام کو خبر دی غور اطلاع کی کہ وہ شخص چلا آتا ہے آپکا اقبال خود اُسکو کھینچے لاتا ہے بہرام نے بارگاہ سے نکلکر تھوڑی دور گھر سے جلکر خود دیکھا بے اختیار دوڑ کر قدمبوس سر مجھکایا کمال عاجزی اور فروتنی سے پیش آیا خسرو نے اُسکے سر کو چھاتی سے لگایا بہت پیار سے پیشانی پر بوسہ دیا اور دونوں خوشی کے مارے بیہوش ہو گئے نشہ محبت سے مدہوش ہو گئے ملک شعیب خبر سُنکر اپنی بارگاہ سے نکلا آیا دونوں کا حال ملاحظہ فرمایا انکے چہرے پر عرق بید مشک در گلاب چھڑکا جب وہ ہوش میں آئے اور ہوش و حواس پائے ملک شعیب مستفسر کیفیت ہوا بہرام نے اُسمان تک اپنا حسب و نسب ملک شعیب سے چھپایا تھا اور اپنا حال کچھ بیان نہ کیا تھا مگر اُسوقت اپنا اور خسرو کا حال مفصل بیان کیا اُس راز نہانی کو عیان کیا ملک شعیب نے خسرو کا نام سُنتے ہی خسرو کے قدم چومے اور بارگاہ میں لاکر خسرو کو تخت پر بٹھلایا بہت سا اعزاز و اکرام فرمایا اور آپ باادب ایک کرسی پر بیٹھا اور اُسیوقت جشن شاہانہ ترتیب دیا اور محفل طرب کی تیاری کا بتاکید تمام حکم دیا ایک ہفتہ تک اللہ صبور جشن میں مشغول رہا جو سامان عیش و نشاط چاہیئے وہ سب حاضر رہا بعد ازاں لشکر جمع کر کے بہرام کو اپنے ساتھ لیکر بکمال فروشوکت سراندیپ کیطرف روانہ ہوا ہمراہ سب فروری کارخانہ ہوا

داستان حوال میں صاحبقران گیتی ستان زلازل قاف لوحیک سلیمان امیر حمزہ عالیشان کے

داستان سرایان افسانۂ کہن سخن سنج بین کہ جب سال تمامی پر آیا اور ایام حمل نے اختتام پایا آسمان پری کے بطن سے ایک لڑکی آفتاب کی صورت پیدا ہوئی اُسکے حُسن و جمال پر سب کی طبیعت شیدا ہوئی بادشاہ تو بہت خوش ہوا لیکن صاحبقران لڑکی کے پیدا ہونے سے کمال خوش ہوئے اپنے دل میں بہت مشوش ہوئے بادشاہ نے معلوم کیا کہ صاحبقران کو دختر کے پیدا ہونے کے سبب سے ملال ہوا انگوٹھے کا اس ہوا طاعت یکجائی دیگر کہ یا ایہ خدا کی تقدیر ہے اسمیں کیا کسی کی تقصیر ہے آپکے طالع میں یہی مقام تھا

یہ عقلمندون کا کام نہین عبد الرحمن نے کہا یا صاحبقران یہ لڑکی ایسی زور آور اور صاحب نصیب ہوگی کہ تمام دیو ان سرکش قاف کو زیر کریگی اور صاحبقران قاف کہلائیگی تمام پرستان مین بڑا رتبہ پائیگی ملال امیر گا یہ بات سنکر دور ہوا طبیعت کو حاصل سرور بادشاہ نے کئی مہینے تک تو اُسی کے پیدا ہونیکا جشن کیا محتاجون فقیرون مساکین کو بہت سا زر و نقد و اسباب ہر قسم دیا جب وہ لڑکی ششماہہ ہوئی صاحبقران نے ایکدن بادشاہ سے کہا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا مین وہ بجا لایا اب مجکو پردہ دنیا پر پہونچا دیجئے اپنے وعدہ کو وفا کیجئے بادشاہ نے کہا یا صاحبقران نفس الامر مین مین بہت احسانمند ہون اور تمھارے صفات اور حالات سے خرسند ہون اب مجکو تمھارے رخصت کرنے مین کچھ عذر نہین ہے اور تمھاری خاطرداری ہر طرح سے میرے دلنشین ہے لیکن قلعہ سیمین جو قاف کے جانب شمال ہے اُسکا یہ حال ہے کہ خرچال و خرپال نامے دو دیو دس ہزار دیوؤن کی جمعیت سے قیام پذیر ہین وہ دونون بڑے سرکش و شریر ہین اور وہ قلعہ میرا مورونی ہے اگر مناسب جانیے اور میری التماس کو مانیے تو اُنکو مار کر قلعہ مستخلص کرتے جایئے اتنی تکلیف اور اُٹھائیے اور نہین تو جیسی آپکی مرضی ہم آپکی خوشی کے خواہان ہین کہ یہ بار احسان ہین امیر نے کہا ہر حال مین آپکا تابع فرمان اور دوست صادق بدل و جان ہون بسم اللہ سواری منگوایئے میرے جانیکی تیاری فرمایئے کہ اُسطرف جاؤن اُس ناپاک کو بھی مکافات کے لگاؤن بادشاہ نے تخت منگوا کر امیر کو سوار کروایا اور سامان سفر کا جیسا کہ چاہیے تیار فرمایا اور دس ہزار زرہ دیو کو ہمراہ کیا اور اُنکو صاحبقران کی تابعداری کا حکم دیا صاحبقران وہان سے روان ہوئے وہ سب دیو اُنکے تابع فرمان ہوئے جب پانچ کوس قلعہ سیمین باقی رہا امیر ایک میدان وسیع دیکھکر تخت سے اُتر پڑے اور دیوونسے کہا کہ یہان ٹھہرنا ہمارے نزدیک بہتر ہے کہ یہ میدان لڑنے کیواسطے خوشتر ہے یہ خبر خرپال و خرچال کو بھی پہونچی وہ دونون قتال پر آمادہ ہوئے بیس ہزار دیو ہمراہ لیکر امیر کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوئے امیر نے فوج کا پرا باندھا دیکھا کہ دو دیو صف لشکر سے نکل کر علحدہ کھڑے ہوئے ہین مگر عجیب الخلقت ہین صورتین اُنکی یہ ہیبت ہین ایک کے تو کان گدھے کے دوسرے کی صورت بالکل مانند خر ہے کہ دیکھنے والا اس شکل کے دیکھنے سے متحیر ہو معلوم کیا بھی نون کھا ہین ہین پہلے خرچال دار شمشادیے ہوے امیر کے سامنے آکر للکارا اور بآواز بلند پکارا کہ کشندۂ عفریت و قاتل ہامن کہان ہے میرے سامنے آئے تجکو اپنی بہادری دکھائے گا مین یوان قاف کا بد لالون ایک ہی وار مین اُسکو قتل کرون امیر نے اُسکے سامنے جاکر فرمایا کہ لایا فرب رکھتا ہے میرے نزدیک آ تجکو اپنی جرأت دکھاوہ دیو قہقہہ مار کے بولا کہ تیرا اتنا ساقد ہے مین پہلے تجھکو کیا حربہ کرون تجھسے مفرد حقیر پر پہلے حربہ کرکے لوگون کے سامنے ذلیل ہون امیر نے کہا لاسی کوتاہ قامت پر ہامن عفریت سے کشیدہ قامت کو مین نے پست کیا ہی خواب عدم مین سرمست کیا ہوا اور اگر پہلے تو حربہ نکریگا تو تیرے دلکا ارمان تیرے دل ہی مین رہجائیگا حسرت کے ساتھ جہنم مین ٹھکانا پائیگا کہ مین تیری جانکا مالک الموت ہون تیری اجل میری شمشیر مین ہی ہے بات تیری تقدیر مین ہی ہے تو جھنجھلا کر اُسنے وار شمشاد چار امیر پر حربہ کیا امیر نے اُسکے وار کو خالی دیا اور ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا اس صفائی سے مارا کہ وہ دیو مع وار شمشاد چار ٹکڑے ہوگیا بستر مرگ پر سو گیا خرپال اپنے بھائی کو مواد دیکھکر تڑکا لیکر امیر پر دوڑا آتے ہی امیر پر ایک ہاتھ چھوڑا امیر نے اُسکے تڑکا کو رد کرکے اسکا ہاتھ کاٹ کر اُسے وہ مارا اور خنجر لیکر چاہا کہ اُسکو بھی قتل کرین اُسکے بھائی کی لاش پر جسکو خرپال نے کہا یا صاحبقران اگر مجکو مارو

اپنی زندگی تک تمھاری اطاعت کرونگا کبھی تمھاری اطاعت سے قدم باہر نہ دھرونگا صاحبقران غول لیکر اُسکے سینے سے آلگے
اور یہ سخن زبان پر لائے کہ ای خرپال تو مجکو دنیا میں پہونچا دیگا یہ کام اپنے ذمہ لیگا وہ بولا کہ بسر و چشم لیکن چندے قلعہ سیمین میں
چلکے استراحت کیجیے تھوڑے روز دن اپنی جان کو اس سفر کی تکلیف سے آرام دیجیے پھر جہان فرمائیے گا پہونچا دونگا چلکر کچھ کیجیے گا وہی دونگا
امیر جاردیو فتح کی خبر دینے کو بادشاہ کے پاس بھیج کے آپ قلعہ سیمین میں تشریف فرما ہوے کمال جاہ و حشم سے رونق افزا ہوے یا یکباغ
بہت دلکش و فرحت افزا تھا امیر نے اُسکی نہر میں غسل کیا غوطہ لگایا اپنے جسم کو خوب طاہر فرمایا اور تلوار میں جو خون لگا ہوا تھا اُسکی
نہر کے پانی سے دھویا اُس میوے کو بھی دھویا اور بارہ دری میں جاکر تخت پر بیٹھا اور کسی قدر میوہ کھایا اُس باغ کے میوہ ہائے غریب لذیذ
اٹھایا تھکن جو معلوم ہوئی تخت پر پانوں لٹکے کرکے سو رہے نیند میں غافل ہو رہے خرپال نے دیکھا کہ صاحبقران غفلت میں ہیں ایک
مار ڈالنا نہایت آسان ہے عقرب سلیمانی کو امیر کے پہلو سے اٹھایا اور میان سے کھینچکر امیر پر ایک ہاتھ لگایا لیکن مثل مشہور ہے
کہ جسے خدا نہ مارے اُسکو کون مارے وہ تلوار محراب پر لگی اور اتفاقاً امیر نے بھی اُسوقت کروٹ بدلی خرپال نے جانا کہ صاحبقران
جاگا تلوار میان میں کرکے امیر کی ہیبت سے بھاگا امیر جب جاگے تو دیکھا کہ کوئی متنفس نہیں اور عقرب سلیمانی بھی نظر نہیں آتی یہانکی
کیفیت تو کچھ ادھر ہی پائی جاتی ہے کمال مشوش ہوئے دیو سے بلاکر پوچھا کہ خرپال کہاں ہے وہ خرد جال کہاں ہے عرض کی کہ بیابان بینا
میں ہے لیکن وہاں کوئی دیو جا نہیں سکتا ہے سکے پاس کوئی راہ پا نہیں سکتا ہے چند امیر نے سب دیو سے کہا کہ مجکو بیابان بینا میں
پہونچا دو مجکو وہا کا راستہ بتا دو لیکن کسی نے قبول نہ کیا اُس قلعہ کا نشان نہ دیا تب تو امیر نے سب دیو نکو رخصت کیا اور آپ تن تنہا
پیادہ پا توکلاً علی اللہ اُس قلعے کیطرف تنہا چلے ساتویں دن بیابان بینا میں پہونچے دیکھیں تو ایک پہاڑ ہے کہ جسکی بلندی کی نہایت
نہیں اُسپر چڑھنے کی کسی میں طاقت نہیں اُسکے پتھر دنکا رنگ بکھراج کے مانند زرد ہے آسمان کی رنگت جسکے سامنے گرد ہے اور اُسپر
سبزی قدرتی اس وضع سے قائم ہوئی ہے کہ گویا مینا ہے صانع بیچون نے اپنی صنعت کاملہ سے اُسکو رنگ سبز دیا ہے اور اُس کوہ کے
نیچے کوسوں تک زعفران زار ہے اُسکی بھی طرفہ بہار ہے اور درمیان میں اُس زعفران زار کے ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسکی صفائی
ایک عالم نور کا ہے اُسپر خرپال بیخبر مثل بخت اپنے کے سوتا ہے اور بغل میں عقرب سلیمانی رکھی ہوئی ہے گویا اُسکی سوت کی نشانی
رکھی ہوئی ہے پہلے تو صاحبقران نے عقرب سلیمانی کو اپنے قبضے میں کیا جھٹ پٹ اُسکو اٹھا لیا بعد ازاں ایک نعرہ ایسا کیا کہ
کوہ لرز گیا اور خرپال جاگ کر سیدھا کھڑا ہونے لگا اور چاہا کہ بھاگ جائے صاحبقران کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے صاحبقران نے ہم پر جھپٹا کر
ایک مار عقرب سلیمانی کی اُسکی کمر پر ایسا مارا کہ چنار سال خوردہ کیطرح دو ٹکڑے ہو زمین پر آیا جان ہوا ہو گئی روح فنا ہو گئی
صاحبقران اُسکو مار کر اُسی چبوترہ پر تلوار کا تکیہ لگا کے بیٹھے اُس مردود کو جہنم واصل کرکے اطمینان سے آکے بیٹھے اُدھر دیو نے
جو کیفیت دیکھی سُنی تھی جاکر بادشاہ سے بیان کی اس تمام حال سے مفصل اطلاع دی بادشاہ نے بیتاب ہو کر خواجہ عبدالرحمن سے کہا
کہ جلد صاحبقران کی خبر لینا چاہیئے اب اُنکی ضرور مدد کیا چاہیئے ایسا ایسا بیدیو جو اُنکے پاس سے آئے ہیں اُنھوں نے کہا ہم
خواجہ سوار ہو کر روانہ ہوے کئی دن میں تلاش کرکے بیابان بینا میں پہونچے جستجو کرتے کرتے آخر اُس صحرا میں پہونچے دیکھیں تو لاش

خرپال کی دو ٹکڑے پڑی ہے صاحبقران نے ایسی تلوار جڑی ہما میر کو سلام کیا بادشاہ کا پیام دیا اور دست باز و کو پورہ دیکر
تخت پر اپنے ساتھ بٹھلا کے گلستان ارم میں آئے نہایت اعزاز و اکرام سے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے صاحبقران کو
چھاتی سے لگایا کمال التفات فرمایا اور کہا کہ چھ مہینے کے بعد میں خواہ مخواہ تمکو پروۂ دنیا پہ بھیجدون گا تمکو اچھی طرح سے
رخصت کرونگا امیر محلسرا میں گئے اور دن گننے لگے بادشاہ کے وعدے پر صبر کیا اپنے نفس پر جبر کیا

داستان شاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو نامدار و ہرمز و فرامرز کی

راویان عیار پیشہ و حاکیان فطرت اندیشہ تقریر کرتے ہین اُن لوگون کا حال یون تحریر کرتے ہین کہ ہرگاہ قلعہ نیستان
مین بھی آزوقہ ہوچکا عمرو متردد ہوا کہ اب کیا کیا چاہیئے کسی تدبیر سے کچھ غلہ وغیرہ مہیا کیا چاہیئے خسرو نیستانی سے پوچھا
کہ یہان سے نزدیک کوئی اور بھی قلعہ ہو کہ چندے ان کافرون کے ہاتھ سے اُسمین امان لون اپنے ساتھ والون کے بچانے
کی کوئی تدبیر کرون خسرو نیستانی نے کہا کہ یہانسے بارہ فرسنگ پر ایک قلعہ ہو اُسکو ہتاس گڈھ کہتے ہین اور اہل قلعہ
سب سے بیخوف رہتے ہین نہایت مستحکم ہو میری دانست مین ایسی مضبوطی کا قلعہ کم ہو اُس قلعہ کو اگر کوئی زور کر لیا چاہے تو محض
محال ہو نرا خام خیال ہو اور دو شخص وہان کے حاکم ہین ایک کا نام طہمورث شاہ ہو دوسرے کو ثابت شاہ کہتے ہین
اُن دونونکو لوگ بہت صاحب حشمت وجاہ کہتے ہین عمرو نے مقبل و فادار سے کہا کہ تم قلعے سے خبردار رہنا مین قلعہ ہتاس
کے لینے کی فکر مین جاتا ہون اُس قلعے کی تسخیر کا کوئی ڈھب لگاتا ہون یہ کہکر شاکشاہانہ اُتار لباس عیاری ہین سلاح کر کے لگا
قلعے سے نکلکر روانہ ہوا ڈیڑھ پہر کی عرصہ مین ہتاس گڈھ پہونچا کئی بار حصار کی گردآوری کی لیکن قلعے مین جانیکا کوئی لگاؤ نہ پایا
راستہ اندر جانے کا نظر نہ آیا ناچار ہوکے وہان سے پھرکے قلعے کے سامنے ایک ٹیکرے پہ بیٹھکر قلعے مین جانے کی فکر کرنے لگا کہ
کس تدبیر سے قلعے مین جاؤن اور اُسمین دخل پاؤن ایک ساعت کے بعد ایک گھسیارہ ٹٹو پہ سوار جنگل کھریا کو مین کھودنے
قلعے سے باہر آیا عیار نے یہ نقشہ جمایا کہ ایک درویش کیصورت بنکر پیچھے پیچھے اُسکے چلا گیا کچھ اُس سے بات نہ کی اپنے مطلب سے
اُسکو خبر نہ دی جب دو کوس کے قریب وہ جا کر ایک میدان مین ٹٹو سے اُتر کر گھاس چھیلنے لگا عمرو نے پیچھے سے اُس سے عشق اللہ کہا وہ
خاموش ہورہا وہ سلام کر کے بولا شاہ صاحب کہان سے آپ آتے ہین کس کام کے لیے سفر کی تکلیف اُٹھاتے ہین عمرو نے کہا کہ
اس بات سے کیا کام ہو ہمکو اسی رنج مین راحت و آرام ہو جسکے پاس خدا کا حکم ہوتا ہو اُسکے پاس ہم جاتے ہین اُسکو اپنے معبود کا
حکم سُناتے ہین چنانچہ تیرے اوپر خدا نے کرم کیا کہ ہمکو تیرے پاس آنے کا فرمان دیا ہم اگر موجود ہوئے سب جا بجا اصل اب تیرے مقصود
ہوئے یہ کہکر دو خرمے جھولی سے نکال کر اُسکو دیے تر و تازہ اُسکو عنایت کیے اور فرمایا کہ بسم اللہ کر کے اُسکو کھا کے مزے سے ایک
کیفیت اُٹھا وہ سادہ لوح خرمے عمرو سے لیکر کھا گیا دو گھڑی کے بعد پیٹ مین آیا اُن چھوہارون کا کھٹا نا اپنا رنگ لایا عمرو نے
اور بھی دو دے بیہوشی اُسکے دماغ مین پھونکدی کہ تین چار دن تک سر نہ اُٹھانے بالکل مدہوش پڑا رہے اور گھاس کے ڈھیر مین اُسکو
چھپا دیا اُس بچارے کا تو یہ حال کیا اور اُسکی صورت بنکر جنگلی کھریا کو مین کھرپس ٹٹو پہ سوار ہو کر قلعہ کیطرف چلا جب وازدیک پہونچا

تھر تھر کانپنے لگا تھکے ماندوں کیطرح ہانپنے لگا دربان نے اُسکو دیکھکر قلعے کا دروازہ کھولدیا اندر جانے سے کچھ تعرض نکیا عمرو نے ٹٹو کی باگ ڈھیلی چھوڑدی کہ ٹٹو قدیم ہے البتہ گھر پہچانتا ہوگا اپنا مقام خوب جانتا ہوگا چنانچہ وہ ٹٹو گھسیاروں کے محلے مین جاکر ایک جھونپڑے کے آگے کھڑا ہوگیا عمرو نے ٹٹو پر سے اپنے کو گرایا بیمار کی صورت بنایا اور تھر تھر کانپنے لگا جورو اُس گھسیارے کی جھونپڑی سے نکلکر پوچھنے لگی کہ تمنوک باپ کھیر تو ہر تمکو کیا ہوا عمرو بولا کہ جاڑہ چڑھا ہوا ہے عمرو کو اُٹھا کر اپنی جھونپڑی مین لیگئی اور لیٹے کے ہاتھ پاؤن دبانے لگی اُسکا حال دیکھکر بیتاب کھانے لگی عمرو نے دن کو تو سوکے کاٹا جب شام ہوئی بیچ کا اور گرانبہا کر کھایا کھاپی کر بنا روپ بنایا یعنی نصف شب گذرے لباس شبروی پہن کے اُس جھونپڑے سے نکلکر جو کیدار دروازے پر تھا اُسکو بیہوش کیا اور قصر طہمورث شاہ پہنچا اور کمند کے ذریعہ سے محل مین داخل ہوا بارہ دری مین پہنچکر مطلب اُسکا حاصل ہوا دیکھا کہ ایک پلنگ پر طہمورث شاہ دوشالہ اوڑھے پڑا سوتا ہے سیج ہے کہ سوتا اور مردہ برابر ہوتا ہے اور چند شمعین روشن ہین عمرو نے شمعدانوں کو گل کیا ایک بتی عیاری کے واسطے روشن رکھی اور متصل اُسکے جاکر دوشالہ کا آنچل جو مُنھ پر سے اُٹھایا طہمورث شاہ نے عمرو کا ہاتھ پکڑلیا اپنا جسم اُسکو چھونے نہدیا چونکہ عمرو ہمیشہ بیلہ مجرب ہاتھ مین پہنے رہتا تھا ایسے موقع کے لیے وہانی تکلیف سہتا تھا ہاتھ کھینچتے ہی طہمورث شاہ کے ہاتھ مین رہ گیا اور عمرو کا ہاتھ اُسکے ہاتھ سے نکلگیا عمرو دس قدم ہٹکر کھڑا ہوا طہمورث شاہ نے کہا کہ خواجہ عمرو مجھسے تم کچھ وسواس نکرو شوق سے میرے پاس آؤ کسیطرح کا خوف اور خطرہ میری طرف سے اپنے دلمین نہ لاؤ مجکو ابھی خواب مین حضرت ابراہیمؑ نے مسلمان کرکے تمھارے آنیکی خبر دی تھی مجکو اس حال سے اطلاع کی تھی الحمد للہ کہ تمھارا نام عمرو ہے تمھین اپنے دلمین غور کرو کہ مجکو کوئی اس صورت پر پہچان سکتا ہے بغیر بتلائے تمھارا نام بھلا جان سکتا ہے عمرو اُسکے پاس گیا اُسنے بغلگیر ہوکر کہا کہ جسکے ہاتھ پر آپکی خدمتگذاری سے سعادت پاؤن عمرو نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت اُس سے کہ سُنائی سب حقیقت اُسکو مفصل بتائی اُسنے کہا کہ اس قلعہ کو تم اپنا جانو میرا کہنا سچ مانو بسم اللہ مہر نگار کو اور رشکر کو اپنے لے آؤ میان بیٹھکے قیام فرماؤ صبحدم رات باقی تھی جو باتین مین کٹ گئی جبکہ مجکو طہمورث شاہ نے پنے تو انہین سے کہا کہ مین مسلمان ہوا اللہ نے مجکو ہدایت کی کہ مجکو شرف باسلام کیا کتنی بڑی نعمت کی اور قلعہ مین نے خواجہ عمرو کو دیا اس قلعہ کا اُسکو بجمیع الوجوہ مالک کیا خبردار رہو اسوقت لشکر عمرو کا آئے کوئی اُسکو روکنے کی مجال نپائے بلا عذر دروازہ کھولدیجیو کچھ تعرض نکیجیو عمرو تو رخصت ہوکر خوشی خوشی ظفرستان مین آیا اپنے بھائیون سے یہ سب قصہ سُنا! اور سواریون مین ملکہ وغیرہ کو سوار کرکے مع لشکر سرنگ کی راہ سے قلعہ کے باہر نکلکر قلعہ پر تاس سیر ف روانہ ہوا مگر طہمورث شاہ کے اسلام لانے کا ہر بہ یہ فسانہ ہوا تب ثابت شاہ نے تسمیم وزیر سے حقیقت حال سُنکر طہمورث شاہ کو قتل کیا اُسکو مسلمان ہونے کے الزام مین تہ تیغ کیا اور آپ مع تسمیم وزیر کے جا کے عمرو کا تنفر بیٹھا عمرو کے مارے پر کمر باندھکے بیٹھا عمرو اس حال سے بیخبر لشکر و سواریان زنانہ سمیت قلعے کے متصل آیا اور دروازہ قلعہ کا کھلوانے کے واسطے چند آدمی سب سے پہلے بڑھ آیا جب قلعے کی خاک ریز پر پرزہ نچا فصیل پر سے مار پڑنے لگی پرچھیون تلوارون کی بوچھار پڑنے لگی عمرو دروازہ پر آکے کہا کہ مین عمرو ہون مجکو اندر جانیکی طہمورث شاہ نے اجازت دی ہے میرے ساتھ موافقت کی تسمیم نے پکار کر کہا

کہ او سارباں زادے یہاں بھی فریب دینے کو آیا ہے میرے ساتھ بھی دغابازی کا جال پھیلایا ہے طہمورث شاہ تو تجھسے فریب کھاکر جان سے مارا گیا سر کاٹا گیا خنجر تیز گردن سے اُتارا گیا خبردار اگر آگے قدم بڑھایا تو تو جائیگا ابھی تو بھی قتل ہوگا اگر میرا کہنا نہ مانگا عمرو سخت متردد ہوا کہ قلعہ سابق بھی ہاتھ سے گیا اور یہ بھی ہاتھ نہ آیا گردون دون نیا شعبدہ پیش لایا اگر ابھی ہرمز و فرامرز پھچا کرتے ہین تو اتنے دنون کی محنت و مشقت سعت برباد ہوتی ہے دشمنون کی طبیعت شاد ہوتی ہے مگر نا چار سوائے اسکے کچھ بن نہ آیا اور کسی بات کا موقع نہ پایا ناچیز مین خیمہ مہرنگار کا استادہ کیا اور ہمراہیون کو مہرنگار کی حفاظت پر آمادہ کیا دوسرے دن شمیم نے ثابت شاہ سے کہا کہ ایک نامہ لکھکر ہرمز و فرامرز کو اس حقیقت سے مطلع کیجیے اُنکو اس بات کی اطلاع دیجیے اگر ابھی وہ اپنا لشکر لیکر آتے ہین تو ہم اور وہ دونون ملکر بے شبہ فتح پاتے ہین اور عمرو مارا جاتا ہے سب لشکر اُسکا شکست کھاتا ہے اور مہرنگار اُنکے ہاتھ آتی ہے طبیعت اُنکی اس مخمصے سے فرصت پاتی ہے ثابت شاہ نے رائے شمیم کی بہت پسند کی اور اُسیوقت نامہ لکھکر مہتر صیاد نامے عیار کو دیا اور یہ حکم بتاکید کیا کہ جلد ہرمز پاس جاکر اسکا جواب لا اتفاقاً صیاد طہمورث شاہ کے عیارونکا مہتر تھا بات چیت عیارون مین سب سے بہتر تھا اور طہمورث شاہ نے چھوٹا سا لیکر اُسکو پالا تھا اور تربیت کیا تھا گویا اپنی فرزندی مین لیا تھا پس جس دن سے کہ طہمورث شاہ مارا گیا تھا صیاد لوے کے گھونٹ پی پی کر رہتا تھا مگر ثابت شاہ کے خوف سے اپنا غم دل کسی سے نہ کہتا تھا وہ نامہ کو عمرو کے پاس لیے چلا آیا بے تکلف عمرو کو دکھایا عمرو نے اس نامے کو پڑھکر صیاد کو گلے سے لگایا اور بہت التفات فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی اس ثابت شاہ کو مارکے تجھکو اس قلعہ کا بادشاہ کرونگا اور اُسکی حکومت بالکل تجھے دونگا عمرو نے ہرمز و فرامرز کے نام سے اُس نامہ کا جواب لکھا بہت شتاب لکھا کہ ہی ثابت شاہ تو نے بڑا کام کیا کہ ایسی دلخواہ خبر دی بہت بڑی مہربانی کی اسکے صلے مین نوشیروان کے آگے تیری بڑی قدر و منزلت ہوگی سب سے زیادہ عزت ہوگی اور چونکہ عمرو ایک ہی پرکار عیار ہے اپنے کام مین بڑا ہوشیار ہے اسواسطے کتارہ کابلی کو ہم بھیجتے ہین کہ ہمارے پہونچنے تک قلعہ کی محافظت کرے ہر طرح کی معاونت کرے اور مرمشانہ دونون کی جعلی ثبت کرکے اُسکو خریطہ شاہانہ کیطرح آراستہ دی اور اپنی صورت کتارہ کابلی کی سی بناکر صیاد کے ساتھ قلعے مین بھیجا اور ثابت شاہ کو جواب نامہ کا دیا اور کچھ حال زبانی بھی عرض کیا ثابت شاہ نے کتارہ کابلی کو صیاد سے پوچھا کہ کون ہے اور تیرے ساتھ کیون آیا ہے تو اپنے ساتھ اسکو کسواسطے لایا ہے صیاد نے کہا کہ یہ شاہزادون کے عیارونکا مہتر ہے سب عیارونکا افسر ہے اور شاہزادگان کابل کا بھانجا ہے اور کتارہ کابلی اسکا نام ہے بہت صاحب اعزاز و اکرام ہے ثابت شاہ نے اُسے گلے سے لگایا بڑی حرمت سے اپنے پاس بٹھلایا اور بڑے تکلف سے اُسکی ضیافت کی جیسی چاہیے ویسی دعوت کی جب رات ہوئی عمرو نے کہا کہ مجھے شاہزادون نے یہ تاکید فرمایا ہے اور بتاکید تمام یہ حکم سنایا ہے کہ نگاہبانی قلعے کی تو آپ کرنا پس دروازے پر مین آپکے بیٹھونگا رات کی رات نگاہبانی کرونگا باقی کل تو خود شاہزادے ہی آ لینگے مع فوج و لشکر تشریف لا لینگے یہ کہکر صیاد کو ساتھ لیا اور قلعے کے دروازے پر جاکے قیام کیا جب دو پہر رات گئی سب نگاہبانونکو مع نوکر چاکر تیغ بیدریغ کرکے دروازے کو

کھول کے اپنے لشکر کو قلعے کے اندر بلایا سب نے قتل پہ ہاتھ اٹھایا ساکنان قلعہ پہ برق تیغ پڑنے لگی تلوار و نکے زخم سے سبکی صورت
بگڑنے لگی جنہے اسلام قبول کیا اُسکو امان دی جنہے عذر کیا اُسنے جنہکی مالی و فصیلیں برجہاں پایا بند و بست کیا تمام قلعہ کو اپنے
قبضے مین لیا ثابت شاہ و شمیم وزیر کو دار پہ کھینچکر صیاد کو قلعے کا بادشاہ کیا سب طرح کا اُسکو اختیار دیا اور چہار طرف سے غافل ہوکر
قلعے مین بھر کے چین سے باطمینان تمام بکمال جاہ و حشام بیٹھا ہر فرد فرامرز نے جو عیارون سے خبر پائی کہ قلعہ کا دروازہ کھلا ہے اور
ایک دمی بھی دروازے پہ نہین کھڑا ہے کوئی متنفس بھی قلعہ مین نہین ہے معلوم نہین کیا ہوئے خود بخود سب فنا ہوئے عمرو سرنگ
کی راہ سے مع لشکر قلعہ رہتاس کیطرف گیا شاہزادے پہلے تو قلعہ مین گئے وہان کسی کو نہ دیکھا بعد ازان خیمگاہ پہ آئے ایک عرضی بادشاہ
کو لکھی اُسمین یہ کیفیت درج تھی کہ ہمکو آٹھ برس ہوئے کہ عمرو کے تیغے خراب ہین مبتلاے عذاب ہین یا تو آپ خود تشریف لائیے
یا کسی ایسے شخص کو بھجوایئے کہ وہ آنکر اس مہم کو سر کرے عمرو کو مع اُسکے رفیقون کے زیر و زبر کرے ہم تو اس عیار کے ہاتھ سے سخت
عاجز اور حیران ہوئے کیا کہین کیسے پریشان ہوئے عرضی تو کر کس ساسانی کے ہاتھ بادشاہ کیخدمت مین روانہ کی اس حال سے اُس کو
آگاہی دی اور آپ لشکر کے قلعۂ رہتاس کے گئے کہ عمرو کے ساتھ مقاتلہ کرین اُس سے مقابلہ کرین دیکھا کہ قلعہ مثل طاؤس طناز مباہی پہ بند
کی طاقت نہین ہے کہ اُسکے اندر جائے کسی صورت سے وہان دخل پائے ناچار قلعہ کو چارون طرف سے محاصرہ کرکے اُترے
کئی روز یہان قیام کیے عمرو اور اُسکے لشکر کی خبر نہ پائی مگر عمرو کے خوف سے کفار کے لشکر مین جن کو باری باری لوگ سر
دیتے تھے اور رات کو بالکل بیدار رہتے تھے اُسکے شبخون مارنے سے بہت ہوشیار رہتے تھے ایکدن شبکو ہر مزو فرامرز بختیارک
سردارون سمیت بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ کتارہ طلایہ پھرتے پھرتے اُدھر آنکلا ان لوگونکی طرف کہین جا نکلا بختیارک
کتارہ سے کہا کہ یہ کتارہ عمرو بھی عیار ہے اور تو بھی عیار ہے مگر اُس کی عیاری کا شہرہ ہر شہر و دیار مین ہے عمرو کو دیکھو
گیا کیا عیاریان کرتا ہے اپنے بچانے مین کیسی کیسی ہوشیاری کرتا ہے اور تجھ سے اتنا بھی نہین ہوسکتا ہے کہ عمرو کو باندھ لائے
کسی فریب سے وہ تیرے پنجے مین آئے کتارہ بہت اپنے دل مین خجل ہوا اُسکی ملامت سے کمال منفعل ہوا کہنے لگا کہ آج عمرو
کو مین باندھ لاتا ہون تو کتارہ نام نہ پایا یہ کہکر قلعے کی طرف جا کر گرد اُسکے پھرا کسی طرف سے جانے کی راہ نہ پائی کوئی تدبیر قلعے
مین جانے کی اسکے خیال مین نہ آئی مگر ایک برج کیطرف آدمیون کی آواز سنائی نہ دی اُدھر کسی دمی کی شکل دکھائی نہ دی
معلوم کیا کہ اس برج کے لوگ ہمان سوتے ہین سب چوکیدار و دربان سوتے ہین کمند کو اُٹکا کے برج پہ گیا دیکھا تو واقعی سب
سب مثل بخت خفتہ اپنے سو رہے ہین نشۂ خواب سے مست و غافل ہو رہے ہین کتارہ سب کا سر کاٹکر شاہ برج پہ گیا عمرو
اُسوقت محل مین مہرنگار کے ساتھ کھانا کھانے اور اُسکی طبیعت کو بہلانے گیا تھا کتارہ عمرو کے پلنگ کے نیچے لیٹ رہا
چھپ کے اُسکے پایہ سے چمٹ رہا عمرو کھانا کھاکر محل سے برآمد ہوا شاہ برج پہ آکے اپنے پلنگ پہ لیٹا چونکہ رات بہت گئی
تھی لیٹتے ہی سو گیا نیند سے بیہوش ہوگیا جب کتارہ نے عمرو کے خراٹے کی آواز سنی پلنگ کے نیچے سے نکلکے نہ بند کو
جھٹا اور اُس مین عبیر بیہوشی رکھکر عمرو کے برہنہ کے پاس لیجاکے عبیر بیہوشی عمرو کے دماغ مین پہونچایا اسم کلام کا سوچ پایا

عمرو پھینک مارتے ہی بیہوش ہوگیا تن بدن کی خبر نہ رہی ناچار ہوگیا پنجہ دشمن مین گرفتار ہوگیا کتارہ نے چارحلقہ کمند کے اُسکے گلے مین ڈالکر گولا لاٹھی کیا برطرح سے اپنے قبضہ مین لیا اور جادر عیاری مین پشتارہ باندھکر جس بُرج سے آیا تھا وہان جانیکا راستہ یا یا تھا اسی طرف سے پہنچے اُترکر خندق سے پار ہوا بہت خوش ہوا جو عمرو اُسکی عیاری سے گرفتار ہوا اور پشتارہ لیجاکر ہرمز و فرامرز کے روبرو رکھدیا اور عرض کی کہ عمرو کو لیجیے اب تو مجھے شاباش دیجیے عجب طرح کی خوشی ہرمز و فرامرز و دیگر بختیارک کو حاصل ہوئی کہ کثرت مسرت سے اپنی طبیعت سنبھالنا مشکل ہوئی تاج فلک پر اُچھالنے لگے اور کلمہ واہ واہ کا مُنھ سے نکالنے لگے اور کتارہ کو چھاتی سے لگاکر بہت تعریف کی اور خلعت فاخرہ و یاقوت سے زیادہ مغز کیا اور اُسی دم آہنگر کو بلاکر عمرو کو قید آہن مین جکڑا ہر ایک عضو اُسکا زنجیر نے باندھا اور صبح تک خوشی کے مارے کوئی نہ سویا ہرگاہ قریب صبح عمرو ہوش مین آیا اپنے کو قید آہن مین مقید پایا دیکھکر کہنے لگا کہ لاحول ولاقوۃ کیا بُرا خواب دیکھ رہا ہون کیسا معاملہ خراب دیکھ رہا ہون ہرمز نے کہا کہ اے ساربان زادے یہ خواب نہین ہے بیداری ہے تیرے افعال کی سزا گرفتاری ہے بہت تو نے سر اُٹھایا تھا ہزارون آدمیون نے تیرے ہاتھ سے رنج پایا تھا دیکھ تو اب کیسی مکافات ملتی ہے اب تجھے کب ہمارے ہاتھ سے نجات ملتی ہے عمرو بولا کہ آپ یہ جانتے ہین کہ مین ولی ہون علم لاٹھی مین تربیت یافتہ حضرت مرتضیٰ علی کا ہون مجھے قید رہنے کی عادت نہین ہے مجکو کوئی قید رکھسکے یہ کسی کی طاقت نہین ہے مگر اپنے حق مین آپ نے کانٹے بوئے اپنے عیش و آرام سب کھوئے مجھ وقت چھوٹا ایک یک اگر مرزی تو عمرو نام نہ پایا عیار کا نام مٹایا ہرمز نے کہا کہ اب بھی تجھے جینے اور چھوٹنے کی اُمید ہے کون تجکو چھڑا سکتا ہے اب جو تو ہمارے پاس قید ہے عمرو بولا کہ خدا میرا کریم ہے اُسکی ذات پاک غفور و رحیم ہے مین ایسی قید مین رہتا نہین تم لوگون سے ہرگز ڈرتا نہین جو تم سے ہوسکے کوتاہی نکر و مجھ میری نکخواہی نہ کرو ہرمز عمرو کی تقریر سے بہت غصے مین آیا اُسیوقت عمرو کو جلاد کے حوالہ کرنے کا حکم فرمایا کہ اسکو لیجاکر اسکی گردن مارا اسکے سر کا بوجھ خنجر ظلم سے اسکے جسم سے اُتار

نارنجی پوش کے عیار کا آنا اور عمرو کو قید سے چھڑانا

راوی لکھتا ہے کہ جلاد نے عمرو کو لیجاکر ایک کے پیوترے پر بٹھلایا اور تلوار کھینچکر اُسکے سر پر آیا عمرو نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نظر نہین آتی ہے کوئی دم مین روح بدن سے عدم کو جاتی ہے خدا و رسول کو یاد کرنے لگا چپکے چپکے کہا یا حضرت خضر مدد کیجیے اس حالت یاس مین میری خبر لیجیے اگر جینا بچونگا تو جانے ہوگا پانچ کوڑی کا دلیا دریا کے کنارے جاکر بیٹھا ہونگا ضرور فاقہ دلائیگا بختیارک نے جو عمرو کے لب ہلتے دیکھے ہرمز سے کہا جلاد کو حکم دیجیے اب اسکے قتل مین ذرا تاخیر نہ کیجیے کہ جلد عمرو کا کام تمام کرے اسکی صبح زندگانی کو شام کرے نہین تو کوئی دم مین وہ چھوٹ جاویگا اگر یہ بچ گیا تو بڑا غضب لاویگا دیکھیے تو وہ منتر پڑھ رہا ہے اُسکے عمل مین بڑا اثر ہوتا ہے عجب نہین اُسکو کسی طرح کا نہین ضرر ہوتا ہو ہرمز نے دوسرا حکم جلاد کو دیا جلاد نے عمرو سے بیان کیا کہ جو کچھ ملنا ہو کھا پی لے کوئی دم مین مٹی لیجاتا ہے مگر موت تیری روح قبض کرے کوا کہ عمرو نے

کہا ہم کھانے کے عوض خم دغصہ کھا چکے سب دنیا کے مزے اُٹھا چکے کچھ ہمکو آرزو نہین ہی تو جلد اپنا کام کر اور کچھ نہ کلام کر جلاد تیسرا حکم پاکے عمرو کے سر پر آیا اور عمرو کے مارنیکو ہاتھ اُٹھایا عمرو یا تو دوزانو بیٹھا تھا جلاد کیطرف دیکھکر بولا کہ اے عزیز تیز تلوار سے مجکو مار کہ ایک وار مین سر تن سے جُدا ہو جائے میری روح تڑپنے کی ایذا نہ پائے بیلیا تو تیری تلوار کا ٹوٹا ہوا ہے تو مجھے کیا مار یگا جلاد اپنی تلوار دیکھنے لگا عمرو نے فرصت پاکے دونون ہاتھ زمین مین ٹیک کر ایک دولتی اس زور سے جلاد کے سینے پر ماری وہ لات ایسی لگی کہ تلوار تو جلاد کے ہاتھ سے گر پڑی اور خود لوٹن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا اسکے صدمہ سے بسمل ہو گیا اُٹھا اُسکو شکل ہو گیا ایکدم تبہ چار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ وہ مارا ہرمز نے جانا کہ جلاد نے عمرو کو قتل کیا اُسکو اجل نے نیست و نابود کیا بختیارک بولا کہ نہین حضرت عمرو نے جلاد کو مارا جلاد اُس سے ہارا ہرمز نے کہا کہ فی الواقع کیا بد بلا یہ عیار ہوا بڑا جیالا کل و رجگر دار ہی مرتے مرتے بھی ایک کوے مار دیکھو تو جلاد کے ساتھ کیا کام کیا ہرمز نے دوسرے جلاد کو بھیجا وہ تلوار کھینچکر عمرو کے مارنے کو آیا اپنی تلوار کو واسطے قتل کے اُٹھایا اُسوقت عمرو کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور زندگی سے ناامید ہوا کمال یاس سے رنگ منھ کا سفید ہوا کہ اُسمین یک عیار بچہ کسوت عیاری بدن پر لگائے بارگاہ مین آیا اور ہرمز کو یا اوب مجرا بجا لایا کہنے لگا کہ مین خان اعظم سلطان سلسال بن زال سامہ جادو بادشاہ ترکستان کا عیار ہون سب عیارونکا سردار ہون مجھے نوشیروان نے اطلاع کرنے کو بھیجا ہی کہ بادشاہ ترکستان مع لشکر ترک و خادر آپ کی مدد کو آتے ہین عنقریب آپکے پاس تشریف لاتے ہین ہرمز وفرامرز بہت مسرور ہوئے اُنکے ولسے سب غم دور ہوئے یہ کہکر اُس عیار بچے نے عمرو کیطرف دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہی جو تلوار کے نیچے سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی اپنی زیست سے دل اُٹھائے ہوئے بیٹھا ہی ہرمز بولا کہ عمرو عیار جو تنے سنا ہو یہی ہی اُسکے ہاتھ سے ہلوگ بہت عاجز و حیران تھے نہایت متردد و پریشان تھے کل شبکو کنارہ کابلی ہمارے عیارونکا مہتر باشی سے باندھ لایا ہی اُسکی عیاری و چالاکی سے بعد مدت یہ شخص ہمارے قبضے مین آیا ہو اس عالم مین بھی ایک جلاد کی جان لی ہی اُس نے ایک دولتی دی ہی اب دوسرے جلاد کو بھیجا ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا لگائے اُسکو عدم مین پہونچائے اس عیار بچے نے کہا کہ اسکا مارنا بھی کچھ کام رکھتا ہی کوئی ہتھیار اُسکے پاس نہین اپنے بچنے کی اُسکو آس نہین مین نے خان اعظم کے حکم سے ایسے ایسے پہلوان سرکش کو مارا ہی کہ جنکی صورت دیکھنے سے آدمی کے اوسان خطا ہو جائین ہزار آدمی ایک کے مقابلہ مین نہ آئین مجھے فرمایئے تو اُسکا سر ایک ہی وار مین اُڑا دون اپنی شمشیر آبدار اور قوت بازو کا آپکو تماشا دکھاؤن ہرمز نے کہا کہ بہت اچھا جلاد کو بُلایا اُسکو بھوایا اُس عیار بچے نے عمرو سے اگر کہا کہ سر جھکا اپنی گردن میرے سامنے لا عمرو بولا کہ سر جھکائے تو بیٹھا ہون میرے پاس آ تلوار لگا عیار بچہ بولا کہ مین کیا دیوانہ نہین ہون کہ تیرے پاس آؤن اُس جلاد کیطرح مین بھی دھوکا کھاؤن تو سر چال کر کے مجھے بھی لاتین مارے تو مین تیرا کیا کرون کیونکر مجھسے عہدہ برا ہون عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بڑی شرو و تیز معلوم ہوتا ہی یہ عیار بچہ تو بڑا فتنہ انگیز معلوم ہوتا ہی یہ مقرر مجھکو مار یگا عمرو آبدیدہ ہوا آنسو آنکھون مین بھر لایا اور اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھایا عیار بچہ نے یونانی زبان مین کہا کہ

اے خواجہ آبدیدہ ہوا پنے دمین رنجیدہ ہو مین نقابدار نا بچی پوش کا عیار ہون تیرے چھڑانے کو آیا ہون اپنے تئین ہزار بار کر فریب تجھ تک لایا ہون پہلے تو پانؤن پھیلا کہ تیرے پانؤن کی بیڑیان کاٹ ڈالون تجکو اس عذاب سے نکالون پھر تجھے گردن پر سوار کر کے یہان سے لے نکلون کس چالاکی اور بہادری سے ایکدم مین تجکو اس مکان سے نکلون یہ بات سنکے عمرو کی جان مین جان آئی حقیقت مین گویا دوبارہ زندگی پائی پانؤن پھیلا دیے اس احسان کے شکر ادا کیے عیار بچے نے ایک تلوار ایسی لگائی کہ دونون پانؤ نکی بیڑیان ایک ہاتھ مین اور ایک ہاتھ مین عمرو کو گردن پر سوار کر کے اس تیزی سے بھاگا کہ کسی نے اسکا نشان نہ پایا جلوخانہ مین غل پڑ گیا چارون طرف سے لوگ تلوار کھینچ کھینچ کر دوڑے اسکے پکڑنے کو بہت سے پیادہ اور سوار دوڑے اس عیار بچے نے تلوار میان سے کی جسکا فریب ایک ہاتھ لگایا پھر اسنے سر نہ اٹھایا اور عمرو نے کہ اسکی گردن پر سوار تھا ہر ایک کی پگڑی اتارنی شروع کی لات جوتی مارنی شروع کی الآخر وہ عیار بچہ اترتا پھرتا عمرو کو لشکر کفار سے نکالا پھر دشمنان خونخوار سے نکلا کوئی اسکی گرد کو بھی نہ پہنچا باہر گاہ جنگل مین آیا عمرو کو گردن سے اتار کے کہا یا تو خدا حافظ ہو اب تم اپنے قلعے مین جاؤ اور مین اپنے گھر کو جاتا ہون بس اب سلیم بجا لاتا ہون عمرو نے کہا ذرا تم ٹھہرو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا تمھاری ہمراہی کرونگا وہ بولا کہ مین ایسا ہرگز نہین ہون جواب کھرا رہون ایک لحظہ بھی تمھارے پاس ٹھہرون تم مجھے گرفتار باندھکر نقابدار کا نام پوچھو تو مین کیا بتاؤن تم سے اپنا پیچھا کیونکر چھڑاؤن یہ کہکر صحرا کی طرف چلدیا اور عمرو کو بہن سے رخصت کیا عمرو اپنے قلعہ مین داخل ہوا اطمینان حاصل ہوا دیکھے تو چھوٹے بڑے سب ورد کے دعائین مانگ رہے ہین کہ یا الٰہی عمرو کو ہمین زندہ دکھلا اسکو صحیح وسالم ہم تک پہونچا عمرو پر جو لوگون کی نگاہ پڑی سجدۂ شکر ادا کیا اور نسبتین جو مانی تھین ہر ایک سے اپنا اپنا وعدہ وفا کیا مہرنگار نے عمرو کیواسطے اپنا حال بہت ابتر کیا تھا عمرو کے آنے کی خبر سنکر تن مردہ مین گویا جان آئی ایسی خوشی ہوئی گویا سلطنت ہفت اقلیم پائی عمرو کو بلا کر لپٹا رونے لگی اور اسی دم چند خوانچے جواہر کے عمرو نے تصدق کیے محتاجون و مسکینون کو دیے اور ایک ہفتہ تک محفل نشاط مین بسر کی کمال مسرت و انبساط مین بسر کی ہرمز نے نخشتیارک سے پوچھا کہ یہ کون تھا جو عمرو کو لے گیا ہمکو ایسا دھوکا دے گیا نخشتیارک نے کہا کہ عمرو یہ کہتا تھا خدا کے خاص بندے مارے جا نہین سکتے اور کسی کی تدبیر مین وہ نہین آسکتے انکے واسطے ہر دم آسمان سے مدد پہونچتی ہے بے شبہ خالق لوح و مکان سے مدد پہونچتی ہے کوئی ان کو نہین ستا سکتا ہے ہر گز انپر قابو نہین پا سکتا ہے ہرمز خاموش ہو رہا قلعگیون کا حال سنیے کہ علوفہ جو تین دن سے زیادہ نہ رہا سمون نے عادی کے ساتھ جاکر عمرو کو اطلاع دی جنس کے کم ہونے کی خبر کی عمرو نے کہا کہ اب کوئی اور قلعہ لیا جائیگا کسی دوسری جگہ رہنے کا سامان کیا جائیگا صیاد نے کہا کہ یہانسے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے سلاسل حصار اسکو لوگ کہتے ہین بہت خوش فضا اور ستوار کہتے ہین اور وہانکے بادشاہ کا نام سلاسل شاہ ہے بڑا صاحب حشمت و جاہ ہے اگر جی چاہے تو سخیر کیجئے واسطے قیام کے اسکو لیجیے عمرو نے کہا کہ اچھا تم قلعے سے ہوشیار ہو مین جاتا ہون یہانکے امور سے خبردار رہو مین فکر کرتا ہون اسکی تسخیر کی کچھ تدبیر نکالتا ہون یہ کہکر پوشاک شاہانہ اتار لباس عیاری پہن قلعے سے باہر آیا اپنے تئین عیار بنایا اور برق کی

جمعل بن سے تیز قدمی کرتا ایک شبانہ روز مین سلاسل حصار پر پہونچا اور جرأت و دلاوری کرکے تن تنہا پہونچکر دیکھا تو واقعی قلعہ بہت مضبوط ہی سب لوازم قلعہ نہایت مضبوط ہونیکا فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس قلعہ کو پھیکے کس تدبیر سے اسمین مداخلت کیجئے ایک ساعت کے بعد دیکھتا کیا ہی کہ ایک نوجوان چودہ پندرہ برس کا سن و سال لباس شاہانہ پہنے گھوڑے پر سوار ہاتھ پہ باز بٹھلائے قلعے سے باہر نکلا از بس مالا کر و فر نکلا اور سو سو سوار ایسی قدر پیادے سوائے قراول و بھیلے و باز بردار و خاص بردار اور نقیب چوبدار اور سیاول و ہرکارے و عہدہ دار ہمراہ رکاب ہین سب کچھ اپنی اپنی خدمت اور کارگذاری مین لا جواب ہین عمرو بھی وہان سے اٹھکر پیچھے پیچھے اُسکی سواری کے چلا نشیب و فراز دیکھتا ہوا ساتھ کمال ہوشیاری کے چلا اور عقاب جو ریسا کہ مقرر یہ ہیانکا شاہزادہ والا شان ہی جب تو اُسکے ساتھ یہ شاہانہ سامان ہی جب دیکھا کہ سواری دو کوس قلعہ سے بڑھ گئی عمرو نے الف آمنادی کا پیشانی پہ کھینچا سوزنی کا تاج فقیرانہ سر پہ رکھا منکا ٹھکا سیلی گلے مین ڈالی لنگوٹ مدھ پلے پہ چھ شاخ کی چھڑی کاندھے پر رکھ رومال سنبھالا چھڑی رشیدہ کشا بغل ہاتھ مین لے شاہزادہ کے سامنے آکر صدا کی یون آزادون کی طرح ندا دی کہ عشق اللہ فقیر اللہ آج تو صبح صبح اتھرک لوگون کی صورت دکھائی دی ہی معلوم ہوا کہ طالع نے کچھ اوری کی ہی کچھ فقیرون سے بھی واسطہ شاید ہوگے اللہ والونکو بھی کچھ دیا تا دوگے شاہزادہ فقیرکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور گھوڑے کی باگ روک کر پوچھا کہ شاہ صاحب کدھر سے آپ آتے ہین کس طرف تشریف لیجاتے ہین جواب دیا کہ مانند گوزشتہ زمین نہ آسمان سے ایک عالم جہان سے فقیر کا مکان نہ مکان لامکان ہی عکا نہ پتا ہی کچھ نشان ہی فقیرونکے واسطے کوئی جا مقرر نہین ہی بھلا فرمایئے تو فقیر کا بھی قیام کہین ہی آج یہان ہین کل وہان فقیرونکا وطن کہان ہتا وین کچھ ٹھکانا ہو تو بتا یا کہ سنا ہین شاہزادہ بولا شاہ صاحب یہ جو کچھ تنے کہا سب درست ہی آپ کی گفتگو بہت ٹھیک درست ہو لیکن تب بھی میانہ آکر نشان کیواسطے کوئی نہ کوئی جگہ ضرور آدمی کو چاہیئے رات کے بسیرے کے لیے دو ہاتھ زمین ہر کسی کو چاہیئے شاہ صاحب عملی ہوئے کہ فقیر تو سدا کے نام و نشان ہوتے ہین ان بچاروں کو بسر کہان کہان ہوتے ہین پر ظاہر امر شدونکے ڈھونڈھنے مین ہین اتنی شہر خبث بنیاد مین ہین پوچھا کہ آپکا اسم شریف بولا کہ اسم کثیف مرشد کا بخشا ہوا نام تو شیدائی قلندر مگر حقیقت مین فقیر سودائی قلندر کہ شاہزادہ فقیر عملی کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا اور کہا کہ شاہ صاحب امیدوار ہون کہ چندے میرے مکان مین چل کر قدم رنجہ کیجئے کچھ روز دن ذرا اپنے تئین راحت دیجئے اور کسی قدر اس نواح کی بھی سیر فرمایئے یہ ملک بھی قابل دید ہی اس کی کیفیت سے بھی خط اٹھایئے فقیر عملی نے کہا کہ بابا کیا مضائقہ ہی فقیر جی جہان خلق دیکھتا ہی وہان بستر جماتا ہی ٹھہرجاتا ہی آرزی لگجاتا ہی میرا نام و نشان تو پوچھ لیا مگر بابا اپنے نام سے تو نے فقیر کو آگاہ نہ کیا وہ بولا کہ میرا نام بہمن ہے سلاسل شاہ کا فرزند ہون اُسکی عنایت سے سربلند ہون فقیر عملی نے کہا کہ بابا تو سیر و شکار کر آ فقیر قلعے کے سامنے تیرے پہ تیرا انتظار کرتا ہی تو اور شاد کر لگا یہ فقیر اختیار کرے گا بہمن اُسی جگہ سے فقیر کو ساتھ لیکر پھرا اور قلعے مین جاکر اپنے دولت خانے مین فقیر کا بستر کیا اور مکان پر تکلف اُسکو رہنے کو دیا اور بانواع اخلاق پیش آیا سب سامان راحت کا

مہیا فرمایا بہمن نے پھر بیٹھ کے شاہ صاحب سے کہا کہ مین ایک ساعت کیواسطے جاتا ہون آپ ہرگز نہ گھبرایئے ابھی آتا ہون آبکو حقہ پانی کی ضرورت ہو تو خدمتگار میرے حاضر ہین اُن سے طلب کیجیے جس چیز کی ضرورت ہو میرے نوکرون سے مانگ لیجیے فقیر بولا کہ اچھا بابا بہت خوب تشریف لیجایئے مگر آنے مین دیر نہ لگایئے مگر ایسی کیا ضرورت ہے فقیر کے بھی سُننے کے لائق ہے یا نہین اگر مضائقہ نہو تو ارشاد کیجیے اس امر سے مجکو بھی اطلاع دیجیے بہمن نے کہا کہ مجکو اسوقت دو چار ساغر شراب کے پینے کی عادت ہے آپ جانتے ہین کہ ترک عادت مداوت ہے پس آپ کے روبرو پی لینا بے ادبی ہے اسواسطے جاتا ہون جھٹ پٹ پی کے آتا ہون فقیر عملی بولا کہ بابا یہین منگا کر پیجیے فقیر بھی دو ایک جام چڑھائیگا یا وہ کلگون سے کیفیت اُٹھائیگا انسان کسی حالت مین رہے اپنے رب کی یاد دل سے نہ بھلائے اُسکی یاد سے غافل نہو جائے اور فقیر دنکا تو وہ دودھ ہی کبھی کبھی اُسکو پی لیتے ہین طبیعت کو سرد رکھتے ہین بہمن نے ساغر شراب طلب کر کے چند ساغر پیے دو تین پیالے فقیر کو بھی دیے فقیر نے بھی نشے جمائے اُسکو پی کر مزے مین آئے فقیر عملی کو جب سرور ہوا تو تار داؤدی کو نبیل سے نکال کر بجانا اور گانا شروع کیا سب کا دل لبھانا شروع کیا مشہور ہے کہ عمرو کا گانا مُردے کو زندہ کرنا تھا سامعین محو ہو گئے نہایت حظ اُٹھایا ہر شخص حرف تحسین اپنی زبان پر لایا ناگاہ منصور عیار سلاسل شاہ کا مع دو عیار اُدھر آنکلا شاہزادے کو سلام کر کے پوچھا کہ یہ شاہ صاحب کہان سے آئے ہین یہ کون ہین کس ملک سے تشریف لائے ہین بہمن نے مفصل حال بیان کیا پوچھا کہ ان کا نام کیا ہے یہان ٹھہرنے سے کام کیا ہے بہمن بولا کہ شیدائی قلندر انکو کہتے ہین فقیر ہین جہان چاہتے ہین رہتے ہین منصور دوڑ کر عمرو کو لپٹ گیا بیساختہ اُسکو چمٹ گیا اور اپنے ساتھ کے عیارون سے کہا کہ شکین اُسکی باندھ لو اس درویش کو اپنے قبضے مین کرو عیارون نے فی الفور اپنے مہتر کے حکم کی تعمیل کی اُس کی گرفتاری مین بہت تعجیل کی فقیر عملی نے بہمن سے کہا کہ کیون بابا فقیرون سے گھر مین بلا کر ایسا ہی سلوک کرتے ہین واہ کیا سافر پروری ہے اسی کا نام عدل گستری ہے بہمن منصور سے ناخوش ہو کر کہنے لگا کہ فقیر نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے اسکی ہنڈیان کسین اور ایسی اذیتین دین منصور نے عرض کی کہ حضور یہ وہ فقیر ہے کہ جسنے سیکڑون بلکہ ہزارون امیرون کو فقیر کر دیا لاکھون مارو فریب دے کر قتل کیا ہے اگر آپ نے نام عمرو عیار کا سُنا ہو تو وہ یہی ہے اس کے ہاتھ سے نوشیروان شاہ ہفت اقلیم کانپ مین دم آیا ہے اسکے ہاتھ سے اُسنے ہزارون طرح کا صدمہ اُٹھایا ہے ناچار اُس کو سلاسل شاہ روبرو گیا اور کہا کہ عمرو عیار حاضر ہے سلاسل شاہ نے کہا کہ اچھا میرے سامنے لاؤ اُسکو جلد بلاؤ جب عمرو اُسکے پاس آیا تب اُسنے یہ فرمایا کہ ای عمرو مین نے سُنا ہے کہ تو خوب گاتا ہے تیرا گانا سب کو بھاتا ہے میرے سامنے بھی مجکو بھی اپنا گانا سُنا کہ مین مدت سے تیرا مشتاق ہون اسوقت طاقت سے طاق ہون عمرو نے کہا کہ میرے ہاتھ تو بندھے ہین دوتار کیونکر بجاؤن اور گانا کیونکر سُناؤن سلاسل شاہ نے ہنکر اُسکے کھلوا دیے عمرو نے دوتارا بجا کر ایسا گانا گایا کہ سب کے ہوش اُڑا دیے سلاسل شاہ بہت خوش ہوا اور منصور سے کہا کہ ہاتھ اُسکے باندھنا کچھ ضرور نہین

ایسی تکلیف دینے کا دستور نہین اسکو اپنے پاس قید رکھو کل جب پھر مین بلاؤن اُسکو حاضر لانا مگر خبردار اسکو بہت نہ ستانا
منصور نے عمرو کو بیجا کر ایک حجرہ مین بند کیا عمرو نے کہا کہ بارے آمین تو یہان قید ہوا لشکر اسلام پر کیسی آفت آئی ہوگی
اُنھون نے کیسی مصیبت اُٹھائی ہوگی اس فکر مین تھا کہ دوپہر رات گذرے منصور نے اگر حجرہ کا دروازہ کھول کر عمرو کو
نکالا اُسکے قدمون پر سر ڈالا اور کہا مجکو معاف کیجیے گا مین آپکو پہچانتا نہ تھا اچھی طرح سے جانتا نہ تھا مگر جس دن سے حضرت
ابراہیمؑ نے عالم رویا مین مجکو مسلمان کیا اور فرمایا کہ عمرو یہان آئیگا تو اُس کی ملاقات سے شرف پائیگا پس مجکو اُسکی
مدد کرنا واجب ہے اُسکی اطاعت مناسب ہے جسے مین آپکی تلاش مین رہتا تھا اسقدر جو مین نے بے ادبی کی اور آپکو
اذیت دی فقط اسواسطے کہ اچھی طرح سے تحقیق کر لیا چاہیئے بعد اُسکے اُنکے ارشاد پر عمل کیا چاہیئے ایسا نہو کہ یہ عمرو نہ ہو
تو عمرو جانکر اپنا راز دل بیان کرے ایسے راز پنہان کو عیان کرے اب آپکا تا بعدار ہون جو کچھ فرمایئے بجا لاؤن اور اُس
حکم کی تعمیل سے سعادت پاؤن عمرو نے اُسکو چھاتی سے لگا کر کہا کہ کسی طرح اس قلعے کو لیا چاہیئے ایسی کوئی تدبیر معقول کیجے
چاہیئے کہ لشکر اسلام چند روز یہان آنکا مین بیٹھے راحت پائے اُنکے دلکو تسکین آئے منصور بولا بسم اللہ اُٹھیئے ابھی
سلاسل شاہ کو پکڑ بھیجیے قلعہ پر قبضہ اور دخل کیجیے عمرو لباس عیاری پہنکر منصور کے ساتھ سلاسل شاہ کی خوابگاہ مین
گیا اور اُسکو بیہوش کر کے منصور کے حوالہ کیا اور اُسکو حکم دیا کہ اُسکو اپنے پاس قید رکھ خبردار بھاگنے نہ پائے یہ سونے کی
چڑیا ہاتھ سے جانے نہ پائے اور خود اُسکی صورت بشکر جھیرا کھوٹ پر سوار ہوا خود بادشاہ ہو رہا جب صبح ہوگئی پہلے تو ہمن
سے کہا کہ اے فرزند مجکو عالم رویا مین حضرت ابراہیمؑ نے مسلمان کیا ہے تو بھی اسلام قبول کر فقیر سے ہاتھ اُٹھا دینداروں
فرقے مین ہو جا اُس گردن زدنی نے یہ بات قبول نہ کی عمرو نے اُسکو سولی دی بعد ازان خلوت خانہ مین سلاسل شاہ کو بلایا
اور یہ سُنایا کہ مسلمان ہونا تیرے حق مین بہتر ہے وہ دیکھکر تجرہ ہوا مارے خوف کے رنگ چہرہ کا متغیر ہوا کہ میری صورت کا
آدمی تخت پر بیٹھا ہو اور مجکو میرے دین سے پھیرنے کیا چاہتا ہو شاید میری سلطنت لیا چاہتا ہے عمرو سے کہنے لگا کہ تو کون ہے
بتلا اپنا حال مفصل مجکو سُنا اور میرے تخت پر کیون بیٹھا ہے کہنے لگے تجھے یہان تک آنے دیا ہے عمرو سکہ اکبر اور تو کچھ جانتا نہین
اب تو خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت مین جلد ایمان لا اپنی جان بچا وہ یہ کلمات بیہودہ سُنکر مارا عمرو نے
اُسیوقت اُسکو بھی سولی پر چڑھایا اور منصور کو اپنا نائب کر کے تخت پر بٹھایا اور چھوٹے بڑے شہر قابون لوگ کے فرمایا کہ
جو کوئی منصور شاہ کی اطاعت نہ کریگا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا کسیکے حق مین فرمانبرداری سے
سرتابی نہ کی سب نے اپنی خان اختیار اُسکے ہاتھ مین دی جب عمرو اپنا بندوبست کر چکا اور دشمنون سے چوب پست کیا
منصور سے کہا کہ تم حکمرانی کرو اس قلعے پر فرمان فرما رہو مین لشکر اسلام کو لے آؤن سبکو یہان پہونچاؤن تب آپ رام پاؤ اور
میرے آنے تک اسقدر غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے مین بھر رکھنا عمرو تو اُدھر گیا منصور نے بموجب حکم عمرو غلہ وغیرہ مول لیکر
قلعے مین بھرا عمرو کا کہنا کیا عمرو نے قلعے مین جاکر تمام سردارونکو قلعے کے لینے سے مطلع کیا اس امر عظیم کے حاصل ہونیکا

سبکو خرچہ دیا اور سواریاں مہیا کرکے آدمی رات گئے مع لشکر وملکہ وغیرہ قلعے سے نکلکر سلاسل حصار کی راہ لی سب کے آرام پانیکی تدبیر کی دو شبانہ روز مین پانچ دن کی راہ طے کرکے سلاسل حصار مین داخل ہوا سبکو چین و آرام حاصل ہوا بدستور قدیم قلعے کو آراستہ کرکے باطمینان تمام بیٹھا قلعہ کا حاکم بنکر باکمال جاہ و حشام بیٹھا یہان تیسرے دن عیار دانے ہرمز و فرامرز کو خبر بھیجی اُسکو اس حال سے اطلاع کی کہ عمرو نے یہ قلعہ چھوڑ دیا سلاسل حصار مین لشکر اسلام کو مع ملکہ مہرنگار داخل کیا ہرمز اس خبر کو سُنکر سر کہ جبین ہوا اس واقعہ سے بہت غمگین ہوا اور منشی کو بلاکر بادشاہ کیواسطے ایک عرضی مشتمل بر کیفیت حال خود اور سلاسل حصار مین عمرو کا جانا اور اُسکا بجمیع الوجوہ تسلط پانا لکھوا کر ایک پیک کے ہاتھ روانہ کی اور اُسکو جلد پہونچنے کی اجازت دی

قاف سے آنا صاحبقران کا پردۂ دنیا پر

پیشتر اسقدر بیان ہوچکا ہے کہ امیر نے خرپال اور خرچال کو مار کر حسب استدعا بادشاہ اور چھ مہینے قیام کیا بمجبوری اور چند روز مقام کیا ایکدن رات کو بارگاہ سلیمانی مین پلنگ مرصع نگار پر آسمان پری کے ساتھ سوتے تھے ناگاہ خواب مین مہرنگار کو دیکھا کہ سوکھکر کانٹا ہوگئی اور غم مفارقت سے جسم گھل کر مانند ہلال ہوگیا سب حسن و جمال جاتا رہا بالوں مین سر مہ سا جمال ہوگیا اور امیر سے رو رو کر کہتی ہے اور ندی آنسوؤں کی اُسکی چشم اشکبار سے بہتی ہے کہ کیون ابوالعلا مین نے ایسا ہی تصور کیا اور مجکو رنج دیا کہ مجکو آتش مفارقت مین جلاتے ہو اور آپ پردۂ قاف مین پریون کے ساتھ مزے اڑاتے ہو حیف صد حیف زمین سخت اور آسمان دور ہے آدمی ہر ایک طرح سے مجبور و بےبس ہوتا تو زمین کا پیوند ہوتی یا آسمان پر اڑ جاتی کہ اس ظلم جانکاہ سے نجات پاتی امیر چیخ مار کر جاگ اُٹھے دیکھین تو کہان مہرنگار اور کہان پردۂ دنیا ہے اختیار دہاڑین مار مار کے رونے لگے فرط غم والم اور کثرت گریہ وزاری سے اپنی جان کھونے لگے امیر کے رونے کی آواز سُنکر آسمان پری جو نکاٹھی اور امیر سے پوچھنے لگی خیر تو ہے ایسا کیا ملال دلپر گذرا کہ زار زار روتے ہو نہایت مضطر اور بدحال ہوئے ہو امیر نے فرمایا کہ مین اپنا حال پُر ملال تجھسے کیا کہون ایسا زندگی سے بیزار ہون کہ جی مین آتا ہے کہ اپنی جان اپنے ہاتھ سے تلف کرون پھر وہ بدی کچھ بیان کیجیے اپنے منہ سے مجکو اطلاع دیجیے امیر نے کہا کہ اے آسمان پری خدا کیواسطے تجھے جلد پردۂ دنیا پہنچا دے جس صورت سے ممکن ہو مجکو وہان پہونچا دے اسوقت مین نے مہرنگار کو بہت بحال برخواب مین دیکھا ہے اپنی مفارقت کے غم دامنگیر مین اُسکو نہایت اضطراب مین دیکھا ہے آسمان پری بولی کہ یا ابوالعلا مہرنگار کون ہے اُسکا حال تو مجھسے بتاؤ اس حقیقت کو مفصل مجھے سناؤ امیر نے کہا کہ نوشیروان بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی اور میری معشوقہ ہے اور حسن و جمال مین بےنظیر مجھ دل بانتہ کی محبوبہ ہے آسمان پری سُنکر بولی کہ یہ کیا بڑی جگہ آپکو تعلق ہے کسی دم زاد سے بھی تشبیہ نہ دیجیو کیون نہ جانا جاتا پکارے گا اُسکے فراق مین کیونکر اپنی جان مارے گا سُنو تو امیر سچ کہتا ہے کہ مہرنگار مجھسے بھی زیادہ صاحب جمال ہے کیا دہ ناز کرشمہ حُسن و ادا مین بےمثال ہے کہ تم میرے ہوتے اُسکی ملاقات کے شائق ہو ہر جان سے جو اُسپر عاشق ہو امیر کے مُنہ سے بےساختہ نکلگیا کہ مہرنگار کی لونڈیان بھی مجھسے لاکھ درجہ زیادہ خوبصورت اور طرحدار ہوتی ہین صاحب عشوہ و ناز و انداز ہوتی آسمان پری یہ سُنکر خیرہ ہوکے کہنے لگی کہ اے حمزہ تو مجکو مہرنگار کی لونڈی سے بھی کمتر جانتا ہے ایسا غضب

کہ مجھسے اُسکی پرستار دلی کو بہتر جانتا ہی بھلا دیکھوں تو میرے جیتے جی تو دنیا میں کیونکر جاتا ہی اب تو کسطرح میرے پنجے سے رہائی پاتا ہی
صاحبقران تو جھلائے ہوئے تھے ہی بولے کہ اگر تو میری سدراہ ہوگی تو بجکوار کر جاؤنگا ہر صورت اپنے تئین وہان پہونچاؤنگا
آسمان پری نے جواب دیا یہ گھمنڈ نہ کرنا کہ مین صاحبقران اور اولاد حضرت ابراہیمؑ پیغمبر ہون حسب و نسب مین تم سے
افضل و بہتر ہون اگر تم صاحبقران اور بزرگ زادے ہو تو مین بھی حضرت سلیمان کی اولاد ہون ایک پیغمبر جلیل القدر کی نسل
اور والا نژاد ہون تمسے کسیطرح کمزور نہین ہون جب مجکو مارنیکا ارادہ کروگے تو مین تمھین کو مار ڈالونگی امیر کو اس کلمے سے طیش آیا اور
اُسکی زبان درازی سے بہت پیچ و تاب کھایا تلوار کھینچکر آسمانپری پر دوڑے وہ بھی نیچہ کھینچکر امیر کے سر پر آئی اور اُنکے قتل پر تلوار اٹھائی
یہ بیزار دین دوڑکر درمیان مین آگئیں دونونکو ہٹا دیا اور علٰحدہ کیا کسی نے جاکر یہ خبر بادشاہ کو دی سب حال سے اطلاع کی بادشاہ
گھبراکے دوڑے آئے یہ سُنکر بہت گھبرائے اور اپنی بیٹی پر غصہ کرنے لگے کہ او شوخ دیدہ شوہر کا مقابلہ کرتی ہی خدا اور رسول سے نہین
ڈرتی ہی مجھے میر ابھی ڈر نہین اپنی بدنامی کا خوف و خطر نہین جا میرے سامنے سے دور ہو میری نظر سے مستور ہو بیٹی کو ڈانٹ کر امیر کو
اپنی بارگاہ مین لیگئے اور کہا کہ صبح ہونے دیجئے رات بھر اور صبر کیجئے مین آپکو رخصت کرونگا جانیکی اجازت دونگا القصہ جب صبح
ہوئی بادشاہ نے امیر کو تخت پر سوار کیا اور اسباب ضروری ہمراہ دیا اور چار دیو تیز پرواز سے فرمایا کہ جلد امیر کو پردۂ دنیا پر
پہونچاؤ اُنکے ساتھ جاؤ یہ خبر آسمانپری کو پہونچی کہ امیر کو بادشاہ نے رخصت کیا اُسکو دُنیا مین جانیکا اذن یاور قریشہ دختر امیر کو
گودی مین لیکر آئی تاکہ اُنکو اس لڑکی کو دیکھکر محبت آجائے اسوسطے لائی دیکھا کہ امیر تخت پر سوار ہو چکے ہین رو رو کر کہنے لگی
کہ یا صاحبقران اگر میری محبت نہین ہے تو نہین سہی تمکو اس لڑکی پر بھی رحم نہین آتا تھا را دل اس بچی پر بھی پیار نہین لاتا بر آخد لمیرا
قصور معاف کرو آیندہ آپسے کبھی مبالغہ نکرونگی ایسی گستاخی بھی نہوگی امیر نے فرمایا کہ مین تمسے بھی خفا نہین اور لڑکی سے
محبت ہے مگر مجکو وہان جانے کی بہت ضرورت ہی بالفعل مین پردۂ دنیا پر جاتا ہون اور تمکو اپنے جانے کی حقیقت سُنا آہون کہ
اٹھارہ روز کا وعدہ کرکے فوج سے آیا تھا اسی سبب سے کسی کو اپنے ساتھ نہین لایا تھا اُسکو اتنے برس گذر گئے وہ سب متردد
ہونگے کہ امیر کو کیا ہوا جیتا ہی یا مواہے جب بُلاؤنگی تب آؤنگا بے تامل اپنے تئین وہان پہونچاؤنگا اور میرے بلانے کی کیا احتیاج
ہی تم خود جب جی چاہے میرے پاس آسکتی ہو دنیا مین دو ہجر مین آپکو پہونچا سکتی ہو اپنے ساتھ قریشہ کو بھی لیتی آنا ضرور اس کو
اپنے ہمراہ لانا یہ کہکر کیا اچھا خدا حافظ ہی اور دیوؤن سے تخت اُٹھوا کر روانہ ہوئے راہی سوے کاشانہ ہوئے آسمانپری
نے اپنے مکان پر جاکر بہت پناہ حال بُرا بنایا اُنکی مہاجرت کا بہت رنج اُٹھایا القصہ اُسوقت سلاسل پرزاد آسمانپری
کے پاس آیا آسمان پری کا حال اُسنے کمال پریشان پایا دیکھکر متاسف ہوا اور پوچھا کہ بسبب پریشانی کا کیا ہوا تو
خود کو کیون اسقدر بیحال کیا ہی آسمان پری نے رو رو کر کہا کہ آج بادشاہ نے حمزہ کو پردۂ دنیا پر بھیجدیا بے تکلف
رخصت کیا اگر تم تکلیف کرکے دیوؤنسے دھمکا کر آؤ کہ حمزہ کو بیابان حیرت مین چھوڑ آئین اُسکو پردۂ دنیا پر نہ پہونچائین
تو نہایت خوش ہونگی اگر میرا کہنا نہ کیجئے گا تو کھانا پینا چھوڑ دونگی اور اگر حمزہ تمھارے جانے کا سبب پوچھے تو کہدینا تمسے رخصت

ہونے آیا ہون تمھارا جذبۂ محبت مجکو کھینچ لایا تھا سلاسل حکم آسمان پری کا بجا لایا دیوؤن کو اُسی طرح سے سمجھا دیا دیوؤن نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگر آسمان پری کا حکم نا لینگے اور اُسکے دائرۂ اطاعت سے قدم نکالینگے تو پردۂ قاف مین رہنا دشوار ہوجائیگا اور اس عدول حکمی کے سبب سے ہمارا تمام فرقہ نسل مخوار ہوجائیگا اس سے یہی بہتر ہے کہ صاحبقران کو بیابان حیرت مین چھوڑ آئین اور خلاف حکم آسمان پری کے عمل مین لائین یہ صلاح ٹھہرا کے شام کو بیابان حیرت کے قریب پہنچ کر اُتار دیا سب نے دم لیا امیر نے کہا کہ یہان کیون اترے ہوے کہ بھوکے پیاسے ہین کچھ شکار کرکے کھائین کہ بھوک کی شدت سے تمکین نہ پائین جب پیٹ بھر جائیگا تو تخت کا اٹھانا پھر گرانی نہ لائیگا امیر نے کہا کہ بہتر ہو تم کچھ کھا پی لو اور مین بھی نماز سے فراغت کرون خدا کا فرض ادا کرون امیر نے نہر سے وضو کیا اور ایک چٹان پر نماز پڑھی جب فراغت حاصل ہوئی تخت پر بیٹھکر دیو اُنکا انتظار کرنے لگے کہ آئین اور تخت کو اٹھائین کسی دیو کی صورت نظر نہ آئی اُنکی منتظری مین بہت بھر یک سے پلک نہین لگائی جب صبح ہوئی پھر غذا دا کی اور دیوؤنکی راہ دیکھنے لگے ہرگاہ پہون چڑھگیا تب تو امیر نے جانا ہو نہو آسمانپری کے خوف سے دیو بٹھے یہان چھوڑ کر چلے گئے بڑی دغا دیگئے بہرحال تن بہ تقدیر پیدل ہی چلا چاہیئے اب تو آخر کسی صورت سے اس مسافت کو طے کیا چاہیئے مثل مشہور ہے سر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد یہ کہکر وہان سے چل کھڑے ہوئے تو کلا علی اللہ اس صحراے ہولناک سے نکل کھڑے ہوئے دوپہر کیوقت اس بیابان مین پہونچے کہ جسمین درختونکا نام و نشان کچھ نہ تھا حتی کہ گھاس بھی کسی جگہ جمی تھی اور پانی بالکل نایاب اور کوئی جاندار نظر نہیں آتا تھا آدمی تو کیا دیوؤنکا پتا پانی ہوجاتا تھا جدھر دیکھو اُدھر ڈھیے ریگ کے مانند سیماب چمکتے تھے دھوپ کی حدت سے آگ کے شعلے بالو سے لپکتے تھے لون اس شدت سے چلتی تھی کہ اگر آگ کی کیفیت نکھدین تو زبان قلم مین آبلے پڑجائین اوراق کتاب کے رنگ خاکستری لائین تپش آفتاب سے وہ میدان کرہ نار پر چشمک مارتا تھا وہ جنگل خوفناک الامان پکارتا تھا تمام سلاح امیر کے بدنکے ایسے گرم ہوگئے کہ چھونے سے ہاتھ مین بھالا پڑتا تھا نام لینے سے زبان پر تھالہ پڑتا تھا امیر نے ہتھیار دنکو میدان مین پھینکدیا اُس بوجھ سے اپنے کو سبکدوش کیا پیاس نے اسقدر شدت کی کہ دم ہونٹھون پر آرہا قریب تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے ملک عدم مین پہونچکر شاخہاے طوبی پر آشیانہ بنائے ناچار ایک ریگ کے ٹیلے کو کھودا اُسمین جو مٹی نم و سرد نکلی اُسپر سینہ رکھکے لیٹ گئے تو سینے سے کچھ سردی بھی پائی قلب کو تسکین آئی جب بھی گرم رہی اُسکے اندر اور گھر اکر بیٹھ رہے ریگ کا تل جسپنے سے خالی ہوگیا ہوا کی شدت سے بھیر بھیر اکر بیٹھ گیا امیر اُس ریگ مین دبکر رہگئے کہ اُس راہ سے نکلنا دشوار ہوگیا ہر عضو بیکار ہوگیا اتفاقاً ایکروز بادشاہ عبدالرحمن نے پوچھا کہ بتاؤ حمزہ کہانتک پہونچا آیا پردۂ دنیا مین داخل ہوا ہوگا اپنے عزیز داتہا کی ملاقات سے اُسکو سرور حاصل ہوا ہوگا۔ عبدالرحمن نے تختہ رمل درست رکھکے قرعہ ڈالا اُسکے سوال کی قاعدہ نکالا اور ہر شکل کو ضرب دیکے سولھا خانون مین رمل کھلا اور زائچے کو جھینچکر دیکھا تو حمزہ کو ریگ کے نیچے دبا پایا اس حال کو دریافت ہونے سے اُسنے بہت رنج اُٹھایا بے اختیار آہ مارکے کہا افسوس حمزہ کی جوانی صدحیف غفلت مین تلف ہوئی اُسکی زندگانی پر بادشاہ سے کہا اب کوئی لشکا اعتبار نہ کریگا حال پر کون

اطاعت اختیار کریگا حمزہ سے شخص کے ساتھ جسنے آپکے اعدا کو مار کر نفس اللہ مین نئے سرے سے آپکو شاہنشاہ بنایا کیسے خونخوار دشمنون سے بچایا آپنے بے سبب ایسی برائی کی کہ اُسکو اس نوبت کو پہونچایا بادشاہ نے جن یون پر تخت رکھوا کے حمزہ کو بھیجا تھا اُنکو بلایا اور اُنسے خفا ہو کر فرمایا کہ حمزہ کو تم کہان پہونچا آئے وہ بولے کہ آسمان پری کے حسب الحکم بیابان حیرت مین چھوڑ آئے اور اگر دنیا مین پہونچاتے تو شاہزادی کے حکم سے مارے جاتے یا جلاوطن ہوتے اُسکی نافرمانی کر کے اپنے گھر بار سے جاتے عزیز واقربا کو ہاتھ سے کھوتے بادشاہ کا رنگ غصے کے مارے سُرخ ہو گیا کمال برہم ہوا اور اس بات کے سننے سے اُسکو بڑا غم ہوا آسمان پری کیطرف دیکھا کہا کہ یہ کیا حرکت ہوئی الواقع تو بڑی بیحقیقت ہی وہ بولی کہ مجکو دنیا مین حمزہ کا بھیجنا منظور نہین ہی اُسکی مفارقت مین میری طبیعت دم بھر مسرور نہین ہی باقی مین آپ جاکر حمزہ کو ڈھونڈھ لاتی ہون دیکھیے بھی سوار ہو کر جاتی ہون بادشاہ نے فرمایا اپنا سر ڈھونڈھنے کی تو اُسے کہان پائیگی مفت مین تکلیف بے فائدہ اُٹھائیگی یہ کہکر بادشاہ خود سوار ہو جانے کو تیار ہوا دیو کو بھی ہمراہ لیا فوراً کوچ کیا اور بیابان حیرت مین جاکر دیو پری کو حکم دیا کہ حمزہ کو اس بیابان مین ڈھونڈھنا چاہیے جس جگہ وہ پھنسا ہوا اُسکو وہان سے چھوڑا یا جاہیے جو کوئی ڈھونڈھلاویگا اُسکو جواہر کے پر دونگا اور میرے نزدیک دو ہزار رتبہ پار لگا سب نے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حمزہ کے ہتھیار جا بجا پڑے پائے وہ ہتھیار لیجاکر بادشاہ کو دکھائے بادشاہ نے ہتھیارونکو دیکھکر بہت غم والم کیا کمال رنج اُٹھایا اور پھر اُن لوگون کو حمزہ کی تلاش کے واسطے تاکیدی اُنکو خوب جستجو کرنیکی اجازت دی ہر گاہ سب حیران ہو کر پھر آئے کہین اُسکے پتے نشان نہ پائے آسمان پری تاسف کرنے اور رونے لگی اُسنے سوئی پر دلے لگی ناگاہ ایک پرند اُس تل کی طرف جا نکلا جسکے نیچے امیر دبے ہوئے پڑے تھے اُس بالو کے ڈھیر مین گرے تھے اور خدا کی قدرت نے بھی اُسدم وہانکی ریگ اُڑا کر اور طرف کو ڈالی تھی گویا امیر کے نکلنے کی راہ نکالی تھی امیر کی کلاہ کا گوشہ نیچے چمکتا نظر آیا اُس تودے کے تلے کچھ سُراغ پایا اُس پرند نے ریت کو سرکا کے دیکھا کہ امیر غش مین آنکھین بند کیے پڑے ہین بالکل بدن بے طاقت ہی بُری حالت ہی اُسنے پکار کے کہا کہ یہان نر لازل قاف مین یہ کیا بالو مین دبے ہوئے وہ مرد مصاف مین آواز اُسکی شہپال کے کان مین جو گئی فوراً نگے پانون وہان سے دوڑکر اُس تل کے پاس آیا اور امیر کو تل سے نکال کر ہاتھون ہاتھ لیجاکر اپنے تخت پر لٹایا اور خوشبویات دماغ کے برابر رکھوائی طرح طرح کی خوشبو اُسکو سنگھائی دو ساعت کے بعد امیر کو ہوش آیا دیکھا کہ تین عجیب کیفیت مین پایا دیکھا کہ تخت پر لیٹا ہوا ہون اور بادشاہ میرے پاس بیٹھا ہی اور بہت غمگین اور اُداس بیٹھا ہی حیرات کر کے اُٹھے اور شہپال شاہ سے کہا کہ مین نے آپ سے کون سی برائی کی ہی کہ جس کے عوض مین آپ نے مجکو یہ سزا دی ہی شہپال شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران مجکو قسم ہی حضرت سلیمان کی اور تمھاری جان کی کہ میرا اسمین ذرا شائبہ نہین تھا راستا مجکو جو کچھ کہو اور انہین تمھارے تو مجھ بڑے بڑے احسان ہین ہم سب تو تمھارے تابع فرمان ہین اگر میرا فدا بھی اشارہ ہوتا جو کچھ کیا آسمان پری نے کیا ہی یہ تو مجھنے تمکو یہ صدمہ دیا ہی آسمان پری دوڑکر امیر کے قدمون پر گری اور

تصدق ہونے کو کئی بار آس پاس پھری اور بولی کہ یا صاحبقران واقعی میں تقصیروار ہوں سراسر گنہگار ہوں ایکی مرتبہ میرا تقصیر معاف کرو میری طرف سے اپنے دل کو صاف کرو اور شہرستان زرین میں چلکر کچھ روز آسائش کرو اپنے تئین آرام دو سواسطے کہ آپ بے حد بڑا اٹھایا ہے حد سے زیادہ رنج پایا ہے بعد چھ مہینے کے میں تمکو مقرر دنیا میں بھیجدون گی ضرور اس وعدے کو وفا کرونگی امیر نے فرمایا کہ تیرے قول و فعل کا مطلق اعتبار نہیں آسمان پری نے قسم کھائی حضرت سلیمانؑ کا نام درمیان میں لائی اور امیر کو شہرستان زرین میں لے آئی چھ مہینے تک شہپال کا بھی لشکر وہاں پہنچکر امیر میں قوت آئی اور اعضا نے طاقت پائی جب مدت چھ مہینے کی گذر گئی اور امیر کو جانیکی رخصت نہ ملی امیر ایک شب مہر نگار کو خواب میں دیکھا ویسا ہی رنج و اضطراب میں دیکھا کہ رو رو کر کہتی ہے صاحبقران مطلع عجب رسمی است رسم آدمی زاد کہ دور افتادگان را کند یاد اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے گئے تھا اُسکے اٹھارہ برس ہو چکے اب اس سے زیادہ تاب جدائی کی نہیں اس غم سے امید رہائی کی نہیں خدا کیواسطے جلدی آیئے اب دیر نہ لگایئے نہیں تو مجھکو جیتا نہ پایئے گا بیچ جانیکہ بہت پچھتایئے گا صاحبقران جو یہ خواب دیکھا چونکے دیکھا کہ نہ مہر نگار ہے اور نہ وہ مکان اُس کارخانہ کا نام ہے نہ نشان پردۂ قناعت میں بدستور بیٹھا ہوں عالم بے اختیاری ہی مجبور بیٹھا ہوں لگے آہ و زاری کرنے ٹھنڈی سانسیں بھرنے آسمان پری کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ امیر زار زار رو رہے ہیں ضبط نہیں ہو سکتا ہی بے اختیار رو رہے ہیں آنکھ سے رومال تک امیر کے آنسو پونچھے اور بولی خیر تو ہے اسوقت تمکو سقدر کیوں ملال ہوا تمہارا کیا حال ہوا کہ آپ بیقرار ہیں نہایت رنج و الم میں گرفتار ہیں امیر نے کہا کہ کچھ نہیں خیریت ہی مقتضائے بشریت ہی ہے جسپر آسمان پری نے مکرر سہ کر امیر سے پھر پھر کہی اصرار سے کا پوچھا اور حال ملول و مردد ہونیکا پوچھا لیکن امیر نے کچھ جواب نہ دیا بالکل سکوت کیا صبح تک بیٹھے رہے دل پر ملال بھگو یا کیے متواتر رویا کیے جب بادشاہ خاوری سے نکلا امیر نے جاکر مجرا کیا طریقہ آداب کا ادا کیا اور کہا یہ وعدہ بھی ہو چکا اب تو بندے کو رخصت کیجئے جانیکی اجازت دیجئے بادشاہ نے اسوقت امیر کو تخت پر بٹھا کے چاروں طرف سے کہا کہ امیر کو پردۂ دنیا پر پہنچا کے رسید مہری و دستخطی امیر کی لے آؤ انگلو بھی طرح سے پہنچا دو تو بہت کاندھے پر رکھکے ہوا ہوئے آسمان پری نے پھر بصورت اولین اپنا حال جیسا کیا تھا سابق کے پھر رنج اٹھایا ویسا ہی اپنا حال بنایا اور سلاسل ہزار دے کہا کہ جسطرح ہو دے تم جاکر دیوان تخت بہار کو سمجھاؤ انکو میرا حکم سناؤ کہ خیر اسی میں ہے کہ تم امیر کو جزیرہ سرگردان میں چھوڑ کر چلے آؤ میرا حکم سمجھا دو کہ دو تین روز سرگردان رہیں اُس جنگل میں حیران و پریشان رہیں نہیں تو تمہارا زن و بچہ کو لھو میں پلوا دونگی ایک ایک کو بڑی ذلت سے مروا ڈالونگی سلاسل تیز رہی کر کے امیر کے پاس پہنچا اور سلام کیا ظاہر میں بہت سا اعزاز و اکرام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ سلاسل پردہ اٹھا لا تا کہ میں دیدار پاس دولت آفتابی صورت تجھے نہ دکھاؤں وہ بولا کہ غلام کو رخصت کے واسطے آیا ہے پھر خدا جانے کب قدم دیکھونگا اگر طاق یاد کریگا تو پھر آپکی ملازمت سے مشرف ہونگا فرمایا کہ خیر ملاقات ہوگی

خدا حافظ ہو اب آپ تشریف لیجائیے زیادہ تکلیف نہ فرمائیے سلاسل نے پھرتے وقت اُن دیوؤں سے شاہزادی کا حکم سُنایا اُنکو صاحبقران کے چھوڑنے پر آمادہ کیا تمام دن تو دیو اُڑے چلے گئے جب شام ہوئی نیچے اُترآئے شاہزادی کا فرمان بجالائے امیر نے کہا کہ یہاں تمنے تخت کو کیون اُتارا یہ تو یہاں ہوا سے ہول سے خاطر پریشان ہوئے کہ اب رات ہوئی شب کو چلنا خوب نہین اندھیرے مین اُڑنا مرغوب نہین سوائے اسکے کچھ کھانا بھی ضرور ہو ذرا آرام اُٹھانا بھی ضرور ہے اسوقت کھانا پی کر استراحت کر پچھلے صبح کو چلینگے صاحبقران نے فرمایا کہ لگے دیوؤنکی سی حرکت نکرنا اُنکی طرح شرارت نکرنا بولے کہ کیا مقدور ہے بھوفانی کرنا خلاف دستور ہے امیر چُپ ہورہے دیوؤن نے امیر کے تخت کو وہانپر رکھدیا آپ شکار کے بہانے سے گلستان ارم کا راستہ لیا امیر تمام شب بدستور اول تخت پر بیٹھے جاگا کیے جب صبح ہوئی اور دیو نہ آئے دریافت کیا کہ اُنھون نے بھی دغا کی اپنے ملک کی راہ لی ہمین کہا کہ ای حمزہ بادشاہ قاف تجکو پردۂ دنیا پر نہ جانے دیگا وہ تجھے ہمیشہ ایسے ہی فریب کریگا تو آپ چل اگر خدا نے اپنے فضل سے بھونچال دے تیرا وطن پھر تجھکو دکھادے تو عجب کیا ہی پھر سو چکر وہان سے روانہ ہوئے جب ماندے ہو جاتے تھے تو کسی درخت کے نیچے ساعت دو ساعت بیٹھکر سستاتے تھے بعد ازان پھر اُٹھکر چلتے تھے بادشاہ قاف کی دغابازی اور اپنی تکلیف پر کف افسوس ملتے تھے الغرض تمام دن چلے گئے جب شام قریب ہوئی دیکھین تو وہی دریا اور وہی میدان ہو وہی صحرا وہی بیابان ہو جس جگہ دیو چھوڑ گئے تھے اُنکی مفارقت سے مُنھ موڑ گئے تھے امیر سخت متعجب ہوئے کہ مین نے تمام دن مسافت کی سرگردانی کھینچی دن بھر چلنے مین پریشانی کھینچی اور پھر صبحکو جہان سے گیا تھا وہین آکر پہونچا عجیب بیچارہ ہے خدا کی قدرت کا تماشا ہے مجبور وہ رات اُسی جگہ صبح کی صبح کو پھر اُٹھکر چلے ہر چند اب کی اور سمت روانہ ہوئے مگر شام کو پھر اُسی جگہ پہونچے جہان دیو چھوڑ گئے تھے خلاصہ تین دن تک یہی معاملہ پیش آیا چوتھے دن چوتھی طرف کو چلے دوپہر تک مسافت ملکی راہ چلنے مین پھر کرانے تئین تکلیف دی جب میدان تپنے لگا دھوپ کی شدت سے مضمحل ہوئے اُس خستہ حالی سے بہت افسردہ دل ہوئے ایک سمت چند درخت سرسبز دیکھے اُسطرف کو گئے کہ اُسکے سایہ مین قیام کرینگے تھوڑی دیر آرام کرینگے دیکھین تو سنگ مرمر کا چبوترہ بہشت پہلو بنا ہوا ہے اور ہوا بھی سرد آتی ہے جو دم بھر وہان ٹھہرتا ہے طبیعت کمال راحت پاتی ہے امیر اُسپر جاکر بیٹھے اُس چبوترہ پر تکیہ لگا کر بیٹھے ایک ساعت نگذری تھی کہ جنگل سے آواز شور و غل کی پیدا ہوئی یک عجیب صورت ہویدا ہوئی یعنی ایک دیو مینار قامت ہاتھ مین لیے چلا آتا ہے کہ جسکے خوف سے آدمی کا زہرہ پانی ہوا جاتا ہے امیر کے روبرو آکر کہنے لگا او آدم زاد تو کس ہوا مین اُڑکر یہان آیا ہے تجھکو اس دشت ہولناک مین کون لایا ہے اب مجھسے جیتا بچیگا کیونکر جائیگا اب بھلا میرے ہاتھ سے تو نجات پائیگا یہ کہکر دار شمشاد امیر کے حوالے کی امیر نے اُس حربے کی ضرب دی صاحبقران نے اُٹھکر عقرب سلیمانی سے اُس شمشاد کو کاٹ کر ایک ہاتھ اُسکی کمر پر لگایا مگر اُسکے بدن پر ایک خط بھی نہ آیا اور وہ دیو بھاگا بعد ایک ساعت کے اژدہا کا عدد مین لیکر آیا کئی مرتبہ یہ روپ دکھایا اور للکارا کہ او آدم زاد خبردار ہوشیار ہو مین تجھپر وار کرتا ہون ہوشیار ہو یہ کہکر اُس اژدہے کو امیر پر مارا

امیر نے اُسکو بھی تلوار سے کاٹ کر ایک ہاتھ پھر اُسکی کمر پر لگایا اس مرتبہ بھی اس کمبخت کے بدنپر زخم نہ آیا اور تلوار اسطرح سے اُسکے بدن پر سے اُچٹی کہ جیسے موگری گھڑیال پر سے اُچٹتی ہو اُسکی جلد بھلا کب کٹتی ہو وہ دیو پھر بھاگا تیسری مرتبہ جب پھر آیا امیر نے بقوت تمام اُسپر پھر تلوار کو چلایا اس دفعہ بھی تلوار نے نہ کاٹا اُسکو کچھ اثر نہوا وہ ہرگز زخم نہوا تب امیر نے خدا کی بارگاہ مین نالہ و زاری کیا آنکھون کو اشکبار کیا ناگاہ ایک طرف سے حضرت خضر پیدا ہوئے اُنکی مدد کے شامل ہوئے اور اسم اعظم پڑھکر اُس دیو کو مار کے جدھر سے آئے تھے اُدھر چلے گئے اُنکے دشمن کو قتل کر کے اپنے مقام پر چلے گئے امیر اُس دیو کے مارے جانے سے بہت خوشحال ہوئے اتنے بڑے دغدغے سے فارغ البال ہوئے اور اُس جزیرے پر اطمینان تمام بیٹھکر دریا و صحرا کی سیر مین مصروف ہوئے وہ سب تردد دل کے موقوف ہوئے ناگہان ہوائے سونے امیر کو اُس جگہ سُلا دیا اُس راحت نے سب غم و الم بھلا دیا امیر نے مہرنگار کو خواب مین دیکھا کہ گڑی روتی ہی درد مفارقت مین اپنی جان کھوتی ہی امیر اُسی غفلت مین بے اختیار نعرہ آہ کا مار کے جاگ اُٹھے دیکھین تو وہی صحراے بے پایان ہی اور دریا موج زن طوفان ہی دامن کھنے لگے کہ دیکھیے خدا کیونکر دنیا مین پہونچاتا ہی مہرنگار کا دیدار کیونکر میسر آتا ہی بعد ازان خیال مین آیا کہ تن بتقدیر اس دریا کی رو لے چلا پایئے آخر کو کچھ تدبیر اس بیابان سے نکلنے کی کیا چاہیئے یہ سوچکر درختون کی لکڑیان توڑ کے ایک بیڑا بنایا اور اُسپر سوار ہو بیٹھے جب نصف دریا مین چھوڑا طوفان آیا اور وہ بیڑا کنارے پہونچا راوی روایت کرتا ہی امیر نے دوبارہ اُس بیڑے کو دریا مین چھوڑا پھر طوفان آیا اور وہ بیڑا کنارے پر پہونچا راوی روایت کرتا ہی کہ امیر نے بہتیرا بیڑے کو دریا مین چھوڑا مگر بیڑا جب نصف دریا مین پہونچا تھا یا تو تلاطم پیدا ہوتا تھا یا طوفان آتا تھا اور بیڑا کنارے جا لگتا تھا ایک ہفتے تک امیر محنت کیا کیے لیکن بیڑا کنارے کا کنارے پر رہا کسی صورت سے دریا پر نہ بہا امیر دریا کے کنارے اُترے اور نماز پڑھکے ناخداے جہاز حقیقت کے حضور مین نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی کارساز حقیقی کی بجان و دل حمد و ثنا کی کہ یا آلہ العالمین مجکو اس آفت سے بچا مجھ حیران و پریشان کا بیڑا پار لگا اتفاقاً اسی حالت مین آنکھ امیر کی لگ گئی دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش کھڑے کہتے ہین کہ اے فرزند مین نوح پیغمبر ہون اس دریا کے حال سے مین باخبر ہون اس دریا مین میرا نیزہ ہی اسواسطے اُسکے اوپر سے پانی جانے نہین دیتا ہی جو جہاز اس دریا پر جاتی ہی اُسکو روک لیتا ہی تو نصف دریا مین جا کر اس اسم کو پڑھ نیزہ تیرے ہاتھ آئیگا اس اسم کی برکت سے تو اس تلاطم سے نجات پائیگا امیر نہایت خوش ہوئے اور اُسی عالم رویا مین حضرت نوح کے قدم چومے جاگ اُٹھے ہوئے خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے مشک و عنبر کی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا اُنکے فیض سے اُنکا مطلب حاصل امیر ہو گیا بسم اللہ کر کے بیڑے پر پھر سوار ہوئے دریا کی راہ طے کرنے پر تیار ہوئے اور اسم تعلیم کردہ حضرت نوح پڑھتے چلے جاتے تھے اُسی اسم کو ہر دم زبان پر لاتے تھے جب نصف دریا تک پہونچے پہلے تو پانی جوش کھایا گویا ایک طوفان عظیم اُٹھا بعد ازان ایک چھوٹا سا صندوق تہ آب سے اُٹھکر بیڑے کے نزدیک آیا موج دریا نے اُسکو بیڑے کے پاس لگایا امیر نے

اُس صندوق کو اُٹھا کر بیڑے پر رکھ لیا اُسکے اُٹھانے مین کچھ وسواس نہ کیا اور کھول کر دیکھا تو ایک نیزہ شاخ نہنگ کا
تا سہ دن بنا ہوا حلقہ حلقہ کیا رکھا ہی پھر اُسکو خوب غور سے دیکھا پھر صندوق سے نکال کر حلقون سے بند کاٹے مثل
دہ نشان سیدھا ہو گیا وہ نیزے کی صورت بلند بالا ہو گیا امیر نہایت خوش ہو گئے اور اُس نیزے سے بیڑے کو کھیتے ہوئے
پہلے ہرگاہ بھوک لگتی تو وہ کلیچہ عنایت کردہ حضرت خضرؑ نکالکر کھاتے بھوک کی اذیت سے تسکین پاتے اور نماز کا وقت آتا
وہ نیزہ گاڑ کر اُسے باندھکر نماز ادا کرتے جناب کبریا مین حصول مقصود کی دعا کرتے اور پھر اُس بیڑے پر چڑھکے روانہ ہوتے
نہ بیٹھتے اور نہ سوتے الغرض اسی طرح بیس روز کامل چلے گئے اکیسوین دن ایک صحراے خوش فضا ملا وہ میدان از بس فرحت افزا
تھا امیر بیڑے سے اُتر کر خشکی مین قدم زن ہوئے دو تین کوس گئے تھے کہ سات بھیڑیے نمودار ہوئے نہایت بزرگ اور زور آور
تھے اُنکے ایک بھیڑیا سفید رنگ اور سب سے بڑا تھا اور شکم اُسکے زمین تک لٹکتے تھے کہتے ہین کہ وہ ہفت گرگ سلیمانی کہلاتے
تھے یہی میدان مین جو کچھ ملتا تھا کھاتے تھے اُن ساتون بھیڑیون کو حضرت سلیمانؑ نے پال کر وہان چھوڑ دیا تھا وہین
رہنے کا انھین حکم دیا تھا بھیڑیون نے جو صاحبقران کو دیکھا چاردن طرف سے امیر کو گھیر لیا سب نے جمع ہو کر اُنکا محاصرہ
کیا صاحبقران نے درخت کو پشت دیکر عقرب سلیمانی کو میان سے لیا جو بھیڑیا آگے بڑھا اُسکو اُسی تلوار سے قتل کیا جب
امیر ساتون بھیڑیون کو مار چکے اور اُنکے گزند سے اطمینان پا لیا اپنی طبیعت کو شاداں پایا کھال اُنکی خنجر سے جدا کی اور دل مین کہا کہ
ہمرہ مجھے سفر درپیش ہوا ہی پوست بہت جگہ کام دینگے لواس چمڑے سے بہت فائدہ اٹھائینگے گرگ بچھاے کیطرح
گلے مین ڈال کر راہی ہوئے تمام دن چلے گئے شب کو ایک پہاڑی کھوہ مین ایک پتھر کی چٹان پر لیٹ رہے جب صبح ہوئی نماز
پڑھکے وہان سے روانہ ہوئے گرمی کے دن تھے دوپہر کے وقت امیر پیش آفتاب سے گھبرائے سایہ کی تلاش مین قدم اُٹھائے
اتفاقاً ایک چار دیواری باغ کی نظر آئی اُنکے دل نے کچھ تقویت پائی قدم بڑھا کر جو گئے دیکھین تو دروازہ باغ کا بند ہے
اس فکر مین ہوئے کہ اسکے اندر جایئے اس باغ مین کسطرح سے دخل پایئے امیر نے خنجر سے قفل کو کاٹکر دروازہ کھولا اور باغ
کے اندر گئے اس تدبیر سے بخوف و خطر گئے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے اقسام اقسام کے درخت گلہاے خوشبودار میوے کے
لگے ہوئے ہین نہر جاری ہے حوض پر باد بہاری ہے مکانات طلائی اور نقرہ تعمیر کیے ہوئے ہین ہر طرح کی ہر مکان مین آرائش ہی
بڑی بنا ہے آرائش ہی امیر ایک مکان کے اندر گئے دیکھین تو ایک تخت زمرد کا بچھا ہوا ہے اُسپر مسند تکیہ بڑے تکلف کا لگا ہوا
ہے امیر اُسپر جا بیٹھے گویا وہ باغ رشک ارم اُنھین کیواسطے بنایا تھا اُنھین کے حصے مین آیا تھا دلمین کہا کہ یہ سب مکان حضرت سلیمانؑ
کے ہین بنائے ہوئے قوم نبی جان کے ہین بعد اُنکے جو شخص اس مین دخل کر لیا جیسا چاہا بالتعرف کیا امیر چین سے تخت پر بیٹھے
رہے تھے ایک ساعت کے بعد رعد و سرگرفتہ ہو بجنبش آسکا شور و غل تھا گویا بادل اسطرح کا اجاجتا ہوا پہونچا اُسکے شور
کی آواز امیر کے کان مین آئی اُنکے دل نے بہت ہیبت کھائی امیر اس مکان سے باہر نکل آئے تا دریافت کرین کہ کیا آفت
ہے جسکے شور سے یہ ایک قیامت ہو دیکھا کہ ایک دیو دو سر رعد کی طرح غل چنگھاڑ رہا ہی ہر شخص کو مار رہا ہی کہ جسنے میرے بے حکم میرے

باغ کا دروازہ کھولا ہی ہین اُسکو دیکھون تو پگھلا کر نکلی جاون کچا مع گوشت و پوست کھاؤن امیر نے للکار کر اُس سے کہا کہ او دیو سر
دہ ملعون مت کیا بیہودہ بکتا ہی بھلا میرے سامنے ٹھہر سکتا ہی تو نہین جانتا کہ مین زلازل قاف کا جک سلیمانی قاتل
اہرمن و عفریت ناپاک ہون دیوؤن کے مارنے مین سخت بیباک ہون رعد دوسرا بولا کہ او آدمی کی گدی گدستۂ قاف برباد کرکے
تو میرے باغ مین آیا ہے مین تجھ چکا ہون کہ تو نے ہزارہا دیو مارکے عدم مین پہونچایا ہی اب اگر لاکھ پالون رکھتا ہو تو یہان سے
قدم اُٹھا نہین سکتا اب میرے ہاتھ سے تو اپنے تئین بچا نہین سکتا یہ کہکر ایک چوب فولادی جو اُسکے ہاتھ مین تھی امیر کے
سر پر لگائی اپنی قوت دکھائی امیر نے وہ چوب اُسکے ہاتھ سے چھین لی ایسی چالاکی اور چستی کی رعد دوسرے نے دیکھا کہ آدمی بڑا
زور آور ہوا واقع جیسا مین سُنتا تھا ویسا ہی بہادر اور دلاور ہے تھا شا پر پاؤن رکھے امیر کے آگے سے بھاگا
ٹھہرنے کی تاب نہ لائی مقابلہ کرنے کی مجال نہ پائی امیر نے اُسکا پیچھا کیا بیٹھے کے اُسکو لیا اُسنے دیکھا کہ اس آدمی کی دو دبھی
مجھسے زیادہ ہی میرے پکڑنے پر آمادہ ہوا تنا راہ مین ایک کنواں تھا اُسمین بدحواس ہوکے اپنے تئین گرایا اُسوقت اُسکا
اور کچھ بس نہ آیا صدا بقران اس کنوئین کی جگت پر ٹھہر گئے کہ کبھی تو نکلیگا کب تک اسمین پڑا رہیگا تین پہر کامل بیٹھے رہے
پر وہ نہ نکلا تب تو انکی طبیعت گھبرائی بیٹھے بیٹھے اُکتائی اسی فکر مین سو گئے نیند مین غافل ہو گئے ناگاہ عمرو نے خواب مین دیکھا
کہ امیر حمزہ اگر شتاب تو یہان پہنچا ہیگا اور اُسی طرح سے تکلیف سے گا تو وہ اس کنوئین سے باہر نہ آئیگا جبتک تو اُسمین
چلانہ جائیگا اسواسطے مین تجکو ایک تدبیر بتاتا ہون ایک حکمت سکھاتا ہون اس کنوئین کے پاس جو تالاب ہی اُس کا
پانی کاٹ کر اس کنوئین مین لا کہ کنوان پانی سے بھر جائے تو وہ شریر گھبرا کے نکل آئے یہ خواب دیکھکر امیر کی آنکھ کھل گئی
خنجر سے ایک نالی کھود کر تالاب کے پانی سے کنوئین کو بھرا تب وہ گھبرا کر کنوئین سے باہر نکل کے بھاگا چاہتا تھا کہ بھاگ جانے امیر
کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے امیر نے دوڑ کر ایک تلوار ایسی اُسکی کمر پر ماری کہ ککڑی کی طرح دو نیم ہوا دشمن نا رحیم ہوا ایک
ساعت نہ گذری تھی کہ ایک دیونی بڑھیا پھوس روتی ہوئی آئی اُسکے غم مین حیران دکھتی ہوئی آئی اور رونے لگی کہ اوا دم اوا تو نے
میرے بیٹے کو کہ کل اُسکا تین سو برس کا سن تھا ابھی اُسکے دودھ کے دانت بھی نہ ٹوٹے تھے بیدرد مار ڈالا خیال نہ کیا کہ
اسکا کوئی وارث بھی ہوگا امیر دیکھین اُسکی بان کا بدلا لینے کو آن پہنچی شرارہ جادو میرا نام ہی زمین و آسمان مین غضب سے
بچکر اب تو کہان جا سکتا ہی کسی طرح سے اب میرے ہاتھ سے تو اپنی جان نہین بچا سکتا اور یہ کہکر جادو کرنے لگی امیر نے جو اسم
باطل السحر پڑھا شرارہ جادو اپنا جادو بھول گئی امیر نے تدبیر بڑھا کے ایک ہاتھ لگایا کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے کیا سر
قحبہ کو بھی جہنم مین ٹھکانا دیا اور غسل کرکے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی اس بات پر کہ اللہ نے اُنکو اُسکے ہاتھ سے نجات عطا کی اور دل مین کہا کہ سفر دور و دراز درپیش ہی آج اسی جا استراحت کیا چاہیئے بدکنوئین مین کود پڑے دریا چاہے
وہ شب اُسی جگہ پر بسر کی صبح کو وہان سے روانہ ہوئے تیسرے دن امیر کے پاؤنمین چھالے پڑ گئے ناچار ایک جگہ مجبور ہو کر
بیٹھ گئے پاؤنکے ورم اور چھالون کے باعث چلنے سے معذور ہو کر بیٹھ گئے دلمین کہا کہ مشورہ کی دوا ہو ہم تھک گئے اور

آپ بھی پانوں مین پڑے دیکھے خدا کیونکر پردہ دنیا پر پہونچاتا ہو ہمکو ہوا و طن کھاتا ہو ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک گرد سامنے سے اٹھی جب وہ گرد زمین پر بیٹھ گئی دیکھین تو ایک گھوڑا مشکی رنگ سازو یراق سے مزین چلا آتا ہو ایسا خوشخرام ہو کہ جسکی چال ڈھال دیکھنے سے دل ایک مزا پاتا ہو جب امیر کے پاس آکر وہ ٹھہر گیا امیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سواری خدا نے غیب سے بھیجی ہو تیرے حال زار پر عنایت کی ہو اٹھکر اسپر سوار ہوے جناب کبریا کے جان دل سے شکر گذار ہوے گھوڑے کی تیمم جانا تھا وہ گھوڑا برق کے مانند دوہانسے چمک کر ہوا ہوا مثل بدی کے ہوا پر اڑا ہر چند امیر نے روکا مگر نہ رکا تین شبانہ روز تک چلا گیا کمین ندادم نہ لیا ایک پل قیام نہ کیا چوتھے دن امیر کو چار دیواری باغ کی نظر آئی تھکی طبیعت نے تسکین پائی وہ گھوڑا اسکے اندر گیا وہان بہت سے گھوڑے اُس رنگ کے پھرتے دیکھے اور وہ گھوڑا بھی اُن گھوڑون مین ملکر چرنے لگا اُس باغ کی گھاس سے کہ سنبل و ریحان سے خوشتر تھی پیٹ بھرنے لگا امیر اس کیفیت کو دیکھکر بہت اپنے دلمین حیران ہوے غور کرکے جو دیکھا تو ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک خورشید لیلک گھوڑے پر سوار طلائی جواہر نگار چھڑی ہاتھ مین لیے ہوے اُن گھوڑون کو چراتی پھرتی ہو کمال ناز و انداز سے ہر طرف ہنکاتی پھرتی ہو اور کبھی ہنستی ہو اور کبھی روتی ہو ہر وقت ایک نئے رنگ مین ہوتی ہو امیر کو دیکھکر بولی کہا ہی عزیز تو کیا ماندہ تھا کہ اس گھوڑے کو پایا قیمت جان کے سوار ہو بیٹھا امیر نے فرمایا کہ اگر جان جان نفس الامر مین ایسا تھکا ماندہ تھا کہ مجھمین ایک قدم چلنے کی طاقت نہ تھی بلکہ کھڑے ہونے کی قدرت بھی نہ تھی اس گھوڑے کو دیکھکر تائید الٰہی سے سوار ہوا یہ گھوڑا جو مجھکو لیکر بھاگا یہان مجھکو پہونچایا اس باغ مین مجھکو لایا اب تو بتا کہ کون ہو اور اس جگہ کا کیا نام ہی یہ سکا مقام ہو اُسنے کہا کہ یہ طلسم شطرنج سلیمانی ہو اسمین فقط حکمت ربانی ہی کہ جسکے دیکھنے سے مجھے حیرانی ہو آجتک یہان آنکر کوئی جیتا نہین نکلا جو یہان آیا ہو اسکو شیر اجل نے کھایا ہو اتنا ہی کہنے پایا تھی کہ گھوڑا اُس کا دوسری جانب کو اُسے لے گیا وہ کچھ اور کہنے نہ پائی ایسی غائب ہوئی کہ پھر امیر کو نظر نہ آئی دست راست کو جو امیر نے دیکھا تو حضرت خضرؑ تشریف لائے ہین اُنکی اعانت کے لیے آئے ہین امیر نے سلام علیک کی حضرت خضرؑ نے سلام کا جواب دیا اور اُنسے خطاب کیا کہ یا صاحبقران جس گھوڑے پر تم سوار ہوا اُسکے گلے مین ایک لوح زمردی ہو وہ تم لیجاؤ اُسکو لیکر اپنے پاس رکھو اور خوب ہوشیاری کرو کہ بے دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا کہ یہ طلسم ہو جب آدمی اسمین جاتا ہو پھر تمام عمر رہائی نہین پاتا ہو حضرت خضرؑ یہ کہکے چلے گئے امیر نے گھوڑے کے گلے سے لوح لیکر دیکھا اسمین لکھا تھا کہ بندہ و سیر کنندہ طلسمات خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح اس طلسم کی تیرے ہاتھ آئی تو نے بڑی چیز نایاب پائی اور عورت جو گھوڑے پر سوار کبھی ہنستی اور کبھی روتی ہو جسوقت یہ ہنسے ایک تیر اسم پڑھکر اُسکے منھ پر مارا دیکھا کیا تماشا نظر آتا ہو تو کسی کیفیت اُٹھاتا ہو امیر نے جو ہنستے وقت اُسکے منھ پر تیر مارا وہ تیر گدی کے پار نکل گیا مثل برق شرر بار نکل گیا اُسکے دونون سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور گھوڑون کی یال و دم مین آگ لگی جتنے گھوڑے تھے شعلہ جوالہ کیطرح سے کاوے کھاکھا کر جل گئے دست و نابود ہو گئے کسی کا نشان بھی نہ رہا ایسے مفقود ہو گئے نقطہ گھوڑا جسپر امیر سوار تھے اُس آگ سے

بچ رہا اُسپر کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا امیر دیکھین تو نہ وہ باغ ہی نہ گھوڑے ہین ہر طرف سے آواز شور وغل کی آتی ہے کہ جسکی ہیبت سے طبیعت سُننے والے کی ہول کھاتی ہی اور ایک صحراے وسیع ہی کہ جسکے طول وعرض کا پایان نہین کوئی دہشت ناک ایسا بیابان نہین گھوڑا امیر کو وہان سے لیکر چند قدم ایک طرف کو گیا تھا کہ ایک چار دیواری باغ کی نظر آئی پہلے باغ سے زیادہ کیفیت اسمین پائی امیر جو اُسکے اندر گئے باغ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے باغ کیا تھا نمونہ بہشت تھا گویا مینو سرشت تھا درمیان مین اُس باغ کے ایک ایسا درخت عظیم الشان دیکھا اُسمین بھی طلسمات کا نشان دیکھا کہ ہر ٹہنا اُسکا سطری مین بجاے ایک درخت تھا اُسکا بیان کیا ہو سکے جسقدر موٹا اور سخت تھا اور اُسپر رنگ برنگ کے جانور بیٹھے ہوئے اپنی اپنی بولی بول رہے تھے اپنی اپنی بولیون مین زبان کھول رہے تھے اور درمیان مین اُن جانورون کے ایک ہمارے تاجدار مالا مروارید گلے مین ڈالے ہوئے تھا صورت بہت خوب آدار بھی مرغوب امیر کو جو اُسنے دیکھا تمام جانورون سمیت یا لشکر درخت سے بلند اُڑکر جانورون کے حلقے مین مع جانوران حلقہ زن کی طرح اس آواز درد ناک سے آہ وزاری کی کہ آدمی کیا پتھر بھی پگھلجائے اُس صدائے پر درد اور نالہ حزین کو سُنکر کسی کو چین نہ آئے امیر اُن جانورونکی زار نالے سُنکر رو دیے اور اُنکے قلب رقیق اور دل گداز نے بہت افسوس کیا مگر مثل مشہور ہی کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہی اپنے دلمین سوچے کہ شاید یہ جانور بھی جادو کے ہون اور مجکو کسی آفت مین پھنسائین کچھ انار نگ دکھائین اسواسطے لوح کو نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خبردار اس درخت کے نیچے نہ کھڑا ہونا نہین تو طلسم مین گرفتار ہو جائیگا یہ جانور سب جادو کے ہین پھر بھی تمام عمر یہان سے رہائی نہ پائیگا اس اسم کو تین دم کرکے ہماے جادو کو مار ڈال اُسکے طائر روح کو قفس جسم سے نکال امیر تیرکمان مین جوڑکر کھڑے ہوئے کہ ہما درخت پر بیٹھا چاہتا تھا کہ پھر پرواز کرے ان سب جانورونکے ساتھ پھر اُڑنا آغاز کرے امیر نے بسم اللہ کرکے ہما کے سینے مین تیر مارا کہ سینے سے پار ہو گیا وہ بیقرار ہو گیا اور تیر کے لگتے ہی ہما کے سینے سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ باغ تمام جانورون سمیت جلگیا جب وہ سب نیست ونابود ہو گئے تب وہ کھٹکا امیر کے دل سے نکلگیا بعد شور وغل کے امیر نے اپنے کو ایک دریاے عمیق پایا وہان وہی تماشا نظر آیا یعنی ویسا ہی باغ مین ایک غول سونے کا بیلچہ لیے ہوئے کھڑا تھا صورت شکل عجیب تھی حرکت دیوانونکے قریب تھی امیر کو دیکھکر بولا کہ اور آدم زاد سیاہ رو نادان سفید ضعیف البتہ تو یہان کسطرح آیا بجز اس مکان مین کس نے پہونچایا یہ کہکر دوڑکر بیلچہ امیر کو مارا امیر نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ پھر زندہ نظر نہ آیا فوراً دو ٹکڑے ہو گیا مگر جو ٹکڑا زمین پر گرا ایک کے دو غول ہو گئے پہلے سے دوچند ہوئے اچھے تنومند ہوئے اور دونون نے امیر پر دوڑکر حملہ کیا چارون طرف سے اُنکو گھیر لیا اور دوپہر کے عرصے مین تمام باغ غولون سے بھر گیا امیر کا دل اُس جماؤ کو دیکھکے ڈر گیا مگر یہ خیر تھی کہ کسی غول کی ضرب امیر پر اثر نہ کرتی تھی کوئی حرب وضرب اُنکی اسمین ضرر نہ کرتی تھی اور غول بھی عجیب الہیئت نظر آتے تھے ہر وقت وہ اپنی صورت بدلکر امیر کو دکھاتے تھے سر تو اُنکا سینے مین اور دونون ہاتھ دو سینگون کیطرح سے سر کے برابر نکلے ہوئے تھے آخر امیر کو لوح

یاد آئی اُسپر امیر نے نظر جمائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غول تلوار سے نہ مارے جائینگے فرہ شمشیر ہرگز نہ کھائینگے غول سفید کے
ماتھے مین ایک خال برنگ عقیق سُرخ ہے اُس خال مین تیر لگے گا تو یہ طلسم فتح ہوجاویگا تو اُس مخمصے سے نجات پائے گا
امیر دیکھین تو واقعی ان غولون مین ایک غول سفید ہے اور اُسکی پیشانی پر ایک سُرخ خال ہے عجب طرح کی مثال ہے امیر
نے بسم اللہ کرکے ایک تیر اُسکے خال پر مارا چارون طرف سے شور و غل پیدا ہوا گویا ہنگامۂ قیامت ہویدا ہوا اور فلک سے
اولے گرنے لگے اور بادل گرجنے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ سب فساد دور ہوا تمام طلسمات کا کارخانہ آنکھون سے مستور ہوا پھر
دیکھا تو ایک وہی مکان ہے بہت نفیس عمارت عظیم الشان ہے امیر اُس مکان کے اندر گئے باغ خوش فضا نظر آیا وہ گلزار انکو
دل سے بھایا دیکھا کہ نامی باغ مین ایک حوض پانی سے لبریز ہے موج زن اور بہت طرب انگیز ہے اور لب حوض ایک تخت مرصع قطع
بچھا ہے اُسپر ایک دیوتکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہے اور سامنے اُسکے ایک عورت بندھی ہوئی پڑی ہے اور اُسکے سینے پر ایک جن
خنجر ہاتھ مین لیے بیٹھا نہایت زور سے اُسکو زیر کیے بیٹھا ہے امیر کو دیکھکر وہ عورت پکاری نہایت عاجزی سے پکار کر
ماری کہ شکنندۂ ظلم مجھے اسکے ہاتھ سے بچا اس ظالم کے پنجے سے مجھے چھڑا اُسکے اس بات کے کہنے سے جن نے اُسکا
کاٹ کر دیو کی گود مین ڈال دیا اور اُس نے حوض مین پھینکدیا اُس بیچاری کے ساتھ ان دونون نے یہ معاملہ کیا پھر حوض سے
وہ سر اچھلکر اس عورت کے دھڑ مین لگ گیا اور اُس عورت نے بدستور اول پھر صاحبقران سے مدد چاہی جن نے
پھر اُسکا سر کاٹ کر دیو کی گود مین ڈالا اور اُسنے بدستور حوض مین پھینکدیا پھر اچھلکر عورت کے بدن مین لگا۔ امیر اس
کیفیت کو دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور دلمین کہا کہ عجب تماشا ہے محض قدرت خدا ہے لوح کو لکھا کر جو یہ معاملہ لکھا تھا کہ جو
وہ جن سر اُس عورت کا کاٹ کر دیو کی گود مین دے اُسوقت تو اسم اعظم پڑھکے تیر اُس دیو کے ٹھوڑی مین مارا اُس اسم
کی برکت سے سب جادو اُنکا اُتر گیا امیر نے وہی عمل کیا جھٹ ایک تیر اُسی طرح سے اُسکے حلق پر مارا دیو کے مرتے ایک
شور و غل پیدا ہوا زلزلہ محشر برپا ہوا شور و غل موقوف ہونے کے بعد امیر نے دیکھا کہ ایک صحرائے بے پایان ہے ایک دشت
بیابان ہے امیر اُسطرف کو چلے تھوڑی دور جاکر ایک قلعہ سنگ سیاہ کا اُنکو نظر آیا اُس قلعہ کو بھی نئے طرز کا پایا امیر
جو ایک دروازہ پر گئے دروازہ قلعہ کا کھلا پایا کوئی دربان نگاہبان دیکھنے مین نہ آیا آبادی ہر محل مین نظر آئی آدمیون کی
آہٹ اُنھون نے نہ پائی امیر قلعے کے اندر گئے دیکھین تو قلعہ خوب آباد ہے دور رسیہ دوکاندار اپنی دوکانون مین بیٹھے
ہوئے ہین مگر کسی مین حس و حرکت نہین ہے ہاتھ پاؤن ہلانے کی طاقت نہین ہے ہر چند امیر نے اُن لوگون سے انکی
بات کی اُنکو آواز دی لیکن کسی نے لب تک نہ ہلائے کسی بات کا جواب زبان پر نہ لائے ناچار بازار کی سیر کرکے نقارخانے
کی طرف گئے کثرت سے خلقت نظر آئی مگر انمین بھی وہی کیفیت تصویر حیران کی پائی آگے بڑھکر مکانات پر تکلف دیکھے
اور نقیب چوبدار سیاول دربان خدمتگار دروازے پر بیٹھے پائے ایک ہی سے حال سب کے دیکھنے مین آئے جس سے
امیر نے پوچھا کہ یہ قلعہ کس کا ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا مطلق اُنسے کچھ کلام نہ کیا چند قدم پر دیوان خاص ملا اسمین ایک

مکان مرصع دیکھا اُسکے اندر گئے ایک تخت جواہر نگار پر بادشاہ کو بلباس شاہانہ بیٹھے دیکھا اور گرد اُسکے سردار و پیادے اپنے اپنے قرینے سے زنگلوں پر بیٹھے پائے امیر نے بادشاہ کے متصل جاکر سلام علیک کی جب جواب نہ پایا امیر کو غصہ آیا تب تو برہم ہوکر کہا کہ تمھارے یہانکا یہی رسم ہے کہ جو کوئی سلام علیک کرے اسکو جواب نہ دیں آپس مین کچھ بات نہ کرین اُسکا بھی جواب نہ ملا کسی کا لب ہلنے مین نہ ہلا امیر ناخوش ہوکر باہر کو پھرے لگاہ کرین تو دروازے سے آئے تھے وہ دروازہ نظر نہین آتا کچھ اُسکا پتا نشان نہ پایا نہین جاتا ناچار ہوکر پھر بادشاہ کے پاس آئے کہ اُس سے دریافت حال کرین اُنکی حیرانی کی کیفیت کہین بادشاہ کے ہاتھ مین ایک کاغذ دیکھا تو امیر نے ہاتھ بڑھا کے وہ کاغذ بادشاہ کے ہاتھ سے لیا اپنے قبضے مین کیا بادشاہ تب بھی نہ بولا ہرگز منھ نہ کھولا امیر نے اُس کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ ای آیندہ طلسمات یہ سلیمانؑ کے دربار کی نقل ہے بعینہ اُسی بزم فرحت آثار کی نقل ہے جو لوگ کہ دربار مین حاضر ہوتے تھے اُنکی صورتین بنائی ہین جنکا جو مقام نشست و قیام تھا اُنکی تصویرین سب سیطرح لگائی ہین اور جو جو صورتین تو نے اس قلعہ مین دیکھی ہین یہ سب لوگ سلیمانؑ کے وقت مین اس قلعے مین قیام رکھتے تھے اسی صورت سے مقام رکھتے تھے پس قلیان کیونکر جواب دین ہمین جان نمودہ کیونکر بات کرین یا میر اس فکر مین غلطان و پیچان تھے نہایت تحیر اور پریشانی تھی کہ حضرت سلیمانؑ کے تخت کے برابر ایک اور تخت دکھائی دیا اُنھون نے اُسکو بغور تمام ملاحظہ کیا دیکھین تو ایک معشوقہ چاردہ سالہ مغرق بجواہر بکمال ناز و ادا بیٹھی ہے حسن و جمال مین آن دم ہوش کی تو کیا حقیقت ہے پریون سے بدرجہا سوا بیٹھی ہے اور چار سو پریزادین اُسکے تخت کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی ہین ہتھ گاہ مین خبر نہ خبر اور بہت سی خدمتگار اُسکے آگے ہاتھ باندھے کھڑی ہین امیر نے اُسکے برابر آکے سلام علیک کی اُسنے جواب سلام علیک کا دیکر کہا کہ ای عزیز اس طلسمات مین تو کیونکر آیا اس مقام مین آدمزاد کے آنے کی مجال ہی نہین بھلا تو نے کسطرح سے گذر پایا امیر نے کہا کہ میرا حال بہت طول طویل ہے کیونکر سناؤن جس حکایت کی انتہا نہو اُسکو کیا زبان پر لاؤن مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور تمھارا کیا نام ہے اور اس جگہ مین کیونکر آئی ہو حکایت بیان نہین ہوسکتا کیونکر مقام ہے اُس معشوقہ نے کہا کہ ای بندۂ خدا مین بھی حضرت سلیمانؑ کی محرم ہون میرا اسلیم شاعران ہے مجکو جاہ و حشمت بخشیدۂ حضرت بادشاہ جنات و پریستان ہے جب حضرت سلیمانؑ نے اس جہان گذران کو رخصت کیا اور شہپال نے جنات کو اپنے قبضے مین لیا اُس نے پردۂ ظلمات کی حکومت مجھکو دی اور مین نے حسب رضامندی اُنکے قبول کی چند روز کے بعد عفریت بن مقاتل اہرمن نے سر اُٹھایا اور بدذاتی سے سر برسر آیا قاف کے ملکونکو از راہ نمکحرامی شہپال سے چھین لیا بہت سے نواح کی حکومت سے خارج کیا شدہ شدہ ظلمات مین دخل کیا اور مجھسے پیغام دیا کہ تو مجکو قبول کر یعنی میری مواصلت اختیار کر اور اس امر مین ہرگز نہ انکار کر نہین تو تجکو بھی ذلیل و خوار کرونگا بہت اذیت دونگا مین نے دیکھا کہ جب شہپال اس سے نہ کرسکا تو میری کیا حقیقت ہے اُسکے پاس بڑی جمعیت اور اُسکو بڑی قوت ہے اب یہان رہنے مین حق حرمت مین خلل آئیگا بزرگونکی عزت و ناموس کا نام مٹ جائیگا یہ

بھاگنا ہی مصلحت ہو اس مین خیریت ہو اس خیال سے اپنے کو دیدۂ و دانستہ اس طلسم مین ڈالکر قیدی بنی یہ بات دل پر بھی کہ یہان تو وہ نہ آسکیگا مجھپر کسیطرح کا قابو نہ پاسکیگا باقی اس مکان مین فقط بلحاظ زیارت تصویر حضرت سلیمانؑ زندگی کے دن بھرتی ہون گوشہ عافیت مین بیٹھکر خدا کی عبادت فارغ خاطر سے دن رات کرتی ہون اور یہ چار سو پریزادین میری کنیزین ہین انکو اپنے ساتھ لیے آئی تھی اس نیت سے یہان آئی تھی اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کہانسے آئے ہو اس مقام مین کیونکر تشریف لائے ہو صاحبقران نے کہا کہ مین زلال قاف کوچک سلیمانؑ فرزند ابراہیمؑ پیغمبر ہون حمزہ میرا نام ہے دیدۂ دنیا میرا مقام ہے شہپال نے اپنی مدد کو مجھے دنیا سے بلایا تھا اسکی خاطر سے مین یہان آیا تھا مین نے آکر اول مقاتل ہرمن کو بعد ازان عفریت اور اسکی ماں ملعونہ کو مار کر باد شاہ کا ملک گیا ہوا باد شاہ کے قبضے مین بدستور کر دیا خدا کے فضل و رحمی جرأت اور دلاوری سے اسکے دشمنونکو قتل کرکے پھر اسکو مالک اس ملک کا کیا اور اکثر طلسمون کو توڑا اور دیوان سرکش کو قتل کرکے خاک سیاہ کیا انکے مددگارونکو ذلیل و رسوا و تباہ کیا اب تو خوف نکر شوق سے اپنے ملک مین جا اسواسطے کہ سب دشمن تیرے نیست و نابود ہوگئے اب تو پھر اپنے تئین وہانکا حاکم بنا ملکہ سلیم شاہ نے جواب دیا کہ طلسم مین تو اپنی خوشی سے آئی تھی لیکن یہان سے نکلنا میرے اختیار کے باہر ہے کیونکہ جو یہان آتا ہے نکل نہین سکتا فرمایا کہ مین اس طلسم کو توڑکر تجکو یہان سے نکالدیتا ہون اتنا تو اب لیتا ہون بشرطیکہ ایک بات کا مجھسے اقرار کرو جو مین کہون اس امر کو اختیار کرنا ملکہ سلیم شاہ نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے پہلے مین سُن لون تو اقرار کرون اگر قابل قبول کرنے کے ہو تو پھر یون انکار کرون امیر نے کہا کہ یہان سے چھوٹنے کے بعد بر دۂ دنیا مین مجھے پہونچادے میرا ملک مجھے دکھادے سلیم شاہ نے بسر و چشم کہکر قبول دیا اور اقرار واثق کیا کہ مین خود پہنچا کر پہونچادونگی پکا اتنا کام ضرور کرونگی امیر نے لوح جفر سے نکالکر دیکھا ہر چند غور کیا ایک حرف نظر نہ آیا امیر نے کچھ پڑھ نہ پایا امیر کے حواس اڑ گئے جانکہ اب ہمیشہ اس طلسم مین رہے خوب تقدیر نے پھنسایا عجیب معاملہ پیش آیا لوح کو رکھدیا اور آسمان بعد ازادا نماز مکروہ کی مناجات کرکے سجدے مین گئے اب غفلت سی طاری ہوئی اس غفلت مین حضرت سلیمانؑ کو دیکھا کہ میرا سر بھائی سے لگا کر فرماتے ہین کہ اے فرزند اول نہم بیع الملک نامے تیرا فرزند اس طلسم کو توڑیگا اسکی شکست اسی کے ہاتھ ہو اسکا برباد کرنا اسی کا کام ہی باقی رہا اس طلسم سے نکلنا اس اسم کو پڑھتا ہوا دروازے کی طرف جا دروازہ پیدا ہوگا یہان سے نکلنے کا راستہ ہویدا ہوگا جب دروازے کے باہر قدم رکھنا اسم کو پڑھتے رہنا ایک ہرن تیرے سامنے آکر بھاگے گا تو بھی یہی اسم پڑھتا ہوا اسکے پیچھے پیچھے دوڑنا جب وہ ہرن غائب ہوجائے اور تجکو بالکل نظر نہ آئے جانکہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا اللہ نے اپنے فضل و کرم سے چہرۂ شاہد مقصود دکھایا امیر جو ہوشیار ہوئے سجدے سے سر اٹھاکر پھر سجدۂ شکر کیا اور ملکہ سلیم شاہ سے خواب بیان کرکے کہا کہ جب مین یہان سے نکلون تو میرے پیچھے دوڑی چلی آؤ مین کہتا ہون وہ بجا لا امیر اسم تعلیم کردۂ حضرت سلیمانؑ کو پڑھتے ہوئے دروازے کیطرف گئے

دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہو جب دروازے سے نکلے ایک ہرن سینگون پر سینگو ٹیان جڑاؤ چڑھائے دکون پر دو لعل جڑے ہوئے زیبقت کی جھول پشت پر تینبان مرصع بالون مین کودتا پھاندتا چھم چھم چوکڑیان بھرتا امیر کے روبرو سے نکلکر میدان کی طرف بھاگا امیر وہ اسم پڑھتے ہوئے اس ہرن کے پیچھے دوڑے اور خیال کیا کہ یہ وہی ہرن ہی جسکا حال حضرت سلیمانؑ نے مجھسے خواب مین ارشاد فرمایا ہی اور یہ اسم مجکو سکھایا ہی اور ملکہ سلیم شاعران بھی اپنے پریزادون سمیت امیر کے پیچھے چلی اُسنے بھی آپ کے ساتھ جانے مین ذرا دیر نہ کی قلعے سے ایک شور و غل پیدا ہوا یہ چلانے کا زور و شور تھا گویا ہنگامۂ محشر ہویدا ہوا کہ یعیو پکڑو دربند سے قیدی بھاگے جاتے ہین اب گرفتار ہوتے نظر نہین آتے ہین کون سُنتا ہی یہان پھر کے بھی کسی نے نہ دیکھا افتان و خیزان سب کے سب اُس قید سے باہر آئے خدا کا شکر بجالائے آگے کچھ دو پہاڑ ملے ہرن اُن پہاڑون مین جاکر امیر کی نگاہ سے ہرن ہوگیا اُسکا پھر کسی نے نشان نہ پایا کہین نظر نہ آیا امیر نے جانا کہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا کارسازِ حقیقی کی عنایت سے اس بلاے جانفشان سے چھٹکارا پایا اور اُس پہاڑ سے نکلکر دوسرے پہاڑ کے تلے مین مقام کیا اُس دو دوش کی تکلیف سے آرام لیا ملکہ سلیم شاعران بھی اُسی جا مقیم ہوئی امیر کی ہمراہی مین وہ بھی خوف و بیم ہوئی چار سو پریزادون سے سامان عیش طرب مہیا کرکے امیر کی ضیافت کی سب طرح کی پاسداری اور اطاعت کی سات دن تک امیر اُسی مقام پر پانچ رنگ دیکھا کیے پریزادونکے ناز و کرشمے دلربائی کے ڈھنگ دیکھا کیے آٹھوین دن ملکہ سلیم شاعران نے اپنے نمکخینون سے مشورہ کیا کہ حمزہ جفت آسمان پری ہو اس دہشت سے کوئی اُسکو دنیا مین نہین پہونچا سکیگا اُسکے خوف سے اُنکو کوئی نہین بچا سکیگا درمین نے حمزہ سے عہد کیا ہی کہ مین تمکو دنیا مین پہونچا دونگی ہرگز تمسے خلاف وعدگی نہ کرونگی پس تم لوگونکی اس امر مین کیا صلاح ہی کون سی تدبیر باعث فلاح ہی اُنھون نے کہا کہ یہ سمجھ لو اگر آسمان پری کو معلوم ہوگا کہ تمنے اُس کے شوہر کو دنیا مین پہونچا دیا ہی اُسکی خلاف مرضی یہ کام کیا ہی تو وہ تمھاری جان و حرمت کی دشمن ہوجائیگی تم اُس کے ہاتھ سے بڑی آفت اُٹھاؤگی وہ اپنے باپ مان سے ڈرتی نہین دوسرا کوئی کیا مال ہی تم خوب جانتی ہو جو اُسکا حال ہی اُس حرکت سے وہ تمکو ہیچ مدت بھی کرے گی ظلمات کو بھی چین لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اس آدمی کو یہی جا پر سوتا چھوڑکر مع چار سو پریزاد یہان سے چلدو آسمان پری کی نافرمانی ہرگز اختیار نہ کرو سلیم شاعران کو بھی یہ صلاح پسند آئی اُنھنے اپنی حفاظت اسی بات مین پائی امیر کو سوتا چھوڑکر مع پریزادان ہمراہی ظلمات کو اُڑکے چلی گئی امیر سے عہد شکنی کی امیر صبح کو جو جاگے دیکھا تو سلیم شاعران کا نشان نہین اُسکے ساتھ کا کچھ بھی سامان نہین دریافت کیا کہ آسمان پری کے خوف سے اُسنے بھی مجکو دنیا مین نہ پہونچایا اُسکا خوف اُسکے دلمین سمایا دلمین سوچے کہ خدا مددگار چاہیئے وہ چاہیگا تو دنیا مین پہونچنا کچھ دشوار نہین ہی اُسکے فضل و کرم سے ہمکو ذرا ناامیدی نہانا نہین ہی یہ کمکر اُسی پہاڑ کے نیچے نیچے روان ہوئے اللہی پر بھروسا کیا تو سب کام آسان ہوے راوی لکھتا ہی کہ امیر نو شبانہ روز تک چلتے چلتے

بھوک لگتی تو کلیجہ عنایت کردہ خضر کھاتے قوت چلنے کی پاتے بعد ازاں کبھی خشکی مین کبھی دریا مین کبھی پہاڑ مین جہان ہوتے کلیجے کو پھینک دیتے لیکن جب امیر کو بھوک لگتی تو کلیجہ امیر پاس آکر موجود ہوتا تاکہ کھاکر سیر ہوتے ہر کام پر دلیر ہوتے دسویں دن ایک جگہ شداد کے درختون کے نیچے شب باش ہوئے انھین ساتون جنگلی بیلون کی کھال بچھاکر سو رہے جگہ خوش فضا پاکر سو رہے صبح کو اٹھکر نماز پڑھکے جنگل سے نکل میدان کی راہ لی پھر منزل مقصود پر پہونچنے کی نیت کی تھوڑی دور جاکر دیکھتے کیا ہین کہ ایک شعلہ پہاڑ کے دامن سے رہ رہ کر اٹھتا ہے مگر اُسکی کیفیت خیال مین نہین آتی کچھ دہن مین نہین سماتی امیر نزدیک جاکر دیکھین تو وہ پہاڑ نہایت خوش رنگ ہے وہان کے عجائبات دیکھنے سے عقل دنگ ہے چادرین پانی کی ہر طرف جھرنون سے پڑ رہی ہین سبزے سے صحرا مین فرش مخمل نرم مزین بچھا ہوا ہے تمام میدان ہرا بھرا ہوا اور قلعہ کوہ پر ایک چار دیواری عالیشان سونے روپے کی اینٹون کی جواہرات کی دار بیل سے درزین بند کی ہوئین نظر آتی ہے کہ جسکے دیکھنے سے نظارگی بینائی روشنی پاتی ہے اور جانور رنگ برنگ کے جابجا پہاڑ پر پھر رہے ہین اور نیچے پہاڑ کے ایک غار ہے کہ جسکا عمق پیشمار ہے اُسکے منھ پر ایک دیو بیٹھا ہوا رنے اور فیل اور شتر کے کباب لگا رہا ہے بے تکلف کھا رہا ہے وہ شعلہ جو پہاڑ سے نکلتا ہوا نظر آتا تھا یہ تھا آسمان کی طرف جاتا تھا اُسی الاؤ کا تھا اور یہ وہی دیو ہے کہ قاف کی کوہ مین خدائی کرتا ہے اُس ملعون نے اپنے کو خدا مشہور کیا ہے خدا کی رحمت سے اپنے تئین دور کیا ہے اور یہ غار اور الاؤ اُسکا دوزخ ہے اور چار سو دیو دوزخ کے موکل ہین اُسکی حفاظت پر مصمل ہین امیر نے ارادہ کیا کہ پاس جاکر کچھ جان سے احوال پوچھین کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے عقل کو حیرت دلاتا ہے ناگاہ اُنمین سے ایک دیو کی نگاہ امیر پر پڑی بولا کہ میری سیخ مین کباب ہو چکا تھا سو خداوند قاف نے یہ تکا بھیجا ہے کیا خوب لقمۂ خوشگوار بھیجا ہے یہ کہکر وہان سے اٹھکر امیر کو اشارے سے بُلایا اور یہ مژدہ سُنایا کہ وآدم زاد پانون دہائے چلا آپنے پانون کی آہٹ کسی کو نہ سُنا ایسا نہو کہ کوئی اور دیو دیکھ لے اور اُٹھاکر لقمہ کر جاوے تو مین محروم رہ جاون اور وہ لذت پائے امیر اُسکے اس کلام پر ہنسنے لگے اُس دیو کو جو بُرا معلوم ہوا سیخ لیکر امیر پر دوڑا کہ ایک ضرب لگائے پکڑکے کھا جائے امیر نے عقب سلیمانی میان سے لیکر جو لگائی مع سیخ کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اُس سے کچھ بھی نہ بن آئی اُس دیو کو مرتے دیکھکر چھتیس دیو تے حربہ لیکر امیر پر دوڑے امیر پھر گرشاسپ بل کی بائین ہاتھ مین لیکر داہنے ہاتھ سے عقب سلیمانی کو کھینچکر دیوون کے بیچ مین پٹے کے ہاتھ لگانے لگے اللہ کو یاد کرکے قوت رستمانہ اور فن سپاہگری دکھانے لگے جس کے ایک ہاتھ لگایا دو ٹکڑے نظر آیا بہت سے تو مارے گئے تھوڑے سے بھاگ کر بیچ دیوون کے وجود ناپاک سے وہ میدان خالی ہوا اُن درندون سے وہ بیابان خالی ہوا جب امیر نے دیکھا کہ اب کوئی دیو نہ رہا پہاڑ پر جاکے بہشت جو اُسنے بنایا تھا اُسکی آرائش کیا سے طرح طرح کا جواہرات بے نظیر کمال اہتمام سے لگایا تھا اُسکے اندر گئے دیکھین تو واقعی مکان نمونۂ فردوس برین ہے باعث رونق روے زمین ہے اور اُسمین ایک تخت زمرد کا بچھا ہے کہ وہ بھی خوبی مین

یکتا ہی امیر اُس تخت پر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ دو گھڑی سو کر کچھ آرام کیجئے طبیعت کو آسائش دیجئے پھر دلمین خیال آیا کہ دیو جو بھاگے ہین وہ البتہ اپنے سردار سے اطلاع کرینگے اور وہ بھی یقیناً سُنتے ہی آئینگا مع دیوؤن کے میرے قتل کے واسطے اپنے تئین یہان پہونچا دیگا پس ایسے مقام پر غافل ہونا خوب نہین یہ بات اہل دانش کو مرغوب نہین ہی چنانچہ جو دیو جان بچا کر بھاگے تھے اُنھون نے بالاتفاق اپنے خداوند کو خبر دی اس سب خرابی اور امیر کے ظلم و تعدی سے اطلاع کی کہ ایک آدم زاد نے آنکر اتنے دیوون کو مار ڈالا اور ہم اگر جان لیکر نہ بھاگتے تو ہم بھی مارے جاتے ہر گز اُسکے ہاتھ سے نجات نہ پاتے پوچھا کہ اب وہ کہان ہی اُسکے قیام کا کچھ پتا نشان ہی دیو بولے کہ بہشت کی سیر کر رہا ہی جو خوف و دغدغہ ہمکو دخل بے شرکت غیر کر رہا ہے ارنائیس سُنتے ہی آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ کون ہی کہانسے آیا ہی جسنے اپنے تئین ایسے مقام مین کہ جس مین گذر آدم کا بہت دشوار ہی کیونکر پہونچایا ہی میرے بندون سے ایسی حرکت کی ہی اسقدر ذلت دی ہی ذرا مین بھی تو اُسکو دیکھون کہ وہ کیسا زور آور ہی دیوؤن کے مارنے پر دلیر اور دلاور ہی یہ کہکر کئی ہزار دیو ساتھ لیکر قلعہ سے نزدیک عقیق سے اڑا اور جاتے ہی مکان کو گھیر کے دیوؤن سے کہا کہ اندر جا کر اُس سیاہ سر و دندان سفید کو پکڑ لاؤ ہرگز اُس سے خوف نہ کھاؤ اُنھون نے کہا کہ ہمارا مقدور نہین اندر جانے کا قصد کرین اُسکے سامنے اپنے تئین پہونچائین اور اُسکو پکڑ لائین آپ خداوند ہین اپنی کسی تدبیر سے اُسے مارے دیکھین آپ کیسے بہادر ہین بھلا اُسکو اپنی شمشیر سے مارے دیوون کے اس کلام سے ارنائیس کو اور بھی غصہ آیا اُنکے پاس کلام طنز آمیز سے بڑا پیچاب کھایا وار شمشاد لیکر اندر گھسا اور جا کر امیر سے کہا کہ او آدم زاد تو نے میرے فرشتون کو کیون مارا کیا تجکو میرا خوف نہ تھا یہ کہکر وار شمشاد امیر پر لگائی اپنی جرأت اور قوت دکھائی امیر نے جست کر کے اُس ضرب کو ٹالا اور کمربند اُس دیو کا پکڑ کے زمین پر دے مارا چاہتا تھا کہ تڑپ کر بھاگے امیر کود کر اُسکی چھاتی پر سوار ہوے اور کمربند سے خنجر نکال کے اُسکے گلے پر رکھدیا ایسے دیو زبردست کو بھی زیر کیا ارنائیس آنکھون مین آنسو بھر لایا جان کے خوف سے گھبرایا اور کہنے لگا کہ ای زلازل قاف مجھے امان دے ای جوانمرد میری جان نہ لے فرمایا کہ ایک طرح پہلے اپنا احوال ظاہر کر دوسرے مسلمان ہو میرا تابع فرمان ہو ارنائیس بصدق دل مسلمان ہوا اُسکے چھوڑ دینے پر مرہون احسان ہوا اور عرض کی کہ ای امیر مین سلیمانؑ کے وقت مین ایسا دیوون مین لوکر تھا اُنکے نزدیک بہت معتبر تھا جب سلیمانؑ نے دُنیا سے رحلت کی راہ جنت کی لی جسکے مکان ہاتھ لگا اُسنے اپنا عمل کر لیا مین نے بھی اس مکان مین پناہ داخل کیا اور اپنے کو خداوند دیوؤن کا بنایا سبکو اپنے زیر حکم لایا آپ نے آنکر مجکو ہدایت کی دولت ایمان عنایت کی الحمد للہ کہ مین شرک سے محفوظ ہوا اسلام کے حاصل ہونے سے بہت محظوظ ہوا اب آپکا تابعدار ہون ہر طرح سے فرمانبردار رہون جو فرمائیے گا بجا لاؤنگا آپکی اطاعت سے سعادت کونین پاؤنگا یہ کہکر مکان کے باہر آیا اور اپنے تمام دیوؤن کو حکم یہ سُنایا کہ مین مسلمان ہوا تم مین سے جو مسلمان ہو وہ میرے پاس رہے

اور جسکو اسلام قبول نہو وہ اپنی راہ لے مین اس سے بیزار ہون تم کافرین ایماندار ہون بعضون نے ایمان قبول کیا اور اکثر انکار کرکے وہان سے چلتے ہوئے ارنائیس بیر امیر کے پاس آیا اور یہ کلمہ زبان پر لایا کہ جو دیو مسلمان ہوئے انکو مین نے رہنے دیا ہے اور جنھون نے اسلام قبول نہین کیا انکو مین نے اپنے پاس سے دور کیا اپنی خدمت سے مجبور کیا فرمایا بہت اچھا کیا مگر بڑی اطاعت میری یہ ہو کہ مجکو تو دنیا مین پہونچا دے کہ مین ایک مدت سے تمھارے ملک مین سرگردان ہون ارنائیس بولا کہ دنیا مین آپ کا پہونچانا مشکل کیا ہے آسمان پری کے خوف سے آپکو کوئی نہین پہونچاتا ہے اُسکے ظلم سے ہر شخص خوف کھاتا ہے کہ وہ بڑی ظالم ہے لیکن مین سب ظلم اُسکے اپنے اوپر قبول کرکے آپکو دنیا مین پہونچا دونگا آپکی خاطر سے اُسکے خلاف مرضی یہ کام کرون گا بشرطیکہ میری مراد بر آئے یہ تمھارا تا بعدار اپنا مقصود پائے امیر نے فرمایا کہ وہ مراد کیا ہے مجھسے بیان کر اپنا مطلب دلی عیان کر ارنائیس نے کہا کہ مین جس قلعہ مین رہتا ہون عقیق رنگا اُس قلعے کا نام ہے وہ عقیق زرد سے بنا ہوا ہے اُسکا مثل روے زمین پر پیدا نہین ہے اُسکے نزدیک اور ایک قلعہ ہے اُسکے زمرد حصار کہتے ہین وہان کا بادشاہ لاہوت شاہ بڑا صاحب شوکت و جاہ ہے لانیسہ نام اُسکی ایک بیٹی ہے مین اُسپر عاشق ہون کہ وہ کسیطرح میرے ہاتھ نہین آتی اُسکے رنج مہاجرت مین مجھے کوئی چیز نہین بھاتی اُس معشوقہ کو مجھے دلا دیجئے اتنی مشقت میرے لیے کیجیے تو مین آپکو دنیا مین پہونچا دینے کا ذمہ کرتا ہون اس غرض سے آسمان پری کی راہ صدول حکمی مین قدم دھرتا ہون فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھے اُس جا پہنچا دے مین تیری معشوقہ کو تجھے دلوا دونگا تیری خاطر سے یہ محنت گوارا کرون گا ارنائیس نے کہا کہ آیئے میری گردن پر سوار ہو جیے وہان چلنے پر آمادہ ہو جیے امیر زرہ کے دامن کو گردن کے اُسکی گردن پر سوار ہوئے ارنائیس طرارہ بھر زمرد حصار کو چلا اپنی معشوقہ کے شہر و دیار کو چلا فقط

تمام ہوا دفتر دوم امیر حمزہ گیتی ستان کے قصے کا باقی حال تیسرے دفتر مین لکھا جاویگا انشاء اللہ المستعان

بعون صناع مکوّن مکان فضل خلاق مکین و زمان

دفتر سوم

داستان امیر حمزه

بار ششم

بمطبع منشی نولکشور لکھنؤ طبع مزین مطبوع جہان ہوئی

کہ اُسوقت حمزہ میرے ساتھ نکریگا سرنو قائم بناے فساد ہوگی کاروان نے کہا کہ مین دور و زمین خط کا جواب منگوا دیگا ہون شرط یہ ہے کہ جواب لکھنے مین دیر نکرے کسیطرح ہرج راہ مین واقع نہو دے میرے گھر مین ایک جوڑا مدائن کے کبوتر کا ہے آپ خط لکھدیجیے گا مین اُسکے گلے مین باندھکر صبح کو چھوڑ دونگا شام کو مدائن مین پہونچے گا اگر بادشاہ نے فوراً جواب عنایت کیا دوسرے روز ے آئیگا عزیز نے کاروان کی راے پر بہت تحسین و آفرین کی و بہت شاباشی دی اور اُسیدم لماروں کو بلاکر صاحقران کو مع رفقا آہن مین جکڑ کر چاہ یوسف مین قید کیا اور سرہنگ مصری کو کہ عیار و نکامہ تھا بلاکر کہا کہ تو اپنے عیارون سمیت ان قیدیونکی نگہبانی مین سرگرم رہنا اور کسی سے سازا و میل کی بات نہ کہنا ایسا نہو کہ عمرو اگر ان قیدیون کو چھڑا لیجاوے اور فت کی وقت اور ندامت بجاوے اور شہر مین منادی کردی کہ جو کوئی حمزہ کا نام زبان پر لاوے وہ بے پوچھے مار ڈالا جاوے ساکنان شہر نے مارے ڈر کے مسلمانونکا نام لینا چھوڑ دیا ایسا قدغن شہر مین دوسرے دن عزیز مصر نے ایک عریضہ اطلاع نوشیروان کو لکھکر کبوتر کے گلے مین باندھ دیا اور اُسکو مدائن کیطرف اُڑا دیا اُسنے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو دی کی سمت لی

مدائن مین نامہ پہونچانا کبوتر کا اور تدبیر قتل مقبل وغیرہ کی اور حاضر ہونا عمرو کا

عشاقان طائر مقال اور عشق بازان پرندگان خیال حمامہ بیان کو قفس سطور مین بند کرکے ناظرین کو دکھاتے ہین نئے نئے رنگ کے مضمون خوش آیند بر سر اظہار لاتے ہین کہ کبوتر نے مصر سے چھوٹکر سنا ٹا بھرا شام ہونے پائی تھی کہ مدائن مین نوشیروان عادل کے کبوترون کے ٹھاٹھ پر جا کر دم لیا کبوتر باز نے یا کبوتر دیکھکر ٹھاٹھ کے کبوتر کو اور جال اُٹھا کر دانہ پھینکا کونڈے کا پانی اُچھالا چونکہ تمام دن کا بھوکا پیاسا تھا کہ مانند اقتاس کبوترون کے پہلے جال مین جا رہا کبوتر باز نے جال کھینچ لیا اور جال مین جا کر باطمینان اُس پر ہاتھ مارا دیکھے تو اُسکی گردن مین ایک خط ہے خط لیکر کبوتر کو تو دانہ پانی کھانے کے لئے جال مین چھوڑ دیا اور اُس خط کو بختک کے روبرو لے گیا اور کہا کہ اسوقت ایک کبوتر مین نے پکڑا ہے اُسکے گلے مین یہ خط بندھا ہوا تھا قیصلی مین ملا ہے سو مین حضور مین لے آیا ہون اور اُس کبوتر کو ٹھاٹھ مین دانہ دے آیا ہون بختک نے جو اُس خط کو کھولکر پڑھا یا چھین اُس رونی صورت کی کھل گئین دل باغ باغ ہوگیا اُسیدم بادشاہ کی خدمت مین جاکر خوشی خوشی مبارکباد دیکے گذرانا نوشیروان بھی اُس نامے کو پڑھکر خوشی کے مارے اپنے پیراہن مین نہ سمایا بختک نے عرض کی کہ اب حضور بہت جلد اُسکے جواب مین ایک شقہ بہ مضمون اجازت قتل حمزہ لکھکر عنایت کرین اور کسی کی صلاح اور شورت پر اس امر کو نہ رکھین کہ فدوی کے پاس ایک کبوتر مصر کا ہے اُسکے گلے مین باندھکر صبح اُڑا دیوے کہ وہ شام تک منزل مقصود تک مکتوب الیہ کو پہونچا دیوے نوشیروان نے فرمایا ایسے صعب امر مین بزرجمہر سے مشورہ لینا ضرور ہے کہ مجکو والد کی وصیت پر عمل کرنا ہر حال مین منظور ہے وہ گردن زدنی تھا کہ بہتر ہے مگر بزرجمہر مسلمان ہے وہ مسلمانون ہی کی طرفداری کریگا اور حمزہ سے زبردست کا بار بار قابو

و دیو کا نشان نہ پایا وہی اگلا سا معاملہ پھر پیش آیا تجویز کیا کہ شاید درخت مین باندھنے سے ناخوش ہو کر چلا گیا اگر باندھا نہ جاتا بر سر بیوفائی نہ آتا بہر حال اسی مین خیر تھی جو ہوا نماز پڑھکے ایکطرف کو روانہ ہوے جب آفتاب خط استوا پر پہونچا صحرا مین لون چلنے لگی جسکی حدت سے ہڈی ہڈی پگھلنے لگی ایک طرف کو بہت سے درخت گنجان نظر آئے اُس گرمی مین آبکو دیکھ بھائے امیر اُن درختونکی طرف قدم زن ہوے دیکھین تو ایک باغچہ ہی اور ہوا سرد خوش آیند آتی ہی جس کی برودت سے طبیعت بہت چین پاتی ہی یوسف گرگ بچھا کر بیٹھ گئے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک دیو آسیا سنگ لیے ہوے آنکلا امیر سے کہنے لگا کہ اے آدم زاد میرا خوف کیا تجکو مطلق نہ آیا جو تو نے اس جگہ کو اپنا آرامگاہ ٹھہرایا امیر نے فرمایا کہ مین دیوان قاف سے نہین ڈرتا تم لوگون سے ہرگز خوف نہین کرتا اُسنے آسیا سنگ کو امیر کے سر پر مارا امیر نے عقرب سلیمانی سے اُسکو روک کر ایک ہاتھ جو اُسکے لگایا وہ دو ٹکڑے ہو گیا خواب عدم مین سو گیا جب تمازت آفتاب کی کم ہوئی وہان سے اُٹھکر آگے چلے جا بھگڑی ان باتی ہو گا کہ جنگل کیطرف سے بزن بزن اور توبہ توبہ کی صدا بلند ہوئی بڑے زور و شور سے آواز گریہ و بکا بلند ہوئی امیر متعجب ہوے ٹھہر گئے دیکھا کہ قریب چار سو جن آرزا میس کو مارتے لیے آتے ہین ضربین اُسکے بدن پر لگاتے ہین ارنائیس امیر کو دیکھکر پکارا کہ یا صاحبقران برے خدا تجھے بچاوے جلد میری مدد کو آؤ امیر نے رحم رکھا کر ارنائیس کو اُن جنون سے چھڑایا اُن ظالمون کے ہاتھ سے اُسکو بچایا اور پوچھا کہ ماجرا کیا ہے تو کیون اس بلا مین مبتلا ہوا اُسنے کہا کہ لاہوت شاہ شکار کھیل رہا تھا مین جو اسطرف سے نکلا اُسنے مجکو پکڑوا کر جنون کے حوالے کیا کہ اسکو میدان مین لیجا کر قتل کرو اسکو ہرگز چھوڑو چونکہ میری زندگی تھی آپ سے ملاقات ہو گئی کہ مجکو ان مردود دن کے جور سے نجات ہو گئی نہین تو آج مارا جاتا بے شبہہ ملک عدم مین ٹھکانا پاتا امیر نے فرمایا کہ تو میرے پاس سے کیون بھاگا تھا ارنائیس نے کہا کہ جیسا مین نے کیا ویسی سزا پائی یہ اُسی کے حوض مین میرے اوپر آفت آئی اب ایسا کبھی نہ ہو گا کہ آپ سے دغا کرون اور پھر اکیلا چھوڑون امیر پھر اُسکی گردن پر سوار ہو کر زمرد حصار کیطرف چلے شام کو ایک مقام پر توقف کیا راہ کی ماندگی سے آرام لیا امیر بدستور سوتے وقت اُسکو ایک درخت سے باندھکر سو رہے ارنائیس اُس شب کو بھی چلدیا امیر سے پھر فریب و دھوکا کیا صبح کو امیر نے جو اُسکو نہ پایا فرمایا کہ معلوم ہوا دیو کی خلقت مین دغابازی ہی اس فرقے کے قول پر اعتبار کرنا محض خطا ہی اُنسے وفاداری سراسر بیجا ہی پھر یہ کہکر بعد ادائے نماز ایک سمت کو روانہ ہوے سات دن منزل بہ منزل چلے گئے آٹھوین دن ایک قلعہ نظر آیا آبادی کا نشان پایا جب متصل اُسکے گئے دیکھا کہ قلعہ کی فصیلون پر قریب چار سو جن کے معین ہین سب زبردست اور قوی تن ہین اور وہ جن سر کھولے مناجات کر رہے ہین اور قلعہ کے گرد چار سو بو دار شمشاد چقماق آسیا سنگ جاندار زنگالہ ارہ پشت ننگ ہاتھون مین لیے ہوے اڑے ہین گویا یہ گروہ کسی کے ساتھ لڑائی کا ارادہ کیے ہوے کھڑے ہین اور ایک دیو قلعہ کے دروازے کو توڑا چاہتا ہی اُسکے اوپر اپنے حربے کا ہاتھ چھوڑا چاہتا ہی صاحبقران نے اُسکو

للکارا کہ خبردار اگر قلعے کے دروازے کا قصد کیا تو تو جائیگا اپنی صورت نہ بچا یگا پہلے مجھ سے لڑ لے پیچھے قلعہ کو توڑنا پھوڑنا
دروازے کے مروڑنا اُس دیو نے کہا کہ اے آدمی تو تو میری خوراک ہی تجھ سے مجھکو کیا خوف و باک ہو تو بھلا مجھ سے کیا لڑیگا جیسے
سامنے کیا لڑیگا صاحبقران نے کہا اے مردک کیا بکتا ہی تو میرا کیا کر سکتا ہی ذرا میرے سامنے تو آ اپنی بہادری دکھا دیکھ تو میں
تیری خوراک ہوں یا تو میرے ننگ تیغ کا طعمہ ہوتا ہی ایکدم میں اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہی تو مجھے نہیں جانتا کہ میں
زلازل قاف کو چک سلیمان کشندۂ عفریت و قاتل اہرمن ہوں ہے تردد طلسمات شکن ہوں وہ دیو بولا کہ یہ
تو ہی نے گلہ ستۂ قاف کو برباد کیا ہی ایک مدت سے برپا فتنہ و فساد کیا ہی معلوم ہوا کہ خون دیوان قاف کا ہر قصاص
تجھکو میرے پاس سے آیا ہی تیری اصل نے تجکو میرے پاس بھیجا ہی یہ کہکر ایک زنگا رہ امیر پر مارا امیر نے اُسکو دیکھا
کمال چستی و چالاکی سے وار اُسکا خالی دیا اور عقب سلیمانی سے اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے اور دیو جو قلعہ کو گھیرے ہوئے
کھڑے تھے امیر پر آگرے سب نے ایکبارگی حملہ کیا چاروں طرف سے گھیر لیا امیر نے جب بہت سے دیو
قتل کیے بقیہ السیف سر پر پاؤں رکھکر بھاگے جب کوئی دیو اُس میدان میں نہ رہا اور دیوؤں کے خون سے ایک دریا
بہا لاہوت شاہ قلعہ کے باہر نکلا اور امیر کو بصد تعظیم و تکریم قلعہ کے اندر لیگیا بہت اعزاز و اکرام سے اپنے برابر بٹھلایا
امیر نے نام پوچھا اُسنے عرض کی کہ لاہوت شاہ مجکو کہتے ہیں اسقدر دیو میری اطاعت میں رہتے ہیں امیر نے
فرمایا میری ایک غرض تمسے لاحق ہی اور انجام اُسکا تمھاری ریاست کے شایان اور لائق ہی وہ بولا کہ فرمایئے بجا لاؤں
امیر نے کہا لانیسہ جو تیری بیٹی ہی اُسکا عقد ارنائیس سے کرادے اُسکے دام مراد کو گوہر مقصود سے بھر دے کہ میں نے
اُس سے وعدہ کیا ہی اسکام کا قول دیا ہی لاہوت شاہ نے ظاہر میں کہا کہ وہ تو قاف کا بادشاہ ہی اگر آپ ایک غلام
سے فرمائیں تو لانیسہ کا عقد دو دن آپکے ارشاد سے ہرگز انحراف نہ کرون مگر دل میں اُسکو کہنا اُلٹا بہت ناگوار ہوا
اُسکا دل نکی طرف سے بہت پر غبار ہوا امیر کا ہاتھ پکڑے لیگیا اور تخت پر کہ اُسکے نیچے چاہ مطلق تھا باصرار تمام بٹھلایا
اس بدسلوکی سے پیش آیا امیر تختے ہی مع تخت کنوئیں میں دھنس گئے اور سر کے بھل کنوئیں میں جا گرے
اُس حسان فراموش نے ایک پتھر اُس کنوئیں کے منھ پر رکھدیا اور یہ حکم دیا کہ دو سو جن چوکی پہرہ کیواسطے تعینات رہیں اُسکی
حفاظت میں مستعد رہیں یہ خبر لانیسہ کو پہونچی غصہ سے کانپتی ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی اور یہ سخن گستاخانہ زبان پر
لائی کہ جو شخص اپنے ساتھ نیکی کرے اُسکے ساتھ بدی کرتے ہیں آپ غضب خدا سے نہیں ڈرتے ہیں صاحبقران نے
تو تمھاری جان و حرمت بچائی اسکی کوشش سے تم پر کوئی تعب نہ آئی اور تمنے اُسکے ہاڑ ڈالنے کی فکر کی اس احسان کے
عوض میں ایسی اذیت دی لاہوت شاہ بولا کہ مجھ سے کہتا تھا کہ لانیسہ کی شادی ارنائیس دیو سے کر دو میرے
کہنے پر عمل کرواسیلیے میں نے اُسکو قید کیا یہ سارنج دیا اُسوقت تو لانیسہ چپ ہوری اُسکے جواب میں کچھ بات نہ کہی شکو
لباس شبروی پہن سلاح بدن پر لگا کر کنوئیں پر آئی اُن کے نکالنے کی تدبیر لگائی پتھر ہٹا کر کنوئیں کے

اندر آگئی مستعد ہو کر بخوف و خطر اندر گئی امیر نے دیکھا کہ ایک معشوقہ چار دہ سالہ رشک ماہ لباس شرتی پہنے سر پر میرے کھڑی ہی پوچھا کہ تو کون ہی بولی کہ لانیسہ میرا نام ہی آپ کے چھڑانے کو آئی ہون آپ کچھ خوف نہ کیجیے تمھاری رہائی کی خوشخبری لائی ہون امیر نے سجدہ شکر ادا کیا اور کمند پکڑ کر تنوین سے باہر نکل آئے اُسکی تعریف کے کلمے زبان پہ لائے گاہ بگاہ مزاحم ہونے لگے لانیسہ تلوار کھینچکر جو آنبر گری بہت سے جن مارے گئے اور کتنے بھاگ کر لاہوت شاہ کے پاس اس حال کو دیکھ نہایت بدحواس پہونچے اور مفصل حال بیان کیا لاہوت شاہ کیفیت سنکر سن ہو گیا لانیسہ کی اس جرأت سے کمال تحیر ہوا مارے غصے کے رنگ متغیر ہوا ایمان میر لانیسہ سے رخصت ہونے لگے لانیسہ نے عرض کی کہ مین آپکی کنیز ناخریدہ ہون آپکو چھوڑ کر کہان رہون جہان آپ جائینگے مین ہمراہ رکاب چلونگی اب آپ سے مفارقت نہ کرونگی ہرچند امیر نے اسکو سمجھایا لیکن اُسنے کچھ نہ مانا اپنے حق مین اُنکی رفاقت کو بہتر جانا امیر کے ہمراہ ہوئی کئی منزل تک تو پیدل چلی آخر تھک گئی چلنے کی طاقت نہی قدم اُٹھانیکی قدرت نہی ہے بہت مشکل مین گرفتار ہوے اسکے ساتھ ہونے سے بہت مجبور ناچار ہوے ایک منزل کو چار چار پانچ پانچ روز مین طے کرنے لگے اُسکی وفاداری کا دم بھرنے لگے کئی روز کے بعد دور سے ایک پہاڑ مثل برق درخشندہ نظر آیا دیکھا کہ بلور کا پہاڑ ہی اور اُسکی ترائی مین صدہا کوس تک زعفران زار ہی اور درمیان مین اُسکے ایک نہر جاری ہی جسکا پانی آب گوہر سے پانی بھروا تا ہی اُسکی لطافت کو دیکھکر آبحیات شرماتا ہی اور جارطرف سے ہوا سرد آتی ہی جسکے سبب سے جان آرام پاتی ہی امیر اُس نہر کے کنارے بیٹھکر سیر کرنے لگے سامنے سے ایک رنانمودار ہوا اور سیدھا امیر کے پاس چلا آیا کچھ خوف نہ کھایا جب امیر اُسے پکڑنے لگے جنگل کیطرف بھاگا امیر نے دوڑکر اُسے پکڑلیا اسکو بھاگنے نہ دیا اور لانیسہ سے کہا کہ لے تیری سواری کیواسطے خدا نے اسکو بھیجا ہی اللہ کو تیرے حال زار پر رحم آیا ہی ہرگاہ وہان سے آگے کو چلے لانیسہ کو اس رنے پر سوار کیا پیادہ روی سے اُسکو چھڑا دیا اور ناک اُسکی ناتھ کر رسی لانیسہ کے ہاتھ مین دی اُسکے رام ہونیکی یہ تدبیر کی رنا تھوڑی دور جاکر جنگل کیطرف بھاگا ہرچند لانیسہ نے زور سے اُسکی ناتھ کھینچے دیے لیکن وہ کب کسکا تھا دم بھر مین ہوا ہو گیا کہ اُسکا کہین پتہ نہ لگا امیر نے لانیسہ کیواسطے بہت تاسف کیا اور جس طرف کو وہ رنا گیا تھا اُسی طرف کو روانہ ہوے لانیسہ کا پتہ نشان کہین نہ لگا دو پہر کے بعد ایک پہاڑ کی ترائی مین پہونچے ایک باغ دیکھا دلکشا و فرحت افزا اُس باغ مین ایک گنبد طلائی بنا ہوا تھا اُس مین بہت سا جواہرات جڑا ہوا تھا اور گرد اُسکے زربفتی سائبان جڑاؤ استادون پر کھنچے ہوے تھے اُس مین بھی اچھے اچھے شیشہ آلات لگے ہوے تھے امیر جو اُس گنبد کے دروازے پر گئے دروازہ اُسکا اندر سے بند پایا اسکے اندر داخل ہونے کا اسلوب کوئی دھیان مین نہ آیا سنتے کیا ہین کہ ایک شخص تو بانچا کہتا ہی کہ تو مجکو قبول کر اپنی مفارقت سے نہ ملول کر اور دوسرا شخص کہتا ہی کہ گو کھانا قبول ہی مگر تیری رفاقت منظور نہین ہی ایسا کام کرنا میرا دستور نہین ہی امیر نے پکار کر کہا اندر کون ہی

دروازہ کھولدو کہ مین تمھارے پاس آیا چاہتا ہون جب کسی نے نہ سُنا امیر نے ایک لات مار کر دروازے کو توڑ ڈالا اُسکا ہر پیچ مڑوڑ ڈالا اندر جاکر دیکھین تو واہ واہ لانیسہ تخت پر بیٹھی ہے اور سامنے اُسکے ارنائیس ہاتھ باندھے کھڑا ہوا منتین کر رہا ہے بے ضبط ہو کر آہین سرد بھر رہا ہے ارنائیس نے جو صاحبقران کو دیکھا پانون پر گر کر کہنے لگا کہ دیکھیے لانیسہ کی مین لاکھ منت کرتا ہون اس بیرحم کے پانون پر سر تک دھرتا ہون لیکن مجلکو قبول نہین کرتی میرا مطلب ولی حصول نہین کرتی اگر آپ اسکو سمجھا کر میرا عقد کر دیجیے اتنی مہربانی اور میرے حال پر کیجیے تو جیتے جی فرمانبرداری سے سر نہ پھیرونگا اور جہان فرمائیے گا وہان پہونچا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے دو بار بھاگ کے مجھ سے بیوفائی کی اُس دشت بیابان مین مجھے تنہا چھوڑا اور بدنہادی وہ بولا کہ آپ مجھے باندھکر سو رہے مجکو اذیت ہوئی لین بھاگ گیا اب میرا قصور للہ معاف کرا اپنے سینے کو اس کینے سے صاف کرو اب کبھی ایسا قصور نہ کرونگا تمام عمر تابعدار رہونگا صاحبقران کو اُسکی زارنالے پر رحم آیا لانیسہ سے فرمایا کہ لانیسہ ارنائیس بیچارے کو دنیا مین بیوفا دینے کا اقرار کرتا ہے تیرے عشق مین مرتا ہے بس میری خاطر سے اسکو قبول کر اسقدر خودداری بہتر نہین ایسی دل آزاری بہتر نہین لانیسہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ تو دیوے اگر آپ مجھے گدھے کے حوالے کرین تو مجکو بدل وجان منظور ہے آپکے ارشاد سے انحراف کرنا میرا کیا مقدور ہے لیکن میری بھی اس سے یہی شرط ہے کہ یہ آپکو دنیا مین ضرور پہونچا دے پھر اپنی بدذاتی سے دغا نہ دے اُسنے قبول کیا امیر نے بعد عقد کر دینے کے لانیسہ کا ہاتھ ارنائیس کے ہاتھ مین پکڑا دیا ارنائیس نے آداب بجا لاکر کہا کہ اب مجکو حکم ہو کہ اپنے قلعہ عقیق نگار مین اسکو بیجا کر رسومات شادی ادا کرون اس مطلب کے حاصل ہونے سے اپنے دل کا حوصلہ نکالون کہ کسی طرح کی حسرت میرے اور اسکے دلمین باقی نہ رہے کوئی ملنے کی بات نہ کہے کیونکہ مین جب آپکو دنیا مین پہونچا دونگا اور خلاف حکم آسمان پری کے محل مین جاونگا آسمان پری سے یہ خبر چھپی نہین رہیگی اور وہ بلاشبہہ مجھے مار ڈالیگی پہلے آرزو اپنے دل کی نکال لون جسمین خواہ دو عیش و نشاط دو دن تیسرے دن مین آپکے پاس حاضر ہونگا جو کچھ آپ ارشاد کیجیے گا وہ کرونگا امیر نے اُسکو رخصت کر کے فرمایا کہ مین تین دن تک تیرا منتظر رہونگا اگر اپنے قول پر تو قائم رہا تو بہتری نہین تو اپنے کیے کی سزا پائیگا اپنی بدعہدی پر بہت پچھتائیگا ارنائیس لانیسہ کو گردن پر سوار کر کے قلعہ عقیق نگار کیطرف چلا آدھی رات گیا ہوگا کہ اثنائے راہ مین ایک سبزہ زار خوشنما نظر آیا وہ مکان اُسکو دل سے بھایا تالاب کے کنارے ناشپاتی کے درختون کے سائے مین لانیسہ کو اتار کر بولا کہ اے جان تم یہان ذرا ٹھہرو مین ابھی آتا ہون ایک ضروری کام کو جاتا ہون عقیق نگار مین یون تمھارا لیجانا سبکی سمجھا تمھارے واسطے اُدن تکو عزت و توقیر سے وہان بیجاؤن یہ کہکر عقیق نگار کیطرف چلا لانیسہ کو جو گرمی معلوم ہوئی کپڑے اُتار کر تالاب مین غسل کرنے لگی کہ پانی کی سردی سے گرمی کی تکلیف دور ہو طبیعت مسرور ہو ایک ساعت نہ گذری تھی کہ میدان کی طرف سے ایک گھوڑا ارنا بھینسے سے مشابہ آکر اُس تالاب کے کنارے کھڑا ہوا چونکہ

اُسکی صورت عجیب تھی نہایت مہیب تھی لانیسہ نے جو گھوڑے کو دیکھا گھبراکر تالاب سے نکل آئی پریشان خاطر ہوئی اور گھبراہٹ کپڑے اپنے لینے کو چلی گھوڑا لانیسہ کی طرف دوڑا لانیسہ خوف سے چاردن شانے چت زمین پر گر پڑی گھوڑے نے اپنے دل کا مقصد نکال لیا خوب مزہ لیا خدا کی قدرت سے اُسیدم لانیسہ کے شکم مین نطفے نے قرار پایا باغبان تقدیر نے درخت نطفے کا زمین رحم لانیسہ مین جمایا اور اپنی قدرت کاملہ کا تماشا اپنے بندونکو دکھایا واضح ہو کہ لانیسہ کے بطن سے ایک گھوڑا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت کا نمونہ ہویدا ہوگا نام اُسکا اشقر دیو نر اور کھا جائیگا دوہست بلکہ مدت العمر امیر کی سواری مین رہیگا جو اُسے دیکھیگا اُسکی خوبی پر عش عش کریگا الغرض جب وہ دیو فراغت کرچکا اپنی خواہش نفسی سے فارغ ہوا مین پروٹ کے اصلی صورت بنگیا لانیسہ نے کہا ای ارنائیس یہ کیا حرکت تھی جو تجھ سے وقوع مین آئی اور اس صورت مین کیا تو نے کیفیت اُٹھائی ارنائیس بولا کہ کل خدا جانے کیا ہوگا اسواسطے آج مین نے اپنا مقصد دل حاصل کرلیا زمانہ ہر وقت اپنا رنگ نیا دکھلاتا ہی ہر شخص کو ہر روز ایک معاملہ غریب پیش آتا ہوا اپنی طبیعت کو میرے دھمال سے محظوظ کیا یہ کہکر اسکو بدستور کاندھے پر چڑھاکے قلعہ عقیق نگار مین لیگیا اُسی بمثل حصار مین لیگیا اور جشن ترتیب دیا سامان عیش وطرب جیسا کہ چاہیے تھا مہیا کیا دن بھر تو عیش ونشاط مین مصروف رہتا شب کو لانیسہ کو بغل مین لیکر سوتا لذت وصلت سے محو رہتا جبتک مین اُسکی داستان پر آؤن چند کلے آسمان پری کے حال مین سُناؤن ایکدن صبح سُرخ پوشاک پہنکر پیشانی پر توسی کابل دیکے تخت پر بیٹھی کمال ناز وادا سے سر پر بیٹھی پر چلوہ افروز ہوئی اور ارکان دولت کو جو ہمیشہ دربار مین حاضر ہوتے تھے طلب کیا سب کے احضار کا بکمال تاکید حکم دیا جسنے اُسکو اس ہیئت سے دیکھا رنگ اُسکا زرد ہوگیا ہر شخص کو خوف تھا کہ کہین ہم غضب مین نہ پڑجائین اُسکے پنجہ ظلم مین ایسا نہو کہ گرفتار ہوجائین بیٹھے بیٹھے عبدالرحمن کی طرف مخاطب ہوئی کہ خواجہ امیر کو مین نے بیابان سرگردان مین چھوڑا یا تھا اور جو دیو کہ اسکو لے گئے تھے اُنکو اُسکے پاس مین چھوڑ آنے کا حکم دیا تھا دیکھو تو آجکل صاحبقران کہان ہین زندہ ہین یا بیجان ہین اور کس فکر مین ہین کس شغل اور ذکر مین ہین عبدالرحمن نے ہاتھ باندھکر عرض کی ای ملکہ آفاق از روے رمل تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ امیر بیابان سرگردان مین آجتک پریشان ہین اُسی جنگل مین حیران وسرگردان ہین مگر ارنائیس دیو نے امیر سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میری معشوقہ لانیسہ کو دلوا دیجئے میرے واسطے اتنی محنت اختیار کیجیے تو جو فرمائیے گا وہی کرونگا مین آپ کو دنیا مین پہونچا دونگا سو امیر نے لانیسہ کو اُسے دلوا دیا جو اُس سے کہا تھا وہ کیا آج دوسرا دن ہے وہ قلعہ عقیق نگار مین مصروف بجشن ہی کمال فارغ البالی سے وادعیش ونشاط دے رہا ہی مزہ زندگانی کا لے رہا ہی آج کے دوسرے دن امیر کو دنیا کی طرف لیجائیگا جو اُسنے قول وقرار کیا ہی اُسے بجا لائیگا آسمان پری سُنتے ہی آتش کا پرکالہ ہوگئی نہایت غصے سے شوریدہ مثل شعلہ جوالہ ہوگئی اور کہنے لگی کہ ارنائیس نے بھی

یہ دل گرفتہ پایا کہ میرے شوہر کو مجھ سے جدا کرنے کا قصد کیا اُسکے دل مین میری طرف سے ذرا خوف نہ آیا دیکھو تو مین اُسکو کیسی سزا دیتی ہون اُس نالائق مردود سے اس بات کا انتقام کیسا لیتی ہون یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی خشمناکی سے بے ضبط و بے اختیار ہوئی اور کئی ہزار دیو جن پریزاد کو ساتھ لیکر قلعہ عقیق نگار کی طرف چلی غصے کی آگ مین مانند شمع جلی جب متصل پہونچی خبرداروں نے خبر دی آسمان پری سے اطلاع کی کہ ارنائیس لانیسہ کو یہ ہوے پلنگ پر سو رہا ہے اس غفلت مین اُسکو گرفتار کر لیجیے مشکین باندھکر دیوون کو دیدیجیے آسمان پری جاتے ہی دونون کی شکین باندھکر گلستان ارم مین لے آئی تب اُسکی طبیعت کو تسکین آئی اور ہتھڑیان نرم کرکے زندان سلیمانی مین کہ جہان کا قیدی جیتے جی چھوٹتا نہین ہی قید کیا اور تمام شہر مین ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ جو کوئی امیر کو بے حکم میرے دنیا مین پہونچانیکا قصد کریگا اور میری عدول حکمی کی راہ مین پانون دھریگا اُسکی ایسی ہی سزا ہوگی بلکہ اس سے زیادہ میرے ہاتھ سے اُسپر نازل بلا ہوگی اب امیر کا حال سُنیے کہ جب تین روز گذر گئے اور ارنائیس نہ آیا فرمایا کہ دیو کی قوم حقیقت مین کمال بدعہد و احسان فراموش ہوتی ہی اُنکی بات پر اعتماد کرنا سراسر خطا ہی حمزہ کوئی نہ آیگا نہ دنیا مین نہ پہونچا دیگا جو دیو کہ اپنی غرض کو وعدہ بھی کریگا تو آخر کو دغا کریگا پروردگار خدائے عزوجل کہ اسمین سب طاقت ہی وہ اپنی رحمت تیرے حال پر فرمائے اور پھر تجکو دنیا مین پہونچائے یہ سوچکر مصنگار کو یاد کرکے زار زار رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر دیکھین تو حضرت خضر ہین اُٹھکر تعظیم دی اور کہا کہ یا پیغمبر خدا کیا مین اسیطرح سے قاف مین سرگردان رہونگا تا بیانون مین اسیطرح سے حیران و پریشان رہونگا جو شخص مجھ سے وعدہ بیجا نیکا کرتا ہو وفا نہین کرتا بد ذاتی اور شرارت کرنے سے کبھی خطا نہین کرتا ارنائیس دیو نے کس کس طرح کی قسمین کھائین لیکن ایفا وعدہ نہ کیا حضرت خضر نے فرمایا کہ یا ابوالعلا وقت پر بیوقوف ہو تم اپنے دلمین نہ گھبراؤ کچھ تردد و اندیشہ اپنے خاطر مین نہ لاؤ انشاء اللہ المستعان تم دنیا مین جاؤ گے اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے حظ وافی اُٹھاؤ گے مگر چند سے کسالہ ہو بہت کٹی ہی تھوڑی رہی ہی یہ مثل کسی شخص نے ٹھیک کہی ہی اور ارنائیس دیو کا کچھ قصور نہین ہی اُسکے قول قرار مین کچھ فتور نہین ہی اُسکا ارادہ ایفاے وعدہ کا تھا دنیا مین تمھارے پہونچا دینے کا اُسنے قصد مصمم کیا تھا لیکن آسمان پری عبدالرحمن سے حال دریافت کرکے عقیق نگار سے اُسکو قید کرلیگی اور گلستان ارم مین جاکے سزا دیگر زندان سلیمانی مین دونون کو قید کیا اس امر پر اس بیچارے کو اُسنے بڑا دکھ دیا یہ کہکر حضرت خضر تو جدھر سے آئے تھے اُدھر چلے گئے یہ اس بات کے سننے سے ایسے متحیر ہوئے کہ اُنکو خبر بھی نہوئی کہ کدھر چلے گئے امیر وہان سے آگے کو روانہ ہوئے سترہ دن تک منزلین طے کین اٹھارھوین دن ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے چوٹی پر اُس کوہ کے ایک گنبد طور کا بہت بلند نظر آیا گرتے پڑتے اپنے تئین اُسکے قریب پہونچایا اور اُسکے کلس کو دیکھا کہ اگر آفتاب اُس سے آنکھ ملائے تو چکا جوندھ جاے امیر نے کہا کہ اسکو نزدیک سے دیکھنا چاہیئے اس قلعہ کی کیفیت اچھی طرح دریافت کیا چاہیئے پہاڑ پر

چڑھ گئے چار دیواری باغ کی دیکھی مگر دروازہ اُسکا باہر سے مقفل پایا کوئی اُنکو وہان نظر نہ آیا امیر اُس قفل کو توڑ کر باغ کے اندر گئے کمال دلیری کر کے بیخوف وخطر گئے دیکھا واقع مین باغ ارم سے پہلو مارتا ہی ایسا دلچسپ مکان تو مین نے تمام قاف مین کہین نہین پایا فرمایا کہ جسدن سے کہ مین قاف مین آیا ہون ایسا باغ اور ایسا مکان کبھی نہین آیا اور کلس کو جو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ گوہر شبچراغ بعینہ رکھا ہوا ہی ایک لعل بیبہا جڑا ہوا ہی امیر نے حضرت آدم کے معجزے سے ہاتھ بڑھا کر گوہر شبچراغ کو کلس پر سے اُتار لیا نے تاج کے گوہر شبچراغ سے جو ملایا تو سر مو فرق نہ پایا امیر بہت اپنے دلمین خوش ہوے کہ یہ بھی سوغات قاف کی ہو دنیا مین کاہے کو ایسے گوہر شبچراغ کسی بادشاہ یا شہنشاہ کے دیکھنے مین آئے ہونگے کسی نے خواب مین بھی نہ دیکھ پائے ہونگے امیر گنبد کے اندر جو گئے تو ایک تخت جواہر نگار بچھا دیکھا جدھر کو آنکھ اُٹھائی اُسطرف ہر اسباب اپنے اپنے موقع سے بمثال اور کمیاب لگا ہوا دیکھا چاہا کہ اُسپر ساعت دو ساعت استراحت کرین ذرا اپنی طبیعت کو اس سفر کی ماندگی سے آرام دین پھر دلمین خیال آیا کہ عجب نہین ہی اگر یہ مکان بھی کسی دیو کے قبضے مین ہو وہ تمکو اس جگہ پر دیکھکر غصے مین آئے اور کچھ اذیت پہونچائے اسواسطے یہان ٹھہرنا مناسب ہی اس مکان سے نکل چلنا واجب ہی یہ سوچکر گنبد سے باہر نکلا ایک وشہ پوست گرگ بچھا کر اور اپنے عصا پر تکیہ لگا کر بیٹھے ایکبارگی نہ گھڑی تھی کہ جنگل کیطرف سے اس زور کی ہوا آئی کہ باغ کے بڑے بڑے عظیم الشان درخت قریب تھا کہ گر جائین ہوا کے صدمے سے زمین پر آئین بعد ازان ایک دیو سفید رنگ پانسو گز کا قد و قامت چلاتا ہوا باغ مین آیا اُسنے اپنے شور وغل سے زمین و آسمان کو سر پر اُٹھایا کہ وہ کون جو ہے جسنے گوہر شبچراغ ترک حضرت سلیمان گنبد کے کلس سے اُتار لیا اور اس گنبد سلیمانی کو بے رونق کیا امیر نے سامنے آکر نعرہ مارا اور اللہ اکبر کہکے للکارا کہ الطبنوب قطع چہ بی کے پتلے کسے ڈھونڈھتا ہی تو مجکو بھی جانتا ہی یا نہین مجھ کشندۂ دیوان شکنندۂ طلسمات کو پہچانتا ہی یا نہین اگر جانتا ہی تو جان سامنے آور پہچان مین زلزال قاف کو جک سلیمان کشندۂ عفریت مقاتل اہرمن ہون تم سب کا مین ہی گردن زن ہون وہ بولا کہ آج معلوم ہوا کہ رستۂ قاف آپ ہی کا برباد کیا ہوا ہی تمام قاف مین تمھارا ہی فساد کیا ہوا ہزار آدم زاد دیکھوان سب کا بدلا مین تجھ سے لیتا ہون اور کیسی تجکو سزاے سخت دیتا ہون اگر زنار جان رکھتا ہو گا تو ایک بھی میرے سامنے سے لیکر نہ جا سکے گا اب تو کسی صورت سے اپنی جان میرے ہاتھ سے نہ بچا سکے گا امیر نے کہا کہ بڑبڑاتا کیا ہی اگر دیوان مقتول کا مشتاق ہی اور اُنکی ملاقات کا اشتیاق ہے تو مین تجکو بھی اُنکے پاس بھیجدون ابھی تم اُنکے پاس روانہ کردون لاکیا ضرب رکھتا ہی میرے سامنے آور اپنی بہادری دکھا اُسنے دار شمشاد کہ جس مین پیند آسا سنگ لگے ہوے تھے بقوت تمام امیر کے سر پر ماری اور سمجھا کہ یہ ضرب اُنکے لگی کاری صاحبقران نے عقرب سلیمانی سے اسکو دو ٹکڑے کر کے دیو کے کمر بند مین ہاتھ ڈالا اور لنگر اُسکا اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر اُسکے سوار ہو کے خنجر رستم اُسکے گلے پر رکھدیا اور اپنے زور و جرأت سے اُسکو زیر کیا تب تو وہ دیو آنسو بھلایا اور کہنے لگا اے

زلازل قاف مجکو نہ مارین تیرے بڑے کام آؤنگا جو کچھ حکم کریگا وہ بجان ودل بجالاؤنگا امیر نے فرمایا کہ اگر مسلمان ہو تو کیا مضائقہ ہی میں تجکو قتل سے رہائی دیتا ہون نہین تو ابھی اسی خنجر سے تیری جان لیتا ہون دیو بولا کہ اس پہاڑ کے تلے چند میرے دشمن ہین اگر تو اُنکو مار ڈالے تو مین مسلمان ہوتا ہون صدق دل سے تیرا تابع فرمان ہوتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ وہ کون ہین اُنکا بتا نشان بتا اُنکی کیفیت مجھے مفصل سُنا دیو نے کہا کہ اس پہاڑ کے تلے حضرت سلیمان کی سیر گاہ ہی آخر روز وہان بیٹھکر زعفران زار کی سیر کیا کرتے تھے اور اُس تزہت گاہ سے بے دندغہ مزہ لیا کرتے تھے

مقابلہ کرنا دیو سفید کا اور صاحبقران کا پچھاڑ کر چھاتی پر چڑھنا اور جان بچانا اُسکا بمکر وفریب اور پھر منحرف ہونا صاحبقران سے

اس زعفران زار مین سات نسناس سلیمانی رہتے ہین اُنکو سب پر بڑا صاحب قوت کہتے ہین یا صاحبقران مجھ سے موقوف نہین ہی اُنسے سب دیو ڈرتے ہین اُنکی اطاعت کا دم بھرتے ہین اگر اُنکو مارے تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا یہ آپکا تا بعدار ممنون بدل وجان ہوگا امیر نے فرمایا کہ تو مجکو وہان لے چل وہ دیو امیر کو پہاڑ کے نیچے لے آیا اُسکا قرار گاہ اُنکو دکھلایا امیر نے دیکھا کہ کوسون تک زعفران زار ہی عجب طرح کی بہار ہی اور اُسکے درمیان مین ایک نہر ہی کہ جسکا عرض دو سو گز کا ہی اور طول کا حساب نہین اور اُسکی لطافت اور صفائی کا جواب نہین آب مصفا و خوشگوار بہ رہا ہی دیکھنا جسکا مسرت انگیز اور درمیان مین اُس نہر کے ایک چبوترہ بلور کا پچاس گز کا مربع اور پچاس ہی گز بلند اُسکی خوبی ہر شخص کو پسند اور کٹہرے پچھرا جے کے اُسکے گرد لگے ہوئے ہین اُن کٹہرون مین بھی بڑی بڑی صنعتون سے

جواہرات جڑے ہوے ہین اور وسط مین اس چبوترے کے ایک تخت الماس لگا بچھا ہوا ہی وہ بھی نفاست مین بیمثل دیکھتا ہی اور کوہ زعفران زار کا عکس اس چبوترے مین جھلکتا ہی گویا سبزہ ہوا کی جنبش سے لہلہاتا ہی امیر جست کرکے اُس چبوترے پر جا کھڑے ہوے اور چارو طرف کی سیر کرکے دیو سفید سے پوچھا کہ وہ تیرے دشمن کہان ہین بتا دے مجھے جہان ہین اُسنے کہا کہ اُسی زعفران زار مین ہین آپ پکار کر کہیے کہ اے ہفت نساس تم کیا کھاتے ہو وہ آپکو جواب دینگے اور آپکے روبرو آئینگے ہرگز آنے مین دیر نہ لگائینگے امیر نے پکار کر کہا کہ اے نساسو تم کیا کھاتے ہو اور کہان ہو مین تمھارا مشتاق آیا ہون ہمدی ملاقات کے لیے باہر آؤ مجکو اپنی صورت دکھاؤ آواز آئی کہ ہم زعفران کھاتے ہین آپ ٹھہریے ہم ابھی آتے ہین بعد ازان ساتون نساس امیر کے سامنے آئے برابر امیر کے کھڑے ہوے اپنے پرے جمائے امیر نے دیکھا کہ عجب ہیئت بدجسم لوگ ہین کہ انکا شانہ آدمی اور دانت سانے کے نیزے کے برابر ایسے تیز ہین کہ اگر کسی بیٹھے تو چھد جائے ممکن نہین کہ اُسکی زد سے کوئی نجات پائے امیر عقرب سلیمانی کو کھینچکر اُنکے درمیان مین کودے اور ساتونکو اُسی تیغ آبدار سے قتل کیا اُس شمشیر نے اُنکا خون پیا پھر سفید دیو سے کہا کہ اب تیرے دشمن مارے گئے سب رنج والم زائل ہوا مقصد دل حاصل ہوا وہ دیو سفید خوش ہوا اور ایک پہاڑ سر پر اور دوسرا پیٹھ پر رکھکے ناچنے لگا اور بولا کہ اے مردم زاد تو نے میرے دشمنون کو مارا مگر مین تیرا دشمن موجود ہون ہماری قوم کا دستور ہی کہ کسی کے بدے بدی کرتے ہین اُسکے مکافات سے نہین ڈرتے ہین یہ کہکر ایک تخت سنگ گران کا اُٹھاکے اوپر پھینکا امیر نے اُسکو خالی دیا اور تلوار کھینچکر اُس دیو پر جو اختیار بھاگا دم نہ لیا ایک ساعت قیامہ کیا ہرچند امیر نے اُسکو بلایا مگر وہ امیر کے پاس نہ آیا اور رفتہ رفتہ نگاہ سے ایسا پوشیدہ ہوا کہ امیر نے کہا کہ میں ایسا بیوقوف نہین ہون کہ تیرے پاس آن کر اپنی جان دون قصداً اپنے کو ہلاک کرون جب کبھی مجکو غافل پاؤنگا اُسوقت مجکو سکارہ بھگاؤنگا یہ کہکے امیر چلا گیا صاحبقران نے اپنے دلمین کہا کہ اب یہان رہنا چاہیے نہین کہ اس جگہ سے چلدینا مناسب ہی جہان بچا ناد چہ ہی سفید دیو تیرا دشمن ہوا ہی خدا جانے کس وقت قابو پاکر زیادہ دیوے اور مجھ سے اپنا بدلا لیوے اُسی دم وہان سے روانہ ہوے راوی لکھتا ہی کہ پہر سات شبانہ روز امیر سفید دیو کے ڈر سے چلے گئے کہین ایکدم ستانے تک نہین تاکہ اُسکے پنجہ سے نجات پائین اُس بدذات کے ہاتھ سے ایذا نہ اُٹھائین آٹھوین دن ایک آبادی نظر آئی وہان کچھ اور ہی کیفیت پائی خلقت وہان کی آدھا جسم رکھتی تھی جب دو شخص ملکر کھڑے ہون تو ایک آدمی پورا ہوئے چنانچہ اُن لوگونکو نیم تنا کہتے ہین اور وہ اسی صورت سے رہتے ہین اور اُنکے بادشاہ کا فتوح تیم تن نام تھا وہ نہایت با اخلاق اور مروت مین مشہور علم تھا ہر گاہ اُس بادشاہ کو صاحبقران کے آنے کی خبر پہنچی استقبال کرکے باعزاز تمام اپنے شہر مین لے گیا اور تخت پر اصرار کرکے بٹھلایا اور نہایت خاطرداری اور احترام سے پیش آیا اور قدمبوس ہوکر عرض کرنے لگا کہ مین نے جب سے حضرت سلیمان سے سُنا تھا کہ ایک آدم زاد یہان

آکر دیوان قاف کو زیر و زبر کرنگا ہزارون کو نجی ہزارون کو بے سر کریگا وہ سلیمان ثانی ہوگا اُسکے پاس نہ سلیمانی ہوگا تب سے مین آپکا مشتاق تھا آپکے ملنے کا کمال اشتیاق تھا شکر ہی کہ خدائے عزوجل نے آپ کے قدم دکھائے کہ آپ خیر و برکت سے یہان تشریف لائے الغرض اُس بادشاہ نے کئی دن تک امیر کی دعوت کی سب طرح کی راحت دی امیر نے اُس بادشاہ سے کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہی کہ مجکو دنیا مین پہونچا دے مہربانی کرکے مجکو میرا وطن دکھا دے اُسنے عرض کی ہم نیم تن ہین اپنی سرحد سے باہر قدم نہین اُٹھا سکتے ہم اس جگہ سے دوسری جگہ ہرگز نہین جا سکتے امیر اُن سے رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہوے راوی لکھتا ہی کہ صاحبقران نے ہزار محنت و مشقت دس روز مین اُس بیابان آفت نشان کو طے کیا گیارھوین دن ایک دریا کے کنارے پہونچے دیکھا کہ دریا لہرین مار رہا ہی اور جہاز و کشتی کا نام و نشان نہین ہی عبور کرنا اُس دریا سے بغیر ناؤ کے امکان نہین ہی حیران ہو کے کہنے لگے کہ حمزہ قاف مین ایسے ایسے دریا بیٹھے ہین کہ جنکے تلاطم کا شمار نہین آدمی کیا پرندون کو اختیار نہین پس دنیا مین تمھارا جانا معدوم ظاہر ہین رہنا تمھارے مقسوم مین ہی ایک پتھر پہ بیٹھکر مہر نگار کے فراق اور یارون کے اشتیاق مین زار زار رونے لگے اُنکی یاد مین اپنی جان کھونے لگے اُسی رونے کی حالت مین آنکھ لگ گئی خواب غفلت مین سو گئے کئی دن کی ماندگی سے بیہوش ہو گئے سفید دیو تو اپنی گھات مین لگا ہی ہوا تھا امیر کو غافل دیکھکر تخت سمیت وہان سے اُٹھا کر ہوا ہوا دو کوس زمین سے بلند ہوا ہوگا کہ اُسوقت ہوا کی شدت سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو دیو سفید اُڑائے لیے جاتا ہی گٹھری کی طرح اپنی پیٹھ پر اُن کو اُٹھائے لیے جاتا ہی امیر نے فرمایا کہ اے دیو سفید مین نے تجھ سے نیکی کی اور تو مجھ سے بدی کرتا ہی کیا نیکی کا بدلہ بدی ہی بھلا خدا سے نہین ڈرتا ہی بولا کہ مین تجھ سے پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ ہم لوگ نیکی کے بدلے بدی کرتے ہین یہی ہماری عادت ہی اور ہم ہمیشہ یہی کرتے ہین اب یہ بتا کہ تجکو پہاڑ پر پھینکدون کہ دریا مین امیر سوچے کہ دیو کی مت اُلٹی ہوئی ہی جو کہونگا اُس کے برعکس کریگا امیر نے کہا کہ مجکو پہاڑ پر پھینکدے اگر مجھ سے عوض لینا ہی تو اسطرح سے لے سفید دیو بولا کہ اے آدم زاد مین تجکو دریا مین پھینکونگا کہ تو ڈوب مرے پھر ہمارے ساتھ ظلم و تعدی نہ کرے یہ کہکر اُس سنگ سمیت دریا مین پھینک کر چلتا ہوا فی الواقع اُنکے کہنے کے خلاف کیا خواجہ خضر و الیاس نے حکم خدائے تعالی سے ہاتھون ہاتھ امیر کو لیکر دریا کے کنارے کھڑا کر دیا امیر نے دونون پیغمبرون کو سلام کیا اور بصد زار و نالہ کہا کہ یا حضرت آسمان پری نے سخت مجکو تنگ کیا ہی نہایت رنج دیا ہی دنیا مین مجکو جانے نہین دیتی اس تکلیف سے راحت پانے نہین دیتی حضرت خضر نے فرمایا کہ اے امیر گھبرانے کا مقام نہین ہی آب و دانہ کے ہاتھ ہی جب آب و دانہ اُٹھ گیا تب تم یہان سے جاؤ گے اپنے وطن مین پہونچو گے آرام پاؤ گے چند روز اور سختی ہین یہ بھی خدا چاہتا ہی تو نکلے جاتے ہین اللہ پر بھروسا کرکے صبر کرو اب تمھارے دن اچھے آئے ہین اب تھوڑا سا حال شہپال شاہ و آسمان پری کا سنیے کہ ایک دن

شہپال شاہ دریا مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ آسمان پری سرخ پوشاک پہنکر آئی اپنی صورت اُسنے شعلہ بھبھوکا بنائی اور اپنے تخت پر بیٹھکر خواجہ عبدالرحمن کو طلب کیا اُنکے حاضر ہونیکا حکم دیا اُسوقت اٹھارہ لاکھ سردار دیو اور پریزاد بادشاہ کے دریا مین حاضر تھے جسنے اس سج دھج سے آسمان پری کو دیکھا کانپنے لگا مارے خوف کے شخص اپنا مُنہ ڈھانپنے لگا کہ آج آسمان پری بصورت مریخ دریا مین آئی ہی بہت خشمناک دریا مین تشریف لائی ہی دیکھیے کسکے سر پر قضا کھیلتی ہی کون کون نی جان سے جاتا ہی کس کس پر اسکا غصہ آفت لاتا ہی اسمین عبدالرحمن نے آکر بادشاہ اور ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے مخاطب ہوکر پوچھا کہ خواجہ دیکھو تو امیر اسوقت کہان ہین زندہ ہین یا بیجان ہین غمگین ہین یا شادمان ہین خواجہ نے نتیجہ دیکھکر سر اپنا پیٹ کر آنکھون سے آنسو بہائے اور شہپال سے یون زبان بر لائے کہ آپکے ساتھ حمزہ نے کیا بدی کی ہی کہ جسکا یہ بدلا آپ لیتے ہین درُسکو ایسے رنج دیتے ہین بادشاہ نے گھبراکر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہی اُنکا کیا حال ہی سچ بتاؤ کس مصیبت مین گرفتار ہین مجھے جلد بتاؤ عرض کی کہ جہان شہر وہان خیمہ کا کیا ذکر ہی تم بے پروا ہو تمکو اُنکی کیا فکر ہی سفید دیو نے حمزہ کو دریاے خضر مین پھینکدیا ہی اُس مردود نے اُنکے ساتھ یہ سلوک کیا ہی دیکھا چاہیے کہ جیتا بھی رہتا ہی یا نہین جو ایسے دریاے زخار مین ڈالدیا جائے اسکے جینے کا کچھ بھروسا نہین بادشاہ نے یہ خبر بد اثر سُنکر تاج سر پر سے اُتارکے زمین پر پھینکدیا اس بات کے سُنتے سے اُسکو بڑے رنج والم نے گھیرا اور آسمان پری نے بھی اپنی چادر پھاڑ ڈالے ہاے کہکے چلائی اور نالہ و فریاد و بقرار ہوکر زبان پر لائی اُسی دم بادشاہ مع خرد و کلان دریاے خضر کی طرف روانہ ہوے تخت کو دیوون نے اُٹھایا دم آمین اُس دریا پر پہونچا دیا صاحبقران خواجہ خضر و ممتہ الیاس کے ساتھ نماز پڑھکے فارغ ہوے تھے کہ بادشاہ مع آسمان پری پہونچا امیر نے سلام پھیرنے کو داہنے طرف جو رُخ کیا شہپال اُنکو دکھائی دیا تیزی بڑھائی باہمین ملاقات متوجہ ہوے اُسطرف آسمان پری کھڑی تھی امیر نے اُسکی طرف سے بھی مُنہ پھیر لیا دونون کی طرف ہرگز التفات نہ فرمایا آسمان پری اور بادشاہ حضرت خضر کے پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا حضرت اب ہم آپ سے اقرار کرتے ہین قسم کھاکے قول و قرار کرتے ہین کہ بعد چھ مہینے کے امیر کو دنیا مین پہونچا دینگے ہرگز وعدہ خلافی نہ کرینگے اگر خلاف اسکے ہو تو آپ کے اور خدا کے گناہگار رہون ہر طرح کی سزا کے سزاوار رہون اب کی بار ہمارا قصور آپ صاحبقران سے معاف کرا دیجیے ہمارے حال پر اتنی مہربانی کیجیے حضرت خضر نے امیر کو سمجھایا اور نہایت لطف سے فرمایا کہ جہان تو برس رہے ہو وہان اور بھی چھ مہینے میری خاطر سے رہو جو کچھ بمقتضاے تقدیر آئی ہی ٹلتی نہین پیش آئے اُسکو چارو ناچار سہو آسمان پری اور شہپال قسمین کھاتے ہین اُنکی قسمون کو بھی دیکھ لو اُنکے قول و قسم پر اعتماد کرو دشمن شہور ہی کہ درد نگورا تا پہ خانہ پہونچانا چاہیے جو شخص قسمیہ عہد کرے اُسپر یقین لانا چاہیے امیر نے سر جھکا کر کہا کہ یا حضرت آپ پیغمبر خدا ہین اچھے بندے مقبول بارگاہ کبریا ہین مجکو بغیر از اطاعت

وفرمانبرداری کیا چارہ ہی مجکو بسر و چشم منظور ہی جو آپکا اشارہ ہی بہت اچھا چھ مہینے اور رہونگا موافق ارشاد کے کچھ نہ کہونگا آسمان پری اور شہپال شاہ دونون امیر کے قدمون پر گرکے عذر خواہ ہوے اپنی حرکات نا ملائم پر بہت معذرت کی معاف کرنے پر قسم دی امیر مجبور ہو کر حضرت خضر اور الیاس سے رخصت ہو کر شہپال شاہ و آسمان پری کے ساتھ تخت پر بیٹھکر گلستان ارم کو روانہ ہوے

داستان خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا قلعۂ سراندیپ پر پہونچنا اور شکست دینا مہلہل سگسار و ملک اجروک کو اور بہرام گرد خاقان چین کا اقلیم چین کی طرف جانا اور جلوس فرمانا اپنے تخت سلطنت پر

تا دمی لکھتا ہی کہ جب ملک لندھور اور بہرام گرد خاقان چین اس راستہ پر پہونچے کہ جہان سے ملک چین کو راہ گئی تھی ملک لندھور نے باصرار تمام خاقان کو رخصت کیا چنانچہ بہرام گرد خاقان چین چین کی طرف راہی ہوا اپنے ملک مین جاکر رونق افزاے تخت بادشاہی ہوا اور لندھور اپنے ملک کیجانب آیا مع فوج جرار و لشکر بے شمار تشریف لایا ادھر کا حال سُنیے کہ مہلہل سگسار اور ملک اجروک بہت دنون سے قلعہ سراندیپ کو گھیرے ہوے پڑے تھے اور کئی بار اہل قلعہ سے لڑے تھے ایکدن طبل جنگ بجاکر قلعہ پر حملہ کیا مسلمانون پر دھاوا کرنیکا حکم دیا مسلمان دست مناجات بلند کرکے جناب احدیت کی بارگاہ مین زار نالے کرنے لگے یکایک جنگل کیطرف سے گرد اٹھی سر کاہ بادنے دامن گرد کو چاک کیا علماے شیہ پیکر و لشکراے ہنرور جہرہ نمودار ہوے نئی نئی صورت کے جوان اُس غبار سے پدیدار ہوے قلعگیون نے دور ہی سے لگا کر دیکھا کہ دارا ے ہندرکن السلطنت کو چک سلیمان قائم مقام صاحبقران نیرہ شیت پیغمبر خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان گروزرہ جوشن پہنے گرز گران بار کاندھے پر رکھے فیل میمونہ پر سوار بالکمال شوکت و اقتدار چلا آتا ہی فوراً قلعہ مین شادیانے بجنے لگے نقارے مثل رعد کے گرجنے لگے ملک اجروک و مہلہل سگسار شادیانے کی آواز سُنکر کمال متعجب ہوے کہ اس عالم ضیق مین محصوران حصار شادیانے بجاتے ہین ہماری جماعت اور لشکر کثیر کا خوف بالکل اپنی خاطر مین نہین لاتے ہین کہ دفعۃً خسرو ہندوستان ملک لندھور سگسار دن کی فوج پر گرا اُسنے لڑنا شروع کیا جیپور نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان رطرہاہی دروازہ قلعہ کا کھول کر مع فوج آپ بھی شریک جنگ ہوا اس صورت مین لڑائی کا اور ہی رنگ ہوا ملک اجروک نے اپنا ہاتھی فیل میمونہ کے برابر لاکر ایک گرز خسرو پر مارا خسرو نے تو اُسکو روکیا اُسکی ضرب کو اپنے اوپر آنے نہ دیا مگر وہ گرز فیل میمونہ کی مشک پر لگا فوراً مشک کا خرطوم کی راہ سے نکل پڑا وہ ہاتھی ضرب سخت سے بیکار ہو گیا عاجز اور بیقرار ہو گیا خسرو کو کود کر ہاتھی سے الگ ہوا ملک اجروک نے دوسرا وار خسرو پر کیا

خسرو نے خالی دیا اور اُسکے ہاتھی کی سونڈ پکڑ کے ایک جھٹکا جو مارا تو ہاتھی مُنھ کے بھل آ رہا اُسکی سونڈ سے خون کا دریا بہا ملک اجروک ہاتھی سے جدا ہو کر خسرو کے مقابل ہوا لڑنے پر مستعد اسکا دل ہوا خسرو نے سکا کمر بند پکڑ کے اُٹھا لیا اور سر گردان کر کے اس زور سے زمین پر ٹپک دیا کہ اُسکے ہونٹ پھٹی کے دودھ سے تر ہو گئے خسرو کا زور و قوت دیکھکر اُسکے ہوش و حواس منتشر ہو گئے چاہتا تھا کہ اُٹھکر بھاگے خسرو نے اُسکو پکڑ کے ایک پاؤں اُسکا اپنے پاؤں کے نیچے دبا یا دہنا اچھی طرح سُپر قابو پایا تب دوسرا پاؤں ہاتھ سے پکڑ کر مثل پارچہ کہنہ پیر کے پھینکدیا اس جوان کوہ پیکر کو دو ٹکڑے کیا اور سگسار وں کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ ایک لکہ ابر فلک پر پیدا ہوا دفعتہً ایک ابر سیاہ ہویدا ہوا اور اس زور سے بادل کڑکا کہ لوگوں نے جانا آسمان زمین پر گر پڑیگا کیا قیامت آئی کیسی آفت آئی اور برق کے چمکنے سے ہر ایک کو چکا چوندھی آگئی سبھوں کی آنکھوں پر مارے دہشت کے اندھیری چھا گئی بعد ازاں فلک سے ایک پنجہ پیدا ہو کر لندھور کو اُٹھا لیگیا گویا ایک بگولہ تھا کہ تنکے کو اُڑا لیگیا سگساروں نے یہ ماجرا دیکھکر شیر کیطرح سے فوج ہند پر حملہ کیا سب لشکر کو ایکبارگی لوٹ پڑنے کا حکم دیا فوج ہند بھر قلعہ بند ہوئی قلت جمعیت سے دہشت مند ہوئی اور سگسار حصار کو محاصرہ کر کے اُتر پڑے پھر جیسے کیطرح گھیرنے پڑا سو اب جبتک پھر اس داستان پر آؤں دو کلے ملک لندھور کی دہستان کے سنا فن لندھور کو جو نچہ زرمگاہ سے اُٹھا لیگیا وہ راشدہ پری راشد جنی بادشاہ ملک بیضہ من مضاف پردۂ قاف کی بیٹی تھی ایسے بادشاہ دریاہ صاحب اوصاف کی بیٹی تھی اُسنے جو زور و قوت ملک لندھور کا دیکھا تجویز کیا اور اس امر کو قرار دیا کہ اسکو لے جا کر سفید دیو کو مارا چاہیے کہ اُس روسیاہ نے راشدہ پری پر عاشق ہو کر راشد جنی سے پیغام شادی کا دیا تھا اُس پری ماحسن و جمال سے قصد موصلت کا کیا تھا ہرگاہ راشد جنی نے قبول نہ کیا اور کچھ کلمات سخت کہے اور جواب تند اور دندان شکن دیے تو اُسکو پکڑ کر ایک غار میں کہ اُسکے مکان کے متصل تھا قید کیا اور در پے گرفتاری راشدہ پری ہوا کہ اُسکو بھی قید کرے اپنے دم میں لائے اور اپنی طبیعت کا مزہ اُٹھائے راشدہ پری اس خبر کو سنکر گلستان ارم کیطرف گئی کہ آسمان پری کو اپنا معین و مددگار کر کے اُس سے نجات حاصل کیجیے اس مردود کے ہاتھ سے اپنے تئیں بچا کے رسوائی نہ کیجیے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ آسمان پری کسی ملک کیطرف گئی ہے راشدہ پری وہاں سے پھر کر دل ہلانے کو پردہ دنیا کیطرف گئی چند روز بطریق تفرج طبع وہاں رہی پھرتے وقت سراندیپ میں قوت و زور لندھور کا دیکھکر لندھور کو اُٹھا لائی اُسکی صورت و شکل دل سے بھائی اور اپنے باغ میں آتار کر آرائش و زینت کر کے خسرو کے سامنے آئی وہ زیب و زینت سے اپنی صورت فرشتہ فریب دکھائی کہ لندھور نے جو راشدہ پری کو دیکھا تو ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہو گیا اُسکی شکل حور مثال دیکھکر قلق سے رنگ فق ہو گیا پوچھا کہ مجکو اس باغ میں کون لایا ہے یہاں کسطرح سے آیا ہوں اور یہ کون ملک ہے راشدہ پری

بولی کہ او مندی آیکہ تو لائی ہو یہ حرکت اسی نابعدار سے بے اختیارانہ ظہور مین آئی ہی اور یہ ملک پرستان ہی
ایک دیو نے میرے باپ کو قید کیا ہی اُسکو کمال رنج دیا ہی اور مجکو چاہتا ہی کہ اپنی زوجیت مین لائے میری صحبت سے
حظ زندگانی اُٹھائے اور مجکو کسی طرح سے قبول نہین ہی یہ بات میرے نزدیک معقول نہین ہی چونکہ اہلوگون کے
بادشاہ نے بھی ایک آدم زاد کو پردۂ دُنیا سے بلا کر ہزارون دیو قتل کروا کے ملک ازدست رفتہ کو نئے سرے سے اپنے
قبضہ مین کیا ہی اور اُسکی مدد سے اپنے دشمنون سے خوب انتقام لیا ہی اور اپنی بیٹی سے اُس آدم زاد کی شادی بھی کی تو
دیو کی کہ حُسن و جمال مین بے نظیر ہی اُسکے نکاح مین دی ہی مین بھی اپنی اعانت کیواسطے آپکے آئی ہون اگر آپ اُس دیو کو
مار سکین تو مین تا بحیات ستعار لونڈی گری مین حاضر ہون تمام عمر آپکی اطاعت مین رہونگی کوئی بات خلاف مرضی
آپکے کبھی اپنی زبان سے نہ کہونگی لند مہورنے کہا کہ راشد جنی کہان ہی راشدہ پری نے خسرو کو راشد جنی کے
مکان تیار پہونچا دیا اُنکی جا و مقام سے اُنکو مطلع کیا جو دیو راشد جنی کے نگہبان تھے خسرو کو دیکھا اپنے سردار کے پاس کہ جسکا
نام سقرا سے برہمن تھا دوڑے گئے اور کہا کہ آدم زاد آیا ہی اور معلوم نہین کہ کہان سے کیونکر گذر پایا ہی سقرا سے برہمن نے
لند مہور کو دیکھکر چاہا کہ اُسے پکڑے سفید دیو کو بطریق تحفہ نذر دیوے اور اُسکے عوض مین اُس سے کچھ انعام پاوے
لند مہور کہ پکڑنے کو ہاتھ جو بڑھایا اور جسوقت اُسکے قریب آیا لند مہور نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ سقرا
برہمن کا ہاتھ شانے سے اُکھڑ گیا اس صدمہ سے وہ بیہوش ہوا سب دیو شور و شور اُسکا دور ہوا دیوون نے جو اپنے سردار کا
یہ حال دیکھا حربے لیکر لند مہور پر آگرے لند مہور نے بہت دیوونکو تہ تیغ کیا کسی کا سر اپنے اوپر آنے دیا بقیہ السیف بیتاب
ہوکر بھاگے آخر لند مہور راشد جنی کو آزادی دیکر اور اپنے ہمراہ لیکر قصر ابیض مین آیا اُس مقام مفرد مین اُسکو اپنے
ساتھ لایا راشد جنی نہایت خسرو کا ممنون ہوا اور خسرو کے لیے جشن شاہانہ ترتیب دیا اُسکی محفل طرب و نشاط کا
حکم کیا خسرو نے عین جشن مین خواجہ عبد الرحیم سے کہ راشد جنی کا وزیر تھا فرمایا اُسکی طرف مخاطب ہوکے سخن زبان پر
لایا کہ اپنے بادشاہ کو خبر دو کہ مین راشدہ پری پر عاشق ہون میرا عقد اُسکے ساتھ کر دیوے اور مجھ سے اپنی حسب خواہش
قول و قرار لیوے خواجہ نے خسرو کا پیغام اپنے بادشاہ سے ادا کیا راشد جنی نے کہا کہ تم میری طرف سے کہدو
اور اس بات کو اُس سے بطرز شائستہ کہو کہ مجکو اپنی بیٹی تمکو دینا فخر ہی مگر شرط یہ ہی کہ پہلے سفید دیو کو کہ دشمن جانی ہی تو
قتل کیجیے اور قصر مرمر کو دیوون سے مستخلص کر دیجیے پھر شوق سے راشدہ پری کو اپنے نکاح مین لائیے اُسکی موصلت سے
لطف زندگی اُٹھائیے لند مہور نے قبول کیا رات کی رات تو سو رہا صبح کو سفید دیو کے مارنے کو روانہ ہوا جب
سفید دیو کا حال سُنیے کہ دیو پلنگ پر سو رہا تھا کہ اُسے خبر دی اُسکو جلد پہونچکر اطلاع کی کہ ایک آدم زاد تمھارے دیوونکو
جو چوکی پہرے تھے قتل کر کے راشد جنی کو چھڑا لیگیا ایک آنکی آن مین اُسکو وہ کیطرح اُٹھا لیگیا اور تمھاری تلاش مین ہی
وہ مردود سنتے ہی آپ مین نہ سما بولا کہ زلزال قاف کو تو مین نے دریاے اخضر مین ڈبو دیا ہی اُسکا کام تمام

کیا ہے اب یہ دوسرا آدمی کہاں سے پیدا ہوا گھبرا کر دیکھا تو ایک جوان قوی ہیکل راشدہ پری کو گود میں لیے ہوئے بوسے لے رہا ہے داد عیش دنشاط دے رہا ہے سفید دیو یہ کیفیت دیکھکر بے اختیار دار شمشاد لیکے لندھور پر دوڑا اور اُسپر حملہ کیا لندھور نے اُسکے وار کو خالی دیا اور دار شمشاد چھین کر ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ سفید دیو فرش زمین ہو گیا خسرو نے اُسکی مشکیں باندھ لیں ہر طرح سے اُسکو زیر دست کیا اُس سرکش غرور کا حوصلہ سب پست کیا اور جانتک کہ یوسکے مکان میں تھے اُنکو نکال کے مکان پر اپنا قبضہ کیا ایک کو بھی وہاں رہنے نہ دیا اور سفید دیو کو لاکر راشد جنی کے حوالہ کیا راشد جنی نے خسرو کو گلے سے لگایا اور خوب سا پیار کیا اور بہت سا زر و جواہر خسرو پر سے نثار کیا اور سفید دیو کو ایک غار میں کہ دو پہاڑ کے درمیان میں واقع تھا قید کر کے کئی ہزار دیو اُسکی محافظت کے واسطے تعینات کیے اور اُسکی حفاظت کیواسطے سخت سخت حکم دیے اور لندھور کو واسطے جشن ترتیب دیکر راشدہ پری کو لاموریا اُسکے عقد میں بکمال رغبت دیا اور خواجہ عبد الرحیم کو شادی کا سامان طیار کرنیکے واسطے حکم دیا خواجہ نے کئی دن کے عرصے میں شادی کا سامان مہیا کیا جو شخص جس خدمت کے لائق تھا اُسکو اُس کام کے انجام کا حکم دیا راشد جنی نے بڑی دھوم دھام سے اپنی بیٹی کی شادی خسرو کے ساتھ کردی جو بات کہ شایان سلطنت ہوتی وہ ہی داخیہ ہو کچھ خلاصہ حوالت شادی کا بیان قصہ خواں یہ موقوف رکھکے بیان استمرار کیا چونکہ عبارت طویل باعث ملال خاطر ناظرین ہوتی ہے واسطے مضمون کو طول نہ دیا القصہ بعد انفراغ شادی لندھور نے دیو و نکو مار کر قصر مرمر اپنے قبضہ میں کیا سب دیو و نکو وہاں سے نکالدیا اور راشدہ پری کے ساتھ شب و روز عیش کرنے لگا اُسکی محبت کا دم بھرنے لگا غرض کہ لندھور کو گرمی کے موسم میں سنگ مرمر کے چبوترے پر درختوں کے سایہ میں بخیر سوتا دیو پلنگ سر نے کر دن رات اپنا قابو ڈھونڈھا کرتا تھا سفید دیو کو غار سے نکالکر خبر دی کہ اسوقت وہ فضائے مقام پر بخیر پڑا سوتا ہے اس حالت میں اُسکو گرفتار کر لیا چاہیے سفید دیو لندھور کو الگ تلگ اُٹھا کر اپنے مکان میں لیگیا اور طوق و زنجیر پہنا کر خار میں ڈالدیا اور اس کیفیت سے اُسکو خبر کیا بعد ازاں راشدہ پری کے پکڑنے کو گیا کہ اُسکو بھی گرفتار کر دن اُس سے بھی اپنا بدلا لوں راشدہ پری نے اُسکے خوف سے اپنے کو طلسم البجبال میں کہ دیو سیہ چشمی اُس طلسم کا بانی تھا ڈالدیا اُس مردود کے خوف سے اُس جگہ اپنے تئیں پوشیدہ کیا سفید دیو نے یہ خبر سنکر جانا کہ اُس طلسم میں جاوے اور پھر آ نہیں سکتی پہنچے میں لاوے ہمراہیوں نے منع کیا کہ اس طلسم میں جاکر آجتک کوئی جیتا نہیں نکلا جو وہاں جاتا ہے ہلاک ہوتا ہے مگر زیرک ہوتا ہے سفید دیو مع دیوان ہمراہی اُس طلسم کے گرد محاصرہ کر کے بیٹھا اس مکان کی کیفیت سُنکے ڈر کے بیٹھا اب کچھ حال سنگسار و نکا بیان کروں انکی حالت سے تمکو اطلاع دوں ہرگاہ لندھور کو خبہ اُٹھا لیگیا اور جیپور قلعہ بند ہوا سنگساروں نے قلعگیوں پر عرصہ تنگ کیا جیپور نے ناچار ہو کر مسلسل سنگسار سے ایک مہینے کی مہلت مانگی اپنی تدبیر کرنیکے لیے فرصت مانگی اور ایک نامہ بہرام کر دخاقان چین کو لکھا کہ ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں زندگی سے بیزار ہیں

خبر لیجئی ہو تو جلد لیجیے جسطرح سے ہو سکے ہماری مدد کیجیے ورنہ اپنا کام تمام ہوتا ہے خاقان چین لشکر لیکر سراندیپ کیطرف روانہ ہوا ہر گاہ بنگالے مین پہونچا زاد خان و سمند رخان نامے دو بھائی فن تنباذی مین کمال رکھتے تھے خاقان چین سے اگر ملاقات کی اور مستعد ہو کر یہ بات کہی کہ اگر تمکو اپنے ہمراہ لے چلیے تو سنگسار و تنکو ایک قلم پھونک دیونگا یہ سنکر جلا کر خاک سیاہ کر دیا کہ کہین اُنکا نشان نرہے آدمی کیا کہ باقی کوئی مکان نرہے خاقان اُنکے اس کلام سے بہت خوش ہوا اور اُنکو خلعت سرفرازی دیکر اپنے ہمراہ لیا اور اُنسے بہت سلوک کریکا وعدہ کیا سنگسار دن کا حال سنیے کہ جب مدت مہلت تمام ہوئی قاصد پر لہ کیا پھر اُنکو نہ سر نہ مہ دیا مسلمان دست پاچہ ہو کر دعا مانگنے لگے کہ اسی آفت سے تو ہمکو بچا ان دیوؤنکے پنجے سے چھڑا ہنوز قلعہ پر لہ نہ کیا تھا کہ خاقان چین آپہونچا خدا کے حکم سے اُنکی مدد کے لیے جاہ و زاد خان و سمند رخان کی آتشبازی کی فوج سنگسار تاب نہ لاسکی اُنکے آگ برسانے سے وہ ہر گز اپنے تئین نہ بچا سکی بہتیرے جل بھنکر واصل جہنم ہوے اور بعض جو بچے جان لیکر مانند شتر بے مہار بھاگے ایسا دونو آتشبازی کا اُنکے دل مین سمایا تھا اور اس آتشبازی کے گرنے سے اُنھون نے ایسا صدمہ پایا تھا کہ اگر شب تیرہ مین شہاب ثاقب کو دیکھتے تو آتشبازی سمجھکر ہوائی کیطرح سے ہوا ہوتے دہشت سے اپنے حواس کھوتے بہرام خوش خوش قلعہ سراندیپ مین داخل ہوا اہل قلعہ کو اُسکے آنے سے کمال اطمینان حاصل ہوا مگر لندھور کیواسطے کمال متردد و متفکر تھا اُسکے دریافت حال کیواسطے بہت مضطر و بیقرار تھا چنانچہ ہرطرف دیا لندھور کی تلاش کیواسطے بھیجے تاکہ اُنکا حال دریافت کریکے اُسکو اطلاع کریں اور اُسکی طبیعت کو تسکین دین اب راشدہ پری کا حال سنیے کہ اُسنے جب سفید دیو کی دہشت سے اپنے کو طلسم ابجبال مین قائم کیا تھا وہ حاملہ تھی بعد نو مہینے کے ایک بیٹا ہوا اُسکے صدمہ شکم سے ایک گوہر شاہوار پیدا ہوا راشدہ نے نام اُسکا رشیون پریزاد رکھا اور احوال اُسکے پیدا ہونیکا مع تمام ایک کاغذ پر لکھکر تیر کے پیکان مین باندھکر طلسم کے باہر پھینکدیا اُسکے پیدا ہونے کی اطلاع کا اپنے باپ تک یہ سامان کیا اتفاقاً ایک پریزاد نے اُس تیر کو پایا اور بیکھٹکے اُس تیر کو شد جنی کے پاس پہونچایا راشد جنی نے اس پریزاد سے کہا کہ اس خط کو سراندیپ مین لیجا جو کوئی رشیون پریزاد کا بزرگ ہو اُسکے حوالے کر آ فوراً اس خط کو جسطرح سے ممکن ہوا اُسکے پاس پہونچا پریزاد نے قلعہ سراندیپ مین جاکر خاقان چین کی گود مین خط کو ڈالدیا راشد جنی کا حکم تعمیل کیا بہرام نے ہرچند چاہا کہ وہ خط پڑھا جائے کوئی اُس خط کا مضمون اُسے پڑھکر سنائے لیکن چونکہ خط جنی تھا کسی سے پڑھا نہ گیا کوئی اُسکو پڑھ نہ سکا لیجا ہوکر اُس خط کو محافظت سے اپنے پاس رکھا کہ آخر کوئی پڑھنے والا اسکا بھی تو ملیگا ایکدن یہ کام آئیگا رشیون پریزاد کا حال سنیے جب وہ آٹھ برس کا ہوا اپنی ماں کو مخزون و ملول دیکھکر پوچھنے لگا کہ تم مخزون و ملول کیون رہتی ہو اپنے رنج و ملال کا حال مجھ سے کیون نہین کہتی ہو راشدہ نے تمام سرگذشت اپنی کہ سنائی اپنی اور اُسکی حقیقت سب مفصل بتائی اور کہا کہ اے فرزند مین نے اپنی عزت بچانے کو اس طلسم مین اپنے کو ڈالا تھا اس تدبیر سے مین نے اپنے کو اس ملک سے نکالا تھا مگر

اب جیتے جی اس سے نکلنا دشوار ہو اس غم سے میرا حال نہ رہا اور باپ بھی تیرا دیو سفید کی قید میں ہی کاشکے وہ چھوٹا ہوتا تو اُمید پڑتی کہ وہ کسی فکر سے اس طلسم سے نکالے گا ہمکو کہیں آفت سے بچائے گا ارشیون نے کہا کہ اس طلسم کی لوح بھی کسی کے پاس ہوگی اُسکو تلاش کیا چاہیے وہ لوح کسی صورت سے لیا چاہیے راشدہ نے ایک خط لوح کے تلاش کرنیکے واسطے اپنے باپ کے نام لکھکر بدستور تیرمین باندھکر طلسم کے باہر پھینکا یا جن جو راشد جنی کیطرف سے طلسم کے باہر تعینات تھے منجملہ اُنکے ایک نے اس خط کو راشد جنی کے پاس پہونچایا راشد جنی نے جمائیکو ڈھونڈھوانے کا حق تھا لوح کو ڈھونڈھوایا جب کہیں ٹھکانا نہ لگا ایک خط راشدہ پری کے نام لکھکر ایک پیزاد کو دیا کہ اسکو طلسم کے اندر پھینکے جس جگہ سے تو اس خط کو لیا تھا اُسی جگہ اس خط کو پہونچا چنانچہ فولاد اُسنے اُسکے حکم کی تعمیل کی وہان کی راہ کی راشدہ اس خط کو پڑھکر ارشیون سے کہا کہ تیرے نانا نے لکھا ہے کہ مین نے خوب ڈھونڈھوایا لیکن کہین لوح کا پتہ نہ پایا لوح طلسم کے اندر ہی ہین تلاش کیجائے شاید ہاتھ آئے ارشیون مایوس ہوکر زار زار رویا اپنی اور اپنی ماں کی عاجزی پر بے اختیار رویا گمان آئی عالم گریہ مین آنکھ جھپک گئی دیکھا کہ ایک پیر مرد کتابی فرزند کسواسطے انتظام کھانا ہے مقدس رنج مین اپنا ہی کھیا تیرے مکان کے سامنے جو گنبد ہے اُسکے دروازے کو کھول اُسمین ایک دیو بند ہے اور گلے مین اُسکے ایک لوح یاقوت کی بخط جلی لکھی ہوئی ہے تو اس لوح کے حسب الحکم عمل کر اگر کوئی صورت ہولناک بھی تجکو نظر آئے تو اُس سے ہرگز نہ ڈریو وہ دیو اپنے ہاتھ سے لوح تیرے حوالے کرکے چلا جائیگا تو اپنا مطلب دلی پاویگا اور اس طلسم کو بفضلہ تعالی فتح کریگا ارشیون نے جاگ کر اُس خواب کو اپنی ماں سے بیان کیا وہ راز سربستہ عیان کیا اور گنبد کا دروازہ جا کے کھولا دیکھا تو واقعی ایک دیو ہے اور اُسکے گلے مین ایک لوح یاقوت کی بندھی ہوئی پائی جو بات کہ اُس مرد نے کہی تھی وہی صورت نظر آئی ارشیون نے لوح کو جو غور کرکے دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم یہ اسم پڑھکر اس دیو پر دم کردہ لوح تجکو دیگا جائیگا اس لوح سے تو اپنا مطلب پائیگا مگر جسوقت وہ پھرے لوح کو اُسکے سر پر مارکر وہ دیو تجھ سے واصل جہنم ہوگا اُس مردود کیطرف سے تجکو اطمینان حاصل ہوگا لیکن دو ہاتھی مست تیرے سامنے سے لڑتے ہوئے آئینگے اور وہ تجکو خوب ڈرائینگے تو لوح کو دونون کے درمیان ڈالدینا وہ دونون لوح کیوسطے آپس مین ایسا لڑینگے اُسکے لیئے مین خوب اڑینگے کہ خانہ جنگی کی رگڑون سے آگ نکلیگی اور اُسی آگ سے وہ دونون جلکر خاک سیاہ ہوجائینگے تجھے کیطرح کا قابو نہ پائینگے ارشیون حکم لوح تعمیل کرکے آگے بڑھا تا دریافت کرے کہ اُسکی حقیقت کیا ہے اور کیا ماجرا ہے دیکھتا کیا ہے کہ ایک میدان لق و دق ہے کہ جسکے دیکھنے سے آدمی کا زہرہ پھٹ جائے خون تمام جسم کا دم بھر مین گھٹ جائے اور ناف میدان تین ایک درخت دیو پیکر کا ہے اُسکے ہر پتے پر عالم نقش و نگار کا ہے اُسکی پھنگ پر ایک مرغ بیٹھا ہوا ہے جثہ اُسکا فیل کے برابر ہے اس صورت کا جانور دنیا مین کمتر ہے اور چونچ کو شست کیا جائے اور قبیلی کو زنبیل خواجہ عمرو کی تجویز کیا چاہیے ارشیون نے لوح کو دیکھکر یکبان تبت اسم اعظم دم کرکے اُسکی قبیلی کو نشانہ کیا تیر کو اپنی نشست سے اُسکی جانب تاک کے روانہ کیا تیر کا لگنا تھا اور اُسکا

زمین پر گرنا تھا اُسکے گرتے ہی ایک آندھی سیاہ ایسی اُٹھی کہ روز روشن شب یلدا سے زیادہ تاریک ہوگیا کہ ایک دوسرے کو نظر نہیں آتا تھا اندھیرے کی کثرت سے دم ہر ایک کا گھبراتا تھا اور شور وغل برپا ہوا کہ ہان لینا جانے نہ پائے یہ اپنے کو سلامت نہ پہونچا شکنندہ طلسم دیو دار دیو کو مار کر جاتا ہی دیکھیں تم مین سے کون اُسکو زیر شمشیر لاتا ہی ارشیون ہوجب حکم دوح اسم اعظم پکار پکار کے قرأت کرنے لگا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک کوہچہ سیاہ ہی ارشیون آگے بڑھا ایک تالاب وسیع دیکھا کہ گرداُسکے سیمیان سنگ مرمری ہین اور برابر سیمیون پر چوترین روازدہ سیزدہ سالہ خمین کی ہر ایک قابل دید رشک ماہ وخورشید جام سے گلنار بھا تھوئین بے کھڑی ہین اور صراحیان شراب کی بہت نفیس اور خوش طرز جابجا چنی ہین ارشیون کو دیکھتے ہی ہر ایک کہنے لگی کہ اہی طلسم کشا بڑا انتظار کروایا تو بڑی دیر مین آیا ہم کس مدت سے تیرے منتظر کھڑے ہین سخت انتظار مین پڑے ہین ارشیون نے اپنے دلمین کہا کہ عجیب جا پڑی ہی طرح کا تماشا ہی ہزارون حور تین ساغر شراب ہاتھ مین لیے میری طالب ہین حسن وجمال مین حوران بہشت پر غالب ہین مین کیلا اتنی شراب کب پی سکتا ہون کسی دشکنی اور کسکی خوشی کرون سخت حیران ہون کہ کس سے کیا کہون لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خبردار اگر سرکنندہ طلسم ان مین سے کسی کو ہاتھ نہ لگانا ہر گز نہ لگے پاس ہی آنا وہ جو ایک عورت گھاٹ پر سر جوڑا پہنے کھڑی ہی وہی ان سب کی سردار ہی اُسی کو سب طرح کا اختیار ہی اُسے نام اُسکا صہبا جادو ہی سب جادو گرونکی سردار یہی کل وہ اُسکے ہاتھ سے جام لے لیکر اسم اعظم دم کرکے ساغر اُسکے منھ پر مارے قدرت خدا کی نظر آئیگی یہ ساحرہ دیکھ تجکو کیسے کیسے تماشے دکھائیگی اگر دیکھنا تجھ اُس شراب کی چھینٹ نہ پڑنے پائے نوب احتیاط کر اُسکا ایک قطرہ بھی تیرے جسم اور کپڑے کے اوپر نہ آئے نہین تو تو بھی اُنکے شریک حال ہوگا پھر تجھ بھی وبال ہوگا ارشیون نے صہبا جادو کے ہاتھ سے جام لے لیکر اسم اعظم دم کیا اور اُسکے منھ پر مارکے پہلے بائون سے پچاس قدم جست کرکے دم لیا شراب کا اُسکے منھ پر پڑنا تھا اور شعلہ آتش کا بھبک کر اُٹھنا تھا کہ صہبا جادو شعلہ جوالہ کی طرح گھومنے لگی پھر کیطرح پیچ کر دن آئی وہ آگ ایسی مشتعل ہوئی کہ جتنی عورتین تالاب کے گرد کھڑی تھین سر تا پا رنگ سر جا رنگان جلنے لگین اپنے نیست ونابود ہونے پر کف افسوس ملنے لگین وہ گھڑی کے عرصے مین سب جلکر خاک ہوگئین ایک کا بھی نام ونشان نہ رہا اس بات پر اُسنے شکر خدا کیا پھر جو ارشیون نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ اے شکنندہ طلسم اب تیرے سامنے چند پریزاد گاتے بجاتے آئینگے تو اُنکو دیکھا نیگے منجملہ اُنکے ایک پیر مرد تجھسے صاحب سلامت کریگا گفتگو مین بہت ملائمت کریگا لیکن تو اُسکو جواب نہ دینا لوح کو آئینہ کیطرح سے دیکھتا یہ تدبیر ضرور عمل مین لانا لوح کے دیکھنے سے وہ سب کے سب بھاگ جائینگے طلسم فتح ہوجائیگا تو اپنا مطلب پائیگا ارشیون نے یہی عمل کرکے طلسم کو توڑا راشدہ پری بہت خوش ہوئی اور ارشیون کو گلے سے لگا کر طلسم کے باہر نکلی اُسکے نکلنے سے سب کی طبیعت شاد ہوئی غم سے آزاد ہوئی پریزاد جو راشد جنی کی طرف سے تعینات تھے راشدہ پری کو دیکھکر بہت متعجب ہوئے کہ اسنے ایسے طلسم خونخوار سے کیونکر رہائی پائی یہ کس تدبیر سے نکل آئی اور فوراً راشد جنی کو خبر دی اُسکے سلامت رہنے سے طلا

راشد جنی اُسی دم تخت پر سوار ہو کر آیا اور ارشیون کو اپنے گلے سے لگایا اور تخت پر دونوں ماں بیٹیوں کو سوار کر کے
زر و جواہر نثار کرتا ہوا قصر ابیض میں لیگیا سب نے اس امر سے خدا کا شکر کیا ارشیون نے اپنے نانا سے پوچھا کہ سفید دیو
نے میرے باپ کو کہاں قید کر کے رکھا ہے مجکو جلد بتا دیجیے اتنی مہربانی میرے حال پر کیجیے راشد جنی ارشیون کو
سفید دیو کے مکان پر اپنے ساتھ لیگیا اُسکا مقام قیام اُسکو دکھایا اور اُس جگہ کا حال مفصل سُنایا اب رستم و دوران
ملک لندھور بن سعدان گرد کا حال سُنیئے کہ اُسدن اپنی بیکسی پر بہت سا رویا آنسوؤں سے اپنا مُنھ دھویا اسی عالم
گریہ میں سلام علیک کی آواز اُسکے کان میں آئی اُسنے جان تازہ پائی جواب دیکر دیکھا تو حضرت خضر کھڑے ہیں ملک
لندھور نے بہت ہی زار زار نالہ کر کے عرض کی کہ یا حضرت میں کسقدر اس مصیبت میں گرفتار ہوں گا یہ پنج فالم کہاں تک
ہوگا فرمایا کہ میں تیری رہائی کیواسطے آیا ہوں خدا کی طرف سے قردہ خلاص لایا ہوں یہ کہکر ہند کو خسرو ہند کے
دست و پا سے جدا کر کے غائب ہو گئے اُسکو عذاب سیری سے چھڑا کر چلدیے ملک لندھور نے غار سے نکلکر دیکھا کہ
راشد جنی اور راشدہ پری تخت پر سوار کھڑے ہیں لندھور کے یہ چشم براہ انتظار کھڑے ہیں راشد جنی کی گود میں
ایک لڑکا بیٹھا ہے خسرو راشد جنی کے قدموں اور راشدہ پری سے بغلگیر ہو کر پوچھنے لگا کہ یہ لڑکا کون ہے اسکا حال
مجکو مفصل سُنایئے اسکی حقیقت بیان فرمایئے راشدہ نے اُسکا حال کہکر خسرو کا قدموں کروایا خسرو نے
ارشیون کو چھاتی سے لگایا اور راشد جنی کے ہمراہ قصر ابیض کیطرف روانہ ہوا۔

داستان خواجہ عمر و عیار کا قلعہ قیام سے قلعہ دیو دومیں جانا ملاپ ہر نگار و لشکر اسلام سمیت

راویان خوش تقریر لکھتے ہیں کہ ایک برس کے بعد سرداروں نے خواجہ عمر و عیار سے کہا کہ قلعہ میں کھانا ہو چکا ہے
سب لوگ بھوک کی تنگی سے پریشان ہیں سخت حیران و حیران ہیں خواجہ نے صیاد سے پوچھا کہ اس گرد و نواح میں کوئی
اور بھی ایسا قلعہ ہے کہ جسمیں جاکر چند روز بسر کیجیے غم ناداری سے طبیعت کو رہائی دیجیے صیاد نے کہا کہ یہاں سے
دو منزل پر دیو دومانے ایک قلعہ جمشید کا بنایا ہوا ہے سب اسباب آسایش بہت تکلف سے اُسمیں لگایا ہوا ہے مضبوطی میں
کوئی قلعہ اُسکی برابری نہیں کر سکتا ہے کوہ البرز بھی رفعت اور سنگینی میں اُسکی ہمسری نہیں کر سکتا ہے چار پہاڑ درستی مقابل
میں واقع ہوئے ہیں کہ وہ بھی ہمتا ل ہیں قدرت ایزد ذوالجلال ہیں جمشید نے ان پہاڑوں میں بھاری بھاری
قلابے آہنی و یکر موٹی موٹی زنجیریں لگائی ہیں بہت مضبوط لنگر میں جمائی ہیں اور آہنی تختوں سے اُسکو تختہ بند کیا ہے استحکام میں
اسکا رتبہ نہایت بلند کیا ہے اور چار سا تھ کا فاصلہ دیکر دو دیواریں آہنی بنائے اُسمیں ریت بھری ہے اور قلعہ میں اُس قدر
وسعت ہے کہ اُسمیں زراعت ہوتی ہے باہر سے غلہ منگانے کی احتیاج نہیں ہے اُسکا رہنے والا کوئی کسی چیز میں خورد و نوش کا محتاج
نہیں ہے مگر راہ اُس قلعہ کی ایک ہی ہے اور ایسا تنگ کہ جو ہے کہ سوا سے ایک آدمی کے دو آدمی برابر نہیں جا سکتے بہت سے
شخص ایکدم تبہ اُسمیں دخل نہیں پا سکتے عمرو قلعہ کا بیان سُنکر بہت خوش ہوا اور سرداروں کو بلا کر تاکید کی کہ تم اس قلعے سے

بہت ہوشیار رہنا مین دوسرے قلعہ کی فکر مین جاتا ہون تمھارے آرام ہانیکی تدبیر لگاتا ہون یہ کہکر پوشاک شاہی اُتار بہ
عیاری پہن قلعہ کے باہر نکل کر پھلانگین بارہ قلعہ دیوار پر جا پہونچا کمال جرأت و دلاوری سے تن تنہا پہونچا قلعہ کے
گرداس تاک مین پھرا کہ کہین لگاؤ پاوے مگر نہ پایا اندر جانے کا رستہ کہین نظر نہ آیا ایک ٹیکرے پر بیٹھکر قلعہ کے اندرونی
حصہ کو دیکھکر عش عش کرنے لگا کہ کبھی ایسا قلعہ دیکھنے سننے مین نہین آیا تھا آجتک ایسا قلعہ مین نے نہین پایا تھا چند بار جانیکے
واسطے دریا سے فکر مین غوطہ مار کے منصوبہ کرنے لگا طرح طرح کا خیال اُسکے دل مین گذرنے لگا دیکھتا کیا ہی کہ ایک
دریچے مین لوہے کے تختے کا چھجا ہی اُسپر ایک سقہ کھڑا ہوا نیچے سے پانی بھر رہا ہی پانی بھرنے کی خدمت جو اُسکے متعلق
ہی سو کر رہا ہی دلمین سوچا کہ قلعہ مین جانیکے لیے اس سے بہتر سیڑھی ہاتھ نہ لگیگی اندر پہونچنے کی اور کوئی گھات نہ
لگیگی سقے کی آنکھ بچا کر پانی مین کود کے ڈول مین جا بیٹھا سقے نے جو ڈول کو بھاری پایا اُسکو تعجب آیا پھر جھانک کر
دیکھا کہ ایک آدمی عجیب ہیئت ڈول مین بیٹھا ہوا ہی حماقت سے سمجھا کہ میری تقدیر کی یاوری سے جل مانس ڈول
مین آیا ہی میرا طالع سکندری ایسا خزانہ بے پایان میرے لیے لایا ہی ڈول کو آہستہ کھینچنے لگا کہ کہین نکل نہ جائے ایسی
شے بے نظیر ہاتھ نہ آئے جب ڈول برخی تک پہونچا پکڑ کے کیواسطے ہاتھ بڑھایا کہ ڈول سے نکال لون یہ خیال
اُسکے دلمین آیا عمرو جست کر کے اُسکے پاس جا رہا اور گردن اُسکی پکڑ کے اُسی پانی مین پھینکدیا اُس سقے کے ساتھ
یہ شعبدہ کیا مدتین پانی عمیق تھا اور سقے کا جام عمر بھر پیا ہوا تھا دو چار غوطے کھا کر غرق بحر اجل ہوا عمرو اُسکی صورت
بنکر پانی بھرنے لگا اُس سقے کا کام کرنے لگا جب مشک بھر چکا سوچا کہ معلوم نہین وہ پانی کس کس جگہ بھرتا تھا یہی مشک کا
پانی کس کس کام مین صرف کرتا تھا مصلحت یہ ہی کہ دوسرے سقے جو پانی بھرنے کو آئے ہونگے اُنکو اُس جگہ پر آنے کا راستہ
بلا کہو کہ میان فتو خبر تو ہی اسطرح سے بیٹھے کیون ہو پانی بھرنے کا کام سے تم کو واسطے موڑا تم عمرو بولا کہ اے
بھائی مجکو اسوقت تم پانی بھرنے دو میرے قلب پر گرمی چھائی ہی اگر مرا پانی سے میرے تم پر خبر کرنا نہایت احسان کرو ایک سقے
نے اُسکے اڑک بلا کہکر خبر دی کہ فتو قلعہ کی فصیل پر تپ مین پڑا کانپ رہا ہی گرمی اور تپ کی شدت سے ہانپ رہا ہی جب اڑکے سے اُسکے
سنتے ہی دوڑے گئے اور اُسکو وہان سے گھر مین اُٹھا لائے سب نے اُسکا حال دیکھکر بہت رنج اُٹھائے عمرو چین سے
پڑ سویا کیا سب نے تکلف خوب ہی طبیعت کو آرام دیا آدھی رات گئی ہوگی کہ فتو کی جورو نے جگا کر پوچھا کہ کچھ کھاؤ گے
تھوڑی بہت کچھ غذا آخر پیٹ مین ہونچاؤ گے عمرو بولا کہ بھوک تو نہین ہی وہ بولی کہ مین نے کلتھی پکائی ہی تھوڑی سی
تو کھالو کہ قوت سلب نہو عمرو بولا کہ اچھا لاؤ اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو خیر مجکو کھلاؤ عمرو کلتھی کھا کے ہاتھ منھ دھو کر حقہ
پینے لگا کہ ایک مرتبہ باہر سے کسی نے پکارا زور سے ایک نعرہ مارا کہ میان فتو باہر تو آؤ کچھ تم سے کہنا ہی
بلدی تشریف لاؤ عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا معاملہ پیش آیا ہی زمانہ کیا اپنے نیرنگ دکھاتا ہی اسوقت
دو پہر رات گذرے کون خریدار آیا کون ایسا کام خود ہی اُسکو جہان لایا فتو نے جورو سے کہا کہ پوچھ تو کون ہے

وہ عورت بولی کہ صاحب آپکا کیا نام ہی اسوقت رات مین مکو لانسے کیا کام ہی اور یہ تو بہت بیمار ہین باہر نہین نکل سکتے بسبب ضعف اور بیماری کے ایک قدم نہین چل سکتے وہ بولا کہ بادشاہ کے عیارون کا مہتر ہون اُن سبھون کا مین ہی افسر ہون مجھے ایک بات بہت ضروری کہنی ہی عمرو نے نام عیار کا سُنکر بہت اپنے دلمین شش و پنج کیا دلمین کہا تو ہم نے دھوکہ لیا عورت سے پوچھا کہ یہ کبھی اور بھی آیا تھا اسنے اپنی صورت کو کبھی تجھے دکھایا تھا اُسنے کہا کہ کبھی نہین تب تو اور بھی حواس اُڑ گئے کہ پہلے پہل عیار سے ملاقات ہوئی یہ بہت بُری بات ہوئی خدا خیر کرے مجبور کا مکھتا ہوا باہر نکلا یا آسمانی آفت سے بچانا یہ کہکر پھر اسنے دیکھا کہ اکہ ای شاہ عیاران عیار السلام علیک عمرو بولا کہ صاحب یہ گھر تو فتوسے کا ہی شاہ عیاران عیار کا گھر ہوگا ہم دیوو دی بولا کہ ای خواجہ تم اپنے کو مجھ سے کیون چھپاتے ہو مین بھی مسلمان ہون آپکی ملاقات کا خواہان بسل الجان ہون دو مہینے سے آپکا انتظار کرتا ہون تمھاری محبت کا دم بھرتا ہون یہ کہکر عمرو کا قدمبوس ہوا عمرو سر اُس کا چھاتی سے لگا کر کلمات آشتی کرنے لگا ہا م دیوو دی نے کہا کہ چلیے بادشاہ کو یکلیجے جس غرض سے آپ یہان تشریف لائے ہین وہ کام اپنا کر لیجیے پھر جو کچھ ہوگا تمھا جائیگا دیکھا جائیگا جو معاملہ پیش آئیگا بندہ بھی آپکا شریک ہی یہ چند رات تاریک مزید دونون چوکیدارونکی نگاہ سے اپنے کو بچاتے ہوے عنتر دیوو دی کی محل سرا مین کمند لگا کر دیوے اپنی جسن تدبیر سے قلعے کے اندر جا کر پہنچے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ شاہانہ اطلس خطائی کے نیچے دوشالہ تانے پلنگ پر سوتا ہی کیا پڑا ہی نہ کوئی خدمتگار ہی سب غافل ہین یہ بھی خواب غفلت مین سرشار ہی عمرو نے بادشاہ کے منھ پر دوشالے کا آنچل جدا کیا کہ اُسکے چہرے سے علیحدہ کیا اور چاہا کہ عیر ہوشی بادشاہ کے دماغ مین پھونکے کہ بادشاہ نے عمرو کا ہاتھ ہو کر لیا عمرو نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اُسکے ہاتھ کو زور سے جھٹکا دیا بادشاہ کے ہاتھ مین پھلدہ رہ گیا عمرو نے چاہا کہ چابک سے جلدی سے اپنی شاہ لیوے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ ای خواجہ مجھ سے نہ بھاگ میری ایک بات سُنو جو کہتا ہون اُسپر عمل کرو بکلو خواب مین اسی دم حضرت ابراہیم نے مسلمان کر کے تمھارے آسیکی نیندی ہی تمھاری پاسداری کی فکر تا کہ میری ہی دولت کچھ علم غیب نہین رکھتا ہون کہ تمکو بیچا نتا بغیر بتائے ہوئے تمھارا حال جانتا عمرو یہ کلام سُنکر کھڑا ہوگیا بادشاہ نے اُٹھکر عمرو کو گلے سے لگایا اور کمال محبت و اخلاص سے فرمایا کہ صبح کو تم اپنے تمام لوگون کو لے آؤ بے تکلف سب کو یہان پہونچاؤ یہ قلعہ تمھارا ہی ہی ہر طرح فراغت کیا مال مین اگر جمشید جم آوے تو اس قلعہ کو نہین سنبھال سکتا تمکو کسی طرح کی اذیت نہین دیسکتا عمرو اُسی دم بادشاہ سے رخصت ہو کر قلعہ سابق مین آیا اور سردارونکو قلعہ دیووو کے لینے کی خبر سنا کر دن کو تو آرام کیا دوپہر رات گئے مہرنگار کو محافہ زرنگار مین سوار کر کے فوج کے ہمراہ قلعہ دیووو مین پہونچایا اور آپ آگے غنڈے بنکے جا کر اطلاع کر کے بھیجے سے روانہ ہوا دو روز مین قلعہ دیووو مین داخل ہوا سب صورت سے اطمینان حاصل ہوا بادشاہ نے پہلے ہی سے سب کو مسلمان کر کے دربانون کو حکم دے رکھا تھا کہ جسوقت عمرو آوے فوراً قلعہ کا دروازہ کھولدینا کہ کسی کو دستک نہ پائے دربانون نے عمرو کی آواز سنتے ہی قلعہ کا دروازہ کھولدیا عمرو نے سب لشکر اپنا قلعہ مین داخل کیا اور

اپنی وضع پر قلعہ مین بندوبست کرکے جین سے قیام کیا سب اپنے ہمراہیون کو آرام کرنیکا حکم دیا اب لشکر کفار کا حال سُنیے کہ تیسرے دن عیارون نے ہرمز و فرامرز کو خبر دی کہ قلعہ خالی معلوم ہوتا ہے کوئی آدمی اُسمین نظر نہین آتا ہے اور بالکل خالی ہونا بھی کچھ ذہن مین نہین سماتا اختیار کرنے کہا کہ اور قلعہ یہان سے متصل کون ہے دیو دو کو عمرو نے لیا ہو کچھ عیاری کرکے اُسمین دخل و قبضہ کیا ہو تو عجب نہین ہی بادشاہزادے اُسیوقت سوار ہوکر قلعہ مین گئے دیکھین تو واقعی قلعہ خالی مین جابجا کاغذ کے آدمی کھڑے ہین بانون اُنکے فصیلون پر گڑے ہین اور در دربازے مین گدھا اور کتا بندھا ہوا ہے اور چند مرغ قلعہ مین پھر رہے ہین نہ چوکیدار ہے نہ کوئی سپاہی ہے نہ کچھ سامان بادشاہی ہے شاہزادون نے بادشاہ ہفت کشور کی خدمت مین عرضی لکھی کہ عمرو اس قلعہ سے نکلکر قلعہ دیو دو مین گیا اور یہ مہم ہے آپکے تشریف لائے یا کوئی ایسا صاحب منصوبہ ہو کہ اسکو سر کرے سر نہوگی بغیر آپکی مدد کے ہمارے بات وقت آرام سے بسر نہوگی ایک عیار کے ہاتھ کہ اگر اُس سامانی اُسے کتے یہ عرضی بھیجکر مع لشکر کوچ کیا تمام لشکر و فوج کو کوچ کرنیکا حکم دیا تین دن کے عرصہ مین پہونچکر قلعہ دیو دو کے سامنے ڈیرہ کیا اُسی جگہ تمام لشکر نے قرار لیا تو شیروان عرضی کو پڑھکر نہایت آشفتہ و برہم ہوا اُسکو اس حال کے سننے سے بڑا غم ہوا اور بختک کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ سخت مردود ہون اس سامان زادے کا کیا علاج کروان اُسکی سزا واجب ہے اس عیار سے کیونکر اپنے لوگونکا بدلا لون وہ بولا کہ آپکا تشریف لے جانا عین مناسب ہوا اُسکی سرکشی حد سے گذری اب تو اسکی سرزنش واجب ہے آپ گئے کبھی سے لڑائی فتح نہوگی آپ سامان بالیسہ کرکے سلطہ ضرور تشریف لیجائین تو پھر آپہی فتح پائین تو شیروان نے نرجمہر سے پوچھا کہ اس مقدمے مین تمھاری رائے کیا ہے جانا وہان کا بجا ہے یا بجا ہے نرجمہر نے کہا کہ فدوی کا وہی کلام جو سابق مین تھا اب اگر آپ بھی تشریف لیگئے اور اُسنے کسیطرح کی کوئی بے ادبی کی تو اُسوقت بڑی قباحت ہوگی ہم سب لوگون کی سبکی اور حماقت پر دلالت ہوگی آیندہ رائے حضور کی سب کی رائے پر فضل ہے جو آپ ارشاد کرین اسی مین ہم راضی ہم تا بادشاہزادون کا عمل ہے تو شیروان کو جبھی عمرو کی حرکتین یاد آئین کانپ گیا اور بختک سے کہنے لگا کہ ہرمز و فرامرز سخت مکرم ہین ہمارے فرمانبردار ہے سلیقہ سے کام دیتے ہین تم کو مناسب ہے کہ اُنکو مخاطب کرکے ایسا لکھو کہ وہ آپکے حضور مین آئین ایسا نہو کہ وہ آپکے حضور مین اپنے تئین ہوشیار نہ جانین تو شیروان یہ مژدہ سُنکر بہت خوش ہوا اور کئی سردار اُسکے استقبال کو بھیجے کہ اُسکو بہت اعزاز و آرام سے میرے پاس لائین اُسکو بھی میرا اشتیاق سُنائین جب اُسنے حاضر ہوکر تخت کو بوسہ دیا اور بادشاہ کی ملازمت سے افتخار حاصل کیا بادشاہ نے آستین مرحمت اُسکی پشت پر جھاڑی اور رسمی دم خلعت جمشیدی سے اُسکو سرفراز کرکے مجلس جشن کا حکم دیا اپنی شان و شوکت کے لائق سامان دعوت کیا تین شبانہ روز تک جشن رہا جشن کی جمع کو بادشاہ سے اُسنے پوچھا کہ پیر و مرشد تو مین اور جہاندار اور جہانگیر کہان ہین اُنکا حال تو مجکو سُنائیے اُنکی کیفیت بیان فرمائیے تو شیروان نے آہ سرد بھرکر کہا کہ کیا کہون مین جسقدر اُنکی مفارقت مین غمناک ہون وہ تینون بھائی ہرمز و فرامرز کے سلطہ پر گرفتاری عمرو عیار ملازم حمزہ ہین تو

برس کا عرصہ گذر گیا ہو وہ عیار کسی کے ہاتھ نہین آتا ہو انواع واقسام کے فسادات اٹھاتا ہو آج اس قلعہ مین ہو تو کل
اُس قلعے مین ہو ایک جگہ قرار نہین لیتا کسی کو چین نہین لینے دیتا بیجن کامران بولا کہ غلام کو اگر ارشاد ہوئے تو جس
قلعہ مین وہ ہو حضور کے اقبال سے کھڑی سواری قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر عمرو کو مع ملکہ مہرنگار حاضر کردون
سب بنی عیاری بھول جائے ایسا عاجز کردون بادشاہ اس بات سے اور بھی خوش ہوا فرمایا کہ نفس لامر مین تم ایسے ہی جوانمرد
ہو کہ یہ تازہ عرصہ نبرد ہوا اُسیوقت خلعت رخصت عنایت کیا اور روانہ ہونیکا حکم دیا بیجن کامران نے سہ دو لاکھ سوار قلعہ
دیو دو کیطرف کوچ کیا چند روز مین مسافت راہ طے کر کے قلعہ دیو دو کے قریب پہنچا متصل قلعہ کے اپنا لشکر جدا جدا برمزد فراغ
کیا بیجن کامران کے پہونچنے کی خبر سُنکر جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی کہ اُسکے استقبال کیواسطے بھیجا کہ اس بات سے اُسکی طبیعت
مسرور ہو کر مفت سفر دور ہو جسوقت وہ لشکر مین داخل ہوا شاہزادون سے بڑے تکلف سے اُنکی ضیافت اور شوہا قاتی
ادائی کی بادر جو کچھ اُسنے کہا سب اُسکی حاجت روائی بیجن نے ثروبین سے سرمجلس کہا کہ کیون ثروبین تجھ سے آجتک ایک
پیادے کی لڑائی سر نہوئی اسی برتے پر بادشاہ کی دامادی کا ارادہ رکھتا ہو بادشاہ کی لڑکی سے شادی کا ارادہ رکھتا ہو
ثروبین نے کہا کہ بھائی صاحب تم سچ کہتے ہو لیکن تم اُس پیادے سے واقف نہین ہو اب آئے ہو تو واقف ہو جاؤ گے یقین ہو
کہ تم بھی اُسکے ہاتھ سے نک اُٹھاؤ گے وہ پیادہ ایسا بدبلا ہو کہ اُسپر لاکھون سوار کی فوج لیکر فتحیاب ہونا دشوار تو اُس سے
کسی کی کچھ بن نہین آتی وہ ایسا عیار ہو بیجن بولا کہ یہ کیا بات ہو ایک پیادہ بھی ایسا ہو کہ سپر لاکھون سوار کی فوج فتحیاب
ہو تن تنہا کا جواب نوہان میرے نام سے ابھی طبل جنگ بجوایا جائے سب لشکر مستعد جنگ ہو کر برسر موکہا سے
سردار نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا سب کو آمادہ جدال و قتال کیا جسدم نقارخانہ سے طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی یہ
عمرو کو پہونچی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بج رہا ہی صحکو قصد لڑائی کا کیا ہو حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس کسندی پر ڈنکا
پڑے القصہ رات بھر طرفین سے طبل جنگ بجا کیے تمام رات اہل لشکر نے سب مراتب مہم و شیاری کی ایک جگہ ہر فرقہ
فرامز تخت روان پر سوار ہوے اور جہانتک سردار مجھے اپنی فوج لیکر شاہزادون کے ہمراہ میدان مین آئے لشکر کے
پرے بنائے بیجن کامران بھی اپنے دو لاکھ سوار کو لیکر ایک طرف صف آرا ہوا شور و غوغا سے لشکر سے ایک حشر برپا
ہوا فوج قدیم تو عمرو کی لڑائی سے واقف تھی کسی نے آگے کو قدم نہ بڑھایا عمرو نے آگ برسانیکی خو سے اپنے کو سب
بچایا لیکن بیجن کامران کے ساتھ جو لشکر تھا بسبب ناواقفیت قلعہ کے اوپر لڑنیکو چلا تھوڑا سا آگے کو بڑھا جب تدبیر ہوئی قلعہ
سے آگ کا مینھ برسنے لگا تب تو ہر ایک بدحواس ہو کر بھاگا کسی کے پاؤن نہ جمے ایک لحظہ اُس جگہ نہ ٹھہرے بیجن نے فوج کا یہ
رنگ دیکھکر ثروبین سے کہا کہ معلوم ہوا اس فوج سے کام نہ نکلے گا یہ تو سب آگ سے ڈر سے بغیر مارے ہوے مرے
چلو ہم تم چلکر قلعہ کا دروازہ توڑین قلعہ مین گھسکے ان ہر کشون کا پنجہ مروڑین ثروبین بولا چلیے حاضر ہون اس
کام کے کرنے مین کب قاصر ہون بارے دونون بھائیون نے گھوڑے اُٹھائے دروازہ قلعہ کے قریب آئے

آتشبازی کے دھوئیں سے تمام رزمگاہ مین مثل شب یلدا اندھیرا ہو رہا تھا اپنا ہاتھ کسی کو نہ سوجھتا تھا ہرگاہ قلعگیون نے اپنا ہاتھ روکا اور ہوا نے دھوان کرہ نار کو پہونچایا مطلع صاف ہوا آدمی کو آدمی نظر آیا اہل قلعہ دیکھین تو ژوبین و بیجن خندق کے کنارے پر کھڑے ہین دروازہ توڑنے پر اڑے ہین عمرو انکے مارنے کی فکر مین تھا کہ نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آپہونچا اُن دونون کے قریب جا پہونچا اور برابر آکے ژوبین اور بیجن سے کہا کہ او نامرد تم کون ہو مسلمانون سے لڑنے آئے ہو کیون اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر آفت لائے ہو وہ بولے کہ کون ہو جو ہمارے اور اہل قلعہ کے درمیان مین دخل دیتا ہو اہل اسلام کہ ہمارے دشمن ہین انکی حمایت لیتا ہو نقابدار بولا کہ مین تمھاری جان کا مالک ہوتا ہون تم سب کو ملک عدم دکھاؤنگا بے تامل جنبش مین پہونچاؤنگا نقابدار کی گفتگو سے دونون بھائیون نے گھوڑے پیچھے پھیر نقابدار پر وار کیے نقابدار نے تلوارین تولکی چھین لیین اور دونون کے کمربند مین ہاتھ ڈالکر سر سے اونچا اٹھا لیا اور اُن کو بالکل مجبور کر دیا پوچھا کہ سمندر یا مین پھینکون کہ خشکی پر ہر مزوفرامرز سے حال دیکھکر مع لشکر آگرے نقابدار کے چالیس ہزار سوارون نے تلوارین میان سے لیکر جیسا چاہیے ویسی داد مردی و مردانگی کی دی عمرو نے بھی مع فوج نکلکر تیغ زنی کرنی شروع کی اس معرکے مین دونون بھائیون کے کمربند ٹوٹ گئے پیچھے چھوٹ گئے گھوڑے بیچ گرکے بے تحاشا بھاگے نہ سر کی خبر رہی نہ پانون کی ایسا بھاگے آخر غل اس دن کی جنگ مغلوبہ مین قریب اسی ہزار کے لشکر کفار کا سیاہی مارا گیا آنا نقابدار نارنجی پوش کا عمرو کی مدد کو اور مقابلہ کرنا بیجن کا مران اور ژوبین شاہ کا اس سے اور تلوارین چھینکر دونون کو اٹھا لینا نقابدار کا من بعد شکست فاش کھانا دونون کا نقابدار نارنجی پوش سے اور بھاگنا بلا تحاشا

چیدہ چیدہ ہر ایک شخص بادشاہی مارا گیا اور لشکر نقابدار و عمرو مین سے کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی ہاتھ پانون کا کیا ذکر لاٹھی بھی نہ ٹوٹی بے انتہا مال غنیمہ لشکر اسلام کے ہاتھ آیا بہت سا مال و اسباب غنیمت پایا عمرو نے دو رخے

نقابدار کی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ ای جوانمرد آج تو نے وہ کام کیا ہے کہ رستم سے بھی کبھی نہوا ہوگا ایسی جرات و دلاوری کا تو نام بھی کسی نے نہ سُنا ہوگا یہ کہکر کہا کہ برائے خدا اپنا نام بتا اور چہرے سے نقاب اُٹھا کہ ہمارے دیدۂ مشتاق کو اپنا رخسار پر نور دکھا نقابدار بولا کہ ای عمرو آجتک مجھ سے کوئی کام ایسا نمایاں نہین ہوا کہ نام اپنا بتاؤن یا صورت اپنی کسی کو دکھاؤن جب امیر آوینگے اور خیر و خوبی سے تشریف لائینگے تو نام بھی میرا سُن لینا اور صورت بھی دیکھنا جاؤ قلعہ مین چین سے آرام کرو جمعیت اور اطمینان سے سب لوگ قیام کرو اور مجکو ہر وقت اپنا مددگار سمجھو ہر حالت مین غمخوار بلکہ تابعدار سمجھو یہ کہکر عمرو کو تو قلعہ مین داخل کیا اور ہر صورت سے اُنکو دلاسا اور بھروسا دیا اور آپ جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا کسی کو معلوم نہوا کہ کدھر چلا گیا ہرمز و فرامرز نے بذریعہ عرضی اس لڑائی کی کیفیت اور شکست سے بادشاہ کو اطلاع دی اور بالکل حقیقت مفصل عرض کی اور لکھا کہ جملہ خیمہ و خرگاہ بوجہ نہ بھیجے نہین تو بغیر خیمے کے دنکی دھوپ اور رات کی شبنم سے گرمی سردی اُٹھا کر بیمار پڑ جائینگے ایک آدمی کو بھی تمام فوج مین آپ زندہ نہ پائینگے اور خزانہ کے پہونچنے مین اگر دیر ہوگی تو فاقون کے مارے مر جائینگے غور فرمائیے کہ جب غلہ میسر نہ ہوگا تو کیا کھائینگے راوی کہتا ہے کہ جب ہرمز و فرامرز کی عرضی نوشیروان کے پاس پہونچی اور اُسکو اس خرابی سے اطلاع ہوئی بادشاہ نے جھلّا کہ کہا کہ تو جہیتے کہا کرتا ہے اگر عرضہ چیلین تو مین وہ مفسد ہون کہ عمرو سے ہزار عیار کو فریب دیکر خاک سیاہ کرڈالون اُسکو اور اُسکے ہمراہیون کو روئے زمین سے نکالدون پس میرا بنا بنایا کھیل تو نے بگاڑا تیرے کہنے پر بھروسہ کرکے ساتھ ہی اُس حرامزادے سے کیا کام ہن یا کہ تجھ سے بن آئیگا تو بھی بے شمشیر اُسکے ہاتھ سے نکل اُٹھا یا تیرے کہنے پر عمل کرکے اپنے ہاتھون اپنے کو برباد کیا مفت مین ذلت اُٹھا کے دشمنون کا دل شاد کیا خبردار آج سے میرے دربار مین نہ آنا مجکو اپنی صورت منحس پھر کبھی نہ دکھانا نہین تو بہت بُری طرح سے پیش آؤنگا تیرے سر پر آفت لاؤنگا بجتک گریبان و نالان اپنے مکان پر گیا اور اپنے بیٹے کو ایک خط لکھکر روانہ کیا اور نامہ بر کو جلد پہونچنے کا حکم دیا کہ او حرامزادے تو نوشیرس سے شاہزادون کے ہمراہ موجود ہوگا آجتک تجھ سے اتنا نہوسکا کہ کسی تدبیر سے عمرو کا کام تمام کرتا جس کام کے لیے تو بھیجا گیا تھا اس کام کا سرانجام کرتا تو نے [redacted] نام ڈبویا اور مجکو بھی دونون جہان سے کھویا اس تیری حرکت نے مجکو بادشاہ کے دربار سے نکلوایا مین نے بڑا اس مقدمے مین رنج اُٹھایا بہتیرے تو ہین یہی ہے کہ جسطرح سے ہوسکے اس عامل کو مٹا کر نہین تو اپنی فرزندی سے مجھ عاق کردونگا پھر کبھی اپنے سامنے مجھے آنے نہ دونگا تجھ سے فتنہ انگیز بیٹا مکار مفتری نہو بڑا مقام تعجب ہے مجکو کہ اب تیری ذات سے توقع کب ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرا نطفہ نہین ہے کسی ساہوکار کا نطفہ ہے یا کسی پیشہ دار کا نطفہ ہے بختیارک خط پڑھکر بہت متشوش ہوا کہ کیا کرنا چاہیے کس صورت سے باپ کے سامنے سرخرو ہونا چاہیے دن کو تو فکر مین غلطان و پیچان رہا نہایت متردد اور پریشان رہا ہر طرح کے منصوبے کرتا رہا جب ایک منصوبہ خیال مین آیا یہ شعبدہ اُسکے ذہن مین سما یا لباس شبردی کا پہنکر قلعہ کے گرد پھرا کسی طرف کے چوکیدارونکو غافل پایا مطلب کے حاصل ہونے سے بہت پیچ و تاب کھایا

اتفاقاً خواجہ ارباب نامی نرد و بودی کا بیٹا ایک برج مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا چوکیدار اُس برج کے سب سو گئے تھے غفلت مین بدمست ہو گئے تھے اُسنے بختیارک کی آہٹ پاکر للکارا کہ کون ہے کسواسطے آیا ہے کیا مطلب تجھے یہان لایا ہے بختیارک بولا کہ مین ہون بختیارک کہ خیر خواہانہ آپسے کچھ عرض کرنے آیا ہون ایک مطلب عظیم آپکے پاس لایا ہون اُسنے نشے کی تونگ مین بختیارک کو بدرجۂ کمند قلعہ پر چڑھالیا کچھ وسوسہ نہ کیا بختیارک نے ایک خط عملی اُسکے ہاتھ مین دیکر کہا کہ یہ آپکو نوشیروان نے لکھا ہے اُسنے نفاذ پر نوشیروان کی مہر ثبت دیکھکر یقین کیا کہ یہ خط نوشیروان کا ہے اُسی بادشاہ صاحب شوکت و شان کا ہے نفاذ پاک کرکے پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے خواجہ ارباب تیرے باپ نے مجھ سے نمکحرامی کی مجکو بڑی دغا دی کہ میرے عدو کا معین ہوا اگر تجھ سے مجکو اُمید خیر خواہی ہے اگر تو اس قلعہ کو چند روز کیواسطے میرے آدمیونکے حوالے کردے اور عمرو کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدے تو تسم ہے مجھے آتشکدۂ نمرود کی یہ قلعہ بھی مین تجھے دونگا سوا اسکے مین تیرے ساتھ اور بہت سا سلوک کرونگا اور جو استدعا تیری ہوگی اُسے منظور کرکے اپنے مقربون مین لیکر تجھے سرفراز کرونگا کمال مہربان ہونگا خواجہ ارباب خط کے مضمون سے بہت خوش ہوا بادشاہ کو دعا دی و بہت ثنا و صفت کی بختیارک سے کہنے لگا کہ تو بھی اسپر گواہی کردے تاکہ جو دیکھے اُسپر اعتماد کرے بختیارک نے کہا کہ مجھپر کیا موقوف ہے تم چلو تو مین شاہزادونکی گواہی کرونگا بلکہ دوسری سند لونگا الغرض بختیارک اُسیوقت اُسکو بھلا کر بہرمز و فرامرز کے پاس آیا اور اُنکے سامنے یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اس خط پر جو بادشاہ نے انکو بھیجا ہے آپ دونون صاحب اپنی اپنی مہرین کردین اتنی مہربانی اور عنایت میرے حال پر کرین بہرمز و فرامرز نے جانا کہ بختیارک کی کچھ فطرت ہے اس فریب مین کچھ ضرور حکمت ہے بکشادہ پیشانی فرمایا کہ بسر و چشم ہم اس خط پر مہرین کردیتے ہین اور ایک نوشتہ اور اپنی طرف سے اُنکو خیر و خطر دیتے ہین اور سوا اسکے جو تم کہوگے ہم بادشاہ سے منظور کروادینگے جس بات کی تم درخواست کروگے اُسکا فرمان ہم بادشاہ سے لکھوادینگے بارے بہرمز و فرامرز نے اُس خط پر مہرین اپنی کردین و بہت سی باتین بالہ فریب اُسکے ساتھ مین خواجہ ارباب سے کہا کہ آپکے خیمے کے اندر سرنگ کا منھ ہے اُسے کھدوایئے اتنی کارروائی آپ فرمایئے اور دوسرا منھ سرنگ کا میری حویلی مین ہے اُسے جاکر مین کھدوانا ہون اتنا کام مین انجام کو پہونچاتا ہون اتنی رات اور تمام دن مین گرمی بھی اُسکی دور ہو جاویگی اور ہوا بھی اُسکے اندر آئیگی آپ کل سر شام سرنگ کی راہ سے تشریف لاکر غریبخانہ کو سرفراز کیجیے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مجکو خلعت فخر و افتخار دیجیے دعوت بھی کھایئے اور دہان کی سیر بھی فرمایئے اور دوپہر رات گئے مسلمان کو قتل کرکے عمرو کو بھی پکڑ لیجیے جب وہ قابو مین آجائے جو چاہیے اُسکا حال کیجیے پھر اُنکا کہ کو بھی لے آیئے اُسکی صحبت سے حظ اُٹھایئے اگر پہلوان اچھے اچھے چُنکر ہمراہ لایئے گا اُنکو جرأت اور دلاوری کی تاکید فرمایئے گا پھر بہرمز و فرامرز نے خواجہ ارباب کو خلعت دیکر رخصت کیا اور اپنے لوگون کو اُن کامون کے انجام کا حکم دیا وہ جسطرح سے قلعہ سے آیا تھا اسیطرح قلعہ مین پہونچا اور اُسیدم بیلداردن کو اپنے گھر مین لیجا کر

سرنگ کا منھ کھدوانا شروع کیا یا ارون نے اسکے کھودنے مین لگا لگانا شروع کیا چنانچہ صبح ہوتے ہوتے سرنگ کا منھ کھل گیا اور شاہزادون کیواسطے کھانے کی طیاری کی سامان دعوت کے جمع کرنیکی اجازت دی اتفاقاً دلاویزنامے اسکی بیٹی نے اس سے پوچھا کہ آج یہ دھوم دھام کیسی ہی ہے تو فرمایے یہ صحبت اہتمام کیسی ہی خواجہ ارباب اپنی بیٹی جانکر شب کا احوال مفصل بیان کیا اسپر مطمئن ہوکر واقف راز نہان کیا دلاویز اپنے دلمین بہت متاسف ہوئی کہ یہ کمبخت لطیفہ خام اتنے مسلمانونکا خون اپنی گردن پر لیتا ہی اُن بیچارونکو عبث ایذا دیتا ہی فی الفور ایک رقعہ مین مفصل حال لکھکر اپنی دایہ کے ہاتھ عمرو کے پاس بھیجا اور دایہ پر تاکید کی کہ تم جلد جاکر اس رقعہ کو عمرو کے ہاتھ مین دے آؤ وہ تمکو بہت سا انعام دیگا اور نقد وجنس دیکر بہت خوش کریگا دایہ نے فی الفور وہ رقعہ عمرو کے ہاتھ مین جاکر دیا اور زبانی بھی کچھ عرض کیا عمرو نے دایہ کو بہت کچھ انعام دیا اور دلاویز کو شاباشی دی اور اسکی دلسوزی کی بہت تعریف کی اور آپ تخت پر بیٹھکر اپنے لشکر کے سردارونکو طلب کیا پہلے عاوی سے کہا کہ ایک جگہ نیاز ہو بہت سا کھانا کھلاؤنگا تم سب کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگا لیکن محنت بھی کرنی ہوگی اور اگر محنت کرنے مین ہچر مچر کروگے تو ایک کیا دانہ تمھاری ناک سے لگا نوگے تمکو ایک سخت عذاب مین ڈالونگا عادی بولا کہ ہمکو تو ہر طرح تمھاری اطاعت منظور ہے آپکی تا فرمانی کرینگے ہمارا کیا مقدور ہی دیکھو جیسے میر کہتے ہین کلمہ الیس سن آجا نواسا دونون وقت مین ملتا ہی چنانچہ ایک ہی وقت مین اسکا کھانا ہوتا ہی ونکہ وقت بیوقت کی تکلیف اٹھاتا ہون اور آدھا پیٹ بھی میرا نہین بھرتا مگر یہ تابعدار آپکے خوف سے ہر طرح صبر کرتا ہو ہر حال تا آنے امیر کے قوت لایموت سے اپنی جان بچاتا ہون و کلمہ کوئی شکایت کا زبان پر نہین لاتا ہون اور اگر پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ گے تو محنت کرنے مین مجھکو کیا عذر ہے میری عرقریزی دیکھکر خوش ہوجاؤ گے مثل مشہور ہی کہ پیٹ بھرے کو انچھرا لاؤ عمرو چار گھڑی دن باقی رہے سرداروں کو ساتھ لیکر خواجہ ارباب کے گھر کیطرف روانہ ہوا خواجہ ارباب نے سُنا کہ شاہ نعمرو کی سواری ہمارے گھر کیطرف آتی ہی رنگ جیسے اُڑ گیا اور بہت بدحواس اور ہراسان ہوا منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین مددگارونکی مگرین ٹوٹنے لگین اسمین عمرو کی سواری بڑی دھوم دھام سے قلعے کے متصل جا پہونچی خواجہ ارباب گھر سے باہر نکل کر عمرو کو سلام کیا یہ سبب ظاہر بہت سا اعزاز و اکرام کیا اور نذر گذرانی عمرو نے تسلی دیکر کہا کہ مین نے سُنا ہی تمنے آج حضرت ابراہیم کی نیاز کیواسطے کھانا پکوایا ہی اور مسلمانون کی دعوت کا سامان مہیا فرمایا ہی اسواسطے مین بھی تمھارے گھر مین آیا ہون اور اپنے ساتھ بہت سے مسلمانونکو لایا ہون کہ تبرک کھانیکو ملیگا خواجہ ارباب یہ بات سُنکر اور بھی حیران ہوا اسکو اس بات کے سُننے سے بڑا غم و اندوہ ہوا مگر کرے کیا انکار بھی نہین ہوسکتا سب سامان موجود تھا انکار کا وجود مفقود تھا بولا کہ نفس الامر مین حضور والی ہین واقف اسر خفی و جلی ہین سچ ہو کہ مین کھانا پکوانے کی طیاری مین صبح سے مصروف ہون اور اسی سبب سے آپکی خدمت مین اطلاع کیواسطے آنہ سکا اسی کے اہتمام مین فرصت نہ ملی اپنے کو آپکی جناب مین پہونچا نہ سکا ارادہ تھا کہ بعد طیاری طعام حضور کو خبر دون اطمینان سے سعادت قدمبوسی حاصل کرون اب ہوا سب خود ہی تشریف لائے بغیر بلائے آئے مجکو جانا بھی نہ پڑا یہ کہکر اُسی مکان مین جہان فرش مکلف کیا تھا اور شاہزادون

واسطے تخت بچھوایا تھا اُس مکان کو بہت آراستہ بنایا تھا عمرو کو تخت پر لاکے بٹھلایا بہت آدمیت سے پیش آیا اور سردار دنکو
کرسیان دنکل بیٹھنے کو دیے سب کے ساتھ آگے مرتبے کے موافق سلوک کیے عمرو نے کھانا طلب کرکے پہلے پہلوان عادی کو
ناکون ناک کھلوایا غذا سے نفیس سے خوب آسودہ کروایا بعد ازان اور سردارونکو کھلوایا الغرض سب نے خوب سیر ہوکے نوشجان
فرمایا جب وقت شام کا نزدیک ہوا آفتاب کے غروب ہونے سے زمانہ تاریک ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خواجہ ارباب کی شکین باندھو
اُسکو جلد قید کرو حکم ہوتے ہی خواجہ ارباب نے کئی ٹنڈیان کس گئین خواجہ ارباب نے کہا ایسا مین نے کیا قصور کیا ہو کہ مجھکو آپنے
باندھا ہاے خاطرداری اور دعوت کا یہی عوض ہو کہ مجھکو قید کیا فرمایا خواجہ عمرو نے کہا قصور تو آپکا کچھ نہین ہو مگر ہم نے حق
نمکحونی کا ادا کیا ہو جو کچھ ہمنے کیا ہو از روے مصلحت بجا کیا ہو غرض اُسکو تو اسی صورت سے ایک حجرے مین بند کیا اور اُس جگہ
مین کسی کے جانیکا حکم نہ دیا اور عادی سے کہا کہ وہ محنت کا وقت آپہونچا ایسا نہو کہ محنت کرنے مین قصور واقع ہو ہمارے
حصول مقصد مین فتور واقع ہو عادی بولا کہ مین دل و جان سے محنت کرینگا حاضرون جا رشاد کیجیے ویجا لاؤن پی محنت
اور جانفشانی آپکو دکھاؤن عمرو نے نقب کا منھ تلاش کرکے عادی کو بٹھلا کر کہا کہ جو کوئی اُس سے سر نکالے دونون ہاتھون
سے ایسا گلا دبا کر اوپر کو کھینچنا کہ آواز اُسکے منھ سے نہ نکلے ہرگز وہ شخص بول نہ سکے اور سب پہلوان تیرے پاس کھڑے
رہینگے اس جگہ اڑے رہینگے جو پکڑکر لائیگے حوالے کرتا جاوہ بھی تیری ہی طرح منھ اُسکا بندکرکے زندان خانے تک پہونچا
جاسیگے جو کچھ مین نے کہدیا وہی عمل مین لائینگے اور خبردار اگر کوئی تیرے ہاتھ سے چھوٹا تو جیسا کھانا کھلوایا ویسا ہی
گھونسے بھی پھاڑونگا ذبح کرنے کے لیے بکری کیطرح پھاڑونگا عادی نانبائیون کی طرح دونون نتھنے سرنگ کے منھ پہ
بھچا کر جو کوئی سر نکالے روٹی کیطرح سے ہلکا پھلکا اُسکو کھینچ لون جیسا کہ عمرو نے حکم دیا ہو وہی کرون اب ذرا حال
ہمزہ و فرامرز کا سنیے کہ وہ گھڑی دن رہے دس ہزار سوار چار سو پہلوان نامدار ہمراہ لیکر جسطرح سے کوئی اپنے گھر مین جاتا ہو
یا جیسے کوئی کسی کو مہمان بلاتا ہو بیخطر نقب مین داخل ہوے اور عمرو کی چالاکی و کارسازی سے غافل ہوے جب قریب
پہونچے عادی نے عمرو سے کہا کہ آدمیون کے پاؤن کی آواز آتی ہو جلد پھیرنے والونکی آہٹ پائی جاتی ہو عمرو بولا کہ خبردار
کوئی جھوٹے نہ پاوے ہرگز کوئی سلامت نہ جاوے اسمین ایک شخص نے نقب سے باہر سر نکالا عادی تو عزرائیل
کیطرح گلا گھوٹنے کو بیٹھا ہی ہوا تھا اُسکا گلا پکڑکے اوپر کو کھینچ لیا اور دوسرے سردار کے حوالے کیا وہ اُسکو اسیطرح
سے زندان تک پہونچا آیا سب قیدیون مین اُسکو بھی ملا آیا دوسرے نے سر نکالا اُسکا بھی یہی حال ہوا اس نقب کا
گھسنا اُسکو وبال ہوا القصہ آنا فانا مین چار سو پہلوان عادی نے پکڑکر اپنے سردارونکے حوالے کیے جتنے گرفتار ہوے تھے
سب قید خانے مین محافظان محبس کو دیے اور اُنھون نے زندان خانے مین بازنجیر کرکے بکمال محافظت اپنے لوگونکے
پہرے مین رکھا سب نے نقب مین گھسنے کا خوب مزہ چکھا تر و پیچ مین اُن سب کے پیچھے تھا دیکھا چار سو پہلوان
نقب کے باہر گئے اور ایک بھی خبر دینے کو نہ پھرا سکا کیا سبب ہی یہ معاملہ بالعجب ہو ذرا سا سر نقب سے نکال کر

دیکھنے لگا کہ عادی نے اُسکا سر پکڑا چونکہ گردن اُسنے نہ نکالی تھی کہ عادی گردن پکڑتا اور پورا سر بھی ہاتھ نہیں آیا اس سبب سے ژوپین عادی کے قبضہ مین نہ آیا اُسکے پکڑنے پر قابو نہ پایا ژوپین نے اپنے دلمین کہا کہ یہ کیا آفت ہے دعوت ہے یا عداوت ہے اچھی ضیافت خواجہ ارباب نے کھلائی کہ کھانیکی امید مین جان پر بن آئی دیوار نقب سے پاؤن اڑا کر پکارنا شروع کیا ایک ایک کا نام لیکر نعرہ مارنا شروع کیا کہ ای بھائی دوڑو میرا سر پکڑ کے کوئی اوپر کو کھینچتا ہے یہ کون بلا ہے ہاتھ ڈالکر جلکی طرف کو کھینچا ادھیچن نے دونون پانون ژوپین کے پکڑے اس زور سے نیچے کھینچا کہ ژوپین کا سر عادی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ سر رشتہ تدبیر ٹوٹکا لیکن کان ژوپین کے اکھڑکر عادی کے ہاتھ مین رہگئے کہ وہ ہاتھ نہ آیا اُسنے اپنے کو پایا کہ آئینوالے اس حادثہ سے مطلع ہوکر اُلٹے پانون پھرے عادی نے وہ کان عمرو کو دیے عمرو نے دیکھا سب ہوشیار ہوگئے اس کلام کی حقیقت سے خبردار ہوگئے اب کوئی نہ آویگا یقین ہوا کہ ہر شخص بھاگ جاویگا نقب مین قاروره کے آتشبازی کے مارنے شروع کیے اُنکے سرون پر بان آگ کے اُسارنے شروع کیے دس ہزار سیاہی جو اُنکے ساتھ گئے تھے سب مجلس کر نقب مین گھگئے کسی نے نجات نہ پائی سب پر آفت ناگہانی آئی ہر فرد فرامرز چند آدمیون کو پکڑ کر لیجاتے عمرو نے منع کیا جاسوسو سردار حریف کے لشکر کے جو پکڑے گئے تھے مع خواجہ ارباب دار پر کھینچے ایک کو جیتا چھوڑا کہ قتل سے ہرگز نہ ڈرے اور نقب کے منہ کو پیسے سے بند کر دیا راستہ آنے جانیکا بالکل مسدود کیا ہرمز و فرامرز نے یہ احوال جبی غرضی میں لکھکر صابر نمد پوش کے ہاتھ نوشیروان کے پاس روانہ کیا اپنی عرضداشت مین درج یہ سارا فسانہ کیا اب ذرا احوال صاحبقران سنیے کہ آسمان پری نے خواجہ خضر و مہتر الیاس کے روبرو قسم کھائی تھی اور یہ قول و قرار زبان پر لائی تھی کہ بعد چھ مہینے کے مین صاحبقران کو پردہ دنیا پر پہونچا دونگی اب ہرگز خلاف وعدگی نکرونگی جب چھ مہینے گذر گئے امیر نے آسمان پری سے کہا اب بھی وعدہ نباہنا تمام مواب میرے ملک مین نکو بھجوا دو برائے خدا بتوا پنا وعدہ پورا کرو آسمان پری نے کہا ایک برس کے بعد مین نکو بھیجدونگی ایک سال اور بستگی میری خاطر سے اپنی طبیعت پر جبر کیجیے امیر نے برہم ہوکر فرمایا اس بات کے سننے سے آنکو غصہ آیا کہ آسمان پری کچھ جگہ خدا کا بھی خوف ہے آدمی کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے جس بات سے غضب الہی مین گرفتار ہو وہ بات نکرے تونے دو پیغمبرون کے روبرو قسم کھائی تھی کہ بعد چھ مہینے کے ضرور بالضرور آکیوانکے ملک مین بھجوا دونگی نکو پہونچا دونگی دنیا پر پہونچا دونگی آج تو مجھ سے وعدہ وعید کرتی ہے اور اپنی راستبازی کا دعوی کرتی ہے آسمان پری بولی کہ مین قسم جھوٹی کھانیکا خمیازہ اُٹھاؤنگی آپکو کیا امیر ناخوش ہوکر بادشاہ کے پاس گئے بہت غمناک اور اداس گئے بادشاہ پردہ قاف مین نے آپسے کون بدی کی ہے کہ جسکے عوض مین آپ میری خانہ خرابی کے درپے ہین اور مجھکو ایسی اذیت دی ہے اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے آیا تھا سو اسکو اتنا عرصہ ہوگیا اپنے عیال و اطفال کی ابتک کچھ خبر نہین پائی خدا جانے اُنکے سر پر کیا آفت آئی اور شہنشاہ ہفت اقلیم ساتھمن میرے سر پر وہان موجود ہے میرا جانا اُسکا عین مقصود ہے سو اُسکے دو پیغمبرون کے روبرو آنے اور آسمان پری نے قسمیہ وعدہ کیا تھا کہ چھ مہینے کے بعد ضرور بالضرور تمھارے ملک مین نکو بھیجدونگی زنہار زنہار تامل نکرونگی لیکن

دہ بھی دن گذر گئے اب آسمان پری کہتی ہو کہ ایکسو بیس اور رہے جہان اتنا صبر کیا ہو اور چند روز بچ مفارقت اہل و عیال سے سو مین کہتا ہون کہ کیون آپ میری جان کے پیچھے پڑے ہین بادشاہ نے امیر کی بہت سی خاطرداری کی اور اُنکو تسلی دی اُسیوقت امیر کو تخت پر بٹھلاکے چار دیوون کو بلا کر تاکید کی کہ صاحبقران کو پردہ دنیا پر پہونچاآؤ یہ میرا کہنا بجان و دل بجالاؤ یہ خبر آسمان پری کو پہونچی تعرشہ کو لیکر موجود ہوئی امیر سے کہنے لگی کہ یا ابوالعلا تمکو اپنی بیٹی سے بھی محبت نہین ہو اگر مین تقصیروار ہوئی تو اسنے کچھ تصور آپکا نہین کیا ہو آپکو کچھ رنج نہین ہونا ہو امیر نے فرمایا کہ جب تم آنا تعرشہ کریلتی آنا تمھارے نزدیک آنا جانا سہل ہی مجھ تک تمکو اپنے تئین پہونچانا سہل ہو اور جب بلاؤگی تو مین بھی آؤنگا یہان سے آنے مین کچھ تامل و اندیشہ اپنے دلمین نہ لاؤنگا مگر یا فعل میرا جانا مناسب ہی تمکو جانے دو اب مجھے ہرگز نہ روکو یہ کہکر دیوون سے رخصت ہوکر روانہ ہوے آسمان پری روتی ہوئی اپنے مکان پر گئی امیر کے جانے سے بہت مغموم ہوئی اور رضوان پیر مزاد کو بلا کر کہا کہ تو صاحبقران کے پاس رخصت کے بہانے سے جاکر دیوان تخت بردار سے کہہ آ میرا حکم اُن دیوونکو جلد پہونچا کہ امیر کو بشرت عجائب مین چھوڑکر چلے آئین اُن جنگل سے اپنا قدم نہ بڑھائین اور ہرگز نہ ٹلین تو بہت بُری طرح سے پیش آؤنگی یہ فرمائی کہ رضوان کو بھیجدیا رضوان تیز پروازی کرکے امیر کے پاس جا پہونچا دم بھر مین اُنکے نزدیک پہونچا امیر نے رضوان کو دیکھکر کہا کہ خالی از علت نہ آنا نہین ہی بیوجہ رضوان کو اپنے تئین میرے پاس پہونچایا نہین ہو خواہ مخواہ کچھ تمہید باندہ کر آسمان پری کا بڑی دعا ہو دیوان تخت بردار سے کہا کہ تم سیال کے پاس بھی چلو جو مین کہتا ہون وہی کرو دیو عذر کرنے لگے امیر نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اگر تم نہ چلوگے تو مین ایک کو تم مین سے جیتا نہ چھوڑونگا یا تو مجھکو ایک ایک کرکے سر توڑ دونگا دیو ناچار ہوکر امیر کو بادشاہ کے پاس لیگئے جب

حکم امیر پر شیال کیطرف چلے شیال شاہ نے امیر کو دیکھکر کہا کہ یا امیر خیر تو ہی بیچین ہونیکا موجب کیا ہو کس سبب سے تمھارا آنا ہوا

صاحبقران بولے کہ مین آپسے پوچھنے کو آیا ہون کہ آپکو مجھے میرے گھر بھیجنا منظور ہی یا پھر کسی بیابان مین حیران کرانا ہی پہلی مرتبہ کی طرح سرگردان کرانا ہی بادشاہ نے قسم کھاکر کہا کہ مین بخوشی آپکو دنیا مین بھیجتا ہون میری عین خوشی ہی کہ تم اپنے وطن مین جاؤ اپنے اہل و عیال کی ملاقات سے خط اُٹھاؤ امیر بولے کہ اگر یہی بات ہی تو دیوان تمام حضرت سلیمان کی قسم لیکر مجھکو رخصت کیجیے میرے دنیا مین پہونچانے کی بہت تاکید سے اُنکو اجازت دیجیے بادشاہ نے جو دیوون سے قسم کھانے کو کہا اُنھون نے عذر کیا کہ ہم قسم نہین کھاسکتے کیونکہ آسمان پری کا حکم نہین ہو کہ ہم امیر کو دنیا مین پہونچادین اُسکے خلاف مرضی یہ کام عمل مین لائین اور سلیمان کی حکم عدولی ہم کریں جب اپنی جان ہمکو عزیز نہ ہوا پنے نیک بد مین ہمکو تمیز نہو بادشاہ نے آسمان پری کیطرف دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا بدذاتی ہو تو کیون ہمیشہ برسر فساد آتی ہو آسمان پری بولی کہ آپ کو اس بات سے کیا کام ہی میرا خاوند ہو جان نہین جانے دیتی مجبوراً اسکی ناگواری میرے دلپر اسکی مفارقت بہت دشوار ہی امیر نے تخت پر سے اُترکے ایک کاغذ اس ورق پر سے مارا کاغذ کانپ گیا اور کہا کہ اے آسمان پری تو نے پیغمبر کو گواہ کرکے قسم کھائی تھی اور پھر مجھ سے دغائی یہ بات تو نے نہایت بیجا کی انشاء اللہ تعالیٰ تجھپر غضب گرفتار ہوگا تیرا وبال مجھپر ضرور پھر لگا اور مین تو سرصحرا ہوتا ہون یہ کہکر روتے ہوئے دیوانہ وار مجمع کیطرف روانہ ہوے

شہپال شاہ نے آسمان پری سے کہا کہ اے آسمان پری تو نے زلازل قاف سے برسلوی کر کے تمام قاف مین مجکو بے رسوا اور بے اعتبار کیا اس تیری حرکت نامناسب نے مجکو سب کے نزدیک ذلیل و خوار کیا آسمان پری بولی کہ آپکا بے اعتبار و رسوا ہونا مجھے منظور ہے مگر اپنی خانہ بربادی منظور نہین ہے یہ کہکر منادی کروادی کہ زلازل قاف گلستان ارم سے باہر گیا ہے جو کوئی اُسکو اپنے گھر مین رکھیگا یا اُسکو اُسکے گھر پہونچائیگا وہ تیرے ہاتھ سے زن و بچہ سمیت مارا جائیگا خوب سنر پائیگا اب صاحبقران کا حال سُنیے کہ گلستان ارم سے نکلکر وحشت شبانہ روز جنگل مین چلے گئے آٹھوین دن بسبب بھوکھ کھانے غذا کے ایک باغ مین غش کھا کر گر پڑے دوسرے روز ہوش مین آکر دیکھتے کہ عناتی حضرت خضر کا کھا کر میدان کیطرف دیکھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے کیا ہین کہ ایک دیو دیو جثہ طویل القامت چلا آتا ہے کہ جسکے دیکھنے سے بسبب خوف کے کلیجہ تھراتا ہے جب قریب آیا امیر کو بھائی پکر سلام کیا امیر نے اُس سے پوچھا کہ اے دیو دنیا یہان سے کتنی دور ہے اُس مسافت کا مجکو دریافت کرنا منظور ہے اُسنے کہا کہ یار لازل قاف کو چک سلیمان نما کو اگر آدمی پیادہ روی سے جایا چاہے اور اپنے کو پردۂ دنیا پر پہونچایا چاہے تو پانچسو برس مین پہونچے اور دیوان عام چھ مہینے مین پہونچا دینگے اور جو دیو کہ بیک ہے وہ چالیس دن مین لیجا دیگا سب کی بہ نسبت بہت جلد پہونچا دیگا اور مجھ سا دیو سات دن مین امیر نے فرمایا کہ اگر تو مجکو میرے گھر پہونچا دیوے تو بڑا احسان کرے مجکو نہایت ممنون و امتنان کرے وہ بولا کہ اگر مجکو بھیرس ملک سے آنا نہو تو البتہ آپکو دنیا مین پہونچا دون امیر نے اُسکی ناز فرمائی کردن آسمان پری نے تمام ملک قاف مین منادی کی ہے کہ جو کوئی صاحبقران کو دنیا مین پہونچا دیگا اُسکو زن و بچہ سمیت جیتا نہ چھوڑونگی سب کا سر توڑونگی امیر نے اُسکو اپنے پاس بلایا اور بہت کچھ خوف خدا کا دلایا دیو بولا کہ مین ایسا احمق نہین ہون جو ایکے نزدیک اپنی جان کھو دون اور آپ میری گردن پر سوار ہو بیٹھین و کہین مجھے دنیا کیطرف لیچل تو اُسوقت مین کیا کرون بہ صورت مجبور ہون یہ کہکر سلام کر کے اُڑ گیا امیر نے مایوس ہو کر دل مین کہا کہ حمزہ تجکو کوئی دیو یا پری زیر دستی ملک مین نہ پہونچا دیگا ان لوگون کے ہاتھ سے تیرا بچنا دشوار ہے اُس سے تن بہ تقدیر تو اپنے پانون سے چل خدا کریم ہے جو وہ چاہیگا تو پہونچا دیگا تیرے اہل و عیال سے تجھکو ملا دیگا یہ کہکر صحرا کی طرف روانہ ہوے جنگل جنگل دشت بدشت صحرا بصحرا کبھی روتے کبھی ہنستے چلے جاتے تھے ہزارون طرح کے رنج و الم اُٹھاتے تھے کہ قریب رصد مین دن ایک قلعہ نظر آیا دیکھا کہ اُسپر جن سر کھولے جناب احدیت سے دعا مانگ رہے ہین اور ایک دیو بدہیئت دراز قد فیلگوش قلعہ کو محاصرہ کیے ہوے ہے ٹھہرا ہی مثل کہ وہ اژدہا ہے امیر کو محصوران قلعہ پر ترس و رحم آیا اُنکے حال پر غم کھایا اُس دیو کو للکارا کہ او کافر قلعہ کو کیون گھیرے ہوے ہے خبردار ہو جا کہ مین تیری جان کا ملک الموت آن پہونچا تیرے سر پر بلا کا طوفان پہونچا اُسنے جو امیر کی صورت دیکھی جانا کہ زلازل قاف کو چک سلیمان یہی ہے شکنندۂ طلسمات اور کشندۂ دیوان یہی ہے دار شمشاد لیکر دوڑا امیر نے عقب سلیمانی سے اُسکو دو ٹکڑے کیا دم نہ لینے دیا اور اُسکی فوج مین گھس کے تیغ زنی کرنے لگے آدھے سے زیادہ دیو مارے گئے بقیہ السیف سر پر پانون رکھکر بھاگے بادشاہ قلعہ سے باہر نکل کر امیر سے بغلگیر ہوا امیر کا ہاتھ پکڑ کر قلعہ مین لیجا کر تخت پر بٹھلایا بہت اعزاز و اکرام سے پیش آیا اور کہا کہ مین وہی جنی سبز قبا بدر شہپال شاہ ہون کہ جسکو آپنے طلسم شطرنج سلیمان سے

چھڑایا تھا اُس آفت جان ستان سے بچایا تھا یہ کہکر امیر کو قلعہ سبزنگار مین لیگیا اور چھوٹے بڑونکی ملازمت کروائی ہر شخص کو اُنکی تعریف سُنائی اور جشن شاہانہ ترتیب دیکر امیر کے حال کا مستفسر ہوا امیر نے تمام سرگذشت بیان کرکے کہا کہ اے جنی سبزقبا مجکو تمسے بھی خوف معلوم ہوتا ہے کہ شہیال شاہ کے بڑے بھائی ہو اُس خاندان سے جدا نہین پھر تمسے گذر امید وفا نہین وہ بولا یہ کیا آپ فرماتے ہین یہ کیا کلمہ زبان پر لاتے ہین آپکا غلام و فرمانبردار ہون جان و دل سے آپکا تابعدار ہون اگر میری جان آپکے کام آوے تو حاضر ہو امیر نے فرمایا کہ تمکو خدا سلامت رکھے البتہ دوستون سے بڑی بڑی توقع ہوتی ہے یہ کہکر فوراً جان دینے کے بدلے اتنا ہی سلوک مجھ سے کرو کہ مجکو میرے ملک مین پہونچا دو تمام عمر تمھارا ممنون رہونگا جبتک جیونگا یہ شکر دل و زبان سے کرونگا بادشاہ نے تامل کرکے خواجہ رؤف جنی کو بلاکر کہا کہ تم امیر سے کہو کہ اگر تم ریحان پری کو کہ میری بیٹی ہے تمھاری عاشق ہے اپنے عقد مین لاؤ اور اس امر کے اختیار کرنے مین مجھ اندیشہ اور تامل نہ فرماؤ تو آج کے نوین دن تمکو تمھارے گھر مین پہونچائے دیتا ہون ہر کام کے انجام کا عہدا اپنے ذمہ لیتا ہون امیر نے بعد از انکار اقرار کیا اور اُس سے بھی اپنے برآمد کار کا قول لیا جنی سبزقبا نے بہت دھوم دھام سے ریحان پری کا عقد امیر کے ساتھ کردیا اپنا فخر سمجھکر اُنکو اپنی داماد ہی مین لیا مگر شب کو جو امیر ریحان پری کے ساتھ جاکر سوئے تو تلوار درمیان مین رکھکر اُسنے جانا کہ شاید امیر کے ملک کا یہی دستور ہوگا کہ آجکی رات تلوار درمیان رکھکر سوو جس شب والا اسی صورت سے ہمبستر ہووے جس دفعہ پھیر کر اپنی اپنی کروٹ سو رہے ایک دوسرے سے مزاحم نہوا وصل اصلی پیسٹہم نہوا ناگاہ امیر نے اُس شب مہر نگار کو خواب مین دیکھا اپنی مفارقت مین بہت مضطرب مین دیکھا چونک کر دیوانہ وار صحرا کیطرف روانہ ہوے صبح کو دردانہ پری مادر ریحان پری جو آئی اپنی بیٹی کو تنہا سوتے دیکھکر جگا کے پوچھا کہ صاحبقران کہان ہین اُنکا حال ہمان کو جو کچھ سرگذشت ہوی عیان کردہ بولی کہ مجکو معلوم نہین رات کو تلوار درمیان مین رکھکر سوئے تھے پھر مجکو نہین معلوم کہ مین بھی سو رہی تھی وہ کہان گئے ہین نہین واقف ہون جہان گئے ہین دردانہ پری نے سرکردہ جنین ہو جنی سبزقبا سے یہ احوال کہا وہ بھی آزردہ ہوا صاحبقران کی کیفیت اپنی بیٹی کے ساتھ سنکر بہت افسردہ ہوا اگر ایسا ہی تھا تو عقد کرنا امیر کو کیا ضرور تھا ارادہ عقد کا نہ کرتے اگر یہی منظور تھا مفت قاف مین رُسوا ہوا کہ میر جنی سبزقبا کی بیٹی کو بعد شادی کے چھوڑکر چلے گئے اپنی جورو سے مُنھ موڑکر چلے گئے کچھ تو عیب ہوگا نہین تو کوئی بھی ایکدن کی بیاہی دلھن کو چھوڑکر چلا جاتا ہاں سطرح سے کوئی پیش آتا ہی فی الفور دیوؤن اور پریزادون کو حکم کیا دیکھو صاحبقران کدھر کو گئے جہان ملین اُنکو ڈھونڈ لاؤ اُنکے لانے مین ذرا دیر نہ لگاؤ اب ذرا حال آسمان پری کا سُنیے کہ ایکدن سُرخ جوڑا پہنکر بادشاہ کے دربار مین آئی عبدالرحمن کیطرف دیکھکر کہا دیکھو تو آجکل امیر کہان ہین اپنے قاعدہ ہاتھ رمال سے دیکھکر سچ بتاؤ جہان ہین عبدالرحمن نے رمل دیکھا اور تو کچھ نہ کہا مگر اتنا کہا کہ امیر تمھاری بدولت پریشان پھرتے ہین تمھاری بدسلوکی سے جنگلون مین حیران سرگردان پھرتے ہین چونکہ آسمان پری متصل بیٹھی ہوئی تھی اور خود بھی عمل مین دخل رکھتی تھی زائچہ کو دیکھکر بولی کہ اللہ اللہ جنی سبزقبا میرا چچا ہوکر میرے خاوند سے اپنی بیٹی کی شادی

کرے اور میری آبرو اور عزت کا لحاظ نہ کرے میرے غیظ و غضب سے نہ ڈرے معلوم ہوا کہ وہ میرا عمو نہیں ہے رقیب ہے
چچا سے ایسے امر کا سرزد ہونا فعل عجیب ہو کہ ریحان پری کو دیدہ و دانستہ میری سوت بنایا میرا خیال مطلق
اُن کے دل میں نہ آیا اگر میں اُس کے ملک کو خاک سیاہ کر کے اُسکو سنانہ دوں تو آسمان پری اپنا نام
نہ رکھوں یہ کہکر فوج تمہارا اپنے ساتھ لے تخت پر بیٹھ قلعہ سبز نگار کیطرف روانہ ہوئی

جانا آسمان پری کا مع فوج جرار قلعۂ سبز نگار کیطرف اور تاراج کرنا شہر کو اور گرفتار کر کے لانا جنی سبز قبا
و ریحان پری کو اور سزا دینا جنی سبز قبا کو اور قید کرنا زندان سلیمان میں ریحان پری کو

راوی لکھتا ہے کہ بارگاہ آسمان پری قلعہ سبز نگار کے متصل پہونچی جنی سبز قبا کچھ تحائف اپنے ساتھ لیکر آسمان پری کے
استقبال کیواسطے گیا اور بکمال عزت و توقیر اپنے شہر میں لایا نہایت محبت و اخلاق سے پیش آیا آسمان پری نے اُسکی بارگاہ
میں پہونچکر حکم دیا اور اپنے لوگونکو اس بات پر آمادہ کیا کہ جنی سبز قبا اور ریحان پری کی مشکیں باندھو ہرگز میرے تعمیل ارشاد
میں توقف اور تاخیر نہ کرو تا بعد اسکے دونوں کو باندھکر حاضر کیا آسمان پری شہر کو تاراج کر کے گلستان ارم میں گئی
اور کئی دن تک ہزار ہزار کوڑے جنی سبز قبا اور ریحان پری کو لگوا کر ریحان پری کو زندان سلیمان میں قید کیا
اُن بیگناہوں کے محبوس رہنے کا سامان کیا یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ آسمان پری نے اسطرح جنی سبز قبا کو بیمروت کیا
اُسکے ذلیل کرنیکا حکم دیا اگر یہ جان بچاکر بے اختیار سر و پا برہنہ روتا ہوا دوڑا اس غم سے اپنی جان بکھوتا ہوا دوڑا آسمان پری
اپنے مکان پر جا چکی تھی اپنے دولتخانے میں اپنے تئیں پہونچا چکی تھی شہپال جنی سبز قبا کو وہاں سے لیکر اپنے مکان میں آیا
اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا اور اُسکے پاؤں پر گر کر خوب رویا بہت عذر کر کے اُسکے دل سے غبار کدورت اور آزردگی کا
دھویا اور کہا کہ اس کمبخت شوخ دیدہ نے آپکو کیا بیحکم بیمروت کیا ہمکو نہیں حقیقت میں مجھکو رنج دیا ہر چند شہپال شاہ نے سبب پوچھ
کہا اُسکی تشفی نہوئی اُسکے دل سے رنجش نہ گئی دیوانہ وار وہاں سے اٹھکر قلعہ گلستان ارم کے دروازہ پر ایک دو ہتڑ مار کے بولا اللہ
کی جناب میں کمال عاجزی اور بیکسی سے عرض کرنے لگا کہ یا بارالہا آسمان پری نے جیسا بیحکم سے سلوک کیا ہے اور بیوجہ
بے سبب مجکو رنج دیا ہے اُسکے بدلے تو اپنا غضب اُسپر نازل کر یہ بخنوں کے فرقہ میں اُسکو شامل کر یہ کہکے روتا ہوا اپنے شہر کو
چلا گیا اُسکے حق میں دعاے بد کرتا گیا اس دعاے بد کے اثر کا حال سُنیے کہ بیدہ مقام قاف میں رعد شاطر نامی ایک
دیو کہ حضرت سلیمان کے وقت میں پیک ہتا تھا اُسکو بیحد شخص جرأت و دلاوری میں بے مثل کہتا تھا اور حضرت سلیمان کے
ہفت دریاے سحر شہور ہیں کہ اُنکے پار کوئی دیو یا جن جا نہ سکتا تھا بلکہ اُنکے عبور و شور کے سننے کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا یہ حضرت
سلیمان نے دنیا سے مفارقت کی اور راہ آخرت کی رعد شاطر نے کہ بھاگا عفریت دیو کا ہے اُن دریاؤں کے پار دو قلعے بنائے ایک کا
نونام سیاہ بوم رکھا اور دوسرے کا نام سفید بوم اور طلسم بھی تیار کیا اُنکو ہر طرح سے آراستہ و مستحکم کیا یا بالفعل اُسکو عفریت کے
مارے جانیکی خبر پہونچی کہ شہپال شاہ نے ایک دم زلزلہ جسکا نام زلزال قاف ہے جبکہ سلیمان ہی بیدہ دنیا سے بلا کر عفریت و اہرمن

دلعونہ جادو کو قتل کروایا ان سب کو ملک عدم پہونچایا اور بہت سے دیوان زبردست قاف کو اُس آدم زاد نے یہان کر کے گلدستہ قاف کو برباد کیا الغرض اُسنے پرستان مین بہت فساد کیا سنتے ہی آگ ہوگیا فی الفور حضرت سلیمان کا جال کہ بعد تحضرت کے اُسکے ہاتھ آیا تھا کسی تدبیر سے اُسنے پایا تھا لیکر قلعہ سیاہ یوم سے اُڑا اور گلستان ارم سے سبکو لاکر قید کیا اور محافظان مجلس کو اُسکے پاس دینے کا حکم دیا عبدالرحمن کہ رخصت لیکر اپنے مکان پر گیا تھا بچگیا اور جو جو مُیس ندیم کہ بادشاہ کے پاس حاضر رہتے تھے کوئی اُسکے ہاتھ سے نہ بچا ہر شخص اُس بلا مین پھنسا یہ خبر عبدالرحمن جنی کو پہونچی اُسکو نہایت غم وملال ہوا اس حال کے سننے سے بہت بیقرار ہوا قرار چین کھو کر دریافت کیا کہ امیر میرے شہر کی جانب شمال مین ہین تخت پر سوار ہو کر ڈھونڈھنے کو نکلا اُنکی تلاش مین چلا صاحبقران کا حال سنیے وہ جو شہر سبزہ نگار سے نکلے کئی دن میں طے کر کے ایک پہاڑ کے دہن مین کہ عبدالرحمن جنی کے مکان کے متصل واقع تھا اُترے اُس جگہ مین اطمینان سے جا کر بیٹھے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ عبدالرحمن کو سوار تخت پر دیکھا بیقرار اُٹھے اور شہریال شاہ سے کیونکر جدا ہوئے اُسنے اپنے رخصت ہوکے آنے اور شہریال شاہ و آسمان پری و قریشہ و دیگر سرداران اقوام و جن کی گرفتاری اور قلعہ سفید بوم مین قید ہونیکا احوال مفصل بیان کیا جو جو حال کہ آنمیں خرابی کا گذرا تھا سب شرح دیا امیر نے کہا کہ یہ جھوٹ قسم کھانے اور میرے ستانے کو شہریال شاہ و آسمان پری کو ملاکہ یکایک آنمیں غضب خدا پڑا عبدالرحمن نے ہاتھ باندھکر کہا کہ جو کچھ حضرت فرماتے ہین سب بجا ہے مگر آگے بدعہدی اور پیمان شکنی کا نتیجہ ہے لیکن آسمان پری آپکا ناموس ہے اگر وہ قید وہان پڑی رہی تو بدنامی کسکے واسطے ہوگی اسکے اگر قصہ وار ہی تو آسمان پری و قریشہ تو بے تصور ہے اُسکے صدقے مین سبکو چھوڑیے ان سبکو عذاب سے نکالنے کی کوشش اور تدبیر فرمایئے اول تو امیر نے انکار کیا بعد انکی منت وعاجزی سے مجبور ہوکر بولے کہ پھر وہ قلعہ سفید بوم کہان ہے اور وہانتک کیونکر پہونچا جائیگا کس طرح سے جائین اور اُس قلعہ پر کس صورت سے قابو پائین عبدالرحمن نے کہا کہ قلعہ سفید بوم مسافت دریا کے پار ہے اُن دریاؤن سے عبور کرنا بہت دشوار ہے اور وہان شاہ سیمرغ کے سوا کوئی پر نہ مار سکیگا وہ ایسا سخت مقام ہے کہ اور کوئی نہ تو وہانتک پہونچ سکیگا امیر نے پوچھا کہ سیمرغ کہان رہتا ہے اُسکا کس جگہ مقام ہے اور کس دشت مین اُسکا قیام ہے عبدالرحمن نے کہا کہ شاہ سیمرغ تک مین آپکو پہونچا دیسکتا ہون اُسکے مکان کا پتا بھی مین تمکو بتا سکتا ہون بارے امیر کو بطوعاً و کرہاً راضی کیا اور قلعہ مین اپنے لاکر مجلس جشن کی برپا کی اور مکان کو خوب آراستگی دی اور کئی شبانہ روز تک امیر کی ضیافت مین سرگرم رہا امیر نے قلعہ کو دیکھکر فرمایا کہ مین اس قلعہ مین ایکبار اور بھی آیا تھا یہان کے دیکھنے سے بہت حظ اُٹھایا تھا اُندنون مین یہ قلعہ لاہوت شاہ پدر لانیسہ کے پاس تھا عبدالرحمن نے کہا کہ بجا ہے وہ میرا نائب تھا وہ شخص بہت سی بہت صفائیون کا حامل تھا الحاصل بعد الفراغ جشن عبدالرحمن جنی امیر کو تخت پر بٹھلا کے چار جنون سے کہا کہ امیر کو شاہ سیمرغ کے مکان پر پہونچا دو اس مقدمہ مین خوب اہتمام کرو چاروں جن اس تخت کو لیکر قندیل فلک ہوئے سوا پانی کے زمین کا سواد تک دکھائی نہ دیتا تھا سات شبانہ روز تخت کو لیے چلے گئے بہت زور و قوت سے چلے آٹھوین دن چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ دریا کے کنارے امیر کے تخت کو رکھدیا چلتے چلتے بہت تھک گئے تھے ذرا آرام کیا امیر نے دریا کو دیکھا کہ ہر موج اُسکا دریا کے خضر

فلک تک بلند ہوتا ہو آدمی تو کیا جانور ان پر نکا اُسکے دیکھنے سے دم بند ہوتا ہو اور دریا کے کنارے ایسے بڑے بڑے درخت
لگے ہوے ہین کہ شاخین اُسکی طوبیٰ سے باتین کرتی ہین ڈالیان اُسکی فلک ہشتم سے گذرتی ہین اور پہر درخت پانچ فرسنگ
تک سایہ زن ہو مسافت بعیدہ تک خلل فگن ہو اور اُن درختون کے اوپر ایک قلعہ چوبی بکمال وسعت وشوکت بنا ہوا ہو اُسمین
بھی سب طرح کا سامان آرایش لگا ہوا ہو امیر نے اُن جنون سے پوچھا کہ یہ قلعہ کس نے بنایا ہو کہ گلستان ارم کا ہمسایہ ہو اُنھون
نے کہا کہ یا امیر یہ قلعہ نہین ہو شاہ سیمرغ کا آشیانہ ہو اُسی مرغ بیمثل کا کاشانہ ہو امیر یہ سنکر بہت متعجب ہوے کہ حالان تخت تو
رخصت ہو کر اپنے گھر کو گئے امیر ایکدرخت کے سایہ کے نیچے بیٹھکر صحرا کی فضا دیکھنے لگے عجائبات دلکشا دیکھنے لگے ایک ساعت
نہ گذری تھی کہ ایک درخت پر سے شور وغل پیدا ہوا امیر اُس درخت کے نیچے جاکر غور سے دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ سیمرغ کے
بچے شور وغل کرتے ہین سیمرغ کے بچونکو جو دیکھا تو باوجود گوشت کے لوتھڑے ہونے کے ہر ایک ہاتھی سے زیادہ قد آور ہو ہر ہم
ہر ایک کاکوہ کے برابر ہو اور بے تحاشا چیختے ہین امیر ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ اُنھون نے کس چیز کو دیکھا ہو کہ جسکے خوف سے چیختے ہین
کونسی ایسی چیز ہو جو اتنا ک دیکھی ہو کہ جسکے ڈر سے چیختے ہین دیکھتے دیکھتے نگاہ امیر کی ایک اژدہے پر پڑی درخت پر چڑھا چلا
جاتا ہو کہ جسکے منھ کی پھونک سے سبزہ بیابان جلا جاتا ہو امیر نے تیرون سے اُس اژدہے کو مارا لاور ٹکڑے کرکے پرچھی کی نوک سے سیمرغ
کے بچونکو کھلایا اُنکو اُس اژدہے سے بچایا اُن بچونکا جو پیٹ بھرا آشیانہ مین گھسکر سو رہے بھوک کی شدت سے فارغ ہوے
دو گھڑی کے بعد سیمرغ کا جوڑا بچون کیواسطے طعمہ لیکر آیا تو بچون نے منھ کھولا یا نہ پہلا یا معمول تھا کہ بچے اپنے ماں باپ کی آہٹ پاکر
آشیانہ سے سر نکالتے تھے اور اپنی زبان مین اشتہا جتاتے تھے اُسوقت بچون نے جو آشیانہ سے سر نہ نکالا اور امیر کو اُس
درخت کے نیچے سوتا دیکھا سیمرغ بایلدیگر کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہو یہی شخص جو زیر درخت سوتا ہو ہمارے بچے کھا جاتا ہو یہی
آدمی ہمارے سر پر آفت لاتا ہو اور آج بھی کھا گیا تب تو کسی بچے کی آواز نہین آتی ہو اسکو مار ڈالا چاہیے بچون کے کان مین جو یہ آواز
پڑی بچے چیخ چیخ کر آشیانے سے باہر نکل آئے اُنکے اس مشورے سے بہت گھبرائے اور اپنی زبان مین حقیقت حال بیان کی کہ اُس
اژدہے کی کیفیت اور مارے جانے سے اُنکو اطلاع دی سیمرغ امیر سے بہت خوش ہوا امیر پر جو دھوپ آگئی تھی یکبارگی سے امیر پر
سایہ کیا دھوپ کی تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے بازو سے ہوا دینے لگا اُنکو راحت جانفزا دینے لگا امیر کو جو راحت معلوم
ہوئی امیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے اُنکو دیکھکر تیر و کمان کو سنبھالا اُنکے مارنے کے لیے تیر ترکش سے نکالا سیمرغ بولا کہ باز الماز اقاف
آپنے تو مجکو اپنا بندۂ احسان کیا ہو نہایت ممنون کیا ہو اور پھر میرے مارنے کا ارادہ کرتے ہو یہ میرے ہی بچے ہین جنکو آپ نے
اژدہے سے بچایا ہو تمکو اُنکے حال پر رحم آیا ہو امیر نے فرمایا کہ تو میرا نام کیا جانے اور مجکو کیا جانے سیمرغ نے کہا کہ مین نے حضرت
سلیمان سے سنا تھا کہ ایک آدمی کسی زمانے مین یہان آویگا اور سیمرغ کے بچونکو اژدہے سے بچاویگا عاد اقاف اُسکا نام ہوگا دیو اُسکو
قتل کرنا اُسکا کام ہوگا اور تمام قاف مین اُس سے جو بڑھ جاویگا اس سے ڈر کر اُٹھا لیگا اور لوگ اُسکو الماز اقاف کہینگے اُس کی
دلاوری سے ہمیشہ اندیشہ مین رہینگے امیر یہ سخن سُنکر بہت اپنے دلمین خوش ہوے اور پوچھا کہ اُس مرحد کا کیا نام ہو یہان

مقام ہوئے کہا کہ اسکو ہمیشہ قضا و قدر کہتے ہین قاف کی حد سے یہ باہر ہی بادشاہ پرستان کے زیر حکم نہین جا سکے
اندر ہی امیر نے فرمایا کہ مین ایک ضرورت لیکر تیرے پاس آیا ہون شدت مصیبت سے نہایت بدحواس آیا ہون اُسنے التماس
کیا کہ مین تابعدار و فرمانبردار ہون جو کچھ حکم ہو اُسکو بجالاؤن آپکی تعمیل ارشاد سے سعادت پاؤن امیر نے کہا مدعا شاطر دیو
شہپال شاہ آسمان پری کو اُنکے ارکان دولت سمیت قلعہ سفید بوم مین قید کیا ہے اُنکو کمال تنگ دیا ہے تو وہان
پہونچا دے جہان وہ قید ہین وہ مکان مجکو دکھا دے اُسنے کہا کہ ہر چند اس حرکت سے دیوان قاف میرے دشمن ہو جائینگے
مجھ سے برسر پرخاش آئینگے لیکن مین آپکو پہونچا دونگا اتنا کام ضرور کرونگا آپ سات تقمے طمے کے اور سات گھونٹ پانی کے
میری پیٹھ پر رکھ لیجئے اُسکی تدبیر ضرور کیجئے جب مجکو اشتہا معلوم ہوگی ایک تقمہ اور ایک گھونٹ پانی کا کھلا پلا دیجئے گا
امیر نے صحرا مین سے سات نیل گائین شکار کرکے پوست اُنکا کھینچکر مشکین بنائین اور اُسمین آب شیرین بھر کر ساتون
نیلگائین لیکر سیمرغ کی پشت پر سوار ہوے روانہ ہوے قلعہ سفید بوم بکمال اضطرار پہونچے سیمرغ نے عرض کی کہ یا صاحبقران
لوہے کی قسم سے کوئی ہتھیار اپنے پاس نہ رکھیے گا کیونکہ راہ مین کوہ مقناطیس عین وسط مین دریا کے واقع ہے کہین کشش کرکے کھینچ
نہ لیوے تمھارے ہتھیار ہونکی وجہ سے خلاصی نہ ہوے امیر نے فرمایا کہ کرون نکو کہان جہوڑ دون اُسنے کہا کہ یہین
چھوڑ چلیے اگر کوئی سلاح ایسا چھوٹا ہو کہ موزے مین چھپ سکے اُسکو چھپانے مین احتیاط کیجئے امیر نے نیچہ
سہراب بیل کا توموزے مین رکھ لیا باقی سلاح سیمرغ کو سونپ دے سیمرغ نے اپنے اشیانے مین رکھے سیمرغ امیر کو لیکر
اڑ کر فلک پر گیا امیر نے زمین کیطرف جو غور کرکے دیکھا تو چھوٹی سی انگشتری کے برابر معلوم ہوئی پانی نظر آتا تھا جہانتک نظر کام
کرتا تھا جاتا تھا امیر نے سیمرغ سے پوچھا کہ اس دریا کا کیا نام ہے بولا کہ ہفت دریا ہے دریاے کاہ کا پہلا دریا ہے بھی چھ اور باقی ہین اُنسے
عبور کرنا ہی مختصود سیمرغ تیز پری کرتا ہوا اُڑا جاتا تھا اُسکے طے کرنے مین بڑی محنت اُٹھاتا تھا جب نصف دریا مین پہونچا سیمرغ
کو اشتہا معلوم ہوئی امیر سے کہا کہ یا امیر بہت جلد ایک لقمہ میرے منھ مین دیدو کہ مرا زور گھٹتا جاتا ہے پھر بھوک نے غلبہ کیا امیر نے ایک مشک
پانی کی اور ایک نیلگاے اُسکے منھ مین دیدی سنے جلد نوشجان کی بار آئے شانہ زدن مین دریا کے اول کو طے کیا دوسرون دوسرے دریا
کے اوپر سے چلا امیر نے اُس دریا مین تاریکی دیکھکر سیمرغ سے پوچھا کہ یہ تیرگی کیسی ہے کچھ نظر نہین آتا ہے دل نہایت گھبراتا ہے سیمرغ
نے التماس کیا کہ یہ دریا خاک کا ہے جب نصف دریا پر پہونچا امیر سے طعمہ طلب کیا امیر نے اُسکے منھ مین دیا الغصہ اس دریا سے
بھی پار ہوا تیسرے اور چوتھے دن بدستور طعمہ کھاکے دریاے سیماب و سندر پانیون کو بھی طے کیا کہین اُسنے وعدہ لیا تھا کہ تا جہان
دریاے مقناطیس کے اوپر پہونچا مقناطیس بسبب اُس نیچے کے جو امیر نے اپنے موزے مین رکھ لیا تھا سیمرغ کو اپنی طرف کھینچنے لگا سیمرغ
نے دیکھا کہ ہر چند بالا پروازی کیا بسطے زور کرتا ہون مگر نیچے کو چلا جاتا ہون اوپر اڑنے کا قابو نہین پاتا ہون یاد آیا کہ یہ بدولت
اُس نیچے کے ہے جسکو امیر نے اپنے موزے مین رکھا ہے وہی میرے اُڑنیکا حارج ہوا ہے امیر سے تمسک ہوا کہ یا صاحبقران
بہت جلد نیچہ کو موزے سے نکالکر پھینکدیجئے یہ کام فوراً کیجئے نہین تو کوئی دم مین کوہ مقناطیس مجکو کھینچ لیگا دم بھر مین

اپنی طرف اپنچ ے گا امیر نے نیچے کو تو موزے سے نکالکر پھینکدیا لیکن نیچے کیواسطے بہت تاسف کیا جب سیمرغ اُس سے گذر کر دریاے ہفتم کے اوپر سے کہ آتش کا تھا جلا باوجود بلند پروازی کے شعلہ اُس دریاے آتش کا کہ کرۂ نار سے باتین کرتا تھا سیمرغ کو بیتاب کیے ڈالتا تھا سیمرغ کے ہوش حواس گم ہوتے تھے ہر چند یہ اپنے تئین سنبھالتا تھا بارے سیمرغ وہ سب پیش انگیز کرکے نصف دریاے آتش پر پہونچا اور امیر سے کہنے لگا کہ بازلزال قاف بہت جلد مجکو طعمہ دو کہ مقام زور آوری و تیز پروازی کا یہی مقام تو محنت کشی و جانبازی کا ہی امیر نے نیل گاے اُسکے مُنھ مین دیکر تپش آتش سے ہاتھ کو جلدی سے کھینچا وہ نیل گاے سیمرغ کے مُنھ مین تو گئی دریاے آتش مین گر کر جل گئی ایکدم مین اُسکی ہڈی پسلی سب گل گئی پھر چند قدم پر سیمرغ نے طعمہ جا کر طلب کیا امیر نے جواب دیا کہ نوالہ ہفتم جو باقی تھا ابھی مین تجکو دیچکا ہون اب طعمہ کہان ہی کہ تجکو دون اور تیرے کھانیکی کیا تدبیر کرون اُسنے کہا کہ مین نے نہین پایا وہ لقمہ میرے پیٹ مین نہین آیا اور زور اُسکا گھٹنے لگا امیر نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا کوئی دم مین یہ مجکو دریاے آتش مین لے گریگا فی الفور کلیچ خضرؑ اُسکے مُنھ مین ڈالدیا بھوک کیطرف سے اُسکو مطمئن کیا اُس کلیچے کی برکت سے بقوت تمام اُس دریا سے وہ پار ہوا سب دفع اُسکا اضطرار ہوا سیمرغ نے خشکی مین اُترکے امیر کو مبارکباد دی اُنکی طبیعت اس خوشخبری سے مسرور ہی لیکن سلاح کیواسطے کمال متردد تھے کہ ناہنی طرف سے حضرت خضر نے سلام علیک کی اور اُنکو تسلی دی اور تمام ہتھیار امیر کے کہ جو سیمرغ کے گھر پر چھوڑے تھے اُس نیچے سمیت کہ دریاے تفتا طیس مین پھینکدیا تھا امیر کو دیے امیر سلاح لیکر بہت خوش ہوے اور حضرت خضر کے قدم چومے اور شکر اس احسان کے ادا کیے حضرت خضر تو اُسی جا سے تشریف لیگئے امیر نے سلاح اپنے بدن پر سجکر میدان کی طرف جو نظر کی تو وہ کیا دیکھے ایک سفید مثل صبح صادق اور دوسرا سیاہ مانند شام غریبان نظر آئے وہ بھی خضر نے نئی صورت کے بنائے امیر نے سیمرغ سے پوچھا کہ یہ سفید و سیاہ پہاڑ ہین یا کچھ اور ہمارون پہاڑون کا تو نیا طور ہے سنتے عرض کی کہ یہی قلعہ سیاہ بوم و سفید بوم ہین امیر نے سیمرغ سے فرمایا کہ تو خدا حافظ ہی مجھپر تمنے بڑا احسان کیا کہ یہانتک پہونچایا سیمرغ نے تین پر اپنے مارو سے اکھڑے امیر کو دیے اور کہا کہ گاہ خدانا کردہ کسی مشکل کا سامنا ہو تو آپ ایک پر آگ پر رکھیے گا اسیدم مین آکر حاضر ہونگا جو کچھ فرمایئے گا وہ کرونگا اور دوسرا پر دنیا مین جاکے اپنے گھوڑے کی کلغی مین لگایئے گا اُسکو خوبصورت بنایئے گا اور تیسرا پر خواجہ عمر و عیار کو میری طرف سے دیجیے گا جو مین کہتا ہون اُسپر عمل کیجیے گا یہ کہکر سیمرغ تو رخصت ہوکر اپنے آشیانہ کیطرف آگیا اور امیر اُن قلعون کیطرف قدم زن ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک شیر نر نے امیر کے برابر آکے امیر پر حملہ کیا اُنکو آگرگھیر لیا امیر نے ایک ہاتھ عقب سلیمانی لگاکے اُسکے دو ٹکڑے کیے اور کھال اُسکی کھینچکر اپنے کاندھے پر رکھلی اور یہ فکر کی کہ دنیا مین جاکر اُسکی قبا بناؤنگا اپنے مصرف مین لاؤنگا کہین سُنا تھا کہ رستم بن زال کے گلے مین شیر کی کھال کی قبا تھی اُسکی بہت دھوم سے اُسکو ہر کام مین کامیابی بے انتہا تھی القصہ جب امیر قلعہ سیاہ بوم کے دروازے کے نیچے پہنچے دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے کسی پاسبان کا نشان نہ دربان کا پتہ ہے مگر چار سو دیو دروازے پر بیٹھے ہین تاکہ کوئی شخص آنے نہ پاوے غیر آدمی مخلیابی نہ پاونگا وہ اُن لوگون کے سردار کی

نگاہ امیر پر پڑی اُسنے ایک نعرہ آہ کا مار کر کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا زلزل قاف کہ یک سلیمان یہاں بھی آپہونچا ہملوگونمیں
بھی قہر خدا پہونچا بے تحاشا دوڑکر ایک بڑا شمشاد امیر کے سر پر مارا کہ زمین اُسکے صدمے سے لحظہ پکاری امیر نے اُسکو رد کرکے
ایک ہاتھ اس زور سے اسکی کمر پر لگایا اُسنے اس ضرب سے وہ صدمہ اُٹھایا کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا دیووں نے جو اپنے سردار
کو کتے کی موت مارے جاتے دیکھا اُسکے سر پر دس بلائے ناگہانی کو آتے دیکھا شتر بے مہار کیطرح بھاگے اُٹھ بھاگ جانا اپنی جان کا
بچانا غنیمت جانا ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ سر سے پاؤں کو نہ بچانا اُسوقت رعد شاطر شکار کھیلنے کو گیا تھا فاریوں نے
شکارگاہ کی راہ لی کہ رعد شاطر کو اس حادثہ کی خبر دیوین اُسکو اس خرابی حال کی دوڑکر خبر کرین امیر دروازے پر کھڑے ہو کر
فکر کرنے لگے کہ دیکھا چاہیے شہپال شاہ و آسمان پری وغیرہ قلعہ سیاہ بوم میں ہیں یا قلعہ سفید بوم میں غیب سے آواز
آئی یا امیر شہپال شاہ و آسمان پری قلعہ سفید بوم میں قید ہیں وہ دونوں غزال سنا اُس صیاد ستمگر کے دام میں صید ہیں
امیر اُس قلعہ کیطرف چلے جب دروازہ پر پہونچے تو دیکھا کہ اُس قلعے کے سو برج ہیں اور ہر برج پر کوئی دیو شیر سر کوئی اسپ سر کوئی
مار سر کوئی زاغ سر کوئی کرگ سر حربہ لیے سحر خوانی کر رہا ہو ہر شخص صورت مختلف سے اُس قلعہ کی پاسبانی کر رہا ہو اور دروازے
میں ایک اژدہا آتش فشان ہو کہ جسکی شعلہ زنی خارج از بیان ہو اور اُسکا منھ اسقدر وسیع ہو کہ دروازہ اُسکے مُنھ سے بند ہو
گویا اسکا دہانہ گردن دروازے کے لیے ایک کمند ہو امیر متردد ہوے کہ اسکے اندر کیونکر جایئے کس صورت سے یہمیں دخل پایئے
کہ پھر غیب سے آواز آئی حمزہ اس طلسم کی فتح تیرے نام نہیں ہو اُسکا توڑنا تیرا کام نہیں ہو ایک پوتا تیرا رستم ثانی نامے ہوگا
وہ اُسکو فتح کریگا وہی اس معرکہ میں مردانہ وار یانوں دھریگا امیر نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی میں آپ لڑکا ہوں واللہ اعلم کہ
کیکا کب پیدا ہوگا اور پوتا کب تولد ہوگا پس یہ لوگ جو یہمیں قید ہیں تب تک یونہیں گرفتار رہینگے قید کی تکلیف تمام
عمر کیونکر سینگے دوسری مرتبہ پھر صدا آئی کہ تو سوائے قیدیوں کے چھڑانے کے طلسم توڑیگا قصد نکر قید یونکو چھڑا کر شوق سے سیجا
اسم اعظم کو پڑھکر اژدہے پر دم کر وہ چلا جائیگا تو اُسپر قابو پائیگا صاحبقران نے جو سم اعظم اژدہے پر دم کیا اژدہا دروازے پر سے
چلدیا کہا صاحبقران اندر جاکر دیکھیں تو قلعہ کے اندر باغ ہی اور اس باغ میں شہپال مع رفقا بیٹھا رو رہا ہو اپنی مصیبت پر
جان کھو رہا ہو صاحبقران کو دیکھکر خجالت سے سر نیچا کر لیا صاحبقران نے سب کی دست بازی قید دور کی رہائی دے کے
سبکی خاطر مدارت کی اور شہپال شاہ سے پوچھا کہ آسمان پری کہاں ہو شہپال شاہ نے کہا کہ وہ سامنے جو گنبد ہو اُسمیں
مقید ہی امیر گنبد کے اندر گئے دیکھیں تو آسمان پری سر نیچے پاؤں اوپر لٹکی ہوئی ہو ایک زنار سے جان ٹنگی ہوئی ہو اور قریشہ بندھی
رو رہی ہو یہاں کیطرح جان بلب ہو رہی ہو صاحبقران نے بند قید کا ٹکر مع قریشہ شہپال شاہ کے پاس اُسکو لا کر بٹھا دیا سب کو
ایک جگہ جمع کیا آسمان پری کمال منفعل ہوئی اپنی حرکتوں سے شرمندہ و خجل ہوئی اور امیر کے قدمبوسی کرکے کہنے لگی کہ یا امیر
اب تو میرا قصور معاف کیجیے اپنے سینے کو میرے کینے سے صاف کیجیے کچھ مہینے کے بعد ضرور دنیا میں بھیجدونگی بجلو قسم ہو کہ اب بغاوت نکرونگی امیر
نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے کہنے پر کچھ التفات نہ کیا اور سب کو ہمراہ لیکر قلعے کے باہر نکلے دیکھا کہ رعد شاطر کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوے

جلا آتا ہی کہ جسکی ہیبت سے تمام قلعہ تھرا تا ہی امیر کے پاس آکر کہنے لگا کہ او آدم زاد تو نے تمام گلہ سنہ قاف کو برباد کیا اور یہاں بھی آکے میرے قیدی چھڑائے لیے جاتا ہی مگر مین تجکو اسدم جیتا نہ چھوڑونگا تو میرے ہاتھ سے کب نجات پاتا ہی یہ کہکر ایک بہت بھاری تھپڑ امیر کے سر پر مارا امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ اس زور سے لگایا ایسا ایک مار جمایا کہ مثل چنار کرم خوردہ قلم ہوگیا ایک ہی ضرب مین بیدم ہوگیا دیو جو اُسکے ساتھ تھے نعش اُسکی اُٹھا کر دیو سمندون ہزار بست کے پاس لیگئے امیر شہپال وغیرہ کو لیکر گلستان ارم مین آئے اپنے وطن مین ہو بیٹھکر سب نے آرام پایا جب چھ مہینے گذر گئے امیر نے پھر ایک خواب پریشان دیکھا سوتے سے چونک کر رونے لگے موتی آنسو کے برسنے لگے آسمان پری امیر کی آواز سے جاگ کر پوچھنے لگی شیر نر تو کیا یا امیر روتے کیون ہو اسقدر غمگین ہوتے کیون ہو امیر نے کہا کہ اے آسمان پری تجکو کیا معلوم ہے ملک مین بھی ہے کہ اہل وعیال کی مفارقت مین حال زار ہوا آسمان پری بولی کیا صاحبقران ایک برس کی بعد مین تمکو تمھارے ملک مین پہونچا دونگی اب کی وعدہ خلافی نکرونگی صاحبقران آسمانپری کے اس کلام سے ناخوش ہوکر بادشاہ کے پاس گئے اور آسمان پری کی شکایت کرنے لگے اور پیرونی کی حکایت کرنے لگے شہپال نے امیر کی دلدہی کرکے اسی وقت پر سوار کیا اور دیوونکو حکم دیا کہ صاحبقران کو دنیا مین پہونچا آؤ میر کہنا عمل مین لاکر جب صاحبقران روانہ ہوئے آسمان پری ایک پیرزاد سے کہا کہ تو جاکر دیوان جمال سے کہدے کہ امیر کو شکارگاہ سلیمان مین چھوڑ آوین اور دنیا مین خبردار خبردار نہ پہونچا دین وہ پیرزاد جو شکارگاہ مین امیر کے پاس پہونچا امیر نے اسکو دیکھکر معلوم کیا کہ یہ دیوونکو منع کرنے آیا ہوگا اسی وقت اگلا سا آسمان پری کا لایا ہوا امیر شہپال کے پاس پھر آئے اُسکا شکوہ زبان پر لائے آسمان پری بھی اُسوقت مین حاضر تھی شہپال نے غصہ کرکے کہا کہ او آسمان پری تو اپنی شیطنت سے باز نہین آتی اپنی ان حرکتون سے خجالت نہین اُٹھاتی آسمان پری بولی کہ آپ اس امر مین دخل نہ دیجیے مجکو شکنجہ کیجیے مین کیا آپکے کہنے سے اپنا لیا یا گھر اُجاڑونگی امیر یہ کلام سُنکر اُٹھکر کھڑے ہوئے آسمان پری کو بدعائین دیتے ہوئے وہان سے ایکطرف روانہ ہوئے غم تنہائی نے بجاے اشک خفقان سے ہوئے بعضے لکھتے ہین کہ امیر نے اُسدن آسمان پری کو طلاق دی اور بعضے اس قول کو نہین مانتے اس روایت کو جھوٹ جانتے ہین راوی کہتا ہی کہ امیر کے جانیکے بعد شہپال بھی آسمان پری کی گفتگو نالائق سے خفہ ہوکر ایک پہاڑ پر جا بیٹھا فی سلطنت سے ہاتھ اُٹھا بیٹھا اور آسمان پری تخت پر بیٹھکر حکمرانی کرنے لگی اور قاف مین منادی پھروالی کہ جو کوئی صاحبقران کو دنیا مین پہونچا دیگا مین بہت بڑی طرح اُس سے پیش آونگی وہ اپنے کیے کی سزا پائیگا پس انمان خواجہ عبدالرحمن سامری نے جو یہ سنا کہ دیو تو وہ عورت کہ جسپر حمزہ عاشق ہوا ہی اور کہان ہر ستی ہون کہ وہ حسن جمال مین مشہور خرد و کمان ہی عبدالرحمن نے دل مین سوچکر عرض کی کہ نفس الامر مین حمزہ کے حق بجانب ہی اُسکی لونڈیان بھی آپسے زیادہ حسین ہر ایک پوشش در بہر جبین ہین یہ سنکر وہ قلعہ دیو دو مین ہی آسمان پری کے اس قلعہ کا نقشہ کھینچکر اگرچی پرزیدون کو دیا اور حکم کیا کہ تم دنیا مین جاکر اس صورت کا جو قلعہ ہو اُسمین سے مہرنگار کو اُٹھا لاؤ اُسکو میرے پاس جلد لیکر آؤ پرزیدون نے حکم پاتے ہی نقشہ قلعہ کا لیکر روانہ ہوئے کہ مہرنگار کو آسمان پری کے پاس لائین اب جبتک اس داستان پر کون دونکے داستان ملک لنڈ حضور بن سعدان کو کہ سامعین کو واضح ہو ملک لنڈ حضور جب قید سے چھوٹ کر شہر مین آئے جشن مین مشغول رہے اور سامان عیش و عشرت سے بہم پہونچائے

ایک بریزاد نے دیو سفید کے آنیکے حال سے خبر دی اُسکے پہونچنے کی اطلاع کی **لندھور** جشن مین سے اُٹھکر **سفید دیو** کیطرف گئے اور اُسکو قتل کیا ایکدن بھی ٹھہرنے نہ دیا راوی لکھتا ہی کہ اُسکی جنگ مین **لندھور** نے جو نعرہ مارا آواز اُس نعرہ کی امیر کے کان مین گئی وہ صدا اُنکی تمام میدان مین گئی اور **امیر** اُسوقت **دیو شاطر** سے لڑ رہے تھے اور امیر نے جو **دیو شاطر** کی جنگ مین نعرہ کیا اُسکی صدا **لندھور** کے کان مین پہونچی مگر دونون حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی اور عجیب ماجرا ہی صاحبقران کہتے تھے کہ پردہ **قاف** مین **لندھور** کہان اور **لندھور** کہتا تھا کہ **قاف** مین **صاحبقران** کہان جب **لندھور** سفید دیو کو مار چکا اور سر ناپاک اُسکے جسم نجس سے اُتار چکا بادشاہ سے کہا کہ مین نے آپکے دشمن کو قتل کیا اب مجکو میرے گھر بھیجدیجیے تو وعدہ وفا کیجیے بادشاہ نے اُسیدم ایک تخت پر **لندھور** کو مع **ارشیون** پریزاد سوار کرکے دنیا کیطرف رخصت کیا دیو دنکے دنیا مین پہونچانیکا حکم دیا **بہرام خاقان گردھین** کا حال سُنیے کہ سگسار دن پر فتحیاب ہوکے شبانہ روز اُسی فکر مین غلطان و پیچان رہتا تھا نہایت مضطرب و پریشان رہتا تھا کہ **لندھور** کو کون لیگیا یہ مجکو داغ تازہ دے گیا چنانچہ اُسدن بھی **جمشید** سرداران لشکر سے سرمجلس یہی ذکر تھا کہ یاد دھیف ہوا آجتک **خسرو** کا حال معلوم نہوا کہ کدھر گئے اور کون لیگیا اُنکو کہان ڈھونڈھون کسطرح سے اُنکی تلاش کرون کہ اسمین تخت **خسرو ہند** کا فلک پر سے قلعہ مین اُترا **بہرام** دوڑکر لپٹ گیا اور سر شخص آنکو قدمبوس ہوا قلعہ مین شادیانے بجنے لگے نقارے مانند رعد کے گرجنے لگے **خسرو ہند** تخت پر جلوہ افروز ہوا اور محفل جشن کی برپا ہوئی مبارکبادی آواز سامعہ پر ہوئی **بہرام** نے عین جشن مین **خسرو** سے کہا کہ مین سگسارون سے لڑ رہا تھا کہ ایک خط میرے روبرو کسی نے پھینکدیا مین نے وہ خط اُٹھالیا اُس خط مین جو کچھ بنا ہوا ہی وہ عجیب حرفون مین لکھا ہوا ہی ہر چند چاہا کہ اُس خط کا مضمون دریافت کرون مگر کسی سے پڑھا نگیا کوئی آجتک اُسکو پڑھ نہ سکا **لندھور** نے کہا لاؤ دیکھیں اگر مجھسے پڑھا جائے تو پڑھین **بہرام** نے اُس خط کو نگار **خسرو** کے حوالہ کیا اُنکے ہاتھ مین دیا **خسرو** بھی اُسکو دیکھکر متعجب ہوکر **ارشیون** نے پڑھکر کہا یہ تو میرا ہی اور خط میری زبان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی طلسم سے لکھکر باہر پھینکدیا تھا تمھارے پاس اُسکے پہونچنے کا یہ سامان کیا تھا **بہرام** نے **ارشیون** کو چھاتی سے لگایا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور اُسکو بہت پیار کیا اور جس نے **ارشیون** کو دیکھا وہ باغ باغ ہوگیا اور ہر طرف سے صدا بلند ہوئی کہ سر اندیپ نئے سرے سے آباد ہوئی سب چھوٹے بڑے کی خاطر شاد ہوئی

غائب ہونا زہرہ مصری کا بالائے قصر سے اور پہونچنا آسمان پری کے پاس

اب دکھلاتی داستان مصیبت زدہ فراق سرایا دیدہ اشتیاق یہ کہ رات شب وقت بہزار نالہ و آہ شام کرن روز نجران دم سرد جدا گاہ دل گریان جگر بریان ہمیشہ مجمر غم مجروح خنجر الم مرگ خواہ از زندگی بیزار ملکہ مہرنگار کی سینے فگار کیفیت اُس خستہ جان دل افگار کی سُنیے شبانہ روز امیر کے فراق مین گریہ وزاری سے سروکار رکھتی تھی ہر نخہ ماجرت سے حالت زار رکھتی تھی غیر از لخت جگر و خون دل کچھ کھاتی پیتی نہ تھی مہلی کچیلی چھپر کھٹ مین پڑی رہتی تھی جگا خلد نہین ایسے رنج و غم سہتی تھی اگر زہرہ مصری یا طرار خوبان یا اور کوئی ندیم منھ دھونے کو کہتی تو اشک خونی سے منھ دھوتی اور اگر کوئی سنگار کرنیکا کہتا تو گرد اشک بلکون پر پڑی اصلہ شعور جسم کا نہ رہتی

شعر زندگی مرگ ہی مجکو شب تنہائی کی جناے اجل آکے ذرا تو ہی مسیحائی کر یہ صاحبوں نے دیکھا کہ ایسا بہو رفتہ رفتہ کمین سودا ہو جاے جنون سر شار مین مبتلا ہو جاے ہر ایک چاہتی تھی کہ کسی طرح سے اُسکے دل مغموم کو بہلاے اُسکی طبیعت کو کسی کھیل تماشے مین لگاے سب لوگ اُسکو سمجھاتی روتی تھین اور قسمین کھاکر کہتی تھین کہ ملکہ بہت گئی تھوڑی رہی ہے اب کوئی دن مین امیر آتے ہین تمھارے اندوہ و غم سب خدا کے فضل سے دور ہو جاتے ہین پوشاک بدلیے کھانا کھاے دل بہلاے اگر آپ نے کوچ دیا تو کیا کیا امیر آئے تو کسکو دیکھینگے اور امیر کو کون دیکھیگا چلیے ذرا لکھٹے پر ٹہلیے کسب ہوا کیجیے براے خدا ہمکو نہ کوئی زیادہ دق کیجیے الغرض سُنکر مہرنگار کو سقف محل پر لیگئین اور سبزہ زار صحرا کا تماشا دکھانے لگین اور دھوکا دیکر اُسکی طبیعت کو بہلانے لگین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک للکہ ابر کا نمودار ہوا آسمان پر بادل سیاہ پدید ار ہوا اور آہستہ آہستہ وہ ابر اس قدر پر آیا چار و نطرف چھا یا برق درخشندہ چمکنے لگی بادل گرجنے لگا دفعتہً واحدۃً اُس ابر سے ایک پنجہ پیدا ہوا عجب ایک ہاتھ ہویدا ہوا جو زہرہ مصری کو کہ مہرنگار کے برابر کھڑی تھی اٹھا لیگیا آنکھ جھپکنے مین اُسکو اُڑا لیگیا کوئی دہشت کے مارے آنکھ بند کرکے بیٹھ گئی اور کوئی دوڑکر پیڑ پر چڑھ گئی منھ کے بھل جا گری عجب طرح کا تہلکہ ہوا کسی کو کسی کی ہوش نہ رہا سب محو حیرت ہو گئین اپنے جی کا ہوش نہ رہا جب حواس لوگون کے بجا ہوے دیکھین تو زہرہ مصری نہین ہے عجب طرح کا کہرام پڑا محل مین آثار قیامت نمودار ہوے اس واقعہ جانکاہ سے سب چھوٹے بڑے بیقرار ہوے اب مدار احوال زہرہ مصری کا سنیے اُسنے جو دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھی ہون اور تخت فلک پر اُڑا چلا جاتا ہے میری آنکھون مین تمام عالم سیاہ ہے کچھ مجکو نظر نہین آتا ہمارا ان تخت سے پوچھا کہ تم کون ہو اور مجکو کہان لیے جاتے ہو وہ بولا کہ آسمان پری زوجہ حمزہ نے ہمکو حکم دیا تھا کہ مہرنگار دختر نوشیروان کو اُس اجاڑ جنگل مین ہرگز دیر نہ لگاؤ سو ہم تمکو اُسکے پاس لیے جاتے ہین آسمان پری کے پاس تمکو نہ پہونچاتے ہین زہرہ مصری اپنے دلمین سمجھی کہ حمزہ نے قاف مین دیاہ کیا ہوگا اسواسطے اُسکی زوجہ نے مہرنگار کو بُلایا ہے کہ مار ڈالے اُسکو قتل کرکے اپنے دل کا بخار نکالے یہ لوگ اُسکو لیجاتے نہین ہے حقیقت حال اچھا جانتے نہین تھے مہرنگار سمجھکر مجکو لیجاتے ہین غرض ہوا کہ ملکہ مہرنگار کے سر پر سے تصدق مین ہی چلی اُسکو خدا نے اس آفت سے بچایا مجکو اُسکے عوض مین یہان پہونچا الحاصل جب زہرہ مصری گلستان ارم مین پہونچی سرو سلیمان اُسکی آنکھون مین سمایا تماشا ہر ایک کو دیکھے کوئی دیو پری اور جن اُسکی آنکھون سے غائب نہ رہا ہر گاہ آسمان پری کے سامنے اُسکو لیگئے آسمان پری اُسکے حسن و جمال کو دیکھکر چکرا گئی اُسکی شکل صورت دیکھکر کہنے ہوئی اور کہنے لگی کہ حمزہ کے تئین جانتی تھی کہ اُسکے فراق مین بیتاب ہوگا اُسکی جدائی مین کہون نہ اُسکا اسطرح حال خراب ہو یہ زہرہ مصری کیا خوب دیکھا اور غالب ہوئی کہنے لگی کہ مہرنگار دختر نوشیروان تو ہی ہے خوبصورتی مین فہرہ آفاق اور مقبول خاطر پدر و جوان تو ہی تب زہرہ مصری نے ادب تسلیم کرکے کہا کہ مین عبدالعزیز شاہ مصری کی بیٹی اور زوجہ مقبل و فادار نامے غلام حمزہ کی ہون میری کیا مجال ہے کہ مہرنگار کی ہمسری کرون زہرہ مصری میرا نام ہی دنیا سے بہتر ہے چار سو سیٹیان بادشاہان عرب و عجم و چین و ماچین وغیرہ کی مہرنگار کی لونڈیان ہین خدمتگاری مین ہمراہ رہتی ہین مصاحبت مین دمسازہین آسمان پری زہرہ مصری کا ادب قاعدہ دیکھکر بہت خوش

ہوئی اور پوچھنے لگی کہ سچ کہنا زہرہ مصری تجھ حمزہ کے سر کی قسم ہی مین خوبصورت ہون یا مہرنگار خوبصورت ہی دونون سے تیرے نزدیک حسن و جمال مین اسکو فوقیت ہی زہرہ مصری نے ہاتھ باندھکر کہا کہ بے ادبی ہوتی ہی مہرنگار کی لونڈیون کے پانون کے تلوے کے برابر بھی آپ مین حسن نہین کہان آفتاب کہان ذرۂ بے آب آسمان پری نے زہرہ مصری کی تقریر سُنکر حکم دیا کہ ہان اسکو جلادون کے حوالے کرو کہ اسکی گردن مارین یہ کمال شہر اور بے ادب ہی یہ بے تمیز مصاحبت کے قابل کب ہی جلاد زہرہ مصری کو قتلگاہ مین لیگئے اتفاقاً قریشہ کہ اُن دنون مین ہفت سالہ تھی مگر جلوہ حسن مین ماہ چہاردہ سالہ کو رشک سے گھٹاتی تھی حور بہشتی اُسکو دیکھکر شرماتی تھی نیچہ ہاتھ مین لیے ہوے بارگاہ مین جاتی تھی لوگونکا اجماع دیکھکر زہرہ مصری کیطرف گئی جلاد سے پوچھا یہ کون ہی اور اسنے کیا قصور کیا ہی کہ اسکو قتل کرتا ہی کیون اس بیگناہ کی گردن پر چھری دھرتا ہی جلاد نے کہا مین کچھ نہین جانتا کہ یہ کون ہی اور اسنے کیا قصور کیا ہی مگر شاہ پریون نے حکم دیا ہی قریشہ زہرہ مصری سے حال اُسکا پوچھا اُسنے مفصل بیان کیا قریشہ غصہ کے مارے تھر تھر کانپنے لگی اور زہرہ مصری کو اپنے ساتھ بارگاہ مین لیجاکر آسمان پری سے کہنے لگی کہ اسنے تمھارا کیا قصور کیا ہی کہ اسکو پردہ دنیا سے بلا کر قتل کرنیکا حکم دیا ہی معلوم ہوا کہ اگر مہرنگار آتی تو اُسکو بھی قتل کرتین نہ صاحبقران کا خیال رہتا نہ غضب خدا سے ڈرتین سُنو وہ بھی ناموس صاحبقران ہی اور تمسے لاکھ درجے عزت و حرمت مین بہتر ہو کہ صاحبقران کی زوجہ اول ہی بہرصورت تمسے سب باتونمین افضل ہی کیا کرون کہ میری جان ہو نہین تو اس حرکت سے ایک نیچہ مارکے دو ٹکڑے کرتی ہر گز کسی سے نہ ڈرتی آسمان پری قریشہ کا غیظ دیکھکر لرز گئی خاموش رہی قریشہ پھر بولی ہرگز زبان نہ کھولی بارے قریشہ نے اُسی دم زہرہ مصری کو تخت پر سوار کرکے جو حمال لائے تھے اُنکو حکم دیا کہ جہان سے اسکو لائے ہو وہان پہونچا آؤ میرا کہنا بجا لاؤ حمالان تخت کو اُٹھاکر روانہ ہوے ہرگاہ دیو سمندر ہزار ستون کے مکان کے دریچہ سے راہ مین اُسکا مکان تھا وہ تخت پہونچا اتفاقاً دیو سمندرون اُسوقت اپنے رفیقون کو لیے ہوے شراب پی رہا تھا اُسکی نگاہ تخت پر پڑی دیو دونکو حکم دیا کہ اس تخت کو لے آؤ یہ کون ہی اور اسکو کہان لیے جاتے ہین میرے سامنے لاؤ دیو تخت کو لے آئے زہرہ مصری سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان جاتی ہی تیرا رتبہ ہی کہ دیوون سے تخت اُٹھواتی ہی اُسنے مفصل حال بیان کیا دیو سمندرون نے پریزادونکو تو مولا اور زہرہ مصری سے کہا کہ میرے بیٹے کا پانا ہلایا اگر اُسکو میرے تئین رام سے سلایا اگر زہرہ مصری نا جان اُسکے بیٹے کا پانا ہلائی گردش زمانے سے نئی مصیبت اُٹھانے لگے خواجہ عمرو کا حال سنیے ہرگاہ شور غل سُنکر محل مین گیا معلوم ہوا کہ ایک پنجہ فلک پر سے پیدا ہوا اور زہرہ مصری کو اُٹھا لیگیا غصہ کے مارے کانپ کر مہرنگار سے کہنے لگا کہ مین نے لاکھ دفعہ سمجھایا ہی اور تمکو خوب جتایا ہی کہ بے میرے پوچھے کوئی کام نہ کرنا مگر میرا کہنا موثر نہوا اگر وہ پنجہ تمکو اُٹھا لیجاتا تو مین حمزہ کو کیا جواب دیتا اور پھر تمکو کیونکر پاتا بارہا برس کی محنت میری اکارت ہوتی اور سب مین میری ذلت اور حقارت ہوتی یہ کہکر تین کوڑے اس زور سے مہرنگار کی پیٹھ پر مارے کہ وہ تلملا گئی تو رنکی ضرب سے بلبلائی اور لوٹن کبوتر کیطرح بیتاب ہوکر زمین پر لوٹنے لگی یہ حرکت عمرو کی مہرنگار کو نہایت ناگوار ہوئی اور عمرو سے نہایت بیزار ہوئی دل مین کہنے لگی کہ کاش میرے بخت نہ کی ہوتی تو اُنی سا ربان زادے کے ہاتھ سے کوڑے کیون کھاتی اسطرح کی مصیبت کیون اُٹھاتی اس سے کہتر بہتر

میرے گھر مین غلام ہین ہرخدمت مین نیکنام ہین اُسوقت تو کچھ بولی نہین مگر جب آدھی رات گئی کمند لگا کر قلعہ سے نیچے اتری اور اپنے بھائیونکے خیمہ کیطرف گئی پھر دلمین سوچی کہ بھائیونکے پاس نہ جانا چاہیے اُنکو اپنی صورت نہ دکھانا چاہیے ایک گھوڑا ہرمز کا جو کہ مین لگا ہوا تھا سازو سامان سے طیار کھڑا ہوا تھا اور سائیس نخفہ تخت سو گیا تھا مردانہ بھیس کر نقاب چہرے پر ڈال گھوڑے پر سوار ہو جنگل کیطرف روانہ ہوئی عمرو کی نظر سے پوشیدہ و نہان ہوئی عمرو کا حال سنیے ملکہ کو گھوڑے مار کر جو محل سے باہر نکلا تھا اُسنے شب کو محل مین نہ گیا سوچا کہ صبح کو عذر کرکے مہرنگار کو سمجھا لونگا اُسکی خوشامد کرکے بہت خاطرداری کرونگا آدھی شب کو امیر نے اُسکے خواب مین آکر کہا کہ کیون عمرو بیباکی کرتے ہین چلا تو نے مہرنگار کے ساتھ کیا اُسکو ایسا رنج دیا تیری اس حرکت سے وہ سر بصحرا ہوئی ہزارون تکلیفون مین مبتلا ہوئی عمرو جو اس خواب پریشان کو دیکھکر گھبرا کے محل مین گیا دیکھے تو واقعی مہرنگار پلنگ پر نہین ادھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا کہین پتہ نہ لگا تب تو مہرنگار کو نہ دیکھکر بہت مضطر ہوا قلعہ کی فصیل پر جو چڑھا ایک طرف کو کمند لگی نظر آئی اُسکے چلے جانے کی عمرو نے علامت پائی معلوم کیا کہ اسطرف سے مہرنگار اُتر گئی مگر دریافت نہوا کہ کدھر گئی عمرو بھی اُسی کمند سے اُترا اور مہرنگار کے پانون کے نشان پر چلا جاتا جاتا جہاں پہونچا وہان پہونچکر اِدھر اُدھر مہرنگار کا سراغ نہ پایا دیکھا کہ ایک سائیس بالکل ہاتھ مین لیے سوتا ہی گھوڑا نظر نہین آتا ہی سائیس سے جگا کر پوچھا کہ گھوڑا کہان ہی وہ گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا چاروطرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے لگا عمرو نے جانا کہ مہرنگار رہا تک آئی اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلی گئی میری حرکت سے بیزار ہو کر چلی گئی گھوڑے کے قدم کے نشان پر چلا ہا ہن خیال کر اس سے اُسکا پتہ لگ جائیگا سراغ اُسکا ہاتھ آئیگا مہرنگار کا حال سنیے کہ وہ صبح تک پچاس کوس پہونچی ناگہان بادشاہ الیاس تریسٹلات پرست باز باہاتھ مین لیے اسطرف سے نکلا مہرنگار ایک درخت مین آگئی اُسکی نظر بچا گئی اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک نقاب پوش مجھکو دیکھکر درخت کی آڑ مین ہو گیا تو بہت جا کر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی کہان سے آیا ہی تیرا نام کیا ہی اور اس جنگل مین آنیکا کام کیا ہی مہرنگار نے کہا مین مسافر ہون راہ ملک مجھکو یہان لائی ہی قسمت نے یہ مصیبت دکھائی ہی بادشاہ نے کہا کہ ہماری نوکری کریگا جواب دیا کہ ہمکو تمیز نوکری کی نہین ہی بادشاہ کو آواز سے شبہہ عورت کا ہوا ہاتھ بڑھا کر نقاب کو چہرے سے کھینچا تو دیکھا کہ ایک عورت نہایت خوبصورت ہی اگر نقاب اُس سے چار انگشت کرے تو چکا چوندھی آوے اُسکے دیکھنے کی تاب نہ لائے اُسی دم گھوڑے پر سے اُتار کے محانے مین سوار کیا بہت سا مال دیا اور اپنے مکان پر لیجاکے ایک نفیس مکان مین اُتارا سب سامان آسائش کا موجود کیا اُسکی طبیعت کو کمال خوشنود کیا جسوقت آپ جانے کا قصد کیا اُسکو ہاتھ لگانے کا قصد کیا مہرنگار نے کہا خبردار اگر آگے قدم بڑھائیگا تو میرے ہاتھ سے بڑا صدمہ اُٹھائیگا بادشاہ ڈر کر اپنے مکان مین چلا آیا بڑا غم و غصہ کھایا کہ افسوس ایسی پری ہاتھ آئے کو مفت مین کھو دی نکلی ہائے اتفاقاً اُسی روز خواجہ نہال سوداگر کہ کسی مانے مین نوشیروان کا رفیق تھا اور مہرنگار کو اُسنے گودی مین کھلایا تھا اور اسکے سبب سے بہت سا نفع اُٹھایا تھا مع تحائف و سوغات اُس بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ کو ملول دیکھکر سبب ملال پوچھا افسردہ دلی کا حال پوچھا اُسنے راز دل بیان کیا تمیز مخفی کو عیان کیا کہ ایک پری جنگل سے میرے ہاتھ لگی تھی لیکن مجھ سے راضی نہین

ہوئی اُسکو مجھسے انکار ہوا اور میری طبیعت اُسکے پیہ بیقرار ہے خواجہ نہال نے کہا اگر مین اُسکو دیکھون تو اُسپر راضی کردون
ایکبات مین اُسکو تھارتا بعدار کرون بادشاہ نے اُسیوقت خواجہ نہال کو اپنے ساتھ لیکر در سے وہ مکان دکھاکر کہا اسی مکان
مین ہے خواجہ نہال نے دروازہ کی درز سے جو دیکھا تو پہچان کر بے اختیار نام لیکر پکارا مہرنگار نے بھی خواجہ نہال کو پہچان کے
دروازہ کھولدیا اندر آنیکا حکم کیا خواجہ نے بعد دریافت حال کے چپکے سے ملکہ کو سمجھا دیا اور اُسکو آگاہ کیا کہ اب تم خاطر جمع رکھو
مین ہر طرح سے کمال لیجاتا ہون اس پیغام کے ہاتھ سے بیچارہ ملکہ کو تشفی دیکے بادشاہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ مکان تو
حکم ہوچکا ہے مین دن رات مین جسوقت اُس عورت سے خلوت پاؤنگا کوئی بہانہ سے اُسکو لیجاؤنگا بادشاہ نے کہا اگر تو اُسکو راضی کردیگا مین
برسر موافقت لاؤنگا بادشاہ نے خوش ہوکر اُسکو خلعت فاخرہ پہنایا بہت کچھ دیکر خوش کیا خواجہ جو وہان سے اُٹھا سو اگر دیکے طویلے جو شہر مین تھے
دیکھنے شروع کیے آخر دو گھوڑے دو ہاتھی دار پسند کرکے مول لیے اُس مکان کے دروازہ پر جسمین مہرنگار رہتی تھی حاضر ہوئے اور اُسی رات کو
ایک پیلکہ کو سوار کیا اور دوسرے پر آپ سوار ہوکے شہر سے نکلا شب چلا ہی گیا صبحکو بادشاہ نے خواجہ کو طلب کیا وہ گیا
نہ پایا ادھر نگاہ کیا تو خبر ہوئی کہ وہ عورت جو حضور نے اُس مکان مین رکھی تھی نظر نہین آتی مکان خالی پڑا ہے اُسکے نکل جانے سے ہمکو تعجب
بڑا ہے بادشاہ نے معلوم کیا کہ خواجہ نہال اُسے لیجاکر اُسکے بھیجے روانہ ہوا دوپہر کے قریب دن آیا ہوگا کہ ملکہ نے
گرد و غبار دیکھا خواجہ نہال سے کہا کہ اے خواجہ گھوڑے کی باگ اُٹھاؤ دیکھو بادشاہ آپہونچا خواجہ تو اُس
گرد و غبار کو دیکھنے لگا مہرنگار جنگل مین گھس گئی کہ اُس نامرد نالائق کی نظر سے پوشیدہ ہوجاؤ وہ اُسپر قابو نہ پائے اتنے مین سواری بادشاہ
کی خواجہ نہال کے متصل پہونچی خواجہ نہال جسطرح کھڑا تھا اُسیطرح ہکہ بکہ کھڑا رہگیا بادشاہ نے خواجہ کو قتل کیا اُس سے اپنا
انتقام کیا اور مہرنگار کو تلاش کرنے لگا مہرنگار کا سراغ مثل عنقا نہ پایا ہر چند اُسکی جستجو مین بہت اُٹھایا ناچار ڈھونڈھ ڈھانڈھکے
مایوس اپنے گھر گیا اور مہرنگار دوسرے دن تک ہان سے گئی ان کی راہ پہ پہونچی بھوکے مارے بیحال تھی ایک عالیشان نظر آئی تب
اُسکی طبیعت نے تسکین پائی فالیزبان سے ایک سروہ طلب کیا اُسنے بہت سے سردے لاکر سامنے رکھدیے اُسنے اُس بھوک کی
شدت سے سب تناول کیے مہرنگار سرو نکو کھانے لگی اُسکی طبیعت ٹھکانے لگی اور وہ بھکوا قرساق کم از نوزدہ سالہ نہ کہ مہرنگار
سے کہنے لگا کہ اے جہان جہان اگر میرے پاس تو رہے تو مین بہت اچھی طرح سے تجکو رکھون جو تو مانگے وہی دون مہرنگار حیران ہوئی کہ
یہ مسخرہ کیا بکتا ہے اس سودائی کو شاید مالیخولیا ہوا جب سیر ہوکے سردے کھاچکی اور نیت بھرکے آسودگی پاچکی اُس سے پوچھا کہ تیرے کوئی
اور بھی ہے یا نہین وہ بولا کہ میرے دس بیٹے گیارہ بیٹیان اور ایک جورو ہے اور ہر شخص اُس مین نیکیون ہے مہرنگار نے کہا کہ جب جورو
تیرے پاس موجود ہے تو مین تیرے پاس کیونکر رہونگی یہان رہنے سے کیونکر خوش ہونگی قرساق بولا کہ مین اُسکو طلاق دونگا
تیری خاطر سے اُسکو علیحدہ کرونگا مہرنگار نے کہا کہ اچھا تو جا اُسکو طلاق دے آئین یہان بیٹھی ہون وہ سادہ لوح تو اپنی جورو کو
طلاق دینے گیا اور مہرنگار اُسکے سردونکی قیمت وہان رکھکر گھوڑے پر سوار ہوکے چلتی ہوئی فالیزبان جو اپنی جورو کو طلاق دیکر
فالیز پر آیا مہرنگار کو وہان نہ پایا چلا چلا کے کہنے لگا کہ ہائے پری وائے پری کہ مرگئی مجکو لوٹ لیگئی جورو اُسکی زمیندار کو

لیکر کھیت پر آئی کہ اُسکو معقول کرے یہان آکر اُسکو جو دیکھا تو وہ ہاے ہاے بڑی واویلا کرتا ہوا اور روتا ہوا ایک عورت کے فراق مین اپنی
جان کھوتا ہی سمجھ گئی جانا کہ اسکو سایہ ہوگیا ہی اسپر کوئی بھوت یا جن چڑھا ہی اُسکی جورو نکو سے کہا کہ اسکا کچھ علاج کرو یہ دیوانہ
ہوگیا ہی اسکو جنون نے گھیرا ہی ۔ مہرنگار جو وہان سے چلی شام اُسکو ایک جنگل مین ہوئی جدھر دیکھے ادھر جانوران درندشکل شیر چیتا
چرغ بھیڑیا ریچھ لنگور بندر نظر آتے ہین جسکو بانے ہین پھاڑ کھاتے ہین گھوڑیکو چھوڑکر ایک درخت پر چڑھکے بیٹھ رہی
صبحکو ایک شیر پیدا ہوا اور مہرنگار کے گھوڑیکو مار کر جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا مہرنگار نے درخت سے اُترکے گھوڑیکے ساز کو
تو درخت سے باندھ دیا گھوڑیکے ضائع ہونے پر بہت تاسف کیا اور آپ پیادہ پا وہان سے روانہ ہوئی شام کو ایک بستی سے چند کھیت
اُدھر ایک تالاب بہت وسیع نظر آیا اُسکے کنارے پر ایک درخت عظیم الشان یا بابا ملکہ اُسپر چڑھکے بیٹھ رہی صبحکو اُس بستی کے چودھری نے
بارادۂ غسل اپنی لونڈی کو پانی لانیکے واسطے تالاب پر بھیجا اُسنے اُس تالاب مین مہرنگار کے چہرہ کا عکس دیکھکر جانا کہ میری صورت کا پرتو
گھنٹہ کے ماتھے خالی ٹھلیا لیکر گھر کو پھیر گئی چودھری نے پوچھا کہ پانی لائی بولی کہ واہ واہ مین ایسے حسن و جمال پر پانی بھرونگی نمھارکا کام کیا
لونڈیونکی طرح کرونگی چودھری نے پاداش کاری معقول کرکے کہا کہ جا فوراً جلد پانی لا لونڈی پھر گئی دوسرے سب نے جو بھرا
بہت خوب نہاکر وہ پھر گھڑا لیکر تالاب پر گئی مہرنگار ہنوز وہان موجود تھی وہ پھر اُسکا عکس دیکھکر چراغ پا ہوئی بے پانی بھرے
پھر گئی اور اُسی گفتگو سے اول کا اعادہ کیا چودھری نے پھر اُسے تنبیہ کرکے پانی لانیکے واسطے اعادہ کیا تیسری مرتبہ بھی وہ مہرنگار کا
پرتو دیکھکر خالی گھڑا لیکر گھر کو پھر گئی اسکو ایسا غرور نے گھیرا کہ سب کی حرمت اُسکی نظر سے گر گئی مہرنگار نے سوچا کہ ایکی یہ لونڈی
تالاب پر آئی اور فساد پیدا ہوا بے شبہ پھر کوئی نیا شعبدہ ہویدا ہوا درخت سے اُترکے ایکطرف کو راہی ہوئی لونڈی نے جو پھر
وہی گفتگو اپنے میان سے کی اُسنے ناچار ہوکر آئینہ اُسکو دکھلا کر کہا کہ دیکھو تو مرد اپنی بصورت کو اسی صورت پر گھمنڈ کرتی ہی معشوقی کا
دم بھرتی ہی اُسنے جو آئینہ مین دیکھی اُو صورت کریہ دکھلائی دی تب اپنے دلمین غور کرکے بولی کہ تالاب پر چل کر میری صورت کو پانی مین
دیکھو تو معلوم کرو کہ مین سچ کہتی ہون یا جھوٹ مجبور چودھری جی اور چند آدمیونکو ساتھ لیکر اُسکے ہمراہ تالاب پر گئے اگرچہ لونڈی اپنی
صحت پانی مین بھی ویسی ہی دیکھی کہ جیسی آئینہ مین دیکھی تھی لیکن بھیدانی سے یہی کہے گئی کہ مین اس حسن و جمال پر پانی تو نہین بھرونگی
ایسا ویسا کام ہرگز نہ کرونگی لوگون نے کہا شاید کسی پری کا اسکو سایہ ہوا ہی اسکا علاج کیا چاہیئے اور مہرنگار حواس درخت پر سے
اُتر کر روانہ ہوئی دوسرے دن ایک فقیر کے تکیہ پر پہونچی وہ فقیر چار سو گروہ کا افسر تھا ایک بڑے انبوہ کثیر کا سردار سرور تھا مہرنگار کو
دیکھکر مستفسر حال ہوا مہرنگار نے کہا کہ جوا ہذا دی ہون میرے باپنے اس عالم پیری مین نکاح کیا ہی سوتیلی ماں نے مجکو نکالدیا ہی
تباہ و سرگردان پھرتی ہون اُس ماں کی بدمزاجی بے بجتی سے حیران و پریشان پھرتی ہون فقیر اُسپر بسکہ رحم دل تھا مہرنگار کا حال
سنکر بولا کہ مین تجھکو اپنا فرزند کیا مین نے تجھکو اپنی بیٹی بنایا اور تیری نیکذاتی کو پسند کیا فقیر و نوکچھ اندانٹ دیا کہ اتنا کام ہر روز کیا کر
اور سب گھر کرنا اُسکے حوالے کیا تمام گھر کا اختیار کل اُسکو دیا مہرنگار نے شکر الٰہی بجا لاکر وہان رہنے لگی اُس فقیر کی مہربانی اور
التفات کا شکر دیپاس سات دن کہنے لگی اے شاہ عیاران عیار کا حال سنیے مہرنگار کے ڈھونڈھنے کو جو نکلا گئی تھین اُس بادشاہ کے

شہر مین پہونچا جو مہرنگار کو جنگل سے لیگیا تھا وہان سے بھی سن گن لیکر یہانہ پہونچا فانیہ بانکی گشت پر پہونچے ہاے پری دیا پری جو اسکی زبان سے سنا جانا کہ یہان بھی وہی آئی تھی ان سب مقامون پر اسکی تقدیم سکو لائی تھی وہان سے اس جنگل مین پہونچا جہان گھوڑے کو شیر نے مارا تھا اور مہرنگار نے ساکو درخت سے باندھ دیا تھا وہان سے آگے کا رستہ لیا تھا عمرو نے ساز کو درخت سے کھولکر زین کے سپرد کیا اور وہان سے اس بستی مین پہونچا جہان چودھری کی لونڈی فبطی رہتی تھی وہان سے فقیر سرگروہ کے تکیے پر آیا پھر تے پھرتے اپنے تئین آخر کو منزل مقصود پر پہونچایا دور سے دیکھا کہ مہرنگار فقیرونکو چھاند بانٹ رہی ہے آپ بھی بوڑھا بانکے نزدیک گیا مہرنگار اسکو بھی کھانا دینے لگی خواجہ نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ ای ملکہ مین فقیر نہین ہون تمہارا غلام ہون عمرو اپنے قصور پر نادم ہون مین تمہارا پرانا خادم ہون اور کہان کہان کی خاک تمہاری تلاش مین نہین چھانی ہے موت سے بدتر یہ میری زندگانی ہے ملکہ نے جو عمرو کو دیکھا لپٹ کر رونے لگی فقیرونکی آواز سنکر کہتا ہوا دوڑا کہ بیٹا خیر تو ہے ایسی زار زار کیون روتی ہو اپنی جان رو رو کر کیون کھوتی ہو مہرنگار بولی کہ خیر ہے ہمارے باپ ہے فقیر اسکو سمجھانے لگا کہ ای عزیز جان بیتی کو کوئی اسطرح رکھتا ہے عمرو بولا کہ کیا کرون محتاج ہون شادی کہان سے کرون اتنا سامان اور اسباب کہان سے لاؤن فقیر نے پانچسو روپیہ عمرو کو دیدیے اور کہا کہ جلد اسکی شادی کردے اس کام کے انجام سے نیکنامی ہے عمرو روپیہ اور مہرنگار کو وہان سے لیکر چلتا ہوا شام کے وقت مین روپیے زنبیل مین رکھے اور مہرنگار کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور پیچھے لادکے قلعہ کیطرف چلا کہ اسکو قلعہ مین پہونچا کے اطمینان پائے ہر فرو فرامرز نے بھی عیارون سے خبر پائی تھی کہ تمکو مہرنگار خیمہ تک آئی اور سنے بنی بصورت مرد فقیر کی طرح بنائی اور جوگی کے گھوڑے پر سوار ہوکر معلوم نہین کہ کدھر چلی گئی اور عمرو مہرنگار کی تلاش مین گیا ہے اور وہ اسکی تلاش مین نہین ہے بلکہ یہ حیلہ ہے کہ سواے اس پہاڑ کے اور کہین اور کوئی راہ نکلنے کی نہین ہے دوسری جانب تو خاندق ہے نہین ہے عیار ہمارے مکان مین گاہ مین لگے رہین جسوقت عمرو آئے اور مہرنگار کو ہمراہ لائے مہرنگار کو اس سے چھین لین ہرگز اسکو قلعہ مین جانے نہ دین اور قابو پاکر اسکو بھی پکڑ لین اور اگر جیتا ہاتھ آئے تو کیا کہنا پھر ہمیشہ اسکے ہاتھ سے مطمئن رہینگے چار سو عیار دامن کوہ مین چھپکر بیٹھے اور عیارون کی ڈاک بٹھائی کہ جسوقت عمرو آئے اور عیار کمینگاہ سے نکلکر اسکو گھیر لین فوراً ہمکو خبر دو کہ ہم بھی کچھ لوگ لیکر ساتھ لیکر عیارونکی مدد کو پہونچین کہ اُنکے دلمین ہراس نہ آئے کوئی شخص بیچ مین نہ جانے اور جن لوگونکو ساتھ لیجانیکے لیے تجویز کیا تھا اُنکو حکم دیا کہ کسی وقت کوتہ نہ کھولین اور گھوڑونکی بدلی رہے چنانچہ عمرو جب پشتارہ لادے ہوے دامن کوہ کے نزدیک پہنچا چار عیارون نے کمینگاہ سے نکلکر عمرو کو گھیر لیا چاروں طرف سے محاصرہ کرکے اسکو خوب تنگ کیا عمرو نے بھی سپر تلوار اپنی سنبھالی شمشیر آبدار میان سے نکالی ہر فرو فرامرز نے جو عمرو کے گھرنے کی خبر پائی اُسکے گھر جانے کی کیفیت سن پائی فی الفور مع شتاب معین چڑھ دوڑے عمرو شاہزادون کو دیکھکر بہت گھبرایا اپنے تئین بیحواس لایا کہ انکے ساتھ آدمیونکی کثرت ہے دشمنونکی بہت جمعیت ہے مین اکیلا ہون کبھی بار برداری ہون اس پشتارے کے اٹھانے سے اور بھی مجبور و ناچار ہون دعائین مانگنے لگا آناً فاناً مین نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آپہونچا عمرو کی مدد کرنے کو بحکم خدا پہونچا اور جہاندار کابلی اور

جہانگیر کابلی برادران تزویمین کو قتل کرکے ہرمز و فرامرز کی تمام جمعیت کو پریشان کیا اسب اُسکے ہمراہیونکو سرگردان کیا
بہت سے کافر مارے گئے جنمون نے فرار کو قرار پر ترجیح دی وہی جانبچے ہوئے دائرۂ مقتولان سے باہر ہوئے ہرمز و فرامرز شکست
کھاکر شکستہ خاطر جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی کا ماتم کرتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے خوب حدے اُٹھائے اور تقابدار عمر وکو
قلعہ تزویمین سے نجاکر اپنے مسکن کیطرف راہی ہوا عمر و نے قلعہ مین جاکر ملکہ کو محل مین داخل کیا مہرنگار کیطرف سے اطمینان حاصل
کیا اور مکرر عرض کرکے اپنا تصور معاف کروایا اس خدمتگذاری سے سب سکا رنج و الم بھلایا اب جبتک انکی داستان پر اُون و کلمہ
داستان صاحبقران گیتی ستان کے سُناؤن کہ قلعہ گلستان ارم سے نکلکر چالیس دن تک یونانہ وار سر بصحرا چلے گئے اُن
لوگونکی بیوفائی سے عاجز ہوکر تن تنہا چلے گئے اکتالیسوین دن ہوش مین آئے دیکھتین تو سامنے ایک قلعہ ہی مگر دروازہ اُس کا
بند ہی اور دیو اُسکو گھیرے ہوئے کھڑے ہین اُسکے دروازے پر حفاظت کے لیے اُڑے ہین امیر نے ایک نعرہ اس زور سے کیا
کہ قلعہ تک ہل گیا اور اکثر دیوونکے کان کے پردے پھٹ گئے جو سامنے کھڑے تھے ہٹ گئے لشکر دیو کا جو سردار تھا اُسنے امیر کو دیکھکر
پہچانا دوبدو آکر کہنے لگا کہ یا صاحبقران تینے تمام گلدستۂ قاف کو برباد کیا ہی تینے بڑا بڑا فساد کیا ہی مین تجکو خوب پہچانتا ہون
مین تمھاری حقیقت کو خوب جانتا ہون آج تم میرے قابو مین آئے ہو اب جیتے نہین بچتے یہ کہکر ایک دانشناد امیر کے سر پر ماری امیر
نے اُسکو خالی دیکر ایک ہاتھ حمائل کا ایسا لگایا کہ ایکطرف کا ہاتھ اور سر گردن نصف کمر تک کٹ گئی اور زمین پر گر پڑا فوج اُسکی امیر
کی ضرب دیکھکر بھاگی قلعہ مین جوگا دیو پانون کی قوم رہتی تھی بادشاہ اُنکا طلوع نام قلعہ سے برآمد ہوا اور امیر سے بغلگیر ہوکر
بکمال عزت و توقیر امیر کو قلعہ مین لیگیا اور بڑے کروفر سے امیر کی دعوت کی بڑی عزت و حرمت کی امیر نے بعد الفراغ دعوت
اُس سے پوچھا کہ تو مجکو دنیا مین پہونچا سکتا ہی اس سفر کی سرگردانی اور مصیبت سے مجکو چھڑا سکتا ہی اُسنے کہا پہونچا کیون نہین سکتا ہون
مگر آسمان پری نے منادی کروادی ہی کہ جو آپکو دنیا مین پہونچا دیگا وہ میرے ہاتھ سے بڑی ایذا پاویگا لیکن یہ جوکھون بھی مجھے قبول ہی
اگر آپ میری بیٹی قبول کرین امیر نے فرمایا کہ حاشا عقد کرنا مجکو منظور نہین ہی اس ملک کے لوگون سے میری طبیعت مسرور نہین ہوتی بولا
کہ اگر میری بیٹی سے عقد نہین کرتے تو مُرغ نامے ایک جانور میرا حریف ہی اُسکو مار ڈالیے اُس دشمن کی خلش میرے دلسے نکالیے ان دونون
شرطونمین سے ایک کو بھی اگر آپ پورا کرین تو مین آپکو دنیا مین پہونچا دیتا ہون آسمان پری کے نزدیک یہ ٹوکرا بدنامی کا اپنے سر پر لیتا ہون
امیر نے کہا کہ شرط ثانی مجھے قبول ہی اُس جانور کو جو تیرا حریف ہی جلکر مجھے دکھادے طلوع نے اپنے آدمی امیر کے ہمراہ کیے کہ اس جانور کو دور سے
بتا کر دکھلادو اُسکا نشان اچھی طرح سے بتادو صاحبقران نے جاکر ایک کوہچہ سفید دیکھکر پوچھا کہ یہ کون مکان ہی کس صاحب شوکت و شان کا
یہ ایوان ہی ہمراہیون نے کہا کہ یہ کوہچہ نہین ہی یہ تو سی جانور کا انڈا ہی جو دشمن طلوع بادشاہ ہی اُسی کے خوف سے اُسکا حال تباہ ہی حلوم ہوا کہ وہ
اسوقت کسی طرف کو چرنے گیا ہی امیر جاکر اُس انڈے کے متصل بیٹھ رہے کہ جب وہ آئے تو مجھ پر کسی صورت کیجائے جب وہ جانور اپنے انڈے پر
آکے بیٹھا اُسکے اوپر پر پھیلا کے بیٹھا امیر نے اپنے دلمین کہا کہ یہ بہت قوی ہیکل ہی اُسکا ہاتھ آنا مشکل ہی اور یقیناً دنیا کیطرف بھی جاتا ہوگا
یہ سب طرفکی ہوا کھاتا ہوگا چلو اسکا پانون پکڑکے نعرہ مارو یہ گھبراکر یہان سے اڑیگا دنیا کیطرف جائیگا اُسکے ذریعہ سے دنیا کا پہونچنا ہاتھ آئیگا

یہ منصوبہ کرکے امیر نے اُسکے پانونکو پکڑکے اس زور سے نعرہ کیا کہ گھبراکر وہ اُڑا مگر جب بحر اخضر کے درمیان مین پہونچا اس نے امیر کے ہاتھ مین چونچ ماری کہ امیر کا ہاتھ کمزور ہوگیا اور اُس جانور کا پانون ہاتھ سے چھوٹ گیا سرشتۂ امید ٹوٹ گیا امیر کا نیچے پہونچنا تھا کہ خواجہ خضر والیاس نے ہاتھون ہاتھ امیر کو لیکے خشکی مین اتاردیا کہ آرام پائین کسیطرح کی اذیت نہ اُٹھائین نگاہ امیر اُس صدمہ سے بیہوش ہوگئے اب آسمان پری کا حال سنیئے کہ ایکدن عبدالرحمن سے کہا کہ دیکھو تو امیر کہان ہین اور کیونکر ہین دنیا مین پہونچگئے یا ہمارے ملک کے اندر ہین عبدالرحمن نے زائچہ کھینچکر حکم لگم کے سُنایا کہ امیر گاؤپا دون کے قلعہ تک پہونچے تھے اور طلوع گاؤپا کو دیو گھیرے ہوئے کھڑے تھے امیر نے دیو دنکو ہلاکر طلوع کی جان بچائی اُنکی مدد سے اُسنے بڑے مخمصے سے رہائی پائی اُسنے امیر کی دعوت کی سب طرح راحت دی امیر نے اسکو دنیا مین پہونچانیکا پیغام دیا اُسنے اُسکا قبول نہ کیا اور اُنکی منادی پھروانا بیان کرکے کہا کہ یہ جو لوگون مین تب اُٹھا ہا ہون کہ آپ میری بیٹی سے عقد کرلین اُسکو اپنے نکاح مین لائین اپنی جورو بنائین امیر نے کانون پر ہاتھ رکھکر کہا کہ حاشا یہ مجھ سے نہوگا کہ مین اُس سے عقد کرون اور بلا مین پھنسون تب اُسنے کہا کہ اگر عقد نہین کرتے ہو تو زخ جانور میرا دشمن ہی اُسکو مار ڈالیئے یہ سُنکے امیر کے دل سے نکالیے مین آپکو دنیا مین پہونچا دونگا یہ کام آپکا ضرور کرونگا امیر نے کہا کہ اُس جانور تک پہونچادے اُسکا مکان دکھادے چنانچہ اُسنے امیر کو اس جانور تک پہونچادیا امیر نے بجائے خود تجویز کیا کہ عجب نہین کہ یہ جانور دنیا کیطرف جاتا ہو اُسکے پانون پکڑکے نعرہ مارکر لٹک گئے وہ جو وہان سے اڑا بحر اخضر پر آکر امیر کے ہاتھ کو زخمی کیا اپنا پانون چھڑالیا اُنکو تلے گرادیا امیر نیچے گرے آسمان پری اس تقریر کو سنکر بہت روئی اور قریشیہ کو مع لشکر قہما رقلعہ گاؤپا کے اوپر بھیجا اور کہدیا کہ گاؤپا تو کیا جانور ہی جانور تک اُس شہر کا جیتا نہ بچے پاوے ہر شخص نہ تیغ آئے اور آپ بحر اخضر کیطرف گئی لیکن حضرت خضر والیاس کو دیکھکر شرم کے مارے سامنے نہ گئی اُنکی نظر سے غائب رہی ہرگاہ امیر کو ہوش آیا امیر نے خواجہ خضر والیاس سے آسمان پری کی نالش کی اُنھون نے فرمایا کہ یا امیر بہت گئی تھوڑی رہی ہی گھبرانے کا مقام نہین ہی رنج کھانیکا مقام نہین ہی آسمان پری ابھی آتی تھی مگر تمکو دیکھکر خجالت سے اُلٹی پھر گئی اپنی شکل تمکو نہ دکھائی ہمارے سامنے نہ آئی امیر نے عرض کی کہ یا حضرت مجکو قلعہ گاؤپا مین پہونچادیجیئے اتنی مہربانی کیجیئے کہ اُس مردود سے اپنا عوض لون اُسکو زیر کرون حضرت خضر نے امیر کو قلعہ گاؤپا مین پہونچادیا اُنکے کہنے پر عمل کیا امیر دیکھین تو تمام شہر ویران ہی بستی سنسان ہی چڑیا تک نہین دکھائی دیتی امیر نے حضرت خضر سے پوچھا کہ یا حضرت اس قلعہ کے رہنے والے کہان گئے ایک آدمی بھی نظر نہین آتا ہی اس ویرانے کے دیکھنے سے تو دل گھبراتا ہی خواجہ خضر نے فرمایا کہ یہ جو کچھ حادثہ بالفعل تم پر گذرا عبدالرحمن سے آسمان پری کو معلوم ہوا اُسنے قریشیہ کو بھیجکر اس شہر کو بیچراغ کیا ایک ایک شخص جن جن کے مارڈالا یہ کہکر خضر تو وہان سے غائب ہوئے اور امیر تین دن تک اُس شہر مین تنہا رہے چوتھے دن صحرا کیطرف چلے آٹھوین دن ایک قلعہ نظر آیا وہان البتہ کچھ آبادی کا نشان پایا قریب جاکر دیکھین تو قلعہ مدائن کا معلوم ہوتا ہی برج فصیلین اور تلشاد کام موجود ہی قلعہ کے اندر جو گئے تو وہی

مکانات جو قلعہ مدائن مین تھے دکھائی دیے مگر آدمی کوئی نہین نظر آیا ہر قلعہ مکان کا خالی پایا سخت تحیر ہوے کہ آدمی کہان گئے مہرنگار کی محلسہ اکیطرف گئے شعر تک امیر کے لکھے ہوے اسکی محراب پر موجود تھے مگر رہنے والے نیست و نابود تھے وہان سے چہل ستون کو دیکھتے ہوئے باغ داد مین گئے جب باغ داد سے ہفت بہشت مین پہونچے دیکھا کہ ایک بوطویل القامت قوی الجثہ کھڑا ہوا ہی امیر کو دیکھکر کلفاریان مارنے اور کہنے لگا کہ ای آدم زاد اس قلعہ کے آباد کرنیکی مجکو بہت آرزو ہی آٹھ پہر اسی بات کی جستجو ہی کہ دنیا مین مدائن نام ایک شہر ہی یہ نقل اسی کی مین نے بنوائی ہی اسکے بنانے مین مین نے بڑی دقت اٹھائی ہی دو آدمی لایا بھی ہون اور آدمی لایا چاہتا ہون اس قلعہ کو آدمیون سے بسایا چاہتا ہون چونکہ تو آپ سے آیا ہی اللہ نے خود بخود تجکو یہان پہونچایا ہی اسواسطے تجکو اس قلعہ کا بادشاہ کرونگا اس قلعہ کی حکومت بالکل مجھے دو نگا امیر نے پوچھا یہ کون اقلیم ہی وہ بولا کہ قاف ہی امیر نے فرمایا کہ تو مجکو بھی پہچانتا ہی میرا نام جانتا ہی وہ بولا کہ مین نے آج کے سوا تجکو کبھی دیکھا بھی نہین پہچانون کیونکر امیر نے کہا کہ ذلازل قاف میرا ہی نام ہی میرا آوازہ جوانمردی و شجاعت مشہور خاص و عام ہی اُسنے پوچھا کہ عفریت و اہرمن کو تو ہی نے مارا ہی اُنکا سر شمشیر آبدار سے تو ہی نے اُتارا ہی امیر نے کہا کہ نیر کیا موقوف ہی بہت سے دیو مین نے مارے ہین وہ بولا کہ تو اس قلعہ کو برباد کریگا یہان بھی ویسا ہی فساد کریگا مین تجھسے دیوان قاف کے خون کا بدلا لونگا اور تجکو بہت ذلیل کرونگا یہ کہکر ایک آسیا سنگ امیر پر اُسنے مارا امیر نے بقوت بازو اُسکو رد کرکے ایک ہی ہاتھ مین کام اُسکا تمام کیا جستی و چالاکی سے اپنا کام کیا امیر اُسکو مارکے ایک دالان مین گئے وہان ٹکے صاحب حسن و جمال بیٹھے ہوے تھے بازیب و زینت کمال پہنے ہوے تھے امیر نے پوچھا کہ تم کون ہو وہ بولے کہ ہم ایک سوداگر کے بیٹے ہین باپ ہمارا مرگیا تھا ایک دیو جسکا یہ مکان ہی ہمکو اُٹھا لایا ہی اُس ظالم نے ہمکو اس مصیبت مین پھنسایا ہی آپ بتلائیے کہ کون ہین امیر نے فرمایا کہ مجکو قدرت اللہ سیف اللہ قدرت الرحمن ذلازل قاف کو چک سلیمان کہتے ہین شجاعت اور دلاوری مین سب مجکو یکتائے زمان کہتے ہین دنیا سے اگر تمام دیوان قاف کو مارا ہی اور اُن پر کوہ تعین اُٹھا لایا تھا ابھی قتل کیا ہی اس مردود سے بھی اپنا بدلا لیا ہی اب تم خاطر جمع رکھو تمکو دنیا مین پہونچا دونگا اتنا کام تمہارا بھی کرونگا تب وہ لڑکے امیر کے قدمون پر گر پڑے اور بہت خوش ہوے صاحبقران نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہی ایک بولا کہ مجکو خواجہ آشوب کہتے ہین اور دوسرے نے کہا کہ میرا نام خواجہ بہلول ہی امیر نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی مین دنیا مین چلکر ایک کو تم مین سے اپنا وزیر کرونگا اُسکو ایک منصب عالی دونگا اور دوسرے کو بخشی کرونگا وہ بولے کہ جب جیتے جی دنیا مین پہونچینگے تب تو وزیر و بخشی کہلا دینگے ہمتو یہ جانتے ہین کہ کبھی خلاصی نہ پائینگے اس مصیبت مین مرجائینگے امیر نے دونون کی خوشی کی بہت سے دلاسے دیئے کہ خدا چاہتا ہی تو عنقریب دنیا کو چلتے ہین اس بیلا سے نکلتے ہین یہ کہکر اُنکو ہمراہ لیکے محل سے باہر نکلے وہ دونون بھی اُنکے ساتھ باہر نکلے اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر کلیچہ خضر نکالا آپ بھی کھایا اور اُنکو بھی کھلایا امیر کی عنایت سے ان دونون نے بہت آرام پایا ایک دو گھڑی

کے بعد ایک دیو دار شمشاد کاندھے پر رکھے ہوئے دکھائی دیا امیر کا اگر مقابلہ کیا امیر سے آکر کہنے لگا کہ ای آدم زاد سیاہ سر دندان سفید ضعیف البحثہ تو میرے دربان کو مار کے ان لڑکونکو لیکر کہان جاتا ہی تیرے لین میری طرف سے ذرا خوف نہین آتا ہی تو نہین جانتا کہ میرا نام معمار دیو ہی تمام قاف مین مجھ سے زیادہ کون خونخوار دیو ہی امیر نے پوچھا کہ یہ قلعہ مدائن کی نقل تو ہی نے بنایا ہی اس قلعہ کو تو ہی نے رونق دی ہی اور تو ہی نے بسایا ہی وہ بولا کہ اسکو بھی مین نے بنایا ہی اور جہانتک کہ مکانات حضرت سلیمان پردہ ہائے قاف مین واقع ہین سب میرے ہی ہاتھ کے بنائے ہوئے ہین یہ کارخانے جو تم دیکھتے ہو یہ نقشے میرے ہی جمائے ہوئے ہین اب تو بتلا کہ تیرا کیا نام ہی تجکو یہان آنے سے کیا کام ہی امیر نے کہا کہ آسمان پری جو پریزادونکے بادشاہ کی بیٹی ہی مین اسکا شوہر ہون نام میرا زلازل قاف کوچک سلیمان ہی میری شجاعت اور دلاوری تمھارے دیار مین نہ بانے تم پر جوان ہی وہ بولا کہ یہ کہو گلدستہ قاف آپ ہی کا برباد کیا ہوا ہی مگر آج آپکی قضا یہان لائی ہی معلوم ہوا کہ تمھاری موت میرے ہاتھ سے آئی ہی یہ کہکر دارشمشاد امیر کے سر پر ماری امیر نے اسکو خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا ایسا سونتا ان مار اکہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہو گیا تسمہ باقی نہ رہا کر لوگون نے جو امیر کی یہ قوت و شجاعت دیکھی بہت خوش ہوئے اور خوش طبعی سے کہنے لگے کہ واہ میان قدرت اللہ تم تو بڑے ہی زور آور ہو سبحان اللہ کیا کہنا ہی بڑے شجاع اور دلاور ہو ہم تمھارے ساتھ ضرور رہینگے اور جہان جاؤگے وہان چلینگے جو تم کہوگے وہی کرینگے معلوم ہوا کہ تم اپنے نامونکی برکت سے ایسے ایسے زبردست دیو و نکو مارے ہو مگر ہین تو آدمی مین یہ کہان قدرت و طاقت ہی کہ دیو کو اس آسانی سے مارے انکا سر انکی گردن سے اس طرح سے اتارے ہم اپنا بھی نام ہی رکھینگے الغرض امیر بھی ان لڑکون سے خوش طبعی کرتے ہوئے چلے وہ لڑکے بھی انکی محبت کا دم بھرتے ہوئے چلے قلعہ سیاہ بوم مین جو شیر مارا تھا اسکی کھال کو دو ٹکڑے کرکے نصف بہلول اور نصف آشوب کو دی اور ایک کا نام جہاندار قلندر اور دوسرے کا نام جہانگیر قلندر رکھا دونون کو سر بات مین برابر رکھا جب آفتاب خط استوا پر پہونچا امیر ایک درخت کے سایہ مین پوست کر گدن بچھا کر لیٹے ہوا سر دتھی لیٹتے ہی سو گئے تھکے ماندے تھے غافل ہو گئے لڑکے اٹھکر دریا مین کہ متصل اس درخت کے جاری تھا نہانے لگے آبسیمین پانی کے چھینٹے اڑنے لگے ناگہان جنگل کیطرف سے ایک دیو نمودار ہوا بہلول نے اپنے بھائی سے کہا کہ کیون بھائی وہ نخچہ یاد ہی چلو ہم تم ملکر اس دیو کو مارین اس مردود کو قتل کرین دونون بایکدیگر صلاح کرکے اس دیو کو للکارے کہ او ستمگر خونخوار کہان آتا ہی دیکھ ابھی تو ہمارے ہاتھ سے جہنم مین جاتا ہی نہین جانتا کہ ہم قدرت اللہ و صیف اللہ ہین تم لوگونکی حقیقت سے خوب آگاہ ہین یہ کہتے ہوئے اس دیو کیطرف چلے جب دیکھا کہ دیو ذرا نہین چلاتا ہی ہماری بات کو کچھ خاطر مین نہین لاتا ہی تب تو درخت صاحبقران کو جگا دیا اُسکے حال سے جلد آگاہ کیا امیر نے دیکھا کہ ایک دیو عظیم البحثہ بان بان کرتا چلا آتا ہی جب نزدیک آیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر کرکے اسکو زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ کے خنجر سے اسکا گلا کاٹ کے پھینکدیا اسکو واصل جہنم کیا اور لڑکون سے کہا کہ خبردار خبردار پھر کبھی ایسی جرأت نہ کرنا نہین تو مفت مارے جاؤگے ان مردود دون کے ہاتھ سے ہرگز نجات نہ پاؤگے یہ کہکر ایک

سمت کو چلے پانچوین دن دریا کے کنارے ایک جہاز عظیم الشان دیکھا مال اُسپر لادا جاتا تھا مقفل جاکر اُسکے خلاصیون سے پوچھا کہ یہ جہاز کسکا ہی اور کہان جائیگا کس شہر مین لنگر کریگا وہ بولے کہ یہ جہاز سعید بازرگان کا ہی اور دنیا کیطرف جائیگا وہین پر قرار پائیگا امیر نے فرمایا کہ ہمنین آدمی بھی دنیا کیطرف جانیوالے ہین جو کچھ نول فرما دیجیے ہم بھی دیدین اور جہاز پر بٹھا لین وہ رعنایت کا شکر کرین لوگون نے کہا کہ ہمکو یہ اختیار نہین ہی آپ جہاز کے مالک سے گفتگو کیجیے اس سے سوار ہونیکی اجازت لیجیے امیر نے خواجہ سعید سے ملاقات کرکے کہا کہ ہم بھی دنیا کو جانیوالے ہین اُسی طرف کو ہم بھی رخت عزیمت اُٹھانیوالے ہین جو کچھ نول فرما دیجیے دینے کو حاضر ہین آپکے فرمانے سے ہم ہرگز نہین قاصر ہین خواجہ سعید نے بہت سا اخلاق کرکے امیر سے کہا کہ نول اسکا یہ ہی کہ آپ میری بیٹی سے عقد کرلین امیر نے کان پر ہاتھ رکھا کہ یہ نہ ہوگا مجھے نکاح کرنے سے انکار ہی طبیعت میری اس امر سے نہایت ناخوش ہوا امیر کے انکار سے ناخوش ہوا امیر تو اُٹھکر چلے آئے سوداگر کے غلام انکو نہ بھائے مگر لڑکون نے سوداگر سے کہا کہ اگر ہماری بھی شادیان کردو تو ہم امیر کو راضی کردیتے ہین اس امر کا ذمہ ہم لیتے ہین سوداگر نے کہا کہ مین نے قبول کیا لڑکون نے امیر سے کہا میان قدرت اللہ شادی کیون نہین کرتے دنیا مین بھی پہونچوگے اور مفت مین جورو بھی پاؤگے پھر کیسے کیسے مزے اُٹھاؤگے امیر نے فرمایا کہ مین شادی نہین کرنے کا اس وادی مین ہرگز قدم نہین دھریگا لڑکے بولے کہ میان قدرت اللہ شادی تو تمھین کرنی ہوگی آپکا انکار کچھ کام نہ آئے گا ہم دیکھتے ہین کہ آپکو نہ بھائیگا امیر نے کہا کہ کیا تمھاری زبردستی سے مین شادی کرونگا اپنے تئین مصیبت مین پھنسادونگا لڑکون نے کہا کہ البتہ ہماری زبردستی سے شادی کرنی ہوگی امیر اُنکی اس گفتگو سے ہنس پڑے اور کہا کہ اچھا اگر تمھاری ایسی ہی زبردستی ہے تو مین شادی کرونگا تمکو کسی طرح ملال نہ دونگا لڑکے خوشی خوشی سوداگر کے پاس دوڑے آئے اور آپس کے کلام سنائے اور کہنے لگے کہ بوصاحب ہمنے انکو راضی کیا اسبات پر ہمنے انسے عہد مستحکم لیا اب آپ اپنی بیٹی سے عقد کردیجیے محفل عروسی کا سان کیجیے سوداگر نے جھٹ پٹ امیر کا نکاح اپنی بیٹی سے اور اُن لڑکون کا نکاح ایک دوسرے شخص کی لڑکیون سے کردیا اس کام کا انجام بخوبی کیا رات کو تینون آدمی اپنی اپنی جورودن کے ساتھ سوئے صبح کو امیر جو دیکھین تو آسمان پری امیر کے پاس سوتی ہی اور وہ سوداگر عبدالرحمن ہی عجب معاملہ اور نیا سامان ہی چونکہ امیر نے آسمان پری کو غیظ مین طلاق دی تھی لہذا اس تدبیر سے عبدالرحمن نے دوبارہ امیر کا عقد آسمان پری کے ساتھ کردیا بموجب شرع آسمان پری کو اُنپر مباح کیا آسمان پری امیر کے قدمون پر گرکے گڑگڑانے لگی اور اپنی عاجزی جتانے لگی اور عبدالرحمن بھی امیر کے قدمون کو ہاتھ لگایا بہت الحاح سے پیش آیا کہ آجتک جو قصور ہوا معاف فرمائیے اگلی باتونکا خیال کچھ دین نہ لائیے بار دیگر اگر کوئی قصور ہو تو معاف نہ کیجیے گا پھر جو آپکے جی مین آئے سزا دیجیے گا آسمان پری بولی کہ یا امیر نفس الامر مین اب مین آپکو دنیا کیطرف بھیجدونگی بجکو قسم ہی کہ اب قصور نکرونگی ناچار امیر اُن دونون لڑکون سمیت آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم مین گئے آسمان پری نے چھ مہینے تک جشن کیا امیر نے ایکدن پھر آسمان پری

سے کہا کہ ای آسمان پری مجکو اب رخصت کر کہ یہان کے رہنے سے میرا جی بہت تنگ آیا ہی بہتیرے اپنے اہل وعیال کی مفارقت سے بہت صدمہ اُٹھایا ہی آسمان پری بولی کہ یا امیر انشاء اللہ تعالی کل صبح آپکو رخصت کرونگی لیکن یہ تو فرمائیے کہ پھر بھی کبھی یہان آوگے اپنی صورت پھر بھی کبھی دکھلاوگے امیر نے کہا کہ ای ملکہ قاف جسطرح فہرنگار کا مجکو یہان اشتیاق ہی اسیطرح وہان تمھارا اشتیاق ہوگا تمھارے دیکھنے کا میرا دل مشتاق ہوگا آسمان پری امیر کی اس بات سے بہت خوش ہوئی اور صبح کو بارگاہ مین تخت سلطنت پر بیٹھکر اُن چار دیو ونکو کہ ہمیشہ میر کو لیجاتے تھے طلب کیا اور پہلے اُنکو انعام دیا پھر ایک تخت بزرگ منگا کر اُسپر تختے قاف کے رکھواکے اور امیر سے کہا کہ بسم اللہ سوار ہو جیئے جانے پر طیار ہو جیئے امیر جانتے تھے کہ تخت پر سوار ہونے مین کہ ایک مرتبہ ساتھ سے شور وغل پیدا ہوا ایک ہنگامۂ محشر موجود ہوا دیکھین تو چار سو جن دیو جو شہپال کی خدمت مین حاضر رہتے تھے گریبان چاک سر پر خاک نادار روتے چلے آتے ہین اپنے سون پر خاک اُڑاتے ہین آسمان پری یہ حالت اُنکی دیکھکر گھبرا گئی اُسکی آنکھون پر اندھیری چھاگئی پوچھا خیر تو ہی التماس کیا کہ یا دشاہ نے اس جہان فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی فردوس برین کی راہ لی آسمان پری یہ خبر بدسنتے ہی تخت پر سے نیچے گر پڑی اور اپنا حال زبون کیا اور تمام گلستان ارم ماتم سرا ہوگیا قیامت کا شور وغوغا بپا ہوگیا چھوٹے سے بڑے تک سیاہ پوش ہوئے روتے روتے سب بیہوش ہوئے آسمان پری نے ہاتھ باندھکر امیر سے کہا کہ یا امیر جہان آپ سترہ برس سے زیادہ یہان اب چالیس دن اور رہیئے میری خاطر سے چند روز اور غم مفارقت اہل وعیال سے کہ مین شہپال کی لاش کو شہرستان زرین مین جاکر دفن کراؤن اُنکو بھی اُسی قبرستان قدیم مین پہونچاؤن اور چہلم تک اُنکا ماتم برپا رکھون اُنکے مرثیکا سوگ کردون وہانسے آکر آپکو رخصت کرونگی آپکو یہان سے جانے دونگی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم جاؤ مین یہان رہونگا جو تم کہتی ہو وہی کرونگا آسمان پری نے کہا کہ ایسا نہو تم اُداس ہوکر کسی طرف چلے جاؤ مجکو اپنی جدائی کا پھر رنج دکھاؤ مین سلاسل پری کو تمھارے پاس چھوڑے جاتی ہون اگر دل گھبرا وے تو اُس سے بخیان لیکر جہل عجائبات سلیمانی کی سیر کرنا کہ تمھارا جی نہ گھبراوے طبیعت وحشت نہ کھاوے یہ کہکر شہپال کی لاش ہمراہ لیکر شہرستان زرین کیطرف روانہ ہوئی جب وہان پہونچی تمام پریزادہ ہائے قاف وتاریکی وزیر جدویا قوت ودیبابان ضیا دزمرد وغیرہ کے شاہان نامدار حاضر ہوئے اونی واعلی صغیر وکبیر جتنے تھے سب یکبارگی حاضر ہوئے اور سبھون نے ملکہ شہپال کو تجہیز وتکفین کیا اور چالیس دن تک چھوٹا بڑا سیاہ پوش ہوکر ماتمداری مین مصروف رہا سب کارخانہ موقوف رہا صاحبقران کا حال سنیئے دو تین روز اُس طرح کاٹے تیسرے دن گھبراکر باہر جانیکا قصد کیا سلاسل پری نے عرض کی کہ جبتک ملکہ آفاق آئین حسب وعدہ وہان کے کام سے فراغت کرکے تشریف لائین تب تک آپ چہل عجائبات سلیمانی کی سیر فرمائین اس شغل مین آپ اپنی طبیعت بہلائین یہ کہکر ایک کنجی امیر کے ہاتھ مین دی اور دروازہ اُسکا بتا دیا اُسکا حال سب سنا دیا صاحبقران قفل کھول کر اُسکے اندر گئے اندر جانا تھا کہ اُس حجرۂ تاریک کا دروازہ بند ہوگیا ایکساعت کے بعد تیرگی دفع ہوئی ایک میدان وسیع دکھائی دیا اُسکو بغور مشاہدہ کیا اُس میدان کیطرف جو گئے ایک تخت مرصع بچھا ہوا نظر آیا بہت پر تکلف پایا اُسپر

ایک سیب نصف سبز و نصف سرخ رکھا ہوا تھا اُس سیب کو اُٹھا کر جو سونگھا بیہوش ہو کر تخت پر گر پڑے نہایت بیہوش ہو گئے خواب مین دیکھا کہ ایک قلعہ عالیشان ہے از بس خوش وضع مکان ہے اُس قلعہ مین جا گئے ایک باغ دلکش دیکھا رو شو نیر اُسکے خوبرو پان ماہرو بصد تجمل و ناز خرامان ہین کمال نزاکت سے ہر طرف جلوہ کنان ہین اور ایک نازنین مہ جبین مکلف لباس پہنے ہوئے اُس تخت پر جلوہ افروز ہے جسکی صباحت کے سامنے خورشید رخشان بے نور زیادہ از چراغ روز ہے امیر اُسکو دیکھتے ہی شیفتہ ہو گئے دل و جان سے فریفتہ ہو گئے اُس پریجبین کے امیر کیواسطے محفل جشن کی ترتیب دی خوب خاطرداری کی یار سو ماہرو ساز درست کر کے گانے بجانے لگین اپنا جوہر دکھانے لگین سمین آمد آمد اُس نازنین کے باپ کی ہوئی وہ گھبرا کر کہنے لگی کہ کدھر جاکے چھپیون کہان اپنے تئین پوشیدہ کرون صاحبقران نے کہا کہ چھپنے کی کیا ضرورت ہے جسطرح بیٹھی ہو بیٹھی رہو باپ تمھارا آتا ہے آنے دو اندیشہ کیا ہے یہ سب تردد تمھارا بیجا ہے سمین اسکا باپ آیا اور اپنی بیٹی کو امیر کے پاس بیٹھا پایا سلام علیک کر کے امیر کا قدمبوس ہوا صاحبقران نے اُسکو چوپاتی سے لگا کر کہا کہ ای عزیز تو مجکو کیا جانے تو نے مجکو تو کبھی نہین دیکھا بھلا کیا پہچانے وہ بولا کہ مجھے بزرگون سے سنا ہے کہ زلازل قاف کسی زمانے مین عجائبات سلیمانی کی سیر کرنیکو آئیگا بہت سے دیوون کو زیر تیغ آبدار لائیگا والا آدمی کی کہان طاقت ہے کہ یہان آوے اور دیوون کے مارنے پر قدرت پائے امیر بہت اُس سے خوش ہوے اُسنے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا اُنکو اپنی داماد مین لایا صاحبقران سات برس وہان رہے اس عرصے مین دو لڑکے بھی پیدا ہوے ایکدن امیر اُس معشوقہ کو لیئے ہوئے حوض کنارے پر بیٹھے ہوے تھے اُسنے کہا کہ یا زلازل قاف میری خلخال اس حوض مین گر گئی ہے تم نکال دو تو بڑا احسان کرو صاحبقران جو اُس حوض مین غوطہ لگا کر نکلے چوک پڑے دیکھا کہ وہی گوٹھری ہے جسمین پہلے آئے تھے اور سلاسل پری سامنے کھڑی ہے امیر نے متحیر ہو کے سلاسل پری سے کہا کہ مین پھر اس کوٹھری مین جاؤنگا کہ میرا جی لڑکون مین لگا ہوا ہے پہلا اولاد اُنکی محبت مین پھنسا ہوا ہے سات برس تک وہان رہا مگر حوض مین غوطہ کیا لگایا کہ پھر یہان آپہنچا سلاسل پری نے عرض کی کہ جناب عالی یہ عجائبات سلیمانی ہے کیسے لڑکے اور کیسی جورو ایک پہر سے زیادہ عرصہ نہین ہوا ہے آپکو گئے ہوے نہین ہو چلیے اب شام ہوئی خاصہ تناول فرمائیے اور آرام کیجیے وہ سب خواب و خیال تھا طلسمات مین ایسی ہی باتین پیش آتی ہین اُن سب کو اپنی خاطر سے بھلا دیجیے کل دوسری کوٹھری کی سیر کیجیے گا وہان اور بھی کیفیت نظر آئیگی اس سیر سے تمھاری طبیعت اور بھی حظ اُٹھائیگی سلاسل پری کو کوٹھری مین قفل لگا کے امیر کو محل مین لے آئی امیر نے خاصہ کھا کر آرام کیا دل سے جبین اور فراغ پا یا صبح کو بعد فراغت ضروریات دوسری کوٹھری کو کھولکر اسکے اندر گئے تھوڑی دور جا کر میدان مین ایک تخت پر تصویر رکھی ہوئی دیکھی امیر نے تصویر کو جو اُٹھا کر دیکھا عشق ہو کر تخت پر گر پڑے بیہوش ہو اس سب جاتے رہے اس غفلت مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک باغ ہے اسمین بہت سی عورتین جمع ہین اور وہی نازنین جسکی تصویر کو دیکھکر امیر نے غش کیا تھا اُن عورتون کے حلقے مین ناچ رہی ہے اور وہ عورتین ساز بجا رہی ہین نئے نئے راگ گا رہی ہین اور بابت سے غول ایکطرف کو کھڑے ہین امیر کو دیکھکر گرد لیکے دوڑے امیر بھی عقب سلیمانی

نکال کے اُنپر حملہ آور ہوے وہ سب یہ حال دیکھکر حیران و مضطر ہوے اُس حدے سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھین تو نہ غول ہین اور نہ وہ باغ ہی سلاسل پری اُس حجرے مین کھڑی ہی متعجب ہوکر مخلصہ کیطرف متوجہ ہوے سلاسل پری بھی اُس حجرے کو مقفل کرکے حاضر ہوئی امیر نے خاصہ تناول فرماکے آرام کیا پھر اپنے معمول سے اُسی مکان مین جاکر آرام فرمایا تیسرے دن تیسری کوٹھری کی سیر کو تشریف لیگئے تھوڑی دور جاکر راہ بھول گئے ریگستان مین جا پڑے اور طپش آفتاب سے نہایت حیران و پریشان رہے سات شبانہ روز تک اُس ریگستان مین سرگردان رہے آٹھوین دن ایک دیو نظر آیا اُسکو امیر نے نئی صورت کا پایا امیر کا کمر بند پکڑکے آسمان کیطرف اُڑا کہکشان کے برابر جاکے امیر کو زمین پر دے مارا امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ وہ ریگستان ہی اور نہ وہ دیو ہی وہی حجرہ ہی اور سلاسل پری کھڑی ہی امیر نے سلاسل پری سے اُس حجرے کا حال بیان کیا سلاسل پری ملتمس ہوئی کہ ان حجرون مین اسیطرح کے عجائبات ہین جنکے دیکھنے سے آدمی کو حیرت آتی ہی عقل گم ہوجاتی ہی گنجائش کچھ نہین ہی القصہ امیر نے اُنتالیس دن مین اُنتالیس حجرونکی سیر کی وہانکے عجائبات وغرائبات دیکھنے سے طبیعت کو مسرت وافروی چالیسوین دن سلاسل پری سے کہا کہ اس چالیسوین حجرے کو بھی کھول کہ مین اسکی بھی سیر کرون اسکے عجائبات بھی دیکھون اُسنے کہا کہ اس حجرے کا دروازہ مین نہین کھول سکتی اس بات مین ہرگز بول نہین سکتی یہ زندان سلیمان ہی امیر نے اصرار کیا وہ بولی کہ اسکی کنجی میرے پاس نہین ہی امیر نے اُسکے ہاتھ سے کنجیان چھین کر اُس حجرے کو کھولا اور اُسکے اندر گئے سلاسل پری آسمان پری سے کہنے کو دوڑی گئی کہ امیر چالیسوین حجرے کو بھی کھول کر سیر کو جاتے ہین میرے منع کرنے کو خیال مین نہین لاتے ہین راوی لکھتا ہی کہ جب امیر چالیسوین حجرے مین تشریف لیگئے دیکھا کہ ہزارون دیو جن پریزاد قید ہین سبھون نے آکر امیر کو مخاطب کرکے عرض کی کہ یا زلزال قاف ہمکو اس قید سے چھڑائیے ہمارے حال پر بھی آپکی عنایت فرمائیے امیر نے کہا کہ تمنے کیونکر جانا کہ مین زلزال قاف ہون اُنھون نے کہا کہ یا امیر اس زندان مین بہت سے لوگ حضرت سلیمانؑ کے قید کیے ہوے ہین اور یہان کا قیدی جیتے جی چھوٹتا نہین ہی اکثر تہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تھا کہ زلزال قاف آکر اس زندان کے قیدیونکو چھڑائیگا وہ آدم زاد ہی کہ قاف مین آئیگا اس سے ہمنے جانا آپ ہی زلزال قاف ہین پس خدا کیواسطے ہمکو اس قید سے نجات دیجیے ہم قیدیونکی رہائی کا ثواب بیحیے امیر کو اُن سب پر رحم آیا اور ایک سرے سے بڑہان کا ٹکر سب کو اُس قید سے چھڑایا باہر ایک صاحبقران کے قدبوس اور رخصت ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا ناگاہ ایکطرف سے امیر کے کان مین گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آئی اُنھون نے اپنی آنکھ اُس جانب کو اُٹھائی امیر جو اُسطرف کو گئے دیکھا کہ ایک بچھیرا نا کمن گلگون رنگ پھر رہا ہی اور سر سے پانک مرقع کا حال ہی بہت خوبصورت اور نئی طرح کی چال ہی چار سو گل کے قریب اُسکے بدن پر ہین نہایت خوشنما اور بہتر ہین اور ایک ایک گل ہزار ہزار گل کی بو مار رہا ہی امیر اس بچھیرے کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور وہ بچھیرا بھی امیر کو دیکھکر کلیلین کرنے لگا کودکر دیکھکر تراوے بھرنے لگا اور امیر کیطرف دوڑکر ایک ٹاپ امیر کے پاؤن پر ماری باوجودیکہ امیر زرہ زیر جامہ پہنے ہوے تھے اُسپر بھی بیتاب ہوگئے امیر کو

غصہ جو آیا کہ اُسکی ٹاپ سے صدمہ اُٹھایا اُسکے پیچھے دوڑے گئے وہ بھاگ کر ایک مکان مین گھس گیا امیر بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلے گئے ایکدم نہ رُکے وہ مکان ازبسکہ تاریک تھا امیر گوہر شبچراغ کو ہاتھ مین لیکر اُسکی روشنی مین روانہ ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک آواز کان مین آئی کسی نے یہ بات سُنائی آقا میرے اب میرا حال بہت تنگ ہی جلد آکر چھڑاؤ ہمکو اس مصیبت سے بچاؤ امیر آگے جو گئے دیکھا لانیسہ اور ارنائیس بیٹھے ہوے بکاوزاری کر رہے ہین نہایت اضطراب و بیقراری کر رہے ہین امیر نے فرمایا ٹھہرو ابھی چھڑاؤنگا مجھے لات مار کر بھاگا ہی اسکو مارلون تو تمھین چھڑاؤن ارنائیس اور لانیسہ نے عرض کی کیا صاحبقران یہ ہمارا فرزند ہی آپ سے آگاہ نہ تھا اس سے تقصیر ہوئی معاف کرو ہم سب کو اپنا تابعدار سمجھو امیر یہ بات سنکر متعجب ہوے اور پوچھنے لگے کہ تو دیو اور جورو تیری پری بچہ کیونکر گھوڑا ہوا اسکا حال مجھ سے مفصل ظاہر کرو اسکی حقیقت سے مجھے باخبر کرو اُنھون نے تمام کیفیت بیان کرکے کہا کہ نام اسکا بہمن ہی اور ارنائیس نے اُسے بلا کر امیر کے قدمون پر گروایا قصور اُسکا معاف کروایا امیر نے اُسکو قید سے نجات دی اُنھون نے یہ مہربانی کی اور فرمایا کہ تم بیٹھو مین آگے کی سیر کرکے آتا ہون یہان کے اور عجائبات دیکھتے جاتا ہون امیر وہان سے آگے کو گئے دیکھین تو ایک مکان مین دو پریزادین سر کے بال بندھے ہوے اُلٹی لٹک ہی ہین اس مصیبت مین اپنا سر ٹیک ہی ہین امیر نے ترس کھاکر اُنکو بھی کھولا آگے جو گئے تو دیکھا کہ ریحان پری و قمر چہرہ جنسے امیر نے عقد کیا تھا پابزنجیر بیٹھی ہوئی ہین نہایت مغموم اور دلگیر بیٹھی ہوئی ہین امیر انکو دیکھکر آنسو بھر لائے اُنکو اس حال مین دیکھکر بہت رنج اُٹھائے وہ بھی امیر کو دیکھکر رونے لگین جان انہی کھونے لگین امیر اُنکو اپنے ہمراہ لیکر ارنائیس و لانیسہ کو ہمراہ لیتے ہوے حجرے کے باہر آئے اور اس شب کو آسمان پری کے پلنگ پر ریحان پری قمر چہرہ سے بہت سے وعدون کی صحبت سے بہرہ ور ہوے قدرت خدا سے دونون اُسی شب کو حاملہ ہوئین راوی لکھتا ہی کہ ریحان پری سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُسکا نام اور پرپوش رکھا جائیگا اور قمر چہرہ کے بیٹے کا نام قمرزاد ہوگا اور اُن دونون شاہزادون کی داستان بالا باختر کے دفتر مین لکھی جائیگی اپنے مقام پر بیان مین آئیگی القصہ صبح کو امیر نے اُن دونون پریزادونکو رخصت کیا اور اپنے گھر گئین امیر نے ارنائیس سے کہا کہ اب تو مجھے دنیا مین پہونچا سکتا ہی اُسنے عرض کی کہ حاضر ہون امیر لڑکونکو لیکر تخت پر بیٹھے وارنائیس اور لانیسہ تخت کو کاندھے پر رکھکر قندیل فلک ہوگئے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایک دریا کے کنارے اُترے امیر نے ایک عمارت مجلی و مصفی دیکھی وہ تمیز بہت عجیب اور خوش فضا دیکھی اُسکے اندر گئے ہر دیوار اور در کو دیکھکر عش عش کیا اسواسطے کہ ایسی کیفیت اُنکو کسی مکان مین نظر نہ آئی تھی اس تکلف کی عمارت کبھی دیکھ پائی تھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا شیش محل ہی اسی سبب سے ضرب المثل ہی شام کو خود بخود اسقدر روشنی اُس مکان مین ہوئی کہ اگر لاکھون چراغ روشن ہوتے تو ایسی روشنی نہوتی چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ امیر لڑکونکو لیکر سو رہے اور ارنائیس بھی لانیسہ کو لیکر ایک حجرے مین سو رہا مگر شقر جنگل کی سیر کو چلا گیا اسکو وہانکا سیر کرنا خوش آیا اُس مکان مین سونا نہ بھایا اب وہ کلید اُسکے سینے جب چالیسون اپنے باپ کا کر چکی شاہان و شہریاران پردہ ہاے قاف کو رخصت کیا ہر ایک کو بقدر اُسکے مرتبے

انعام وخلعت دیا اور آپ بھی گلستان ارم کو روانہ ہوئی سلاسل پری نے اثنار راہ مین مجرا کرکے التماس کیا کہ زلزل قاف قید یان زندان سلیمان کو رہا کیا سب اسیرونکو مجلس سے چھوڑ دیا آسمان پری نے کہا کہ اچھا کیا حضرت سلیمان کا ارشاد ظہور مین آیا جو حضرت نے فرمایا تھا اُسنے وقوع پایا سلاسل پری نے کہا ارنائیس و لائینسہ کو بھی مخلصی دی اُنہونے بھی اتنی رعایت کی بولی کہ خوب کیا اُسنے کہا کہ ریحان پری و قمر چہرہ کو بھی چھوڑ دیا بولی کہ بُرا کیا میرے قیدیونکو چھوڑنا نہ تھا پوچھا کہ پھر کیا چاہئے اُسنے کہا کہ میرے روبرو تو ہمین تک نوبت پہونچی تھی تجھے کا حال معلوم نہین یہ باتین ہی تھین کہ دوسری پری نے آکر خبر دی کہ صاحبقران نے آپکے پلنگ پر ریحان پری و قمر چہرہ کو تمام رات اپنے ساتھ سلایا ان دونون نے خوب مزہ اٹھایا اور صبح کو اُنکو رخصت کرکے تخت پر سوار ہوے اور لائینسہ ارنائیس اُنکو لیکر دنیا کی طرف روانہ ہوے یہ سنکر غضبناک ہوکر کہنے لگی کہ مین نے تو خود ہی صاحبقران کو رخصت کرنا چاہا تھا لیکن میری سچ پر میری سوتنونکو لیکر سونا کیا ضرور تھا اگر یہ کہ اُنکو میرا ہلاک منظور تھا اُسکے عوض مین دیکھو تو مین بھی صاحبقران کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہون کیسی بلا اور آفت اُنکے اوپر وارد کرتی ہون یہ کہکر تخت پر سوار ہوے مع فوج جرار صاحبقران کی تلاش کو روانہ ہوئی جاتے جاتے جب غیش محل مین پہونچی معلوم ہوا کہ صاحبقران شیش محل مین ہین قضا کا رہیلے اُسی حجرہ مین گئی جہان ارنائیس و لائینسہ سوتے تھے تلوار کھینچکر دونون کے سر ایک ہی ہاتھ مین تن سے جدا کیے اُنکو قتل کرکے اپنے دل کا بخار نکالا غصے مین آکر دونونکو مارڈالا اور دہی لہو بھری تلوار میر کے سر پر جاکے تولنے لگی قریشہ جو ساتھ تھی اُسنے تلوار چھین کر کہا کیا کرون اس بات کے مجبور ہون کہ تو میری مان ہی نہین تو اُسیوقت خنجر مار کے تیری انتڑیونکا ڈھیر کردیتی تجھکو جینے سے سیر کردیتی تیرا یہ عقد ورکنہ میرے جیتے جی کیسا روبرو میرے باپ پر ہاتھ اُٹھائے اُنکے قتل کا ارادہ اپنے دلمین لائے آسمان پری دم کوے رہی اور ایک قہقہہ لگاکر صاحبقران کے پلنگ پر رکھ کے گلستان ارم کو چلی گئی ایکدن بھی نہ رہی صبح جو ہوئی اشقر جنگل سے آکر اپنے ماں باپ کو مرا دیکھکر چیخین مار مار کر رونے لگا اُنکے اندوہ مین اپنا جی کھونے لگا اُسکے رونے سے میر کی آنکھ کھل گئی دیکھتے ہین ارنائیس و لائینسہ دونون بے سر پڑے ہین بیگناہ قتل کیے ہوے زمین پر پڑے ہین بہت سا افسوس کیا اور اشقر سے سمجھا کر کہا کہ شدنی سے کسی کو چارہ نہین ہے اللہ کے حکم مین کسی کو دم مارنے کا یارا نہین ہے اگر مجکو معلوم ہوتو مین اُنکے قاتل کو بھی قتل کرون تیرے ماں باپ کا ضرور بدلا لون تو نہ رو اپنا ماں باپ مجکو سمجھ مین فرزندونکی طرح سے تجکو رکھونگا کسی طرح سے تجکو کبھی آزردہ نہ رکھونگا بعد ازان دیکھین تو ایک رقعہ پلنگ پر پڑا ہوا لکھا ہے کہ مین نے ابکی بار خود جانا چاہا تھا کہ تمکو دنیا کیطرف بھیجدون اپنے دعدہ کو وفا کرون مگر معلوم ہوا کہ تمھارا آب و دانہ اٹھ گیا ہے نہ اٹھیگا یہ دو حرکتین آپ کی مجکو بہت ناپسند ہوئین ایک تو میری سچ پر میری سوتنون کو لیکر سونا دوسرے مجھ سے بھاگ کر دنیا کیطرف عازم ہونا پہلی حرکت کے عوض مین تو مین نے چاہا تھا کہ آپکو بھی ارنائیس و لائینسہ کیطرح سے قتل کرون ایک لحظہ کی مہلت نہ دون لیکن قریشہ سے ناچار ہوئی کہ تمھارے برے وہ مجھ سے لڑنے کو طیار ہوئی اُسنے میرے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور میرے ساتھ بہت گستاخی کی اور دوسری حرکت

کی سزا مین ارنائیس و لانیسہ کو مین نے قتل کیا اُنسے اپنا عوض یون لیا اور اب دیکھونگی کہ تم دنیا کی طرف کیونکر جاتے ہو اور قاف سے کیونکر رہائی پاتے ہو اور کون لیجاتا ہی کسکی مجال ہی جو تمھارے پہونچانیکا حرف زبا پر لاتا ہی امیر رقعہ کو پڑھکر سن ہوگئے ارنائیس و لانیسہ کو تجہیز و تکفین کرکے سات دن تک وہین رہے اُن دونون کے غم مین نہایت اندوہگین رہے آٹھوین دن آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگے کہ اب مین دنیا کو کیونکر جاؤنگا آسمان پری کے ہاتھ سے ہرگز رہائی نہ پاؤنگا معلوم ہوا کہ اسی قاف مین سرگردان رہونگا مین اسی سرزمین پر مرونگا اشقر نے یہ سنکر امیر سے کہا کہ آپ کس لیے ملول ہوتے ہین مین آپکو دنیا مین پہونچا دونگا آسمان پری کا ہرگز خوف نکرو نگا میری پیٹھ پر سوار ہو جیسے چلنے پر طیار رہو جیسے امیر نے فرمایا کہ ان دونون لڑکونکو کیا کرون انکو کہان چھوڑون وہ بولا کہ انکو بھی سوار کر لیجیے امیر نے دو چھینکے بنا کر اُن دونون لڑکونکو اُنمین بٹھلایا اور رکابون کی طرح سے ادھر اُدھر دونو لڑکونکو لٹکا لیا اور آپ اُسکی پشت پر بیٹھے اشقر امیر کو لیکر وہان سے اُڑا کہتے ہین کہ اشقر تمام دن مین ہزار فرسنگ جاتا تھا دو پہر مین اپنے تئین منزل مقصود تک پہونچاتا تھا القصہ دریا پر سے تو اشقر اُڑا چلا گیا جب شب مین پہونچا زمین کو قدم لگائے زمین پر اپنے پانون جمائے ہوا اس سے پیچھے رہتی تھی تیر پہاڑی مین اُسکو مرحبا کہتی تھی چار گھڑی دن باقی رہے کوہ نور کی ترائی مین پہونچا امیر لڑکونکو لیکر اُتر پڑے دیکھین تو اُس پہاڑ کے دامن سے حضرت خضر والیاس چلے آتے ہین انکی طرف تشریف لاتے ہین امیر دوڑکر قدمبوس ہوے اور عرض کی کہ یا حضرت آسمان پری کے ہاتھ سے عاجز آگیا اس ملک کے رہنے سے میرا جی گھبرا گیا اُنھون نے فرمایا کہ یا امیر گھبراؤ نہین اس مرتبہ مقرر دنیا مین جاؤگے اپنے عیال و اطفال کی ملاقات سے راحت پاؤگے چلو ہماری والدہ صاحبہ نے کہ بی بی آصفا باصفا اُن کا نام ہی آپکو رخصت کرنیکو بلایا ہی تمھارے حال پر اُنکو رحم آیا ہی امیر دونون لڑکون سمیت پہاڑ کے اوپر گئے دیکھا کہ ایک گنبد ہی بقعہ نور کے فلک پر سے آسمین جاتے ہین جس سے ہر گوشہ پہاڑ کے روشنی پاتے ہین گنبد کے اندر جو گئے تو ایک پیر زال نورانی صورت کو مصلے پر بیٹھے ہاتھ مین تسبیح لیے عبادت الٰہی مین مصروف پایا اُنکے قدمون مین اُسکا نہایت جبروت سمایا امیر نے مودب ہو کر تسلیم کی بی بی آصفا نے سر جھکائے نگاہ کر فرمایا کہ اے فرزند مین تیرے دیکھنے کی بہت مشتاق تھی خوب ہوا جو یہان آیا اپنا جمال نیک فال مجکو دکھایا اب خدا کے فضل سے جلد دنیا مین پہونچیگا یہ کہکر ایک سبد اگرکی کمند دیکے فرمایا کہ یہ کمند میری طرف سے عمرو کو دینا اور کہدینا کہ یہ کمند تیرے لیے تیار کی ہوئی ہی اسکو محافظت سے اپنے پاس رکھنا یہ تیرے بڑے کام آویگی مجکو بڑے عجائبات دکھاویگی جب چاہیگا یہ دیو کو باندھ لیگی ہر کام مین تجکو مدد دیگی اور جب اُسپر درود پڑھکر دم کریگا یہ ہزار گز کی ہو جاویگی بعد ازان فرمایا کہ آجکی رات تمھارے یہان ہو امیر نے کہا کہ حضور مین حاضر رہنا میرا فخر ہی صبح کو جب امیر نماز سے فارغ ہوے حضرت خضرؑ نے کہا کہ یا امیر اس گھوڑی کی نعلبندی ضرور ہی نہین تو یہ بیابان قاف طے نہ کر سکیگا اس دشت خونخوار سے نہ گذر سکیگا یہ فرما کر اشقر کے دونون پیر کاٹکر اُسی کے نعل لگائے اور یہ تین تدبیر امیر نے کہا کہ یا حضرت یہ پیر کے نعل کبتک رہینگے یہ بھلا کیا پائداری کر سکتے فرمایا تمھاری زندگی تک تو نہ ٹوٹینگے اُسکے پانون سے نہ چھوٹینگے جب اُسکے چوتھے پانون کا نعل گرے تب جانیو کہ جام زندگی

انتظار معمور ہوا انکو دنیا سے طرف ملک عدم کے جانا ضرور ہوا اور ایک زین امیر کو دیکر کہا کہ یہ زین اسکی پیٹھ پر رکھو سکندر نے ہفت اقلیم کا خراج خرچ کرکے اس زین کو طیار کروایا تھا بڑے اہتمام سے بنوایا تھا امیر اُس زین کو اشقر پر باندھکر چلنے کو طیار ہوئے حضرت خضر کی عنایت کے فکر گذار ہوئے اب دو کلمہ آسمان پری کے احوال مین بیان کرون اسکے حال سے تمکو اطلاع دون آسمان پری جب شیش محل سلیمانی سے گلستان ارم کو گئی اُسکے کئی دنکے بعد سرخ پوشاک پہنکر تخت پر بیٹھی اور عبدالرحمن سے سوال کیا کہ کچھ حمزہ کا حال تو بیان کرو کہ کسطرح ہے اور کہان ہے غمگین ہے یا شادمان ہے خواجہ نے رمل دیکھکر کہا کہ امیر کوہ نور پر پہونچے چلتے چلتے راہ دور پر پہونچے اور بی بی آصفا باصفا والدہ حضرت خضر دنیا کیطرف انکو روانہ کیا چاہتی ہین انکے ملک مین انکو پہونچا دیا چاہتی ہین یہ سنکر غصے سے لال ہوگئی اس رنج سے اسکو زندگی وبال ہوگئی اور بولی کہان بی آصفا باصفا میری رعیت ہوکر بے اجازت میری میرے شوہر کو دنیا مین بھیجا چاہتی ہین میرے خلاف مرضی یہ کام کیا چاہتی ہین بان لاؤ سواری تخت ہوادار انکر موجود ہوا فی الفور سوار ہوئی اور ہوا کیطرح ہو تخکر کوہ نور کو گھیر لیا دیو دنکی جمعیت سے اُس پہاڑ کا محاصرہ کیا اور تلوار پکڑکے بی بی آصفا باصفا کے روبرو گئی اور کہا کہ کیون بی بی کچھ تمکو میرا خیال نہین ہے کہ تنے میرے شوہر کو اُسکے ملک کیطرف بھیجے کا ارادہ کیا تم نہین جانتی ہو کہ میرا عہد بیدل ہے میری سخت مزاجی سب کے دلمین ہول ہے مین نے اپنے بزرگونکو ذرا سی بات پر بیحرمت کرڈالا ہم کو کیا مال ہے بی آصفا باصفا نے اُسکی گفتگو نا ملائم سنکر کہا کہ او مردار کیا بیہودہ کہتی ہے تیری کیا حقیقت ہے اور تو میرا کیا کرسکتی ہے تیرے بدنمین آگ لگے خدا سے نہین ڈرتی ہے مجھ سے ایسی گفتگو کرتی ہے بی بی آصفا باصفا کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پری کے بدن سے شعلۂ آگ کا نمود ہوا گویا آتش خانہ اسکا سارا وجود ہوا اور وہ جلنے اور تویہ کرنے لگی عبدالرحمن نے دوڑکر قریشہ سے کہا کہ اب کوئی دم مین آسمان پری جلکر خاک ہوجاویگی اُسکی صورت تجکو خواب مین بھی نظر آئیگی جلد یہ سمنت کرانے پاؤ نہ چلکے سر کو دھرکہ آصفا باصفا سے تقصیر اُسکی معاف کراو ورنہ تیرے حال پر رحم کھاکر انکو سمجھاو دین قریشہ دوڑکر امیر کے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ بابا جان خدا کیواسطے اماجان کی تقصیر معاف کرو اور میرے سر پر یہ بار احسان دھرو امیر نے اُٹھکر بی بی آصفا باصفا سے اسکی شفاعت کی اُسکے قصور معاف کرنیکے لیے قسم دی بی بی نے امیر کے کہنے سے اپنے دھنو کا پانی آسمان پری کے اوپر چھڑکا فوراً آگ بجھ گئی وہ جلنے سے بچ گئی آسمان پری غرق کھاکر زمین پر گر پڑی پر بڑا داسکو تخت پر ڈالکر گلستان ارم کو لے گئے بی بی نے اُس شب کو بھی امیر کو مہمان رکھا صبح کو حضرت خضر سے کہا کہ تم جاکر حمزہ کو دریاے خونخوار کے پار اُتار آؤ میرا کہنا فی الفور عمل مین لاؤ امیر نے بی بی کو تسلیم کرکے لڑکونکو چھاتیکو نمین لگایا اسی صورت سے اپنے ساتھ اٹھایا اور آپ سوار ہوکر حضرت کے ہمراہ روانہ ہوے چودہ پندرہ کوس گئے ہونگے کہ دریا نمودار ہوا کہ جسکا دوسرا کنارہ چشم دہم کو بھی نظر نہین آتا تھا اُسکی ہیبت سے زہرہ دیکھنے والونکا پانی ہوا جاتا تھا حضرت خضر نے کہا کہ یا امیر دریاے خونخواری ہے جسکو تم سنتے تھے وہ یہی تمامی ہے تم سب اپنی آنکھین بند کرلو اس پانی کے زور و شور کیطرف ہرگز نہ دیکھو امیر نے اور اُن لڑکون نے آنکھین بند کرلین

حضرت خضر نے سات قدم جاکر فرمایا کہ اب آنکھیں کھولدو امیر نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ دریا پشت کے پیچھے بتا ہے اور حضرت خضر غائب ہیں وہ جزیرہ کا نام نہیں بتاتی لیکن لکھتا ہے کہ امیر چالیس دن منزل بمنزل چلے گئے اکتالیسویں دن دریائے اخضر پر پہونچے دیکھیں تو عجب طرح کا دریا ہے بے پایان ہے کہ دوسرا کنارہ معلوم نہیں ہوتا کوئی بسبب خوف کے ایکدم اُسکے کنارے پر قرار نہیں لیتا کنارے اُس دریا کے چلے دسویں دن ایک قلعہ دکھائی دیا پہونچکر ذرا قیام کیا امیر اس قلعہ کو نیچے سے دیکھنے لگے وہ شہر گاؤ سر کا تھا کسی نے امیر کو دیکھکر پہچانا اپنے بادشاہ کو خبر دی نام اُس بادشاہ کا سمرات گاؤ سر تھا زلزال قاف کے آنیکی خبر سُنکر بہت خوش ہوا اور قلعہ سے باہر آکر امیر کے قدم آنکھوں نے لگائے سب لوگ اُسکے کمال تعظیم سے پیش آئے اور قلعہ میں لیجاکر بڑی دھوم سے امیر کی ضیافت کی اور کئی دن تک کیا امیر نے سمرات شاہ سے کہا کہ اس دریا کے پار ہمکو اُتار سکتے ہو اُسنے کہا کہ اگر میری بیٹی کو کہ اروانہ اُسکا نام ہے اپنے عقد میں لاؤ تو کیا مضائقہ ہے میں دریا کے پار آپکو اُتار دونگا اُسکے حکم کی تعمیل کردں امیر نے تو انکار کیا مگر لڑکوں نے سمرات شاہ سے کہا کہ تم شادی کی تیاری کرو امیر کو ہم راضی کر دینگے اس مقدمہ میں اُسے اصرار کرینگے بادشاہ نے اپنے دستور کے موافق شادی کی تیاری کی اور سامان شادی کے جمع کرنیکی اپنے اہلکاروں کو اجازت دی امیر کا عقد لڑکوں نے سمجھا کر کروا دیا بادشاہ کی طبیعت کو اسکام کے انجام سے بہت مسرور کیا شب کو جو امیر اسکے ساتھ سوائے اُسنے چاہا کہ امیر کے گلے میں ہاتھ ڈال کے بوسہ لیوے اپنی طبیعت کے خطور کیوا امیر نے ایک طمانچہ اس زور سے اُسکے مُنھ پر مارا کہ اُسکے آگے کے دانت جھڑ گئے وہ روتی ہوئی اپنے باپ کے پاس گئی بہت غمگین ہوا اور اسکی اور تمام احوال ظاہر کیا امیر کی حالت سے اپنے باپکو ماہر کیا اُسنے دونوں لڑکوں کو بلایا کر پوچھا کہ ذرالزلزال قاف نے یہ کیا حرکت کی میری لڑکی کو کیوں مارا ایسی ذیت دی لڑکوں نے کہا کہ ہمارے ملک کا دستور ہے کہ شب اول جورو کے دانت توڑ ڈالتے ہیں کہ ہمیشہ یاد گاری رہے اور اسکو مدام خبرداری رہے اور اول بار ہم آدم زاد سوائے اشرف دریا کے جوروؤں سے ہم بستر نہیں ہوتے ہیں بغیر اس امر کے جوروؤں کے ساتھ نہیں سوتے ہیں چونکہ وہ دیو کی ذات تھا اُسنے جانا کہ سچ ہوگا اُسی وقت ایک جہاز منگوا کر اپنی بیٹی کو سوار کیا سیر دریا کا اسباب سب طیار کیا اور لڑکوں سے کہا کہ امیر کو خبر دو تا وہ بھی سوار ہوویں دونوں لڑکے خوش خوش صاحبقران کے پاس آئے یہ سب معاملے اُنکو سنائے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کرکے بولے کہ چلیئے جہاز پر سوار ہوجیئے امیر لڑکوں کی تقریر سنکر بے اختیار ہنس پڑے اور اُنکے ساتھ جاکر سوار ہوئے جب وہ دریا پر پہونچا روانہ ہوا امیر سے ہمبستر ہونیکی خواہش کی اپنے دل کی تمنا اُسنے کہی امیر نے اسکے ہاتھ باندھکر دریا میں ڈالدیا اس بیچاری کو غرق دریا کر رحمت کیا اور ناخدا سے کہا کہ جلد جہاز کو پہونچاؤ نہیں تو تم سبکو ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا سب کا سر توڑ دونگا ناخدا نے خوف کے مارے پانچ چار پالیں مستول پر اُڑا کے فوراً پار پہونچا دیا جو امیر نے کہا وہی کیا امیر لڑکوں کو لیکر کنارے پر اُترے اور پہلے گرگ پر بیٹھکر کچھ خضر نکال کے آپ بھی کھایا اور خواجہ آشوب و بھلوں کو بھی کھلایا تب اُنکو بھوک سے قرار آیا اور وہاں سے آگے کو چلے دوسرے دن پھر بھوک لگی تو فرمانے لگے کہ ابتو کلیجہ کھاتے کھاتے جی گھبرا گیا تکلیفیں اُٹھاتے اُٹھاتے دم ناک میں آگیا بے اختیار جی نمکین کھانے کو چاہتا ہے کوئی چٹ پٹی غذا پکانے کو جی چاہتا ہے یہ کہتے ہی تھے کہ سامنے سے ایک ہرن نکلا امیر نے اُسکو شکار کرکے کباب لگائے آپ بھی کھائے اور دونوں لڑکوں کو بھی کھلائے اور اُس جگہ

پتھر کی چٹان پر آرام کیا شب بھر اُس مقام مین کیا صبح کو اُٹھکر بدستور سوار ہوکے روانہ ہوے

داستان شاہ عیاران عیار بیک عجز کذاز خواجہ عمرو عیار

راویان شیرین سخن بیان کرتے ہین کہ جب عمرو کو قلعہ دیو دد مین رہتے دیڑھ برس کا عرصہ ہوا عنتر دیو دد ی بادشاہ دیو دو سے پوچھا کہ یہان سے نزدیک کوئی اور بھی ایسا قلعہ ہے کہ جہان چند روز امن سے رہیے اُسنے کہا یہان سے بیس کوس کے فاصلہ پر تلو الجر نامے قلعہ کوہ پر واقع ہے تین طرف اُس قلعہ کے دریاے عظیم الشان جاری ہے اور ایک طرف خشکی ہے اُس قلعہ کا ایک ہی رستہ ہے اور وہ بھی ایسا تنگ ہے کہ دو آدمی برابر جا نہین سکتے کسی طرح اُسمین دخل یا نہین سکتے اور اگر ایک آدمی اوپر سے پتھر لڈھکا دیوے تو ہزار آدمی نیچے کے مرجائین فوراً اپنی جان سے گذر جاوین بادشاہ ہفت کشور اگر اُس قلعہ کو لیا چاہے تو سواے اُمت کے کچھ اور نہ پاوے اپنے اس راے سے بڑی رنک اُٹھاوے عمرو نے کہا کہ اس قلعہ کا لینا بہت آسان ہے مگر یہان سے نکلنا بہت مشکل ہے عنتر دیو دد ی نے کہا کہ اس قلعہ مین ایک سرنگ ہے اُسمین ہوکر کیون نہ چلیے عمرو نے اُسی دم حرم میر کو سوار یون پر سوار کیا سب سامان لانے پہونچنے کا طیار کیا اور اپنی فوج کو ہمراہ لیا اور سرنگ کی راہ سے نکلکر قلعہ تلو الجر کی راہ لی سبکو تسکین دی دو سرے دن چار گھڑی رات گئے قلعہ تلو الجر کے متصل پہونچکے عمرو جانے کو تو گیا مگر حیران ہوا کہ قلعہ کیونکر ہے اُسمین کیونکر دخل ہیجیے لڑنے سے تو یہ قلعہ ہاتھ نہ آویگا یون تو اُسمین کوئی مداخلت نہ پاویگا عمرو تو نے بڑی نادانی کی کہ بے قلعہ لیے کوچ کیا بزرگ کو اپنے ہمراہ لیکر اس قلعہ کی راہ لی اگر بھی ہر مزو فرامرز فوج لیکر آپہونچتے ہین تو بڑی قباحت ہوتی ہے سب قتل ہوتے ہین بڑی قیامت ہوتی ہے بہرحال کچھ عیاری کیا چاہیے اس قلعہ کو کسی تدبیر سے لینا چاہیے فکر کرتے کرتے یہ عیاری خیال مین آئی یہ بات اُنکے دل مین سما ئی چار سو صندوقون مین چار سو پہلوان مسلح کرکے بند کیے اور آپ سوداگرونکے روپ بچونکو لونڈیونکی صورت بناکر صندوقون کو اونٹونپر لادے قلعہ کے نیچے جا اُترا قلعہ والون نے فصیلون پر سے پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کیا کام ہے اور کیا چیز لائے ہو بولا کہ مین سوداگر ہون نوشیروان نے مجکو اسباب خریدنے کیواسطے ظلمات بھیجا تھا سو مین لیکر آیا ہون نئے نئے طرح کا اسباب لایا ہون کہ آجتک کسی نے ایسا دیکھا نہ پایا ہوگا کبھی کوئی سوداگر ایسا اسباب لایا ہوگا یہ خبر جمشید شاہ تلو الجر کو پہونچی اُسنے ہامان نامے اپنے وزیر کو بھیجا کہ دیکھو تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے کیا کیا چیز لایا ہے ہامان نے عمرو کے خیمے پر آکے لوگون سے کہا کہ اپنے مالک کو خبر دو اُس سے جلد جاکر کہو کہ بادشاہ کا وزیر آپکی ملاقات کو آیا ہے تمکو بادشاہ نے بلایا ہے عمرو نے سُنکر کہا کہ کہدو آرام مین ہین ابھی وقت آنیکی رخصت نہین ہے مصلحت وقت نہین ہے وزیر بیچارہ دو گھڑی تک کھڑا رہا آخر ناچار ہوکر کہا کہ اچھا اسوقت مین جاتا ہون پھر آؤنگا جو بادشاہ کہیگا وہ پیغام لاؤنگا جب عمرو نے سُنا کہ وہ جاتا ہے تب کہلا بھیجا کہ ٹھہریے اب جاتے ہین بات ایک ساعت کے بعد عمرو نے اُسکو خیمے مین بلایا وہ بہت ادب سے پیش آیا ہامان نے دیکھا کہ ایک پیر نورانی صورت مسند پر بیٹھا ہوا ہے اور موی کافوری تبیان رو بہ رو روشن ہین اور اشخاص بالیاقت پاس اُسکے حلقہ زن ہین ہامان نے سلام کیا چونکہ عمرو پہلے سے حسب و نسب وزیر کا دریافت کر چکا تھا عمرو نے سلام کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ کون ہین آیا کیا ہے

ہامان نے کہا کہ میں جمشید شاہ کا وزیر ہوں ہرکام میں اُسکا مشیر ہوں اور نام میرا ہامان ہے عمرو نے پوچھا کیا تو رحمان کا بیٹا ہے ہامان بولا کہ جی ہاں رحمان کا بیٹا ہوں پوچھا وہ کہاں ہے ہامان نے کہا کہ اُنھوں نے انتقال کیا اور والدہ صاحبہ نے بھی رحلت کی دونوں نے ملک عدم کی راہ لی عمرو نے ہائے بھائی کہکے عمامہ سر سے زمین پر پھینکدیا اور اُسکے دکھانے کو بہت گریہ و بکا کیا اور کہنے لگا کہ حیف صد حیف پھر بھائی کا دیدار نہ ہوا خنجر کھینچکر بولا کہ میں بھی اب جی کر کیا کرونگا ابھی مرونگا ہامان نے عمرو کا ہاتھ پکڑلیا اور تسکین دیکر پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے عمرو بولا کہ خواجہ سہیال بن کربل بن طویل ظلمانی میرا نام ہے اور اسی فرزند تو انھیں دنوں میں پیدا ہوا تھا کہ نوشیروان نے مجھے اسباب خرید نے کو ظلمات بھیجا اب جو پھر تو بھائی کی سُنائی کی ہامان نے کہا کہ قضا سے کسکو چارہ ہے شدنی جو تھی سو ہوئی صبر کیجیے اس غم کو چارنا چار اُٹھائیے اور اپنے اوپر جبر کیجیے اور قلعہ میں چلکر استراحت فرمائیے میرے ہمراہ آئیے عمرو اُسکے ہمراہ ہوا اور آدمیوں سے کہا کہ مال و اثقال کو قلعہ میں لے آؤ سب اسباب یہاں سے اُٹھاؤ اثنار راہ میں ہامان نے پوچھا کہ آپ کیا کیا ظلمات سے لائے ہیں عمرو نے کہا کہ اکثر وہانکا تحائف ہے مگر دو لونڈیاں ایسی خوبصورت لایا ہوں کہ جوت اُنکے رخسار و لکی ماہ و خورشید کو شرمندہ کرتی ہے معشوقان ہر کوا پنا بندہ کرتی ہامان نے کہا کہ اللہ اللہ بھی بہت عاشق مزاج ہے اگر اُن لونڈیونکو اُسے دیدیجئے تو کمال خوش ہوگا اور آپکو بہت کچھ دے گا عمرو نے قلعہ میں آکے لونڈیون عیار بچون کو محافے میں بٹھلا کے ہامان کے پاس بھیجدیا اور کچھ تحفہ بھی اُنکے ساتھ کیا ہامان اُنکو خوشی خوشی اپنے بادشاہ کے پاس لیگیا بادشاہ اُنکو دیکھکر نہایت خوش ہوا اُسیوقت شراب طلب کی اور اُنھیں عیار بچونکے ہاتھ سے پینے لگا اُنھوں نے داروے بیہوشی ملا کر جنید جام پلائے تھے کہ جمشید بیہوش ہوگیا اس دوا کی تاثیر سے نہایت مدہوش ہوگیا عمرو نے ہسطرف صندوقونکو کھول کے پہلوانونکو نکالا سب لاوجھ لونکو نکالا اور اُسیوقت ہامان کو زندہ پکڑکے قلعگیونکو قتل کرنا شروع کیا قلعگیون نے امان چاہی اپنی حفاظت جان چاہی عمرو نے کہا جو کوئی مسلمان ہووے اُسکو امان دو اُسکو ہرگز قتل نہ کرو سبھون نے اسلام قبول کیا جمشید کو بھی ہوش میں لاکر عمرو نے مسلمان کیا ہلاک ہونے سے اطمینان دیا ہامان نے دیکھا کہ بادشاہ تک مسلمان ہوا اُسنے بھی اسلام قبول کیا سرمایۂ آخرت حاصل کیا عمرو صبح ہوتے ہی اپنی فوج پر قلعہ کو آراستہ کرکے باطمینان تمام حسب دستور فیلبند درمارز پر ٹکیہ کھینچکر بیٹھا بادشاہونکی طرح باشوکت و حشمت و باکمال کروفر بیٹھا عمرو کے آنے کے بعد ہرمز فرامرز کو معلوم ہوا کہ عمرو قلعہ دیودد سے قلعہ تلوا بحر میں گیا سب قلعہ والونکو مسلمان کرکے سب طرح سے تسلط کیا بادشاہ کو اطلاع عرضی بھیجکر مع لشکر تلوا بحر پر آئے سب فوج نے زمین پر خیمے لگائے اور قلعہ کی زد سے بچکر اُتر پڑے اب ذرا نوشیروان کا حال سُنیئے دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہرمز و فرامرز کی عرضی پہونچی عرضی کے مضمون سے مطلع ہوکر سر دُھننے لگا اور کہا یارو کوئی تدبیر ایسی نہیں ہوتی کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہو یا مارا جائے کہ ہم سبکی خلاص مفسد کے فساد سے اطمینان پائے بختک نے کہا کہ میرا کہنا تو آپ مانتے نہیں نیک و بد پہچانتے نہیں بدر جہیر کے کہنے پر عمل کرتے ہیں اسی سبب سے حصول مقصود میں خلل کرتے ہیں اور وہ مذہب کے تعصب سے آپکو خراب کریگا آپکی سلطنت کو بے آب و تاب کریگا حمزہ قاف میں کب کا مارا گیا

مگر بزرجمہر کے جلانے سے جیتا ہو اچھا آپکے روبرو بزرجمہر قرعہ پھینکے اور میں بھی قرعہ پھینکوں دیکھیے تو کون سچا ہی کسکا عمل
اچھا ہی بادشاہ نے کہا یہ بات تو اچھی کہی اُسیوقت بزرجمہر سے اور بختک سے اپنے روبرو قرعہ پھنکوا کر دونوں سے
حکم لکھوایا قضا کا جسوقت یہان قرعہ پھینکا گیا اُسوقت رخ نامے جانور نے امیر کو دو سو کوس کی اونچائی سے بحر اخضر
مین پھینکا لکھا تھا بختک نے احکام مین لکھا کہ امیر کو ایک جانور نے دو سو کوس کی اُنچائی سے دریا مین پھینکدیا ہی اُسکو دریا بختخر
مین غرق کیا ہی اور بزرجمہر نے احکام مین لکھا کہ امیر کوئی دنمین آسیو پہنچے ہین اس ملک مین خیر و عافیت سے بفضل خدا سب سے
اگر رہتے ہین پہلے بختک کا احکام پڑھا گیا بادشاہ نے بزرجمہر کیطرف دیکھا بزرجمہر نے کہا فی الحقیقت ایک جانور نے امیر کو بحر اخضر
مین پھینکدیا تھا لیکن خواجہ خضر دستہ الیاس اپنے ہاتھون پر لیا بزرجمہر کا جو احکام پڑھا گیا بادشاہ نے بختک کیطرف
دیکھا وہ بولا کہ حمزہ ہی کہان کہ اس ملک مین آویگا اور پھر دنیا کو دیکھنے پاویگا حضور کا قیاس چاہتا ہی کہ آدمی دو سو کوس کی بلندی سے
گر کے جیتا رہے عقلمند تو ایسی بات کبھی نہ کہے یہ کہکر بولا کہ قاف تو دور ہی حضور ایک گاؤ منگوا دین اُسکے لانے کا
جلد حکم فرما دین مین بھی قرعہ پھینک کر اُسکا رنگ بتلاؤن اور خواجہ بزرجمہر بھی بتلا دین ہمارا آپکے جو ہو بھی کھلجا دین بعد ازان
اُسکا پیٹ چاک کرکے بچہ دیکھا جائے کہ ہمارا اور اُنکا کلام تصدیق پائے مگر آسمین شرط یہ ہی کہ اگر بزرجمہر کا حکم درست نکلے تو
مجکو بزرجمہر کے حوالہ کیجیے جو اُنکا جی چاہے سو مجکو کرین چاہے جان سے مارین خواہ اپنی خدمتمین لین اور اگر میرا حکم صحیح ہو تو
بزرجمہر میرے حوالہ ہون مین جو چاہون سو اُنکے حق مین کرون چاہے عزت سے رکھون یا ذلت دون بادشاہ نے بزرجمہر
سے کہا کہ یہ کیا کہتا ہی بزرجمہر نے کہا اچھا کہتا ہی مین بھی مقابلے کو حاضر ہون اس امتحان مین کہ قاصر ہون اُسی دم گاؤ منگوائی گئی بختک نے قرعہ پھینک کر کہا کہ اسکے بچے کا رنگ سیاہ ہی اور پیشانی سفید ہی یہ کلام میرا راست ہوگا مجکو امید ہی اور
بزرجمہر نے کہا کہ فی الحقیقت رنگ اُسکا سیاہ ہی مگر پیشانی بھی کالی ہی یہ تجویز تیری جھوٹ سے خالی ہی چارون پاؤن سفید
البتہ ہین گاے کا پیٹ چاک کرکے بچہ جو نکالا گیا اور خوب بغور دیکھا بھالا گیا اتفاقاً اسکی پیشانی بھی کالی نکلی تھی کہ ظاہر مین سفید ہی
اُسپر چھا گئی تھی اُسکو بھون نے سفیدی سمجھکر کہا کہ شرط بختک جیتا اور بزرجمہر ہارا دیکھو بختک نے اُسے مار اتارا بختک نے
بزرجمہر کو اپنے گھر بلوا کر چاہا کہ قتل کرے جورو نے اُسکی منع کیا کہ ہرگز ہرگز بزرجمہر کو نہ مارو نہین تو بچتا نہ گا تیرے اوپر غضب خدا
آویگا بختک بھی کچھ سوچ کے بزرجمہر کے قتل کرنے سے باز رہا لیکن کور باطن نے اندھا دھند قید کی سلاخین بزرجمہر کی آنکھون
مین بھیر دین اُسکی آنکھین اندھی کین اتفاقاً سعد زرین ترکش و سعد زرین ترکش نوشیروان بھائے ملازمت کے واسطے آئے اُس
گاے کے بچے کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہی یہ بچہ کیسا ہی اور کیا معاملہ ہی بادشاہ نے تمام کیفیت بیان کی اُنکو اس تمام گفتگو اور بحث سے
اطلاع دی سعد زرین ترکش نے خنجر کی نوک سے اُسکی پیشانی کی بھلی چھ دور کی بھون نے دیکھا کہ پیشانی اُسکی سیاہ ہی سفیدی کا
ایک نقطہ بھی نہین ہی قول بزرجمہر کا صداقت کے قرین ہی بادشاہ نے اُسی دم بختک کو بلا کر اُس بچے کو دکھلا کے فرمایا کہ تو شرط
ہارا اور بزرجمہر جیتا ہان بزرجمہر کو بلاؤ جلد اُسکو میرے سامنے لاؤ بختک بولا کہ مین نے بزرجمہر کو اندھا کر دیا ہی اپنی شرط کے

موافق اسکو نا بنایا کیا ہی بادشاہ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کے کہا کہ ای کور باطن یہ کیا غضب کیا تو نے ایسے شخص کو ایسا صدمہ دیا نجنک کو تو ستون بارگاہ مین بندھوا کر اتنی جوتیان لگوائین کہ تمام بدن اُسکا کٹکر ٹکڑے والونکے کام کا ہو گیا تمام بدن چکنا چور ہوا اُٹھنے سے معذور ہوا اور خود سوار ہو کے نجنک کے گھر سے بزرجمہر کو لے آئے بہت سی معذرت پیش لائے اور کہا کہ خواجہ تھین جیتے مگر شدنی یون ہی تھی اسواسطے اسوقت دھوکا ہوا اب جو سزا کہو نجنک کو دیجائے اس نالائق کو سزا کیجائے خواجہ نے کہا کہ اُسکو سزا دینا کچھ ضرور نہین ہی مجھکو اُس سے انتقام لینا منظور نہین ہی میری قسمت مین ہی لکھا تھا جو ہوا حکم الہی سے کچھ چارا نہین ہی قضاؤ قدر مین دم مارنے کا یارا نہین ہی صاحبقران جب آوینگے ایکدرخت کے دو پتے لیتے آوینگے اُن پتونکے عرق سے آنکھین میری اچھی ہو جاوینگی پھر یہ ستورا آنکھین میری روشنی پاوینگی بالفعل مجکو رخصت ملے کہ مین بصرے مین جا آئے حمزہ کے بسر کرونگا وہین چند روز رہونگا اور یاد کرونگا مین نے سترہ برس تک اُنکی حرمت بجائی میری تدبیر سے آپکے اوپر کوئی آفت نہ آئی اب دیکھئے کہ کیا ہوتا ہی یقینا اُن تک حرامان کج فہم کے شور سے عمرو کے ہاتھون آپ ذلیل و خوار ہونگے سب کے نزدیک بے اعتبار رہینگے اور حمزہ جسدن اُنکو پیٹھ پر شتابان مشرق آپکے پاس آوینگے اور اُسکے دوسرے دن ایک گھوڑا آپکے لشکر پر خون مارینگا اور اُسکی صبح کو حمزہ آپکو شکست فاش دیکر ثابت دلیل کرینگا بزرجمہر یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئے اور گھر سے بصرے کیطرف روانہ ہوے نجنک جو جوتیان کھاکر بیہوش ہو گیا تھا بادشاہ نے اُسکو جلوخانے مین پھنکوا دیا اس حرکت کے بدلے اُسکا حال کیا ہر گاہ اُس کو ہوش آیا تو اُسنے اُس حال خراب سے افاقہ پایا جلوخانے سے اُٹھکر اپنے گھر گیا دس رات دن ہلدی کی پوٹلی سے بدنکو سکایا کیا ہر گاہ تندرست ہوا پھر دربار مین حاضر ہوا نوشیروان نجنک کو دیکھکر کہا کہ اس بھیجا کو کس نے دربار مین بار دیا اور میرے سامنے آنیکا اذن کیا حاضرین نے شفاعت کردائی چند روز تک تو وہ بیخبر و ناواقف اندیش چپ رہا بعد ازان پھر بادشاہ کو عمرو کی مہم پر جانیکی ترغیب دی پھر اُسنے لڑنیکی تحریک کی آخر شدہ شدہ بادشاہ کے بھی دل مین آیا کہ نجنک سچ کہتا ہی میرے بغیر گئے یہ مہم سر نہوگی اُن لوگون سے دفع یہ شر نہوگی کئی لاکھ سوار و پیدل ساتھ لیکر قلعہ نوشیر کیطرف روانہ ہوے جب متصل پہونچے ہر مرز و فرامرز و رومین و چین و نجتیار کے استقبال کر کے بادشاہ کو خیمہ گاہ مین داخل کیا اُنکے آنے سے سب نے اطمینان حاصل کیا شب کو محفل بادشاہ نے ارشاد فرمایا اور کمال طنز و طعنہ سے سبکو سنایا کہ اتنے دنون سے یہ لوگ یہان ہین تم تک ایک پیادے کو نہ پکڑ سکے ادنی سپاہی سے نہ لڑ سکے اب دیکھو کہ مین کسطرح سے اُسکو گرفتار اور مسلمانونکو قتل کرتا ہون کیسے کیسے اُنکے جوانونکو اور پہلوانونکو قتل کرتا ہون سب ایک منھ ہو کر بولے کہ ہم لوگون مین اور حضور مین پانچ بیسی کا تفاوت ہی آپ کے سامنے ہلوگونکی بھلا کیا حقیقت ہی پھر اُنکی رات تو بادشاہ نے آرام کیا سارے لشکر کو لڑنے مین مستعد ہونیکا حکم دیا صبحکو اٹھکر بعد فراغ ضرورت فوج لیکر سوار ہوے جنگ و جدال پر آمادہ ہوے اور قلعہ کو تنہا جا کر دیکھنے لگے سب اطراف قلعہ کے شت نگار دیکھنے لگے عمرو شاہانہ طمطراق سے نیچے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا تھا اور سردران و شہریاران و پہلوانان گردنکش پشت پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے جگے جگے لباس اور ہتھیارون مین جواہرات بے بہا جڑے تھے اور مورچہ بہ جا بسرداران قائم تھے

اپنی اپنی خدمت پر سب نقیب اور چوبدار قائم تھے عمرو نے کان ہاتھ میں اُٹھا کر بادشاہ کیطرف قلاب دیکر کہا کہ او آتش پرست تو آیا تو اپنے پانوں سے ہی مگر بھاگے گا کسکے پانوں سے دیکھ تو تیری کیسی گت بناتا ہوں کیسی بلا تیرے سر پر لاتا ہوں تو تو مین عمرو کہ مجکو چھٹی کا دودھ نہ یاد دلاؤں تجکو اس سرکشی کا مزہ چکھاؤں بادشاہ عمرو کی یہ تقریر سنکر کانپ گیا اور جھجک سے کہنے لگا سنتا ہوں عمرو کیا کہتا ہوں اجی صاحب کہا کہ دور سے جو جاے سو کہے کہ زبان ہلی کسکے منہ مین ہے مگر کچھ بھی نہین کر سکتا ہے بہودہ بکتا ہے فوج کو حکم دیجیے کہ قلعہ پر یلہ کرے بادشاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ یلغار کر کے قلعہ لے لو اے بہادرو ذرا جرات اور دلاوری کرو فوج نے گھوڑوں کی باگ لی ہر گاہ قلعہ کی زد پر پہونچے قلعہ سے ضربین چلنے لگین آناً فاناً دو ہزار دون جوان بادشاہ کے لشکر کا مارا گیا اور فوج نے گھونگٹ کھایا ایک کا دوسرے نے ساتھ نہ دیا بادشاہ کیا کرتے آپ بھی فوج کے پیچھے پیچھے خیمہ گاہ پر آئے بختک نے کہا کہ کہین اسطرح سے بھی قلعہ ہاتھ آتے ہین اسطور سے کہین فتح پاتے ہین ناحق ناحق ہزار جوان بھی قتل کرائے اور آپ بھی شکست کی بدنامی اُٹھائی اور اسپر ظفر نہ پائی شیروان نے کہا کہ ای مردک بدذات تو ہی نے کہا تھا کہ فوج سے یلہ کرنیکو فرمایئے قلعہ کے لینے کی تدبیر کیجیے بولا کہ سچ ہے مین بھول گیا تھا بہر حال جو ہوا سو اچھا ہوا اگر ہزار آدمی مارے گئے تو مارے گئے عمرو کو تو معلوم ہوا کہ حضور لڑنیکے ارادہ پر آئے ہین جمعیت کثیر اپنے ساتھ لائے ہین نوشیروان نے کہا کہ کیا حرامزادہ ہے کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ کہتا ہے ایک بات پر قائم نہین رہتا ہے اب ذرا عمرو کا حال سنیے اپنے سرداران لشکر سے کہا کہ قلعہ سے تم خبردار رہنا یہان سب کاروبار سے ہوشیار رہنا مین ذرا نوشیروان کو گوشمالی دے آؤن ذرا اسکو اپنی جلالی دکھاؤن یہ کہکر لباس شاہانہ اُتار کر صورت عیاری اپنے پیکر درست کر کے ایک نٹ کی صورت بن بابو سعید لشکری اور بابا سعید خرقہ پوش کو کہ فن عیاری مین عمرو کے شاگرد رشید ہین خوبصورت خوبصورت عورتین بنا قلعہ سے باہر نکل ایک پھولماد ہوں اپنے گلے مین ڈال نوشیروان کے خیمے کے متصل ایک ملکی تان کر ڈھول بجانے اور عیار بچو نکو نچوانے لگا تھوڑی سی دیر مین بہت سی خلقت جمع ہو گئی اُس تماشا گاہ مین بڑا اژدھام ہوا اتفاقاً اسی عام ہجوم مین بچون نے جو اُنسے آنکھین لڑا کر جھاولیان لے کر ناز و غمزہ کرنا اور اپنی چھب تختی دکھانا شروع کیا اور عشوہ و کرشمہ معشوقانہ سے اُنکے دل کا لبھانا شروع کیا تو دونکے دو نون لونڈے تو پین نے سرخ پوش کو پسند کیا اور بچون نے سبز پوش کو پھر باہم دیگر صلاح کر کے بادشاہ اُنکے گانے بجانیکی تعریف کی اور حسن و جمال کا حال بیان کیا کہ بے اختیار بادشاہ نے مشتاق ہو کر اُنکو طلب کیا اُنکے لانیکا بہت تاکید سے حکم دیا عمرو نے اُسدن لبسا دھول بجایا اور عیار بچون نے اس لطف سے گایا کہ چھوٹا بڑا محو ہو گیا نوشیروان نے اس محویت کے عالم مین انھین عیار بچو نکو ساقی گری کا حکم دیا سب نے جام شراب اُنھین کے ہاتھ سے پیا دو ساعت کے بعد ایک سرے سے سبکی آنکھ نہین سر سون پھولنے لگی علامات بیہوشی دیکھنے لگے آخر یہانتک بہت ہو چکی کہ سب کے سب بالاتفاق یہ کہکر اپنی اپنی نشستگاہ سے کود سے کہ یار و غوطے لگاؤ دل کھولکے خوشی سے نہاؤ دریا جوش پر ہے پھر تو خموشی کے قفل اُنکے باب دہن مین لگ گئے کہ پھر کبھی کے منھ سے آواز نہ نکلی ایسے خاموش ہوے بالکل بیہوش ہوے عمرو نے باہر نکل کے شاگرد پیشہ کو

بھی بیہوش کیا اور لگا دست درازی کرنے جہانتک اسباب خیموں میں تھا فرش تک اُٹھا کے نذر نہیں کیا سب اپنی چالاکی سے
لے لیا اور نوشیروان کی ڈاڑھی مونچھیں پیشاب سے مونڈ کے ہمہ تن برہنہ کرکے ہاتھ پاؤں تو تیل سے تنگ اور منھ کالا کرکے جوتے کے
ٹیکے دیئے اُسکے ساتھ یہ سلوک کیے اور بختک اور بختیارک کی ڈاڑھی مونچھیں مونڈ کر سات سات چوٹیاں سر پر رکھیں اور بختیارک کے
سر میں سیندور بھرے ٹانگیں اسکی بختک کی کمر سے باندھ دیں اُسکے سلحہ یہ کار سازیان کیرہا و عشوہ غصوص بختک کا نیل سے
چلکنا کرکے بختیارک کی شرمگاہ میں کسی قدر دخول کیا اور ژوپین و بیجن کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا الغرض سب تبغصوں کے ساتھ
جو وہاں موجود تھے بقدر اُنکے حال کے اُنکو داغ ندامت دیا اور شاہزادوں کو بھی برہنہ کرکے ہفت رنگی ٹیکے دیئے اور جتنے سردار
کرسی نشین تھے سب کی ایسی ہی گت بنائی قصہ مختصر کسی نے اُسکے دست حیلہ ساز سے نجات نہ پائی اور ایک کا تندرست مضمون کا کاغذ
گبرو اڑھی موچھوں کا خراج مہینے کے مہینے میرے پاس بھیجا کریں میں ارشاد کرتا ہوں وہ ہمیشہ کیا کرینگے تو ایک بال اس رکھنے نہیں پائینگے
اسیطرح سے ہمیشہ ذلت و خواری اُٹھائیگا اور معلوم ہو جائیگا کہ میں نے صاحبقران کی خاطر سے اُسکا تو سارا بخلجوان سے نہیں بلکہ
اسیقدر خدمتگذاری کی تیری جان لی لکھکر نوشیروان کے گلے میں باندھ دیا اور آپ مع ہر دو عیار قافلہ میں داخل ہوا جب صبح
ہوئی بیہوشوں کو ہوش آیا ہر دست سے غفلت سے سر اُٹھایا بختک کی آنکھیں تو ہمارے بند تھیں بختیارک کو عورت سمجھکر دو عشرت
دینے لگا اس سے مزہ مباشرت کا لینے لگا جب بختیارک کو تکلیف ہوئی غل مچانے اور کہنے لگا کہ میں ہیں باپ ہو کر کیسا کرتے ہو لوگ
یہ تکرار سنکر جا بجا نظر سے دوڑے دیکھیں تو واہ واہ باپ بیٹے سے غلام کر رہا ہے جیسا نوکا ساکام کر رہا ہے اور بے تکلف یک دوسرے کی
صورت دیکھکر ہنستا تھا اور اپنی خبری نہ تھی کہ ہماری صورت تو کا کیا حال ہے شیطان نے دیکھکر اچھا چڑھے ایسا جمال ہے نوشیروان جو جاگا
آئینہ میں اپنی صورت دیکھکر نہایت پشیمان ہوا اسکی حالت دیکھکر سخت حیران ہوا رقعہ گلے سے جو کھولکر پڑھا تو معلوم ہوا کہ عمرو نے یہ گت
بنائی یہ آفت اُسکے ہاتھ سے سب کے سر پر آئی حمام کر پوشاک بدل تخت پر بیٹھ بختک کو طلب فرمایا سر دربار شکین بندھوائیں الو
یہانتک جوتیاں لگوائیں کہ بیہوش ہو گیا سر اُسکا پاپوش ہو گیا شاہزادے اور سردار فوج جو شفاعت کرنے لگے نوشیروان ایک کا
کہنا نہ مانا فرمایا کہ میری بیحرمتی اور ذلت عمرو کے ہاتھوں اس گردن دونی نے کروائی اسی نالائق کے سبب میں نے یہ ذلت اور خواری
اُٹھائی حیف صد حیف کہ بزرچمہر کا کہنا میں نے نہ مانا ہرگز پیشانیکے بدنہ بچا نا نہیں تو آج یہ خواری میری ہوتی آخر لوگوں کے کہنے سے اُسکو
جلو خانے میں ڈلوا دیا بڑی ذلیل سے اُسکو قید کیا اور ایک نامہ صابر بند پوش کے ہاتھ ہامان کے پاس بھیجا کہ اے ہامان شاہ عمرو
بڑی بھنور ہے اس سے غافل نہ رہنا اور قلعہ کو اپنے کسی ثقہ کو کہ بہت ہوشیار ہو بخوبی اونچ نیچ سمجھا کر سونپکے جلد میرے پاس آ میں اسقدر
مضمون لکھکر نامہ بر کو اُسکی طرف بہ تعجیل روانہ کیا اور دوسرا نامہ سماواعیار کے ہاتھ شیر شاہ بادشاہ قیروان مغرب کے نام روانہ
کیا جو کچھ اسمیں لکھا وہی اسمیں لکھا تھا مضمون دونوں نامون کا ایک ہی تھا خلاصہ کلام پہلے صابر بند پوش ہامان شاہ کے
پاس پہونچا اور نامہ کا جواب لیکر جلد تر نوشیروان کی خدمت میں حاضر ہوا ہامان شاہ نے جواب میں لکھا کہ عمرو تو کیا مال
ہے فرشتہ بھی اگر آوے تو قلعہ میں آنے نہ پاوے اور میں بھی عنقریب شہنشاہ کی خدمت میں مع فوج پہونچتا ہوں آپ

اپنی خاطر جمع فرمائیے کچھ تردد اور اندیشہ اپنے دلمین نہ لائیے سماوا جو شیر شاہ کے پاس نامہ لیکر گیا اُسنے بھی ایسا ہی کچھ نوشیروان کو جواب لکھا کمال ادب و تعظیم سے جواب باصواب لکھا اور چلتے وقت سماوا سے کہنے لگا کہ مین ایک بات تجھ سے کہون اگر تو کسی کے روبرو نہ دُہرائے زنہار زنہار کسی کے سامنے اپنی زبان پر نہ لائے بشرطیکہ تدبیر بھی اس امر کی کرے جو مین کہون اُسی پر قدم دھرے سماوا نے قبول کیا شیر شاہ نے کہا کہ مدت ہوئی مین نے مہرنگار کی تصویر دیکھی تھی جب سے مین اُسپر عاشق ہون اُسکے دیدار کا مشتاق ہون اگر کسی تدبیر سے مہرنگار کو مجھے لادے اپنی چالاکی سے اُسکو مجھ تک بہوچادے تو مین نصف سلطنت اپنی تجھکو دون آدھی مملکت کا تجھکو حاکم کردون سماوا نے کہا کہ مین زبانی نہیں مانتا مین یہ چنان چنین نہین جانتا آپ مجھے لکھدیجیے اور خدا کو درمیان دیکر مجھ سے عہد و پیمان کیجیے تو البتہ مین جان جوکھون کرون اس کام کے کرنے مین مشغول ہون خواہ جیون یا مرون شیر شاہ نے اُسی دم ایک قرارنامہ لکھکر سماوا کے ہاتھ مین دیا اُسکے کہنے کے موافق اُس سے قول و قرار کیا سماوا وہان سے آتے ہی قلعہ کے گرد پھر کر جانیکا راستہ تاکنے لگا قلعہ کے اطراف جھانکنے لگا خشکی کیطرف تو ٹھکانا نہ لگا ایک کشتی پر سوار ہوکے پہاڑ پر گیا برجون پر مورچے والونکو ہوشیار پایا سب لگا ہیانون اور سپاہیونکو ہر طرح سے خبردار پایا پھرتے پھرتے ایک برج سنسان معلوم ہوا سماوا نے ایک ڈھیلا اُس برج پر پھینکا جواب پایا اُدھر سے ایک کنکر بھی نہ آیا سمجھا کہ اُس برج پر یا تو کوئی نہین ہے یا سب سوتے ہین کمند پھینک کر برج پر گیا اور اُسی برج کی سیڑھیون سے نیچے اُترا رات تو ایک گوشے مین بیٹھکر کاٹی صبح کو اِدھر اُدھر رہنے کا ٹھکانا ڈھونڈھنے لگا جب کمین ٹھہرنے کا ٹھکانا نہ دیکھا حمام مین گیا اور ایک کونے مین بیٹھکر نہانے لگا اُس مین تنہا بیٹھکر تدبیر لگانے لگا تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ بلبل مطبخی مہرنگار کا پہونچا چونکہ یہ مردود ظاہر مین مسلمان اور باطن مین بت پرست تھا نشۂ کفر سے سرمست تھا ہی حمام مین جاکر ہر روز بت پرستی کرتا تھا اُسدن غسل کرکے پرستش کرنے لگا سماوا نے سامنے آکر صاحب سلامت کی خلیفہ بلبل کے طائر ہوش اُڑ گئے کہ اگر یہ شخص عمرو سے کہدیگا تو عمرو گردن مروڑ ڈالیگا میرا بھیجا اسسے لگا لیگا اُس سے باآشتی و تملق باتین کرنے لگا سماوا نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اس سرکار مین کس خدمت پر مامور ہوا سنے کہا کہ مین مہرنگار کا خاص پرہون لیکن بھائی برائے خدا میری پرستش کا حال کسی سے نہ کہنا اس مقدمہ مین خاموش رہنا سماوا بولا کہ تم خاطر جمع رکھو مین تمھاری سرکار سے متعلق نہین ہون مین نوشیروان کا عیار ہون سب عیارون کا سردار ہون مہرنگار کو بیجانے کیواسطے آیا ہون بہت تحفے عجیب و غریب لایا ہون اگر خلیفہ صاحب آپ مدد کرین تو یہ شکل آسان ہوتی ہے میری طبیعت آپکی مہربانی سے شادمان ہوتی ہے خلیفہ بلبل نے کہا کہ مین ہمیشہ لات و منات سے عرض کیا کرتا ہون اُنکے پانو پر سر دھرتا ہون اگر کسیطرح مہرنگار نوشیروان تک پہونچے سولات و منات نے میری دعا کو مستجاب کیا کہ تمکو اس راہ سے بھیجا آؤ باہر چنچانے مین میرے سلسلہ جلو بان کی خوب سیر کرو سماوا خوش خوش باہر چنچانے مین گیا اور ہر قسم کے کھانے مین دانے دانے میوہ شیرینی ملائی اُسنے اپنی کارسازی سے فرصت پائی جب مہرنگار نے خاصہ تناول فرمایا ہر کس و ناکس نے بھی حسب معمول محل مین کھایا وہ کھانا سب کھانے مین آیا مگر اُسدن حسب اتفاق عمرو نے کھانا نہین کھایا اور محل مین بھی نہین گیا دو گھڑی کے بعد محل مین سب

بیہوش ہوگئے اُس دوا کی تاثیر سے مدہوش ہوگئے سماوا نے مہرنگار کا پشتارہ باندھا خلیفہ بلبل کو اپنے ساتھ لیا اور جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے چلا یا حب نوشیروان کے خیمے کو چھوڑ کر صحرا کیطرف چلا خلیفہ بلبل نے پوچھا کہ ادھر کہاں جاتا ہے جنگل کیطرف جانا تیرے کون کام آتا ہے سماوا نے کہا شیر شاہ نے مجھ سے مہرنگار کو طلب کیا تھا اُسکے لیے لیجاتا ہوں اُسکو اُسکے پاس پہونچاتا ہوں خلیفہ بلبل بولا کہ یہ تو کبھی نہوگا تو نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نوشیروان کے پاس لیجاؤنگا اُنکے محل میں لیجاکر ٹھہراؤنگا اور اب غیر شخص کے پاس لیے جاتا ہے اس حرکت پر تیری مجھے غصہ آتا ہے دونوں کے بابکدیگر تکرار ہونے لگی آپس میں جوتی پیزار ہونے لگی سماوا نے ایک خنجر خلیفہ بلبل کی گردن میں ایسا مارا کہ روح اسکی قفس عنصری سے پرواز کرگئی خنجر کی دھار اسکے گلے سے گذر گئی اور آپ قیروان مغرب کیطرف چلتا ہوا اب عمرو کا حال سنیے بیچارہ سوتا تھا کہ امیر نے خواب میں فرمایا خفا ہو کر یہ سخن سُنایا کہ کیوں عمرو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہو مہرنگار کو تو بتاؤ کہ کہاں ہے کیا ہوئی تجکو خبر نہیں وہ ایک بلا میں گرفتار ہوئی عمرو خواب سے چونک پڑا ہڑبڑا کے محل میں گیا دیکھے تو مہرنگار کا پلنگ خالی ہے ادھر ادھر ڈھونڈھکر فصیلوں اور برجوں پر دیکھا ایک برج پر کمند نظر آئی اُسکو دیکھکر اُسکی طبیعت گھبرائی جھٹ پٹ سلاح عیاری بدن سے لگا کر اسی کمند پر سے نیچے اُترے قدم بقدم رکھتا ہوا چلا اثنار راہ میں خلیفہ بلبل کو مقتول پایا اُسکی لاش کو دیکھکر اُسکے ذہن میں آیا معلوم کیا کہ حریف اس سے مہرنگار کو لیگیا وہ راہ چھوڑ کے دوسرے راستے سے آگے جا کر ایک درخت کے سایہ میں مرگ چھالا بچھا کر بیٹھا فقیر کی صورت بنا کر بیٹھا اور ایک گھڑا پانی رکھ کے الاؤ سلگا کر مدار یا حقہ اپنے سامنے رکھ لیا دیکھنے والونکو یہ دھوکا دیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ سماوا پشتارہ لیکر پہونچا فقیر کا کنیہ سمجھکر سستانیکو بیٹھ گیا بوجھ اُٹھانے سے جھک گیا آرام پانے کو بیٹھ گیا عمرو سے کہنے لگا عمرو شتاب پیاسا ہوں تھوڑا پانی پلاؤ ثواب کماؤ عمرو نے کہا بابا گھڑا پانی کا سامنے رکھا ہوا ہے انڈیل کر پی لو سوکھی زبان کو آب سرد سے تر کرو سماوا نے چاہا کہ گھڑے سے پانی انڈیلکے کہ دفعۃً اُسکا دل کانپا پانی کو جو دیکھا دارو کی بیہوشی اُسمیں ملی پانی وہ بھی تو عیار تھا دوا کی تاثیر اُسکو پانی میں نظر آئی تیر بدلکر بولا کہ او سارباں نادان مجھ سے دغابازی کرتا ہے میں تیرے دم میں آتا ہوں تجھ سے میں بھلا کب دھوکا کھاتا ہوں آخر میں بھی عیار ہوں اس کام میں خوب ہوشیار ہوں یہ کہکر عمرو کے سامنے سے بھاگا عمرو خنجر لگا لکڑ اُسکے پیچھے دوڑا اور ایک پھلانگ مار کے اُسکے آگے نکل گیا اُسنے بھی پشتارہ زمین پر رکھکر خنجر نکال کے سامنا کیا دونوں میں خنجر بازی ہونے لگی عمرو نے کمند کمر سے نکال کر حلقے کمند کے کشادہ کیے اور للکارا کہ یار دو دیکھتے کیا ہو سکندر لوش فیبی مکار کو قتل کرو سماوا نے جانا کہ اسکے ستارے آپہونچے بھیچے پھرک دیکھتا تھا کہ عمرو نے کمند کا حلقہ اُسکی گردن میں ڈالکر کھینچا مُنھ کے بھل آ رہا اور ندھے سرزمین پر چار ہا عمرو نے پشتارہ کو کاندھے پر رکھا اُسکی مشکیں باندھکر اپنے ہمراہ لیا اور آناً فاناً میں قلعہ میں پہونچکر سماوا کو تو قید کیا اور مہرنگار کو محل میں لیجاکر ہوش میں لایا مہرنگار نے دیکھا کہ میں بندھی ہوئی پڑی ہوں عمرو سے پوچھا کہ بابا مجھے کاہے کو باندھا ہی مجھ بیگناہ کا ایسا حال کیوں کیا ہی عمرو نے تمام کیفیت بیان کرکے مہرنگار کو کھولا اور باہر آکر سماوا کو دار پر کھینچکر تیر باران کیا یہ خبر نوشیروان کو پہونچی نوشیروان سُنکر عمرو کی اس حرکت سے بہت

خوش ہوا اُسکو شاباش اور مرحبا کہا اس ماجرے کو شیر شاہ قیروانی نے سنا مجلس کہنے لگا کہ نفس لامہ مین عمرو صاحب اقبال ہے اُسکے دو سو لاکھ کی کیا مال ہے تب تو ایک مدت سے شاہنشاہ ہفت کشور سے لڑا ہمیشہ فتحیاب ہوتا ہے جو اُسکا مقابلہ کرتا ہے وہ ذلیل اور خراب ہوتا ہے دل چاہتا ہے کہ مین بھی عمرو سے ملاقات کرون اُسکے حال پر مہربانی اور التفات کرون پیران نامے سالار شیر شاہ کا بولا کہ عمرو کی لڑائی فتح کرنا میرا ذمہ ہے مین اُسکا بیڑا اُٹھاتا ہون اور دیکھیے مین کس خوبصورتی سے اُسپر فتح پاتا ہون آپ شاہنشاہ ہفت کشور کو لکھین کہ میرے نام سے طبل جنگ بجوائین نقارونکی آواز حریفون کو سنوادین کھڑے کھڑے قلعے لونگا دم بھر مین سب کو زیر و زبر کردونگا شیر شاہ قیروانی نے فی الفور ایک عرضی قطران مغربی نامے عیار کے ہاتھ نوشیروان کی خدمت مین روانہ کی اور اُس مین یہ سب کیفیت لکھی

پہونچنا امیر کا دیو سمندون ہزار دست کے مکان پر اور چھڑانا زہرہ مصری کو اُسکی قید سے

راوی لکھتا ہے کہ صاحبقران آہو کے کباب کھاکر دریا کے آخر سے روانہ ہوے دو سو دن مین ایک قلعہ کے متصل پہونچے خواجہ آشوب سے کہا کہ ہم اس قلعہ مین جاکر خبر تو لاؤ کہ آباد ہے یا ویران مالک اسکا کافر ہے یا مسلمان خواجہ آشوب اپنا بچہ ہاتھ مین لیکر قلعہ کے اندر جو گیا قلعہ کو آباد پایا سب کو دل شاد پایا باغ و غم سے آزاد پایا دو رویہ دکانین کھلی ہوئی تھین ایک دکاندار سے پوچھا کہ یہ قلعہ کسکا ہے اسکا کون مالک ہے اور اُسکا کیا نام ہے کیسی حکومت ہے اور کیسا انتظام ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا ہر گز کلام نہ کیا دوبارہ اُس سے کہا کہ اے غریب تو بہرا ہے یا گونگا ہے بتا تا کیون نہین کہ یہ قلعہ فلانے شخص کا ہے وہ پھر بھی نہ بولا تیسری بار کہا دیکھا جواب بھی جو نہ پایا چوتھی بار کہا سنا تو ہو کر ایک ہاتھ تیغ کا لگایا دوکاندار دو ٹکڑے ہو گیا اُسکا مرنا تھا کہ چاروں طرف سے دوکاندار دوڑے اور خواجہ آشوب کو گھیر لیا اُسکو اپنے حلقہ مین کیا خواجہ آشوب نے امیر کو پکارا کہ بہ بیت اللہ دوڑو میری مدد کو جلد میری خبر لو امیر اُسکی آواز سُنکر قلعہ مین آئے اور اُن لوگون سے لڑنے لگے حتی کہ لڑتے لڑتے بادشاہی قلعہ کے دروازے تک پہونچے مگر خواجہ آشوب بہلول و اشقر اُس ہجوم مین غائب ہو گئے امیر اُس قلعہ کے اندر گئے مگر وہ لوگ جو لڑتے تھے اُدھر سے قلعہ کے اندر نہ گئے باہر ہی ٹہل بجاتے رہے دور ہی سے جھکیان بتاتے رہے ہر گاہ امیر دیوان خانہ مین تخت بادشاہی پر بیٹھے دفعۃً واحدۃً ایک طرف سے آواز آئی ہاتف غیبی نے یہ بات سُنائی کہ حیف صد حیف معلوم نہین میر کی کیا حالت ہوئی انگو دبیش کونسی مصیبت ہوئی صاحبقران اُس آواز کو سُنکر اُسطرف گئے دیکھین تو اشقر و خواجہ آشوب و بہلول اُس مکان مین قید ہین بوڑھے زندان مین قید ہین اور ایک شخص اور بھی لباس شاہانہ پہنے ہوے مقید ہے تکلیف قید سے نہایت حال بدہے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین یہان کا بادشاہ ہون صاحب حشمت و جاہ ہون خلخال نامے دیو نے مجھے قید کرکے قلعہ پر اپنا دخل کیا ہے امیر نے اُسکو قید سے رہا کرکے تخت پر بٹھایا بہت اعزاز و اکرام فرمایا جنون کے جو امیر کا یہ سلوک دیکھا تو ترش موقوف کرکے امیر کے قدبوس ہو گئے خلخال دیو مُوتھ تنگ کھیلنے کو گیا تھا اُسنے سُنا کہ ایک دمزاد نے بادشاہ کو قید سے چھڑا کر تخت پر بٹھلایا ہے اُس سے بڑی مہربانی سے پیش آیا ہے طیش کھاتا ہوا وہان سے چلا اور آتے ہی امیر پر آرہ پشت نہنگ چلایا اُنکے مارنے پر ہاتھ اُٹھایا امیر نے اُسکو روکر کے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا جو لگایا شل ہو گیا

کرم خوردہ دو ٹکڑے کرکے اور ہاتھ مین پکڑا یا جو اُسکے ہمراہ تھے امیر کی قوت دیکھکر بھاگے بادشاہ نے سات دن تک امیر کیواسطے جشن کیا ہر طرح سے آرام دیا آٹھوین دن امیر اُس سے رخصت ہوکر روانہ ہوے اکیسوین دن ایک چار دیواری اژدھا تکی نظر آئی نئی صورت کی یہ بھی دیکھ پانی کرنے کو تھا مگر متفکر تھا امیر دروازہ یکو گزر سے تو گر اندر گئے دیکھا کہ ایک میدان ہے بڑا وسیع سنسان بیابان ہے اور اُسمین چار دیواری سنگ مرمر کی ہے جو سپہ طبع اہل ہنر کی ہے اُس چار دیواری کے اندر جو گئے تو ایک باغ خوش فضا نظر آیا جسکے دیکھنے سے مصیبت نے حفظ اُٹھایا کہ تمام قافلہ مین نیند دیکھا تھا امیر تو ایک درخت کے سایہ کے نیچے پوست گرگ بچھا کر بیٹھ گئے اپنے عصا کا تکیہ لگا کر بیٹھ گئے گرد کے کھیلے اور باغ مین ادھر اُدھر پھرنے لگے تمام باغ کی بے تکلف سیر کرنے لگے ناگاہ بارہ دری نظر آئی کہ جسکی صفائی نے تمام دنیا کی عمارت دل سے بھلائی خواجہ آشوب بہلول بیدھرک اُسمین چلے گئے دیکھین تو سونیکی گہوارے پر ایک دیو بچہ تین سو گز کا قد و قامت سوتا ہے نہایت خوش و خرم بافراغت سوتا ہے اور ایک خورشید صورت بیٹھی ہوئی گہوارے کی ڈوری کھینچ رہی ہے رسی زرتار اپنے ہاتھون سے پنچ رہی ہے لڑکو تم میان کیونکر آئے جلد بھاگو ابھی یہ بھوکے روتے روتے سوگیا ہے ذرا غافل ہوگیا ہے اگر جاگ پڑیگا تمکو کھا جائیگا تمکو لازم نوالہ سمجھکر بہت خوش ہوکر کھائیگا لڑکے بولے کہ ہم ہیبت اللہ کے ساتھ ہین یہ تو کیا مال ہے ہم اسکے باپ سے بھی نہین ڈرتے اس مردود کا خوف ہم ذرا نہین کرتے زہرہ مصری اپنے دلمین سوچی کہ جسکو یہ لڑکے ہیبت اللہ کہتے ہین شاید صاحبقران ہون لڑکون سے کہتے لگی کہ ای لڑکو تم اُس آدمی سے جاکر کہدو اور اُس سے جلد خبر کرو کہ زہرہ مصری یہان قید ہے خواجہ آشوب بہلول نے امیر سے آکر کہا بہت جلد جاکر کہا کہ اس باغمین ایک بارہ دری ہے نہایت خوش تعمیر ہر طرح سے بینظیر ہم جو اُسمین گئے تو ایک دیو بچہ کو تین سو گز سے قد اُسکا کم نہو گا مہد طلائی مین سوتے دیکھا اور ایک عورت آدم زاد کہ اُسکو رشک خورشید کہا چاہیے حسن و جمال مین زہرہ و ماہ کہا چاہیے گہوارے کی ڈوری کھینچ رہی ہے ہمین دیکھکر کمال دلسوزی اور محبت سے کہنے لگی کہ یہان سے بھاگو اگر ابھی یہ جاگ پڑیگا تو تمکو کھا جائیگا ہرگز تمھارے حال پر اُسکو رحم نہ آئیگا چاہئے کہا کہ ہمارے ساتھ میان ہیبت اللہ ہین یہ تو کیا مال ہے ہم اسکے باپ سے نہین ڈرتے تب وہ عورت بولی کہ جس آدمی کے ساتھ تم ہو اُس سے اتنا کہدینا کہ زہرہ مصری یہان قید ہے امیر زہرہ مصری کا نام سنتے ہی گھبراکر اپنے دلمین کہتے ہوے دوڑے کہ ہاے زہرہ مصری کی ہمانتک نوبت پہونچی دیکھا چاہیے کہ مہر نگار پر کیسی گذری ہوگی کس مصیبت مین وہ گہری ہوگی بارہ دری کے اندر جو گئے دیکھا واقعی زہرہ مصری ہے اُسکو دیکھکے بے اختیار روئے بہت زار زار روئے امیر نے زہرہ مصری کا حال پوچھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کرکے کہا کہ اب اس دیو بچہ کی تہ مین ہون جو مصیبت مجھپر گذرتی ہے کس زبان سے بیان کرون اگر صاحبقران بیان پہونچے تو رہائی میری ہیبت آسمان ہے انکار پر کیا ہوا سارا پرستان ہے ورنہ ہا اسکا باپ مجھے ایکدن کھا جائیگا جب بھوک کی شدت مین کچھ اور کھانیکو نہ پائیگا یا کوفت اُٹھاتے اُٹھاتے مین خود مرجاؤنگی اسی مصیبت مین جان سے گذر جاؤنگی صاحبقران نے کہا کہ صاحبقران کو تم پہچانتی ہو اُنکا حال تم جانتی ہو بولی کہ پہچانونگی کیون نہین مین قدیم اُنکی لونڈی ہون انھون نے مجھے پرورش کیا ہے اپنی عنایت سے افتخار دیا ہے امیر نے فلاہ کو سرکا کے

کالا ابراہیمی جو دکھایا جیسے ہی وہ نظر آیا زہر مصری دوڑ کر صاحبقران کے قدموں سے لپٹ کر رونے لگی بلکہ صدقے ہونے لگی دیو دونکی آواز سنکر سوتے سے چونک پڑا دیکھے تو کئی آدم زاد کھڑے ہین بھوک کی جگہ تھا مین بے اختیار امیر کے پکڑنے کو دوڑا کہ انکو نوشجان کرے اپنا پیٹ بھرے امیر نے اسکو پکڑ مشل پارچہ کے منہ چیر ڈالا اُسکا بھیجا اُسکے سر سے نکالا اور روش پر بیٹھکر زہرہ مصری سے فرمانے لگے کہ تو نے مجکو نہین پہچانا اُسنے کہا کہ جب آپکا شباب تھا اب نام خدا بوڑھے ہوے اسپر فقیری بھیس ہی لونڈی کیونکر پہچانتی آپ صاحبقران ہین یہ کیونکر جانتی امیر زہرہ مصری سے باتین کر رہے تھے کہ دیو سمندون ہزار دست آندھی کیطرح آپہونچا امیر کے سر پر مشل بلا آپہونچا دروازہ ٹوٹا دیکھکر تو نا خوش ہوا ہی تھا اپنے بیٹے کو مواد دیکھکر اور بھی آگ کا پرکالہ ہوگیا تمام عالم اُسکی نظر مین تاریک و کالا ہوگیا امیر سے کہنے لگا کہ ای آدم زاد سیاہ روزدان سعید ضعیف الخبثہ تو کس آندھی مین اُڑکر یہان آیا ہی تجکو یہان کون لایا ہی امیر نے فرمایا کہ مین تو آندھی مین اُڑکر نہین آیا اپنی خوشی سے تجھے جہنم کیطرف بھیجنے کو آیا ہون تیرے لیے پیغام اجل لایا ہون اور ضعیف الخبثہ ایسا ہون کہ انھین ہاتھ یا نون پر عفریت اہرمن وغیرہ بہت سے دیوان سرکش کو مارا ہی اور تجکو بھی کوئی دم مین اُسکے پاس بھیجتا ہون یہ سنکر ہاتھ لگا کر جہنم مین جو سواس بھجتا ہون تب تو وہ اپنے ہزار ہاتھ مین ہزار پتھر اُٹھا لایا اور ایکبار امیر کے اوپر پھینکے امیر جست کرکے اسکی پشت پر گئے اور نعرہ اللہ اکبر کرکے ایک وار عقرب سلیمانی کا اُسکے خانے پر لگایا کہ پانچو ہاتھ سانے سمیت کٹکے زمین پر گر پڑے وہ ہاتھون کو زمین سے اُٹھا کر بھاگا اپنی جان بچا کر بھاگا اور بعد ایک ساعت کے صحیح و سالم امیر کے سامنے اگر بدستور اول حربہ کیا اُنکو صدمہ دیا امیر نے بھی بدستور اول اُسکا دوسرا شانہ پانچو ہاتھ سمیت کاٹا وہ جلد کٹے ہوے ہاتھونکو اُٹھا کر چلتا ہوا اور ایک ساعت کے بعد آکر امیر پر حربہ کیا امیر کمال متحیر ہوکر یہ نشان ظاہر ہوے اُسکی یہ کیفیت دیکھکر نہایت حیران اور ششدر ہوے مناجات کرنے لگے ہنوز مناجات تمام نہ ہوئی تھی کہ حضرت خضر نے پیدا ہوکر سلام علیک کی امیر نے جواب دیکر کہا کہ یا حضرت اس دیو کے ہاتھ سے سخت تنگ آیا ہون ادھر مین اسکے ہاتھونکو کاٹتا ہون اُدھر پھر یہ صحیح سالم ہوکر میرے سامنے آجاتا ہی اپنا زور و قوت دکھاتا ہی حضرت خضر نے فرمایا کہ یا صاحبقران ایک چشمہ ہی اُسکے پانی کو خدا نے یہ تاثیر دی ہی کہ جس زخم پر پڑے فوراً زخم بھر جاوے درد جاتا رہے زخم بالکل صحت پائے چلو مین تمھین اُس چشمے کو دکھا کر غائب کردون تا یہ دیو مارا جائے پھر اُسکے ہاتھ سے تمپر صدمہ نہ آئے امیر حضرت کے ساتھ اُس چشمے پر گئے دیکھین تو واقعی پانی اُسکا ایسا مصفا ہی کہ آب کوثر اُسکے روبرو میلا معلوم ہوتا ہی نظر دوربین مین وہ چشمہ گویا آبحیات معلوم ہوتا ہی حضرت خضر نے قدم مارکر اُس چشمے کو غائب کردیا اُسکی حقیقت سے اُسکو آگاہ کردیا اور دو پتے ایک درخت کے کہ لب چشمہ سایہ فگن تھا ہر برگ اُسکا رنگ و بو مین اور صفائی مین رشک فرمائے دُر عدن تھا توڑکر امیر کو دیے اور فرمایا کہ اُن پتونکو حفاظت سے لیجائے عرق انکا بزرجمہر کی آنکھونمین کہ اُسکو نجتک نے نیل کی سلائیان پھیر کر اندھا کیا ہی ٹپکا دینا تا کہ اُسکی آنکھین روشن ہوجائین بینا ہوکر حالت اصلی پر آوین امیر نے اُن پتون کو اپنی کلاہ کے اندر رکھکر عرض کی یا حضرت مجھے اسی باغ کے اندر پہونچا دیجیے اتنی مہربانی اور کیجیے حضرت خضر امیر کو باغ مین پہونچا کر غائب ہوگئے اُنکو وہان کے

سب مراتب سمجھا کر غائب ہو گئے ابکی بار جو سمندون بعد حضرت خضر کے اُنیکے اُس چشمے پر پہونچا دیکھا تو چشمہ نہین ہے نہ وہ کا
نعرہ مار کے سر پٹک ٹپک کے مر گیا اپنی جان سے گذر گیا امیر نے اُس باغ مین چند کو ٹھریان دیکھین اُنکو جو کھولا انواع و اقسام کے جواہر
بیش قیمت نظر آئے اُنکے دیکھنے سے آنکھون نے بہت خطا اُٹھائے لڑکون سے کہا کہ تھوڑا سا جواہر یہان سے لیجانا چاہیئے ایسے جو ہیں پھر
پھر کہان ہاتھ آئینگے کچھ ضرور لینا چاہیئے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ اگر دنیا مین لیجاؤ گے اور وہان جاکر لوگونکو دکھاؤ گے تو عمرو
نامے میرا ایک بھائی ہے وہ تم سے چھین لیگا اُنمین سے پھر ایک بھی تمکو نہ لگا القصہ امیر نے دو مقام اس باغ مین کیے اور تیسرے دن
بستور لڑکونکو تو چھینکو نمین بٹھلایا اور زہرہ مصری کو اشقر کی پیٹھ پر سوار کیا اور آپ سیمرغ کی طرح سے اُسکی باگ پکڑکر چلا اس
صورت سے وہ ادھر چلے گیا رھوین دن دریاے محیط پر پہونچے حیرت مین تھے کہ کیونکر اُسکے پار اُترین نہ کشتی ہے نہ بیڑا ہے سخت
مشکل ہے ڈوبکر بھی جاؤ اسی فکر مین تھے کہ حضرت خضر نے آکر پار اُتار دیا اور اپنے معجزے سے اُنکا بیڑا پار کیا - دوسرے دن
اس لوہے کی چار دیواری کے پاس پہونچے جہان رہدار دیو کو مارا تھا کمال جرأت اور دلاوری سے اس سرکش دیو کو
کو قعر جہنم مین اُتارا تھا دروازہ اُسکا کھلا دیکھکر معلوم کیا کہ آج روز جمعہ ہے کیونکہ دروازہ اُسکا سوا جمعہ کے دن کے اور کسی دن
نہین کھلتا ہے ساتھ کی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھا اُنکی روح کو ثواب آیات صحیفہ پہونچا کر خوش کیا اور وہان سے روانہ ہو کر فرمانے
لگے کہ الحمد للہ آج سرحد قاف تمام ہوئی اب اُس مصیبت سے نجات پائی اللہ نے صورت آسائش دکھائی کوستان کے
نیچے نیچے سایے مین خوش خوش چلے جاتے تھے اور میوہ درختان خودرو سے توڑ توڑ کر لڑکونکو اور زہرہ مصری کو کھلاتے تھے شام کو
اُس پہاڑ کے دامن مین کھڑے ہو کر رات کے رہنے کیواسطے مقام تجویز کر رہے تھے کہ ایکطرف سے آواز سلام علیک کی آئی
غیب سے کسی نے آواز سُنائی اِدھر اُدھر دیکھین تو کوئی نظر نہین آتا اُس آواز دینے والے کا سراغ نہین پایا نہین جانا سامنے
ایک درخت تھا اُسپر نگاہ پڑی دیکھا کہ اُس درخت مین تمام پھل آدمی کے سر کیصورت لگے ہوئے ہین اور اُسی درخت سے آواز آتی ہے
اللہ کی قدرت اپنا تماشا دکھاتی ہے امیر نے خدا کی قدرت پر عشعش کر کے سلام علیک کا جواب دیا طریقہ سلام کا ادا کیا پھر آواز آئی
کہ یا صاحبقران میرا نام وراق ہے ایک روز سکندر بھی میرے سایہ مین شب باش ہوا تھا مین نے اُسکی دعوت کی تھی آج آپکی بھی دعوت
کرتا ہون اپنی خوشی خاطر سے آپکی ضیافت کرتا ہون شب کی شب اُس جگہ آرام کیجیے یہانکے سیر و تماشے سے اپنی طبیعت کو مسرت
دیجیے اُس گفتگو کے بعد ایک پھل درخت پر سے امیر کی گود مین گرا امیر نے اُسکو تراش کے آپ بھی کھایا اور زہرہ مصری اور اُن
دونون لڑکونکو بھی کھلایا ایسی لذت حاصل ہوئی کہ کسی پھل مین کبھی حاصل نہوئی تھی اور خوب آسودہ ہو گئے پھر اُسی درخت کے نیچے بستر کیا
تمام شب وہ درخت امیر سے باتین کیا کیا اپنی خوش بیانی سے اُنکو کمال سرور دیا کیا اور کہا کہ یا صاحبقران اسی مقام پر جہان تم
بیٹھے ہو سکندر نے بھی اپنا بستر بچھایا تھا اُس نفضاد لکشا مین اُسنے بھی آرام پایا تھا مجھ سے پوچھا کہ مین کب مرونگا اُس دنیا سے
کب کوچ کرونگا مین نے کہا کہ جب لوہے کی زمین اور سونے کا آسمان ہوگا تب تمہارا کوچ جہان سے ہیگا مین ہوگا اُسکے دو قرن کے بعد بیابان ہفت
گوش سلیمانی مین کہ یہان سے تھوڑی دور آگے ہے اور اُسمین درخت کا نام تک نہین ہے پہونچا اور تپش آفتاب سے بیتاب ہوا شدت گرمی سے

حال اُسکا نہایت خراب ہوا فغفور نے اُسکے زمین بچھاوین اور سر پر ذکا اُسکے سر پر سایہ کیا اس تدبیر سے اُسکو آرام دیا اُسی دم اسکندر کی
روح قبض ہوئی امیر نے پوچھا کہ یہ درخت مجکو بھی بتا کہ مین کب مرونگا جواب دیا کہ جب اشقر کے کسی پانون مین نعل باقی نرہے
تو تم جانا دنیا سے میرا کوچ ہے اور عمر اب تمام ہوئی صبح زندگانی کی شام ہوئی مگر ابھی بہت عرصہ ہے اسیطرح سے تمام رات وہ درخت
امیر سے باتین کیا کیا جب صبح ہوئی امیر اُس درخت سے رخصت ہو کر روانہ ہوے جب دوپہر کا وقت ہوا ریگستان تپنے لگا
اور لون چار و نظر فسے چلنے لگی جسکی حدت سے چربی پگھلنے لگی ہر ایک کا سباب وار دل اُس گرمی سے بیتاب تھا اُس دھوپ کی
تیزی سے حال زار تھا اگر صاحبقران کے پاس مشکیزۂ خضر نہوتا تو ہر شخص کی روح بدن سے مفارقت کر جاتی کسی کو صورت
زندگی نظر نہ آتی صاحبقران دمبدم مشکیزے سے پانی نیکر آپ پیتے اور ہمراہیونکو پلاتے تھے تمام کو اُسی بیابان کی رہبت مین
سے آسمان شکے لیے قیام کیا صبح کو پھر وہان سے روانہ ہوے خلاصہ سات دن تک اُسی بیابان مین پہلے روز کیطرح تکلیف اُٹھائی
کہین آسایش نہ پائی باوے آٹھوین دن ایک شہر کے قریب پہونچے وہانکی حاکم شیرین نامے ایک عورت تھی نہایت نیکذات
اور صاحب مروت تھی صاحبقران کو استقبال کر کے شہر مین لیگئی اور بڑے تکلف سے ضیافت کی ہر طرح کی اطاعت کی صاحبقران
نے دیکھا کہ سوا اُسکے عورت کے مرد کا نام نہین ہے اس عورت سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے مردیان دکھائی نہین دیتا بلکہ نام بھی سنائی نہین
دیتا اُسنے عرض کی کہ اُس شہر مین سوائے عورت کے مرد نہین پیدا ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ حمل کیونکر رہتا ہے بولی کہ جب عورت
حد بلوغ کو پہونچتی ہے شہر کے باہر ایکدرخت ہے کہ وہ کبھی پھولتا پھلتا نہین ہے وزن بالغہ اُس سے جاکر لپٹتی ہے اور ساتھی لپٹنے کے
ایک چیخ مار کر بیہوش ہو جاتی ہے بعد ایک ساعت کے ہوش مین آتی ہے اُسیوقت سے اُسکو حمل رہتا ہے اور لڑکی جنتی ہے امیر نے
خدا کی قدرت پر وجد کیا اور جس عورت کو دیکھا حسین و جمیل پایا کہ ایسا حسن و جمال کہین اُنکو نظر نہ آیا لڑکون نے امیر سے
کہا کہ یہان عورتین بہت صاحب جمال ہین تھوڑی سی لیچلا چاہیے شیرین نے کہا کہ یہانکی عورتین کہین نہین جا سکتین اگر
خدا کیطرف سے موکل تعینات ہو اگر جاوین بھی تو لے آتا ہے کہین جائین مگر وہ اُسکو پھیر لاتا ہے لڑکے بولے کہ یہ کیا آپ کہتی ہین بھلا ہمارے
ساتھ کر دیجیے دیکھین تو کون لے آتا ہے ہمسے چھین لینے پر کوئی کیونکر قابو پاتا ہے ہر چند شیرین نے تکرار کی مگر لڑکون نے
نہ مانا ہرگز اصرار نہ مانا پچاس عورتین با جازت شیرین اپنے ہمراہ لیکر چلے جب امیر شام کو منزل پر پہونچے اور شب کو
آرام فرمایا صبح کو اُٹھکر دیکھین تو آدھی عورتین غائب ہین لڑکون نے تاسف کیا ناحق شیرین کا احسان لیا جنے اُسکا کہنا
کیون نہ کیا اس روز شب کو لڑکون نے سب عورتون کی کمرین رسی لگا کر اپنی کمرین باندھی کہ اس صورت مین کیونکر چلی جائینگی
ہمسے جدا ہونیکی کیونکر فرصت پائینگی اور پانون پھیلا کے سو رہے پچھلی دانست مین اُنکے بھاگنے سے مطمئن ہو رہے
سیمرغ کی مادہ نے کہ یہ موکل تھی ان عورتونکو اُٹھا لیا زمین سے کئی ہاتھ اونچا کیا اور لڑکے بھی لٹکتے ہوے چلے اس عجلت سے
سر لٹکتے ہوے چلے امیر جو جاگے تو دیکھا کہ کوئی اُن عورتونکو لیے جاتا ہے کہ اُنکا پکڑنا کسیطرح ممکن نظر نہین آتا ہے اور لڑکے لٹکے جاتے
وہ بھی ایک مصیبت اُٹھاتے ہین امیر نے اپنے دل مین سمجھا کہ شاید کوئی دیو ہے ایک تیر ایسا مارا کہ مادہ سیمرغ کے

بازو مین تراز و ہوگیا اُن عورتون سمیت وہ اُتر پڑی اور وہ بولی کہ صاحبقران مین نے آپکا کیا قصور کیا تھا مین نے آپ کو کب کوئی آزار دیا تھا کہ مجکو تیرا امیر نے خاوند نے جو آپکے ساتھ نیکی کی تھی یہ اُسکا عوض ہی مین خدا کیطرف سے مامور ہون کہ ان عورتونکے شہر سے باہر جانے تک دون جس کام پر مقرر ہون وہ اپنا کام کرون صاحبقران مادہ سیمرغ کو دیکھکر بہت شرمندہ ہوئے اور عذر کرنے لگے کہ مین نے تجکو نہین جانا تھا مین قسم کھاتا ہون کہ مین نے تجکو نہین پہچانا تھا برائے خدا اپنے شوہر سے اسکا ذکر نہ کرنا اس میرے قصور سے درگذر نا کہ اُسکا مجھپر بڑا احسان ہی اسکے اداے شکر کی تجکو طاقت کہان ہی اور امیر نے اُسیدم بارگاہ الٰہی مین بخشوع و خضوع اُسکے بازو کے اچھے ہونے کیواسطے دعا مانگی چنانچہ امیر کی دعا مستجاب ہوئی کہ فوراً اُسکے بازو کا زخم بھر گیا اُنکا نالہ پر سوز اثر کر گیا اور وہ دیبائی زرہ امیر سے رخصت ہوکر عورتون کو اپنے ساتھ لیکے روانہ ہوئی

داستان شاہ عیاران عیار خواجہ عمر و بن امیہ ضمری

نوشیروان جو قیروان مغربی کے لشکر سے بنام پیران مغربی طبل جنگ بجاکر قلعہ تلواجہ کے سامنے فوج قاہرہ لے کے ٹھہرا ہوا تھا یک بیک سامنے سے گرد اٹھی جب گرد بیان خاک مقراض باد نے چاک کیا دو سو علم نمودار ہوئے عمرو نے جانا کہ دو لاکھ سوار رومی کی جمعیت ہی فوج کی بڑی کثرت ہی جب قلعہ کے متصل ہو نیچا معلوم ہوا کہ قیروان مغربی اپنے سپہ سالار سمی پیران مغربی کو لیے ہوے آتا ہی سب نے لشکر کو اپنے ہمراہ لاتا دیکھ نوشیروان نے پیچھے رومین کو استقبال کیواسطے بھیجا اُنھنے حاضر ہوکر بادشاہ پایہ تخت کو بوسہ دیا تمام احوال مفصل عرض کیا بادشاہ نے اُسپر بہت سی مہربانی کی اُسکو ہر صورت سے تسلی دی اور پیران مغربی کو قلعہ پر جانیکی اجازت دی کوچ کرتے بہت سی تاکید کی ہرگاہ پیران مغربی اپنے دو لاکھ سوار لیکر قلعہ کیطرف چلا عمرو نے اپنی فوج قلیل کو دیکھکر خدا کو یاد کرکے مناجات کرنا شروع کیا دفعۃً واحدۃً قلعہ کیطرف سے گرد اٹھی اور نقابدار رنگا رنگ پوش اپنے چالیس ہزار سوار سمیت آکر موجود ہوا جسکے دیکھنے سے اُسکا دل بہت خوشنود ہوا بختیار نے اُسکو دیکھکر نوشیروان سے کہا کہ یہی نقابدار رہبر سلمہ نوکی مدد کو آتا ہی لشکر اسلام ہی کی نصرت سے فتح پاتا ہی یہین نقابدار نے پیران مغربی کے برابر آکے ایک تلوار دوسر کی ایسی دی کہ چند قدم پیران مغربی کا گھوڑا بیٹھا ہوگیا اُسکے صدمہ سے سب زور اُسکا ہوا ہوگیا اُسنے طیش کھاکر ایک تلوار نقابدار کے سر پر ماری نقابدار نے گھوڑیکو ایسے دیا کر تلوار تو اُنکی ہاتھ بچاکر اچھین لی اور دوسرا ہاتھ کمر مین دیکر الگ تھلگ گھوڑے سے اُٹھاکر اوپر کو اُچھالا اور آتے ہوے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ کدو کے تکیطرح سے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر آیا اُسکی فوج نقابدار پر تکے گرمی اور نوشیروان کی فوج بھی اُسکی معین و یاور ہوئی لڑنے پر مستعد اور تلے اور ہوئی نقابدار اپنے چالیس ہزار سوار سمیت جنگل کو نکل گیا اُسکا قابو چل گیا عمرو نے قلعہ پر سے فتح کے شادیانے بجوائے لشکر خدا کا زبان پر لائے اور بادشاہ نے بخشیگری مہربان اپنے لشکر مین جا قیروان شاہ کو مات پر سی کا خلعت دیا اور اُسکو سب طرح سے دلاسا دیا حسن اتفاق سے اُسی دن مثقال شاہ نے کہ بادشاہ قلعہ تیغ مغرب کا ہی حاضر ہوکر نوشیروان کی ملازمت کی اور بہت سی تشفی دی کہ کل مین اس قلعہ کو لیے دیتا ہون ان لوگون کیلیے تمھارا انتظام لیتا ہون مگر آج شب کو میری دعوت قبول کیجیے یہان تشریف رکھکے راحت و آرام حصول کیجیے نوشیروان نے لشکر کے برابر اپنا لشکر اُتارا اور دعوت کی تیاری

مین مصروف ہوا بجان و دل ہر طرح پا سداری مین مصروف ہوا عمرو کی سنیے ہرگاہ اُسنے سُنا کہ مثقال شاہ نے نوشیروان کی دعوت
کی ہی سرداران لشکر کو مع فوج بلا کر کہا کہ تھوڑی سی محنت کرو تو مفت ہر طرح کے کھانے کھانے مین آوین ہم تم سب غذا نے نفیس سے
لذت اُٹھاوین کہ مثقال شاہ نے نوشیروان کی ضیافت کی ہی سامان دعوت مین بڑی وقت اور محنت کی ہی رات کو قلعہ سے نکلکر
امیر لندھور بہرام کا نام لے کے اُسکے لشکر پر شبخون مارو میرے کہنے سے اتنی محنت کرو سب نے قبول کیا اور عیاروں نے عمرو
نے کہا کہ تم آج دن بھر مین پانچسو بوکا غذ کے تیار کرو کہ قد اُنکا چار چار پانچ پانچ سو گز کا ہو اور پہنے اُنکے پانوں مین لگانا
اس ترکیب سے اُنکو بنانا جسوقت مین سفید مہرہ بجاؤن اُسکی آواز سنکر تم اُنکو سُناؤن تم اُنکو لیکر آنا ہرگز اس کام مین دیر نہ لگانا الحاصل عیاروں نے
تمام دنین کاغذ کے دیو تیار کیے جب رات کا وقت ہوا نوشیروان مثقال شاہ کے لشکر مین گیا آدھا گھڑی وہ شب شب تھی
اور چہار طرف روشنی بھی ہوئی تھی اور آتشبازی بھی چھوٹتی تھی باہ شاہ پانچ دیکھنے لگے جب بہرات کی عمرو نے مقبل کو سیاہ
قیطاس پر سوار کیا اور اُسکو سب مراتب سے خبردار کیا اور کہا کہ تو امیر کا نام لیتا اور عادی سے کہا کہ تو اپنے کو لندھور کہنا اور سلطان
بخت مغربی سے کہا کہ تو بہرام کے نام سے نعرہ کرنا الغرض فوج کو یہ سمجھا کر قلعہ کے باہر نکل کر مثقال شاہ و نوشیروان کے لشکر پر جا کر اقبل و فاول
نے نعرہ کیا کہ ہم سلطان صاحبقران حمزہ نامدار اور عادی نے کہا کہ ہم تم ہمزبان ملک لندھور بن سعدان اور سلطان بخت
مغربی نے نعرہ کیا کہ ہم بہرام گرد خاقان چین تینون لشکرون سے تلوار چلنے لگی بڑے زور شور سے شمشیر آبدار چلنے لگی عمرو نے دیکھا
کہ یہ تو لڑ مرے ہوے اور فوج میری تھوڑی ہی ایسا نہ ہو کہ شکست اُٹھاوین اُنکے ہاتھ سے دلت پاوین سفید مہرہ بجاکر منھ سے نکال لیا اور
سریفون کے لشکر پر ہونکا کر للکارا صاحبقران فرماتے ہین اے نرہ دیوان قاف جلد آؤن کا فونکو کھا جاؤ عیار عمرو کی آواز سنکر دیو کا
لائے مہرہ سفید کی آواز سنتے ہی بہت جلد آئے اور اُنکے منھ کے اندر سے قارورہ آتشین مارنے لگے کل لشکر کو یقین ہوا کہ فوج دیوان
قاف کی امیر کے ساتھ آئی اب ہمنے بے شبہ شکست پائی مارے خوف کے بھاگ کھڑے ہوے ہر چند جنگ نے کہا کہ یارو یہ سب
عمرو کی عیاری ہی یہ سب اُسکی چالاکی اور مکاری ہی لیکن کون سُنتا ہی سر پر پانون رکھکر جو بھاگے تو بارہ کوس پر جاکے دم لیا اکیلا
قرار نہ کیا بادشاہون نے بھی دیکھا کہ اگر بغیر فوج کے ہم یہان ٹھہرے رہے تو حریف کے ہاتھون کیا بلکہ اپنے پانوں سے قید ہو جاوینگے ناچار
ان شاہبازون کے نیچے مین صید ہوے وہ بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگے سب آپس مین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے بھاگے عمرو نے
مثقال شاہ و نوشیروان کے لشکر کا جہانتک مال و اسباب پایا لوٹ کر زنبیل کے حوالے کیا اپنا مال سمجھکر سب نے تکلف لیا اور تمام فوج کو اچھی
طرح سے پیٹ بھر کر کھانا کھلوایا سب خوش ہو کر خوب سیر ہو کے کھایا اور مقبل سے کہا کہ قلعہ مین جاکر زنانی سواریان سوار کرو اور
شتران بار بردار پر اسباب لاد کر جلد آؤ کوئی چیز وہان نہ چھوڑو سب یہان لاؤ کہ قلعہ تیغ مغرب کیطرف چلین وہان تو حکم کی دیر تھی
مقبل نے الفور زنانی سواریان مع مال و اسباب قلعہ سے لیکر باہر آیا ایک تنکا وہان نہ چھوڑا سب اپنے ساتھ لایا عمرو جمیع
خرد و بزرگ کو ساتھ لیکے قلعہ تیغ مغرب کیطرف روانہ ہوا ہرگاہ کہ قلعہ کے دروازے پر پہونچا مثقال شاہ کا خط جعلی وزیر کو دکھلا کر
قلعہ مین داخل ہوا ہر طرح کا اطمینان حاصل ہوا پھر کافرونکو تہ تیغ کیا سب مردودون نے شربت مرگ پیا اکثر لوگ مسلمان ہو گئے

عمرو نے انکو امان دی اُنکے قتل کی نیت نہ کی اور قلعہ کو اپنی وضع پر بنا کر کے چین سے فیلبند دروازے پر زر و اطلس چینی کے شامیانے نیچے کرسی مرصع نگار بچھا کے بیٹھا سامان بادشاہانہ لگا کر بیٹھا نوشیروان کا حال سنیے کہ اُسنے صبحکو عیار دنکو نوید دیوان قاف کی خبر لانے کیواسطے بھیجا کہ اُنکی خبر لائین وہانکی کیفیت دیکھتے آئین یہان عمرو نے کاغذ کے دیو دنکو بہاڑ کے نیچے صف بندی کر کھڑا کر گیا تھا عیار دوڑے دوڑے دیکھکر بادشاہ کو خبر دی جلد دوڑ کر اطلاع دی کہ لشکر دیوان قاف پہاڑ کے تلے صف باندھے کھڑا ہے ہر ایک شکل پہاڑ کے اژدہا نخچتاک بولا کہ گوہ کھاتے ہین جوانیسی بات بے اصل سناتے ہین اگر اصلی دیو ہوتے تو نہین یہان آنے کو کس نے منع کیا تھا اُنکا کون روکنے والا تھا یہ بھی عمرو کی عیاری تھی فقط اُسکی ہوشیاری تھی اُسنے اس فریب سے شکست دی دیکھو تو اُس عیار نے کیسی تدبیر کی آئین مشقال شاہ کے عیار پہونچے اُنھون مفصل خبر دی کہ وہ دیو مقوے کے ہین اور عمرو مع ہمراہیان قلعہ تیغ مغرب مین داخل ہوا نوشیروان نے بہت افسوس کیا اور سب کو اُنکی بے جرأتی پر طعنہ دیا خیمہ گاہ پر جو پھر کے آئے تو دیکھا کہ مطلق نقد و جنس شاہی و مال و اسباب لشکریان بیچارہ کا عمرو لوٹ کر لے گیا یہ سب سے بڑا داغ دے گیا مشقال شاہ کے لشکر مین بھی چھاڑو تک نہین ہی بہیڑ و بنگاہ کے لوگ جدا روتے ہین کہ بستر تک نہین ہی جو شب کو سوئین اس خرابی حال پر بھلا کیون نہ روئین دو دانے پانی کا تو کیا ذکر ہی کیونکر قوت لایموت کرین اب یہی ثابت ہوتا ہی کہ بھوک کے عذاب سے مرین بادشاہ نے مع فوج کوچ کیا اور قلعہ تیغ مغرب کو گھیر کے اُتر پڑے اور قصد کیا کہ اُنسے پھر لڑین اب عمرو کا حال سنیے اپنے سردارونکو جمع کر کے کہا کہ یارو اُٹھارھوان برس تمام ہونے پر آیا مگر امیر قاف سے نہ آنے پایا پس اب نصف خوراک قوت لایموت کیواسطے ملیگی جسکا جی چاہے رہے جسکا جی چاہے جائے اگر ہمارا دوست صادق ہو تو ہمارے ساتھ یہ تکلیف اُٹھائے سبھون نے قبول کیا مگر عادی کرب نے کہا کہ اپنا تو گذارا نہو گا جب سے امیر گئے ہین ایک دن پیٹ بھر کر کھانا کھانے مین نہین آیا اب اُسکا نصف ہو گا تو کاہیکو جیتا بچیگا مین تو بے موت مرونگا عمرو بولا کہ تجکو اختیار ہی رہ یا نہ رہ عادی کرب قلعہ کے باہر نکلا عمرو نے کہا کہ عادی کرب تو جاتا ہی اگر جیتا نہ پھرا جائے تو عمرو مین اپنا نام نہ رکھون پھر ترے آگے منہ نہ کرون عادی کرب بولا کہ اگر تجکو دیو نہ لیٹے تو عادی کرب نہ کہلاؤن مین بھی تجکو اپنا منہ کبھی نہ دکھاؤن یہ کہکر سیدھا نوشیروان کے پاس گیا اور کہا کہ اگر حضور مجکو نوکر رکھین تو نوکری کرون ہمیشہ آپکی خدمت مین رہون نوشیروان نے پوچھا کہ عمرو سے تجھ سے کیون بگڑی اُسنے مفصل حال بیان کیا بادشاہ نے باورچیخانہ کے داروغہ کو بلا کر فرمایا اُسکو حکم تبا کید سُنایا کہ عادی کرب جسقدر کھا سکے اُسکو کھانے دو اُسکو خوب کھلا کر سیر کرو اور عادی کرب سے کہا کہ تجکو ہمنے داروغی کی خدمت دی بغیر ہمارے پوچھے کسی غیر کو آنے نہ دینا ہر گز کسی کو قلعہ کے اندر جانے نہ دینا عادی کرب اسی دم در خیمہ پر جا بیٹھا دربانون کیطرح بستر جا بیٹھا شب کو ایک عورت جمیلہ بادشاہ کی چوکی کیواسطے آئی اُسنے اپنی صورت اس ناز و کرشمہ سے دکھائی کہ عادی کا دل اُسے دیکھکر بھر بھرایا دریاے شہوت جوش مین آیا جھٹ پٹ اُسکو پکڑ کے اُسکے ساتھ مجامعت کی کہان عادی کا عمود کہان اُس نازنین کا جسم تاب نہ لا سکی آخر کو مر گئی اس تکلیف کی تحمل نہ ہوئی فوراً جان سے گذر گئی عادی کرب اپنے

لین سوچا کہ صبح کو تم بھی مارے جاؤگے اس حرکت کی سزا ضرور پاؤگے بادشاہ کی سواری کا گھوڑا چوکی مین کھڑا تھا اُسپر سوار ہوکر
جنگل کی راہ لی رات بھر تو چلا گیا صبح کو بھوکا ہوا وہان کیا تھا کہ کھاتا جنگل سے لکڑیان توڑ کر لاؤ نگا یا اور گھوڑے کے کباب
لگا کر کھائے وہان سے ایک فقیر کے تکیے پر گیا سرگروہ فقیرونکا چھاندا بانٹ رہا تھا آپ بھی فقیرونمین ملکر بیٹھا سرگروہ نے ایک چھاندا
اُسکو بھی دیا اُسنے کھا کر کہا کہ مرشد اتنے کھانے مین فقیر کا کیا ہوگا سرگروہ نے ایک چھاندا اور دیا اگلا پچھلا کھا کر بولا
کہ مرشد آتش دوزخ تو تجھی ہی نہین سرگروہ نے کئی چھاندے اور اُسکو دیئے وہ اُسکو بھی چٹ کر کے کہنے لگا کہ تعجب ہی
ایک مرتبہ اسقدر نہین دیتے کہ فقیر کی آتش دوزخ بجھے قریب پانسو فقیر کے اس جماعت مین ہوگا سبھون نے بایکدیگر کہا
کہ یارو تم سب اپنا اپنا چھاندا اسکو دو دیکھو تو کہانتک کھاتا ہی یہ اتنا کھانا کیونکر اسکے پیٹ مین سماتا ہی عادی کرب
سب کا حصہ کھا گیا ایکدم مین سب کھانا اُڑا گیا فقیرون نے پوچھا کہ اتبو دوزخ بھرا بولا کہ دوزخ کیا بھریگا اتنا سا کھانا مجکو کیا
آسودہ کریگا مگر پانی پینے کا سہارا تو ہوگیا تب تو سبھون نے سرگروہ سے کہا کہ یہ آدمی نہین ہی معلوم ہوتا ہی یہ دیو ہی یا غول ہی
اسکو جلد رومال چھڑی دیکر یہان سے نکالو اس بلا کو اپنے سر سے ٹالو سرگروہ نے ایک رومال چھڑی مینوائی کی دیکر کہا کہ بابا
ملک خدا کا پڑا ہی چل پھر کر مانگ کھاؤ یہان سے تشریف لیجاؤ عادی شب کی شب اُس تکیہ پر سو رہا صبح شہر کیطرف کہ وہان سے
نزدیک تھا چلا دیکھا کہ شہر آباد ہی ہر شخص اس شہر کا خرم و شاد ہی بھیک مانگنے لگا ایک نان بائی نے کہ رحم دل تھا دو روٹیون پر
کچھ کباب رکھکر عادی کو دیئے اُنھون نے ثنا خوان کئے عادی اور مانگنے لگا وہ بولا کہ اب پھر مانگو اس ڈیل ڈول پر فقیری
زیب نہین دیتی محنت کر کے کیون نہین کھاتے ہو سوال کی دولت کیون اُٹھاتے ہو عادی نے کہا کہ محنت کرنیکو مین حاضر ہون
اگر پیٹ بھر کوئی بھرے سیر کرنیکا اقرار کرے نان بائی بولا کہ اچھا لکڑیان چیر کر کھانے کو مین تجھے دونگا تجکو کھلا کر آسودہ
کرونگا عادی نے سب کندے چیر کر ایک ساعت مین ڈال دیے سب لکڑیون کے ٹکڑے کیے نان بائی نے
پانچ روٹیان خیری اور سالن اُسکو دیا عادی نے اُسکو بھی چٹ پٹ کھا لیا اور کہا کہ پیٹ تو میرا بھرا ہی نہین تو نے کہا تھا
کہ پیٹ بھر دونگا تجکو سیر کر دونگا اُسنے اور پانچ روٹیان دین عادی نے اُسکو بھی کھا کر کہا کہ بھائی خوش طبعی کیون کرتے ہو
دل لگی کرتے ہو یا میرا پیٹ بھرتے ہو یکمرتبہ کیون نہین دیتے سکا سکا کے دینے مین پیٹ بھرتا ہی ندوح بھرتی ہی مفت مین
طبیعت پر گرانی گذرتی ہی روٹیون کے پاس تم اٹھ کھڑے ہو مجھی میری بھوک ہی اُتنا کھانا تو نگا تھا رکھا کھانا کچھ
دیدونگا ایسا تو مین پُرخور بھی نہین ہون کہ سب کھانا کھا جاؤن نان بائی نے انکار کیا عادی نے اُسکی گردن پکڑ کر دوکان
سے نیچے اُتار دیا اور آپ بھیک کھانے لگا ہر گاہ تمام روٹیان اور سالن کھا چکا اور پیٹ نہ بھرا دوسری دوکان جو اُسکے متصل تھی
اسمین جا کر مالک کو اُسکے نکالا کہ جتنی روٹیان اور سالن دوکان مین تھا مجکو کے تیسری دوکان پر جھکا عجیب طرح کا
بازار مین غل و شور ہوا اس حال کو دیکھکر ایک اژدہا ہجوم خاص و عام ہوا کہ کوتوال سنکر دوڑا مگر عادی کے
زور و قوت کو دیکھکر اُلٹا پھر گیا اُسکے پاس آنے کا اُسکو حیا نہ پڑا اور بادشاہ سے جا کر حقیقت حال کہی یہ سب کیفیت

مفصل عرض کی بیعاد شاہ مغربی دہان کا بادشاہ تھا خود سوار ہو کر آیا مع اراکین سلطنت جلد تشریف لایا عادی کی صورت
و وضع دیکھ کر بہت حیران ہوا سخت متحیر اور پریشان ہوا کہ ایسا آدمی اُسنے کبھی دیکھا نہ تھا چار طرفسے فریادی دوڑے کہ
اُسنے دوکاندارونکی تو دوکانین لوٹ کھائی ہین اور کئی آدمیونکا خون بھی کیا ہی ہم سب دوکاندارونکو بڑا صدمہ دیا ہی
بادشاہ نے کہا کہ اس سے کوئی مزاحم نہوے عادی کو بلا کر مستفسر حال ہوا اُسنے مفصل سچ سچ جو سرگذشت تھی سو کہی
اپنے حال سے اُسکو اطلاع دی بادشاہ نے کہا کہ کہین پہلوان غریب آزاری کرتے ہین غریبون پر اسطرح کی جفاکاری کرتے ہین
عادی نے کہا کہ مثل مشہور ہی مرتا کیا نہ کرتا بادشاہ نے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو تو نا قبول کرو تو ہین تمکو اپنے پاس رکھونگا تمکو
بہت بڑا منصب دونگا اور اپنی بیٹی کی شادی بھی تمھارے ساتھ کردونگا ایسا سلوک تمھارے ساتھ کرونگا لیکن یہان کا رسم ہی کہ اگر
خاوند مرجائے تو جورو اسکی جیتی اُسکے ساتھ گڑے اور اگر زوجہ مرجائے تو شوہر اُسکے ساتھ زندہ گاڑا جاے پھر وہ جیتے نہ پاے عادی نے
قبول کیا بادشاہ نے اسی دن اپنی بیٹی کا عقد اُسکے ساتھ کردیا عادی جو شب کو اُسکے ساتھ بمجرہ ہوا وہ عادی کے غمود کی تاب
نہ لاکی اُسکا بوجھ وہ بیچاری نہ اُٹھا سکی فی الفور اُسکی جان نکل گئی صبحکو اُسکے کفنانے کے دفن کرنیکو لیگئے اور عادی کو بھی پکڑ دھکڑ کر
ہمراہ لیا اُسکے ساتھ اُنکے دفن کرنیکا بھی قصد کیا جب اس عورت کی لاش کو قبر مین اُتارا عادی سے کہا کہ تو بھی قبر مین جا عادی
نے انکار کیا لوگونے چاہا کہ اسکو پکڑ کے قبر مین ڈالین مگر کسی نے یہ مجال نہ پائی اُسکے مقابل کی کسی کو تاب نہ آئی عادی قوت کے
بل سے قبر کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا اتفاقاً صاحبقران اُسی دن اُس شہر مین داخل ہوے ایک درخت کے سائے کے نیچے پوست گرگ
بچھا کر بیٹھے تھے اچھا سایہ دیکھکر اُسکے تلے آکر بیٹھے تھے آدمیون کا ہجوم دیکھکر خواجہ آشوب بہلول سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کیا
ہجوم ہی اسقدر آدمی کیون جمع ہین کسی بات کی دھوم ہی وہ جو وہان گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی قوی ہیکل قبر مین گاڑتے ہین اور
وہ گڑتا نہین اور اُسکے پکڑنے کو کسی کا حوصلہ پڑتا نہین امیر سے آکر کہا کہ ایسا حال ہی صاحبقران بھی دیکھنے کو گئے غوث دیکھین
تو عادی کو زبردستی لوگ قبر مین ڈھکیلتے ہین امیر حیران ہوکر کہا ایسا اُسنے کیا گناہ کیا ہی جو اُسے زندہ گاڑتے ہین اُسکی نسبی
بتائی صورت بگاڑتے ہین امیر نے اُس سے پوچھا کہ اے پہلوان تو کون ہی اور یہ اجر کیا ہی ان لوگون کا تیرے ساتھ معاملہ
کیا ہی عادی بولا کہ عادی کرب میرا نام ہی حمزہ نامے عرب کے پاس نوکر تھا وہ عمرو نامے عیار کو اپنا نائب کرکے مجکو اور
اپنے رفیقونکو اُسکے پاس چھوڑ کے بردہ قاف پر گیا اتنک وہ عیار قوت لاموت دیتا تھا مین اُسکو کھلے کے حمزہ کے انتظار مین
جیتا تھا بالفعل اُس عیار نے کہا کہ حمزہ کو گئے اٹھارہ برس پورے ہونے آئے ہین کہا تنک سرکھپی کرون تب کو کہان سے
کھانا دون جسقدر لوگون کو علوفہ ملتا ہی اُسکا نصف ملیگا کہا اب مجکو زیادہ میسر نہین ہوتا مین تم لوگونکی کفالت سے
سرنہین ہوتا مین نے دیکھا کہ اٹھارہ برس تک نصف پیٹ کھاکر مرا گیا سب طرفسے دل افسردہ ہوگیا اب چوتھائی پیٹ
جو ملیگا تو کاہیکو زندگی ہوگی کیونکر جیونگا آخر بھوک کے مارے ایکدن جان دونگا اس سے بھیک مانگ کر کھانا بہتر ہے
اسطرف نکل آیا مقدر نے نیا تماشا دکھایا یہان کے بادشاہ نے اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کردیا وہ قضاے الٰہی سے مرگئی

دنیا سے کوچ کر گئی اب جاتے ہیں کہ اُسکے ساتھ مجلو بھی گاڑدین میر درخت عمر کو جڑ سے اُکھاڑ دین امیر نے فرمایا کہ تو حمزہ کو دیکھے
تو بچانے عادی نے کہا کہ بچانون کیون نہین ہر چند اُسے اٹھارہ برس گئے ہوے ہین ہیئت بدل گئی ہوگی لیکن تو بھی خال
سبز رگ ہاشمی دکلالہ ابراہیمی سے پہچان لونگا امیر نے پیشانی کھجانے کے بہانے سے تاج کو سر سے سرکایا اس بہانے سے
وہ اُسکو دکھایا عادی کی جو نگاہ اُسپر پڑی قید کو توڑ کے امیر کے قدمونپر گر پڑا امیر نے اُسکو چھاتی سے لگا کر کہا کہ اب کسکی طاقت
ہے جو تجھپر دست اندازی کرے تجھ سے دست درازی کرے عادی کو اپنے پہلو مین کھڑا کر کے ایک نعرہ کیا ہر کہ دانہ دانہ
ہر کہ نہ داند کہ بداند منم صاحبقران حمزۂ نامدار قتل کنندۂ دیوان خونخوار شکنندۂ طلسم بربریان مہر نگار میعاد شاہ نے کی
آواز سنکر اپنی بارگاہ سے نکلا اور امیر کے پاس آکر بولا کہ حمزہ مین نے جانا تھا کہ تو دیوان قاف کے ہاتھ سے مارا گیا اگر جیتا
پھر اخیر دہان سے جیتا پھر اتو میرے ہاتھ سے آج نہین بچنے کا میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا آج اپنی حرکتون کی سزا
پائیگا یہ کہکر اپنے لوگون سے کہا کہ اس عرب کو مار لو ہرگز اسکے قتل کرنے مین دیر نہ کرو اور آپ بھی تلوار نکال کے ایک دیکھا
امیر نے ہاتھ بڑھا کر قبضہ اُسکی تلوار کا پکڑ لیا تلوار چھین لی اور اُسکو اُٹھا کے اس زور سے زمین پر دے مارا کہ سر اُسکا سینہ
مین گھسکر گوشت کا لوتھڑا معلوم ہونے لگا امیر اُسکو مار کے اُسکی سپاہ کے اوپر گرے سب فوج کو قتل کر کے نیست و نابود کیا
ایک کو بھاگنے نہ دیا عادی نے بھی وہی تلوار جو امیر نے میعاد شاہ سے چھین لی تھی لیکر کافرونکو مارنا شروع کیا بہگاہ بہت سے
کافر جہنم واصل ہوے عاقل خان نے کہ میعاد شاہ کا وزیر دوراندیش مین سم باسمی تھا امیر سے مشرف ہو کر امان مانگی اور
بخوشی مسلمان ہو کر امیر کو اپنے مکان مین لیگیا امیر نے زہرہ مصری کیوسطے ایک مکان خلوت کا دیا سب طرح کی خلداری
کر کے اُنکو خوش کیا اور سات دن ہیم عاقل کے گھر مین ضیافت کھائی ہر صورت سے راحت پائی چلتے وقت عاقل خان کو تخت سلطنت
پہ بٹھلایا ہر چند اُسنے چاہا کہ امیر کے ہمراہ جاوے امیر نے فرمایا کہ ابھی نہین تجھے سے تم آناجو مین کہون وہ عمل مین لانا امیر نے دونون لشکرون اور
زہرہ مصری کو بدستور گھوڑے پر سوار کیا اور آپ مع عادی پیادہ روانہ ہوے عاقل خان نے تمام شہر کو مشرف باسلام کیا اسلام
قائم رہنے پر سب سے عہد و پیمان لیا اور ایک عرضی مین امیر کے آنے کا حال لکھکر مع سر میعاد شاہ مغربی نوشیروان کے پاس روانہ کیا راوی
لکھتا ہے کہ امیر تین دن ایک ریگستان مین پہونچے جہان پانی اور سایہ کا نام نہ تھا ایسے بیابان مین پہونچے دوپہر کیوقت تمازت
آفتاب سے بیتاب ہو کر ایک درخت سایہ دار کے نیچے کہ لب دریا واقع تھا پوست گرگ بچھا کر بیٹھے وہ جگہ آرام کی پا کر بیٹھے
عادی نے کہا کہ گرمی سے پگھلا جاتا ہون مین اسوقت بڑی نیت اٹھاتا ہون اگر حکم ہو تو دریا مین غوطہ مارلون ذرا طبیعت کو تسکین
دون امیر نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے خوب جائیے اچھی طرح سے نہائیے عادی نے کپڑے اُتار کے دریا کے کنارے پر رکھے
اور آپ نہانے لگا دل کھول کے غوطہ مارنے لگا گہان مین ایک صندوق بہا چلا آتا تھا عادی نے اسے روک کر کھولا تو اسمین سے ایک پری
نکل کے عادی کے لپٹ گیا بھوت کیطرح اُس سے چمٹ گیا عادی نے صاحبقران کو پکارا صاحبقران نے پکار کر اُس پری کو پکڑ کے
پھر صندوق مین بند کیا اور عادی کو دیدیا عادی نے اپنے دل مین کہا کہ عمرو کا کہنا تو ہوا کہ مین زندہ زمین مین گاڑا

جانا تھا مجکو اپنا بچانا کسی صورت سے نظر نہیں آتا تھا مگر خدا نے مجکو بھی بچا لیا کہ یہ دیو مجکو ملا اس صندوق کو لیجا کر عمرو کو دونگا یہ بلا اُسکے سپرد کرونگا جب وہ کھولیگا یا اُسکو لپیٹ جائیگا تب مکو میرا کہنا یاد آئیگا عادی نے اُس صندوق کو محافظت سے اپنے پاس رکھا امیر چلے چند منزلوں کے بعد ایکدن عادی سے معلوم ہوا کہ عمرو مع لشکر تیغ مغرب میں مقام رکھتا ہی بجگہ مع متعلقین قیام رکھتا ہی امیر نے زہر مہری وغیرہ کو عادی کے سپرد کرکے فرمایا کہ تم کو سلطنت یکبارگی راستہ آمین آگے کا حال دریافت کرون وہان کی سب کیفیت سے آگاہ ہون یہ کہکر لشکر پر سوار ہوئے تھوڑی ہی دیر میں قلعہ کے متصل پہونچے قلعہ کے سامنے ایک ٹیکرا اتھا امیر کھڑے ہوکر قلعہ کو دیکھنے لگے دیکھا قلعہ تو چھوٹا سا ہی لیکن برج بارہ دو فصیل طیاری ہی پرندہ اگر چاہے کہ اُسکے اوپر اُڑکے جاوے تو عاجز ہو اگر سیمرغ بھی ارادہ کرے تو قید ہوئے اور قلعہ کے ایکطرف پہاڑ ہی اور دوسری طرف دریا ہی اور تیسری طرف صحرا ہی کوسون تک ہزار گلہ کھلا نظر آتا ہی جنکا مقدار ہرگز قیاس میں نہیں سماتا ہی اور جابجا میوہ دار درخت خوش اسلوب نظر آتے ہین کھانا تو کیسا جنکے دیکھنے سے لوگ حیات تازہ پاتے ہین اور چوتھی طرف کہ شاہ وردہ خشکی ہی اور تدسے بجا ہوا تو شیروان با لشکر غدار پڑا ہوا ہی خیمہ ہر سردار کا اپنے اپنے موقع پر کھڑا ہوا ہی اور عمرو فیلسنہ در وادی پر زر والطلسم چینی کے شامیانے کے نیچے کرسی جواہر نگار پر اس دماغ سے بیٹھا ہوا ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کی اُسکے آگے کچھ حقیقت نہیں اُسکی ہیبت در عجب سے کسی کو بات کرنے کی طاقت نہیں داہنی طرف تو شاہان و شہریاران ہمراہی دست بستہ کمربستہ کھڑے ہوئے ہین اور بائین طرف مقبل و فاد اپارہ ہزار تیرانداز لیے کھڑا ہی امیر عمرو کو اس بیچ دبدبے سے دیکھا بہت ہنسے اور قلعہ کی دیوار کے نیچے پوست گرگ بچھا کر بیٹھ گئے قلعون کی طرح سے اُسی دیوار کا تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور شقر دیو زاد سے زبان جنی مین فرمایا کہ تو بھی اس صحرا مین کہ قلعہ کے نیچے ہی جاکر کچھ کھا پی آ جو کچھ ہاتھ لگے وہ جاکر کہا لیکن کسی کے ہاتھ نہ آنا کسی کے دام مین اپنے کو نہ پھنسانا شقر نے صحرا کی راہ لی جو امیر نے کہا تھا وہی بات کی شاہ عیاران عیار کا حال سُنیے کہ اُسدن جاکر مہر نگار کو جو امیر کے غم مین بہت بدحال پایا بیٹھکر آپ بھی خوب رویا اور اُسکو بھی خوب رُلایا اُسکو دیکھکر اُسنے بہت رنج اُٹھایا اور رونے لگا کر بلکہ خدا کو یاد کرو اللہ کی رحمت پر بھروسا کرکے اپنی طبیعت کو شاد کرو دیکھو وہ کیا کرتا ہی جامع المتفرقین اُسکا نام ہی نا اُمیدون کی تمنا بر لانا اُسی کا کام ہی وابستہ حمزہ کو تم سے ملاویگا ایکدن تمھارا مطلوب تمھارے پاس ضرور آویگا مہر نگار نے کہا کہ ای خواجہ صبر کی بھی آخر کچھ انتہا ہی صبر کہانتک کرون کسطرح سے اپنی طبیعت کو تسکین دون آج امیر کو گئے اٹھارہ برس پورے ہوئے عمرو بولا کہ ابھی تو شام کو بڑا عرصہ باقی ہی اگر شام تک امیر پہونچ جائین اور خیر و خوبی سے تشریف لاوین تو خدا کی قدرت سے کیا دور ہی بلکہ ذرا قلعہ کے بالاخانے پر جاکر صحرا کی سیر دیکھو دیکھو تو کیسا ہزار گلہ کھلا ہوا ہی اور گیاہ سے کوسون تک مخمل سبز کا فرش بچھا ہوا ہی کسی طرح تو دل کو بہلاؤ خدا میری خاطر سے بالاے بام جاؤ مہر نگار کے بھی اُسوقت کچھ جی مین آگیا کلام عمرو کا اُسوقت بجا لیا چار ون طرف نظر اٹھاکے کیفیت صحرا کی دیکھنے لگین سقف قلعہ پر جاکے صحرا کی طرف قدرت خدا کا تماشا دیکھنے لگین اتفاقاً تین چار

قاز مین اُڑی چلی جاتی تھین کسی طرف سے اُڑتی ہوئی آتی تھین مہرنگار نے یہ کہکر تیر مارا کہ مین فال دیکھتی ہون اگر بیچ کی قاز کو مین نے مارا تو آج امیر سے ملاقات ضرور ہوگی بعد مدت مدید اُنکے دیکھنے اور ملنے سے مسرور ہونگی تیر بیچ ہی کی قاز کے بازو مین ترازو ہوگیا اور وہ قاز امیر کے روبرو گری امیر نے قاز کو توڑ چوڑ کرکے اپنے روبرو رکھا اور پیکان تیر مہرنگار کا نام دیکھکر بوسہ لینے لگے ہُن تیر کی بلائین لینے لگے سامنے سے عمرو نے دیکھا طیش کھاتا ہوا امیر کے پاس آکر کہنے لگا اے قلندر بے پیر تو نہین جانتا کہ اس تیر پر کسکے ناموس کا نام ہی تو بوسہ لیتا ہی لا تیر مجکو دے ابکی مرتبہ تو فقیر سمجھکر معاف کیا مگر پھر دیگر ایسی بے ادبی کریگا تو اپنی سزا کو پہونچیگا اس دلیرانی سے دار بقا کو پہونچیگا امیر بولے ابے جا مین نے تجھ ایسے عیار بہت دیکھے ہین اُسکو جا کر دھمکا جو تجھ سے ڈر جاوے ایسے فریبی مکار بہت دیکھے ہین مین بادشاہ ہفت کشور کو پشم کے برابر نہین سمجھتا ہون تو تو ادنی عیار ہی تیرا کیا اعتبار ہی عمرو جو غیظ مین آ یا فلاخن سے کھولکر ایک سنگ تراشیدہ خراشیدہ کف فلاخن مین رکھکر امیر کے اوپر مارا امیر نے اُس پتھر کو نگاہ مین رکھا جب سینے کے نزدیک پہونچا دونون ہاتھون سے بیچ مین روکا اور للکار کر کہا او عیار کمان جانتا ہی بسنجھال یہ تیر بھی تجھے اپنی صنعت دکھاتا ہی وہی پتھر عمرو کے مارا عمرو نے دیکھا کہ تھوڑے زور سے آتا ہی اُچھلکر الگ ہوگیا اور دوسرا پتھر اور امیر پر مارا امیر نے اُسکو بھی روکیا اور وہی پتھر عمرو کے مارا عمرو فوراً ہٹ گیا پتھر اوپر سے نکل گیا عمرو نے دیکھا کہ یہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتا ہی اب جدوجہد حال معلوم ہوتا ہی اس سے یون سر برنہ ہونگا چلکر لاؤ تیجئے اور تیر تو اس سے لیجئے عمرو نے نزدیک آکر کہا کہ او قلندر پانچسو روپیہ دیتا ہون تیر مجکو دے امیر نے نہ مانا مکر عمرو نے کہا کہ ہزار روپیہ لے اور تیر دے امیر نے کہا کہ مین نے قاف مین حمزہ کی بدولت ایسے ایسے روپیہ دنی ادنی کو ڈیڑھے ہین سو تو مجکو لالچ دلاتا ہی مجھے اپنی زرداری دکھاتا ہی عمرو یہ بات سُنکر بیچ گیا اور پوچھنے لگا کہ حمزہ کو دیکھے ہوئے کتنا عرصہ ہوا امیر نے کہا ابھی چھ مہینے ہوئے کہ مین اور وہ ایک جا پر تھے عمرو نے کہا کہ کچھ تم سے امیر کہتے بھی تھے امیر بولے کہ چلتے وقت اتنا کہا تھا کہ جب تک مین پہونچا تو میرے باپ سے سلام میرا لکہ خیریت میری کہدینا عمرو نے کہا کہ کچھ اور بھی کہا تھا بولے کہ ہان یہ بھی کہا تھا کہ اگر تمھارے فریقون سے ملاقات ہووے تو ہماری طرف سے انکو پوچھ دینا عمرو بولا کہ اور بھی کسی کو کچھ پیغام دیا ہی امیر نے فرمایا کہ ایک بات بتا کید تمام مہرنگار سے کہنے کو کہی ہی اپنی معشوقہ گلعذار اور دلدار وفادار سے کہنے کو کہی ہی عمرو نے پوچھا کہ وہ بات کیا ہی برائے خدا جلد کہیئے خاموش نہ رہیے امیر بولے کہ مین تجھ سے نہ کہونگا اُنکے خلاف حکم نہ کرونگا مہرنگار کے کان مین کہونگا اسواسطے کہ امیر نے مجکو یہی فرمایا ہی یہ فقیر پیام خاص لایا ہی عمرو نے کہا کہ یا حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہین یہ کیسی بات زبان پر لاتے ہین مہرنگار آپکے سامنے کیونکر ہوگی وہ پردہ نشین ہی اور صاحب جاہ و تمکین ہی امیر نے کہا کہ نہ ہووے مین کہونگا بھی نہین عمرو نے کہا کہ او قلندر پانچسو تین لے اور میرے پیغام کو کہدے امیر نے کہا کہ مین نے ایک دفعہ کہدیا اور تجکو بخوبی آگاہ کیا کہ اگر مہرنگار کو سُننا منظور ہو تو مجھے بلا کر اپنے کان مین سُنے اور نہین تو حجت کرنے سے کیا کام ہمپیام نہ سننے کا اُسی پر الزام ہی عمرو ناچار ہوکر محل مین گیا دیکھے تو جب طرح

کی خوشی ہو رہی ہو کوئی پھولون نہین سماتا ہو شخص نہایت شادمان اور خوش نظر آتا ہو عمرو نے پوچھا کہ یہ خوشی کس بات کی آج کیا کچھ کسی نے تمکو نئی خوشخبری دی ہو بلکہ مہرنگار نے کہا کہ مین نے فال گوش کے طور پر ایک قاز پر تیر لگایا تھا اپنے بخت کو آزمایا تھا وہ تیر قاز کے باندھ پر لگ کر ترازو ہو گیا مگر تیر مع صید قلعہ کی دیوار کے تلے گرا ہو ذرا اُسکو وہان سے لا دو اتنی مہربانی کرو اور خواجہ یہ فال بہت آزمائی ہوئی ہو یہ بات کئی مرتبہ میرے امتحان مین آئی ہوئی ہو ابھی تو دن بہت ہو ہزار بیوہ شام ہونے پائیگی کہ امیر آئینگے آج وہ ضرور تشریف لائینگے عمرو نے دیکھا کہ عجب طرح کا ہنگامہ ہو کوئی آسمان پر اڑکر لگا ہو کہ دیکھتی ہو تو کمتی ہو کہ امیر کا تخت اس ہوا مین ضرور ہو کوئی کوٹھے پر چڑھی ہوئی صحرا کی طرف تک رہی ہو کہ امیر اگر شکار کی راہ آوینگے تو ادھر سے آوینگے عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ غنیمت ہو مہرنگار کو کوٹھے پر جاکر بہلی تو اس مین پھر مہرنگار نے کہا کہ خواجہ میرا تیر وصید قلعہ کی دیوار کے نیچے گرا ہو اُٹھوا کر منگا دو یا تم خود جاکر لا دو خواجہ نے کہا کہ آج دیوار کے نیچے ایک فقیر قلندر آکر بیٹھا ہو معلوم نہین کہ کیا جانکر بیٹھا ہو قاز و تیر اُسی کے آگے گرا تھا اُسنے قاز کو توڑ کر کے روبرو رکھ لیا ہو اُسکو گویا اپنا شکار تصور کیا ہو اور تیر اُسکے ہاتھ مین ہو کہتا ہو کہ مین قاف سے آیا ہون حمزہ کا کچھ پیغام ملکہ مہرنگار کو لایا ہون مین اُسکے کان مین کہونگا جیسا اُنھون نے کہا ہو ویسا ہی کرونگا ہر چند مین نے اُسکو لالچ دیا اور اُس سے اصرار اور مبالغہ کیا بولا کہ مین نے بہت کچھ حمزہ کی بدولت قاف مین خرچ کیا ہو ہزارون روپیہ اپنے ہاتھ سے محتاجون کو غریبون کو دیا ہو چشم دل سیر ہو اب مجکو کسی کی خواہش نہین نہ تو تیر دیتا ہو اور نہ حمزہ کا پیام کہتا ہو مثل مشہور ہو ملہ جمعہ جبکہ روز وصال آتا ہو بیقراری دوچند ہوتی ہو مہرنگار نے بیقرار ہو کر عمرو سے کہا کہ خواجہ برائے خدا اُس فقیر کو جلدی بلا لاؤ اسمین ہرگز دیر نہ لگاؤ عمرو نے پھر اُمیر سے کہا کہ ای قلندر مین تجکو ہزار تمن دیتا ہون اگر حمزہ کا پیام مجھ سے کہدے میرے کہنے پر عمل کرے امیر نے کہا کہ گفتگوے نعوذ کرنا کیا ضرور ہی تجکو مہرنگار کے سامنے چل اگر پیغام کا سننا تجکو اور اُنکو منظور ہی ایک دفعہ کیا ہزار دفعہ کہدیا کہ مین سوائے مہرنگار کے کسی سے نہ کہونگا خلاف دستور کبھی نہین کرونگا عمرو نے ناچار ہو کر کہا کہ اچھا چلیے امیر نے قاز کو تو عمرو کو دیا اور تیر و پوست گرگ اپنے ہاتھ مین لیکر چلے عمرو نے امیر کو محل مین لیجاکے پردے کے پاس بٹھلا کر کہا کہ ای قلندر پردے سے لگی ہوئی مہرنگار بیٹھی ہی حمزہ کا پیام ادا کر امیر نے کہا کہ حمزہ نے مجکو اپنے سر کی قسم دی تھی کہ مہرنگار کے کان مین کہنا پس مین کیونکر قسم کے خلاف کرون اگر سننا ہو تو مہرنگار میرے سامنے آئے اپنے شوہر کا پیام سُن جائے اور نہین تو مین جاتا ہون یہ کہکے امیر وہان سے اُٹھکر چلے ناچار عمرو نے پردے کے اندر جاکے فتنہ بانو دختر وزیر مہرنگار کو ایک چادر اُڑھا کے بٹھلا یا بجاے مہرنگار اُس لڑکی کو امیر کے سامنے لایا اور کہا کہ لے ای درویش مہرنگار حاضر ہی حمزہ کی گلعذار و فادار حاضر ہو جو تجھ کہنا ہی کہا ب خاموش نہ رہ امیر نے کہا کہ مُنھ کھولو مین دیکھون کہ مہرنگار ہو یا کوئی اور ذی باد شاہزادیون کا سا طور ہی عمرو نے فتنہ کے مُنھ سے چادر جو ہٹائی اُسکی صورت جو اُسکو دکھائی امیر نے کہا کہ یہ مہرنگار نہین ہی یہ فتنہ ہی

حمزہ نے اسکی صورت کا بھی نشان مجکو دیا تھا اُسکے حال سے بھی مجکو آگاہ کیا تھا تب تو ناچار ہوکر خود مہرنگار امیر کے سامنے آئی پر مجبوری اُسکو اپنی صورت دکھائی امیر نے دیکھا کہ عجب حالت ہے رنگ زرد لب خشک چشم گریلے کپڑے پہنے ہوئے امیر کی آنکھ مین آنسو بھر آئے مگر آنکھ بچا کر اُن آنسوؤن کو پی گئے تاکہ راز نہان فاش نہو جائے کوئی شخص دیتا ہوا دیکھکر تاڑ جائے عمرو نے کہا کہ اے درویش یہ تو مہرنگار ہے اتو کہ امیر نے کہا کہ وہی میری ایک ہی بات ہے حمزہ کا پیام مہرنگار کے کان مین کہنگا جو مین نے پہلے کہا وہی کرونگا عمرو نے طیش کھاکر مقبل وغیرہ چند سرداروں کو بلا کر کہا کہ تم لوگ تلوار کھینچے کھڑے رہو جسوقت یہ فقیر باہر نکلے اسے مارلو ایسے گستاخ کے ٹکڑے کرو اس مین مہرنگار نے کان مین پہنچکا دیا اپنا سر اُنکے نزدیک کیا امیر نے چپکے سے کہا اے جان مین حمزہ ہون فقیر نہین ہون یہ کہکر تاج کو جو سر سے ہٹا دیا خال سنہرے رگ ہاشمی وکلالۂ ابراہیمی مہرنگار کو نظر آیا دیکھتے ہی مہرنگار نے ایک چیخ ماری اور اُدھر امیر نے ایک آہ کا نعرہ

کوہ قاف سے صاحبقران کا قلعہ نیج مغرب کی طرف ملکہ مہرنگار کے پاس آنا اور دفعتہً آپ سے تئین ظاہر کرنا اور مہرنگار و امیر کا بیہوش ہوجانا اور اُسکے بعد بصد خوشی جشن کرنا

مارا دونون بیہوش ہوگئے کثرت اشتیاق سے مدہوش ہوگئے عمرو نے جو غور سے امیر کی پیشانی کو دیکھا بیجانا اور یاالیقین جانا کہ یہ خود حمزہ ہے دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور کئی بار تصدق ہوا سب کو امیر کا آنا معلوم ہوا گلاب و بید مشک مہرنگار و امیر کے منہ پر چھڑکا اور چار طرف سے پنکھا جھلنے لگے دونون خود رفتہ آپ مین آئے امیر نے عمرو اور مقبل کو چھاتی سے لگایا سب کے حال پر التفات فرمایا اور بے اختیار رونے لگے سب کے سب زار زار رونے لگے اندر سے باہر تک اُسدن عید ہوگئی اُسیدم ملکہ مہرنگار نے جشن کی تیاری کا حکم دیکے حمام کیا اور پوشاک عروسانہ پہنکر اپنے کو ہر صفت

کیا امیر نے باہر جاکر ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے اُسدن صاحبقران پر صدقہ وجوا ہر نثار نہین کیا سامان تصدق طیار نہین کیا حتی کہ عمرو نکے دو پیسے تصدق کیے چونکہ عمرو کے مزاج مین خوش طبعی بہت تھی اسلیے اُسنے اسی قدر دیے فوراً عمرو نے نقار خانے مین نوبت بجانے کا حکم بھیجا لگی چھڑ جھڑ نوبت بجنے نقار خانے مثل رعد لگے گرجنے راوی لکھتا ہی کہ ہرگاہ آواز مبارک سلامت اور صدائے شادیانہ نوشیروان کے کان مین پہونچی عیارون سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی اُنھون نے عرض کی کہ صدا قلعہ کے شور و غل کی ہی سنتے ہین کہ حمزہ قاف سے آیا اللہ کے فضل سے بخیر و خوبی تشریف لایا بختک بولا کہ حضور پھر کوئی عیاری عمرو کی سوجھی ہوگی بادشاہ نے بزرجمہر سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہین بزرجمہر نے کہا کہ اندوے حساب کے تو معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ آیا ہوا ورنہ مین بھی یہی سوچتا بصرے سے آیا ہون کہ امیر حمزہ سے ملاقات کرون اور قاف کی کیفیت اُنکی زبان سے سنون اب اشقر دیو زاد کا حال سنیے وہ جو جنگل مین چرنے کو گیا وہان نوشیروان کے بھی گھوڑے چر رہے تھے اشقر کو جو دیکھا معلوم ہوا بہت سے گھوڑونکو ٹاپون سے مار ڈالا جو مقابلے مین آیا اُسکا بھرکا لگا لگا باقی بھاگ رہے قریب شام وہ اپنے لشکر کیطرف بھاگے اشقر نے اُنکا پیچھا کیا گھوڑے جو بدحواس ہوکر اپنے لشکر مین داخل ہوے اکثر خیمون کی طنابین ٹوٹ گئین لوگونکے ہاتھ سے رسیان چھوٹ گئین لوگ اشقر کے اور دوڑے اشقر نے جسپر مُنھ مارا اُسکو چیر کر پھینکدیا ایک تھپے سے پیٹ چاک کیا جسکے سر پر ٹاپ ماری کاسہ اُسکے سر کا جھن سے الگ جا رہا اوندھا زمین پر آرہا جس کی گردن پکڑے جھٹکا مارا سر اُسکا دھڑ سے الگ ہوگیا اسیطرح ہزارون کا فراشقر نے مارے نوشیروان کے لشکر نے جانا کہ مسلمانون نے سرشام شبخون مارا طیار ہوکر اپنی ہی فوج کو غنیم کی فوج سمجھکر صبح تک بایکدیگر گتھا گتھا کیے آپس مین جنگ و جدال کیا کیے صبح کو جو دیکھا تو سوا اپنی فوج کے دوسرے کا کشتہ نظر نہ آیا ایک بھی غیر شخص کو مقتول نہ پایا نوشیروان اشقر کو دیکھکر عاشق ہوگیا حکم کیا کہ اس گھوڑے کو کسی طرح سے پکڑنا چاہیے جس طرح سے بنے قبضے مین لانا چاہیئے جو اسکو پکڑنے جاتا تھا ضرب شدید اُٹھاتا تھا اپنی جان گنواتا تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ رات سے اسوقت تک نوشیروان کے لشکر مین شور و غل برپا ہی دریافت کرو کہ ماجرا کیا ہی کیسا ہنگامہ فساد ہورہا ہی عمرو نے اک مفصل حال بیان کیا صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ وہ گھوڑا امیر کا تم جاؤ اس سے کہنا کہ اے فرزند ارنایس و ارانیسہ تجھکو صاحبقران نے بلایا ہی یہ تا بحد اتیرے بلانے کو آیا ہی وہ اُسید مم تمھارے ساتھ ہوگا تم اسکو یہان لے آنا کسی طرح کا خوف نہ کھانا عمرو نے جو حسب الحکم امیر کے گھوڑے کو پیغام دیا اور اُسکو طلبی سے آگاہ کیا اشقر عمرو کے ساتھ ہوا امیر قلعہ سے نیچے اُترآئے اشقر کو گلے سے لگایا اور عمرو کی تعریف کرکے فرمایا کہ اے اشقر عمرو تمھاری خدمت کیا کریگا تمکو سب طرح کا آرام دیا کریگا اور عمرو کو حکم دیا کہ اشقر کو سب گھوڑونکے آگے باندھکر اسکے کھانے پینے کی تم خود خبر رکھنا اُسکے دو سہ دن عادی مع زہرہ مصری و خواجہ آشوب بہلول بوخیار زہرہ مصری کو تو امیر نے مہرنگار کے پاس محل مین بھجوادیا اُسکے اندر رہنے کا حکم دیا اور خواجہ آشوب و بہلول کو بلاکر اپنے پاس کھا عادی آپ

چپکے سے عمرو کو بلا لیگیا اور وہ صندوق دیکر کہا کہ اسمین بہت سا زر و جواہر ہی مجھے جس طرح سے ملا ہی اسی طرح مین نے تمھارے واسطے امانت رکھا ہی اس صندوق کو لیجیے اور سب جواہرات کو تصرف کیجیے عمرو صندوق کو لیکر عادی سے بہت خوش ہوا اور ایک کوٹھری مین لیجا کر کنڈی اسکی اندر سے دیدی اور اُس صندوق کو کھولا کھولنا تھا کہ اسمین سے ایک دیو نکلکر لپٹ گیا بے اختیار اُسکو چمٹ گیا عمرو نے سفید مہرہ بجایا اور غل مچایا امیر اُسوقت مہرنگار کے پاس بیٹھے ہوئے اُسکے لب لعل کے بوسے لے رہے تھے داد عیش عشرت دے رہے تھے ناگاہ سفید مہرہ کی آواز جو کان مین آئی ہڑبڑا کر دوڑے بہت بدحواس گھبرا کر دوڑے کہ عمرو پر کیا حادثہ ہوا جو وہ سفید مہرہ بجاتا ہی کسی نعمت مین شاید گرفتار ہوا جو مجکو آواز سُناتا ہی مہرنگار کو بیٹھے ہوئے صحن مین نکل آئے اور مقبل بھی زہرہ مصری سے اختلاط کر رہا تھا امیر کی آہٹ پاکر نکل آیا وہ بھی بہت گھبرایا امیر نے کان لگا کر جو سُنا معلوم ہوا کہ فلانے حجرے سے سفید مہرہ کی آواز آتی ہی اسی طرف آہٹ پائی جاتی ہی امیر اُس حجرے کی طرف گئے دروازہ اُسکا اندر سے بند تھا ایک لات ماری دروازہ ٹوٹ گیا دیکھین وہی دیو جسکو پکڑکے عادی کے حوالہ کیا تھا اُسکو قید کرنے کو دیا تھا کوٹنے سے لگا ہوا تھا ہی عمرو پر حملہ کرنے کو اڑا ہی اور ایک کونے مین عمرو کھڑا ہوا سفید مہرہ بجا رہا ہی کہ مین اُسکی مدد کو پہونچون اسلیے وہ مجکو آواز اُسکی سُنا رہا ہی امیر کو بند اُسکا پکڑے ملکہ کے سامنے لے گئے اور بوسیدہ کپڑے کیطرح سے ملکہ کے روبرو اُسکو چیر ڈالا کلیجہ اُسکا اُسکے پیٹ سے نکالا سبھون نے امیر کی قوت پر آفرین کی اُنکی جرأت پر شاباش دی اور مہرنگار نے بہت کچھ امیر پر سے نثار کیا چونکہ عمرو اس صدمے سے بیہوش ہوگیا تھا جب لوگ گلاب چھڑک کر اُسکو ہوش مین لائے عادی سے کہنے لگا کہ بھلا اے شکم بزرگ تو نے مجھ سے یہ حرکت کی مجکو خوب اذیت دی لیکن دیکھ تو مین بھی کیسا عوض لیتا ہون تجھکو بھی کیسا صدمہ دیتا ہون عادی نے ہنسکر کہا کہ خواجہ مین تمھارے کہنے سے زندہ قبر مین گاڑا گیا تھا کسی طرح میرا کہنا بھی تو ہوتا یا نہین بارے امیر نے دونون کو ملوا دیا اُنکو باہم موافق کیا اور فرمایا کہ عمرو خاطر جمع رکھ آسمان پری تیرے واسطے بہت سے تحفے قاف سے لاویگی جسکے دیکھنے سے تیری طبیعت بہت خوش ہوگی عمرو بہت خوش ہوا اور امیر کو دعائین دینے لگا کمال محبت و اخلاص سے بلائین لینے لگا۔

تمام ہوا دفتر تیسرا باقی حال جو تھے دفتر مین

لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالے

به عون صناع مکین و مکافی فضل خلاق مین و زمان

دفتر چهارم

داستان انگیز

باشتم

در مطبع منشی نول کشور مین لکهنؤ به طبع مزین مطبوع جهان شد

آغاز دفتر چہارم از داستان صاحبقران گیتی ستان لازل قاف

کوچک سلیمان امیر حمزہ عالیشان بن خواجہ عبد المطلب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معرکہ آرایان میدان حکایات وجنگ جویان عرصۂ روایات کیت خامہ کو صفحہ قرطاس پر اسطرح جولان کرتے ہین کہ جب نوشیروان اور بختک وغیرہ امرایان نوشیروان پر آنا صاحبقران کا پردہ قاف سے ظاہر ہوا اور ہر شخص اُن کے تشریف لانیکے حال سے ماہر ہوا بختک نے نوشیروان سے کہا کہ حمزہ اُٹھارہ برس کے بعد قاف سے آیا اور حضور سے شرف ملازمت نہ پایا پس بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی زبردستی لیا چاہتا ہی زور و قوت کے غرور سے یہ کام کیا چاہتا ہی ایسے مین طبل جنگ بجوایئے اُس سے سر مقابلہ آیئے کہ وہ تھکا ماندہ ہوا اور حضور کی رکاب مین فوج تہمار ہی آپکا تمام لشکر ولیدار جنگ پر طیار ہی بہت آسانی سے اُسکو مار لیتے ہین اُسکو شکست فاش دیتے ہین نوشیروان بھی اُسکے قہر مین آگیا اُسکے دلمین بھی خیال سما گیا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نفیر و سرنا گج نفیر و شتر و بوق و قرنا و جھانجھ و ترئی کے بجنے کا اذن کیا صاحبقران گیتی ستان نے بھی یہ خبر سنکر طبل جنگ بجوایا جھانجھ افراسیاب و بوق ترک و نفیر چشیدی نے صدائے صور کو یاد دلایا کیا بہ چینی قلا بہ چینی نے اٹھارہ من تبر زینی کی چوب اُٹھا کر اس زور سے طبل سکندری پر ماری کہ چرمنہ کوس تک آواز اُسکی گئی و لشکریان نوشیروان مین سے اکثرون کے کان کے پردے پھٹ گئے اس آواز کے صدمے سے مارے خوف کے خون بہادرون کے گھٹنے اور دست آدمی بہرے ہوگئے دونون لشکر و نمین رات بھر طیاری رہی سب طرح کی ہوشیاری ہی جو بہادر کہ ہمیشہ مستادی و یدار شاہد جنگ تھے اُنھون نے غسل کرکے پوشاک بدل عطر سہاگ کا لگایا سُرمہ آنکھون مین لگایا پان بیا کر منھ کو لال کیا ہر دم دعا مانگنے لگے کہ الٰہی سرخرو کیجیو اور زرد روئی حریف روسیاہ کو دیکھیو تلوارون اور جانبازون مین مشغول

کرنے لگے ترکش سلامت تیر ٹوٹے تیرونکے عوض مین بھرنے لگے جس کمان نے رخ بدلا تھا اُسکو آتش غضب نے کھائی بے تکلف آگ مین جلائی خنجر کے جوہر نکالے اپنے اپنے سب نے ہتھیار سنبھالے نیزون کے پھل صاف کرنے لگے گھوڑونکے چار جامین دوہرے تنگ زیر بند لگائے یار سے یار دوست سے دوست آشنا سے آشنا بھائی سے بھائی باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے جمعدار تمندار سے تمندار جمعدار سے کمیدان یکے سے یکا کمیدان سے باکدیگر گلگیر ہوگیا ایک دوسرے کی ظفر کے واسطے دعا مانگنے لگا فتاح حقیقی سے بکمال عجز وانکسار اپنا مطلب ومدعا مانگنے لگا بعضے ہنسکر جنسے ہمیشہ آنکھ لڑایا کرتے تھے نیزہ تلوار مارنے لگے کہ کل سپاہیونکی سیاہگری نیکیتنونکی نیکبتی دیکھینگے کسکی کھوپڑی گھوڑونکے سمونکی ٹھوکرین کھاتی ہے دیکھین کسکی تلوار آج اپنا جوہر دکھاتی ہے اور کون تھمہ چھوڑکر کے بھاگتا ہے کوئی بولا یار وخدا نے یہ دن دکھائے کہ کل بشاطی شجاعت عروس فتح سے بغلگیر ہونگے برسون سے آج ہی کے دن کا انتظار کرتے تھے خدا سے اسی دن کے آنیکی دعا لیل ونہار کیا کرتے تھے اور بروے ویزدانی دوجنیلی کے مزامو گر اجی ہمیشہ ماما پختیان کھایا کرتے تھے گھرونمین بیٹھے ہوے ڈھولکی ستار بجایا کرتے تھے کوس جنگ کی آواز سنکر عاجز اسمال مین مبتلا ہوے سب ہوش وحواس اُنکے ہوا ہوے رنگ زرد خشک چشم تر آہ برزبان اپنے اپنے سایسون سے کہنے لگے کہ آج پچھلی رات سے گھوڑے کو طیار کرنا تاکہ ہم اپنے گھر کی راہ لین ہم سے یہ نہوگا کہ مفت مین جان اپنی دین آج سامان جنگ کے طرح ہوتا ہی کل ہر گھنسام ہوگا لاکھون ہی مارے جاوینگے نیزے اور تلوارین کھاوینگے سایسون نے کہا کہ میان ایسا کیا ہی جسکی قضا ہوگی وہی مریگا بے قضا تو کوئی مرنے کا نہین دیکھے ہم جتنے چھوڑاتے ہین اکثر اُنمین ثابت رہجاتے ہین اور اگر ایسا دل رکھتے تھے تو سپاہ گری مین نوکری کیون کی گنجینون کے بیچے طبلہ سارنگی بجایا کرتے گھرونمین بیٹھے ہوے ملارین گایا کرتے تمکھلا کہدیتے کہ بابے کو بھکو تو دے ہوؤن مین سمجھ بڑا فصیحت کرنیوالا پیدا ہوا ہی ابے کیا اپنی خوشی سے سپاہیون مین جا کر کھوایا ہی اپنی رغبت سے کیا اس جنگل مین پھنسایا ہی خدا امان دے سیل خانہ جنیلی کو آتش دوزخ سے قبر مین جلاوے انکو کبھی حد مین چین نہ آوے خرچیان جمع کرکے گھوڑا مول لیا ہوگا جنس اس فرقہ مین داخل کیا بخشی سے ملاقات کرکے گھوڑے کو داغ کرادے گا بھکو نوکر رکھوایا ہم راضی کب تھے کہ سپاہ گری کے دفتر مین اپنا نام لکھوائین اپنے تئین اس غضب مین پھنسائین ایک دو روز نے اپنی فصد کھلوائی تھی ہمکو خون میکھر غش آگیا تھا سارا گھر رونے پیٹنے لگا بارے پہرونکے بعد ہمکو ہوش آیا تب سبکی جان مین جان آئی انکے دلون نے تسکین پائی ہمسے تلوار مارنے اور خم کھانے سے کیا علاقہ ہی اگر گھبین ذرا سی بھانس چبھ گئی تو ہمنے آہ وبکا وہ دیا کہکر ہمسائے کو تمام رات سونے نہین دیا آہ چلاتے چلاتے سارے محلے کو جگین کیا ہی جب پیسے کی بھنگ کھائی ہی تب کہین اُسکے نشے مین بھانس نکالی گئی ہی اور جب اس فوج مین نوکر ہین ہمیشہ بھاگتون کے آگے ہی مارتون کے پیچھے ہی رہے ہین ہمنے کبھی کاہے کو لڑائی کے صدمے سہے ہین تو چند روز کا لوکر ہی ہمکو ہمارا حال کیا معلوم آج سنتے ہین کہ بادشاہ ہفت کشور صف جنگ مین جائے گا سب کا امتحان کریگا ایسے ہمنے اپنے دلمین ٹھہرایا ہی کہ بیکے ہی سے چلدینے قبل از وقوع واقعہ اپنے بچانے کی تدبیر کیجئے

یہی نہ کہ پندرہ روز کی تنخواہ پر اوس پڑیگی یا یہ نوکری جاتی رہیگی بلا سے جان بچیگی تو دیا سلائی بیچ کھائینگے مگر لڑنے کو نہیں جائینگے القصہ نوشیروان کو اُسدن ایسی حرارت تھی کہ ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی کہ چاندنی میں شاہان و شہریاران ساسانی و کیانی و لہراسپی و کیخسروی مع فوج غدار لیکر ہو رہتاب جلاتا ہوا معرکہ کارزار میں آیا اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا امیر نے بھی یہ خبر سنکر مقبل سے صندوق سلاح طلب کرکے سلاح کارزار اپنے بدن پر لگایا اور اپنے کو خوب لیس بنایا اور اشقر پر سوار ہوکے فوج نوشیروان کے ساتھ مقابلہ کو طیار ہوے جتنے شاہ و شہریار امیر کے ہمراہ تھے اپنی فوج سمیت امیر کے ہمرکاب چلے کمال شوکت و شان سے زود و شتاب چلے اور کئی ہزار چار شاخہ پنجشاخہ بردار نقرئی و طلائی چار شاخہ و پنجشاخہ روشن کیے ہوے لشکر کے آگے آگے روان ہوے اس معرکہ آرائی سے بہت خوش و شادمان ہوے و قدم قدم پر مہتابیان چھوٹنے لگیں و دو دو ہزار عیار فتنہ و زلعتی بپتاوہ و سقرلاق گویں عیاری جال حریف کی جان کا جنجال ہو چکنہ و خنجر کمر میں لگائے امیر کے گھوڑے کے آگے ہو لئے شان و شوکت سے سب سردار ہمراہ ہوے سب کی نظر میں صاحب حشمت و جاہ ہوے اور شاہ عیاران عیار خنجر گذار یک نامدار تراشندہ ریش گلزان سزاوار سناہ شہریاران سرکشان خواجہ عمر و عیار بن امیہ ضمری کو سوت عیاری لگائے نیم تاج مرصع سر پر دھرے اُسپر سیمرغ کے پر کی کلغی لگائے چار سو عیاران فیل کے مقام کا نذر مہ کرتا ہوا امیر کے گھوڑے کا شکار بند پکڑے ہمراہ رکاب چلا القصہ صاحبقران اس صورت سے بکمال طاقت و تاب چلا اسوقت وہ چاند کا آفتاب نکلا اور دونوں لشکروں میں روشنی کا گل ہونا اور ہاتھ نشان کا چمکنا اور بحر ہرون کا ہوا سے پھر انا قبضوں کا کھڑکنا گھوڑوں کا ہنسنا نا کرکتیوں کا لکا لکا بولکر سیاہیوں کا بڑھ دینا عجب لطف دکھاتا تھا کہ جسکے دیکھنے سے بہادروں کے دلمیں دریاے شجاعت جوش کھاتا تھا اور سرداران و شاہان شہریار اسطرح صاحبقران کو گھیرے ہوئے چلے جاتے تھے کہ جیسے ماہ کو انجم اپنے حلقے میں رکھتے ہیں بے تکلف صاحبقران نوشاہ معلوم ہوتے تھے اور اہل لشکر ہراتی نظر آتے تھے دیکھنے والے اس تزک و احتشام کو دیکھکے کمال حظ اٹھاتے تھے ہرگاہ دونو طرف کے لشکروں نے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول بچھلا چندول وغیرہ چودہ صفیں آراستہ کیں میدان قتال کو صفوف افواج سے اپنے اپنے موقع پر نہایت آراستہ دیں بادشاہ فلک چہارم امیر کا یہ کمال دیکھنے کو تخت روپہ جلوہ فروز ہوا تمام عالم اسکے فیض سے بہرہ اندوز ہوا اور مخالفوں کے سینے میں انی نیزہ گرن کی چبھونے لگا مجمع حریفان دست خجالت میں ڈبونے لگا تبرداروں نے جھاڑ بوٹا میدان کا صاف کیا زمین کو شل چاند کے شفاف کیا بیابان اردبیہشت و بلند زمین کو ہموار کیا سطح زمین کو مانند اطلس چرخ کے زیبا لگا کیا ستونوں نے ہزارے مشکوں کے تہ میں ہاتھ مکر آبپاشی کی نیمہ ملک ملوت کا ناف میدان میں استادہ ہوا قابض ارواح جان نکالنے پر آمادہ ہوا ہر طرف ہر ایک کی پیشانی پر نکلنے لگا نقیب بآواز بلند پکارنے لگا کہ کمان میں سلاقہ اور کمان ہمالا مان کمان ہے سام و نریمان اور کمان ہے سہراب یل و رستم پہلوان تیغ میدان میں کمر اپنا جو ہر دکھادیں بڑے بہادر ہیں تو اس فوج جرار کے سامنے آویں لشکر دشمن ایک خشہ ہا ہو گیا میدان کارزار گویا میدان رستخیز سب کی آنکھوں میں نظر آنے لگا بازہ رہت کا گرم دیکھکر زمین گلوں میں مدام ہو گئیں نوشیروان کی طرف سے

ایک جوان ساسانی کو دیکھکر نام گھوڑا چھکا کر اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیکر رخصت طلب ہوا تو شیر ران نے
جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیکر میدان کی اجازت دی اسکی اس جرأت پر بہت تعریف کی اسکا تو جام عمر معمور ہی ہو چکا تھا اُسنے اُس جام کو
پی لیا اور میدان مین آکر للکار للکار کے لن ترانی کرنے لگا رستمی کا دم بھرنے لگا کہ اے مسلمانو تم مین سے جسکو آرزوے مرگ ہو وہ
میرے سامنے آوے جسکو دعوی شجاعت کا ہو وہ آج اپنی طاقت دکھادے صاحبقران نے یہ خبر سُنکر اشقر دیو نژاد کو اُسکے گھوڑے
کے برابر لاکر ایک وجھڑپ کی اُسکی گھوڑے کی پیشانی پر ایسی لگی کہ گھوڑا اُسکا پس پا ہو گیا رنگ اُس بیہودہ گو کا فق اور کثرت شرم
سے پانی سے پتلا ہو گیا صاحبقران سے کہنے لگا حمزہ از بسکہ تو زور آور و جوان جمیل ہے انصاف یہ ہے کہ تو جیتی رہے لاکی قوت
دلیری مین شہرہ آفاق و بعدیل ہے بادشاہ سے باغی نہو قصور اپنا معاف کروا کے رکاب سعادت انتساب شاہنشاہ عزت کشو
مین حاضر ہو ایسے سلطان والا تبار جہان دار مین حاضر ہو صاحبقران نے فرمایا کہ تو لڑنے آیا ہے یا پند و وعظ کرنے اگر لڑنا ہے تو جسطرح
طرح سے لڑ سکتا ہے تو اپنے لشکر کی راہ لے کسی اور احمق کو فریب دے اُسنے اپنے عیار سے نیزہ لیکر گھوڑے کو دونون پاؤن پر نچایا
خوب گھوڑے کو پھرایا صاحبقران نے بھی شاہ عیاران عیار کے ہاتھ سے نیزہ لیکر اشقر دیو نژاد کو چھکارا اس نے برابر آکر
صاحبقران پر نیزے کا وار کیا فن سپاہ گری نمودار کیا صاحبقران نے اپنے نیزے سے اسکو رد کیا دو دو طعن نیزے کے چلے تھے
امیر نے اُسکے داہنے پہلو کو خالی دیکھکر گھوڑے کو کاوا دیا اور اُسکے خالی پہلو کیطرف جاکے نیزہ مارنیکا ارادہ کیا وہ بھی نیزہ بازی مین
مشاق تھا سطرح سے ہوشیار اور چاق تھا امیر کی یہ حرکت دیکھکر امیر کے بائین پہلو مین کہ اُسوقت مرکب گردش سے خالی ہو گیا تھا
نیزہ مارا امیر کاٹھی کو خالی کرکے گھوڑے کے پیچھے پرجا رہے نیزے کی انی پہلو کے برابر سے چھاتی کے آگے سے نکل گئی دھسے اُدھر جا گرے امیر
نے فوراً زین پر قائم ہو کے اُسکے نیزہ کو بغل مین دبا کر گھوڑے کو جو پھیرا اُسکا نیزہ بیچ سے ٹوٹکر نصف زمین پر گرا اور نصف اُسکے ہاتھ مین
رہا امیر کی اس پھرتی کو دیکھکر دوست کیا دشمن سبھی شاباش مرحبا کہا عمرو نے دیکھا کہ نیزے مین جواہرات جڑے ہوے ہیں
ٹکڑے کو دوڑکر اُٹھا لیا اور جوہم کر زنبیل کے حوالے کیا اور کوہ پیکر سے کہنے لگا کہ لاوہ بھی ٹکڑا میرے حوالے کر تیرے کس کام کا آخر
میرے کام آئیگا مجکو تو فائدہ دکھائیگا اُسنے جواہر کی طمع سے کہا کہ او ساربان زادے تجکو کیا سودا ہوا ہے ایک تو میرے نیزے کا
ٹکڑا اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اپنے قبضہ مین کیا دوسرے دوسرا ٹکڑا بھی مانگتا ہے عمرو نے کہا کہ تو جانتا نہین مین گرے پڑے
مالکا ررزمگاہ کا کوتوال ہون تو خوشی سے دیگا تو بہتری نہین تو مین زبردستی لونگا اور تجکو خوب ذلیل کرونگا وہ خفا ہو کر
بولا کہ تو کیونکر لیگا مین بھی دیکھتا ہون یہ کہکر وہ ٹکڑا جو اُسکے پاس تھا اُسکی بوٹی کو عمرو کی طرف کرکے چاہا کہ ہولا دے اُسکو
دیکر عمرو نے فلاخن کے ڈورے کو نرم تاج سے کھولکر ایک پتھر اُسمین رکھکر اُسکے ہاتھ پر اس زور سے مارا کہ ہاتھ اُسکا
سُن ہو گیا اور وہ ٹکڑا نیزے کا زمین پر گر پڑا عمرو نے جھٹ کر اُسکو اُٹھا لیا جھٹ اپنے قبضے مین کیا اور کہا دیکھا یون
لیتے ہین احمقون کو اسطرح سے زک دیتے ہین یہ کہکر اپنی صف مین جا کھڑا ہوا اُسنے کھسیانا ہو کر امیر سے کہا کہ او عرب
بہت خوب کہ نیزہ بازی خلال بازی اور گرز بازی حمال بازی ہے مگر معلوم ہوا کہ نیزہ بازی مین تو لیگا نہ روزگار ہے

تو اس فن مین شتاب ہر شہر و دیار ہی ہر گز مین تجھ سے نیزہ بازی دگر بازی نکرونگا اس امر مین تجھ سے ہر گز سر بند ونگا میرے تیرے تلوار چلے کہ تیغ بازی ہے اس ترکیب مین امتحان یکہ تازی ہو امیر نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے تو میری عین آ بزور اس بات کی مجھے بھی حسرت ہو دیکھون تو کہ تیری تلوار مین کیسا جوہر ہے اور تو اس صنعت مین کیسا دلاور ہے اُس نے تلوار آبدار مانند تختہ دکان عطار میان سے لیکر امیر کے سر پر وار کیا امیر نے اُسکو سر پر روک کے رد کیا اور اپنی تیغ صمصام کو کھینچکر لمعہ کیا کہ اگر خبردار ہو جا اپنے ہتھیار سنبھال کر ہو شیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ مجکو غفلت مین مارا دیکھ تلوار اور وار اسکو کہتے ہین شمشیر آبدار اور قاتل کفار اسکو کہتے ہین یہ کہکر ایک ہاتھ اُسکے سر پر لگایا کمال قوت سے ضرب کو چلایا ہر چند اُس نے سپر کو پناہ سر کیا لیکن وہ تلوار کیا تھی کہ برق تھی سرایا زہر ناب مین غرق تھی سپر و خود و کاسۂ سر کو کاٹ کر زین کی کاٹھی مین جا بیٹھی کسی چیز کو سلامت نہ چھوڑا سب کو اگ کی طرح کھا بیٹھی اسکا زین پر گرنا تھا کہ نوشیروان کے ایک آہ مار کر فوج سے کہا

لشکر نوشیروان سے کوہ پیکر پہلوان کا بمقابلہ صاحبقران آنا اور ایک ہاتھ مین مارا جانا اُس کا

کہ ہان یہ عرب جانے نہ پائے کسی صورت سے بچ نہ جائے اسکو ہاتھون ہاتھ مارو اسکو جیسے ہو سکے قتل کرو فوج حکم پاتے ہی اسکی طرف گرپڑی ایک کھیت پر جا گری فوج اسلام بھی سپر و شمشیر و گرز خنجر نیزہ و تیر و کمان لیکر ٹوٹ پڑی لگی شبانہ تلوار چلنے ایک ساعت کے عرصہ مین چالیس ہزار سوار نوشیروان کے لشکر کا مارا گیا اور فوج کے پانون اُکھڑ گئے اہل اسلام کی تلوار کی تاب کوئی نہ لا سکا اُنکی شمشیر خونخوار کی ضرب کوئی نہ اُٹھا سکا امیر نے خلاف معمول اُسدن فوج مغرور کا تعاقب کیا انکو بھاگ جانے پر بھی بچنے نہ دیا چار کوس تک کشتون کے پشتے باندھتے چلے گئے اور وہان سے کامیاب شادیانے بجاتے ہوئے پھر اسقدر غنیمت لشکر اسلام کے اُسدن ہاتھ آئی اور اتنی دولت پائی کہ امیران لشکر نوشیروان فقیر اور فقیران فوج اسلام امیر ہو گئے زر و مال بیحساب پاکر سب صاحب توقیر ہو گئے امیر بارگاہ جشن مین آ کر گل رستم پر جلوہ افروز ہوا اللہ کی مدد سے منصور و فیروز ہوے اور جہانتک سرداران لشکر اسلام تھے دور دور امیر کے پہلو مین کرسیون پر بیٹھے پے موقع پر بیٹھے اور دلاور مسند پر بیٹھے اور جشن کی تیاری ہونے لگی نوبت عیش و طرب جاری ہونے لگی رادی کہتا ہے کہ امیر نے بعد انفراغ جشن عمرو سے پوچھا کہ تجھ پر کیا گذری اُسنے مفصل سرگذشت بیان کی اپنے حال کی ابتدا سے انتہا تک نکو ملاحدی اسمین خوجہ آشوب پہلوان کو

امیر نے بلا کر فرمایا کہ تمھارا کیا ارادہ ہے تمھاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تجارت کریں سوداگری کے مال سے نفع لیں امیر نے کئی ہزار اشرفیاں انکو دیکر رخصت کیا اور برسبیل تذکرہ فرمایا کہ تمھاری کاکلھدیا کا ان سے بھی کوئی شخص مزاحم نہ ہو بعد ازاں امیر نے عمرو سے پوچھا کہ ہمارے پیچھے بھی لندھور و بہرام بھی تمھاری مدد کرنے کو آئے تھے کبھی کچھ تحفہ تمھارے لیے لائے تھے عمرو نے کہا کہ ہیں بارہا انکو اپنا حال خستہ مال لکھکر بلایا مگر کسی نے جواب تک نہ لکھا نہ کوئی آدمی انکا میرے پاس آیا جب پھر حرلف کی چڑھائی ہوئی تھی ایک سقا بردار نامی پوش چالیس ہزار سوار سے آکر میری مدد کرتا تھا جسکے ہاتھ سے ہزارون آدمی مخالفین کام آتے تھے ہر چند میں نے چاہا کہ دریافت کروں کہ یہ کون شخص ہے اُسنے یہی جواب دیا کہ مجھسے ابتک کوئی کارنمایاں نہیں ہوا کہ میں اپنے کو ظاہر کروں اپنے حال سے تمکو باخبر کروں جب زیادہ میں نے اصرار کیا تو بولا کہ جب خدا امیر کو لاویگا اُسوقت تجکو میرا حال معلوم ہو جاویگا امیر نے برہم ہو کر فرمایا کہ اگر آج سے کسی ہمارے لشکر میں لندھور و بہرام کا نام لیا یا اُنکا کچھ ذکر کیا تو زبان اُسکی گدی کے پیچھے سے نکلوا ڈالونگا اُسکو نہایت ذلیل کرونگا چونکہ امیر کے آنیکی خبر جا بجا ملکوں میں پہونچگئی تھی بڑے بڑے بادشاہ گرانبار نذریں مبارکباد دینے کیواسطے امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو حاضر نہ ہوسکے انھوں نے زر و جواہر بطریق نثار تعلیت نامونکے ساتھ بھیجا انواع و اقسام کا اسباب نفیس متعددنکے ہاتھ بھیجا لندھور بہرام سنکر بہت خوش ہوئے لندھور نے بہرام سے کہا کہ ہمکو بیس بائیس برس کا عرصہ اس ملک میں آئے ہوئے ہوا اور حیف ہے کہ ابتک ملک خس و خاشاک سے پاک نہوا ہمسے کوئی کام خاک نہوا اور اس عرصہ میں کیا کیا نہ کفاروں نے عمرو پر چڑھائی کی اور اُسکو کیسی کیسی اذیت دی اور ہم میں تم میں ایک بھی اُسکی مدد کو نہ پہونچا صاحبقران جو یہ حال سُنا ہوگا بلاشبہہ رنجیدہ ہوے ہونگے ہمسے اپنے دلمیں بہت کشیدہ ہوے ہونگے بہرحال جو ہونی ہو سو ہو صاحبقران کی قدمبوسی کے لیے جانا ضرور ہے اُسنے اپنی تقصیر معاف کروانا ضرور ہے نہیں تو لوگ کیا کہینگے ہم ہمیشہ سب کی نظر و نمین فی لیل سے گرے ہوئے بہرام نے کہا بہتر ہے تم آگے چلو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں امیر کی دولت قدمبوسی سے افتخار پاتا ہوں یہ کہکر بہرام تو چین کیطرف گیا اور لندھور فوج جرار غنیم پر تعین کرکے امیر کے پاس روانہ ہوا چند روز میں امیر کے دردولت پر پہونچا امیر نے اپنے روبرو بلاکر بکمال غیظ شکوہ کیا سب کے سامنے اُسکو زیر عتاب کیا لندھور نے سرگذشت اپنی بیان کرکے بہت سا عذر کیا اور بہرام کا بھی حال عرض کیا بارے امیر نے تصور اُسکا معاف فرماکر اپنے پاس بٹھلایا اُسکو تسلی مصاحبت دیا اور عمرو سے پوچھا کہ کچھ معلوم ہوا کہ نوشیروان کہان گیا عمرو نے دست ادب باندھکر عرض کی کہ مغرب کی طرف گیا ہے وہان کے بادشاہ نے ایک پہلوان کو لاکھ کا افسر کرکے نوشیروان کی مدد کو بھیجا ہے بڑے زور و شور کا لشکر تھا جو سرحد پر بھیجا ہے سو کچھ لوگ تو لشکر نوشیروان اور شاہ مغرب کی فوج کے دریا کے کنارے پر ہیں اور کچھ سطرح پر ہیں اور کچھ سطرح میں فرمایا کہ ہماری گاہ بھی زیر کوہ عین سبزہ زار میں لب دریا استادہ ہو اور سامان جشن وہان سطرح کا آمادہ ہو اور ہمارے لشکر کو حکم دو کہ نوشیروان کے لشکر پر متعرضہ نہ ہوں فوراً بارگاہ گلشن کی جگہ امیر نے فرمایا تھا نصب کی گئی اور سامان جشن کا مہیا کیا گیا ہر شخص کو حکم اہتمام دیا گیا صاحبقران بمع سرداران نامدار و گردان باوقار دربار میں داخل ہوئے سب دست باخلاص اُس محفل نظاہر میں شامل ہوے اور ساقیان گلعذار و مطربان شیرین گفتار

زرنگار و جامہائے مرصع کا رلیکر یا ساز ہائے رنگا رنگ مجلس میں حاضر ہوئے صاحبقران سرگرم صحبت بزم تھے کہ عیاروں نے اگر خبر دی جلد
سے پنجکر اطلاع دی کہ مقبل و فادار ۔ ہرمز تاجدار و بختک نابکار کو اسیر کیے لیے آتا ہے اُن دونوں کو مقید کر کے حضور میں لاتا ہے امیر
یہ خبر سُنکر نہایت خوش ہوئے واضح ہو کہ جسدن جنگ مغلوبہ ہوئی تھی عین جنگ میں ہرمز تاجدار و بختک سے کار ابنی دانست تین
قلعہ کو خالی جانکر پانچہزار سوار ہمراہ لیکر مہر نگار کے لانیکے واسطے قلعہ میں گئے تھے وہاں مقبل و فادار چالیس ہزار سوار سے موجود
و مستعد تھا اُسنے سوارونکو مار کر ہرمز و بختک کی مشکیں باندھلیں اور امیر کے پاس لے آیا امیر کو یہ کام اُسکا دل سے بھایا کہ
صاحبقران نے ہرمز سے کہا کہ آپ مسلمان ہوویں تو یہ تخت آپ ہی کیواسطے ہے بیجیے اور خوشی سے حکومت کیجیے
بختک نے دیکھا کہ ہرمز تو جیسا تیسا مگر تو آج جانبر ہوتا نظر نہیں آتا میرا جی اسی باعث سے ہی بچ کھاتا ہرمز کو قبول کر لیگے لیے
اشارہ کیا ہرگاہ ہرمز و بختک خوف جان سے کینہ دلمیں رکھکر مسلمان ہوئے کلمہ میں داخل فرقہ اسلام و اہل ایمان ہوئے صاحبقران نے
ہرمز کو تخت کیخسروی پر بٹھلا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کیا سب کا رخانہ اُسکے قبضہ میں دیا اور آپ نذر دیکر سب شاہان و شہریاران و سرداران
لشکر سے نذر دلوائی اور بختک کو اُسکا وزیر کیا سب کام میں اُسکا مشیر کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا الغرض صاحبقران کو ایسی
خوشی ہوئی کہ بر رنگ گل پیراہن میں نہ سماتے تھے پھولونکی طرح پھولے جاتے تھے تیسرے دن چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ امیر خوش و خرم
بیٹھے ہوئے سبزہ زار کی سیر دیکھ رہے تھے لطف و تماشا وہانکا ہنگامہ غیر دیکھ رہے تھے کہ فلک پر سے تین طاؤس خوش رنگ اُس
سبزہ زار میں اُترے امیر نے مقبل و فادار و عمرو عیار کو اُنکے دیکھنے کیلیے بھیجا وہ اُنکو دیکھکر غائب ہو گئے ناظرین یہ حال دیکھکر حیران ہوئے
راوی لکھتا ہے کہ وہ طاؤس تھے آسمان پری مع لشکر جرار وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک کوہ کے دامن میں وارد ہوئی تھی اور
اس جگہ واسطے سیر کے آئی تھی کہ وہ زمین بسبب سرسبزی کے اُسکو بہت بھائی تھی اُسنے عبدالرحمن حبشی و سلاسل پریزاد کو نامہ
کر امیر کی خبر لانیکے واسطے بھیجا تھا وہ طاؤس بنکر امیر کے دیکھنے کو آئے تھے اپنی صورت اُن بھیس میں چھپائے تھے چنانچہ تھوڑی دیر کے
بعد بصورت اصلی بارگاہ میں حاضر ہو کر امیر کو مجرا کیا قاعدہ تعظیم و اکرام کا ادا کیا اور آسمان پری کے آنیکی خبر دی امیر نہایت
خوش ہوئے اور بغلگیر ہو کر اُنھیں اپنے پہلو میں کرسیوں پر بٹھلایا اُنکے حال پر بہت التفات فرمایا اور ہرمز تاجدار اور اپنے لشکر
کے سرداروں کو آسمان پری کے آنیکا مژدہ سُنایا اور عمرو سے فرمایا کہ لو مبارک ہو آسمان پری تمھارے واسطے قاف
کی سوغات لائی ہے بڑی دھوم سے آئی ہے عمرو بھی یہ مژدہ سُنکر بہت خوش ہوا تمام رات صحبت عیش و نشاط کی گرم رہی صبح ہوتے
ہی امیر سوار ہوئے آسمان پری کے پاس جانیکو طیار ہوئے جہانتک کہ شاہ و شہریار و سردار و سپہ سالار تھے سو اُنھوں نے بھی
مرصع پوش ہو کر صاحبقران کے جلو میں چلے سب ہمراہی کمال شان و شوکت سے اُس یکتائے زمان کے جلو میں چلے خواجہ عبدالرحمن
حبشی و سلاسل پریزاد و اکوانہ پری کے پہلے سے جا کر آسمان پری کو خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں بدیکھتے ہی
وتر کش سے آتے ہیں آسمان پری بہت خوش ہوئی اور اپنی بارگاہ سے امیر کے لشکر تک مخمل و قاقم و زربفت و کمخواب کا
یا انداز بچھوایا تمام راہ کو نمونہ باغ ارم بنایا جسوقت میر بارگاہ سلیمانی پر پہونچے سب کو دروازے پر چھوڑ کے آپ خیمہ کے

اندر گئے آسمان پری قریشہ کو لیکر بارگاہ کے دروازہ تک امیر کے استقبال کو آئی سب خواصون اور مصاحبون کو ساتھ لائی اور ہنسکر امیر سے کہا کہ آپ تو مجکو چھوڑ آئے تھے لیکن آخر ہم آپ ہی آگئین اور ملکہ مہرنگار کی عروسی کا سامان بھی اپنے ساتھ لائے ہین امیر نے پوچھا کہ کیا کیا لائی ہو مجکو پہلے سبکی تفصیل بتاؤ بعد ازان ہر ایک چیز مجھے دکھاؤ آسمان پری نے کہا کہ بارگاہ سلیمانی نقارخانہ سلیمانی چار بازار بلقیس اور ہر قسم کا جواہر و تحائف قاف و قاقم و سنجاب و مخمل و طلس نرنگار امیر بہت محظوظ ہوے قریشہ کی پیشانی پر بوسہ دیکر گلے لگایا اور آسمان پری کو بھی سینہ سے لگاکر بہت پیار کیا آسمان پری نے کہا کہ آپ تخت پر بیٹھین امیر نے قبول نہ کیا آصف برخیا کی کرسی پر بیٹھے جماتک یوجن پری آسمان پری کے ساتھ آئے تھے سبھون کے سردارون سے امیر کو آگہ کرایا امیر نے سبکو بنگاہ سرفرازی دیکھا اور ہر ایک سے خیر و عافیت پوچھی سبکی جداجدا خیریت پوچھی اور آسمان پری سے کہا کہ جو ہم اکثر عمرو عیار کی تعریف تم سے کیا کرتے تھے وہ بھی تمھاری ملاقات کا مشتاق ہو کر آیا ہے اسکو قبول کرنا چاہیئے جو کچھ تمھارے لیے پیشکش لایا ہے آسمان پری نے کہا کہ اسکو بلوالو اندر آنیکی اجازت دو عمرو جو بارگاہ کے اندر آیا بارگاہ کو دیکھکر اسکے ہوش اڑ گئے ایسا خیمہ بینظیر پایا دیکھے تو سوا امیر کے کوئی نظر نہین آتا ہی جسطرف اپنی آنکھ اٹھاتا ہی امیر سے پوچھنے لگا کہ ملکہ آفاق کہان، رونق افروز ہین جنکی آپ اسقدر تعریف کیا کرتے ہین آخر ہمین بھی تو دیکھون کہ وہ کیسی ہین جنھون نے اٹھارہ برس تک قاف مین آپکو بھلا رکھا تھا اپنے دام محبت مین پھنسا رکھا تھا امیر نے فرمایا کہ اے عمرو ملکہ آسمان پری تخت پر جلوہ فرما ہین تو سلام کیون نہین کرتا عمرو نے کہا کہ مجکو تو دکھائی دیتی نہین ہین کسکو سلام کرون ہین خود اس مقدمہ مین حیران ہون آپ سے کیا ایسا سلام مفت کا ہی کہین تخت و کرسی کو سلام کیا کرون میری عادت یہ نہین ہی کہ میں ایسے عبث کام کیا کرون ملکہ نے حکم کیا اپنے کارگزارونکو اذن دیا سرمہ سلیمانی عمرو کی داہنی آنکھ مین لگا دو اس سرمہ کا تماشا ذرا اسکو دکھا دو واضح ہو کہ سرمہ سلیمانی داہنی آنکھ مین لگانے سے دیو نظر آتے ہین اور بائین آنکھ مین لگانے سے پریزاد و پریان نظر آتی ہین عمرو کی داہنی آنکھ مین جو سرمہ لگایا عمرو کو دیو کی صورت دکھائی دینے لگی سب مجمع دیو ونکا عمرو کی نظر مین آیا بہت سی توبہ استغفار کر کے امیر سے پوچھنے لگا کہ ان مین کی حرم خاص ملکہ صاحب کونسی ہین برائے خدا مجھے جلد بتلایئے انکی صورت مجھے دکھلایئے امیر عمرو کے اس کلام پر بہت ہنسے اور ملکہ بھی ہنسے ہنستے تخت پر لوٹ گئی حکم کیا کہ اسکی بائین آنکھ مین بھی سرمہ لگا دو اب اسکو ہماری صورت دیکھنے کا بینا ازدہر گاہ بائین آنکھ مین سرمہ لگایا گیا عمرو کو پریون اور پریزادونکا جماؤ نگاہ مین نظر آیا دیکھا کہ تخت پر ایک ملکہ صاحب جمال خورشید تمثال بیٹھی ہوئی ہی بالکل ماہ جلال بیٹھی ہوئی ہی اور ایک لڑکی رشک ماہ چارہ دہ بالکل امیر کی شباہت ملکہ کے پہلو مین جلوہ فگن ہی حسن و ال افروز دیکھنے والو کو حیرت افزا ہی دلمین کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہی یہ لڑکی امیر کی ہی تخت کے نزدیک جاکے ملکہ کو سلام کیا اور صاحبقران سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری یہی ہین اور صاحبقران اس صورت کیواسطے تو نے اٹھارہ برس قاف مین اوقات ضائع کی حال لانکہ تو مین تو اسی صورت کیواسطے ایکدن بھی نہ رہتا ہر گز تمھاری طرح سے معیشتین نہ سہتا مین تو ایسی عورت سے جاے دور کہلوٹا بھی نہ اٹھاؤن اٹھے ہاتھ کے چھوٹے ہوے پر بھی نہ جاؤن ملکہ کھسیانی ہو کر آبدیدہ ہو گئی امیر نے زبان جنبی ہین آسمان پری سے کہا

کہ تم آزردہ کیون ہوتی ہو یہ ایک مسخرا ہے یہ اسکی ایک ادنی خوش طبعی ہے ابھی ہوا کیا ہے تم دیکھو گی کہ کیا کیا سوانگ لاتا ہے کیسے کیسے شعبدے دکھاتا ہے اور میں نے جسے قاف مین جب اسکا ذکر کیا تھا کہ انہین تھا ایسا فیلیہ ہے کہ جسکی حرکات سے لوگ حیران ہوتے ہین اپنے ہوش و حواس کھوتے ہین ایک کام کرو تم اسوقت کچھ اسکو دیکھو یہ کیفیت دیکھو آسمان پری نے آنسو پونچھ کر ایک خلعت مرصع باجند جواہر عمرو کو عنایت کیا اُسکے ساتھ زر نقد بھی دیا عمرو نے خلعت پہنکر تسلیم کی اور چٹکی بجا بجا کر اس شعر کو مکرر سہ کرر گانے لگا اور مسخرا پن کرکے تالیان بجانے لگا شعر کیا ترے حسن کی تصویر ہے اللہ اللہ سورۂ نور کی تفسیر ہے اللہ اللہ اور امیر کیطرف دیکھکر کہنے لگا اے صاحبقران مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ صاحبقران کے ہاتھ کوئی ماہ پیکر ایسی لگی ہے کہ جسکو چھوڑ کر آنے کو جی نہین چاہتا نفس الامر مین جسکو ایسی معشوقہ جمیلہ میسر آوے وہ دنیا و مافیہا سے کیون نہ بیخبر ہو جاوے پہلے مین جانتا تھا کہ مہرنگار ہی دنیا مین صاحب جمال ہی خوبصورتی مین بیمثال ہے مگر اس ملکہ خورشید تمثال کے روبرو تو ذرہ کے موافق بھی وہ چمک دمک نہین رکھتی مہرنگار ایسی صورت و شباہت کہ جسکی روشنی اور نزاکت کے آگے خورشید شرمائے ماہ تابانی کیا حقیقت جو مقابلے مین آئے بیشک نہین رکھتی آخر کیون نہو کہ آسمان کی دم زادہ کہان پریزاد آسمان پری عمرو کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوئی اور بے اختیار یہ کہکر ہنسی کہ پھر بے گھوڑے ہین سے کچھ تو اسقدر جواہر اور قاف کا تحفہ عمرو کو دیا کہ عمرو نہال ہو گیا بعد ازان آسمان پری نے امیر کے لشکر کے امیرون اور سردارون پہلوانون کو بلا کر ہر ایک کے مرتبہ کے موافق خلعت عنایت کیا ہر ایک کو بقدر مرتبہ اسکے زر نقد و انعام دیا کہ چشم دہم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور امیر پر تاکید کی کہ مہرنگار سے عقد کرنیکے لیے جلدی کرو سامان کے جمع کرنیکا اپنے کارگزارون پر حکم جاری کر دا گرچہ مین اسباب عروسی قاف سے اپنے ساتھ لائی ہون اور اس کام کے انجام کرنیکے لیے مستعد ہو کر آئی ہون لیکن اس اقلیم کی رسم سے تو آگاہ نہین ہون یہانکے دستور کے مطابق بھی طیاری ضرور ہی مخلوق اس تقریب کی رونق اور آرایش بخوبی منظور ہی امیر تین دن آسمان پری کے پاس رہکر چوتھے دن اپنے لشکر مین آئے چارون تک آسمان پری کے پاس سے چھٹنے نہ پائے اور مہرنگار سے جاکر فرمایا نہایت خوش بیانی سے یہ مضمون سکو سنایا کہ آسمان پری تمہارے واسطے سامان عروسی قاف سے لیکر آئی ہے اور بہت سا اسباب نفیس و نایاب اپنے ساتھ لائی ہے اور تاکید پر تاکید کرتی ہے کہ جلد شادی کرو مہرنگار یہ امین توقف نمو مہرنگار تو سنتے ہی کرکے چپکی ہو رہی امیر نے باہر آکر پری تقدیر ہر مرتاجدار سے کی اور اس کیفیت سے مفصل اطلاع دی اور طبل عروسی بجنے کا حکم دیا جمع ہوئے سامان شادی کا حکم کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی نوشیروان کو لکھی کہ نفس الامر مین مہرنگار کو آپ مجکو دے چکے تھے مگر گردش فلک سے اکثر حوادثات بکدو عوائق ہوے کہ مین عقد کرنے سے مجبور رہا ایسے مہورتا مناسب بیتی آئے کہ اس کام کے انجام مین فتور رہا بہر حال گذشتہ کا صلوات اب عرض ہی کہ بالفعل بفضل مہرنگار سے عقد کرتا ہی امیدوار ہون کہ حسب دستور روزگار مکرر اجازت دیجیے میرے حال پر عنایت کیجیے کہ خوشی خوشی اس کار خیر کو انجام دون بڑی شان و شوکت سے اُسکے ساتھ عقد کرون اور مجلس آئین و رسم بہت فرین مین حضور کا بھی قدم رنجہ فرمانا فرض ہی اگر فضل کو قدم رنجہ فرما کر سرفراز کرین تو آپکی عنایت سے کیا دور ہی عمرو نے بادشاہ ہفت کشور کی خدمت مین جاکر عرضی گذرانی بادشاہ نے اسکو پڑھکر عمرو سے پوچھا کہ مین نے سنا ہی کہ آسمان پری مہمان

عروسی و تحائف قاف مہر نگار کیواسطے لائی ہو وہ بڑے سامان سے آئی ہو یہ خبر سچ ہو یا جھوٹ عمرو نے عرض کی کہ راست ہو
و سمین ایک سو ہو فرق نہین اس عرصے مین ایک عرضی ہرمز و بختک کی بھی پوہنچی اسمین لکھا تھا کہ آپ امیر کو شادی کی اجازت
دیجیے تاکہ بات مین فرق نہ آوے اور وہ بھی شکستہ دل نہووے کیونکہ اگر حکم بھی نہ دیجیے گا تو بھی حمزہ مہر نگار سے شادی کریگا اگر نوشت
موجب سبکی کا ہوگا بادشاہ نے رقیقون اور سردارون کو بلاکر ہرمز کی عرضی وغیرہ کی اُنکی سب عبارت پڑھکر سُنائی سبھون نے بالاتفاق
شاہزادہ کی رائے کو پسند کیا نوشیروان نے قلمدان منگا کر امیر کی عرضی کا جواب لکھا اور شادی کی اجازت نامہ دی مگر محفل مین
جابجا انکار کیا اکثر فقرے کہا کہ ہمنے تو ایسی شادی فقیر کی بھی نہین دیکھی نہ کہ امیر کی شادی ہوتی ہی معلوم ہوا کہ امر شادی
آپ ہی آپ کر لیا کرتے ہین ایسے امر عظیم کو یون سرسری انجام دیتے ہین بزرجمہر نے کہا کہ اگر لوگ جاوینگے تو امیر بعزت تو فیر
بھلا دینگے اور تماشا دکھلا دینگے دو چار دن کیفیت دیکھکر چلے آیئے گا بہت دنون قیام نہ فرمایئے گا اور نوشیروان سے کہا کہ اگر حضور
علانیہ اپنا جانا مناسب نہین جانتے تو عمرو کو کچھ انعام دیجیے کچھ اُسکے ساتھ سلوک کیجیے کہ وہ اپنے مکانین بھلا کر تماشا دکھلاوے
بہت ادب سے پیش آویگا بادشاہ نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہین ہی عمرو سے فرمایا کہ ہم آزادہ کیصورت بنکر جاوینگے عمرو نے قبول کیا
بادشاہ نے عمرو کو خلعت دیکر رخصت کیا اور بزرجمہر عمرو کیساتھ ہوے راوی لکھتا ہی کہ جب امیر نے اپنے خط کا جواب پایا بہت
خوش ہوے اور ہر شخص کو دکھلایا اور بزرجمہر سے بغلگیر ہوکر اُن دونون بزرگون کا عرق جو حضرت خضر نے دیئے تھے اپنے ہاتھ سے
بزرجمہر کی آنکھ مین ٹپکایا آنکھین تازہ روشن ہوگئین دم بھر مین اُنکو بینا بنا دیا بزرجمہر نے امیر کو مبارکباد دی لگی نوبت
عروسی جھڑ جھڑ بجنے دیو پریزادون نے ملکہ آسمان پری کے حکم سے بارگاہ سلیمانی کو ایک بلند ٹیکرے پر مسناوہ کیا سامان
جلوس و آرایش کا حد سے زیادہ کیا اور چار طاق بارہ بلقیس اُسکے متصل قائم ہوا چار سو دیو اُس بارگاہ مین فرش بچھانے
اور جاروب کشی کیلئے متعین ہوے نقارخانہ سلیمانی مین نوبت بجانا شروع ہوا چار سو دیو اُس بارگاہ مین فرش بچھانے
پہنچے اپنے موقع پر گوہر شاہوار لگ گئے ملکہ آسمان پری مہر نگار کو خلوتخانہ سلیمانی مین لیگئی اور بزم جشن عروسی مرتب ہوئی
جو جو بات کہ محفل عروسی کیواسطے لازم ہو وہ سب ہوئی برات کے دن امیر خلعت شاہانہ پہنکر اشقر دیو زاد پر سوار ہوئے اور
شاہ و شہریاران روزگار امیر کے رکاب ہو اہر شاہ کیتے ہوئے گرد گھوڑے کے چلے بارہ ہزار جن بحجر حسین جمیل جھانکے بیچ مین اور
دو رویہ لگ جواہر کی لالٹینین ہوی کا نوری تبان روشن کیے ہوے میر کے گھوڑے کے آگے جاتے تھے سب لگا جس جس کام پر مستعد اور متین
وہ کل انتظام و اہتمام سے سب مورکا انجام خوبی فرماتے تھے اور چالیس ہزار جن قاف کی آشنا زمی ہو چھوڑتے تھے بایک دیگر
گلقاریان مارتے جاتے تھے اور بیس ہزار تخت روان پر زیادہ سواری کے دو رویہ اپنا گانا بجانا ناچنا سناتے دکھلاتے تھے اور
شتر ہاے پرندہ پر نوبت خانۂ سلیمانی سر ہو بجتا جاتا تھا وہ سامان کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سُنا سسکو نظر آتا تھا اور شاہ عیاران عیار
دشمن شکار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چار ہزار چار سو چوالیس عیار بلباس مرصع کا ہمراہ لیے میر کی سواری کا اہتمام کرتا جاتا تھا
کمال خوشی اور مسرت سے ہر چیز کا انعام کرتا جاتا تھا اور اشقر دیو زاد سطح سے قدم بقدم شاہ گام کلمانیان مارتا طاؤس قاص کیصورت

اپنے کو بنا تا خوش رفتا تھا کہ ہر قدم پر اُسکے کبک دری وجد کرتا تھا اور ہزاران سے نثار تھا نظم خوشی سے وہ گھوڑا کیا چلتا سنبھل سنبھل کے وہ دونو نطرف موج چل + طرق کے طرق اور پرے کے پرے بادھر اور اُدھر کچھ دبے کچھ پرے + غرض اسطرح سے سواری چلی + کہے تو کہ باد بہاری چلی + القصہ جب اس شان و شوکت سے امیر کی سواری بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئی اور امیر زادگان اکرام سے ایوان سلیمانی مین داخل ہوئی امیر مرکب سے اُترے ہر ہر تاجدار کے پہلو مین تخت پر جا بیٹھے اُسکے زانو سے زانو ملا بیٹھے اور پریونکا ناچ ہونے لگا ملکہ آسمان پری نے قریشہ اور اپنی مصاحبون سمیت چار طاق بلقیس مین مہرنگار کے پاس جاکر مہرنگار کو زر و جواہر قاف کہ سوائے شاہنشاہ قاف کے حرم کے چشم فلک نے نہ دیکھا تھا نیا کر ہر مرتبہ کیا کہ اس کی زیبائش کو دیکھکر آسمان پری کا ہاتھ چوم لیا اور مہرنگار کو نبی بناطبق بطن محاپخ جواہر کے مہرنگار پر سے نثار کیے تصدق و خیرات کیے زر و جواہر کے انبار کیے اور اُسوقت کا عالم مہرنگار کا دیکھکر آسمان پری خود شیفتہ ہوگئی بیخود اور فریفتہ ہوگئی اور خوش خوش محفل شادی کی ترتیب مین مصروف ہوئی اب نوشیروان کا حال سنیے کہ سات آدمیونسے الفت شادی کا ماتھے پر کھیچ منکا ٹھنکا سمرن سیلی پہن رومال چھڑی اُداسی کی ہاتھ مین لے کلاہ سونی سر پر رکھ مجلس شادی کا تماشا دیکھنے کیواسطے گیا عمرو نے نوشیروان کو پہچانکر کہا کہ آپ چلکر مجلس مین بیٹھیے اور تماشا دیکھیے تو شیروان نے قبول نکیا نب عمرو نے کہا کہ آیئے مین آپکو ایسی جگہ بٹھلا دون کہ آپ سبکو دیکھین اور آپکو کوئی نہ دیکھے یہ بات نوشیروان کو قبول و پسند ہوئی اسکے سنتے سے طبیعت سکی خورسند ہوئی عمرو نوشیروان کو بارگاہ سلیمانی مین لیآیا اور کرسی ہاتھی پر نگار رکھا کہ بصد تعظیم و تکریم بٹھلایا یا ساقیان گلعذار سیمین ندام کو حکم دیا کہ جام مرصع رنگ رنگ کو گردش مین لاوین بادہ گلگون ان سبکو بکمال تکلف پلاوین نوشیروان چار گھڑی بیٹھے کے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کو دعا دیکر کہا کہ باہم فقیر مین سیر کیواسطے آئے تھے اب رخصت ہوتے ہین معاف کیجیے اور بخوشی اجازت دیجیے امیر نے زبان عیاری مین عمرو سے کہا کہ انکو چار طاق کے بالاخانہ پر لیجا کر بٹھلاؤ اور انکی بہت سی خاطر داری کرو کہ یہ چین سے الگ تماشا دیکھین اور اسباب عیش و طرب اُنکے روبرو مہیا کرو کہ اُنکی طبیعت اُداس ہوئے اسیطرح کا ہراس نہو عمرو نے نوشیروان کو چار طاق کے بالاخانہ پر بٹھاکر جو سامان کہ چاہیے تھا روبرو اُنکے موجود کر دیا اُنکو ہر صورت سے مطمئن کیا چار گھڑی پچھلی رات باقی رہے خواجہ بزرجمہر نے حسب شرع شریف امیر کا عقد مہرنگار سے باندھا صبح ہوتے ہوتے محل مین نوشہ کی کیا ہوئی امیر محل کے دروازہ اول پر جو پہونچے ملکہ آسمان پری نے دروازہ بند کیا اور کہا دروازہ اُسوقت کھلیگا جبدم مہرنگار کا مہر ہوئے لوگے یہ فرض شرعی ادا کروگے امیر نے مقبل فادار کو چالیس ہزار سوار غلام زرین کمر سمیت مہرنگار کے مہر مین دیا ملکہ آسمان پری نے دروازہ کھولدیا پھر دوسرے دروازہ پر سوار ہوئے اسیطرح سات دروازے پر سات چیزین مہرنگار کو دیتے آسمان پری نے لیکر نخلون بے تکرار دین سب خلوتخانے مین قدم رکھنے دیا امیر مہرنگار کو بلباس عروسی حلقہ ماہرویان پری نمثالین مسند پر بیٹھے دیکھکر بے تنگ گل پیرہن مین نہ سمائے اُس حور فریب کے حاصل ہونے پر شکر خدا بجالائے بعد رسم خبات و آرسی مصحف امیر عروس کو

گودی میں اٹھا کر چھپر کھٹ پر لیٹ گئے اور مجنون و ادھر اُس پری وش پر نثار ہوئے چھاتی سے چھاتی ملا کر عناب لب کو چوسنے لگے ایک گھڑی کے بعد حسب دستور عروس و نوشاہ میں ہاتھا پائی ہونے لگی امیر نے دم دلاسا دیکر اُس دریائے خوبی سے گوہر مقصود حاصل کیا کمال اطمینان و فراغت سے کام دل لیا اور خدا کی قدرت سے اُسی شب کو صدف نے موتی مجوبی حامل در نایاب ہوئی صبحکو امیر نے حمام کیا اور پوشاک فاخرہ زیب تن کر کے شگفتہ و خندان بارگاہ سلیمانی میں آئے سب حاضرین اشی نے حاضر ہو کر شرف و افتخار پائے دن بھر جشن میں گذرا رات کو ملکہ آسمان پری کی سیج پر گئے اور اُسکے دوسرے دن ملکہ ریحان پری کو لیکر بغلگیر کی اُس سے بھی لذت لی اور تیسرے دن سمن سیما پر یزادے سے ہمبستر ہوئے اُسکی صحبت سے بھی بہرہ ور ہوئے اسطرح امیر ہر روز ایک حرم کیساتھ داد عیش کی دیتے ہے سب سے خطا گذاری لیتے ہے چالیس دن تک شاہان قاف و شہریاران دنیا امیر کیساتھ جشن میں مصروف رہے سوائے سامان عیش و نشاط کے اور سب کام موقوف رہے اکیدن بعد الفراغ جشن امیر چاق کی سیر کو سوار ہوئے اردلی میں سب نقیب و چوبدار ہوئے نقارخانے سے باہر گئے تھے کہ دفعتہً آسمان سے ایکدیو رعد شاطر کا بھائی کہ جسکو امیر نے مارا تھا نمین پر آیا اور امیر کو تنہا دیکھکر ایک چوبدست امیر کے سر پر ماری امیر نے گھوڑے سے الگ ہو کر اُسکے حربے کو خالی دیا اور اُسکی کمر میں ہاتھ دیکے تین چرخ سر پر دیکر اس زور سے زمین پر پٹکا کہ لب اُسکے چھٹی کے دودھ سے سر ہوگئے سارے ہوش و حواس تتر ہو گئے چاہتا تھا کہ اُٹھکر بھاگے امیر نے اُسکا ایک پاؤں پکڑ پاؤں کے نیچے دبا کر دوسرے پاؤں کو ہاتھ میں لیکر بارچہ پوسیدہ کیطرح بیسہولت چیر کر پھینکدیا مانند کاغذ کے دو ٹکڑے کیا دیکھنے والوں کو سکتا ہو گیا سب حیران رہے بڑے بڑے بہادر اور دلاور سردار کریمان رہے نوشیروان بھی اس زور و قوت کو دیکھکر مبہوت ہو گئے بعد اذاں پھر پھر اکر بارگاہ میں داخل ہوئے سبکو اس فتحیابی سے بہت سے سرور حاصل ہوئے عمرو لاجہ بید مشک چھڑک کر نوشیروان کو پوشین لایا دیوانہ ہو گیا تھا قائل بنایا اور امیر کے پاس رخصت کیواسطے آیا اور خوش تقریر تھا بیخ لایا اور منایا امیر نے نوشیروان کو جامہ آزادی پہنے دیکھکر فیصلہً کہا کہ اے شاہ شہریار ان ہفت کشور بت پرستی سے توبہ کر خدا کو واحد جان میں تیرے کمترین نوکر و نوکی اطاعت کرونگا ہمیشہ تیری تابعداری کرونگا مگر نوشیروان نے قبول نکیا اور صاف جواب دیا کہ مجھکو تبدیل مذہب منظور نہیں ہے ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہے آخر الامر عمرو نے مجبور ہو کر بہت زر و جواہر و تحائف قاف نوشیروان کے روبرو پیشکش کیا اور اُسکے رفیقوں کو خلعت سلیمانی دیا نوشیروان رخصت ہو کر اپنے لشکر میں آیا اور تمام لشکر کو جمع کرنیکا حکم فرمایا اور اُسکے دوسرے مدائن کیطرف کوچ کیا ملکہ آسمان پری خاص امیر کیلیے جو تحفہ لائی تھی پیشکش کر کے رخصت طلب ہوئی امیر نے اُسکو گلے سے لگا کر کہا کہ جیسا تو میں تمسے ملول ہوا تھا ویسا ہی خوش و ممنون ہوا تیرے احسانکا مرہون ہوا جسوقت تم مجھکو یاد کروگی اگر کسی جنگ میں پھنسا ہونگا تو میں اُسیدم تمہارے پاس موجود ہونگا ہرگز نہیں تو قف نکرونگا اور تمہارا تو گھڑی ہی جسوقت چاہو موافق افزود ہو میری ملاقات سے مسرت اندوز ہو اور قریشہ کو گلے سے لگا کر اُسکی پیشانی کو بوسے لیکر رخصت کیا اور جو اسباب اُسکے دینے کے قابل تھا وہ دیا ریحان پری و سمن سیما پری بھی امیر سے رخصت ہو کر ملکہ کے ہمراہ ہوئیں صاحبقران نے تمام ملک مغرب شاہ تیغ مغرب کو دیا اس مملکت کا اسکو مالک کیا مگر وہ اپنا نائب چھوڑ کر امیر کے ہمراہ رکاب ہوا امیر نے دوسرے روز

پیش خیمہ مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا اور عمرو بن حمزہ نے اپنے بیٹے کو کہ ملکہ ناہید مریم دختر فریدون شاہ والی یونان کے بطن سے تھا اپنے قائم مقام کر کے مہر نگار کیساتھ عیش و عشرت مین مصروف ہوے خود بے مور سلطنت کو ترک کیا اپنے بیٹے کو اختیار کل دیا یکبار عمرو بن حمزہ محفل مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا ناگاہ معدی کرب نے جو آگے سے لشکر مصور سے کہا کہ اے دوانہ تو نے بھی یہ حوصلہ پایا اور تیرے سر مین یہ سودا سمایا کہ میری کرسی پر بیٹھی ہو لشکر مصور بولا تو چار ہی پیالہ نہین بدمست ہو کر فیل بلایا بیٹھا دعوی باطل ہی ہوا ہے اوشکم بند کے تو نے بھی یہ چاک جانہ پایا کہ مجھسے سرشور ہو کر گفتگو کرتا ہی میرے جلال و جبروت سے مین دنیا ہی مین جو اس کرسی پر بیٹھا ہون باجازت امیر کے بیٹھا ہون معدی نے چہرا داد بلند کہا کہ ہرگز امیر نے مجھکو میری جاگرہ کو نہین کہا ہی یہ تیرا دعوی باطل ہے جبھی لشکر مصور بولا کہ اے معدی تو وہ ہی پیالہ نہین بدمست ہو کر فیل بلایا آخر کو تو نے اپنا جو ہر دکھلایا معدی نے اٹھکر لشکر مصور کو یکبار مکہ مارا لشکر مصور نے ہنسکر کہا کہ معدی کیون دیوانہ ہوا ہی ذرا ہوش مین آ اپنے تئین بھول جا عمرو بن حمزہ نے یہ کیفیت دیکھکر معدی کو للکارا کہ کیون بدمستی کرتا ہی کیسلئے اتنی خود پرستی کرتا ہی معدی نشہ کے عالم مین تو تھا ہی بے تحاشا بولا کہ تمکو ان باتونسے کیا کام ہے مین جانون اور لشکر مصور جانے آپ خاموش رہیے اس مقدمہ مین کچھ نہ کہیے امیرزادہ نے اٹھکر ایک گھونسا معدی کے مارا کہ معدی زمین پر گرپڑا معدی سر اچھالتے اور کہنے لگا کہ جب امیرزادہ اسطرح سے ہماری بیعزتی چاہیگا تو ہم اس دربار مین رہیگا ایسے ظلم بیجا سے چونکہ یہ حرکت امیرزادہ کی تمام سرداران اور پہلوانان کو بری معلوم ہوئی فی الفور سب طرح کا تشویش محل مجلس مین برپا ہوا امیر گھبراکر باہر نکل آئے یہ حال دیکھکر ہیبت گھبرائے اور کم دیکھنے سے مطلع ہو کر بیٹے سے پوچھنے لگے کہ خیر دادا کیا گھبرانے سے ایسی حرکت کی لشکر مصور و معدی بایکدیگر سمجھ لینگے تو تمکو بیچ مین دخل دینے سے کیا علاقہ تھا امیرزادہ طیش مین آکر بولا کہ پھر بھی معدی نے ایسی بے ادبی مجھسے کی تو مین معدی کے کان کاٹ لونگا اس شہر سے نکال دونگا امیر نے ناخوش ہو کر فرمایا کہ ایسی باتین زبان پر لانی خوب نہین ہی یہ گفتگو ہرگز مرغوب نہین ہی بارہا دیکھا ہی تم ایسی گفتگو کروگے تو اٹھا کر زمین پر دے مارونگا کہ کان سے مغز نکل آویگا سب شیخی بھول جاویگا امیرزادہ یکا شباب تھا باپ کا یہ نصیحت کرنا اسکو بہ معلوم ہوا بے تحاشا بولا کہ مجھکو کون مار سکتا ہی یہ کسکی تاب و طاقت ہو ایسی کسکی قدرت ہی امیر غیظ مین آکر عمرو کے ہاتھ پکڑ کے میدان مین لے آئے دونون باپ بیٹے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے پر طیار ہوے حاضرین باپ بیٹے کی لڑائی دیکھنے لگے دونکے ہاتھون کی صفائی دیکھنے لگے امیر نے عمرو کو تمکے بلایا اسنے ہر چند گھوڑا تیز تاز یانہ کیا لیکن گھوڑے نے آگے قدم نہ بڑھایا امیر نے فرمایا اے نادان سفیہ بے ادب سیکھ عمرو گھوڑے سے کود پڑا امیر بھی پیادہ ہو کر کشتی لڑنے لگے امیرزادہ جو سے عمرو نے امیر کا کمر بند پکڑ کے جہانتک زور کر سکتا حق تھا کیا مگر امیر کا لشکر نہ اٹھ سکا ناچار ہو کر چھوڑ دیا اپنے تئین اسنے علیحدہ کیا مگر امیر نے عمرو کی کمر مین ہاتھ ڈالکر سر پر اٹھا کے آہستہ سے زمین پر رکھدیا اور اسکی پیشانی کا بوسہ لیا امیرزادے نے بھی باپ کے قدم پر سر جھکا دیا اپنی گستاخی کا بہت عذر کیا امیر نے اسکو چھاتی سے لگا کر فرمایا کہ جان بابا پہلوانون ہی سے سرداری ہوا کرتی ہی انھین لوگونکی ذات سے ہر طرح کی کاربرآری ہی ہر عالم مین انکی خاطر اور لحاظ حرمت ضرور ہی ہر صورت سے انکی دلجوئی اور عزت ضرور ہی امیرزادہ منفعل ہو کر پھر مجلس مین آکے ناچ دیکھنے لگا اس کیفیت کے وقوع ہونے سے اپنے دیکھنے سے

شرمندہ ہوا مخبران خبر لکھتے ہیں کہ نو مہینے بعد امیرزادہ اور مہرنگار کے بطن سے بیٹے پیدا ہوئے امیر اس مژدے کو سنکر بہت خوش ہوئے پوتے کا نام تو سعد رکھا مگر اپنے بیٹے کا نام آپ نہ رکھا عمرو عیار سے فرمایا کہ تم نوشیروان کو خبر دو اور اُس سے جاکر کہو کہ نام بھی اسکا آپ ہی رکھیں عمرو چند روز میں مدائن پہونچا اور نوشیروان سے بعد تسلیم کے عرض کی کہ تو سامہا کہ ہو امیر نے التماس کیا ہے کہ نام اسکا حضور ہی رکھیں میری خاطر سے ضرور رکھیں نوشیروان اس تہنیت سے بہت خوش ہوا عمرو کو خلعت فاخرہ عطا کرکے چالیس دن کے بعد جشن کا حکم دیا اور سامان محفل نشاط مہیا کیا اور نام اُسکا قباد رکھا مہرانگیز بانو نے یہ خبر فرحت اثر سنکر عمرو کو اپنے ہمراہ بلا کے مہرنگار امیر کی خیریت اور بیٹے کی صورت شکل پوچھی عمرو کو خلعت و جواہر گرانمایہ دیا نقد و جنس دیکے اسکو بہت خوش کیا عمرو رخصت ہو کر جلد جلد امیر کی خدمت میں حاضر ہوا جو کچھ نوشیروان و مہرانگیز بانو نے کہا تھا بیان کیا کل حال وہاں کا مفصل عرض کیا جب قباد و سعد چار پانچ برس کے ہوئے امیر نے دونوں لڑکوں کو ادب سکھانے کیواسطے عمرو کو تعین کیا عمرو کاہ پانچ برس کا سن ہوا دیکھنے والے انکو دیکھا کرتے تھے کہ ایسے حسین و صاحب جمال اہل تمیز نے کبھی دیکھے سنے نہیں نہ آسمان چشم فلک نے کبھی دیکھا نہ سنا شمع جمال انکے چہروں سے آشکارا بین علامات دلالت دی تھی تو نہیں مورخین امیر صبح و شام سورہ ان لڑکوں پر دم کیا کرتے تھے ہر دم بلائیں لیا کرتے تھے راوی لکھتا ہے کہ قباد و بہمن نے قباد کے پیدا ہونیکی خبر سنکے نوشیروان کو عرضی لکھی جسمیں کہ حمزہ نے تمکو تخت پر بیٹھنے دیا اور کچھ تعرض نکیا سبب سکا یہ تھا کہ کوئی فرزند اسکے نہ تھا اب اُسکے آگی بیٹی سے بیٹا پیدا ہوا خلاف قیاس ہی کہ تمکو سلطنت کرنے دیوے اور وہ مملکت تم سے نہ لیوے بلا شک لازم ہے آپکو مار کر اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھلاوے یہ لکھ اس سلطنت سے اٹھا دیگا اور ہمیں تو یہ مناسب ہی کہ آپ فی الفور بہمن جاسپ کے پاس جائے اعانت چاہیں طلاع شرط تھی کیونکہ آپکا انتظار ہونیسے ہوا قا مختار ہی نوشیروان نے دونوں بہمن کی عرضی پڑھکر کہا کہ حمزہ مجھ سے کبھی بدی نکریگا مجھکو اس سے امان ہے اور میرا احسان ہے پھر چغد کہا ہے دست رد کیلئے تو بہمن نے کہا کہ دو مہینے میں جاتی ہے بادشاہ کو بھکا کر مدائن سے نکالا لاتین کرو فریب کی کرکے اسکو دو سو میل تک لاؤ تب نوشیروان بہمن شہر میں داخل ہوا اور بہمن نے سنا کہ نوشیروان متصل ہو پہنچا بہمن بڑی معصوم و عالم سے سوار ہوا اسکی پیشوائی کیلئے طیار ہوا بادشاہ ہفت کشور کو استقبال کرکے قلعہ میں لایا اور تخت پر بٹھلایا کہا آپ مطمئن رہیں حمزہ کو یہاں دیکا تو مار جاویگا یہ میرا دوست ہے اور اسپر حمزہ کو ایک خط لکھا کہ تیرے ظلم و ستم سے نوشیروان دونوں نے میرے پاس آکر پناہ لی ہے اور تیرے جور و تعدی کی بہت شکایت کی ہے اسواسطے مجھکو لازم ہے کہ مجھکو باندھکر نوشیروان کے حوالے کروں تجھے عقید کرکے اُسے دونوں بیس نشہ مردی رکھتا ہو تو جلد یہاں آکر مجھسے مقابلہ کر دل میں جو کچھ حوصلہ ہو تو میدان میں آکر مقابلہ کر امیر خط کو پڑھکر بہت ہنسے اور فرمایا افسوس خدا جانتا ہے کہ میں کبھی اس مرکا خواہاں نہ تھا کہ نوشیروان کو تخت پر سے اتارے قباد کو بٹھلاؤں اُسکے ساتھ سطوح پیش آؤں مگر ہرگاہ اُسنے بہمن کے پاس جاکر پناہ لی اور میری شکایت اُس سے کی مجھپر واجب ہوا کہ میں قباد کو تخت پر بٹھلاکے اُسکا استیصال کروں اس ملک سے سکو نکالوں اہالی و موالی و ارکان دولت نے کہا کہ صاحبقران اس سے سر کو صلاح نہیں ہی پہلے آپ قباد شہزادے کو

تخت پر بٹھلا دین یا ولی عہد بنا کر سب سے نذدین و لوادین بعد اُسکے کوئی اور کام کرین جس امر کا چاہین اہتمام کرین امیر نے ساعت سعید دیکھکر شاہزادہ قباد کو تخت پر بٹھلایا ہر شخص نذر دینے کو آیا اور لا انتہا نذر و جواہر اُسکے اور پر سے نثار کیا بہت محتاجون اور مساکین کو دیا چالیس دن تک جشن کرکے بہمن کے شہر کیطرف روانہ ہوے جب کوہستان کے متصل پہونچے خبر سنی ہوے بہمن جاسپ نے ہومان نامے اپنے بیٹے کو مع فوج جرار بھیجا کہ تم جاکے پہاڑ پر بنا بندوبست کرو حمزہ کا لشکر پہاڑ کے اوپر چڑھنے نہ پاوے پہاڑ اُسکے ہاتھ نہ آوے اور معدی کرب سے جا ملے وہان جاکے کوہ کے اوپر جاوے ہوا تین پہر تک اوپر سے پتھر مارنے شروع کیے معدی کرب کا قدم آگے نہ بڑھ سکا پہاڑ پر چڑھنے سکا اسمین عمرو بن حمزہ وملک لند حضور مع فوج پہونچے دیکھا کہ پہاڑ پر سے پتھر پڑ رہے ہین معدی کرب پہاڑ کے بیچ مین کھڑا اپنی جرات سے اڑا ہے عمرو بن حمزہ وملک لند حضور دستفشانوش پہاڑ پر چڑھکر چلے ہر چند ہومان نے پتھر مارے لیکن یہ تینون شخص پہرونکی پناہ کرکے پہاڑ پر چڑھ گئے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر کفار پر گرے مثل برق خاطف فرقہ اشرار پر گرے اور ہزارون گبرون کو جہنم واصل کیا سرنگون حفرہ دوزخ مین داخل کیا آخر ہومان بیتاب ہوکر بھاگا اور بہمن سے جاکر تمام ماجرا بیان کیا بہمن نے خفا ہوکر ہومان سے کہا کہ معلوم ہوا تو یہ لفظہ نہین ہے دالا تلوار سے تھوڑا سا میدان کو بھی چھوڑتا اور لکھا ہے کہ خوشی خوشی نبی بزدلی اور ہزیمت بیان کرتا ہے اسمین سبا سے ایک گرد غلیظ اُٹھی اور گرد کے گریبان سے ہزارون علم نکلے معلوم ہوا کہ صاحبقران آتے ہین بڑے جاہ و حشم سے تشریف لاتے ہین بہمن نے بختک سے کہا کہ کسیطرح سے صاحبقران کو مین بھی دیکھون نام تو بہت بڑا سنتا ہون دیکھنا چاہیے کہ صورت کیسی ہے شکل شباہت کیسی ہے بختک نے کہا کہ سوار ہوکر سر راہ کھڑے ہو جیے مین آپکو دکھلا دونگا بخوبی روشناس کرا دونگا بہمن سوار ہوکر بختک کے ہمراہ راستے عام اور باپیکر کے سائے کے پیچے معدی کرب نکلا بہمن نے پوچھا کہ یہی صاحبقران ہے جنکی تمام زمانے مین دھوم ہے وہ یہی جوان ہے بختک نے کہا کہ یہ پہلوان اُسکی فوج کا ہراول اُسکے لشکر جرار کا یہی سردار ہے المختصر جو پہلوان نکلتا تھا بختک اسکا نام و نشان بہمن کو بتاتا تھا اُسکی حقیقت سُناتا تھا پہلوانون کے پیچھے خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمری کی سواری نکلی بہمن نے پوچھا کہ یہ عجیب الہیئت کون ہے بختک بولا کہ عمرو عیار یہی ہے جسکی عیاری کا شہرہ تمام زمانے مین ہے وہ نامدار یادگار یہی ہے اسی سے شاہان ہفت اقلیم ڈرتے ہین اسی کی چالاکی اور کارسازی سے خوف کرتے ہین بعد ازان شاہزادہ قباد کا تخت نمودار ہوا گویا آفتاب درخشان زمین پر آشکار ہوا بختک نے بہمن سے کہا کہ شاہزادہ قباد فرزند ارجمند حمزہ و نبیرۂ نوشیروان یہی ہے صاحب جاہ و جلال محبوب پیر و جوان یہی ہے اسکے بعد امیر شقر دیو زاد پر سوار بکمال شان و شوکت نکلے بختک نے کہا حمزہ یہی ہے جو تجھے سُنا تھا اچھی طرح سے اُنکو دیکھ لے بہمن امیر کو دیکھکر ششدر ہو گیا اُنکی ہیبت و جبروت دیکھکر تحیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہی قد و قامت پر دیوان قاف کو مارا اور ایسے ایسے پہلوانون کو زیر کیا ہے تمام سرکشان قاف کو اپنی شہرت و دلاوری سے زیر کر صدہ عظیم دیا ہے بختک بولا کہ بیشک مقابلہ ہوگا تب معلوم ہوگا کہ یہ کیسا کوہ قامت و ضعیف گبتہ ہے بہمن اُسکی تلوار کی بناہ نہین ہے جسوقت یہ تلوار کھینچتا ہے ہزارونکا منھ پھیر دیتا ہے اور ہزارون اُسکے وہ قوت ہے اگر رستم بھی ہوتا تو اُس سے امان مانگتا دو سرونکی کیا حقیقت ہے بہمن بولا کہ خیر تو

کچھ بولنا مناسب نہیں ہے کہ تھکا ماندا آیا ہے سفر کا رنج اُٹھایا ہے مگر کل صبحکو حمزہ ہو اور مین ہون وہ بھی جانے اسا دلیل کروان امیر نے دوسرے دن بہمن کو خط لکھا پہلے اُسمین سوغات قاف ثبت کیے بعد ازان شکر کرنا یہلوانان پردہ دینا کا تحریر کیا اُسکے بعد لکھا کہ مین حسب الطلب تیرے آیا ہون تجکو مناسب ہے کہ نوشیروان و بختک و تہمین کو باندھکر میرے پاس بھیجدے اور خود مع خزانہ میرے حضور مین حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو نہین تو روز بد دیکھیگا یاد رکھ کہ ذلت ہی دیکھیگا امیر نے یہ خط اسواسطے عمرو کے ہاتھ نہ بھیجا کہ عمرو اُسکو حیران و پریشان و ذلیل کریگا یہ بھلا اُس سے کب دریغ کریگا امیرزادہ کے ہاتھ بھیجا اور ایک شخص دانشمند بھی اُسکے ساتھ بھیجا ہرگاہ عمرو بن حمزہ سوار ہوا اثنا راہ مین دیکھا کہ امیر کے لشکر کا گھوڑ دنکا گلہ بان امیر کا نام لیکر دہائی دے رہا ہے عمرو بن حمزہ نے پوچھا کہ کیون دہائی دیتا ہے اُسنے کہا کہ حضور کا گلہ بان ہون گھوڑے سبزہ زار مین چر رہا تھا کہ بہمن کے لوگ آئے گھوڑون کو ہنکا لے گئے امیرزادے نے پوچھا کہ وہ کتنی دور گئے ہونگے بولا کہ وہ سامنے لیے جاتے ہین گرد و غبار جو معلوم ہوتا ہے اُنھین کے پاؤن کا ہے عمرو نے غور سے دیکھا دیکھا کیا نظر آتے ہین امیرزادے نے تعاقب کیا جب قریب پہونچے اُن سے ڈر سے ڈانٹا کہ اُن لوگون کا رہزہ آب ہو گیا خوف سے ہر شخص بیتاب ہو گیا ہومان عمرو بن حمزہ کو تنہا دیکھکر کھڑا ہو گیا جب قریب پہونچا پوچھنے لگا کہ تو کون ہے امیرزادے نے فرمایا کہ حمزہ اور تیری جان کا مالک الموت ہومان یہ سُنکر امیرزادے پر تلوار کھینچکر دوڑا امیرزادے نے بھی گھوڑا ملا کر قاش زین سے اُسکو علق اُٹھا لیا اور باگ روان کر کے زمین سے پشت آشنا کیا اور خنجر اُسکی فرج گاہ پر رکھکے فرمایا کہ خدا سے وعدہ لاشریک کو واحد جان اور دین ابراہیم کو برحق پہچان نہین تو ابھی فرج کرتا ہون تیرے خون ناپاک سے خنجر آبدار کو بھرتا ہون ہومان جی جی کرنے اور کہنے لگا کہ اے امیرزادے اسوقت تو میری جان بخشی کر میرے قتل سے درگذر سر گاہ باپ میرا مسلمان ہو گا تجکو کیا عذر ہے مین بھی بے جنت ایمان لاؤنگا تمھارے دائرۂ اطاعت سے ہرگز باہر نہ جاؤنگا عمرو بن حمزہ اُسکی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اُسنے قدمبوس ہو کر پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین کہان سے تشریف لاتے ہین امیرزادے نے کہا کہ تیرے باپ کے پاس جاتا ہون صاحبقران کا ایک پیغام اُسکو پہنچاتا ہون ہومان نے کہا کہ استدعا میری یہ ہے کہ اسوقت کی سرگذشت کسی سے گوش زد نہ کیجیگا امیرزادے نے منظور کیا وہ اپنے باپ کے پاس گیا اور امیرزادہ گھوڑے کا گلہ رکھوالے کے حوالے کر کے بہمن کیطرف گیا بہمن دربار مین بیٹھا ہوا تھا اور نوشیروان تہمین بختک برجمہر بھی موجود تھے آپس مین گفتگو کر رہے تھے اور صحبت سے خوشنود تھے عمرو بن حمزہ نے برجمہر سے سلام علیک کر کے میرا نامہ بہمن کے آگے پھینکدیا اور رسمین کچھ کلام نہ کیا بہمن نے پڑھکر نامہ کو چاک کر ڈالا اپنے دل کا غبار اُس نامے کے پھاڑنے سے نکالا امیرزادہ نے کہا کہ افسوس صد افسوس دست درازی کو میرے باپ نے منع کیا ہے نہین تو نامہ کیطرح تجکو بھی چیر ڈالتا تیرا مغز بے شبہ تیرے سر سے نکالتا بہمن نے ہومان کو اشارہ کیا وہ تلوار کھینچکر امیرزادے پر دوڑا اور ایک ہاتھ کمال سستی چالاکی سے گھوڑا امیرزادہ نے تلوار کا ہاتھ مروڑ کر چھین لی اور یہ پھرتی کی کہ اُسکو اُٹھا کر چرخ دیکر زمین پر دے مارا چھوٹا بھائی اُسکا تلوار میان سے لیکر دوڑا اُسکا بھی یہی حال ہوا وہ جرأت کرنا سپر ڈال ہوا بہمن عمرو بن حمزہ کی شجاعت و طاقت دیکھکر عش عش کر گیا اور بیساختہ بولا کہ کیون نہو شیر کے بچے شیر ہی ہوتے ہین دلیر زادے دلیری ہوتے ہین یہ کہکر اپنے ہاتھ سے امیرزادہ کو خلعت

پہنا کر رخصت کیا چلتے وقت ہاتھ پر بوسہ دیا امیرزادے نے تمام سرگذشت امیر سے آکر بیان کی بانکل وہان کے باہر سے
اطلاع دی امیر نے اپنے جگر بند کو سینے سے لگا کر بہت نذر و جواہر نثار کیا بہت پیار کیا دوسرے دن بہمن لشکر لیکر میدان میں
نکلا امیر بھی اپنی فوج لیکر صف آرا ہوا امیرزادے نے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر گھوڑے کو میدان کی طرف چھیکا رمیدان قتال میں
للکارا بہمن نے ہوہان کو اشارہ کیا وہ گرز اٹھا کر امیرزادے کے سر پر لایا گرز کے مارنے کو ہاتھ اٹھایا امیرزادے نے گرز کی ضرب
سر کرکے اسکا گرز ہاتھ پر کے علق تاش زمین سے اٹھایا اور سات چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور شکین باندھکر امیر کے پاس لے گیا
امیر نے اسکو خلعت دیکر حوالے کیا بہمن نے اپنے دوسرے بیٹے کو میدان میں بھیجا اسکا بھی یہی حال ہوا بہمن طبل بازگشت بجوا کر نمکو
اپنے گھر کو گیا اور امیر مظفر و منصور شادیانے بجاتے ہوئے اپنے لشکر میں آئے سب لوگ فتح کی مبارکباد دینے لائے اور شب کو محفل میں
بہمن کے بیٹوں کو طلب کیا ایک فرزند نے کہا کہ یہ کلام مستلزم قبول کرو آتش پرستی چھوڑ دو وہ بولے کہ یا امیر جب ہمارا باپ
مسلمان ہوگا ہم بھی مسلمان ہونگے اسوقت ہمکو معاف رکھو تو ہمی مہربانی کرو امیر نے اسوقت انکو مخلع کرکے رخصت کیا وہ دونوں
اپنے باپ کے پاس گئے قدمبوس ہوئے اور جو گذرا تھا بیان کیا بہمن نے امیر پر آفرین کی دوسرے دن پھر طبل جنگ بجوا کر میدان میں نکلا امیر
بھی بستور صف آرا ہوا امیرزادے نے گھوڑا رزمگاہ میں نکالا ضرب و سطے نیزہ سبحانہ الا اللہ بہمن خود مقابل ہوا اور حربہ
طلب کیا امیرزادے نے کہا کہ ہمارا دستور نہیں ہے تمکو ہر گز منظور نہیں ہے کہ پیشدستی کریں پہلے تو جہ کرکے ہماری دلاوری دیکھنا تم
کھولکے جنگ آوری دیکھنا بہمن نے بقوت تمام امیرزادے کے سر پر گرز مارا امیرزادے نے خالی دیکر بہمن سے کہا کہ اور وہ حربے
کر پھر ہماری باری ہوگی بہمن نے تواتر و توالی دو گھا اور کیے امیرزادے نے بہزار محنت و دقت سے تلوار کو رد کیا اور خنگ سمان
کو گاہ دیکر کہا کہ اے بہمن خبردار ہو جلد ہوشیار ہو جاب باری میری ہے وہ ضرب لگاؤں کہ تجکو نوں جھکا دوں یہ کہکر اس زور سے گرز
بہمن کے سر پر مارا کہ بہمن کے بدن سے عرق چپکنے لگا بارتا شام ایسی دھونکی گرز بازی ہوئی کہ گرز ٹوٹ گئے لڑتے لڑتے چھکے چھوٹ گئے
مگر کوئی کسی پر مظفر و منصور نہوا ایک دوسرے پر قابو پا سکا مقدور نہوا دونوں پھر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے بیٹے کو گلے سے
لگا بہت کچھ اسکے زور سے تصدق کیا غریبوں فقیروں کو بہت کچھ دیا اور پوچھا کہ بہمن کیسا پہلوان ہے امیر میں کیسی
طاقت و توان ہے امیرزادے نے کہا کہ بعد آپکے اگر پہلوان ہے تو بہمن ہے حقیقت میں وہ بڑا شیر زن ہے صلح کو پھر دونوں لشکروں
میں نقارہ جنگ کا بجا اور بہمن جنگاہ میں آکر مبارز طلب ہوا پھر میدان جنگ میں وہی شور و شغب ہوا لندھور رخصت
ہو کر اسکے سامنے گیا بہمن نے پوچھا کہ اے پہلوان اپنا نام و نشان بتا لندھور بولا کہ خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان گرد
میرا نام ہے بڑے بڑے بہادروں و دلاوروں کو زیر کرنا میرا کام ہے بہمن نے کہا کہ میں نے تعریف تو تیری بہت سی سنی ہے مگر آج راستوں کا
راست و دروغ معلوم ہو جائیگا جسوقت تو میرے مقابلہ میں آئے گا یہ کہکر اس زور سے لندھور پر گرز مارا کہ گرز سے
شعلہ بلند ہوا دیکھنے والوں کا دم بند ہوا اور دونوں لشکروں کے کانوں تک آواز گئی لندھور نے بھی اسکو رد کرکے ایسا
جواب اسکا دیا کہ شعلے آگ کے کوہ طور تک پہونچے اور اسنے بھی وہش عش کیا بہمن نے کہا کہ فی الحقیقت جیسا میں نے سنا تھا

ویسا ہی دیکھا واقعی تو بڑا مرد ہے تیرے سامنے بالا رو لا وزن کا سو روز سے شام و شام تک ہر حربے سے دونوں پہلوان لڑے
مگر ایک دوسرے سے بازی لیجانہ سکا کچھ ضرر پہونچا نہ سکا جب طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لند ھور سے
پوچھا کہ کہو بہمن کیسا پہلوان ہے بیان کرکہ کیسا جوان ہے لند ھور نے عرض کی کہ قبلہ میرا دیکھا سچ ہے صبح کو پھر دونوں
لشکروں نے صف جنگ آراستہ کی بہمن میدان میں نکلا مبارز طلب ہوا معدی کرب نے گھوڑے پر سے للکارا مقابلہ کیا بہمن
نے پوچھا کہ تو کون ہے معدی کرب بولا کہ میں سرلشکر صاحبقران ہوں نکا تابع فرمان ہوں اور نام میرا عمرو معدی کرب ہے
بہمن نے کہا کہ ارے شکم بزرگ تجکو کھانا کھانا چاہیئے نہ کہ پہلوانوں سے مقابلہ کرنا آ میرے پاس خیمہ میں تو آج مہمان ہو میرے ساتھ
شریک آب و نان ہو معدی کرب نے کہا کہ تیرا خیال خام ہے بیہودہ دماغ کیوں پکاتا ہے گفتگو اور ہے تھوں میرا سر پھیرا تا
مثل مشہور ہے کہ جو دیگ میں ہوگا وہ ڈوئی میں نکل آویگا زیادہ تو میری تلوار کا چکھنا دیکھ تو کیسا زندگی سے سیر ہوا اور آرزو جینا
بچنا تو میری مہمانی کر پینا اور اپنی زندگی پر شادمانی کر پینا الکیا حربہ رکھتا ہے پہلے دونوں میں گرز بازی ہوئی آخر بہمن نے
گرز پھینکا پارٹے معدی کرب کو بزور تھام میں سے زانو تک گاڑ دیا لیکن معدی کرب اسکے سر پر سے گرز تھکوں مارنے لگا کہ
بہمن نے عاجز ہو کر چھوڑ دیا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنے مکان میں آیا پھر اسکی تاب مقابلہ نہ لایا الغرض دو روز یہ جھگڑا
معدی کرب کے بہمن نے باندھے امیر کو اپنے پہلوانوں کے لیے کمال اہتمام کی گرفتاری کا قول کمال ہوا عمرو بن امیہ نے عرض
کیا کہ اگر حکم ہو تو میں پہلوانوں کو چھڑا لاؤں آپ نے فرمایا کہ تیاری دکھلاؤ امیر نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے عمرو کو ہتانی لباس پہنکر
بہمن کی محفل میں در آمد ہوا اس شب کو بہمن کمال سرور تھا حکم کیا کہ حمزہ کے پہلوانوں کو بھی لاؤ سکو کھنچا بلا وا ہوا تو شیروان
سے پوچھا انکے مقدمے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو شیروان بولا کہ مارڈالنا صلاح ہے جس قدر حمزہ کے لشکر سے پہلوان
گرفتار ہوئے میں غنیمت ہے ان سب کا قتل کرنا عین مصلحت ہے عنتک نے کہا کہ اگر سولی دیجاوے تو بہتر تو میں بولا کہ انکا
پوست نکالا جاوے ہر ایک میں بھی سزا پاوے اور گوشت ان بھوکوں کا بہت چربی دار ہے دیکھو تو ہر ایک کیسا فربہ اور چربیار ہے
فگار کی کتوں کو کھلایا جائے گوشت مزہ دار نخعین کو بھجایا جائے بزرجمہر نے کہا کہ حکم حاکم کے مفاہات جو مرد انکی سمجھ میں مناسب ہو وہ
کیجئے جو انصاف و معدلت ہو ایسا حکم دیجئے بہمن نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو تمھاری صلاح میں مقدمہ میں
کیا ہی قتل کرنا بجا ہے یا چھوڑ دینا بولے کہ کلے سرکار قلعہ کے کنگرہ و برج جا دیجاوے تا لشکر یان حریف کو دیکھکر عبرت ہو انکے نمکحرامی ہماری
غالب دہشت ہو بہمن نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ ہٹو تمھارے منھ تمھاری عقل پر چمرغ نے تمکو چھوڑ دیا ہے تم اسکے اسان کیا اور تم اسکے
پہلوانوں کو مارنیکو کہتے ہو کچھ بھی تمکو شرم نہ آئی ایسی تمھارے دونوں میں بیرونی چھائی بہمن نے ان سب پہلوانوں کو خلع کرکے رخصت
کیا سبکو یکقلم چھوڑ دیا اسوقت عمرو نے اپنے کو ظاہر کرکے بہمن سے کہا کہ آفرین صد آفرین تیری عقل و کیاست پر آخر
بہلوان ہے کیوں نہ ہو گا میں بھی آپ ہی بھوکا تھا اگر تو ایسے انکو چھوڑتا تو میں بزور انکو چھڑا کر لیجاتا تو انکے قتل کرنے پر ہرگز قدرت
نہ پاتا یہ کہکر تخت سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو صاحبقران کے پہلوانوں کو سولی دینے کی صلاح دیتا تھا دوسرے شخصوں سے اپنی رائے

موافق مشورہ لیتا تھا بھلا مرد کی اگر گسی دن سلی ہی کی انی تیرے پیٹ میں کی تو کچھ کام نہ کیا وہ کانپ گیا اور لگا جھک جھک کر
سلام کرنے اور کہنے لگا کہ میں نے اس سبب سے یہ کلمہ کہا کہ بہمن ناخوش نہ ہو میں نہیں تو عین صلاح یہی تھی جو بہمن نے کیا
بہت مناسب کیا جو انکو چھوڑ دیا عمرو نے چلتے وقت بختک کے سر کا تاج اتار لیا اور دھول مار کے کہا کہ ڈاڑھی کا خراج بھی تک نہیں
یہ لو بچا ہی جلد بھیجدے کہ بگڑتا ہے خیمے میں آنا نہ پڑے یہاں پھر دوبارہ انکی مشقت اٹھانا نہ پڑے پہلوانوں نے امیر کے پاس حاضر ہو کر تمام
کیفیت بیان کی امیر بہمن کی تعریف کر کے فرمانے لگے کہ خدا کرے یہ مسلمان ہو جائے پہلوان اچھا ہے توفیق الٰہی سے دولت
ایمان پاوے اتنے میں صبحدم پھر دونوں دریاے لشکر جوش میں آئے اور نمنکان شجاعت نے مستعد بہ نشاور دریاے جنگ ہو کر
پرے جمائے بہمن نے میدان میں آکر کہا کہ حمزہ تو آپ میدان میں کیوں نہیں آتا مرکہ میں اگر اپنا جوہر شجاعت کیوں نہیں دکھاتا
پہلوانوں کو بھیجتا ہے امیر نے یہ کلمہ سنتے ہی اشقر دیو زاد کی باگ لی خود اس سے مقابلے کی نیت کی بہمن نے حربہ طلب
کیا امیر نے فرمایا کہ خدا پرستوں کا ایسا دستور نہیں ہے کہ پیشدستی کریں مگر جس حربہ میں تو مشاق ہووہ کر بہمن امیر کے
اس کلام سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ حمزہ میں جانتا ہوں تو بڑا سپاہی ہے اور حربے کا مشاق ہے شجاعت اور دلاوری میں شہرہ
آفاق ہے اس سے بہتر یہ ہے تو میرا لنگر اٹھا اور میں تیرا لنگر اٹھاؤں جو زبردست ہووے زبردست کی اطاعت کرے اسکے سامنے اپنے ہتھیار
ڈھیلے کر دھرے امیر نے خوش ہو کر قبول کیا اور کہا کہ پہلے تو میرا لنگر اٹھا اپنی قوت آزما بہمن نے امیر کا کمند پکڑ کے جہانتک زور
تھا کیا مگر امیر کو جنبش تک نہ ہوئی امیر نے عمرو عیار سے زبان عیاری میں فرمایا کہ ہمارے لشکر میں سے کمدد کر اپنے کانو میں روئی
دے لیویں عمرو نے فی الفور تعمیل حکم کی امیر نے ایک نعرۂ اللہ اکبر کا کیا کہ اکثر لشکریان بہمن میں سے لوگوں کے کان پھٹ
پھوٹ گئے اس جنگل کے جانور بھی مارے خوف کے بھاگے اور اگر بہمن اپنے کانو میں انگلیاں نہ دے لیتا تو اسکے کان کے بھی پردے
پھٹ کر نکل آتا اور بہرہ ہو جاتا امیر نے نعرہ کر کے بہمن کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور سات مرتبہ بلا گردان کر کے بعد ازاں
زمین پر دے مارا بہمن کے اعضا چکنا چور ہو گئے امیر ن

تم بھی میرے ساتھ مسلمان ہو نوشیروان وزرومین نے قبول کیا اور بہمن کے ساتھہ امیر کے پاس آئے اور اپنے ساتھ اور بھی آدمیون کو لائے امیر نے نوشیروان کو استقبال کرکے تخت پر لاکے بٹھلایا اور بہت عجز و نیاز سے پیش آیا بہمن کو کرسی جہان بیٹھنے والے بیٹھتے ہین اسکی بھی بہت عزت اور توقیر کی اور بختک و زرومین کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا ہر شخص کو اس کے مرتبے کے موافق مقام نشستگاہ دیا بہمن نے امیر سے کہا کہ فرمایئے کیا حکم ہوتا ہے امیر نے نوشیروان و بہمن و زرومین و بختک کو کلمہ تلقین کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا اور دو ہفتے کا کامل نوشیروان اور بہمن کیواسطے محفل جشن برپا رہی

روانہ ہونا امیر کا ملکہ کیطرف اور گرفتار کرنا شداد بو عمرو حبشی کو اور اسلام قبول کرنا اُس کا

راوی لکھتا ہے کہ بعد جشن کے عمرو معدی کرب نے امیر سے عرض کی کہ اس نواح مین چارہ بہت کم ہے جانور بھی بھوکے رہتے ہین بھوکے رہنے سے سب چھوٹے بڑے تکلیف سہتے ہین یہان سے اور کسی طرف ڈیرہ کیجئے امیر نے فرمایا کہ بہتر کاؤس حصار کیطرف پیش خیمہ روانہ ہو نوشیروان نے امیر سے کہا کہ یا ابا العلاب مین ضعیف ہوا چاہتا ہون کہ نوشہ مین بیٹھکر یاد الٰہی مین بقیہ حیات مستعار بسر کردون اور تخت قباد و دون اُسکو اس سلطنت کا مالک کردون امیر نے التماس کیا کہ جیسی آپکی مرضی تابعدار آپکی رضا کا ہون نوشیروان نے قباد کو تخت پر بٹھایا اپنا قائم مقام بنایا اور خود رخصت ہوکے مع وزیر جمہر مدائن کیطرف روانہ ہوا امیر نے کاؤس حصار کیجانب کوچ کیا اپنے تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چند مدت تک امیر کاؤس حصار مین رہکر لشکر کا رکھیلا کیے اور شب کو جشن کرتے رہے ایکدن خبر ہوئی کہ ایک سے قاصد آیا ہے کسی کا کچھ پیغام لایا ہے امیر نے طلب کیا اور خواجہ عبدالمطلب کا خط لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند سعادتمند حسدان سے تنے ہوش سنبھالا ہی کبھی کسی کافر نے تمھارے خون سے اسطرف مُنہ نہین کیا مگر بالفعل شداد بو عمرو حبشی نے ہمارے شہر کو بھی لوٹ لیا ہے اور ملک کے بھی خراب کرنیکا قصد رکھتا ہے اگر جلد سپوچ تو بہتر ورنہ تو کوئی مسلمان نہ بچیگا اُس کافر ظالم کے ظلم سے کوئی اہل ایمان نہ بچیگا اطلاع شرط تھی کی گئی امیر نے وہ خط تمام سرداروں اور پہلوانون کو دکھلا کر بہمن سے فرمایا کہ جبتک مین آؤن تم میری کرسی پہ بیٹھکے حکمرانی کرو یہان کے امورات کو نہایت خوبی سے انتظام دو اور میرے یارون کو اپنا رفیق اور فرزندون کو اپنا فرزند سمجھکر انکی پرورش کرو مین بالفعل ملک کی مہم پر جاتا ہون ان اللہ کی مدد سے کفار پر فتح پاتا ہون انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آؤنگا تم خاطر جمع رکھو مین یہان بہت دن نہ لگاؤنگا بہمن نے دست بستہ ہوکر عذر کیا نہایت ادب سے اُن کو جوابدیا کہ خادم کا کیا مقدور ہے کہ مخدوم کی جگہ کو گرم کرے آقا کے تخت پر گستاخ ہوکر قدم دھرے امیر نے اُسکو سمجھا کر فوج و فرزند سب اُسکے پاس چھوڑے سب نشیب و فراز انتظام کا سمجھا دیا ہر ایک بات سے آگاہ کیا اور آپ عمرو کو ہمراہ لیکر ملک کیطرف روانہ ہوے جب منازل مراحل طے کرکے ملک کے متصل پہونچے عمرو سے فرمایا کہ اب کیا چاہیئے کیا سامان دفع کفار کا مہیا کیا چاہیئے عمرو نے کہا کہ اشقر دیوزاد کو اسی جنگل مین یاد کیجیے اُسکو اسی بیابان مین چھوڑ دیجیے اور آپ پیدل چلیے امیر نے اشقر دیوزاد سے زبان جنی مین فرمایا اُسکو یہ سمجھایا کہ تو یہان پر کسی طرح کا اندیشہ نکر جب میرے نعرے کی آواز سنفا میرے پاس حاضر ہونا اور آپ عمرو کو ساتھ لیکر پیدل روانہ ہوے لشکر جش مین پہونچے نا گہان

عمرو سے ایک بازی گر سے ملاقات ہوئی ما یکدیگر بات ہوئی عمرو نے چرب زبانی کرکے اُس سے آشتی پیدا کی محبت دلی پیدا کی
امیر سے کہا کہ مین بارگاہ شاہ حبش مین جاتا ہون وہان پہنچکر ایک نیا سوانگ لاتا ہون جب فولاد پہلوان کو لیکر بلاؤن
تب تم جلدی سے میرے نزدیک آ جائے مین ہرگز توقف نہ لگاؤنگا امیر کو سمجھاکے آپ بازیگرون کے گروہ کا افسر بنا اور اُس قلعہ کو لیکر
آستانۂ شاہ حبش پر آیا دربان نے جاکر بادشاہ سے کہا کہ میری خبر کرو میرے حاضر ہونیکی اطلاع کرو مین بھی بھلا شاہ
سے کاسیاب ہون دور سے نام سُنکر آیا ہون سُنتے ہی تمامت بادشاہ کے دکھلانیکو لایا ہون عرض بیگی نے اطلاع کی اُسنے
حاضر ہونیکا حکم دیا عمرو نے بادشاہ حبش کے دربار مین جاکر تماشہ بازیگری کا شروع کیا شداد نے محظوظ ہوکر عمرو کو انعام دلوایا
عمرو نے نہ لیا اور شداد کے روبرو کھڑا ہوا شداد بولا کہ انعام تجھکو دلوایا تھا سو تو لیتا نہیں آخر مانگتا کیا ہے عرض کیا کہ یا
شہنشاہ مین نے ہاتھ مانگا کہ میرے چچا کا ایک غلام جو فن موسیقی کو چھوڑکر پہلوان بنا ہے اور شب و روز مجھکو ستاتا ہے جسے کمال بدلوکی ہے
پیش آئے سو آپ تنبیہ کردیون تو درست ہو جاوے راہ راست پر آوے شداد بولا کہ پھیرو کہان ہے اُسکو بلاؤ میرے پاس
عمرو نے پکارا کہ فولاد پہلوان ادھر آؤ امیر موجود ہوے شداد کو سلام جو نہ کیا شداد نے ترش ہوکر کہا کہ ای غلام بازیگر کو کیونکر
اپنے مالک کو ستانا ہوا ہے تین لوک کا رام بنا تا ہے امیر نے فرمایا کہ مین تو غلام نہین ہون مگر تو غلام ہوگا کہ رنگی تیرا ہی کام ہوگا عمرو بولا
کہ دیکھو صاحب آپ تک سے بادبی کرتا ہے ایسا شوخ چشم ہے کہ اپسے بھی نہ ڈرا شداد نے ایک زنگی غلام سے کہا کہ اسکا
سر کاٹ ڈال شداد کے حکم کے سنتے ہی شمشیر زن نامے ایک پہلوان تھا تلوار کھینچکر امیر کے سر پر آیا اُنکے قتل پر اُسنے
ہاتھ اٹھایا امیر نے ایک ہاتھ اُسے اُٹھاکر تصدق کرنا شروع کیا یہانتک بیچدیے کہ وہ سست و زبون ہوگیا بعد ازان وہ شمشیر
ہاتھ سے اُسی سرگردانی کے عالم مین ایک گھونسا مارکر وہ زمین پر گرکے دو ذانو بیٹھ گیا اور دم بھر مین ٹھنڈا ہوکر نکل گیا شداد نے
دوسرے زنگی کو بھیجا امیر نے اُسکو بھی اُسی راہ سے جہنم کو روانہ کیا اسیطرح سے اُسنے چالیس حبشی بھیجے اور امیر نے سبکو ایک ہی
جھاپ کا شربت پلایا سبکو جہنم مین پہونچایا اب ہر چند شداد اپنے پہلوانون سے کہتا ہے کہ جاکر اس غلام کا سر کاٹ لاؤ کوئی قدم آگے کو
نہین بڑھاتا خوف کے مارے کوئی سامنے نہین آتا تب تو شداد خود تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے نعرہ کرکے اُسکے کمربند کو پکڑا اور
سر پر لاکر زمین پر دے مارا اور ٹھوکر لگاکر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ مین حمزہ ہون تیری تو کیا
حقیقت ہے اگر رستم بھی میرے سامنے آوے تو اُسکو بھی عاجز کردون شداد نے کہا کہ یا امیر بن نوشیروان کے لکھنے سے
یہان آیا تھا اُسکے بہکانے سے مین اپنی فوج یہان لایا تھا اگر میری جان بخشی کرو تو پھر کبھی نہین آنے کا کبھی ارادہ جنگ کا اپنے
دل مین نہین لانیکا امیر نے فرمایا کہ جبتک تو مسلمان نہین ہوگا مین کبھی تجکو جیتا نہین چھوڑونگا یہ ہرزہ کا فرکش سے توڑونگا
شداد مجبور مسلمان ہوا پھر امیر نے فرمان ہوا امیر نے اُسکی چھاتی پر سے اُترکر اُسکو سینے سے لگایا اُسکے قتل سے ہاتھ اٹھایا ملک کے
لوگون نے جو امیر کے نعرے کی آواز سُنی سب خواجہ عبدالمطلب کو لیکر موجود ہوے امیر دوڑکر اپنے باپ کے قدمون پر گرے
تصدق ہونے کے لیے اُس پاس پھرے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو گلے لگایا اور سر و چشم پر بوسے دیے اور امیر کو لیکر مکہ مین

آئے سب لوگ صدقہ اور نچھاور لائے امیر نے شاہ حبش کو خلعت فاخرہ سے مخلع کرکے ملک کی مرمت کیواسطے حکم کیا اور مکہ کے کوچک بزرگ کو اسقدر انعام دیا کہ فقیر غنی ہوگئے دولت سے دھنی ہوگئے عمرو بھی اپنے والد کی خدمت میں آکر مشرف ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب شاہ حبش ملک کے قلعہ کی مرمت کرچکا امیر سے عرض کی کہ یا امیر اگر حکم ہو تو میں اپنے گھر جاکر مع اہل و عیال و مال و انتقال حاضر ہوں سکو آپکی قدمبوسی سے مشرف کروں امیر نے خلعت رخصتانہ دے کے فرمایا کہ تمین رہو مسلمان رہو دین اسلام کے تابع فرمان رہو شداد رخصت ہوکے اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا جب مدائن کے قریب پہونچا دیس سجا لگا نوشیروان بختک بجکو مکہ پر بھیجا تو کاہے کو ایسا ذلیل و خوار ہوتا سبکی نظروں میں بے اعتبار ہوتا اُن سے بدلا لینا ضرور ہے انکو بھی نک دینا ضرور ہے نوشیروان کے آستانہ پر جاکے دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو خبر دو کہ شداد بو عمرو حبشی اپنے ملک کو جاتا ہی رخصت ہونے آیا ہے نوشیروان نے سُنکر اُسے بلالیا اُسکے حاضر ہونیکا حکم دیا شداد نے پایہ تخت کو بوسہ دیکر کہا کہ حضور نے مجکو حمزہ کے ہاتھوں بے عزت کروایا اُسکے ہاتھ سے مینے بڑا صدمہ اُٹھایا یہ کہکر بادشاہ کا پائینچہ پکڑکے بارگاہ سے باہر کیا غلامان شاہی دست بقبضہ ہوے شداد نے کہا کہ اگر کسی نے مجھپر ہاتھ ڈالا تو مین نے بادشاہ کو زمین پر دے پٹکا کہ بیدم ہوجائیگا سارا کارخانہ سلطنت کا برہم ہوجائیگا کوئی اس خوف سے مزاحم نہوا شداد نوشیروان کو لیکر اپنے ملک کو چلا گیا اور پنجرہ آہنی بنواکر اُسمین نوشیروان کو پابزنجیر رکھکے سر دربار لٹکا دیا اُسکے حال کیا اور شام و صبح ایک روٹی جو کی اور ایک پیالہ پانی کا بادشاہ کے کھانے پینے کو مقرر کیا شداد نے ایسا بڑا شدید نوشیروان کو دیا نوشیروان نے جیسا کہ شداد نے اُسکے ساتھ کیا بدی کی ہی کہ جیسے عوض پاتا ہے ویسا سلوک کرتا ہے

شداد کا دربار نوشیروان مین آکر اُسکو گرفتار کرکے پنجانا اور قفس آہنی مین بند کرنا

آہی سے نہین ڈرتا ہی شداد بولا اگر تو مجکو نہ بلاتا اور مکہ کے خراب کرنے کو نہ بھیجتا تو میں ایسا کمینہ کام کیوں کرتا اپنی بڑی عزت مین کیون کھوتا نوشیروان نے کہا کہ حاشا مجکو خبر بھی نہو اگر بلایا ہوگا تو بختک نے بلایا ہوگا اُسی کے سبب سے تجھپر یہ تہمت آیا ہوگا شداد بولا کہ ہرگاہ ایسا ہی تو بختک کو بلاکر میرے حوالے کر میں تجکو چھوڑدون اور اُسکو اسی پنجرے مین قید کرون

نوشیروان قہر درویش برجان درویش سرد سوں ہورہا اس بات کو سنکر بیٹھ در گوش ہورہا امیر کا حال سنیے چند روز رہکر اپنے والد سے رخصت مانگی خواجہ عبدالمطلب نے کہا کہ اکلوتے فرزند دلبند مدت کے بعد جو دیکھا اس سے ہنوز دل کو سیری نہیں ہوئی ایک برس اور رہتے تو اچھا تھا امیر نے قبول کیا یہ خبر بختک کو پہونچی کہ خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو رخصت نہیں کیا انکو اپنے پاس سے جانے نہیں دیا ایک برس اور باپ کی خدمت میں رہینگے سوچا کہ میدان خالی ہے کچھ کام کیا چاہیئے امیر کو پھر فریب دیا چاہیئے نوشیروان کیطرف سے ایک خط جعلی ثروپین وہرمز کے نام لکھکر ایک قاصد کے حوالے کیا اور اُسے سمجھا دیا کہ تو کساما میں مدائن سے آتا ہوں نوشیروان کیطرف سے یہ پیغام لاتا ہوں اور خط میں لکھا کہ معلوم ہوئے تمکو نے شداد بو عمرو حبشی کو بھیجکر بلکہ کو خراب اور تمام مسلمانوں کو قتل اور برباد کردیا سب اہل بلکہ کو روز بد دکھلایا اور شداد نے حمزہ اور عمرو کو گرفتار کرکے اپنے ملک میں لیجاکر سولی پر چڑھایا اُسکے ساتھ اسطرح سے پیش آیا پس تم حمزہ کے مسلمانوں کو بے وسواس قتل کروانکو ہرگز نجات نہ دو اور مہرنگار کو بہمن کو دیدو اتفاقاً اثنائے راہ میں قاصد اور ثروپین سے کہ سیر کے واسطے سوار ہوا تھا ملاقات ہوئی قاصد نے وہ خط ثروپین کے حوالے کیا وہیں راہ میں دیا وہ پڑھکر سیدھا بہمن کے پاس چلا گیا بہمن نے خط پڑھکر ثروپین سے کہا کہ یہ تیرا فریب ہے میں تجکو خوب جانتا ہوں تیری بات کب مانتا ہوں ثروپین قسمیں کھانے لگا کہ میں تجھے نہیں جانتا مگر یہ خط قاصد کے ہاتھ سے میں نے پایا ہے اُسکے ہاتھ سے میرے ہاتھ آیا ہے آئندہ سچ ہویا جھوٹ ہر گاہ بہمن پر امیر کا مرنا ثابت ہوا اُن کا دنیا سے گذرنا ثابت ہوا بولا کہ افسوس ہزار افسوس حمزہ اپنے ساتھ مجکو نہ لے گیا میرے دل کو بڑا داغ دے گیا بعد ازاں کہنے لگا کہ خیر جو مرضی اللہ کی تھی سو ہوا حکم الٰہی سے کیا چارہ ہے اُسکی مشیت میں دم مارنے کا کس کو یارا ہے اب امیر کی جا پر میں اسکے دونوں بیٹوں اور تیسرے پوتے کو سمجھونگا انھیں کی اطاعت کرونگا یہ کہکر قاصد سے پوچھا کہ سچ کہہ ماجرا کیا ہے واقع میں یہ معاملہ کیا ہے قاصد نے بختک کا سکھایا پڑھایا تھا اُس سے فریب کی باتیں سیکھ آیا تھا اُسنے بسوگند کہا کہ میرے روبرو حمزہ کو سولی دی گئی اُسکے ساتھ یہ حرکت ضرور کی گئی بختک نے بہمن سے کہا کہ حمزہ کی تابعداری اگر آپ نے اختیار کی تو زیبا ہی تھا مگر ان لڑکوں کی اطاعت آپ سے پہلوان اور زور آور کے واسطے مزیب نہیں ہے انکے زیر حکم رہنا تم سے شخص نامور کو ہرگز مناسب نہیں ہے سوائے اسکے نوشیروان نے آپ کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہے تجکو کتنا بڑا رتبہ دیا ہے پس نوشیروان کا داماد کہلانا بہتر ہے کہ لڑکوں کی اطاعت کرنا ہمارے نوشیروان کی دامادی کے نام سے بہمن کا دل کچھ ڈانواں ڈول ہوا بختک سے بولا کہ اگر تمھاری ہی صلاح ہے تو تدبیر اسکی کیا ہے بختک نے کہا ابھی اس بات کو مخفی رکھو ہرگز کسی سے نہ کہو تاکہ مہرنگار آسانی سے ہاتھ آوے اس امر عظیم سے ہماری طبیعت اطمینان پاوے ثروپین نے کہا کہ آج دربار میں جاکر

ہرمز اور قباد شہریار سے کہونگا کہ کل میرے باپ کا عرس ہی اگر امیرزادے سمیت پہلوانون کو میرے مکان پر آوین تو میری سرفرازی ہوتی ہی بہمن بولا کہ صلاح تو نیک ہی ژروپین جورات کو محفل مین گیا ہرمز و قباد شہریار و عمرو بن حمزہ سے مستدعی دعوت کا ہوا انھون نے قبول کیا چنانچہ دوسرے دن ہرمز تاجدار قباد شہریار و عمرو بن حمزہ مع پہلوانان گردنکش ژروپین کے مکان پر گئے ژروپین نے سب کو کھانا کھلایا سب سے اچھی طرح پیش آیا پھر شراب طلب کی جب سبکو سرور ہوا ژروپین نے اٹھکر امیرزادے اور قباد شہریار سے عرض کی کہ جس طرح حضور نے مجکو سرفراز کیا ہے اگر ملکہ مہرنگار بھی قدم رنجہ فرمائین از راہ عنایت تشریف لاوین تو میری عزت بڑھتی ہی سبکے نزدیک میری حرمت بڑھتی ہی دونون امیرزادون نے ملکہ مہرنگار سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ تشریف لائے تو آپکے لیے موجب سبکی کا نہین ہی ژروپین کی اعزت افزائی ہے مہرنگار سوار ہوکر ژروپین کے گھر مین آئی حسب الستدعا اُسکے تشریف لائی ناگاہ کسی کے مُنھ سے نکل گیا کہ اُس وقت تو ملکہ خوش خوش تخت پر بیٹھی ہین دو گھڑی کے بعد معلوم ہوگا کیا ہوا کیسا فتنہ برپا ہوا مہرنگار کے کانون مین جو اس بات کی بھنک پڑی فی الفور محلی کی معرفت قباد شہریار سے بُلا کر کہا کہ جلد سواری منگواو دمخا فہ وغیرہ حاضر کرو مین یہانکا رنگ ڈھنگ نہین دیکھتی ہون فساد برپا ہونیوالا دیکھتی ہون قباد شہریار نے سواری طلب کی اسی مین کچھ خیریت تھی ملکہ سوار ہوکر قلعہ مین پہونچی یہ خبر ژروپین و بہمن کو معلوم ہوئی کہ مہرنگار آئی تھی اور چلی گئی دونون دست تاسف ملنے لگے آنکے دل پر آرے افسوس و حسرت کے چلنے لگے کہ آئی ہوئی دولت ہاتھ سے نکل گئی بختک نے مُنکر بہمن کی تشفی کی کہ بے پردہ کہان جائیگی آخر کو ایک دن ہاتھ آئیگی بہمن نے حسب مشورۂ بختک باتھ ملکر کہا کہ افسوس ہی ہرمز تاجدار کہ مستحق سلطنت ہی وہ تخت پر تو نہ بیٹھے اور قباد نواسا ہوکر فرمانروائی کرے خیر حق بادشاہی کرے عمرو بن حمزہ نے کہا ای بہمن تیرا کیا نقصان ہی اس مین تیرا کیا زیان ہی بہمن نے کہا کہ سچ کہتا ہون یہ عرب زادہ تخت پر بیٹھنے کے قابل نہین ہی اسکو ایسی سلطنت ملنے کا استحقاق حاصل نہین ہے ملک لندھور نے جو یہ تقریر سنی سمجھا کہ بہمن سے کہنے لگا کہ او کوہستانی حیف ہے تجکو مینے اپنی گدی پر بٹھلایا تجکو ایسا صاحب مرتبہ بنایا کیون تجکو اپنے رہتے پر نہ رکھا نہین تو آج ایسا بیہودہ کلمہ تیرے مُنھ سے نکلتا ایسے کلمات دگرگوں کے لوگون کو نہ سُنتا بہمن نے غیض مین آکر ایک وار تلوار کا لندھور پر مارا لندھور نے اس زور سے گرز اُٹھا کر بہمن پر لگایا کہ ہاتھ بہمن کا بیکار ہوگیا اور اُسنے بڑھ کر ساتھایا مجلس مین تلوار چلنے لگی بہت سے عرب و بہمنی زخمی ہوے اور بہمن کے لوگ بہمن کو اُٹھائے گئے اُسکی جان بچا کر لے گئے اتفاقاً یہ خبر نوربانو بہمن کی بہن کو کہ عمرو بن حمزہ پر عاشق تھی پہونچی کہ کفار نے مسلمانون کو فریب و دغا سے قید و نجی کیا ہی اُنکو اپنی مکاری اور بدذاتی سے بڑا رنج دیا ہی گھر سے نکل کر اس قدر شمشیر زنی کی کہ کفارون کے

شستون سے پشتے باندھ دیے ہزارون آدمی اس مردانگن نے اپنی شمشیر آبدار سے جرأت کر کے کشتے کیے ہومان نے اُسکے پاس
یہ کرما تو کیا دیوانی ہوئی ہی جاگھر مین بیٹھ اُس نے ایک تلوار ایسی ہومان کے لگائی کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر

مرنا بہمن کا عمرو بن حمزہ اور لندھور سے اور آنا نوشیروان کا بہ لباس مردانہ بہانہ حمزہ کے اور مارنا ہومان کا اور بھاگنا بہمن کل معہ فوج کے

گرفتار ہمین سانس آئی اُسکے چھوٹے بھائی نے جو ہومان کو دو ٹکڑے دیکھا تلوار کھینچکر فیروز بانو پر دوڑا نوشیروان نے اُسکے وار کو
خالی دیکر ایک تلوار اُسکو بھی ایسی ماری کہ اپنے بڑے بھائی کے پاس وہ بھی پہونچا ہرگاہ نوشیروان دونون کو مار چکا
یملونان عرب کو ہمراہ لیکر قلعہ مین آئی اور خندق کو پانی سے بھر کر کے پانی سے لباب بھروایا فوج کفار نے قلعہ کو
محاصرہ کیا ہرگاہ یملونان عرب کے زخم اچھے ہوے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر کفار کو مارنے لگے کمال شجاعت و دلاوری سے
اس فرقہ اشرار و فجار کو مارنے لگے کفار قلعہ کی زد سے ہٹکر اُتر پڑے ایکدن کفار دون نے قلعہ پر حملہ کیا قباد شہریار نے اپنی ملک سے کہا
کہ کفار کا غلبہ ہے اگر فرمایئے تو مین جاکر اُنکو ہارون مہرنگار نے کہا کہ صدقہ گئی تو بھی بچیہ ہی کیونکر تم تھے اجازت دون اس سن
مین تجھے کیونکر جنگ کے واسطے رخصت کرون قباد بولا کہ ہمارے باپنے کم سنی مین کیسے کیسے پہاڑون زیر کیے ہین آخر ہم بھی تو اسی کے
بیٹے ہین اور اگر آپ نجلنے دینگی تو مین اپنا خون کرون گا تمھارے سامنے مرونگا نوشیروان بانو نے مہرنگار سے کہا کیا مضائقہ ہے آپ
قباد کو جانے دیجیے اُنکو بخوشی رخصت کیجیے مین اُسکے ساتھ ہون اُنکی مدد کے لیے مستعد اور طیار رہونگی بہر صورت مددگار اور
خبردار رہونگی مہرنگار نے قباد کو لڑنے کی اجازت دی قباد ہتھیار لگا کر کفار کے روبرو گیا اور للکارا کہ اے کافرو

تم مین سے کون مرگ خواہ ہو میرے سامنے آوے مجکو اپنی بہادری دکھاوے **بہمن** نے **قباد** کو دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ خوبی
قباد لڑنے کو آیا اپنی مان سے اسنے میدان مین آنیکا حکم پایا مین اسکو گرفتار کرکے اپنے پاس رکھونگا تو فرد مہر **نگار**
در و فرزندی سے میرے پاس آوے گی ہرگز اُنکی مفارقت کی تاب نہ لائیگی یہ سوچ کر **قباد** کے روبرو گیا اور کہنے لگا
کہ او عرب بچے لاکیا حربہ رکھتا ہی **قباد** بولا کہ میرا باپ کبھی پیشدستی نہین کرتا ہی پس مین بھی پیشدستی نہین کرونگا باپ کے
طریقے سے قدم باہر نہ دھرونگا تو حربہ کر اگر اسمین جیتا بچونگا تو تجکو مارونگا تیرے سر کا بوجھ تیری گردن سے اُتارونگا **بہمن** نے
گرز **قباد** کے سر پر مارا **قباد** نے اُسکو ڈھال پر روکے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ وہ ضربہ اُسکے جسم پر کمال زور سے
آیا **بہمن** زخم کاری کھاکر بھاگا اپنی جان بچاکر بھاگا امیرزادہ چار کوس تک اُسکے لشکر کو مارتا چلا گیا جب دیکھا کہ کفار
اُسکو ہوا کیطرح لے اُڑے مجبور پھر کر اپنی مان کے پاس آیا اس معرکہ کا تمام حال سُنایا **مہر نگار** نے بہت زر و جواہر اپنے
بیٹے پر سے نثار کیا بہت سا زر و جواہر و اسباب محتاجونکو دیا چند روز کے بعد **عمرو** بن **حمزہ** و **لندھور** **مہر نگار** کی
خدمت مین گئے اور عرض کی کہ اسمین کچھ قصور **بہمن** کا نہین ہی **بختک** و **رویین** کی بدذاتی بدذاتی شرارت اُسکے ملین
آئی ہی امیرزادے نے کہا آخر اب کیا کیا جاوے کونسی تدبیر عمل مین آئے قلعہ کو کفار گھیرے ہوئے پڑے ہین و ہمکو شکی
ہین اس حالت مین ہمسے کچھ ہو نہین آتا ہی اس سبب سے ہمارا دل خوف کھاتا ہی **قباد** نے کہا کہ دروازہ قلعہ کا کھولدو اور میدان مین
نکلکر صف آرائی کرو سردار مع فوج حاضر ہوے اور طبل جنگ بجنے لگا کوس جنگ مثل رعد گرجنے لگا **بہمن** نے میدان مین آکر
کہا کہ او عرب کو کسواسطے اپنی جان دیتے ہو **حمزہ** تو مدت کا مارا گیا خیر اسمین ہی کہ **مہر نگار** کو میرے حوالے کرکے اپنی راہ لو اب
ہمسے مقابلے کا ارادہ نہ کرو نہین تو ایک کا مغز سر سے نکالونگا سب کو مار ڈالونگا **لندھور** نے **بہمن** کی بیہودہ گوئی
سُنکر **عمرو** بن **حمزہ** سے رخصت طلب کی امیرزادے نے لاحول پڑھکر حافظہ ہی میدان مین جایئے اور کفار کو زیر شمشیر لایئے
لندھور میدان مین جاکر **بہمن** سے یہانتک گرز بگرز لڑا کہ زخم اُسکے بدن کے آرے ہوگئے حیران و ششدر دیکھنے والے
ہو گئے اسمین آفتاب نقاب شب کو منھ پر ڈالا دونون لشکر دمین طبل بازگشت بجا فوجون نے لشکر گاہ مین آکر استراحت کی اپنی
اپنی طبیعت کو تسکین دی صبحکو پھر صف آرائی ہوئی ہنوز کوئی میدان سے نہ نکلا تھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اُٹھی دونون
طرف کے عیار خبر لانیکو دوڑے معلوم ہوا **فرہاد** **عکہ** **رویین** کی مدد کو آیا ہی بڑا لشکر جرار ساتھ لایا ہی سات سو من کا
گرز باندھتا ہی امیرزادے نے فرمایا کہ ہماری مدد کو خدا ہی تجکو کیا پروا ہی **رویین** **فرہد** **عکہ** کو پیشوائی کرکے لشکر مین لایا
سب ماجرا گذشتہ سُنایا **فرہاد** بن **لندھور** امیرزادے سے رخصت لیکر **فرہد** **عکہ** سے نرم طلب ہوا **فرہد** **عکہ** نے
نام پوچھا اُسنے کہا کہ میرا نام **فرہاد** بن **خسرو** **ہند** **ملک** **لندھور** بن **سعدان** شاہ ہی تمام زمانہ جانتا ہی جیسا کہ وہ صاحب
شوکت و جاہ ہی **فرہد** **عکہ** بولا کہ تیرا باپ کہان ہی **فرہاد** نے کہا کہ لشکر مین ہی **فرہد** **عکہ** نے کہا کہ تیرے باپ نے مجھسے
دو سال کہ مرنے کے پہیجا اور آپ آیا معلوم ہوا کہ مرنے سے اپنا جی چُرایا **فرہاد** بولا کہ او مردک بیہودہ کیون بکتا ہی

میرے باپ کے سامنے کوئی ٹھہر سکتا ہو حربہ کر فرہاد نے جھنجھلا کر سات سو منی گرز اپنا اُسکے سر پر مارا فرہاد نے اُسکی ضرب کو روک کے کہا کہ اور دو حربے کرلے وار کر کے خوب اپنا جی بھرلے پھر میری باری ہو دیکھنا کہ میری تلوار میں کیسی آبداری ہو فرہاد نے دو حربے اُسی گرز سے کیے مگر فرہاد نے جہاں کھڑا تھا وہاں سے جنبش نہ کی اپنے پاؤں کو حرکت نہ دی اور اُسکے حربوں کو روک کے کہا کہ دیکھ سنبھل جانا اب میں گرز مارتا ہوں یہ کہکر اس زور سے گرز مارا کہ گرز سے شرارے اُٹھنے لگے فرہاد نے خالی دیکھا کہ حقیقت میں تو بڑے باپ کا بیٹا ہو تجھکو ہزار مرحبا ہو اور دونوں کے گرز بازی ہونے لگی جب روز و شب نے نقاب سیاہ شب چہرہ پر ڈالا ماہ تابان نے سیر کے لیے اپنا پاؤں باہر نکالا دونوں طرف طبل باز گشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے صحلکو شیروانی نامے پہلوان فرہاد علکہ سے مہمانہ طلب ہوا تا شام دونوں نے دار جنگ کی مے خوب باہم جنگ کی بعد ازاں اپنے اپنے خیمو میں گئے ابان فوجوں نے دو حضور بحال صحلجقران کا سنا تو فاقا ایک قیامت عام برپا ہوا میر نے دیکھا کہ فرہاد نے ہمارے اسلام شجنوں کو مارا ہو اور اکثر پہلوان میرے زخمی ہوے ہین چونکہ عمرو نے خواب بیان کیا عمرو نے کہا کیا امیر کیا کوئی خواب بھی غلط ہوتا ہو اگر ہوتو خبر لاؤن میں حال دریافت کرنے کیواسطے جاؤن امیر نے عمرو کو رخصت کیا وہان کے حالات سے بخوبی آگاہ کر کے سب حسن تدبیر کے بجا دیا جنگاہ کا حال سنیے کہ فرہاد علکہ اور استفتانوش سے مقابلہ ہوا میں جنگ میں عمرو پہونچا عمرو کو دیکھکر فوج اسلام میں شادیانے بجنے لگے سب کو جو اپنی قلت جمعیت سے ہراس تھا تقویت ہوئی دونو کو قوت ہوئی بہمن نے بختک سے کہا کہ او بدذات تو نے نہ کہا تھا کہ عمرو اور حمزہ مارے گئے بختک بولا کہ میں کیا جانون نوشیروان کے لشکر سے میں نے بھی جانا تھا اُسنے مجکو تحقیق لکھا تھا بہمن نے بختک کو اُٹھا کر زمین کے سر پر دے مارا چونکہ حیات دونوں کی باقی تھی بختک زمین پر گر پڑا بہمن اپنی اس حرکت سے پچتانے لگا اپنے اس فعل نامناسب سے افسوس کھانے لگا عمرو کیفیت دریافت کر کے قباد شہریار اور عمرو بن حمزہ کو تشفی دیکے اور دو نمونہ پہلونون کو نوشداروکی پٹی دیکھکر امیر کے پاس روانہ ہوا شبانہ روز چلا ہی گیا کمین اختیار راہ مین نہ ٹھہرا ہرگاہ امیر کے پاس پہونچا امیر نے کم و کیف دریافت کر کے والد سے رخصت لی اور اہل اسلام کی مدد کے لیے روانہ جانیکی تیاری کی اور اشقر دیو زاد پر سوار ہو کر مع عمرو کاؤس حصار کیطرف روانہ ہوے ہمراہ رکاب سب لشکر اور بیگانہ ہو گئے اب زنگاہ کا حال سنیے کہ دونون طرف کے لشکر صفین باندھے کھڑے ہوے تھے کہ جگل کی طرف سے ایک غبار اُٹھا گرد کا بگولا دکھائی دیا دونون لشکر کے ہرکارے جریدے کو دوڑے معلوم ہوا کہ سرکوب ترکتاز مع فوج جرار نوشیروان کی مدد کو آیا ہو اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا ہو کفار خوشی خوشی سرکوب کو استقبال کر کے اپنے لشکر مین لے آئے اُسکی فوج نے بھی میدان جنگ مین اپنے خیمے گاڑے سرکوب نے پوچھا کہ حمزہ کہان ہو اُسکا نشان تو مجکو بتاؤ اُسکی صورت تو مجکو دکھاؤ تو بہمن بولا کہ حمزہ تو نہین ہو مگر اُسکے دو بیٹے لڑ رہے ہین سرکوب نے کہا کہ آج تو لشکر میں تھکا ماندا ہی مگر کل مجھ سے لونگا وہ بھی یاد کرینگے ایسا لڑونگا میں فرہاد علکہ میدان مین گھوڑا لگا لکر مبارز طلب ہوا سعد بن عمرو بن حمزہ نے اپنے باپ سے رخصت مانگی عمرو نے کہا کہ جان پدر ابھی تم لڑنے کے نہین ہو تم جنگ کا ارادہ نہ کرو اپنے تئین لڑنے پر آمادہ نہ کرو اُسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ میرا اور قباد چچا کا ایک ہی سن و سال ہو

میرا انکا ایک ساحال ہو جیسے ہو وہ تو لڑین اور مین تماشا دیکھا کرون وہ تو معرکے مین جانکے سر خرو ہون اور مین بیٹھا رہون عمرو بن حمزہ نے مجبور سعد کو رخصت رزم دی سعد بسم اللہ کرکے میدان مین آیا اور حریف سے مبارز طلب ہوا کفار اسکو دیکھکر کہنے لگے کہ یہ عجب قوم ہی جسکے ایسے ایسے کم سن لڑکے بخوف و خطر صف جنگ مین لڑتے ہین ہمسے پہلوانون کے مقابلے مین آکے اڑتے ہین سرکوب نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہی کہ میدان مین آیا ہی بہمن نے کہا یہ حمزہ کا پوتا ہی فرہد عکہ سے لڑنیکو آیا ہی اُسکے دل مین بھی ارادہ سمایا ہی سرکوب بولا کہ یہ بچہ کیونکر فرہد عکہ سے لڑیگا بہمن بولا کہ تماشہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ گفتگو ہی تھی کہ سعد نے للکارا اسی کافر جسکو شربت مرگ پینا ہو وہ میرے سامنے آوے میدان مین آکر اپنی بہادری دکھاوے فرہد عکہ نے گھوڑے کی باگ لیکر سعد پر ایک گرز مارکر کہا کہ مارا اور پست کیا سعد نے گرد سے نکلکر کہا کہ او گبر کیون جھوٹ بولتا ہی جھوٹے دعوے یہ زبان کیون کھولتا ہی کسکو مارا اور کسکو پست کیا مین تو تیری جان کا مالک الموت موجود ہون یہ کہکر گھوڑا بڑھایا اور ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ ہاتھ فرہد عکہ کا بازو سے کٹکر مع گرز زمین پر آرہا فرہد عکہ نے چاہا کہ اپنے لشکر کی راہ لیوے بھاگ کر لشکر کو بیٹھ دیوے سعد نے ٹھوکر چھاکر دوسرا ہاتھ بھی فرہد عکہ کا قلم کیا اُسکو مسافر ملک عدم کیا سعد کے عیاردن نے چالاکی کرکے فرہد عکہ کا سر کاٹ لیا اُسکے جسم ناپاک کو بے سر کیا امیر کے لشکر مین شادیانے بجنے لگے اور کفار کے لشکر سے صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی بسکی زبان لاکھ زنی سے بند ہوئی لشکر کفار حیرت مین تھا کہ ایسا کم سن بچہ فرہد عکہ سے پہلوان کو اس آسانی سے مارا سرکوب رحم بھی نے ہلکا سا بھی ایک چرکا نہ کھائے سرکوب نے بہمن سے کہا کہ آفرین ہی اُسکے پدر و مادر کو جسکے گھر مین ایسا بہادر اور رستم زور فرزند پیدا ہو کیونکر نہ باپ اُسکا اسپر شدہ ہو کیونکر طبل بازگشت بجوا کر دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے سرکوب نے پہلوانون اور سردارون کو لیکر کھانا کھایا سب نے ہر طرح کا لطف اٹھایا بعد ازان بزم شراب و کباب قائم ہوئی جب نشہ نے

جنگ کرنا سعد بن عمرو کا فرہد عکہ سے اور مارا جانا فرہد عکہ کا

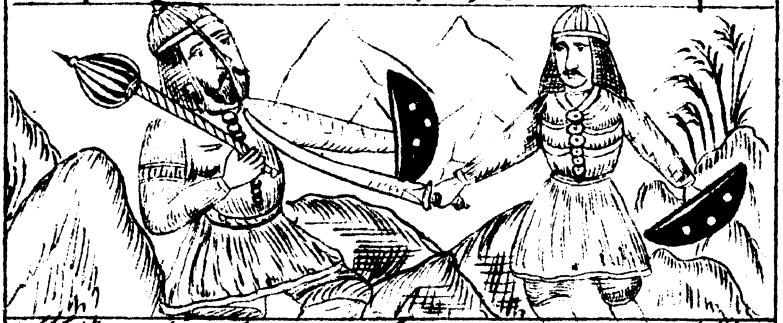

دماغ کو گرم کیا اور مقدار سے زیادہ جام شراب پیا سرکوب نے بہمن کو ہرمز کے پہلو مین بیٹھا دیکھکر کہا

کہ او کوہستانی تو نے بھی یہ حوصلہ پیدا کیا کہ مجھسے بالادست ہو کر بیٹھا ہے بادۂ غرور سے ایسا بدمست ہوا کہ اٹھا بہمن بولا کہ سرکوب مجھکو کیا خبط نے لیا ہے کہ مجھسے گفتگو نالائم کرتا ہے میری قوت و شجاعت سے نہیں ڈرتا ہے سرکوب بے اٹھکر ایک گھونسا بہمن کے مارا بہمن نے اسکی کمر میں ہاتھ دیکر اٹھایا اور زمین پر دے پٹکا ہرمز نے بیچ بچاؤ کر کے قضیہ فیصل کر دیا دونوکو سمجھا کر رفع فساد کیا اور مجلس برخاست کی صبحکو پھر دونوں لشکر کی بدستور صفیں آراستہ ہوئیں کہ ناگاہ ایک گرد زمین سے بلند ہوئی جسکی کثرت سے ہوا کی راہ بھی بند ہوئی دونوں لشکر کے عیار خبر لانے کو دوڑے معلوم ہوا کہ حمزہ و عمرو آتے ہیں ایک غوغا کثیر اپنے ساتھ لاتے ہیں لشکر اسلام میں عجب طرح کی خوشی ہوئی اسیدم شادیانے بجنے لگے ہر ایک سردار و پہلوان امیر کے قدبوس ہوا امیر نے انکو چھاتی سے لگایا انکے پہونچنے سے سب نے کمال اطمینان پایا اور شکر کی بانگ مکرر جگہ جگہ میں گئے اور پکارے بہمن سے کہ اے او کوہستانی میں نے تیرے حق میں کیا بُرا کی تھی میں نے تجھکو کونسی اذیت دی تھی کہ تو نے اسکے عوض میں ایسا مجھسے کیا اس بات کا تجھے انتقام لیا اب مرد ہے تو میرے سامنے آمقابلے میں کر اپنی جوانمردی دکھا بہمن نے ہرمز سے کہا کہ میری تو حمزہ سے چار آنکھیں نہیں ہو سکتی ہیں میں تو حمزہ سے مقابلہ نہیں کرونگا وہ مقابلہ کرے جسنے یہ فساد برپا کیا ایک پہاڑ ات کا سر پر لیا ہے اب تم جانو تمھارا کام جانے ہرمز نے کہا میں یہ اجانوں جنگ جانے تمہش سرکوب نے امیر کے مقابلہ میں کر گزر امیر کے اوپر بلا امیر نے اسے خالی دیکر فرمایا کہ ای پہلوان وہ ترے تیرے اور باقی ہیں وہ بھی کرے تا کہ تیرے دشمن کچھ رہیں نہ رہے سرکوب نے دوسری مرتبہ گرز چلایا امیر نے اسکو بھی رد کیا تیسری مرتبہ ایسا تھپا تھلا کر گرز مارا کہ گرز سے شعلۂ آگ کا نکلا اور اسکے صدمے سے اسقدر گرد و غبار اٹھا کہ جسکے دھوئیں سے دونوں لشکر میں سیاہی چھا گئی بسکی آنکھوں میں تاریکی آگئی سرکوب نے نعرہ کر کے کہا کہ مار ڈالا میں نے حمزہ کو خاک اسکی خاک میں ملگئی یہ تو آدمی تھا اگر پہاڑ پر یہ گرز مارتا تو پہاڑ سے گرد اٹھتی امیر نے گھوڑے کو کاوہ دیکر گرد سے نکال کے کہا کہ او گبر کسکو تو نے مارا یاں سینکڑوں جا کر اب باری میری ہے اور دیکھ ضرب سکو کتے ہیں اگر بچے بھی تو بھی کے دم دوسے اب خشک ہے تیرے پہلوان قیامت تک تجھ میں ہوش و حواس آئیں یہ کہکر گرز جو اسکے سر پر لگایا وہ زین سے جدا ہو کر گھوڑے کے پیچھے پر جا پڑا گھوڑے پر سے لڑھکا خاک میں پست ہو گیا سرکوب نے چاہا کہ امیر کے گھوڑے کو بھی پے کرے امیر جھٹ مرکب کی پیٹھ سے الگ ہو کر اسکے مقابل جا کھڑے ہوئے نصف النہار تک گرزبازی ہوا کی بعد زان نوبت تلوار کی پہونچی دو ساعت کامل تلوار چلی خوب ہی ہاتھ شمشیر آبدار چلی مگر کسی کو کسی کے ہاتھ سے ضرر نہ پہونچا کسی پر کوئی زخم کارگر نہ پہونچا امیر نے فرمایا کہ ای سرکوب حربے سب ہو چکے اب بات یہ باقی ہے کہ اگر تو میرے تئیں اٹھا لیوے تو میں تیری اطاعت کروں پھر کبھی جسے لڑنیکا نام نہ لوں درگزریں تیرا لشکر اٹھا لوں تو میری فرمانبرداری کر اس امر پر قول قرار کر اگر کچھ بہلوانی کا دعوی ہے تو نہ ہرگز انکار کر سرکوب نے خوشی خوشی قبول کیا اور امیر کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسقدر زور کیا کہ ٹخنوں تک زمین میں گڑ گیا اور قصمنے سے خون پسینہ لگا امیر کو ذرا بھی جنبش نہوئی اسی طرح کھڑے رہے پانوں انکے زمین میں گڑے رہے بعد زان امیر نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اس زور سے نعرہ کیا کہ اکثر لشکر کفار میں سے لوگوں کے کان کے پردے پھٹ گئے مارے دہشت کے

خون جسم سے گھٹ گئے سرکوب نے جانا کہ اسرافیل نے صور پھونکا اور فلک منقم زمین پر گر پڑا آسمان کو دیکھنے لگا امیر نے اسکو علق زمین سے اٹھا کر سات مرتبہ بلا گردان کر کے زمین پر دے مارا اور باندھکر عمرو کے حوالے کیا ایسا عاجز اور ذلیل کر کے انکو دیا چونکہ تاریکی آسمان پر دو گھڑی تھی کوس بازگشت بجوا کر امیر منصور و منصور قلعہ میں گئے اور کفار بھی گریان و نالان اپنے خیموں میں داخل ہوئے اللہ کی عنایت سے مسلمانوں کو اسباب سرور و نشاط حاصل ہوا شب کو شراب کباب کی محفل مرتب ہوئی امیر نے سرکوب کو طلب کر کے پوچھا کہ تم نے جملہ کس طرح زیر کیا اسنے سر قدم پر رکھکر کہا کہ یا امیر آپکے دنیا میں کوئی زبردست یگانہ نانوے حصہ قوت آپکو خدائے تعالیٰ اور ایک حصہ تمام دنیا کو دی ہے ارکان اسلام مجکو تلقین کیجئے اب مجکو دولت ایمان و تسلیم میں نے بت پرستی اور تمونیہ تبرا کیا امیر نے اُسے کلمہ پڑھا کر اپنے گلے سے لگایا اور خلعت مرصع پہنا کر سونے کی کرسی پر بٹھلایا سب لوگوں نے زمین بوسی سے ممتاز بنایا اور تین شبانہ روز جشن کیا چوتھے دن امیر نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا پھر اپنے لشکر کو کفار کی جنگ پر مستعد اور آمادہ کیا اور چودہ صفیں میدان میں باندھ کر دستہ کمین لشکر کفار بھی صف آراء ہوا گویا مقابلہ سکندر و دارا ہوا امیر نے آسمان پر بلند نعرہ اللہ اکبر کا کر کہا کہ ای بہمن تو نے ساروں کے وعدہ مجھ سے کی اب وہ وقت ہے سامنے لڑنے سے جی مت چرا بہمن نے ہر مرتبہ کہا کہ میں ہرگز حمزہ کے سامنے نہ جاؤنگا میں اپنے ہاتھ سے ذلت نہ اٹھاؤنگا فوج کو حکم دیجئے سب لشکر کو مستعد بھیجے کہ ایکبار حمزہ پر جا کر بے تامل قتل کیجئے حمزہ کے ہرگز نہ بھیجے ہر مرتبہ کے اشارہ کرتے ہی تمام فوج نے گھوڑے اٹھائے امیر بھی صمصام مقام کھینچکر لشکر کفار کے سامنے آئے اور دو دستی تلوار مارنے لگے دو بہر کا کام امیر نے یکہ و تنہا فی کفار سے تلوار کی خوب ہی داد شجاعت دی ہزارہا کفار بار سے کٹ گئے حتی کہ اشقر دریا میں تیرنے لگا سینہ تک دشمنوں کے لوہو میں بھر گیا بہمن نے ترویین سے کہا کہ امیر اسوقت لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں اور تمھارے کف جانفشان اور خود فتگی آزمائی ہوا اور شمشیر زنی زمین مصروف ہے مطلق اپنے ہاتھ کی خبر نہیں ہے بیہوشی میں تلوار مار رہے ہیں خود کش ضربہ سے دمبدم کیا ہے سر رشتہ اختیار انکے ہاتھ سے نکل گیا ہے عمرو قارورہ کو بار بار کر پشت پر کسی کو کہ زمین دیتا ہے اگر تو عمرو کو امیر سے جدا کر تو میں اسوقت امیر کو بار لیتا ہوں انکا ہاتھ ابھی مارتا ہوں ترویین نے سات سو ہاتھی عمرو پر بلوا دیے عمرو قارورہ ہاتھ کو مارنے لگا بہمن نے پیچھے جا کر دو سیتی تلوار اس زور سے امیر کے سر پر ماری کہ اگل تلوار امیر کے سر تک نہ آئی اور اسی دم یہ کہتا ہوا امیر کے آگے سے بھاگا کہ یارو میں نے حمزہ کا کام کیا دیکھو میں نے تمتار کام کیا ایسی تلوار لگائی کہ حلق تک پہونچی ہے کیا ہاتھ کی صفائی کی امیر نے یارو میں نے یہ سخن سُنا کمال مغموم و پریشان خاطر ہوئے امیر نے دیکھا کہ فوج کی فوج میں شکست کھایا اور غش پر غش مجھے چلا آتا ہے اشقر سے زبان حال میں کہا کہ مجکو شاباش ہے باہر چل جسطرح ہو اس حلقے سے نکل چل کر اشقر کے گلے سے لپٹ گئے اشقر امیر کو وہاں سے لیچلا جو کوئی آگے آیا اُسکو دولتی سے اور پیچھے آنے والوں کو لاتوں سے مارتا ہوا لشکر سے نکل کر جنگل کی طرف قدم زن ہوا کئی کوس نکل آیا ایک دریا دیکھا اشقر نے بسکہ پیاسا تھا دریا سے پانی پیکر چلا امیر اب دریا پانی میں گر پڑے پانی خون سے لال ہو گیا اشقر امیر کو کھینچکر کنارے پر لے آیا انکو غرق ہونے سے بچایا اتفاقاً سیہ شیر نامے شبان اپنی بکریوں کے گلے کو پانی پلانے اسطرف لایا اسکو یہ طرفہ

ماجرا نظر آیا کہ پانی دریا کا لال ہو رہا ہی اور ایک شخص زخمی لب دریا پڑا ہی گھوڑا اُسکا پہلو مین لیٹا ہوا دانتونسے اُسکو کھینچتا ہی کمال قوت سے اپنی طرف اینچتا ہی چاہتا ہی کہ اپنی پیٹھ پر سوار کرے مگر وہ جوان بیہوش ہی زخم کی شدت سے مدہوش ہی سیہ شبیر نے یہ ماجرا دیکھکر اپنے دلمین کہا کہ یہ شخص قوم کسی ملک کا بادشاہ ہی اسکی شان سے معلوم ہوتا ہی کہ صاحب شوکت و جاہ ہی لڑائی مین کمین زخمی ہوا ہی گھوڑا اسکو میدان لے آیا ہی دشمنونکے ہاتھ سے بچایا ہی اگر مین اسکی خدمت کرونگا اور راحت دونگا تو صحت کے بعد انعام پاؤنگا اسکے عوض مین بہت فائدہ اُٹھاؤنگا یہ سوچکر امیر کے پاس آیا اور بہزار خرابی بصد امیر کو گھوڑے کی پیٹھ پر لادا اور ایک رسی سے امیر کو زین سے باندھکر اپنے گھر لیگیا اُنکے بچا نہین بچی بہتری سوچکر لیگیا اُسکی مان نے کہا کہ بیٹا یہ تو کسکو لایا ہی یہ کیسا شخص تیرے ساتھ آیا ہی اُسنے سب کیفیت اپنی مان سے بیان کی اور امیر کے حال سے بالکل اطلاع دی اور کہا کہ اگر یہ اچھا ہوگا تو یقینًا میرے ساتھ بہت سلوک کریگا اور اگر مریگا تو گھوڑا اور سلاح اُسکا میرے ہاتھ آویگا بہرکیف اسکے رہنے سے کچھ میرا نقصان نہوجاویگا یہ کہکر ہتھیار امیر کے پاس سے کھولے اور ایک پٹی زخم پر باندھی اشقر سرہانے کھڑا ہوا دیکھتا تھا ایک قدم امیر کے پاس سے سرکتا نہ تھا اگر سیہ شبیر اُسکو باہر لیجانے کو چاہتا تو گھوڑا اُسپر آنکھین نکالتا تھا سیہ شبیر ڈر کے مارے جدا ہو جاتا تھا پھر اُسکے پاس آتا تھا المختصر ساتوین دن امیر نے آنکھین کھولین دیکھا کہ اشقر اور ایک شخص غیر میرے سرہانے کھڑا ہی امیر نے سیہ شبیر سے پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ کسکا مکان ہی اسکا کیا نام ہی اور یہ کون جوان ہی وہ بولا کہ سیہ شبیر میرا نام ہی چوپایا کرتا ہون جنگل مین جانورونکی نگہبانی کرتا ہون آپکو دریا کے کنارے پڑے ہوے دیکھکر ترس آیا اسلیئے اپنے گھر مین اُٹھالایا خدا آپکو اچھا کردے تو میرے بھی دن پھرین آپکی بدولت کچھ رتبہ پاؤن تھوڑے دن لطف زندگی اُٹھاؤن امیر نے فرمایا کہ گھوڑے پر سے زین اُتار لے اور اشقر سے کہا کہ تو اس نواح کے سبزہ زار مین جاکر چرائی کر اور سیہ شبیر سے ارشاد کیا کہ تونے جو محنت کی ہی اکارت نہ جائیگی یہ خدمت تیری تجھکو بہت نفع دکھائیگی مین اچھا ہو جاؤنگا تو بہت تجھکو خوش کرونگا خاطر جمع رکھ تجھکو بہت کچھ دونگا ایک بکری اپنے گلے سے لا کہ مین اُسکو ذبح کرون موافق حکم خدا کے اُسکو حلال کرون تو اُسکا شوربا تیرے واسطے پکا لا ایک بکری کے عوض دو چند دونگا یہ نہ سمجھ کہ مین مفت مین لونگا سیہ شبیر نے بکری امیر سے ذبح کروا کے شوربا اُسکا پکایا اور امیر کو کھلایا دوسرے دن ایک اور بکری کا شوربا تیار کرا کے امیر کو دیا تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا چوتھے دن اپنی مان سے پوچھنے لگا کہ یہ زخمی تین دن مین تین بکریونکا شوربا پی چکا آج چوتھا دن ہی اب تو کیا کہتی ہی آج بھی اسکو کھلاؤن یا حلال جاؤن مان اُسکی امیر کے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ اے شخص تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی امیر نے فرمایا میرا نام سعد شامی ہی اور مین حمزہ کا چچیرا بھائی ہون تو میری خدمت کر مین بہت تیرے ساتھ سلوک کرونگا تیری خدمتگذاری نہ بھولونگا اور میرے اچھے ہونے تک ایک بکری کا شوربا روز مجھکو دیا کر آجکل مجھپر اتنا احسان کیا کر تیری ایک ایک بکری کے عوض دس دس بکری دونگا سوائے اسکے اور بھی سلوک کرونگا اس پیرزال نے حمزہ کا نام سنکر کہا کہ صدقے گئی بکریان بھی میری حاضر ہین اور مین بھی خدمت کرنیکو موجود ہون مین تمھاری غمخواری اور تیمارداری سے بجان و دل خوشنود ہون ہر روز ایک بکری کا شوربا امیر کو پلاتے

لگی اور غذا حسب دلخواہ کھلانے لگی اب امیر کے لشکر کا حال سُنیے عمرو نے جو امیر کو لشکر مین نہ دیکھا تمام گنج شہیدان مین ڈھونڈھکر لشکر سے باہر نکلا نہایت پریشان و مضطر نکلا اتنا وہ راہ مین خون جو امیر کے سر سے ٹپکتا گیا تھا اُسی نشان پر دریا کے کنارے پہونچا دیکھا کہ پانی دریا کا سُرخ ہی سمجھا کہ گھوڑا امیر کو یہان لے آیا ہی اس دریا تک پہونچا ہی اور پانی اُسکے لہو سے لال ہوگیا ہی نکلا اِدھر اُدھر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اشقر تک پہونچا اشقر عمرو کو سیہ شیر کے مکان پر لے آیا اُنکے رہنے کا مکان عمرو کو دکھایا عمرو امیر کو دیکھکر قدمبوس ہوا اور جب اُنکا زخم سر دیکھا تو عمرو کو بہت افسوس ہوا مگر اُنکے سلامت رہنے پر سجدۂ شکر بجالاکر کہا کہ یا امیر آپ لشکر مین چلیے کہ تمام لشکر اور ملکہ مہرنگار آپکے واسطے گریان ہین نہایت بیقرار اور آنکھونسے اشک فشان ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم جاکر سب کو اسجگہ لے آؤ اُن سبکو میرے پاس پہونچا دو عمرو نے فی الفور لشکر مین آکر امیر کی سلامتی کی مبارکباد دی اور اُنکے محفوظ رہنے کی اطلاع کی اور ملکہ مہرنگار کو مع لشکر امیر کے پاس لے آیا تمام وابستگان امیر کو وہان پہونچا ہر ایک یار امیر کے قدمبوس ہوا اور ملکہ مہرنگار گلے سے لپٹ کر زار زار رونے لگی اُنکا حال دیکھکر بے اختیار رونے لگی امیر نے ہر ایک کو تسلی دیکر فرمایا کہ اس جوپان نے میری بڑی خدمت کی ہی مجھکو اپنے گھر مین رکھکر بڑی راحت دی ہی ہر ایک حوصلے کے موافق اس سے سلوک کرو جس سے جو ہو سکے اسکو ویسا ہی دو سبھون نے اپنی اپنی حیثیت کے لائق جوپان سے سلوک کیا ہر شخص نے بقدر اپنی لیاقت کے اسکو دیا اور ملکہ مہرنگار سے بھی امیر نے بہت سا زر و جواہر و خلعت جوپان کو اور اُسکی مانکو دلوایا کہ وہ اسباب اُسکے گھر مین سمایا اور امیر نے حساب کے ایک یکمی کے بدلے دس دس کہربان اُسکو مشکو دین و چند اُسکو عنایت کیین اور فرمایا کہ تو میرا دینی بھائی ہی جوپان امیر کبیر ہو گیا اور خوش گذران کرنے لگا ہر گاہ امیر کے سر کا زخم اچھا ہوا امیر نے وہانسے کوچ کرکے جنگاہ مین آئے پھر اپنا لشکر واسطے مقابلے کے لائے اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا فوج کفار نے بھی اپنی صفین قایم کین امیر نے اپنے یار دلسے فرمایا کہ فوج کفار کو اپنے حلقے مین لیکر چاروطرف سے اُنپر ٹوٹ پڑو کہ یہ نامرد بھاگنے نپائین تمہارے ہاتھ سے سلامت نجائین عمرو بن حمزہ نے کہا کہ سمین جائے اور مین جاؤن لندھور بولا کہ تو پین کا مقابلہ مجھسے متعلق ہی غرض لشکر اسلام کفار پر اسطرح سے گرا جیسے شیر کریونکے گلے پر دوپہر کے عرصے مین میشہ کفار جھنڈ داصل ہوے بہادرونکی تلوار سے دو نیم ہوکر اخر جسنے جسطرف سُبتیا پایا سر پر پاؤن رکھکر بھاگا مگر مسلمانون نے اُنکا پیچھا نچھوڑا اُنکے قتل کرنیسے مُنھ نہ موڑا ایک منزل تک مارتے چلے گئے جزدی لوگ فوج کفار مین سے بھاگ کر بچے اتفاقاً سمین میرزادے کیطرف سے جو بھاگا امیرزادے نے اُسکا تعاقب کیا تھوڑی دور پر جاکے سمین بخیال اسکے کہ یہ میرا مقابلہ کب کرسکیگا عمرو بن حمزہ پر پھرا امیرزادے نے ایک ہاتھ تلوار کا سمو توان اُسپر لگایا اُسنے خالی دیا گھوڑا اُسکا مارا گیا سمین نے خنگ سحاق کو پے کیا امیرزادہ بھی پیادہ ہوا اُسکے مقابلہ پر آمادہ ہوا اور پیتر ابل کر ایسا ہاتھ سمو توان لگایا کہ سمین دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرپڑا اُسنے بھاگنے کا بھی موقع نپایا عمرو بن حمزہ اُسکا سر کاٹکر امیر کے سامنے لے آیا اپنی شجاعت کا جوہر اُنکو دکھایا اور خنگ سحاق کے پے ہونیکا حال التماس کیا امیر نے خنگ سحاق و سمین کیواسطے موصوف کرکے فرمایا کہ ایسا گھوڑا اور ایسا پہلوان کم میسر ہوتا ہی ایسی چیز مین کمیاب کوئی نہان پاتا ہی بعد ازان جتنے سردار تھے اُنھون

نے بھی سر و دامن کفار کے سر امیر کے قدموں پر لاکر رکھدیے ہزاروں جسم کفار کے بے سر کیے امیر کو سر فتح بجاتے ہوئے اپنے مقام پر آئے لشکر اسلام نے اس فتحیابی پر شادیانے بجائے اسوقت امیر بہمن کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے فضا کا راسوقت ایک پیر زادہ کا گذر اسطرف سے ہوا تھا اُسنے یہ کیفیت **ملکہ آسمان پری** سے جاکر کہی امیر کے مجروح ہونے اور اذیت اُٹھانیکی اسکو اطلاع دی **ملکہ آسمان پری** دست پاچہ ہوکر **قریشہ** اور پریزادوں اور **خواجہ عبدالرحمن جنی** کو لیکر مع فوج جرار دیوان جنات قاف سے روانہ ہوئی اسلیے کہ اُنکو اپنی آنکھ سے دیکھ آئے جو لاف مدعا غمخواری ہی اُسکو بجا لائے ہر گاہ متصل پہونچی دو کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوکر **عبدالرحمن** کو امیر کے پاس بھیجا خواجہ جو یکایک آکر قدمبوس ہوا امیر بہت متعجب ہوے کہ خواجہ **کوہ قاف** سے کیونکر آیا دہلان سیر احال کہنے پونچا پاس سے **ملکہ** و **قریشہ** کی خیر و عافیت پوچھی اُسکے آنیکی وجہ اور کیفیت پوچھی خواجہ نے کہا کہ **ملکہ قریشہ** مع فوج جرار یہانسے دو کوس کے فاصلہ پر پڑی ہوئی ہیں ایک پیر زادے نے آپکے زخمی ہونے کا حال ملکہ سے جاکر کہا تھا **ملکہ** اسیم اسطرف کو روانہ ہوئیں ہمارا حال سن کر کمال اضطراب سے یہاں آئی ہیں بڑی شان و شوکت سے تشریف لائی ہیں امیر سوار ہوکر مع سرداران و پہلوانان پیشوائی کو ترک سے **ملکہ** کے پاس گئے اور **آسمان پری** کو گلے سے لگایا اور **قریشہ** کی پیشانی بوسہ لیکے گوہین تھا کر بہت سا پیار فرمایا پریان امیر کی سواری کی شان و شوکت دیکھکر دنگ ہوگئیں اور کہنے لگیں کہ یہی سب تھا جو امیر پر وہ قاف پر پریشان خاطر رہتے تھے اور **قاف** سے دنیا میں آنیکے لیے ہمیشہ کہتے تھے امیر سے استدعا کی کہ آپکے یاروں اور فیقوں کو تو دیکھا **ملکہ مہرنگار** کے دیکھنے کے ہم بہت مشتاق ہیں لیجیے دیکھیے ہوے ہم اُنکے عاشق ہیں امیر نے فرمایا کہ جسطرح تم **ملکہ مہرنگار** کے دیکھنے کی مشتاق ہوا سیطرح سے میرے یار تمھارے طالب دیدار ہیں کمال محبت اور شوق سے اس بات کے خواستگار ہیں پس تم پردہ حجاب کا اُٹھا دو سامنے سے اُٹھا لو یا سرمہ سلیمانی اُنکی آنکھوں میں لگا دو کہ وہ تمکو دیکھکے مشرف ہوں آنکھیں اُنکی تمھارے جمال بیمثال سے پُر نور ہوں پریزادوں نے کہا کہ یا امیر ایسا نہو تمھارے خوبرو ہمکو دیکھکر یا ہمیں پھیلا ئیں سب دنیا کی کوئی شروع کریں خیال فاسد اپنے دلمیں لائیں امیر نے فرمایا کیا مقدور ہے تم اس بات سے خاطر جمع رکھو ایسے تردد اور اندیشہ کو اپنے دلمیں جگہ نہ دو پریوں نے پردہ حجاب کا اپنے مُنہ سے اُٹھا لیا اپنے دیدار سے اُنھیں محظوظ کیا پہلوانوں نے ہوا کو دیکھا ہر ایک کو سکتہ سا ہو گیا جب حواس درست ہوے امیر کا شکر ادا کرنے لگے کہ آپکی بدولت ہم نا محرموں نے یاروں کو دیکھا نہ ہمکو یہ دولت دیدار پریوں کی کیونکر پا سکتے اور کوہ قاف میں ہم کسطرح جا سکتے امیر مع ملکہ آسمان پری و قریشہ و پریزادوں ہمراہی سوار ہوکر **مہرنگار** کے محل میں داخل ہوے سبکو بایکدیگر اسباب عیش و نشاط حاصل ہوے اول تو **مہرنگار** ملکہ سے بغلگیر ہوئی اور **قریشہ** کے لب و جبین پر بوسے دیے بعد ازاں سب پریوں سے ملاقات کرکے شرط مہمانداری بجالائی بہت مروت خاطر داری سے پیش آئی تین شبانہ روز تک **ملکہ آسمان پری** مع ہمراہیان جشن میں مصروف رہے اور سب کارخانے موقوف رہے چوتھے دن تحائف و سوغات **قاف** سے جو اپنے ساتھ لائی تھی **مہرنگار** کو دیکر رخصت ہوئی بعد جانے **ملکہ آسمان پری** کے امیر نے یاروں سے سرد بار پوچھا کہ معلوم نہیں کہ یہ کفار کدھر کو گئے **عمرو** نے عرض کی سننے میں آیا ہی

کشمیر کیطرف گئے ہین اور جعفر نے حاکم کشمیر سے پناہ لی ہو اُسنے اُن کا فرونکی حمایت کی ہو عمرو بن حمزہ بول اُٹھا کہ مجھکو اگر حکم ہو تو مین کشمیر جاکر اُنکا قلع قمع کردون اللہ کی عنایت سے ایک کافر کو زندہ نہچھوڑون امیر نے فرمایا بہتر ہو امیرزادہ عمرو معد بکر و فرہاد بن لندھور و استفتا نوش وغیرہ سات پہلوانونکو اُنکی فوج سمیت ساتھ لیکر کشمیر کیطرف روانہ ہوا ہرگاہ امیرزادے کشمیر مین داخل ہوا کفار دہشت سے قلعہ بند ہوے امیرزادہ نے چار و نطرف سے قلعہ کو گھیر لیا اپنے لشکر سے خوب صف آرا کیا اتفاقاً ایکدن جنگل کیطرف سے ایک گورخر لشکر اسلام مین آیا اور بہتونکو دندان و پا سے زخمی کیا کسیکو لاتین ماریں کسیکو کاٹ کھایا یہ خبر امیرزادہ کو پہونچی امیرزادے نے سوار ہو کر اُسکا تعاقب کیا اُسکے پکڑنیکے لیے اُسکا پیچھا کیا گورخر جب پہاڑکے متصل ہو نچا درّہ کے پہاڑ پر چڑھ گیا امیرزادہ بھی پہاڑ پر گیا دیکھتے تو گورخر نہین ہے ادھر اُدھر جھانکا پر نہین ڈھونڈھنے لگا حتی کہ شام ہو گئی اور وہ نظر نہ آیا کہین سے نشان اُسکا نہ پایا امیرزادہ ایک درخت کے نیچے گئے تو پڑاؤ شکار کرکے کباب لگا کھایا اُسی درخت کے نیچے سو رہا جب فجر ہوئی پھر وہ گورخر نمودار ہوا پھر وہ دوڑا دل کیطرح اس پہاڑ پر شکار ہوا امیرزادہ اُسکی گرفتاری کے درپے ہوا ہرگاہ آفتاب لمتاب نصف النہار پر ہو چکا پھر وہ گورخر نظر سے غائب ہو گیا ہر چند امیرزادے نے ڈھونڈھا لیکن نپایا ہر چند تلاش کیا کہین نہ آیا ناچار وہانسے معاودت کی اثنائے راہ مین ایک شہر آباد نظر آیا آبادی وہ فضا اُسکی نکو بہت بھائی لوگونسے اس شہر کا نام پوچھا اُنھون نے کہا کہ اُسکو فرخار کہتے ہین رشک فردوس ہشت گلزار کہتے ہین وہ گلچہرہ ناصر و مین کی بہن یہان رہتی ہو تمام خلق اُسکو اپنا بادشاہ کہتی ہو ناگاہ اُسنے بھی جہروکہ سے امیرزادہ کو دیکھا دیکھتے ہی خود رفتہ ہو گئی عاشق و شیفتہ ہو گئی محلی کو بھیجا کہ اس جوان کو بُلا لا بسطرح سے ہو سکے اُسکو اپنے ساتھ لیکر آ خواجہ سرا نے امیرزادے کو جا کر کہا کہ آپکو غلام کی بی بی بلاتی ہی تمھارے اشتیاق ملاقات مین تڑپی ہوئی جاتی ہی امیرزادے نے انکار کیا اُسکو جواب صاف دیا خواجہ سرا دوبارہ آیا بہت سی منت سماجت کی پر نہ مانا اور نہ مین ادب چوم کے تجاہت کرنے لگا کہ حضور بات کی بات کیواسطے قدم رنجہ فرمائین ایکدم بھر کیواسطے اُسکے پاس تشریف لیجائین آخر کہ سُنکر امیرزادہ کو لیگیا گلچہرہ نے بہت سی امیرزادے کی خاطر داریکی اور پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اور کس ملک سے تشریف لائے ہین یہان کس کام کیواسطے آئے ہین امیرزادہ بولا کہ عمرو بن حمزہ میرا نام ہی میرے باپ کی نامور ی زبان زد خاص و عام ہو وہ بولی کہ مدتسے تمھارے اشتیاق مین شب و روز گریان و نالان جویان رہتی تھی آپکے شوق ملاقات مین ہزار دن طرحکے رنج و الم سہتی تھی سو آج خدا نے گھر بیٹھے مراد دی میری تمنا پوری کی یہ کہکر خاصہ طلب کیا دسترخوان بچھایا کہکر دیا آپ بھی کھایا اور امیرزادے کو بھی کھلایا بعد اتمام دور ساغر گلنار ہوا امیرزادہ نشہ مین سرشار ہوا اور خود بھی بدمست ہوئی طالب مباشرت ہوئی امیرزادے نے کہا تمھاری ایک بہن میرے پاس ہی مین تمسے ملوث نہین ہونگا ایسی حرکت خلاف شرع ہرگز نکرونگا اُسنے مبا کیا ناچار امیرزادے نے کہا اچھا پہلوان میرے قلعہ کشمیر کو محاصرہ کیے ہوے ہین مین تمکو بُلا کر پوچھونگی کہ تمھارون اس مہرمین نکی کیا رائے ہی اگر وہ رضا دینگے تو مین تمسے ہمبستر ہونگی تیری ملاقات سے بہرہ ور ہونگا گلچہرہ خانہ خراب نے اُسیوقت قاصد بھیجکر اُنکو بلوایا وہ یہ سخن سُنا یا قضا کا اُسی شہر مین ایک بوڑھا فرخار سرشیان نامے رہتا تھا اُسکو ہر شخص پیر خان کہتا تھا اُسنے سُنا کہ حمزہ کا بیٹا

آیا ہو کسی تقریب سے اتفاقاً یہان تشریف لایا ہو اپنے دونون بیٹونسے بلاکر کہا تو دونون میں کیسا تھ شراب پی رہا ہو جاکر اُسے پکڑلا
دونون نہ لاسکو تو سر اُسکا کاٹ لاؤ پھر کیفیت اس مقدمہ میں اپنی دلاوری دکھاؤ دونون بیٹے اُسکے کرایک کا نام عمرو ارسرشبان
تھا اور دوسرے کو دینار سرشبان کہتے تھے لٹھ ہاتھ مین لیکر ثروبین کی بہن کے گھر مین گئے اور عمرو بن حمزہ سے کہنے لگے کہ او جوا
تیرا مقدور ہو کہ ہماری سرحد مین آکر شکار کرے ہمارے ملک مین آکر اپنی شجاعت آشکار کرے امیرزادے نے کچھ جواب نہ دیا پھر گو
اس سے کچھ کلام نکیا ایک نے اُن دونو نمین سے امیرزادے کو لٹھ مارا امیرزادے نے لٹھ پکڑکر جو گھسیٹا تو وہ منھ کے بھل آرہا اوپر سے
ایک سیلی اس زور سے اُسکی گردن پر ماری کہ وہ زمین پر لیٹ گیا پھر مقابلے کی طاقت نہ رہی ہرگز حملہ کرنیکی قدرت نہ رہی دوسرا بھائی نے
بھی لٹھ چلایا اُسکا بھی یہی حال ہوا جب غش سے افاقہ ہوا دونون نے جاکر سرگذشت اپنی اپنے باپ سے کہی فرخار سرشبان نکی تقریر
سُنکر ہنس دیا کہ مجھے کام حمزہ سے ہو اُسکے بیٹے سے کیا کام ہو مگر حمزہ پر تسلط پاؤن یہ میرا محض خیال خام ہو دوسرے دن معدی کرب غیر
امیرزادے کے پاس حاضر ہوے گلچہرہ تعظیم و تکریم پیش آئی سب نے اُسکی ملاقات سے بڑی کیفیت اُٹھائی اور تبکلف اُنکی ضیافت
اور اپنا تعشق امیرزادے سے ظاہر کیا اپنے مافی الضمیر سے اُنکو ماہر کیا معدی کرب نے امیرزادے سے کہا کہ کیون اس بیچاری کو بن موت
مارے ڈالتا ہے اپنے عاشق کو کوئی بھی ایسا ستاتا ہی ایسے کنوئین جھکاتا ہی امیرزادہ یہ جملہ سُنکر ہنسا اور بولا کہ اے معدی کرب جو
نام نہین کرنیکا ہی اُسے کیونکر کرون گمراہی کی راہ مین قدم دھرون معدی کرب نے کہا کہ کرتا نہ کرتا تیرے اختیار ہی مجھکو اُسکی زرنالی
پر ترس آیا اُسکا اضطراب دیکھکر مینے افسوس کیا اسواسطے مینے تجھکو کہا الغرض شبکو جو امیرزادہ نشہ شراب سے بیہوش ہو گیا
گلچہرہ بدمست ہو کر امیرزادے سے لپٹ گئی کثرت شوق سے بے اختیار ہو کر چمٹ گئی امیرزادے نے کہا کہ او بیحیا یہ کیا بیحیائی ہی یہ کیا
بات مبتذلی کی تیرے دل مین سماتی ہی مجھسے ایسا فعل بد نہوگا اور ایک ہول بھی اختلاطاً مادی گلچہرہ اپنے عیش سے مایوس
ہوئی دل مین سوچی کہ یہ میری بہن پر عاشق ہی اور مین اُسکی آتش محبت مین جلتی ہون رات دن اس حسرت مین کف افسوس
ملتی ہون اس سے یہی بہتر ہو کہ بقول شخصی نہ تنہا نہ مکوے جوٹے مین جھونکو دفعۃً واحدۃً تلوار کھینچکر ایک ہاتھ جو امیرزادے کی گردن پر لگایا
سر امیرزادے کا تن سے جدا ہو گیا دیکھا کہ پہلوان امیرزادے کے مجھکو مارڈالینگے شور و غل مچانے لگی چلا چلاکے لوگونکو سُنانے لگی کہ
ہائے ہائے امیرزادے کو کون بیری مار گیا یا روڈے امیرزادے کو موا دیکھکر گریبان چاک بر سر خاک ہوئے اُسکے قتل ہونیسے بہت
غمناک ہوے عادی نے کہا یہان غیر تو کوئی آیا ہی نہین کسی دشمن نے یہان دخل پایا ہی نہین کہ امیرزادے کو مار گیا ہو تو اسی
خانہ خراب نے کام دل حاصل نہو نیسے غیظ مین آکر نشہ کی جھونک مین مارا ہی اسی بدذات نکا یہ فساد سارا ہی دوسرا دونو نے
معدی کرب کی رائے کیسا تھ اتفاق کیا اور اُس قحبہ کی مشکین باندھکر پوچھا کہ تو نے امیرزادے کیون مارا بولی کہ غلبہ
عشق سے برداشت نہوئی مجبور ایسی خطا کر بیٹھی اب جو تم چاہو سو مجکو نذر دو اُسکے عوض مین مجھکو بھی قتل کر دیا دونو نے بالیدگر کہا کہ
عورت پر ہاتھ اٹھانا مرد کو لازم نہین ہی سادین تو کیونکر ماریں اس مقدمہ مین سخت حیران ہین نہایت متردد اور پریشان ہین ناگاہ
امیرزادے نے خواب مین دیکھا کہ عمرو خون کے دریا مین تڑپ رہا ہی گھبراکے چونک پڑے دیکھا عمرو سے خواب کو دوسرا یا عمرو اسیدم وہانسے کشمیر کی

طرف چلا ہر گاہ کشمیر مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیرزادہ شہر فرخار مین ثروین کے گھر مین اُسکی بہن کے پاس ہی فی الفور وہان سے ہوا ہو کر اُس تاکارہ کے محل مین پہونچا عمرو معدی کرب وغیرہ اُسکے قدمو نپر گرے اور مشرح حال اُس سے بیان کیا عمرو خاک اُڑاتا سر پیٹتا وہان سے امیر کے پاس آیا اور کہا شاہزادہ فرخار ثروین کے گھر مین ہی مگر زخمی ہی اور آپکو بہت جلد بُلایا ہی یہ تا بعدار آپکے لینے کو آیا ہی امیر فی الفور اشقردیو زاد پر سوار ہوے وہان جانے پر تیار ہوے اور فرخار مین جا پہونچے عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ اگر یکایک امیر پر مرتا امیرزادے کا ظاہر ہوا تو خدا جانے امیر کا کیا حال ہوگا آپکو حد سے زیادہ ملال ہوگا اس سے کچھ کھلا پلا کر بہلا چاہیے عمرو نے امیر سے کہا کہ تھوڑی دیر کسی باغ مین توقف کیجیے تا طبیعت کو آرام دیجیے پھر گلپیہ کے مکان پر تشریف لے چلیے امیر عمرو کے کہنے سے ایک باغمین اُترپڑے اُس باغمین ایک گلہ بکریون کا چرتا تھا عمرو ایک بکری کو ذبح کر کے کباب لگانے لگا اسی حیلے سے امیر کی طبیعت کو بہلانے لگا گلہ بان نے جو باغ کے اندر دھوان اُٹھتے دیکھا دوڑ کر امیر و عمرو کے سر پر پہونچا اس کیفیت کو دیکھکر حیران و متردد باغمین جلد تر پہونچا دیکھا دو جوان سرکاری بکریون کا کباب بھون رہے ہین جلد دوڑ کر فرخار سرشبان کو کہ وہ باغ و گلہ اُسی کا تھا خبر کی اُسکو جا کر اطلاع دی کہ دو شخص باغمین کسی طرف سے وارد ہوے ہین سرکاری بکری ذبح کر کے کباب بھون رہے ہین عجب طرح کا اُنکا حال ہی گویا اُنھین کا مال ہی فرخار سرشبان یہ سنتے ہی وہان سے ہرن ہوا باغمین آکر دیکھا تو واقعی دو شخص بیٹھے ہوے کباب بھون بھون کر کھا رہے ہین بے تکلف مزا اڑا رہے ہین بیٹون کو حکم دیا کہ اُن دو حشیون کو پکڑ لاؤ جلد اُنکے گرفتار کرنے کو جا دُان دونون نے امیر کے سر پر پہونچکر للکارا امیر نے بیٹھے بیٹھے لٹھ اُنکے کھینچ کر ایسا مارا کہ پرے ٹپکا کہ بیہوش ہوگیے ہوش و حواس اُنکے کھو گیے فرخار آتش غضب سے جل بھنکر کباب ہوگیا فی الفور سات سو منی گرز لیکر امیر پر دوڑا اور کہنے لگا کہ اے وحشیہ معلوم ہوا کہ تم دونونکی قضا یہان لے آئی ہو تب تو ملک الموت کی بکری ذبح کر کے کھائی ہی یہ کہکر امیر پر گرز مارا امیر نے گرز کو پکڑ لیا اُسکا حربہ اپنے اوپر آنے نہ دیا ہر چند اُسنے زور کیا چھڑا نہ سکا گرز اُنکے ہاتھ سے پا نہ سکا تا چار گرز کو چھوڑ کر امیر کا کمر بند پکڑکے زور کرنے لگا امیر نے بیٹھے بیٹھے فرخار کو اُٹھا کر سر گردان کر کے زمین پر دے ٹپکا کہ بدن اُسکا اس صدمے سے چور ہو گیا پھر حملہ کرنیکی تاب نہ رہی مجبور ہو گیا تب تو فرخار نے پوچھا ای مردتو کون ہی و تیرا کیا نام ہی سچ بتا کہ تیرا کہان مقام ہی فرمایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب لوگ مجھکو کہتے ہین سب آدمی تابع فرمان رہتے ہین فرخار بولا کہ سوا حمزہ کے اور کسکی طاقت ہی کہ میری پٹھو زمین کو لگا دے میرے مقابلے مین آوے امیر نے اُسکو مسلمان کیا اپنی مہربانی سے ممنون احسان کیا چاہتا تھا کہ امیرزادے کے مرنے کی خبر سُنا دے ذکر عمرو کے مارے جانیکا زبان پر لاوے عمرو نے اشارے سے منع کیا امیر وہان سے اٹھکر آگے کو چلے فرخار بھی اپنے دونون بیٹون سمیت امیر کے ہمرکاب ہوا جب شہر کے اندر گیا یا رون نے امیر کو دیکھا واویلا و اعصیتا کرنا شروع کیا امیر نے پوچھا خیر تو ہی یہ اتنی گریہ وزاری کیون ہی عرضی کی امیرزادہ ثروین کی بہن کے ہاتھ سے مارا گیا فرمایا کہ اُسکو اُس مغفور کی ماں کے پاس لیجاؤ اور اُس تجہہ کو بھی اُنکے پاس پہونچاؤ اور کہدو کہ اسی نے تمھارے بیٹے کو مارا ہی عمرو نے گلچہرہ کو لاکے امیرزادی کی ماں کے حوالے کیا اور کہا کہ آپکے فرزند جگر بند کی قاتل یہی ہی وہ یہ سخن سنتے ہی

ہائے پسر کہ مرگئی یہ خبر پاتے ہی اپنی جان سے گذر گئی امیر کو دونا غم والم پیدا ہوا چالیس دن تک بیٹے کا ماتم کیا اور امیرزادے کی لاش کو مع گلچہرہ کا دس حصار مین سعدان کے پاس بھیجا اُسنے اپنی بہن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا عمرو بن حمزہ کے خون کا یون انتقام لیا امیر نے فرمایا کہ اس جاے منحوس کو ویران کرنا چاہیے کہ یہان بیٹا میرا مارا گیا اسکو ضرور خراب کرونگا اس مکان کو ہرگز رہنے نہ دونگا یہ کہکر گرز سے دروازے کو پاش پاش کیا اور قلعہ مین گھسکر قتل عام شروع کیا ہرمز تو چور دروازے سے بھاگ کر مدائن کی طرف روانہ ہوا اور ہمراہیان ہرمز اکثر امیر کے ہاتھ سے مارے گئے اور بعضے مسلمان ہوے آخر کشیریون پر امیر نے فتح بنمبھالی سب کے قتل کرنے کو تلوار نکالی حاکم نے وہان سے امیر سے پناہ مانگی امیر نے اسکو امان دی رحمدلی سے اُسکی جان بخشی کی اور کاؤ صحرا کا بھیڑ اسی ہوے

پہونچنا ہرمز کا مدائن مین اور دریافت کرنا حال گرفتاری نوشیروان کا اور جانا امیر کا نوشیروانکی رہائی کو اسکے

راوی لکھتا ہے کہ جب ہرمز قلعہ کشمیر سے بھاگ کر مدائن مین گیا معلوم ہوا کہ شداد حبشی نوشیروان کو پکڑکے لے گیا ہے اُسکو اپنے پاس قید کیا ہے یزدجہیر سے جو تدبیر پوچھی یزدجہیر نے کہا کہ حمزہ کے گئے مخلصی نوشیروان کی غیر ممکن ہے ہرمز نے کہا کہ حمزہ کا اسکو جاویگا وہ ہمارے کہنے سے ایسی محنت ومشقت کیون اُٹھاویگا یزدجہیر نے کہا کہ اگر تم اپنی مان سے خط لکھوا کر بھیجو تو حمزہ شاید کہ خواہ مخواہ نوشیروان کو اُس موذی کے پنجے سے نجات دیگا اُسکے لکھنے پر ضرور عمل کریگا ہرمز نے اپنی مانسے جاکر کہا یزدجہیر نے سطرح کہتے ہین کیا رائے ہے اُنکا مشورہ بجا ہے یا نہیں ملکہ مہرانگیز یا نونے خط حمزہ کو لکھا کہ اے فرزند دلبند شداد حبشی نے نوشیروان کو دو اقلیم مدت سے قید کر رکھا ہے اور ہر روز ایک نئی سزا دیتا ہے معلوم نہین کہ وہ مرد ہے یا نہین نوشیروان سے کس دشمنی کا انتقام لیتا ہے یہ حیف ہے کہ تمھارے ہوتے ہوے فیض نوشیروان کو تکلیف دے ایسے بادشاہ جہاجاہ کو اسطرح سے ذلیل کرے امیر نے خط پڑھکر فرمایا کہ ہرچند نوشیروان نے سوائے بدی کے ہمسے ساتھ نہین کیا لیکن اُسکے ساتھ نیکی ہی کیے جاؤنگا اُسکو اس قید سے ضرور چھڑاؤنگا اگر وہ اپنی بدی سے ہاتھ نہین اُٹھاتا تو میں اپنی نیکی سے کاہیکو دست بردار ہون وہ اگر بدکار ہے تو مین نیکوکار ہون امیر مقبل کو ساتھ لیکر جشن کیطرف روانہ ہوے ہرچند عمرو نے منع کیا لیکن نہ مانا اس کام کا کرنا بہت مناسب جانا ہرگاہ جشن مین پہونچے متصل شہر کے ایک باغ مین اُترکر گھوڑے کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور حصول مقصود مین تامل و اندیشہ کیا تب مقبل سے کہا کہ عیار نگر شداد کے دربار مین جائیے اور نوشیروان کو چھڑا لائیے مقبل نے کہا جیسی صلاح دولت ہو ویسا کیجیے جس صورت سے ممکن ہو نوشیروان کو رہائی دیجیے امیر نے لباس شہریوں کا پہنا اور کمند خنجر کی قلعہ کے کنگرے پر لگاکے اوپر چڑھے اور دیکھا کہ شداد تخت پر سوتا ہے اور شراب وکباب وثقل وبیوہ تخت کے نیچے خوانون مین دھرا ہوا اور نوشیروان تخت کے سامنے ایک پنجرہ آہنی مین ہے نگاہبان جو غرائے اُنکو مانگ ہوے امیر نے اُنکو قتل کیا وکباب وشراب وبیوہ نوشجان فرما کے ایک پرچہ کاغذ پر لکھا کہ مین آیا اور کباب وشراب وبیوہ کھائے نوشیروان کو چھڑائے گیا تمھاری قید سے اپنے مقیدون کو بھی چھڑاوے گیا اور اُس کاغذ کو شداد کے پہلو مین رکھکر نوشیروان کو پنجرے سمیت مقبل کے پاس لائے اور فرمایا کہ تم اُس خبردار سے ہوشیار رہنا

مین گھوڑیکو ڈھونڈھنے جاتا ہون کوئی گھوڑا صبا رفتار اُنکے لیے لاتا ہون امیر تو گھوڑے کے ڈھونڈھنے کو گئے ادھر شداد جاگا تو دیکھا
نوشیروان پنجرے سمیت غائب ہی دونگہبان گردن کٹے پڑے ہین متحیر ہوا کہ یہ کسکا کام ہی ناگاہ اُس پنجہ کا نذر پر پڑی اسکو پڑھکر
آگ بگولا ہوگیا فوراً چار ہزار سوار ہمراہ اپنے لیکے امیر کی تلاش مین نکلا پھرتے پھرتے باغ مین جو گیا دیکھا کہ نوشیروان
کا پنجرہ رکھا ہوا ہی نوشیروان سے پوچھا کہ حمزہ کہان ہی نوشیروان نے کہا کہ مجھکو نہین معلوم اتنا جانتا ہون کہ وہ اپنا
گھوڑا ڈھونڈھنے کو گیا ہی شداد نوشیروان کو قید سے مخلصی دے کے امیر کے ڈھونڈھنے کو نکلا اتنا راہ مین مقبل
کو دیکھا کہ گھوڑا لیے چلا آتا ہی نہایت بد صورت آتا ہی بولا کہ ای چور تو مجھسے کب بچکے جا سکتا ہی بھلا اب میرے ہاتھ سے اپنی
جان بچا سکتا ہی مقبل گھوڑے کو باندھکر کے بھاگا شداد کے سواروں نے سات سو حلقے کمند کے پھینک کر گھوڑے کو مع مقبل سیر کیا
مقبل کو حمزہ سمجھکر اشقر کیساتھ مضبوط باندھا مقبل نے کہکر اپنا نام مقبل ہی حمزہ مین نہین ہون اگر تمھین یقین نہین ہی تو مین
قسم کہاکر کہون شداد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی حمزہ دریگستان مین پھنسا یقیناً پیاس کے مارے مر گیا ہوگا گرمی کی شدت سے
بے شبہہ جان سے گذر گیا ہوگا اسمین شام ہو گئی شداد اپنے خیمہ مین جاکر شراب پیکر سو رہا صبحکو نوشیروان کو لیکر گاؤس حصار
کیطرف روانہ ہوا بدین خیال کہ حمزہ تو مر گیا ہوگا اب حمزہ کے فرزندونکو مارکے عمر نگار کو اپنے تصرف مین لاؤن اُسکی صحبت
سے مزہ طبیعت کا اُٹھاؤن اُسنے تو یہ ارادہ فاسد کیا اور امیر واقع مین بقول شداد راہ بھولکر ریگستان مین جا رہے تھے تشنگی
اور دھوپ کی شدت اور پیاس کی تکلیف سے نہایت گھبرا رہے تھے جدھر دیکھتے تھے سوائے ویرانے کے کچھ نظر نہین آتا تھا اور سایہ کا
نام ونشان وہان نہ تھا جہانتک نگاہ جاتا تھا نصب کو عمرو بن امیہ ضمری نے امیر کو خواب مین مراسیمہ حیران ریگستان مین
پھرتے دیکھا سرگشتہ و پریشان ایک بیابان مین پہنچتے دیکھا صبحکو یاد دلانے خواب بیان کرکے کہا کہ لوگ ہوشیار رہنا ہر طرح سے
خبردار رہنا مین امیر کی خبر کو جاتا ہون اُنکی خیر و عافیت لاتا ہون یہ کہکر چلتا ہوا اثنا راہ مین لشکر دیکھا معلوم ہوا کہ شداد حبشی
نوشیروان کو لیکر بقصد عمر نگار کاؤس حصار کیطرف جاتا ہی اور حمزہ ریگستان مین مراسیمہ ہی اور غلام اُسکا مع مرکب شداد کی قید مین
ہی عمرو یہ خبر سُنکر اور بھی پریشان ہوا جلد ریگستان مین پہونچا سات شبانہ روز عمرو امیر کو ڈھونڈھا کیا آٹھوین دن
ہتھیار امیر کے پڑے پائے وہان اُنکے نشان قیام کچھ نظر آئے اسی نواح مین پکار پکارکے کہنے لگا کہ حمزہ کدھر ہو اگر زندہ ہو تو
جلد جواب دو مین تمکو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہانتک پہونچا ہون برابر اپنے حال سے مجھکو آگاہ کرو امیر عمرو کی آواز سُنتے تھے
مگر شدت تشنگی سے آواز بلند عمرو کو جواب نہ دے سکتے تھے پڑے پڑے اسماکو سُنتے تھے آخر رفتہ رفتہ عمرو امیر کے پاس پہونچا
دیکھا کہ تشنگی سے آنکھین امیر کی نکل آئی ہین یا نہین کانٹے پڑ گئے ہین شدت ضعف سے غش مین پڑے ہین عمرو امیر کو دیکھکر
بہت رویا اور جلد ایک جام شربت بادنبیل سے نکالکر امیر کے حلق مین قطرہ قطرہ چوایا بارے امیر نے آنکھین کھولدین اور
اُنکو کچھ ہوش آیا عمرو سے شکایت تشنگی کی کی عمرو نے ایک جام اور شربت کا پلایا امیر کے حواس درست ہوے سلاح بدن مین لگاکر
داسے حبش مین آئے دیکھا مقبل و اشقر بندھے ہوے ہین اشقر نے امیر کو دیکھکر اپنے دست و پا کے بندتوڑ ڈالے امیر اشقر پر

سوار ہوے شہر مین جانیکو تیار ہوے مقیل و عمرو کو ساتھ لیکر شہر مین گھسے چوکیداروں نے شداد کے بیٹے کو خبر دی اُنکے پہونچنے کی
اطلاع کی وہ ہزار سوار لیکر امیر کے سر پر پہونچا امیر نے کہا کہ او ناخلف ایک مرتبہ تو تو جاتا ہو کہ تیرے باپ کو حلقہ بگوش کر چکا
ہون تو اُسپر مجھسے بے ادبی کرتا ہی اپنی بدذاتی سے نہین گذرتا ہی اُسنے کچھ نہ سُنا تلوار کمر سے کھینچکر امیر کے سر پر چلائی امیر نے تلوار اُسکی
چھین کر ایک مکہ اُس زور سے مارا کہ زمین پر بیٹھ گیا عمرو نے امیر کے حکم سے اُسکو باندھ لیا جھٹ پٹ اُسکو قید کیا اُس نے امیر سے
کہا کہ آپنے مجھے کیون باندھا ہی مجھے آپکی اطاعت منظور ہی آپکی نافرمانی کرون یہ میرا کیا مقدور ہے امیر نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ بصدق
دل مسلمان ہوا خدا و رسول پر ایمان لایا اور امیر کو قلعہ مین لیجا کر جشن کیا تین دن تک امیر وہان رہے چوتھے دن کاؤس حصار
کیطرف روانہ ہوے شداد جو نوشیروان کو لیکر کاؤس حصار کو گیا تھا اُسنے اثناے راہ مین ہرمز کو لکھا کہ مین حمزہ کو مار کر
نوشیروان کو ساتھ لیے ہوے کاؤس حصار کیطرف جاتا ہون تم بھی ثوبین کو ہمراہ لیکر مع فوج جلد اپنے کو پہونچا دو جسطرح
ہو جلد آؤ کہ مسلمانونکو قتل کرکے مہرنگار کو اپنے قبضے مین لاؤن اُسپر قبضہ پاؤن ہرمز اس نوشتہ کو دیکھکر فوراً مع ثوبین و
فوج روانہ ہوے چند روز مین کاؤس حصار پر پہونچکر خدمت نوشیروان سے مشرف ہوا شداد نے اُسیدم نقارہ
جنگ کا بجوا کر شبرنگ کو کہ ایکسو بیس من کا نعل اُسکے پاؤن مین باندھا جاتا تھا اور نفس الامر مین گھوڑا بے مثل و بے مانند
تھا میدان مین کودا کر کہا کہ ای عربو عجم شداد بو عمر و حبشی ہون حمزہ کو مار کر برضامندی نوشیروان مہرنگار کے لینے کو آیا
ہون اُسکے حکم سے مین لشکر لایا ہون تم کیون بیحق جان دوگے دلی یہ ہی کہ تم جیتی جاگتی بے گھر کا راستہ لو اور اگر قضا تمھارے
سر پر کھیلتی ہی تو مجھسے مقابلہ کرو لندھور اُسکے سامنے آیا شداد نے ایک گرز تو کر لندھور کے سر پر مارا کہ حاجز ہو جائے تاب مقابلے کی
نہ لائے لندھور نے اُسکے گرز کو روکر کے اس زور سے گرز مارا کہ گھوڑا اُسکا چار دن پانو تک زمین مین دھنس گیا گویا دلدل مین پھنس گیا
شداد گھوڑے سے کود کر لندھور سے گرزبازی کرنے لگا جب گرزبازی سے سر پر نہوا کوئی زخم اُسپر کارگر نہوا تلوار کھینچکر ایسا ہاتھ
لندھور کے شانے پر لگایا کہ لندھور نے زخم کاری کھایا لیکن لندھور نے باوجود زخمی ہونیکے شام تک لڑائی سے ہاتھ نہ کھینچا
اُسکے سامنے سے پانؤن نہ ہٹایا آخر شداد نے طبل بازگشت بجوایا لڑنیسے جی چُرایا لڑائی موقوف کرنیکا لشکر کو حکم سُنایا دونون
لشکر اپنے اپنے خیمونمین گئے دوسرے دن فرہاد دین لندھور نے شداد کا مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسیطرح کئی پہلوان اُسدن
شداد کے ہاتھ سے مجروح ہوے جو بارہ دیو جنگ سامنے آیا وہ ٹھہر نیکی تاب نلایا فرخار نے دیکھا کہ شداد چند پہلوانونکو زخمی کرکے
پھولون نہین سماتا ہی کسی کو مارے غرور کے خیال مین نہین لاتا ہی اپنے گھوڑے کو میدان مین نکالا لڑنے کے واسطے نیزہ
سنبھالا شداد نے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی فرخار بولا کہ میرا نام فرخار سرشبان ہی میرا مثل شجاعت اور
دلاورین کہان ہی رہنے والا شہر فرخار کا ہون بیٹا بڑے پہلوان نامدار کا ہون لاکیا حربہ رکھتا ہی شداد نے فرخار پر گرز کا
وار کیا اُسنے روکر کے سات سو من کا گرز اپنا اس زور سے مارا کہ دونون لشکر اُسکی آواز سے چونک پڑے اور تعریف کرنیلگے اگر شداد
خالی نہ دیتا تو ہڈیان اُسکی ریزہ ریزہ ہو جاتین کسیکی نظر مین بھی نہ آتین شام تک دونسے جنگ ہی مگر کوئی کسی سے مجروح نہوا

شداد نے ذلیل بازگشت ہوا یا دونوں لشکر میدان سے پھرے دوسرے دن پھر شداد و فرخاری سے جنگ ہوئی شداد نے عاجز ہو کر کہا کہ تو لڑ چکا جا اب اور کسی کو بھیج فرخاری بولا کہ میں بے تیرے مارے کب جاتا ہوں بے تیرے قتل کیے کب چین پاتا ہوں آخر شداد اُسکے آگے سے بھاگ کھڑا ہوا فرخاری نے اُسکے لشکر تک اُسکا تعاقب کیا اسمیں شام ہوگئی دونوں لشکر اپنے خیمہ گاہ پر گئے صبح کو پھر شداد و فرخاری سے مقابلہ ہوا تمام دن بایکدیگر لڑا کیے اسمیں تیغ بازی کیا کیے قریب شام فرخاری نے قابو پا کر ایسی تلوار شداد پر لگائی کہ شداد کا بازو کٹ کے زمین پر گر پڑا اور اُسکی آنکھوں میں تاریکی چھا گئی دوسرا ہاتھ فرخاری لگایا چاہتا تھا کہ شداد نے بھاگ کر اپنے لشکر میں پناہ لی اُسکے مقابلے سے روپوشی کی فرخاری مظفر و منصور اپنے خیمے میں داخل ہوا اُسکی فتحیابی سے سب کو اطمینان حاصل ہوا اُسدن سے جنگ موقوف ہوئی اتفاقاً ایک عیار نے کہ نام اُسکا گلیم پوش ہے نوشیروان سے کہا اگر حکم ہو تو عرب کے ایک ایک سردار کا سر کاٹ لاؤں سبکو ملک عدم دکھاؤں نوشیروان نے کہا اس سے کیا بہتر ہو اُسدن نصف شب گذرے وہ عیار عرب کے لشکر میں پہونچا قباد شہریار کے خیمے میں گیا دیکھا کہ وہ عیار ظفر و فتح نامے قباد کے گرد پھیرے میں گلیم اُنکی آنکھ بچا کر ایک طرف کا پائیتہ اُکھیڑ کے خیمے کے اندر گیا اور قباد کو محفلت میں پا کر خنجر سے سر کاٹ کر خیمے سے نکلا عیاران عمر نے کہ طلایہ پھر رہے تھے اُسکو گرفتار کیا اُسکو نکلکر جانے نہ دیا قباد کا سر اُسکے ہاتھ میں دیکھکر شور و فغان کرنے لگے سرداران عرب اپنے اپنے خیمے سے نکلکر قباد کے خیمے میں آئے سب جمع ہو کر تشریف لائے دیکھا کہ قباد بے سر پلنگ پر پڑا ہے لشکر اسلام میں صدائے آثار قیامت کے قائم ہوگئے چار و نطرف شور و نوحہ و ماتم ہوا سب چھوٹوں بڑوں کو نہایت رنج و غم ہوا ادھر لشکار نے جو سُنا اُسکا ایسا حال ابتر ہوا آتش غم سے اُسکا کباب دل و جگر ہوا کہ کسیکا حال اپنے بیٹے کے غم میں ایسا بیتاب کم ہوا ہوگا صبح کو گلیم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے نوشیروان نے جو یہ خبر بد سُنی سُنتے ہی نوے کا ماتم کیا حد سے زیادہ غم کیا چالیس دن تک دونوں لشکر دنمیں قباد کا ماتم رہا تاریخ واقعہ رہا بعد چہلم کے دونوں لشکروں میں صف آرائی ہوئی خوب لڑائی ہوئی اُسدن بھی شداد و فرخار سے لڑائی ہونے لگی کہ جنگل کیطرف سے گرد اُڑی عیار خبر لائے کہ امیر و عمرو آتے ہیں بڑے لاؤ لشکر سے تشریف لاتے ہیں فرخاری جنگ موقوف کر کے مع سرداران دیگر امیر کے استقبال کیواسطے گیا ادھر شداد فرصت پا کر مفر ہوا اُسکو وہاں ٹھہرنا پھرنا منظور ہوا امیر نے بعد از ملاقات یاران فرخادی سے پوچھا کہ شداد کہاں ہے کیوں نہیں نعرہ زناں ہے فرخاری نے کہا کہ میدان نہیں چھوڑ کر آیا تھا میں نے تو اُسکو میدان میں پایا تھا امیر نے ہر چند رزمگاہ پر نگاہ کی لیکن شداد نظر نہ آیا کہیں اُسکا پتہ نہ پایا فرمایا کہ معلوم ہو امیر کے آنے سے وہ بھاگا سوار ہو کر اُسکے پیچھے چلے شداد تو ہو نکل گیا تھا اشقر نے زبان حبنی میں کہا کہ بیٹا جلد اس موذی تک پہونچ اشقر نے جو یہ دانگی دم مارنے میں شداد کے متصل پہونچا اُسنے دیکھا کہ حمزہ سر پر آپہونچا اب فرصت بھاگنے کی کہاں ہے معلوم ہوا کہ اب موت آگئی آنکھوں میں اندھیری چھا گئی ایک تجانہ کا منھ اُسکو دکھائی دیا جان بچانے کو منھ میں گھسنے لگا کہ اُنکے ہاتھ سے نجات پائے کسی طرح اپنی جان بچائے امیر نے مرکب کو آسن سے دبا کر جھپا کمند کا اُسکے گلے میں ڈالا لنڈھورا بھی آپہونچا امیر نے کمند اُسکے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اے خسرو ہند اسکو کھینچو لنڈھورا نے جو کھینچا شداد

کی روح جہنم مین پہونچی کمند کی رسی ایسی گلے مین پھنسی کہ اُسید م جان فنا ہوئی وہ کشش اُسکے حق مین دام بلا ہوئی امیر نے
شہرنگ گھوڑا شداد کالندھور کو عطا کیا وہ اسپ بے نظیر اُسکو دیا لندھور نے عرض کی کہ حقیقت مین یہ گھوڑا آپکی سواری کے
قابل ہے امیر عمرو بھی پہونچا شداد کا سر کاٹکر نیزے پر چڑھایا اور امیر ظفر و منصور یار و نسے باتین کرتے ہوے آہستہ آہستہ
وہانسے چلے کہ پھر کوئی اُنکے مقابلے کو نہ آیا ادھر ثروبین نے دیکھا کہ معلق صان ہے سواے مہرنگار کے لشکر مین کوئی نہین ہے
چلے مہرنگار کو لے آئیں ایسے وقت مین اُسپر قابو پائے یہ منصوبہ کرکے لشکر اسلام مین گھسا چند دربان جو وہ خیمہ پر تھے اُنکو مار کر
مہرنگار کی بارگاہ تک جا پہونچا اُسکی بارگاہ خاص مین آپہونچا مہرنگار نے اسقدر تیر اُسکے سینہ پر کینہ پر مارے کہ سینہ
اُسکا خانہ زنبور ہوگیا اور کثرت خون سے عجبور ہوگیا ثروبین نے جانا کہ یہ میری راضی نہین ہے کھسیانا ہو کر ایک دار تلوار کا
مہرنگار کے سر نازنین پر لگایا دوسرا ہاتھ جاتا تھا کہ مارے امیر اُسکے سر پر جا پہونچے ثروبین نے بھاگنے کی فرصت نہ پائی
ناچار ہو کر امیر پر بھی ایک وار کیا امیر نے اُسکے وار کو رد کرکے ایک ہاتھ ایسا بھاگتے مین اُسکے لگایا کہ سر کو گدی کو پیٹھ کی ہڈی کو
کاٹتا شہ رگ کاہ کی ہڈی کو جا مارا وہ تو اُسی جگہ ڈھیر ہوا امیر اپنے لشکر مین آئے محل مین جاکر دیکھا کہ مہرنگار قریب ہلاکت ہے
فی الفور عمرو کو بھیجا کہ خواجہ برخیر رحیمہ کو لے آؤ مہرنگار کا حال اُنکو دکھاؤ عمرو تو خواجہ کے لانیکے واسطے گیا ادھر مہرنگار جان تسلیم
ہوئی حور و ملک کے ساتھ جنت مین مقیم ہوئی امیر ایک آہ کا نعرہ مار کر بیہوش ہوگئے ایک ساعت کے بعد جو ہوش آیا تو دیوانوں
کی طرح ہنستے تھے کبھی روتے تھے اُسکے فراق مین اپنی جان کھوتے تھے عمرو جو برخیر رحیمہ کو لیکے آیا دیکھے تو مہرنگار مین دم نہین اور
امیر اُسکے غم مین مجنون ہوگئے ہین برخیر رحیمہ سے گھبرا کر کہنے لگا کہ یا حضرت یہ کیا ہوا اُسی طرح تو امیر کا جنون دفع کیا چاہیے
اُنکو حالت اصلی پر لایا چاہیے برخیر رحیمہ نے کہا اے عمرو آج کے اکیسوین دن امیر آپسے آپ اچھے ہو جائینگے خود بخود صحت
پائینگے تو غم نکالو امیر ایک تابوت مہرنگار کے لیے اور دوسرا قباد شہریار کے لیے تیسرا عمرو کے واسطے تیار کرو اُسکے مکہ معظمہ
روانہ ہوے ہمراہ اُنکے یگانہ و بیگانہ ہوے ہرگاہ مکہ کے متصل پہونچے امیر نے ایک میدان خوش فضا مین قبرین کھدوا کے
تینون تابوت دفن کیے اور وہین شب باش ہوے شہر مین جانا خوش نہ آیا اسیواسطے جنگل مین مقام فرمایا راوی نقل کرتا ہے
کہ اکیس دن گذر گئے تھے بائیسوین شب تھی کہ امیر نے حضرت ابراہیم کو خواب مین دیکھا اور جام شراب کا اُنکے ہاتھ مین پایا
حضرت نے امیر سے یہ ارشاد کیا کہ اے فرزند ایک عورت کیواسطے حال زبون کرنا دانائی سے بہت بعید ہے اگر تو زندہ ہے
تو اُس سی ہزارون بیاہینگی مہرنگار سے بہتر اور افضل تیری خدمت مین آئینگی امیر کی جو آنکھ کھل گئی عمرو سے اُمید سے پوچھنے لگے
کہ مین کہان ہون اور مجکو کیا ہوگیا تھا یہ تباؤ کہ میرا حال کیا ہوا تھا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اُنپر جو گذرا تھا اُس سے اطلاع دی
امیر بہت غمناک رویا مین جو کچھ دیکھا تھا سبکے روبرو بیان کیا یارون نے کہا حضرت آپ اُنکے فرزند ہین اگر وہ سمجھانے نہ آئین
تو کون آوے یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنی اولاد کا غم نہ کھاوے امیر نے کہا کچھ ہو مین نے مہرنگار سے وعدہ کیا تھا اُسکے وفا کرنے کے
سے مہرنگار کی قبر کی مجاوری ضرور کرونگا اُسی کی قبر پر بیٹھے بیٹھے مرونگا تم لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ

برائے خدا اب مجھے مت ستاؤ بہت چند عمرو نے بھی سمجھایا لیکن اُس کا سمجھانا اُنکے خیال میں نہ آیا اس کو رخصت کر کے سعد بن عمرو اپنے پوتے کو تخت پر بٹھا کے مصر کیطرف روانہ کیا عمرو نے کہا کہ یا امیر مجکو تو اپنے سے جدا نہ کرو اپنی جدائی کا داغ مجھے نہ دو امیر نے فرمایا کہ مقبل کا رہنا میرے پاس کفایت کرتا ہے دوسرے شخص کی مجھے حاجت نہیں تمہارے رہنے کی کچھ ضرورت نہیں جب سب رخصت ہوے امیر نے سرنگروا یا فقیروں کا سا حال بنایا اور ایک کفنی پہنکر شب روز قبر مہرنگار کی جاروب کشی کرنیلگے ہیں اوقات بسر کرنیلگے ہر گاہ نبید کا غلبہ ہوتا مہرنگار کی قبر کے پائنتی پڑ رہتے

پہونچنا قارون بن فرہرحلہ اور کلیات بن کلیم عیار کا امیر کے پاس اور گرفتار کر کے لیجانا امیر و مقبل کا

راویان خوش تقریر و دبیران صاحب تحریر کیست قلم کو سطح سیدان بیان میں جولان کرنے ہیں کہ ملکہ مہرنگار کی قبر پر امیر کے بیٹھے رہنے کی خبر تمام دیار و امصار میں پہونچی ہر طرف سے سرکشان روزگار نے سر اٹھایا مفسدوں نے فساد کرنیکا موقع پایا اور امیر کے قتل کرنیکے درپے ہوے چنانچہ قارون بن فرہرحلہ کہ اپنے زور کے روبرو رستم کے فنا نے پر چشمک کرتا تھا آدمی تو کیا دیو دن سے بھی نہیں ڈرتا تھا بعزم قتل امیر با فوج کثیر اپنے گڑھ سے روانہ ہوا اتفاقاً راہ میں کلیات بن کلیم عیار قاتل قباد شہریار سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ کہاں جاتا ہے کس قصد سے یہ مصیبت سر اُٹھاتا ہے بولا کہ میرے باپ کو حمزہ کے فیقوں نے مار ڈالا ہے گویا میرا کلیجہ نکالا ہے سو بالفعل میں نے سنا ہے کہ حمزہ قبر مہرنگار پر کمر کھولکر بیٹھا ہے اُسکے مارنے کو جاتا ہوں یا قتل کرتا ہوں یا قید کر کے لاتا ہوں قارون نے کہا کہ میں بھی اسی ارادے سے گھر سے نکلا ہوں بہتر ہے کہ تو میرے ساتھ چل کہ ہم تم دونوں اس کام کا انجام کریں اُسنے قبول کر کے منزلیں طے کرنی شروع کیں چند روز میں مکہ کے متصل پہنچے کلیات نے قارون سے کہا کہ تم اس جا پر خیمہ زن ہو کیونکہ اگر حمزہ تمکو اس لشکر جرار سے دیکھے گا تو ہوشیار ہو جائیگا پھر مشکل سے قابو میں آئیگا اور ابھی تو بیر اسکی سہل ہے قارون وہیں اُتر پڑا کلیات لباس درویشانہ زیب تن کر کے قبر مہرنگار پر گیا دیکھا کہ امیر سر نہوڑائے گوشۂ قبر پر بیٹھے ہوے ہیں جا کر سلام کیا امیر نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور مطلب کیا ہے خود آیا ہے یا کسی نے بھیجا ہے بولا کہ میں فقیر سیاح ہوں بیت المقدس سے آتا ہوں چاہتا ہوں چند روز کی حیات جو باقی ہے آپکی خدمت میں بسر کروں رکھ لیجئے امیر نے فرمایا کہ میری خدمتگزاری کیواسطے ایک مقبل بس ہے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے بابا مجھے کسی کی حاجت نہیں ہے کلیات بولا کہ میں تو حضور کے قدم چھوڑ کر کہیں جانیکا نہیں اب جیسے ہو گو قتل اُٹھانیکا نہیں امیر ناچار چپ رہے تھوڑی دیر کے بعد مقبل نے دسترخوان بچھایا جو کچھ پکایا تھا سامنے لایا امیر نے اُسکی بھی صلاح کی تینوں شخص ملکر کھانے لگے جب امیر نے پانی مانگا کلیات نے مٹھکر آب اور دے بیہوشی آمیخہ امیر و مقبل کو پلایا اُن دونوں کو اپنی چالاکی سے بیہوش بنایا اور آپ بچالا استنجا و ہاتھ چلتا ہوا قارون سے آکر کہا کہ جلد سوار ہو جیے میرے ساتھ چلنے پر تیار ہو جیے میں حمزہ و مقبل کو دارو دے بیہوشی پلا آیا ہوں اُنکو غافل بنا آیا ہوں قارون حملہ کلیات کیساتھ مہرنگار کے روضہ پر گیا اور تلوار کھینچکر امیر کے سر پر پہنچا مقبل دیکھکر امیر کو بیحس و حرکت بقبضہ ہو کر دوڑ پڑا دھکا دے کر زمین پر گرا پڑا امیر

قارون حکمہ کو دیکھکر جاہا کہ ایک گنی دیوین اُٹھا تھا کہ دوران سر نے زمین پہ گرا دیا اُسپر حربہ کرنے کا قابو نہ پایا قارون نے مقبل امیر کو قید آہن سے سلسل کسکر باندھا اور اپنے لشکر مین لیجا کر رفع بیہوشی کر کے امیر کو کلمات سخت کہکر کہا کہ او عرب بے سرمایہ تیری یہ قدر ہے کہ میرے باپ کو مارے اور سلاطین روزگار کو مار کے زبردستی داماد نوشیروان کہلائے فرمانبرداری کیسے یون بے کھٹکے بادشاہی کرنے کہہ تو اب تجکو کس ایذا سے مارتا ہون تجکو کس گھاٹ اُتارتا ہون امیر نے فرمایا کہ او گیر مردار خوار فی الحقیقت مین نے اُن سلاطین روزگار کو کہ جنھون نے میرا مقابلہ کیا اور زبردست مسلمان تھے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور تو مجکو کیا ماریگا میری مرگ خدائے عزوجل کے حکم پر موقوف ہی نہ کہ تجھ جیفہ خوار کے ہاتھ مین ہی معلوم ہوا کہ تو سخت بیوقوف ہی قارون مرد اپنے ہاتھ سے امیر کو چابک مارنے لگا امیر نے فرمایا کہ او گیر انسان مار کہ تو بھی برداشت کر سکے وہ خبر سر لا کہ مجکو کون مار سکتا ہی یہ کہکر امیر کو ہمہ تن چابک سے مجروح کیا ایسا کہ صدہ عظیم پیدا اور شرکی کھال کھینچکر نکل چکا اور ایک شبانہ روز تک امیر کو ہمین لیٹے رکھا دوسرے دن بدستور روز اول امیر کو چابک مارکے تازہ چمڑے مین نمک چھڑک کر لپیٹ دیا اور ایک ستون ایکسو بیس گز کا بنوا کر جا بجا زنگے نصب کیے اور سر ستون پر امیر کو لٹکا دیا اور دستور رکھا کہ ہر روز امیر کو تازیانون سے مجروح کرتا اور تازہ چمڑے مین نمک چھڑک کے لپیٹتا اور قفا بمین ستون پر لٹکا دیتا امیر سے اپنے ہر گون کا اسطرح سے انتقام لیتا چند روز کے بعد نوشیروان کو اس کیفیت سے مطلع کیا نوشیروان نے اپنے ندیمون سے پوچھا کہ کیا صلاح ہی آیا امیر کو قتل کراؤن یا اُسکو رہائی دلواؤن سبھون نے ایکزبان ہو کر کہا کہ ایتو ملکہ مہرنگار بھی نہ رہنمین ہی کہ جسکا پاس حضور کرین ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ حضور خود تشریف لیجا کر اپنے روبرو اُس عرب کو سزا دین جیسا آپکے ساتھ اُسنے کیا ہی ویسا ہی آپ بھی اُسکو ذلیل کرین نوشیروان بے ایمان اُن ناعاقبت اندیشون کی رائے کو صائب سمجھکر مع لشکر مکہ کیطرف روانہ ہوا چند روز مین منزل بمنزل قصد دیار مکہ کیا قارون مکہ پر بہت سی مہربانی کی اور ہر روز امیر کو تازیانے لگوا کر اسکے روبرو ایک پیمانہ تازہ نمک پانی مین بھگو کر ستون کی جڑ سے لٹکوا تا اُسنے اس بدسلوکی سے بیش تا ساکنان مکہ بیدست ستم و زار تا ہر روز یہ نئی طرح کے ظلم کرنا آغاز کرتا یہ خبر کسی سود اگر سے عمرو کو کہ ایک جہاز پر سوار تھا پہونچی عمرو تو سیدم جہاز پر سے اُترکے مکہ کی طرف روانہ ہوا امیر کا یہ حال خراب سنکر نہایت مضطرب بلکہ دیوانہ ہوا یہان تک کہ عبدالمطلب نے امیر کے پہلوانان و رفیقان قدیم کو یہ بیان حال نامے لکھکر طلب کیا سب نے امیر کا ایسا حال سنکر بہت تعجب کیا اور ایک خط امیہ ضمری پدر عمرو عیار کو بھیجکر کہ کرب کیطرف بھیجا کہ اُنکو بھی اطلاع ہو جاے کہ شخص اُنکی ہمت کر سکتا ہی نا گاہان تنہا رہ مین کلیات بن کلیم عیار نے امیہ ضمری کو گرم رفتار دیکھا ہر صورت سے اُسکو چالاک ہوشیار دیکھا اسوجہ سے امیہ ضمری کی گرم رفتاری کی زلف نہین ہی یہ چلد روی اسکی بے حکمت نہین ہی کچھ حال مین کالا ہی اور اگر نہین تو مین اپنے باپ کا بدلا نہ لونگا دشمن کو مارکے اپنی طبیعت خوش کرونگا امیہ ضمری کو گرفتار کرکے نوشیروان کے پاس لگیا نوشیروان نے ہنس سے پوچھا کہ تو کہان جاتا ہی کسکے پاس سے آتا ہی جان تو بڑی پیاری ہوتی ہی اُسے جانا کہ بتا نے سے چھوٹ جاوگا ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات پاوگا چنانچہ جو جو مین نے

لیے جاتا تھا نوشیروان کے حوالے کیا بے غور و تامل اُسکو دیدیا نوشیروان نے خطا پھکر امیہ ضمری کو قتل کیا اُسکے
قتل کا وبال اپنی گردن پر لیا بختک نے کلیات سے کہا کلیات کلیات تو جانتا ہے کہ امیہ ضمری عمرو کا باپ ہے تو نے امیہ ضمری کو
قتل کروایا ہے یہ کام تیری ذات سے ظہور میں آیا ہے اب ذرا عمرو سے ہوشیار رہنا اُسکے غضب سے خوب خبردار رہنا
کلیات بولا کہ میں نے عمرو سے بہتر فن کو تعلیم کیا ہے اُسکی عیاری مجھسے نہیں چل سکیگی اُسکو بھی یہی شربت پلاؤنگا اُسکو بھی اُسی کے
پہونچاؤنگا ذرا آنے تو دیوے وہ اپنے کو بیانتک تو پہونچاوے قضا کار دوسرے ہی دن عمرو مکہ میں پہونچا اور اپنے باپ کے مارے
جانیسے مشرف مطلع ہوا کلیات نے عمرو کے آنیسے آگاہ ہو کر اپنے عیار و فن کو حکم دیا کہ جہاں عمرو کو پاؤ یا ڈھونڈھ کے لے آؤ شخص عمرو
کے درپے ہوا کہ ان کلیات نے عمرو کو جاتے دیکھا فوراً اُسکے پیچھے دوڑا جب وہ نظر آگے آگے تو عمرو گرم رفتار پیچھے پیچھے اُسکے
کلیات تیز قدمی سے جاتا تھا عمرو نے ایک پھول اروے بیہوشی آمیختہ زنبیل سے نکال کر اُسکو راہ میں پھینکدیا کلیات نے
اُس پھول کو زمین سے اُٹھا کر سونگھ لیا سونگھتا تھا اور بیہوش ہوتا تھا عمرو نے آکر اُسکا کاٹ لیا اور وہاں سے غفا میں کے نیچے آیا
دیکھتا کیا ہے کہ مقبل سندھی بڑے میں عمرو نے سلام علیک کی مقبل نے عمرو کی آواز سنکر بہت خوش ہو کے جواب سلام علیک کا
دیا اور کہا کہ اے چراغ لشکر عرب ایک تیرے نہونیسے اس لشکر میں ہم اور امیر گرفتار ہوئے اور اسقدر نجھونا چار ہوئے عمرو
بولا کہ غم نہ کھاؤ میں تمکو اور امیر کو چھڑاتا ہوں تم کو اس بلا سے رہائی دلواتا ہوں یہ کہکر مقبل کی قید بدسے جلد کلا اور کلیات
عیار کے سر کو غفا میں پر لٹکا کے ستون پر چڑھگیا جہانتک نگوڑے تھے اُنہوں نے بھی دی آواز نہ دیوے جب امیر کو جاکر سلام کیا امیر
خوش ہوئے اور فرمایا کہ دیکھنا گھنٹہ نہ ہلنے پاوے اُسکی آواز اُنکے کان تک نجائے عمرو نے کہا کہ میں نے گھنٹوں کے مُنھ کو روئی
سے بند کر دیا ہے اُن سبکو بے آواز کیا ہے مگر ایک گھنٹہ جو امیر کے سر پر تھا اُسکو عمرو نے نہ دیکھا تھا وہ ذہن کشادہ تھا جب امیر کو
عمرو مارنے لگا وہ گھنٹہ عمرو کے سر سے لگ کر بولا کفار اُسکی آواز سنکر چہار جانب سے دوڑے اور تیر مارنے لگے عمرو ستون
پر سے کود کر غائب ہوگیا کفار جو ستون کے نیچے آئے کلیات عیار کا سر ستون سے بندھا دیکھکر قارون کو خبر دی اُسکو کلیات
عیار کے قتل ہونیسے طلاع کی بختک نے کہا کسوائے عمرو کے یہ کسکا کام نہیں ہے قارون غلہ بولا اگر کہو تو حمزہ کو پکڑ لاؤں
بختک نے زور کر کہا کہ جبتک عمرو ہاتھ نہ آوے ایسا کام کبھی نہ کرنا چاہیے عمرو سے بہت ڈرنا چاہیے عمرو کو اور نوشیروان
اور تیرہ رچھر کو کبھی چھوڑنا نہ چاہیے سب کا سر تو ہیگا بزرجمہر نے بختک سے کہا کہ افسوس تم نے ہمارا کیا بگاڑا ہے کہ تم ہمکو مارنا چاہتے ہو
جو کوئی ہم سے برائی کریگا عمرو کا حال سنیگا کہ مکہ میں آکر جا بجا امیر کے پہلوانوں اور یاروں کو خط لکھے کہ ہمیت ذفے قارون غلہ کی
قید شدہ ہیں گرفتار ہیں تمکو لازم ہے کہ اگر کھانا و پان کھاؤ تو ہاتھ میان کر کھاؤ ہر گز ہرگز اس مرغن قبل نہ کھانا کہ لذت ہو تو زہر
آنا رہا میں تھا کہ عمرو کا خط پایا کر اُسی مقام سے پھر اخلاصہ جس جسنے یہ خبر سنی وہ مکہ کو روانہ ہوا اور ہر روز پہلوان پہونچنے لگے بادر
جوان پہونچنے لگے قارون نے نوشیروان سے کہا کہ اب عمرو آیا ہے بلاشبہ فوجیں جمع کریگا اور اُسوقت کام مشکل ہو جائیگا وہ
بڑی آفت لائیگا میرے نزدیک حمزہ کو مار ڈالنا عین صلاح ہے یا حمزہ کو لیکر میرے شہر چلو پھر کیف یہاں ہو نوشیروان نے کہا کہ

حمزہ کا مارنا تو کسیطرح سے صلاح نہیں ہی اس لئے میں ہرگز خلاف نہیں ہی مگر شہر میں نہ لیجانیکا مضائقہ نہیں ہی قارون علکے نے اسوقت
وہانسے کوچ کیا اور حمزہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور چند روز میں اپنے شہر میں پہونچکر ہر روز امیر کو آگے سے زیادہ سلاق کرنے اور
تکلیف دینے لگا ایکدن پھر امیر نے قارون ملعون سے کہا کہ مشہور ہی تو اتنا کھا و جتنا ہضم ہوسکے بقدر مجکو ماریھی تو خود
بھی برخاست کرسکے قارون نے ہنسکر کہا کہ اب بھی تجکو امید رہائی کی ہی مجھسے اسکا عوض لیگا اسکے بدلے میں تجکو سزا دونگا یہ کہکر امیر کو
دروازے پر لٹکا کر چوبدار کو حکم دیا کہ اسکو آہڑ پہر میں ایک بار دی جو کی اور ایک جام پانی کا مارکرے کہ اس عذاب کی اذیت سے مجکو
راحت ہو یہ ہمیشہ اسطرح کے عذاب میں گرفتار رہے یہی میری نیت ہی امیر کے لشکر کا حال سنیئے سعد بن عمرو بن حمزہ مکہ میں
داخل ہوا اور روز بروز پہلوان و شاہ و شہریار آنے لگے حتی کہ بدستور قدیم لشکر قائم ہوا قارون ملعون کا کلمہ امیر کے لشکر کو معلوم
دہل گیا وہ سودا سے تمام اسکے سر پر مغز سے سر باہر نکلگیا نوشیروان سے کہنے لگا کہ یارو یا درحمزہ کے نصرت سے پہونچے
ہیں اسلئے کسیطرح مقابلہ نہیں کرسکتا مجبور قلعہ بند ہوتا ہوں یہ کہکر اپنی فوج سمیت قلعہ بند ہوا اور برج بارہ قلعہ کا درست
کرکے بیٹھا سب سامان حفاظت کے چست کرکے بیٹھا اتفاقاً ایکدن اسکو خواجہ عمرو بن امیہ کہ شبانہ روز تاک جھانک میں
لگا رہتا تھا تاکہ بہانوں کی آنکھ بچاکر قلعہ میں گھس گیا اور تاجر بنکر ایک پارچہ فروش سے آشتی پیدا کی اس سے بیتی و بیتی
اور آشنائی قدیمی ہویدا کی اور اسکا شریک ہوکر دوکانداری کرنیلگا ہر چند امیر کا جویا ہوا لیکن پتہ اسکو نہ لگا کہ امیر کہاں مقید
ہیں خدا کی قدرت کو دیکھیے کہ ایکدن کیا دیکھتا ہی کہ ایک فرزانہ نام ہرمشیہ قارون نے خواب دیکھا کہ حضرت ابرہیم خلیل اللہ مجکو کلمہ پڑھا کر فرماتے
ہیں اور مژدہ سناتے ہیں کہ اے فرزانہ حمزہ تیرا حفت ہوگا اور آفریدگار حمزہ کے نطفے سے تجکو ایک فرزند ارجمند عطا کریگا جاکر
اسکو قید سے چھڑا اس امر میں بہت مستعد ہو پھر گز دیر نہ لگا فرزانہ خواب سے جاگ کر فی الفور اپنے بھائی کے گھر میں گئی اور محافظان امیر
کو بہت کچھ مال و متاع دیکر امیر کو قید سے نکال کر اپنے گھر میں لیگئی اور بدل و جان خدمتگاری کرنیلگی ہر طرح سے اسکی خاطر داری کرنے لگی
صبحکو قارون نے سنا کہ حمزہ غائب ہی بہت سے لوگ ادھر اُدھر تلاش کو بھیجے مگر پتہ کہیں نہ لگا حمزہ کا نشان کسی سے نہ ملا
اپنے وزیر سے کہا کہ حمزہ اگر بے لشکر میں جاتا تو شادیانے بجتے دل سے دریافت کیا چاہیے کہ حمزہ کہاں ہی وزیر دل دیکھکر
ہنسنے لگا قارون نے پوچھا کہ سبب اس ہنسی کا کیا ہی سچ سچ کہو کہ یہ معاملہ کیا ہی بولا کہ حمزہ کو فرزانہ بانو چھڑا لیگئی اور اسکے ساتھ
عیش و عشرت کر رہی ہی آجکل اسکی اوقات مزے سے گذر رہی ہی قارون نے اپنی ایک خبر کو فرزانہ کے گھر میں بھیجا کہ دریافت
کرو حمزہ فرزانہ کے پاس ہی یا کسی اور جگہ چلدیا اس قید سے کسنے رہا کیا اسنے جاکر فرزانہ سے پوچھا کہ حمزہ کو
کیا تم چھڑا لائی ہو یہ اپنے سر پر کیا بلا لائی ہو وزیر نے ازروے دل بھلے بھائی سے کہا ہی کہ حمزہ فرزانہ بانو کے پاس ہی
فرزانہ فیل لائی اور بڑے غصے میں آئی اپنے بال نوچ منھ پیٹ کر رونی کہنے لگی کہ کیا خوب میری ایسی آبرو ہوئی کہ وزیر
مجھپر تہمت چھپانے کی کرے لگا اپنی حد سے گذرنے لگا میں نے جو اپنی عزت اسکو نہ دی اسکی خوشی خاطر نہ کی تو وہ اسطرح
سے مجکو بے عزت کرتا ہی وہ نالائق مجکو اس وجہ سے نصیحت کرتا ہی بھلا میں کہاں اور حمزہ کہاں آخر شہ گھر تو

بھی ہو جسکا جی چاہے وہ ڈھونڈھ لیوے اگر وہ میرے پاس نکلے تو مجکو الزام نہ دیوے خوص نے جو کچھ بکھا سُنا تھا قارون سے جاکر کہا قارون نے اُسیوقت عالم غیظ مین وزیر کو قتل کیا فرزانہ کی خاطر سے اس بیحیا شریر کو قتل کیا اور امیر کی تلاش مین رہا امیر نے فرزانہ سے کہا کہ معلوم نہین عمرو قلعہ مین ہیونچا یا نہین یہ کہکر فرزانہ کی ایک ہوشیار لونڈی سے عمرو کا حلیہ بیان کرکے فرمایا اور اُسکے چہرہ بکا سب پتہ نشان بتایا کہ قلعہ کے بازار مین دیکھیو تو اس صورت کا کوئی آدمی ہیا نہین اگر ہووے تو اپنی بی بی کے نام سے بلا لاے سے جلد یہان اپنے ساتھ لے آوہ جاریہ بازار مین پھرتے پھرتے عمرو علی دکان پر جاپہونچی جہان یہ بیٹھے تھے وہان آپہونچی عمرو کو بغور دیکھکر تمیز کیا کہ یہ وہی شخص ہے جسکے حمزہ طالب ہین عمرو سے بولی کہ بزار فلانے فلانے قماش کا کپڑا ہماری بی بی کو درکار ہے لیکر چل کہ نفع بہت اُٹھا لیگا قیمت اپنے اسباب کی خاطر خواہ پائیگا عمرو نے گٹھری باندھکر بغل مین دبائی اور اُسکے ساتھ فرزانہ بانو کے محل مین آ کر لگا کپڑا دکھا دکھا کر قیمت کرنے امیر عمرو کی آواز سنکر گوشے سے نکل آے عمرو امیر کے قدمون پر گر پڑا امیر نے گلے لگا لیا عمرو نے اسکو چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ ہمارے لشکر کی کیا خیر ہے حال کہو امیر نے کہا کہ لشکر تیار ہے چھوٹے بڑے کو آپکا انتظار ہے امیر نے فرمایا کیا نکلنے کی کیا تدبیر ہے ہمارا دشمن یہان ہر جوان دیو ہے عمرو نے کہا میری دکانپر چلکر ٹھہرے کوئی نہ کوئی راہ نکل ہی جیگی امیر نے کہا یہ تجویز ٹھیک ہے دکانپر سوا ے کپڑے کے کوئی سلاح نہین ہے وہان جاکر کیا کرو نگا بدون ہتھیار کے کبونکر سر ہو نگا مگر مجکو کسی لوہار کی دکانپر لیچل عمرو امیر کو ایک لوہار کی دکانپر لیگیا ایک کاریگر کے مکان پر لیگیا امیر نے وہان بیٹھکر ہتھوڑا اٹھالیا اور لوہا پیٹنے لگا یہان سیوقت قارون نے نجتک سے کہا کہ تو رمل دیکھکر بتاؤ کہ حمزہ کہان ہے نجتک نے رمل دیکھکر کہا کہ حمزہ قلعہ کی بازار مین ہے قارون مع نجتک سوار ہو کر بازار کی دوکانون کو دیکھتے لگا بازار کے سب مکانون کو دیکھتے لگا قارون شدہ شدہ اُس لوہار کی دوکان پر پہونچا جہان امیر بیٹھے تھے نعرہ کرکے بولا کہ حمزہ اب مجھسے بچکر کہان جاسکتا ہے بتا تو اب مجھسے اپنی جان کیونکر بچا سکتا ہے امیر وہی ہتھوڑا لیکر اُٹھے اور فرمایا کہ او کافر کیا ہیوقوف ہے تو میرا کیا کر سکتا ہے حملہ کر قارون نے امیر پر تلوار کھینچی امیر نے ہاتھ بڑھاکر درمیان ہی سے تلوار اُسکی چھین لی اور ہتھوڑا اُس زور سے اسکے سینے پر مارا کہ قارون انتاچت ہوکر زمین پر لیٹ گیا امیر نے اُسکو باندھ لیا اُسیوقت قید کیا نجتک بانسے بھاگ کر نوشیروان کے پاس آیا بہت جلد اپنے تئین وہان پہونچایا قارون کی گرفتاری بیان کرکے کہا کہ قلعہ کے چھ دروازے سے نکلکر بھاگیے نہین تو کوئی زمین مین گاڑے جاوینگے امیر عمرو کے ہاتھ سے گر نجات پاوینگے نوشیروان مع نجتک قلعہ سے نکلکر بھاگا امیر نے لکھوڑے ہو کر ایک نعرہ اُس زور سے کیا کہ قلعہ کو جنبش ہو گئی ساکنان قلعہ نے جانا کہ آسمان پھٹکر زمین پر گر پڑا ہر گاہ امیر کے لشکر مین آواز پہونچی سبھون نے جانا اور اُس آواز سے بچنا کہ امیر قید سے چھوٹے چھوٹے بڑے دروازے توڑکر قلعہ مین داخل ہوے سبھون کے دل کے مطلب حاصل ہوے اور کفارون کو قتل کرنے اور لوٹنے لگے لشکریون کے مارنے پر ہاتھ سروہی کے چھوٹنے لگ گئے کہتے ہین کہ سمندر لشکر اسلام کے ہاتھ لوٹ آئی کہ اُٹھا نہ سکتے تھے اتنا مال و اسباب ہاتھ آیا کہ بردارون پر بھی لیجا نہ سکتے تھے جب باقی ماندگان قلعہ

نے اسلام قبول کیا امان ملی سبکی جان بخشی ہوئی امیر تخت پر بیٹھا اور قارون کو حاضر کرکے فرمایا کہ کیوں قارون مین نہ کہتا تھا کہ اسقدر سر جسقدر تجھسے برداشت ہوسکے اب تو کیا کہتا ہے تبلا کہ تیرا حال کیا ہوا قارون اس طرح رکا تجھ سے عوض لون قارون زار زار لے کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو مین تیری جان بخشی کرتا ہون تیرے قتل سے درگذر زمانہ ہو وہ گردن زدنی بولا کہ یہ تو کبھی مجھسے نہوگا جان جائے یا رہے اپنے باپ دادا کا مذہب تو نہچھوڑونگا اپنے دین سے منحرف نہ موڑونگا امیر نے اسکو معدی کرب کے حوالہ کرکے فرمایا کہ اسکو گردنسے مار کر جہنم کو روانہ کرو اسکے عمال کی سزا دو معدی نے ایک گرز ایسا مارا کہ قارون زمین پر ست ہو گیا امیر نے اسکا لشکر قلعہ کے فیلبند دروازے پر لٹکوا دیا اور اسکا بدن آگ مین جلوا دیا اور آپ تخت نشین مین مشغول ہوے سب مطلبی حاصل ہوے اب نوشیروان کا حال سنیئے بھاگا ہوا مدتون جا بجا راستہ راہ مین ایک لشکر عظیم الشان پڑا دیکھی اخیر وہ جگہ کھڑا دیکھا عیار کو خبر لانیکو بھیجا کہ دیکھو تو یہ لشکر کسکا کہان جاتا ہے اور یہ صاحب لشکر کس ملک سے آتا ہے عیار خبر لایا کہ اس لشکر کے دو بھائی حقیقی سردار ہین بڑے بہادر و جرار ہین ایک کا نام سرسرہنہ تلشی اور دوسرے کا نام دیوانہ تپسی ہے اور حضور کی مدد کو آئے ہین سب لشکر اپنا ساتھ لائے ہین نوشیروان نے اس جگہ ڈیرا ڈالا اور انسے ملاقات کرکے انواع لطف و نوازش پیش آیا انکو تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک سنایا بتشتک بولا کہ اب حمزہ جانبر نہین ہوسکتا ایسے پہلوان کبھی آئے نہ تھے دونون بھائی ہاتھ باندھکر کہنے لگے کہ ہم منتظر ہے کے جان نثار ہین بہرصورت آپکے تابعدار ہین حمزہ تو کیا اگر صفت قلیم کے کرشن آوین تو ہم تکا کمر توڑین ایسا عاجز کرین کہ ہمارے آگے ہاتھ جوڑین بادشاہ نے اس کلام سے خوش ہوکر انکو خلعت گرانمایہ عنایت کیا بہت سا تحفہ اور انعام دیا اور اپنے ساتھ شراب پلانے لگا اچھے اچھے کھانے کھلانے لگا اب امیر کا حال سنیئے کہ فرزانہ بانو سے بساعت سعید عقد کرکے چالیس شبانہ روز تک داد عیش دی دیا کیے کمال اطمینان سے اپنا کام دل لیا کیے اکتالیسوین دن دربار عام کیا اور فرمایا کہ کچھ نوشیروان کا بھی حال کسی کو معلوم ہو عمرو نے عرض کی کہ دو شہزادے ملک تلش کے رہنے والے بافوج کثیر نوشیروان سے آکر ملے ہین اور شمار راہ مین انتظار آپکا کر رہے ہین امیر نے معدی کرب سے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا روانہ کرو اور لشکر کو بھی تیاری کا حکم دو معدی کرب نے فی الفور تعمیل کی دوسرے دن امیر وہانسے روانہ ہوے تیسرے دن محاصلہ میدان جنگ کا چھوڑ کر شاہزادگان تلش کی فوج کے مقابل خیمہ زن ہوے نقارہ حرب بجوایا اپنے آنیکا ارادہ سنایا اور میدان مین جا دو صفین قائم کین شاہزادگان تلش نے بھی صف آرائی کی چلے سرسرہنہ تلشی نے میدان مین گھوڑا کاوا کر بعد رجز خوانی مبارزطلبی کی لندھور نے شبرنگ کو میدان مین لا سرسرہنہ سے کہا کہ اپنا نام و نام اپنا باپ کا نام بتلا جاوے لندھور نے کہا کہ او حیوان میرا نام لندھور بن سعدان ہے دنیا مین میرے مثل کون جوان ہے لا کیا ضرب رکھتا ہے سنے لندھور کے سر پر گرز چلایا لندھور نے سکو ڈھال پر ڈالا مگر ایک ہاتھ گرز کا اسکے زور سے اسکیکہ اگر ہاتھ پر چرا تو سر ہدہو جاتا مگر سرسرہنہ تلشی کا بال بھی بیکا نہوا تا شام دونون گرز بکف یکے بعد دیگرے زور آزمائی کیا کیے آخر جب باز گشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ تمنے سرسرہنہ تلشی کیسا بلا تھا

نظر مین کچھ وہ جوان سمایا لنڈھورے کہا یا صاحبقران آدمی کیا مین نے تو قاف مین بھی کوئی دیو ایسا نہین دیکھا میری عقل حیران ہی کہ کس خلقت کا انسان ہی امیر نے ہنسکر کہا کہ یا لنڈھور اُسکا بدن فولاد کا ہی اُسپر نیزہ تلوار کڑا نہین کرسکتا وہ ان ہتھیارون کے مارے نہین مریگا دوسرے دن سریر پنہ سے معدی کا مقابلہ ہوا یہ معدی بڑا تھا سریر پنہ سریر پنہ سریر روکتا تھا معدی کرب گرزمارتے مارتے تھک گیا مگر سریر پنہ کو خبر نہوئی ہین جنگل کی طرف سے گرد اٹھی دونون لشکر کے عیار خبر لائے کہ الجوش مہ بری چالیس ہزار سوار سے نوشیروان کی مدد کو آیا ہی منتخب و چیدہ پہلوان اپنے ساتھ لایا ہی نوشیروان نے یہ خبر سنکر بادشاہ ہوشربا کے واسطے بھیجا ہرگاہ وہ حاضر ہوا دیکھا کہ نوے گز کا قد و قامت رکھتا ہی آدمی کا ہیکل ہی ریچھ کا سا پنجہ ہی نوشیروان بکمال عزت و توقیر پیش آیا اور امیر حمزہ و عمر و عیار کا حال اُسکو مفصل سنایا اور طلسم بارنشت بجوا کر خیمہ گاہ مین اُسکو لاکے صحبت شراب کباب رقص و سرود کی اُسکے واسطے برپا کی سب چیز عیش و آرام کی مہیا کی صبح کو سریر پنہ میدان مین آکر للکارا بڑے زور شور سے ایک نعرہ مارا کہ حمزہ تو اب کیون نہین مجھ سے مقابلہ کرتا ہی ایسے ایسے پہلوانون کو بھگا چکے اپنے دن کاٹتا ہی مرد اگلی اسکا نام ہی دو جوانمرد ونکا یہی کام ہی ہنوز امیر صف سے نہ نکلے تھے کہ جنگل کیطرف سے ایک تند گرد کا اٹھا جب مقراض بادنے دہن گرد کو چاک کیا چالیس نشان نارنجی بھرے ہرون کے دکھائی دیے عمرو نے دیکھکر امیر سے کہا یا صاحبقران یہ گرد نقاب دار نارنجی پوش ہی جو ہمارے پیچھے گاڑھے وقت مدد کو آتا تھا مجکو دشمنونکے ہاتھ سے بچایا تھا اسمین نقاب دار نے آکر ایک طرف سے اپنے لشکر کی صف بندی کی سب پہلوانونکو اپنے اپنے موقع پر جگہ دی اور لشکر کفار کیطرف خطاب کرکے کہا کہ جسکو جرأت کا گھمنڈ ہو وہ پہلے مجھ سے لڑے پیچھے اہل اسلام سے جبکہ امیر نے عمرو کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ جیسے ہمنے تمہارے اوصاف سُنے ہین شب و روز یہی تمنا رہی کہ کب تم آؤ ہمسے ملاقات ہو اور تمہاری شجاعت و ہمت و مروت کا حال ہم پر جو جس دشمن ہر چکا ہی اسوقت ہم چاہتے ہین کہ تم ہماری کارزار کا تماشا دیکھو کہ وہ گیہو للکار چکا ہی ہمارا نام لیکر پکار چکا ہی اور بروقت طلسم بارنشت لے ہماری ملاقات کیے چلے نہ جائیے گا میری ملاقات ضرور فرمائیے گا عمرو نے امیر کا پیغام جو نارنجی پوش نے دیا اُسنے بدل جان قبول کیا امیر نے اسقدر دیو زاد کی باگ لی اور فرمایا کہ تجھسے سلاح سے لڑنا اوقات ضائع کرنا ہی میرے تیرے زور رہوے سے اگر تو میرے پانون زمین سے اُٹھا لیوے تو مین تیری اطاعت کرون اور گر مین تجکو اُٹھا لون تو تیری تابعداری کر اس بات پر تو رضامند ہی یا مجھے پسند ہی سریر پنہ پیشی نے خوشی خوشی قبول کیا اور اُسکو جواب صواب یا امیر گھوڑے پر سے کود پڑے اور وہ بھی زمین پر آیا امیر کی کمر پکڑنے کے زور کرنے لگا یہانتک کہ گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا امیر کو غیرت نہوئی مجبور ہوکر امیر سے ہاتھ اُٹھا یا اُنکے اُٹھا لینے سے حاضر آیا عمرو نے لشکر سے پکار کے کہا کہ یار و خبردار رہو جادو آتی ہی دم مین امیر نعرہ کرتے ہین جسکی ہیبت سے سیکڑون کفار دم مین جانسے گذرتے ہین عمرو کے اس کلام سننے سے جتنے کفار رستم متعجب ہوے کہ اس عیار نے یہ کیا کہا اگر حمزہ نعرہ کریگا تو کرے سبھی پہلوان نعرہ کرتے ہین کہین پہلوان بھی آواز کے سننے سے مرتے ہین اسمین امیر نے نعرہ کیا اکثر لشکر کفار مین سے غش ہوے بہتیرونکے کان کے پردے پھٹ گئے ہزارہا آدمی بہرہ ہوگیا

اس نعرے کے سُننے سے بہت آدمی حیران ہوے ہوش و حواس سبکے پران ہوے الغرض امیر نے سر بسر بہزیستی کی کمین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا تو پہلے ہی حملے مین سر سے اونچا اُٹھا کر سات مرتبہ ملا کر گردان سر کیا اور زمین پر لٹاکے شکین باندھ کے عمرو کو دیا دیوانہ تپشی اپنے بھائی کا یہ حال دیکھکر تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے اُسکے ہاتھ کو معلق پکڑکے ایک لات اسکے گھوڑے کی ماری گھوڑا دس قدم پر سے ہوا اور دیوانہ پتپشی مین پر آرہا امیر نے سنبھلنے نہ دیا اسکی بھی شکین باندھ عمرو کے حوالہ کیا نوشیروان نے غمگین ہو کر طبل بازگشت بجوا دیا اپنی فرودگاہ پر آیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام کیطرف پھرے نقابدار نارنجی پوش نے اپنے لشکر کو حکم دیا اور سب سے اشارہ کیا کہ صاحقران کے لشکر کے متصل اپنی منزل لگاؤ اُس لشکر کے مقابلے مین اپنے ڈیرے جماؤ اور خود درست بخط مستقیم امیر کے خیمے مین داخل ہوا خود بابا سبکو لطف ملاقات حاصل ہوا امیر نے تعظیم و تکریم اُس سے بیش آئے اور بہت سے عجائبات قاف کے اُسکو دکھلائے اور اپنی غیبت مین عمرو کی اعانت کرنیکا شکر ادا کرنے لگے نقابدار نارنجی پوش نے التماس کیا کہ یا میر زیادہ مجھکو تحمل نکرو احد سے زیادہ مجھکو منفعل نکرو کوئی کام قابل شکر گذاری کے مجھسے ظہور مین نہین آیا کوئی امر لائق تعریف کے وقوع مین نہین آیا مین خود خادم و خجل ہون کہ آپکو قاف سے تشریف لائے ہوئے عرصہ دراز ہوا اور کیا کیا اس عرصہ مین نکردہ باتین پیش آئے آپنے کیسے کیسے رنج اُٹھائے اور مین پہونچ نہ سکا امیر نے نرمی آواز سے گمان کیا کہ شاید نقابدار عورت ہو فی الفور ہاتھ پکڑکے دوسرے خیمے مین تشریف لیگئے اور یہ کہکے کہ ابہ نہین سکتا اور یہ راز بھی ملا کہ نہین سکتا گستاخی معاف کیجیگا مجھکو الزام نہ دیجیے گا جھٹ پٹ بند نقاب بھی لگڑ اُلٹ دیا اُسکے رشک قمر کو بیحجاب کیا اُسکے چہرہ خورشید منظر کو دیکھتے ہی عشق کھاکر گر پڑے عمرو کی آنکھون مین بھی چکا چوندھی آگئی نگاہ پر خیرگی چھاگئی مگر اپنے کو سنبھالکر فوراً امیر کے مُنھ پر عرق بید مشک و گلاب چھڑکا اور نقابدار سے بولا کہ قصور بے ادبی معاف ذرا امیر کے مُنھ سے مُنھ ملائیے بڑے خدا اس مین تامل نفرمائیے کہ حضور کی خوشی امیر کے دماغ مین پہونچے اور ہوش مین آوین تمھاری موصلت جسمانی سے تسکین پاوین نارنجی پوش نے کہ ایک مدت سے اسی آرزو مین شب کو روز اور روز کو شب کرتی تھی فوراً سر مسالرنہ امیر کے مُنھ سے مُنھ ملایا اُنکی طبیعت کو بوس و کنار سے خوش کیا امیر نے آنکھین کھولین عمرو نے جھٹ پٹ دختر رز کو کہ ایک ہی مشاطہ ہے لاکر حاضر کیا دو دو جام بھرے تھے کہ پردہ حجاب درمیان سے اٹھ گیا امیر نے آغوش مین لیکر احوال پوچھنا شروع کیا نقابدار نے بیان کرنا شروع کیا کہ نائیج پری میرا نام ہے ایک دیو نے قاف کو چھوڑ کر کوہ سیلان پر بستی ہون آپکے فراق مین ہزارون رنج سہتی ہون جسدن آپ گستہم سے لڑتے تھے میرا تخت ہوا پر اڑا جاتا تھا آپکے پرتو خورشید منظر کو دیکھکر مین نے غش کیا نیرنج پری میری زیرزادی میرے ساتھ تھی مجھکو غش مین دیکھکر کہ سیلان پر لیگئی جب مین ہوشمین آئی آپکے اشتیاق مین پھر اسی مقام پر جہان آپکا نظارہ کیا تھا آئی اپنے ساتھ اور لوگ بھی لائی اور اپنی عیار بچی کو آپکا حال دریافت کرنیکو بھیجا معلوم ہوا کہ ادھر وزیرزادی میری مجھکو میرے مکان پر لیگئی اُدھر آپ عبدالرحمن چنی کیساتھ بدرقہ قاف پر سدھارے مین کیا کہون کہ اس عرصہ تک کیا کیا رنج فراق مین نے اُٹھائے کیسے کیسے صدمے تمھاری مفارقت مین بلاے ناہنجار کی سلامتی اور آنا آپکا سنایا کرتی تھی ہمیشہ اسی فکر و اندیشے مین رہا کرتی تھی جب

مجکو معلوم ہوا کہ آپنا موس اپنا عمرو عیار کو سونپ گئے ہین اور نوشیروان چاہتا ہو کہ آپکے ناموس کو کہ اُسکی بیٹی ہرزہ غمر شیر
چھین لے مین نے چند پرند اڑا دون پیک کی ڈاک بٹھائی کہ جب عمرو پر کوئی غلبہ کرے مجکو خبر دیوین بہت جلد اطلاع کرین چنانچہ ایسا ہی
ہوتا تھا کہ جب مین سنتی تھی کہ عمرو حریف سے فریب ہو کہ مغلوب ہوتا ہین چڑھ دوڑتی تھی اور آپکے اقبال سے حریف کا قلع
قمع کر کے عمرو کو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتی تھی مگر اب مدد کرنے کے لیے جلد آتی تھی امیر نے یہ تقریر سنکر تاریخ پری کی آفرین
کا بولسکر کہا کہ ای جان تمنے حریف کو تو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور مجکو تہ تیغ احسان و اخلاق کیا یہ کہکر اُسیوقت عمرو
سے صیغۂ عقد پڑھوا کر اُسکو اپنے نکاح مین لائے اور تمام رات داد عیش کی دی اُسکے ساتھ عیش و عشرت کی صبح کو حمام
کر کے پوشاک تبدیل کی اور دربار کر کے سر برہنہ تیشی و دیوانہ نیشی کو طلب فرمایا اُن دونو کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ
مین نے تمکو کیونکر گرفتار کیا دونون بھائیون نے دست بستہ ہو کر کہا کہ جسطرح سے مرد فنکو مرد زیر کرتے ہین جیسی لادی
مرد و لیر کرتے ہین اب ہمارے آپ حاکم ہین اور ہم محکوم امیر نے دونو نکو کلمہ تلقین کیا اور خلعت جمشیدی پہنا کر دونو نشاہزادون
کو اپنے پہلو مین طلائی کرسیون پر بٹھایا اور بہت سی نوازش اُنکے حال پر کی ہرصوبت سے سلامی دی اور آپ محل مین جا کر ملکہ نازبخ پری
کے ساتھ عیش مین مشغول ہوے ایکدن لشکر کفار سے طبل کی آواز آئی پھر اُنھون نے نقارۂ جنگ کی صدا
سنائی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑے پہلوانان قوی بازو نقارۂ جنگ کی آواز سنتے ہی
جمع سجا کر حاضر ہوے امیر کی حد تمین لڑنے کے لیے ہتھیار لگا کر حاضر ہوے امیر نے میدان مین جا کر حریف کے مقابلے مین
چودہ صفین آراستہ کین الجوش میدان مین آکر مبارز طلب ہوا امیر کی مدد سے سرکوب ترک اُس کے مقابل ہوا
الجوش گھوڑے پر سے ایک سو ستر گز بلند اُچھلا اور پامین آتے وقت دولتی اور چوبدستی اس زور سے سرکوب
کے سر پر ماری کہ سرکوب مثل مار چوب خوردہ زمین پر گر کے پیچ کھانے لگا اس ضرب کے صدمے سے اسکو غش آنے لگا اور
الجوش گھوڑے کی پیٹھ پر جا رہا سرکوب نے جھٹکا چاہا کہ گرتا الجوش پر مارے الجوش نے پھر ہتھوار لے کر دو لاتین
سرکوب کو ماریں اور گھوڑے پر جا رہا سرکوب ترک اس حرکت سے اُسکی کمال عاجز ہوا اور دونون لشکر بے اختیار
ہنسنے لگے سب چھوٹے بڑے خوب قہقہہ مار ہنسنے لگے کہ نئی وضع لڑائی کی ہے تمنے مین جنگل کیطرف گرد اُٹھی دونو
لشکر کے عیار حال دریافت کرنے لگے معلوم ہوا کہ سموم عادی و سینا عادی و قباد عادی و سعاذر عادی کہ جارون
بھائی حقیقی ہین کوہ البرز سے نوشیروان کی مدد کو آتے ہین بڑا سامان جنگ و جدال اپنے ہمراہ لاتے ہین جانبر عادی ہمراہ
ہر سب اسباب حرب جسکے خواہ ہر نوشیروان نے کئی سردار اُنکے استقبال کے واسطے بھیجے اور عند الملاقات بہت سی
تعظیم و تکریم اُنکی کی ناگاہ لشکر اسلام مین غل ہوا کہ ایک گورخر نے صحرا سے آکر صدہا آدمی زخمی کیے ہین امیر اُسکی طرف
متوجہ ہوے آگے آگے تو وہ اور پیچھے پیچھے اُسکے امیر لشکر کو ڈیٹا ہوے چلے گئے اُس گورخر کے واسطے گھوڑا
دوڑائے ہوے چلے گئے گورخر نے شام تک سقدر راہ طی کی کہ امیر دوسری سرحد مین جا رہے اور شام کے ہوتے ہی گورخر نظرون سے غائب ہو گیا

امیر سخت متحیر ہوے کہ گورخر کدھر گیا جب اُسکا کھانا نہ لگا مجبور شکار کرکے کھایا کھا پی کے رات کی رات ایک درخت کے نیچے سو رہے صبحکو جو اُٹھے تو پھر گورخر کھائی دیا امیر نے پھر اُسکا پیچھا کیا جاتے جاتے ایک باغ مین گورخر گھس گیا امیر بھی اُسکے پیچھے باغ مین گئے پتہ پتہ بوٹہ بوٹہ جھاڑی جھاڑی باغ کی ڈھونڈ ماری مگر گورخر گھوڑے کے سیدگ کیطرح سے غائب ہوگیا امیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے لیکن بھوک سے کلیجہ ملا جاتا تھا ضعف کے سبب غش پر غش آتا تھا ایک طرف باغ کے گوشے مین بکریون کا گلہ نظر آیا اُسکے دیکھنے سے اُسکے دل نے قرار پایا امیر نے اُسمین سے ایک بکری کو ذبح کیا اور درخت کی ایک ٹہنی توڑکر اُسکے سیخ کباب بھونا شروع کیا گلہ بان نے دیکھا کہ ایک شخص اجنبی باغ مین بیٹھا ہوا بکری کا کباب بھون رہا ہے **قندز سرشان** کو کہ اُسکا وہ نوکر تھا خبر دی جلد جاکر اُسکو اطلاع کی **قندز** سنتے ہی سات سو مسلح گرز لیکر امیر کے سر پر آیا اور تمام امیر کے سر پر گرز لگایا امیر نے اُسکو اُٹھا کر تالاب مین پھینک دیا پانی مین اُسکو تربتر کیا وہ متعجب ہوکر پوچھنے لگا کہ اے جوان سچ بتا تو کون ہے آجتک کسی نے میری پیٹھ زمین سے نہین لگائی مین نے کسی سے کبھی شکست نہین پائی مگر تو نے بآسانی مجھکو اُٹھا کر تالاب مین ڈالدیا اور میرے نوکرون کے آگے مجھکو بے آبرو کیا امیر نے فرمایا میرا نام سعد رشامی ہے مین حمزہ کا بھائی ہون مجھ مین زور خداداد ہے میرا جسم سختی مین فولاد ہے **قندز** دوڑکے امیر کے قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ سوائے حمزہ کے دوسرے نے طاقت کہان پائی ہے ایسی صفت دنیا مین کب کسی کو میسر آئی ہے مجھکو پچھاڑے میرا نام دلشان سفر ہے بھاگڑے بلاشک تو حمزہ ہے امیر نے مکرر کہا کہ مین حمزہ کا بھائی ہون **قندز** نے امیر سے کہا کہ مین جیتے جی تمھارے قدم سے جدا نہ ہونگا مین نے عہد کیا ہے کہ اب تمسے مفارقت نکرونگا امیر نے فرمایا بہتر بلکہ تو مسلمان ہوجا دین حق کا تلقین فرمان ہوے اُسنے اُسید م بصدق دل کلمہ پڑھا اور چند روز تک امیر کو اپنا مہمان رکھا بہت خاطرداری کی ہر طرح سے تابعداری کی امیر نے ایک روز پوچھا کہ میرا مقدس ملک کدھر ہے **قندز** نے کہا کہ یہ سرحد خجستہ کی ہے اور فتح نوش بادشاہ کا نام ہے اور ایک بیٹی ایسی حسین و صاحب جمال رکھتا ہے کہ اگر اُس سے خورشید و ماہ کسب نور کرین تو بجا ہے صورت فغفور مین یکتا ہے مگر وہ کسی کو قبول نہین کرتی کئی کس کس ملک کے بادشاہون اور شاہزادون نے اُسکی خواستگاری کی مگر اُسنے سوائے انکار کے حرف اقرار کا آشنائے زبان نہین کیا سبکو جواب صاف دیا امیر نے فرمایا کہ اے **قندز** مجھکو اُسکے شہر مین لیچل **قندز** بولا بہت خوب مین لیچلنے کو تیار ہون آپکا تابعدار ہون دوسرے دن امیر شہر کیطرف **قندز** کے ساتھ روانہ ہوے دس کوس گئے ہونگے کہ **قندز** نے کہا اگر مین تیرے کچھ کھائیے ذرا آرام فرمائیے امیر نے ایک مقام پر توقف کیا اور دو بکرون کا کباب لگایا امیر تو مسلم ایک بکری نہ کھا سکے مگر **قندز** نے اپنے حصے کی بکری کھا کے امیر کے آگے سے حسب دستور کباب بچے تھے اُسکو بھی کھایا امیر کو اُسکے کھانے پر تعجب آیا اور وہانسے پھر چلے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ **قندز** نے امیر سے کہا اپنا تو بھوک کے مارے قدم نہین اُٹھتا ہے میرا تو آگے کے ساتھ مین دم گھٹتا ہے امیر اُس سخن سے بہت متعجب ہوے دل مین کہا کہ **قندز** بھی جمع البقر مین کچھ عدی کرب سے کم نہین ہے اُسکو بھی بھوک کا تحمل یکدم نہین ہے امیر نے فرمایا کہ بیان کیا ہے کہ تجھے کھانکو دون بھلا اس جنگل مین تیرے کھانے کی کیا تدبیر

کرون آگے چلکے دیکھا جائیگا کچھ تو آخر ہاتھ آئیگا وہ چند قدم چلکے بیٹھ گیا کہ میری تو بارے بھوک کے انتڑیان قل ہو اللہ پڑھتی ہین امیر سخت حیران ہوے اسکی درماندگی سے سخت پریشان ہوے ایک طرف دیکھا کہ تا جر اُترے ہوے ہین امیر نے کاروان سالار سے ملاقات کرکے کہا کہ مجکو تھوڑا سا کھانا دے سکتے ہو کاروان سالار بہت اشراف و سیر حشیم تھا بولا تھوڑا کیا بہت سا کھانا حاضر ہی بسم اللہ تشریف لائیے اور دل کھول کے نوشجان فرمائیے امیر نے قندز سے فرمایا کہ لے پیٹ بھر کے کھالے اُسنے خوب سیر ہو کے کھایا امیر نے کاروان سالار سے پوچھا کہ تم لوگ کہان جاؤگے وہ بولے کہ ارادہ ہمارا خرسنہ کا ہی مگر سُنا ہی کہ فولاد نامے غلام قیصر روم کا قیصر سے بغاوت کرکے رہزنی کرتا ہی اور مال و اسباب ہمارے ساتھ بہت سا ہی ڈرتے ہین کہ ایسا نہو وہ غارت کرکے لیجاوے ہمکو فقیر بنادے امیر نے فرمایا کہ ہرگاہ ہمین تمھارے ساتھ ہون چور و لٹیرے ڈر ناتمکو نہین چاہیے کسی طرح خوف کرنا تمکو نہین چاہیے کاروان سالار نے پوچھا کہ اے جوان آخر تو کون ہی اور کہانسے آیا ہی اور کدھر جائیگا اپنا حال مفصل بیان کر کہ کس شہر مین قیام فرمائیگا امیر نے کہا کہ سعد شامی میرا نام ہی حمزہ کا بھائی ہون ایک گورخر مجکو اس وادی مین لے آیا ہی اُسنے مجکو یہانتک پہونچایا ہی شہر خرسنہ کی تعریف سنکر دل مشتاق ہوا کہ اسکو دیکھنا چاہیے لہذا خرسنہ کو جاتا ہون اپنا ارادہ سچ سچ تمکو بتاتا ہون کاروان بشاش ہو کر کہنے لگا الحمد للہ کہ تم بیٹے خواجہ عبد المطلب کے ہو اور عبد المطلب میرا بڑا دوست ہی بس تم ہمارے فرزند کی جگہ ہو بیسبال تمھارا ہی ہی کچھ تعدی کا اندیشہ کرو ہر طرح سے خاطر جمع رکھو و ان شاء اللہ المستعان شہر خرسنہ مین پہونچکر پنجم حصہ مال کا مین تمکو دونگا اپنے مال و متاع مین تمکو شریک کرونگا امیر نے فرمایا کہ ہرگاہ گفتگو فرزندی و پدری درمیان مین آئی تنے میرے حال پر ایسی مہربانی فرمائی حق السعی لینے دینے سے کیا علاقہ رہا تم خاطر جمع رکھو فولاد کیا مال ہی اگر اُسکا آقا قیصر چاہے کہ تمھاری بے زرمامندی کے ایک تنکا اس مال و متاع مین سے لیوے تو ہاتھ اُسکے قلم کردون تمام اسکی سلطنت کو برہم کردالون کاروان سالار خوش ہو کر دعائین دینے لگا قندز نے امیر سے کہا کہ اُسنے حصہ پنجم دینے کا وعدہ کیا آپ انکار کیون کرتے ہین مال کثیر ہاتھ آوے تو اُسکو کیون چھوڑیے اللہ جب غیب سے عنایت فرمائے تو اُس سے کیون مُنھ موڑیے مین تو شہر مین پہونچکر سودا گرونسے اقرار بوجب حصہ لونگا ہرگز لینے مین دریغ نکرونگا امیر نے کہا اے قندز تو کتنا مال لیویگا گھبرا کیون ہی اُٹھا بھی تو نہ سکیگا اسقدر مال ہاتھ آئیگا کہ اُسکا رکھنا مشکل ہو جائیگا اُسدن تو امیر نے بھی کاروانیون کے کہنے سے وہین مقام کیا دوسرے دن کاروان کے ہمراہ ہوے ناگہان پیغمبر کسی نے فولاد کو دی کہ کاروان کے پہونچنے سے اطلاع کی کہ ایک قافلہ بڑا گروہ کا بار مال متاع کثیر خرسنہ کو جاتا ہی اُسکے ساتھ بہت سا مال و زر نظر آتا ہی فولاد نے کاروانیونکو آگھیرا قندز نے مزاحم ہوا ایک چور نے اُسکا مقابلہ کیا قندز نے ایک گرز ایسا اُسکے سر پر مارا کہ کان کی راہ سے مغز کا گودا نکلگیا ایک ہی ضرب مین گرز کا مغز دماغ کا ڈھل گیا پھر تو مین خورد عمل پڑا فولاد خود قندز کے سامنے آیا امیر اپنے لشکر پر جلایا امیر نے پہونچکر فولاد کی کمر مین ہاتھ ڈالکے بانون کا بنے تنکا کا کر ایک دے ایسی اُسکے مرکب کو ماری کہ گھوڑا پچاس قدم بس جا پڑا گیا اور فولاد امیر کے ہاتھ مین رہا امیر نے اُسکو سرنگون کرکے زمین پر دے مارا چاہا تھا کہ

اٹھکر بھاگے قندرز نے ایک گرز جو مارا سر اُسکا زمین مین پست ہو گیا امیر نے قندرز سے کہا کہ پھر کبھی ایسا کام نکرنا کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو تیرا یار ہوتا بے جواب لیے کسی کافر کو نہ مارنا چاہیے چند روز کے بعد شہر خرستہ مین پہونچکر ایک سرا مین اُترکے عیش و عشرت کرنے لگے ایام زندگی کمال اطمینان سے گذرنے لگے کاروان سالار پنجم حصہ اپنے مال کا امیر کے سامنے لایا کہ حسب وعدہ یہ حاضر ہے امیر نے وہ مال کثیر اُسی کو معاف کیا ہر چند اُسنے منت و سماجت کی امیر نے کچھ نہ لیا اور فقرا کو اسقدر مال اپنے پاس سے خیرات کیا کہ ہر ایک غنی ہو گیا رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ فتح نوش کو بھی پہونچی کہ ایک شخص نو وارد کاروان سرا مین بیٹھا ہوا ایسی داد و دہش کر رہا ہے رابعہ بلاس پوش فتح نوش نے بھی سُنا اُسنے اپنے دلمین کہا کہ بارہا مجھسے نجومیون نے کہا ہے کہ حمزہ خود اس شہر مین آکر تیرے ساتھ شادی کریگا شاید یہ شخص حمزہ ہو لونڈیون سے کہا کہ دیکھو تو کون شخص ایسا آیا ہے کہ سخاوت مین گویا حاتم پر لات مار رہا ہے فقیر دوڑ دوڑ چلو لوٹ مچ رہی ہے لونڈیون نے سرا مین جاکر امیر کی صورت جو دیکھی آپسمین کہنے لگین کہ ملکہ کے پاس جو تصویر ہے اُن سے کتنی شباہت ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصویر خواہ مخواہ اسی جوان کی ہے بعضون نے جاکر ملکہ سے کہا کہ ملکہ صاحب ایک شخص ایسا وارد ہوا ہے کہ جسکی تصویر آپکے پاس ہے وہی شخص داد و دہش کر رہا ہے اسقدر خیرات کی ہے اور اتنی دولت دی ہے کہ شہر بھر کے فقرا مالدار ہو گیا زر و زمین قارون کے برابر ہو گیا بلاس پوش بہت دلمین مسرور ہوئی فضلا اُسیدن نسائی نامے خلف شاہ فرنگ با لشکر بیشمار آکے شہر کو تاراج و رعیت کو ستانے لگا یہ خبر فتح نوش کو پہونچی اُسنے رعیت کو قلعہ اندر لیکے دروازہ قلعہ کا بند کرا دیا شہ شہ یہ شور و غل امیر کے کانون تک بھی پہونچا امیر نے وہان کے باشندون سے پوچھا کہ آخر سبب نزاع کا کیا ہے یہ کیسا شور و ہنگامہ ہے کیا ماجرا ہے دقفکارون نے کہا کہ شاہ فرنگ نے اس لیے دختر بادشاہ طلب کی تھی بادشاہ کو تو کچھ عذر نہ تھا مگر دختر شاہ نے قبول نہین کیا اسواسطے وہ چڑھ آیا ہے اُسکے تاراج کرنے کیواسطے اپنا لشکر لایا ہے اکثر محلے شہر کے تو تاراج کر چکا ہے اب قصد قلعہ کے اندر جانیکا کرتا ہے سیکڑون تو نگرون کو محتاج کر چکا ہے امیر نے یہ کیفیت سنکر قندرز سے کہا کہ لشکر پر زین رکھو اور اُن کافرونکو یہانسے دور کرو قندرز نے حسب ارشاد امیر لشکر کو تیار کر کے سلاح امیر کے آگے رکھدیے سب ہتھیار اونکے حوالے کیے امیر سلاح بدن پر لگا کے لشکر پر سوار ہوے اور لڑنے پر تیار ہوے اور قندرز کو ساتھ لیکر شاہ دروازے پر گئے کوتوال سے کہا دروازہ کھولدے کہ مین باہر جاؤن ذرا اس محنصہ کو دیکھون کوتوال نے کہا کہ آپ دیکھتے ہین آشوب کیسا ہو رہا ہے یہ وقت شہر سے باہر جانیکا نہین ہے رجوع قدم اُٹھانیکا نہین ہے ہر چند امیر نے اصرار کیا لیکن کوتوال نے دروازہ نہ کھولا قندرز نے جھلا کر ایک گرز جو کوتوال کو مارا سر اسکا پست ہو کر بھیجا ناک کی راہ سے نکل آیا ایسا زخم کاری کھایا امیر نے کہا کہ ظالم اس عجز و ضعیف کو کیون مارا قندرز بولا کہ اُسنے دروازہ کیون نہ کھولا یہ خبر فتح نوش کو پہونچی کہ وہ مسافر جو کئی دن سے سرا مین خیرات کیا کرتا تھا شاہزادہ فرنگ سے لڑنیکو جاتا ہے اپنی شجاعت و جوانمردی دکھاتا ہے فتح نوش امیدوار ہوے کہ میرے پاس آیا و کہا کہ او عزیز مسافر غریب الوطن ہو کے یکہ و تنہا اتنی فوج کثیر سے لڑنیکو کیون جاتا ہے ایسی محنت شاقہ کیون اُٹھاتا ہے میرا تو کہنا ہے کہ حق نمک ادا کرتا ہے نہ کبھی

کی ملاقات ہو کہ پاس ملاقات دشمنگیر ہو پس تو اپنی جان عزیز کیلئے گنواتا ہی مفت مین اپنے کو بلا مین پھنساتا ہی اور اگر یہی ارادہ ہو تو مین اپنی فوج کو اگرچہ غنیم کے مقابلہ مین بہت قلیل ہی اور یہی وجہ میرے قلعہ بند ہونیکی ہی تیرے ساتھ کر دون جہانتک ممکن ہو تیری مدد کرون امیر نے کہا کہ فوج کی کوئی ضرورت نہین ہی آپ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کے تماشا دیکھیے ہم گاہ غنیم شکست اٹھا کر بھاگے اُسوقت قلعہ سے نکلکر اُسکا مال و اسباب تاراج کیجیے دشمنو کا سب مال آپ کو لیجیے فتح نوش نے مجبور ہو کر کہا کہ اچھا اگر یہی مرضی ہی تو مین ناچار ہون جو آپ فرماتے ہین مین ناچار ہون امیر مع قندر زرنگار مین آئے جسقدر فوج تھی اُسکے پرے جمائے یہ خبر دختر فتح نوش کو بھی پہونچی ایک بلندی پر چڑھ کے سر کے بال کھولکر زبان دعا ئین مانگنے لگی کہ بار الٰہا اس جوان کو اپنی پناہ مین رکھنا کہ مبادا لڑنیکو جاتا ہی غیر شخص کیواسطے ایسی مصیبت اُٹھاتا ہی اور دوڑ مین لگا کے امیر کی لڑائی کا تماشا دیکھنے لگی فرنگیون نے جانا کہ یہ دونون آدمی صلح کا پیغام دینے کو آتے ہین خیتیا گا ایک سوار کو بھیجا کہ اُنسے دریافت کر آؤ کہ کس ارادے پر اسطرف آتے ہین کیا کچھ پیام ہمارے پاس لاتے ہین اُسنے جو امیر سے پوچھا کہ مزاج ہمارا پوچھتا ہی کہ آپکا ارادہ کیا ہی کیون تم آتے ہو کہنے کو بھیجا قندر بولا کہ میرا کیا ارادہ ہی اگر مرد ہی تو میرے سامنے آ میدان مین آکر اپنی بہادری دکھا فرنگی سوار بولا کہ چیونٹی کو بھی پر لگے یہ کہکر قند پر کچ چلائی قندر نے اُسکی مزیکے رد کر کے ایک ایسا گرز مارا کہ وہ فرنگی مع مرکب زمین مین پست ہو گیا نسائی نے یہ حال دیکھکر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ ان دونون کو پکڑ لاؤ اُنکے پکڑنے مین دیر نہ لگاؤ قندر نے اُسکو بھی اُسکے پاس بھیجدیا تھوڑی دیر کے عرصہ مین چالیس پہلوان فرنگی قندر کے ہاتھ سے بیگئے فرنگی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ دونون آدمی نہین ہین بلا شبہہ یہ قوم جنات سے ہین یا بلائے آسمانی ہمپر نازل ہوئی ہم کسیطرح سے انکے ہاتھ سے نجات نہ پائینگے سیدھے ملک عدم کو جائینگے شاہ خرسنہ اُس کیفیت کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور وزیر سے پوچھا کہ یہ دونون شخص کون ہین اور کہانسے آئے ہین وزیر نے جواب دیا کہ مفصل بیان کر کہ کس ملک سے تشریف لاتے ہین وزیر نے کہا کہ ایک قافلہ ہو اگر دونکا سرا مین آکر اُترا ہی شاید اُنھین کے ساتھ یہ بھی ہین بادشاہ نے فرمایا قافلہ سالار کو حاضر کرو کہ مین اُس سے ملاقات کرون اُسکے حال سے مطلع ہون ہرکارہ قافلہ سالار حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا سچ بتا دے یہ دونون جوان کون ہین اور بیمثل پہلوان کون ہین اُسنے تمام کیفیت آنیکے راہ کی بیان کر کے عرض کی کہ یہ جو گھوڑے پر سوار ہی حمزہ کا بھائی ہی اور وہ جو پیادہ ہی اُسکے ہمراہ ہی اُنکے حال سے مستدر بندہ تو آگاہ ہی بادشاہ نے کہا کہ قیاس کہتا ہی کہ یہی حمزہ ہی کیونکہ یہ شجاعت و ہمت سوا حمزہ کے کسنے پائی ہی جسکی بہادری کی قائل ساری خدائی ہی حیف ہی کہ اتنے دنتے میرے شہر مین وارد تھا اور مجھکو کم و کیف اُسکا مطلق معلوم نہوا نہین تو مین اُسکی مہمانداری کو تا ہر طرح سے خاطرداری کرتا بہر حال یا زندہ صحبت یا باقی الغرض جب چالیس پہلوان فرنگ قندر کے بھیجے ہوئے جہنم کو گئے نشان بردار فوج فرنگ غیظ مین آکر خود قندر کے سامنے آیا اُسنے لڑنیکے لیے قدم بڑھایا قندر نے اُسپر بھی وار کیا اُسنے گرز پکڑ لیا اور چھیننے لگا قندر نے امیر کو پکارا کہ بھائی سعد شامی جلد اعانت کرو نہین تو گرز ہاتھ سے جاتا ہی یہ کا فر مجھپر قابو پاتا ہی امیر نے

اس زور سے نعرہ کیا کہ تمام دشت کانپ گیا اور سواران فرنگ ہیبت سے گھوڑوں کے نیچے آرہے گڑھوں میں جا رہے اور گھوڑے خالی کاٹھی جنگل کیطرف بھاگے اور لشکر فرنگ کے نشان بردار کا ہاتھ ڈھیلا ہو گیا قندز نے کر اپنا اُسکے ہاتھ سے کھینچ لیا ایسا زور کیا نشان بردار نے کچ میانسے لیکر قندز پر وار کیا امیر نے قندز کو پیچھے ہٹا کے ایک وار تلوا کا ایسا مارا کہ نشان بردار کا ہاتھ شانہ سے جدا ہو گیا تمام فوج میں شور و ہنگامہ محشر بپا ہو گیا تب تو نسائی شیرہ فرنگ بھاگا امیر قندز نے چار کوس تک اُسکا پیچھا کر کے ہزارہا فرنگی کو قتل کیا کسی کو بچنے نہ دیا فتح نوش اس مظفر کو دیکھکر حسب قصہ امیر مع فوج قلعہ سے باہر نکلا اور مال و منال فرنگیوں کا خوب لوٹا تمام لشکر اسباب غنیمت پر لوٹا اور کما کہ یہ سب مال سعد شامی کا ہے خبردار سپر کوئی دست انداز نہوئے اس مال متاع کے لینے پر کسی کا ہاتھ دراز نہوئے اور رابعہ پلاد ش نے دروازہ خزانہ کا بہ نیت تصدق امیر کھولدیا روپیہ پیسا بے انتہا محتاجوں کو دیا کوئی فقیر اس شہر میں ایسا نہ تھا کہ امیر نہیں ہو گیا ہر گاہ امیر مظفر و منصور شہر کیطرف پھرے فتح نوش امیر کو لیکر قلعہ میں داخل ہوا شمنوں کی طرف سے طمانیں حاصل ہوا اور مرکب سے اُتر کے قدمبوس ہوا اور جسقدر لوٹ اہل فرنگ کی تھی امیر کے روبرو رکھی امیر نے اُسے گلے سے لگا کر کہا کہ اس متاع کو اپنی فوج پر تقسیم کرو سب لشکر کو بطور انعام مرحمت کرو قندز حیران ہو کر چپ ہو رہا فتح نوش نے بڑے تکلف سے امیر کی دعوت کی اور آپ بھی امیر کے ساتھ شراب کباب نوش کیا قندز کو جو نشہ غالب ہوا فتح نوش سے بلان نامی پہلوان سے کہ تجھ سے کشتی کرے گا امیر نے اشکو منع کیا ایسی گفتگو کر نیسے ڈانٹ دیا القصہ کئی روز خیش رہا فتح نوش نے وزیر سے علیحدہ ہو کر کہا کہ اگر رابعہ مانتی تو اس سے بہتر جفت میسر نہیں ہوتا ہے جاؤ تو اُسکا مزاج تو لو اگر وہ مانے تو میں اس جمعہ کے دن اس عقد کو نکاح کر دوں وزیر نے رابعہ سے جا کر کہا رابعہ نے سر نیچا کر کے کہا جو مرضی بادشاہ کی میں تابعدار ہوں بادشاہ جو ارشاد فرمائینگے اُسکے قبول کرنے میں ناچار ہوں بادشاہ نے سنکر امیر سے مادی کی استدعا کی امیر نے برضا و رغبت قبول کیا اُسی وقت سے شادی کی تیاری ہونیلگی اور نجومیونکو بلا کر ایک روز ٹھہرایا اہل نجوم سے یکدن نیک اس کام کے لیے استفسار فرمایا محفل عقد کے دن امیر نے عمرو کو اپنے دل میں یاد کیا کہ حیف ہے کہ آج عمرو نہیں اگر وہ موجود ہوتا تو نہایت خوشی ہوتا اب عمرو کا حال سُنیئے کہ جسدن سے امیر نے گوہر پر گھوڑا اُٹھایا تھا اشقر اُسکے پیچھے دوڑایا تھا اُسدن سے وہ بھی امیر کی تلاش کو نکلا تھا اور جہاں جہاں خبر امیر کا گذر ہوا تھا وہاں وہ بھی پہونچکر امیر کا حال دریافت کرتا چلا آتا تھا جہاں سراغ پاتا تھا اُسی طرف جاتا تھا جب قندز کے باغ میں پہونچا چوبان نے عند الاستفسار کہا کہ امیر صاحبقران کو تو ہم نہیں جانتے اس نام کے شخص کو تو ہم نہیں پہچانتے مگر ایک شخص سعد شامی نامے برادر حمزہ یہاں آیا تھا چار یہاں کچھ قیام فرمایا تھا چند روز رہ کر ہمارے آقا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خرسنہ کیطرف گیا ہے عمرو سمجھا کہ امیر تھے اسلیئے قدم قدم چلا اور شہر خرسنہ میں آپہونچا خدا کی قدرت دیکھا چاہیے کہ دو ساعت قبل از نکاح فتح نوش کی ڈیوڑھی پر پہونچا اور دربانوں سے کہا کہ جاؤ اپنے بادشاہ سے کہدو کہ سعد شامی نامے میرا غلام بھاگ کر تمھارے پاس آیا ہو

اُسنے اپنے تئین چھپایا ہی ہمکو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو اسمین ہرگز تامل نکرو نہین تو اچھا نہوگا دربانون نے بسطرح بادشاہ سے کہا امیر نے پوچھا کہ اسکی وضع وہیئت ولباس کیا ہی اندازہ کہو ماہی دربانون نے کہا کہ تیرہ گز کا قد ہی اور سرخ بانات سقلاتی کی پائی کی لمبی ٹوپی سر پر ہی اور اُسپر دو پر لگے ہوے ہین ہردم بے ہوا ہلتے ہین اور ہتی قبا گلے مین ہی اور ایک ڈھال حمائل کیے ہوئے ہی کمان چند جا سے بندھی ہوئی دوش پر اور چند تیر بے پر و پیکان کمر مین کاندی ڈھال پشت پر ٹھاہ مین کا سوٹا ہاتھ مین لیے ہوے قبائے نمدنی پر ایک پیراہن سیاہ رنگ ایسا ڈھیلا ڈھالا پہنے ہی کہ بلا مبالغہ اُسکی تہتین مین شیر کا بچہ رہ سکتا ہو اُسکے سامنے کسکی مجال ہی اور کون کوئی بات کہہ سکتا ہی امیر یہ ہیئت سنکر بارگاہ سے نکل آئے سب شخص بڑا تعجب لائے عمرو دوڑکر قدمون پر گر پڑا امیر نے اُسکو سینے سے لگایا بہت التفات فرمایا اور ہاتھ پکڑکے بارگاہ مین لاکر بادشاہ سے ملاقات کروائی انکی عیاری اور چالاکی اور محبت کی سب کیفیت سُنائی بادشاہ نے کہا کہ انکی تعریف تو کیجیے یہ کون ہین امیر نے فرمایا کہ یہ نوشیروان کا مسخرہ ہی عمرو بولا کہ مسخرے تو ہیرو بادشاہ ہوتے ہین بڑے صاحب عزت وجاہ ہوتے ہین مجھ غریب نے یہ رتبہ کہان پایا ساری محفل ہنس پڑی جب قت نکاح کا قریب آیا امیر نے عمرو سے کہا کہ جلد جاکر کسی قاضی کو عقد پڑھنے کیواسطے لاؤ آہستہ ہرگز دیر نہ لگاؤ مگر وہ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو عمرو نے بارگاہ سے نکلکر صورت اپنی تبدیل کی اور سفید براق بانوکی دو گز لمبی ڈاڑھی اپنے چہرے پر لگائی مسواک کی صورت بنائی اور ایک کرتا ایسا ڈھیلا ڈھالا کہ جسکی آستین مین بچہ سیر غلہ رکھ سکے ہنداور بمقدار گنبد ایک عمامہ سر پر باندھا کئی گز کا عصا ہاتھ مین لے کے لنگ کرتا ہوا بارگاہ مین آیا جتنے حاضرین تھے سب امیر و فتح نوش تعظیم و تکریم پیش آئے تمام اہل محفل ایکزبان ہوکر بولے کہ ہمنے آجتک سوا کبھی ایسا مرد بزرگ اس قسم کا نہین دیکھا معلوم نہین کہ حضرت کہان سے اسوقت رونق افروز ہوے کہ ہم سب لوگ آپکی خدمت سے بہرہ اندوز ہوے امیر نے اپنے بالا دست قاضی جی کو بٹھلاکر حکم عقد خوانی کا دیا عمرو نے تعمیل ارشاد کیا اور اس خوش الحانی و قرأت سے خطبہ پڑھا کہ سامعین کو رقت آگئی سب اہل محفل پر ایک حالت وجد چھا گئی بادشاہ نے ہزار درم عمرو کے آگے رکھے عمرو نے کہا کہ مین بغیر پانچہزار دینار کے نہ لونگا وزیر نے کہا کہ اتنا قلیل ہرگز قبول نکرونگا قندز بولا کہ ای مولیٰ صاحب اگر یہ ہزار درم آپکے کام کے نہین ہین تو مجکو عنایت کرو آپکے نزدیک اگر انکی کچھ حقیقت نہین ہی تو مجھی کو دیدو عمرو نے اُسیوقت وہ درم اُٹھاکے اپنی جوتی کے اندر ڈالے اور ایک عصا قندز کو ایسا مارا کہ قندز واویلا کرنے لگا عمرو تو وہانسے غائب ہوگئے قندز چلانے لگا کہ کیا مصائب ہی کبھی تو قاضی صاحب کے ہاتھ مین ملینگے اسکا بدلا ایسا لونگا اور اتنا ذلیل کرونگا کہ زندگی بھر یاد کرینگے بادشاہ نے امیر سے پوچھا کہ آخر شخص کہانسے آیا تھا امیر نے کہا کہ غیب سے آیا تھا اللہ نے اُسکو اپنے بندے کو بھیجا یا تھا پھر قندز نے پوچھا کہ وہ مسخرہ جو آیا تھا معلوم نہین کہ وہ کہان گیا ایسے قاضی کو لایا کہ جسنے بے قصور مجکو عصا مارا میرجسم اب تک درد کرتا ہی ایسا بے تحاشا مارا اگر قاضی نہ مانیگا تو مین اُسی سے سمجھونگا بہت بُرا ہے وہ آدمی عمرو تھوڑی دیر کے

بعد پھر بارگاہ مین آیا اور نیا رنگ لایا کہ قندز کے سر پر سر رکھکر یا تون اور پڑھا کے ایسا ناچا کہ اہل محفل دیکھکر ہنسی کے مارے لوٹ لوٹ گئے اسکی چالاکی اور مسخرگی سے حیرت مین رہے بادشاہ بھی عمرو کی حرکتون سے بہت محظوظ ہوا اور وزیر سے کہنے لگا کہ ایسا بے نظیر آدمی کبھی نہ دیکھا تھا واقعی یہ شخص قسم عیاری مین کامل ہی اسکو ہر طرح کی مہارت حاصل ہی بعد ازان دور ساغر مے نگارنگ چلنے لگا اور ارباب محفل سرمست ہوکر ناچنے لگے ہر شخص بادۂ سرور سے سرشار ہوا رنج و غم دلون سے برکنار ہوا بادشاہ نے بہت سا انعام عمرو کو دیا سب کو بہر صورت خوش کیا اور سات شبانہ روز جشن رہا آٹھوین دن امیر نے عمرو سے کہا کہ تم لشکر مین جاؤ مین بھی چند روز کے بعد آتا ہون کچھ بہانا کی کیفیت اٹھاتا ہون عمرو تو لشکر کیطرف روانہ ہوا امیر محل مین جاکر رات دن رابعہ پاس بیٹھ کے ساتھ عیش کرنے لگے تھوڑے دنون کے بعد محلدار نے حاضر ہوکر امیر کو مژدہ دیا کہ ملکہ صاحبہ حاملہ ہین امیر نے فرمایا کہ جبتک لڑکا پیدا نہو یگا تب تک مین یہین رہونگا کہین جانیکا قصد نہ کرونگا رابعہ بولی کہ اسے شاہی میری بھی یہی خوشی ہی کیونکہ مین نے تمھارے عشق مین ٹاٹ پہنکر دن کاٹے ہین اب تھوڑے دن تو بھلا عیش مین اوقات کٹے خوشی سے دن رات کٹے

جانا امیر کا فتح یار برادر فتح نوش کے ملک مین اور مارنا اژدہے کو اور پیدا ہونا شاہزادہ حلم شیر رومی کا

راویان شیرین سخن و سخنوران داستان کہن اسطرح سخن پرداز ہین کہ فتح یار نامے فتح نوش کا چھوٹا بھائی کہ خرسنہ کے قریب کے سکا بھی ملک تھا اُسنے سنا کہ فتح نوش نے رابعہ کی شادی ایک مسافر کے ساتھ کردی اور یہ بات اُسنے خلاف قاعدہ اپنی قوم کے کی بھائی کو نامہ لکھا کہ مین بھی داماد کی ملاقات کا شائق ہون تھوڑے دنون کیواسطے میرے پاس بھیجدو کہ ہم لوگ بھی اُنکی ملاقات سے حظ اُٹھائین وہ یہان ضرور تشریف لائین فتح نوش نے وہ نامہ امیر کو دکھلایا اُنکے اشتیاق و ملاقات کا حال سنکر سنایا امیر نے کہا کیا مضائقہ ہی مین جاؤنگا اُنکی خاطر سے تکلیف سفر اُٹھاؤنگا چنانچہ دوسرے دن امیر فتح یار کے ملک کیطرف روانہ ہوے جب شہر مین داخل ہوے فتح یار استقبال کرکے امیر کو لیگیا اور بہت سی عزت و تعظیم و توقیر و خاطرداری امیر کی کی امیر کو طلائی کرسی پر بٹھلایا اور باتین کرنے لگا کہ دفعتہً واحدۃً شور و غل کی آواز آئی امیر نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی فتح یار نے کہا کہ اس شہر کے قریب ایک اژدہا رہتا ہی جب وہ سانس چھوڑتا ہی سات کوس تک شعلہ آگ کے مُنھ کا جاتا ہی جو چیز پاتا ہی اُسکو جلاتا ہی اور جب دم کھینچتا ہی تو اس فاصلے تک مین جو چیز ہوتی ہی وہ اُسکے حلق کے اندر جاتی ہی اس شہر پر مدتسے یہ آفت آئی ہی کہ آدمین حیوانات جمادات مویشی نباتات ہوا حیوانات ہو سو آج اُسنے سانس چھوڑی ہی اُسی کا شور و غل شہر مین برپا ہی تمام خلائق تہ و بالا ہی امیر نے کہا حیف ہی آجتک کبھی سکا ذکر فتح نوش نے مجھسے نہین کیا نہین تو تم کا اس بلا کو مین نے دور کیا ہوتا اس اژدہے کا سر بار کے حوالہ کیا ہوتا بہرحال آپ کسیکو میرے ساتھ کردیجیے کہ وہ اُس غار کو مجھے دور سے بتادے اسکے رہنے کی جگہ مجکو دکھادے فتح یار نے کہا کہ مین خود آپکے ہمراہ چلونگا امیر شمشیر بندین کھاکے قندز کو ہمراہ لیکر سوار ہوے اور جانے پر تیار ہوے فتح یار بھی اپنی فوج سمیت امیر کے ساتھ ہوا لیکن ہر ایک ۱۰

اپنے دلمین متحیر و متعجب تھا کہ یکبارگی اژدہے کو مارنیکا ایسی بلا پر مسطرح قابو پائیگا امیر نے جو دیکھا کہ وہ سانس کھینچنے لگا
مرکب سے اُترکر اژدہے کیطرف چلے جب متصل پہونچے خنجر لگا کر دوڑے اور اُسکے گلپھڑون مین خنجر کو رکھکر تا کمر چیر ڈالا اُس
جلالی سے اُسکا دم نکالا اژدہے کے منھ سے بسقدر دھوان نکلا کہ کوسون تک اندھیرا ہوگیا آسمان گویا دھوین کا غبار
ہوگیا جب ہوا دھوین کا غبار اُڑا لیگئی امیر پھر کر فتح یار کے پاس آئے اور کہا کہ الحمد مدروہ موذی مارا گیا فتحیار
نے مع لشکر جا کر دیکھا جہان وہ پڑا تھا وہان آکر دیکھا کہ مثل کوہ کے اژدہا ڈھیر ہوا پڑا ہے فتح یار
نے امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور اس بلا کے دفع ہونے پر شکر کیا اور تمام خلقت امیر کی مدح خوان ہوئی
سبکی طبیعت خوش اور شادمان ہوئی بعد ازان امیر چند روز فتح یار کے پاس رہ کر شہر خرسنہ مین آئے اس عرصہ
مین حمل کی بھی مدت آخر ہوئی اور بساعت سعید فرزند ارجمند پیدا ہوا آسمان نما پیکر کوکب مقصود ہویدا ہوا امیر نے ہمکا
نام علم شیر رومی رکھا فتح نوش نے خزانون کا مُنھ کھلوا دیا جسنے جسقدر چاہا بخزانہ لیا جب چالیس دن کا امیر زادہ ہوا
امیر بارگاہ شاہ اور رابعہ بلاس پوش سے رخصت ہوے اور فرمایا کہ ہرگاہ یہ لڑکا بالغ ہو اُسکو حمزہ کے لشکر مین بھیجدینا
فتح نوش نے امیر سے بسوگند پوچھا کہ سچ کہو تمھارا نام سعد شامی ہے یا حمزہ ہے امیر نے فرمایا کہ فی الحقیقت حمزہ مین ہی
ہون فتح نوش نہایت خوش ہوا اور قند زنغلین بجانے لگا اور فتح سے سبکو سُنانے لگا کہ سچ ہے مجلبسوائے حمزہ کے کسکی
طاقت تھی کہ زیبکرنا الحمد مدکہ مین حلقہ بگوش بھی ہوا تو حمزہ کا ہوا سوائے حمزہ کے دوسرے کی تابعدار ہی مجھے ناگوار تھی
یہ بات مجھپر سخت دشوار تھی لہ العجب نے بھی منکر سجدہ شکر ادا کیا کہ حمزہ میرا شہر ہے جو تمام زمانہ مین نامور ہے القصہ امیر قند زکو
لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے وہان پہر روز لڑائی ہوتی تھی ایک دن دونون لشکرون کی صفین آراستہ ہوئی تھین
کہ امیر مع قند ز لشکر مین داخل ہوے یارمن نے قدمبوس ہوکر لڑائی کی سرگذشت بیان کی امیر نے سب سخن تسلی کا فرمایا
ہر ایک کو گلے سے لگایا اور باآواز بلند پکارا اور قند زکو لڑنیکے واسطے بھیجا الجوش گھوڑے پر سے جست کرکے دولاتین در
ایک چوبرستی قند ز کے سینے مین مار کے گھوڑے کی پیٹھ پر جا رہا قند ز لوٹن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا ہرگاہ سنبھل کر مقابل ہوا
اُسنے پھر وہی حرکت کی غرضکہ شام تک اسیطرح سے الجوش و قند ز کی جنگ رہی جب طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے
اپنے مقام پر گئے دوسرے دن الجوش میدانمین آکے للکارا کہ حمزہ مجکو اپنی بہادری دکھا اگر تو مرد ہے تو تو آپ میرے سامنے
آ بہت پہلوانون کو تو نے زیر کیا ہوا اب تو مجھسے زبر ہو امیر اشقر دیوزاد کو سمجھکا کر اُسکے روبرو گئے اُسنے دو دو امیر
پر کیے امیر کچھ نہ بولے چپکے کھڑے رہے جب اُسنے تیسرے حملے مین لات مارنیکا ارادہ کیا امیر نے اگا پانون پکڑکے
جنج دیا ہرگاہ وہ سست ہوا زمین پر دے مارے سلسلین باندھ لین خوب زور سے ٹنڈیان کسین اور عمرو کے حوالے کیا
قید رکھنے کے لیے آنکلو دیا عمرو نے الجوش سے کہا کہ اُٹھ میرے ساتھ چل وہ بولا اگر طاقت ہو تو مجکو لیجا ذرا اپنی طاقت
دکھا عمرو نے دو تین کوڑے ایسے زور سے کھانے کہ الجوش اُٹھکے دوڑتا ہوا عمرو کے ساتھ ہولیا لوگ ہنسنے لگے امیر

طبل بازگشت بجوا کر شادان و فرحان اپنے خیمے مین داخل ہوے شب کو امیر نے الجوش کو طلب کیا اور فرمایا
لات مارنا اُڑکر الجوش کا امیر کو اور پانون پکڑکر خرچ دینا امیر کا اور گرفتار کرنا الجوش کا

کیا ارادہ ہے اُسنے کہا کہ تابعدار کا ارادہ کیا ہوگا جبتک زندہ ہون غلام ہون امیر نے اُسکو مشرف باسلام کر کے اپنے پہلو مین کرسی مرصع پر بٹھلایا اُسکو سب مین معزز فرمایا اور عمرو نے حلقہ غلامی کا اُسکے کان مین ڈالدیا اُسکو غلامونکے زمرہ مین داخل کیا اور بحکم امیر مجلس جشن برپا کی سب کارگزار ونکو سامان جمع کرنیکی اجازت دی راوی لکھتا ہے کہ مین جشن مین محلی نے حاضر ہو کر بطن تاریخ پری سے تولد فرزندی کی خبر کہا دی امیر نے شادیانے بجانے کا حکم دیا سب کو اُنکے مراتب انعام دیکر خوش کیا اور ایک سن طلا کا طوق جڑاؤ امیر زادے کو پہنایا اور طوق زرین نام رکھکر پرورش کرنیوالون کے سپرد فرمایا اور حفاظت و پرورش کے لیے لوگ مقرر کیے بہت سے روپیہ بطور انعام دیے اور آپ سوار ہوکر یارون سمیت زرنگار مین گئے ایک عادی نے میدان مین آکر للکارا طلبی کی زور شمائل لشکر کو آواز دی استفتا نوش نے مبارز اُسکا مقابلہ کیا اتنے مین جنگل کیطرف سے گرد اُڑی عیارون نے دونون طرف خبر پہونچائی دوطرف کی کیفیت سُنائی کہ شاہزادۂ روم با لشکر جرار آیا ہے بڑی جمعیت اپنے ساتھ لایا ہے اور دونون لشکرونکے سردار وننے ارادہ جنگ کا رکھتا ہے عیار یہ کہہ رہے تھے کہ شاہزادے نے دونون لشکرونکے درمیان اپنے لشکر کی صفونکو قائم کر کے گھوڑا میدان مین کُدایا مال توکل سے برسر مقابلہ آیا اور للکار کیطرف رخ کر کے کہا کہ ای نوشیروان بھیجو کسیکو کہ بیدار دین کی تلوار کا جوہر دیکھے لاو دین کی جرأت اور جوانمردی کی ہمت آکر دیکھے نوشیروان کیطرف سے ایک عادی میدان مین آیا اور گرز تولکر چاہتا تھا کہ شاہزادے کے سر پر مارے شاہزادے نے گرز جھپکن کر زمین پر پھینک دیا اور اُسکے گھوڑے کے زین کے زیر بند مین ہاتھ دیکر مرکب

ورا کب کو اُٹھا لیا اور اس نے ورسے زمین پر ٹیکا کر اکیب مرکب کی ٹڈیاں چور ہوگئیں دونوں لشکر نے بانگ
تحسین و آفرین کی بلند ہوئی زبان عوی دیر تک بند ہوئی راوی لکھتا ہے کہ دوپہر کے عرصہ میں ایک سو کئی پہلوان عادیوں کا
اسیطرح شاہزادے کے ہاتھ سے مارا گیا نوشیروان کے تمام لشکر کا جی چھوٹ گیا لڑنے والوں کا دل خوف سے ٹوٹ گیا دو
ساعت تک شاہزادہ مبارز طلب رہا لیکن فوج کفار سے کوئی اُسکے سامنے نہ آیا تاب مقابلہ کی نہ لایا مجبور لشکر اسلام
کیطرف گھوڑے کی باگ پھیر کر للکار آواز بلند سے پکارا کہ اے عرب تو میں سے جسکو جنگ کا حوصلہ ہو وہ میرے سامنے آوے
اپنی پہلوانی اور سپاہگری دکھاوے فرہاد نے امیر سے اجازت لیکر اپنا ہاتھی ہولا شاہزادے نے پوچھا ہاتھی طویل القامت
پیلنام سبلا کہ گستاخ مارا نہ جائے میرحی گمنامی پر کوئی تاسف نہ کھائے فرہاد بولا کہ میرا نام فرہاد دین لشکر حضور ہے میری
لڑائی کا سب سے نرالا طور ہے شاہزادہ روم نے کہا کہ جس حربہ کا تو مشتاق ہو وہ حربہ کر فرہاد بولا کہ پہلے تیر سے
کرنا پھر دستہ تین ہو تو حربہ کرے تو میں بشرط حیات حربہ کر دکھاؤں کیا مضایقہ روگا شاہزادہ روم نے قبول کر کے
ایک اگنر کا تیر فرہاد پر کیا فرہاد نے تو یا تھی کے چھٹے پر جا کر گرز کو خالی یا مگر کر رہا تھی کی مشک پر جو ہاتھی کا مغز کاٹنے کی راہ سے
لگتی فرہاد کو کر زمین پر آیا ہاتھی بھی سہم کر مر گیا جہانتے فوراً کوچ کر گیا فرہاد نے چاہا کہ شاہزادہ روم کے گھوڑے کو
بولے شاہزادہ گھوڑے سے الگ ہو کر اُسکے سامنے آیا فرہاد دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا اُسے تیار ہوا شاہزادہ پھر کمر
کی پیٹھ پر جا بیٹھا دونوں گرز بکر اڑنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ گرز بازی میں یہ بھی نشان ہے گھوڑے سے کود کر ہاتھی سمیت
فرہاد کو اٹھا لیا اور نعرہ کر کے زمین پر دے مارا اور کہا کہ ابتو جا کر جلد کسی دوسرے کو بھیجے کہ تجھمیں اب طاقت نہیں ہی
لڑنیکی قدرت نہیں ہے راوی لکھتا ہے کہ اگر فرہاد پھرتی کر کے ہاتھی سے جدا نہ ہوتا تو ہاتھی کی طرح سے اُسکی بھی
ہڈی پسلی چور چور ہو جاتی لکھو پڑھی ضرب سے چھوٹ جاتی مگر تو بھی کسیقدر فرہاد کے چوٹ آئی اس ضرب کی جلن سے وہ
اٹھائی دونوں لشکروں میں شور راحست و آفرین کا بلند ہوا امیر نے فرمایا کہ بہتر رستم کو سناتا کہ ہاتھی
سمیت اُٹھا لیتا تھا پھر زمین پر پھینک سناتا اگر اس شاہزادے کو انکھوں سے دیکھا لوگ کہتے کہ جو تین ماہ کے بود
مانند دیدہ بود وہ افسانہ و بیان ہی ہو وہ عیان ہو فرہاد نے امیر سے عرض کی کہ شاہزادے نے کہا تھا کہ جاؤ
کسی کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجے امیر نے ایک دن ٹھہرنے کا اشارہ کیا اُسکے لڑنیکا حکم دیا دن ٹھہرا صبح کو
کی باگ لیکر شاہزادہ روم کے سامنے گیا شاہزادے نے گھوڑے کو آسن سے دبا کر کہا بیٹا ہو کہ مرد
کے زمین سے اُٹھا لیا کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور زمین پر پٹک کے کہا کہ جا اپنے لشکر میں کسی اور کو بھیج سعد عمرو بن
حمر ہو اپنے گھوڑے کو اُٹھا کر شاہزادے سے مقابل ہوا دونوں بانکے مگر مچھ پکڑ کے زور کرنے لگے بہانتک زور کیا دونوں کے
مرکب تا بزانو زمین میں دھنس گئے کئی مرتبہ اسطرح سے پھنس پھنس گئے شاہزادہ روم نے سعد کو چھوڑ کر کہا کہ جاؤ
حمزہ کو بھیجو دیکھوں وہ کیسا زور آور ہی سنتا ہوں کہ بڑا دلیر و دلاور ہی سعد نے آکر پیغام اُس کا

امیر کو دیا اُسکے قصد اور دعوی سے مطلع کیا لندھور نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران یہ شاہزادہ مجکو آپ کی نسل سے معلوم ہوتا ہو اسکے بشرے اور قیافے سے مفہوم ہوتا ہو امیر نے فرمایا کہ اگر میری نسل سے ہوتا تو میرے یار دن سے نہ لڑتا لندھور نے کہا کہ عمرو بھی تو ایسے لڑا تھا اسکو آزمانا منظور ہو گا بارے امیر نے اشکر کو میمنہ میسرہ سواروں کیطرح جولان کیا تجنک نے نوشیروان سے کہا کہ یہ شاہزادہ بلاشک و ریب امیر کی نسل مین سے ہو اکثر امیر کے فرزند ایسے ہی ہوتے ہین باپ بیٹے کی لڑائی کی سیر دیکھیے کہ یہ لڑائی لاجواب ہو گویا معرکہ رستم و سہراب ہو نوشیروان بولا کہ کیا عجب ہو یہ ہنگامہ بڑا غضب ہو القصہ امیر نے اپنے مرکب کو شاہزادے کے مرکب سے ملایا وہ اُسکی مدد پر آیا شاہزادے نے امیر کی کمر پر ہاتھ ڈالا امیر نے بھی شاہزادے کی ڈال کمر تھامی باپ بیٹے مین زور ہونیلگا آخر امیر نے نعرہ کر کے شاہزادہ کو اُٹھا لیا زین سے اونچا کیا چاہتے ہین کہ زمین پر دے مارین کہ ایک آواز غیب سے آئی سروش نے بخنجری سنائی خبردار حمزہ زور سے نہ پٹکنا یہ تیرا بیٹا ہو امیر نے سروش غیبی سنکر آہستہ سے زمین پر چھوڑ کے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہو بولا کہ علم شیر رومی یہ کہکر امیر کے قدمبوس ہوا امیر نے اُسکو سینے سے لگا کر اُسکے مُنہ کے بوسے لیے اور شادیانے بجانے ہوئے لشکر گاہ مین داخل ہوے اُسکے ملنے سے بڑے اطمینان حاصل ہوے اور شاہزادے کا نام رستم بیلتن رکھا شیر صف شکن رکھا اور کہا کہ تمنے بڑی بے ادبی کی میرے یارونکو صف جنگ مین زیر کیا اور میرا بھی مقابلہ کیا شاہزادے نے عرض کی کہ بھائی عمرو نے بھی تو ایسی گستاخی کی تھی مجھسے بھی قصور ہوا یہ اعتبار ان بات مین مجبور ہوا امیر نے سب یارونسے ملوا کر شاہزادے سے عذر کروایا اس سبب سے کہ امیر کا فرزند دلبند ہو ہر شخص بہت محبت سے پیش آیا اور سات شبانہ روز تک جشن کیا آٹھوین دن لشکر کفار سے کوس حربی کی آواز آئی امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا اور میدان مین جاکر اپنے لشکر کی صف بندی کی نوشیروان کے لشکر سے ایک پہلوان عادی میدان مین آکر مبارز طلب ہوا رستم بیلتن امیر سے رخصت ہو کر سامنے گیا تین مرتبہ اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ حریف ایک کا دو ہو گیا راوی لکھتا ہو کہ اسدن رستم بیلتن نے پچاس پہلوان قتل کیے اپنی شمشیر آبدار سے چیدہ چیدہ جوان قتل کیے اور دو ساعت تک میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلب کیا کیا مگر کفار کے لشکر سے کوئی نہ نکلا ناچار ہو کر گھوڑے کی باگ لشکر کفار پر جا اگرا امیر نے یارون سے کہا کہ رستم تنہا فوج کفار مین گھس گیا ہو لوگ بھی اُسکی اعانت کرو ایسی حالت مین اُسکو اکیلا نہ چھوڑو حکم کی دیر تھی پہلوان لشکر امیر شیر درندہ کیصورت لشکر کفار پر جا گرے اور ایسی تاخت و تاراج کی کہ کشتو نسے پشتے باندھ دیے اور بقیۃ السیف سر پر پاؤن رکھکے بھاگے رستم بیلتن چار کوس تک اُنکو بھگا کر مظفر و منصور پھرا اسدن اسقدر لوٹ امیر کے لشکر کے ہاتھ آئی کہ اُٹھا نہ سکتے تھے اپنے خیمہ گاہ تک لیجا نہ سکتے تھے زر و مال ہاتھون سے اُٹھایا چبطے ہو سکا خیمون تک پہونچایا رستم آکر امیر کے قدمبوس ہوا امیر نے اُسکو چھاتی سے لگایا بقیہ اس روز جواہر اُسکے اوپر سے نثار کیا اور جشن مین مصروف ہوے اور کام سے موقوف ہوے نوشیروان نے تجنک سے کہا کہ بڑی شکست فاش ہوئی لشکر کا کل تباہ ہو گیا سب سامان جنگ و جدال خاک سیاہ

ہو گیا اور جو بچے بھی ہیں اُنکا دل چھوٹ گیا اب کیا کیجیے اور کہاں جائیے کونسی تدبیر عمل میں لائیے بختک نے کہا کہ یہانسے شہر خاور بہت نزدیک ہے اور حاکم وہاں کا قیماز شاہ خاوری بڑا بہادر صاحب مردے ہے تمام زمانہ میں اُسکے اخلاق و ہمت کی شہرت ہے اگر آپ اُسکی پناہ میں جاوینگے اور اُسکو سب حال سُنا دینگے تو یقیناً وہ اپنا فخر سمجھیگا آپکا اور بڑا کرے گا نیز مستعد ہو کر آپکی اطاعت میں قدم دھریگا نوشیروان خاور کیطرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبرداروں نے قیماز شاہ خاوری کو خبر دی اُسکے پہونچنے کی اطلاع کی کہ نوشیروان شہنشاہ ہفت اقلیم حمزہ کے ظلم و ستم سے آپکے پاس پناہ لینے کو آیا ہے آپکی تعریف سنکر یہاں رجوع لایا ہے قیماز شاہ بڑے تزک سے سوار ہوا نوشیروان کو استقبال کر کے اپنے مکان پر لیگیا اور تخت پر بٹھلا کے بعد دریافت حال بہت سی دلجمعی کر کے کہا کہ اگر حمزہ یہاں آویگا اپنے کیے کی سزا پاویگا بختک بولا کہ اگر ایسی امید نہ ہوتی تو شاہنشاہ کا ہیکو آپکے آستانے پر آتا اسقدر سفر کی تکلیف اُٹھاتا

روانہ ہونا امیر کا شہر خاور کیطرف نوشیروان کے تعاقب میں اور مسلمان کرنا قیماز شاہ خاوری کو

راوی لکھتا ہے کہ امیر حبشن سے فارغ ہوئے عمرو سے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ نوشیروان کہاں گیا عمرو نے کہا سنتے ہیں کہ قیماز شاہ خاوری کے پاس گیا ہے اور اُسنے بہت سی تشفی کی ہے کمال محبت سے پیش آیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ اگر حمزہ یہاں آویگا تو حمزہ کو باندھکر آپکے حوالہ کر دونگا اُس سے آپکا بدلا اچھی طرح لونگا امیر نے مسکرا دیا کہ ہمارا پیش خیمہ خاور کی طرف روانہ ہو دوسرے دن مع فوج قیماز خاور کیطرف چلے ہر گاہ قریب خاور کے پہونچے قیماز شاہ خاوری کو نامہ لکھکر بھیجا کہ اے قیماز شاہ واضح ہو دے کہ نوشیروان میرا دشمن جانی ہے ایکمرتبہ مجکو اُسنے دغا دیکر ستر آدمی کھائی ہے اور چندیار اُسنے عفو تقصیر چاہا اور مسلمان ہوا اور پھر بت پرستی کی اور کس کس طرحکی میرے ساتھ مخصومت نہیں کی اور کیسی کیسی اذیت نہیں دی مگر ہمیشہ مخذول و منکوب ہا سوائے ذلت اور شکست کے کچھ اُسکو حاصل نہ ہوا اب سنتا ہوں کہ تیرے پاس آ کر پناہ لی ہے تو نے اُسکی حمایت کی ہے لازم ہے کہ میرا نامہ دیکھتے ہی اُسکو مع بختک بدبخت میرے پاس باندھکر بھیجدے والا تجکو تخت کے بدلے تختہ ہابوت نصیب ہوگا پھر نہ کوئی دوست ہوگا نہ قریب ہوگا عمرو نامہ لیکر آستانہ قیماز شاہ پر گیا اور دربانو نے کہا کہ میری اطلاع کرو جلد بادشاہ کو خبر کر دو دربانوں نے قیماز شاہ کو اطلاع دی کہ ایک پیک حمزہ کا نامہ لایا ہے بڑے تزک سے آیا ہے قیماز شاہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا حکم دیا اُسے حاضر کرو عمرو اُسکی بارگاہ میں گیا قیماز شاہ نے نامہ طلب کیا عمرو نے کہا کہ پہلے تعظیم کرو اور شاہ حاضر لا تا نامہ تیرے ہاتھ میں دیا جائیگا جو کچھ امیر نے فرمایا ہے وہی عمل میں آویگا جانتا نہیں کہ یہ نامہ شاہ مردان تاج بخش خاہان حلقہ نگین دارگوش کیوان نشان سنہ آزادے آتشبار حیدر کشندہ شیر خونخوار کشندہ طلسمات کشندہ دیوان قاف ظلمات پہلوان جہاں صاحبقران مان لازال قاف کوہ چک سلیمان ابو العلا امیر حمزہ بن عبد المطلب سردار عربستان کا ہے ایسے صاحب شکت و شان کا نامہ قیماز شاہ کو کچھ چارہ سوا سوائے اسکے کہ زر و جواہر بہر اتبا نامہ منگوائے اور نامہ کی تعظیم کو اُٹھکر نسے لگائے ہر گاہ اس کو عظمت سے

عمرو نے نامہ قیماز شاہ کے ہاتھ مین دیا قیماز شاہ نے پڑھکر نامہ کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ مجکو لکھا ہی کہ اگر نوشیروان و بختک کو باندھکر میرے حضور مین حاضر نکرے گا تو تخت تیرا الٹ جائیگا تابوت ہوگا مین حمزہ کا کہنا بعد از مین ہون اور نہ اس سے ڈرتا ہون کہ اُسکے حکم کی تعمیل کرون نوشیروان اور بختک کو قید کرکے تمسے دون عمرو نے کہا کہ ای قیماز شاہ کیا کرون سخت مجبور ہون کہ صاحبقران کا حکم نہین ہے نہین تو جیسا تو نے نامہ کو پھاڑا تھا ویسا ہی تیرا پیٹ پھاڑتا قیماز شاہ نے اپنے غلامون سے کہ دست بستہ کھڑے تھے کہا کہ اس بیہودے زبان دراز کو پکڑلو ہرگز جانے نہ دو چار طرف سے غلامون نے عمرو کو پکڑ لیا سب نے متفق ہوکر محاصرہ کیا عمرو نے خنجر فولادی کمر سے کھینچکر کتنے غلامونکو بذریعہ اطاعت قیماز شاہ سے آزاد کیا بہت سے غلامونکا برق شمشیر سے خرمن ہستی برباد کیا اور قیماز شاہ کے سر پر ہوا مارکے تاج اُتار لیا اسکو اسطرح سے ذلیل کیا اور وہانسے چلتا ہوا ہر چند لوگ اسکے پکڑنیکو دوڑے مگر عمرو کب ہاتھ آتا تھا اُسپر کوئی سب قابو پاتا تھا پر اُسکی گردن مین چھونہ سکتی تھی بجلی بھی اُسکو چھو نہ سکتی تھی بختک نے قیماز شاہ سے کہا کہ حضور اس سپاہ بیچارے واقف نہین ہین یہ وہ بلا ہے بدہو کہ چشم احول نے اُسکا ثانی نہین دیکھا کسی نے ایسا چالاک علامۂ زمانی نہین دیکھا اس سے تمام شہریار وشاہ بید کے مانند کانپتے اور الامان مانگتے ہین اپنی جانمی پناہ ہر آن مانگتے ہین آپنے دیکھا کہ کیا حرکت نالائم کرکے اتنی جمعیت مین سے نکلگیا قیماز شاہ بولا کہ دیر آئے درست آئے تم دیکھوگے کہ مین اس سے اور اسکے مدحب سے کیا سلوک کرتا ہون اسکے خون سے اپنی تلوار کو بھرتا ہون المختصر عمرو نے آکر امیر سے تمام ماجرا بیان کیا دوسرے دن قیماز شاہ کوس حربی بجاتا ہوا مع میدانین نکلا امیر نے بھی اپنے لشکر کا پرا اُسکے مقابل مین باندھا پہلے سب سے خورشید خاوری عفریتہ قیماز شاہ کو اپنے روبرو پہلوانان روزگار کو ذرہ کے برابر بھی نہ سمجھتی تھی شجاعت اور دلاوری مین کسیکو دنیا مین اپنا ہمسر سمجھتی تھی اور نیزہ بازی مین فی المثل تھی ہر فن مین بے بدل تھی میدان مین آکر للکارتی بڑھتے بکار اور غرور سے آواز ماری کہ او پہلوانو جسکو میرے نیزہ کی انی اپنے سینے مین چبھوانی ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی مردانگی دکھاوے شیر مارنامے پہلوان شیرانی قوم امیر سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے آیا میدان مین آکر نیزہ کو چمکایا خورشید خاوری نے گھوڑیکر کاوہ دیکر ایک نیزہ مارا حیدر مارنے توخالی دیا مگر وہ نیزہ اُسکے گھوڑے کے نگاہ گھوڑا گر پڑا فی الفور دوسرا نیزہ مارکے شیر مار کو زخمی کیا نیزہ سے زخم کاری پاکر عمرو بن امیہ ضمری نے ڈھکر شیر مار کو اٹھالیا بالقصہ چند پہلوان ایک ساعت کے عرصہ مین اُسکے ہاتھون زخمی ہوے رستم سلیتن کو غیظ سے تاب نہ رہی کہ اور کوئی اُس سے مقابلہ کرے برق آسا اُسکے سر پر پہونچا خورشید خاوری نے شاہزادے پر بھی نیزہ چلایا اُسنے بھی سر پر اُچھایا شاہزادے نے نیزہ اُسکا پکڑلیا ہر چند اُسنے زور کیا چھڑا نہ سکی شاہزادہ نے نیزہ چھینکر زہر اُسکی فی پر دور کیا اور اُسکے نیزے کی ڈانڈ مار کے گھوڑے سے اُسکو گرا دیا اور مرکب سے کود کر سر پر جا باندھنے کا قصد کیا معلوم ہوا کہ عورت ہی گود مین اُٹھاکر امیر کے پاس لے آیا اُسکو سب شخصونکو دکھایا امیر نے اُس سے پوچھا کہ ای عورت تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی تو نے کیونکر کیا کام ہی بولی قیماز شاہ کی بہن ہون اور خورشید خاوری میرا نام ہی امیر نے حکم کیا کہ اسلور رستم کی ماں کے پاس جو بچا دو اُسکے حوالے کردو

خورشید خاوری تو والدہ رستم کے پاس محل میں بھیجی گئی ادھر قیمار شاہ کے بھائی سے رستم سلیتن کا مقابلہ ہوا رستم نے اسکو بھی باندھا اور فوج کفار کو للکارا کہ ای نامرد عورتو کو لڑوا کر تماشا دیکھتے ہو اگر نشہ مردی ہو تو خود آکر مقابلہ کرو اس میدان میں آکر قدم دھرو نیم تن خاوری پدر قیمار شاہ خاوری نے میدان میں آکر شاہزادے پر گرز چلایا اسکے مارے پر ہاتھ اٹھایا شاہزادے نے اگر سمیت اسکا ہاتھ پکڑ لیا ایک گھونسا اسکی گردن پر ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گھوڑے پر سے میدان میں گرا شاہزادے نے اسکو باندھکر عمرو کے حوالے کیا اسکو بھی انھوں کو دیا ہومان خاوری خورشید خاوری کا بڑا بھائی جو شاہزادے سے لڑنے آیا ہاتھوں ہاتھ باندھا گیا قیمار شاہ نے کہا کہ حمزہ کے فرزند کے برابر بھی شجاع نہ دیکھا نہ سنا میدان میں آیا ہے یہ زور اللہ کی طرف سے اسنے پایا ہے ایک سلعت میں چند پہلوانان قوی بازو کو بآسانی تمام باندھ لیا کیسے پہلوانوں کو زیر کیا معلوم ہوا کہ بڑی نیک ساعت سے آج میدان میں آیا ہے تب تو اسنے سب کو قابو پایا ہے آج اس سے لڑنا چاہیے اسکے ہاتھ سے بچا رہنا چاہیے یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اپنے خیمہ میں آیا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لڑائی کی محنت سے آرام پائے امیر نے رستم کو گلے سے لگا کر بہت سا زر و جواہر نثار کیا اسکے شکر یہ سلامتی میں بہت کچھ دیا اور محفل عیش میں نیم تن خاوری دیومان خاوری کو طلب کرکے کہا کہ اب کیا ارادہ ہے تمھارا دل کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ جبتک قیمار شاہ حاضر نہ ہوے اور اسلام قبول نہ کرے تب تک ہمکو معاف رکھئے امیر نے ان دونوں کو معدی کرب کے سپرد کیا انکی حوالات میں دیا اور خود جشن میں مصروف ہوے خورشید خاوری سے پوچھا بھیجا کہ رستم سلیتن سے تجکو عقد کرنا منظور ہے اس سے تیری طبیعت میسر رہی اسنے جواب دیا کہ جو طالع میرے کہ ایسا بنیظیر شوہر پاؤں اسکی ملاقات سے عذر نہ کروں گی اٹھاون امیر نے بساعت سعید رستم کا عقد خورشید خاوری سے کر دیا اور جشن شادی میں مصروف ہوے رستم سات دن تک قبلہ روے محل میں رہا آٹھویں دن کوس حربی کی آواز سنکر معلسر سے باہر آیا سلاح حرب پہنے میدان میں نکلا یا امیر میدان میں جاکر صف آرائی کی قیمار شاہ نے گھوڑا میدان میں نکالکر آواز دی کہ اے عرب زادے میرے سامنے آ میں تجکو لڑائی کے ہنر تعلیم کروں تو فن جنگ سے ناواقف ہے آ تو تجکو طرز لڑائی کے سکھاؤں رستم نے اپنے مرکب کو جولان کیا قیمار شاہ خاوری نے اٹھ سو منی گرز بقوت تمام شاہزادے پر مارا شاہزادہ نے گرز کو ڈھال پر روک کے بچگیا مگر مرکب جی ہوا شاہزادے نے گھوڑے سے کود کے اپنی تلوار قیمار شاہ کے مرکب کے لگائی کہ چاروں پاؤں اسکے قلم ہو گئے تلوار زمین پر آئی پھر دونوں دوسرے گھوڑے پر سوار ہو لڑنے لگے رستم نے شاہزادے کو اس زور سے قیمار شاہ پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو ریزہ ہو جاتا کہ اسکے صدمے سے نجات پانا قیمار شاہ کے بھائیوں نے بھی ہتھیار باندھکر بولا کہ اے فرزند حمزہ اسی زور و قوت پر مجھسے لڑنے آیا ہے اسی طاقت پر بیزور و تیر سے میں تمام جہان اپنے باپ کو بھیجدے کر وہ مجھسے بڑے رستم بولا کہ تو نے میرا کیا کیا میرے باپکو بلاتا ہے بلا تکلیف بیٹھا رہ ابھی تو میں تیرے باپ کو زندہ و سلامت ہوں جب مجھسے مرونگا تب میرے باپکو تکلیف دیجیو اسنے لڑائی کا ارادہ کیا یہ نصف النہار تک دونوں سے گرز بازی ہوئی بعد ازاں شمشیر بازی کی نوبت ہوئی جب تلواریں آوہ ہو گئیں پھر سنبھالے شام تک

ایسے لڑے کہ پور پور نیزونکی جدا ہوگئی سب دیکھنے والونکی روح فنا ہوگئی قیمار شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دوسرے دن پھر میدان آراستہ ہوئی بایکدیگر تیغ آزمائی ہوئی لندھور امیر سے خصومت بیکار قیمار شاہ کے مقابل ہوا قیمار شاہ نے لندھور پر گرز مارا لندھور نے نیزا رشست اُسکو دور کے قیمار شاہ پر ایک کیا قیمار شاہ بولا کہ ای لندھور سچ ہی دور کے ڈھول بڑے سہانے ہوتے ہین جیسا تیرا آوازہ سنا تھا ویسا مجکو نہ پایا مجھپر تو ایک خم بھی کاری نہ آیا لندھور نے کہا کہ ای قیمار شاہ یہی گرز مین نے ایک مرتبہ سارندیپ کے برج پر مارا تھا کہ برج و بنیاد قائم نہ رہی تھی مگر مین نہین کہہ سکتا کہ تیرا بدن فولاد کا ہے یا کہ کا ہے یہ معاملہ بڑا حیرت افزا ہے یہ کہکر شام تک دونون بہادر ایسے لڑے کہ ہر بار صدائے آفرین دونون لشکرونسے بلند ہوتی تھی نقارچیون نے تاریکی دیکھکر طبل بازگشت بجائے دونون بہادر اپنے اپنے خیمونکو پھرے نیچے اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نے رستم دستان لندھور سے پوچھا کہ قیمار شاہ کو کیسا پایا عرض کی دیو آدمی کے اگر پہلوان ہو تو قیمار شاہ ہے اُسکی حربے ضرب سے خدا کی پناہ ہے دوسرے دن پھر دونون لشکر میدان مین صف آراستہ ہوئے بہتیرے نے عزم میدان کا نہین کیا تھا کہ ناگاہ ایک جوان چالیس گز کا قد دریائے آہن مین غرق جنگل کیطرف سے آکر دونون لشکرونکے درمیان مین کھڑا ہوا کے فوج کفار کیطرف دیکھکر پکارا شیرونکی طرح للکارا کہ ہے نوشیروان کسی بہادر کو میرے مقابلے کیواسطے بھیجو نوشیروان نے ایک عادی کو بھیجا اُس سوار نے عادی کو اٹھاکے اس زور سے زمین پر پٹکا کہ کوئی ہڈی اُسکی سلامت نہ رہی اٹھ کھڑے ہونیکی طاقت نہ رہی دوسرے عادی نے مقابلہ کیا اُسکا بھی وہی حال ہوا پھر تو کسی کی جرات نہ ہوئی کہ اُسکے سامنے آوے اُسپر کوئی حربہ چلاوے ایک ساعت تک اُسنے انتظار کر کے لشکر اسلام کیطرف رخ کیا اور آواز دی کہ ہے عرب و عجم مین سے جسکو حوصلہ جنگ کا ہو وہ میرے سامنے آوے میدان قتال سے سرخرو ہو کر جاوے سرکوب نہ کہ امیر سے مخصوص لیکر اُس سے مقابل ہوا میدان جنگ مین آکر مقابل ہوا سرکوب کو بھی اُسنے اٹھاکر زمین پر دے مارا پھر چھوڑ کر اُس سے کہا کہ جا تو جا اور کسی کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے امیر نے سرکوب سے پوچھا کہ یہ جوان کیسا ہے سرکوب نے کہا کہ یا صاحبقران کیسا بتاؤن ایک آفت ناگہانی ہے بہادری اور جرات اور فن سپاہ گری مین لاثانی ہے قندز سرشبان امیر سے اجازت لیکے اُسکے سامنے گیا اُس سوار جنگی نے قندز کو الگ بغل گھوڑے سے اٹھاکے زمین پر چھوڑ دیا کسی حربہ سے اُسکو مجروح نہ کیا اور کہا کہ تو جا اور اب اور کسی کو بھیجدے قندز نے آکر امیر سے عرض حال کیا امیر نے فرمایا کہ مجکو شکل و شباہت سے تیرا بیٹا معلوم ہوتا ہے قندز بولا کہ اگر حقیقت مین یہ میرا بیٹا ہے تو مین اسکو جیتا نہ چھوڑونگا اس لعین کا مگر سے تو دونگا کہ مجکو دیکھکر لشکرونکے روبرو ذلیل و خوار کیا سب کے نزدیک بے اعتبار کیا اسمین رستم پلتین نے اس صحرائی سوار سے جاکر مقابلہ کیا اُسنے چھوٹتے ہی شاہزادے کی بیچ کمر مین ہاتھ ڈالا اور جہانتک قوت تھی اُٹھا زور کیا مگر شاہزادے کو سمبل بھی نہ ہلی رستم پلتین نے ہاتھ اُسکی کمر مین ڈالکے ایک نعرہ کر کے اُسکو تا سر زمین سے اُٹھا لیا اور کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور زمین پر سب چھوڑ دیا اور پوچھا کہ سچ کہو تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور کہان تیرا مقام ہے بولا کہ نام میرا شیان طائفی ہے

قندز سرشبان کا بیٹا ہون شاہزادہ اُسکے لیکے امیر کیخدمت مین آیا اُنکے قدمبوس کیواہا اوحال بیان کیا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا بہت پیار فرمایا اور طبل بازگشت بجوا کے اپنے خیمے مین داخل ہوے اور شبان طالقی کو حمزہ کو چک خطاب دیکے اپنے بیٹے عمرو کی کرسی پر بٹھلایا سب کی نظر مین اُسکا رتبہ بڑھایا اور سات دن تک اُسکے لیے جشن کیا اُسکی خوشی مین مستحفظون کو بہت سا انعام دیا آٹھوین دن پھر دونون لشکر صف آرا ہوے عرصۂ جدال مین تیغ آزما ہوے شبان طالقی نے قیماز شاہ کیساتھ دن بھر جنگ رہی لیکن کوئی کسی پر غالب نہ ہوا شام کو اپنے اپنے خیمے مین گئے صبحکو پھر صف آرا ہوے قیماز شاہ میدان مین آکر للکارا کہ حمزہ تو ہے کہان ہے مقابلہ کیواسطے بھیجتا ہے مجھکو شرم نہین آتی ہے اور تیری سپاہ شکست پر شکست کھاتی ہے امیر نے اشقر کو اسطرح برق آسا حرکت کرکا لاکہ حریف کی آنکھ نہین چکا چوندھ آگئی سب پہلوندھیری جھاگئی قیماز شاہ نے بکمال قوت امیر پر گرز مارا امیر نے اُسکو اپنے گرز پر روکے آپ بھی گرز کا اُسپر وار کیا اُسنے اپنے سر پر روکا گرز چار ون پاؤن اُسکے گھوڑے کے ٹوٹ گئے اور ہر عضو سے عرق ٹپکنے لگا قیماز شاہ نے مرکب سے کود کر چاہا کہ اشقر کو بھی پکڑے امیر جب اشقر کی پیٹھ سے جدا ہوکر اُسکے سامنے ہوے نصف النہار تک گرز بازی ہوئی پھر تلوارین چلنے لگین اسمین بھی مطلب حاصل نہوا قیماز کا کوئی ڈھب حاصل نہوا قیماز شاہ امیر کی تعریف کرنے لگا امیر نے کہا کہ سلاح بازی تو ہوچکی ایک بات باقی ہی قیماز شاہ بولا وہ کیا ہی اُسے بیان فرمائیے مجھکو سنائیے امیر نے کہا کہ تو میری کمر پکڑ کے زور کر اور مین تیری کمر پکڑ کے زور کرون جسکا لنگر اُٹھ جائے وہ دوسرے کی اطاعت اُسکی تابعداری سے نادم زیست نہ پھرے قیماز شاہ نے قبول کرکے کہا کہ حمزہ اس شرط مین تو بہت چوکا حقیقت مین تو نے بہت خطا کی یہ بڑی بلا تو نے اپنے سر پر لی یکمر امیر کی کمر مین ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اُسکا کمربند تھاما جانتک قوت تھی قیماز شاہ نے صرف کی لیکن امیر کا لنگر اُٹھا نہ سکا تب تو سخت مجبور ہوا سب غرور کافور ہوا امیر سے کہنے لگا کہ مجھ مین جتنا زور تھا مین نے صرف کیا اب تمھاری باری ہی اب تم زور آزمائی کرو میری کمر پر ہاتھ دھرو امیر نے نعرہ کرکے اُسکو سر تک لیجاکر سات چرخ دیے اور زمین پر پھینک کر مشکین کسکر عمرو کے حوالے کیا اور شادیانے بجاتے ہوے خیمہ گاہ کو پھرے اور حکم کیا کہ خاوریون کو لاؤ سبکو میرے سامنے بلاؤ عمرو نے حاضر کیا امیر نے قیماز شاہ سے کہا کہ مین شرط تجھے جیتا اور تو ہار اب اسلام قبول کر اُسنے کہا کہ آپ اگر مجھکو قتل کیجیے تو قبول ہی لیکن مسلمان ہونا قبول نہین ہی اپنے باپ دادہ کا کوئی مذہب ترک کرے یہ ہمارے خاندان کا معمول نہین ہی امیر نے طیش کھاکے لند ھور معدی کرب سے کہا کہ اسکو گرز مار کر ہلاک کرو اس کافر کو جہنم بھیجو دونون پہلوان گرز اُسکو مارنے لگے مگر اُسکو مطلق خبر نہوئی امیر نے یہ حال دیکھکر کمال تاسف کیا کہ ایسا قوی پہلوان مفت ہاتھ سے جاتا ہی افسوس کہ میرا کہنا عمل مین نہین لاتا ہی فرمایا کہ اسکو معدیکرب کے سپرد کرو قیماز شاہ بولا کہ کب تک قید رکھوگے مجھے قید کرکے کیا کروگے امیر نے کہا کہ جیتک تو جیتا رہیگا قید سے چھوڑونگا تیرے ستانے سے

امیر حمزہ کا قیماز کو زیر کرنا اور اسیر کرکے حوالہ عمر کرنا

مُنھ نہ موڑونگا ہمین قیماز شاہ نے امیر سے کہا کہ مین پیاسا ہون امیر نے شربت بنوا کر صحیفہ ابراہیم پر دم کرکے اُسکو پلوایا شربت کا پیتا تھا کہ اُسکا دل سفگلیں بدم ہوگیا اُسکو حق ہونا دین اسلام کا معلوم ہوگیا امیر سے کہنے لگا کہ آپ مجکو قتل کیون نہین کرتے امیر نے کہا کہ مجکو افسوس آتا ہی تیرے حال پر میرا دل بہت کھپتا ہی کہ تجھسا قوی ہیکل دلاور و جوانمرد مارا جائے اپنا نیک و بد تیرے خیال مین نہ آوے قیماز شاہ ہنسا اور بولا کہ حمزہ مجکو یقین جو تو بڑا بہادر قدردان ہی بندگان خدا کے حال پر بڑا مہربان ہی بہرحال مجکو تیری اطاعت منظور ہی تیرے قول سے انحراف کرنا دانائی سے دور ہی کہا کہتا ہی امیر نے کہا دین ابراہیم قبول کرو اسیدم مع پدر و فرزند و برادر مشرف باسلام ہوا امیر نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا کیا اور اسکو خلعت جمشید پہنا کر اپنے برابر کرسی پر بٹھلایا اور جشن جمشیدی برپا کیا سامان عیش سب مہیا کیا نوشیروان نے بخنگ سے کہا کہ ایمان بھر نا اپنے پاؤن مین آپ کلہاڑی مار رہا ہی کوئی دم مین قید ہو جاوینگے پھر تمام عمر میدانے ہی نہ پاوینگے میدانے کسیطرف کو چلا جاہیے مگے ہاتھ سے بچا چاہیے بخنگ نے کہا کہ میدانے شہر کیومرث نزدیک ہی وہان کا بادشاہ کیومرث نیز وہان ہی اور اسا قوی و مشکل ہی کہ ہمیشہ جنگ و جدل سے قیماز شاہ بھاگ جایا کرتا تھا اپنی جان اُس سے بچایا کرتا تھا اُسکے پاس چلیے اگر حمزہ دین (یا تو جاہیے کہ قتل) اُسکی لے آئی اُسکی تقدیر بر نے اسکو یہ مصیبت دکھائی نوشیروان اُسیدم مع بخنگ وہانسے بھاگا چند روز کے عرصہ مین متصل شہر کے پہونچا کیومرث شاہ نوشیروان کی خبر سنکر استقبال کیو اسطے شہر سے نکلا

اور بکمال عزت و توقیر نوشیروان کو لیجا کر اپنی بارگاہ میں تخت پر بٹھلایا بہت اخلاق سے پیش آیا اور احوال دریافت کرکے کہا کہ اگر حمزہ یہاں آیا تو آپ جان لیجیے کہ اسکی موت اسکو لے آئی نوشیروان اسکی تقریر سے بہت خوش ہوا اور حمزہ کا انتظار کرنے لگا امیر چند روز خاور زمین دلکو توسیر و شکار اور شب کو عیش و عشرت میں مصروف رہتے یکدن سر محفل عمرو سے پوچھا کہ اب نوشیروان نے کس سے جاکر پناہ لی ہے کہنے لگا اسکی حمایت کی عمرو نے عرض کی کہ کیومرث شاہ نیزہ باز کے پاس گیا ہے اُسنے بہت سی خاطر داری کرکے اقرار کیا ہے اسکو اپنی حمایت پر بھروسا دلایا ہے کہ حمزہ اگر یہاں آیا تو میں نے اپنے نہنگ نیزہ کا طعمہ اسکو بنایا امیر نے تبسم کرکے کہا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسطرف کو روانہ کیا جائے کہ اُسکو بھی برق شمشیر تابعدار کریں اگر اسلام قبول نکرے تو خوب ساذلیل اور خوار کریں رستم پہلوان نے عرض کی کہ خورشید خاوری حاملہ ہے اُسکے لیے کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ اُسکے ماں باپ کے سپرد کردو اور تم پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہو رستم پہلوان نے خورشید خاوری کو اُسکے گھر میں بھیجدیا اُنکے سپرد کیا اور آپ پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہوا دوسرے دن امیر نے بھی کوچ کیا سب اپنے لشکر کو ساتھ لیا قیماز شاہ اپنے بھائی بیٹوں سمیت ہمراہ رکاب ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب امیر نے شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر خیمہ ڈالا عیاروں نے کیومرث کو خبر دی جلد دوڑکے اطلاع کی کہ حمزہ فوج جرار لیکر شہر کے خیمہ زن ہوا ہے مستعد جنگ و جدال ہر ایک صف شکن ہوا ہے کیومرث نے نوشیروان سے کہا کہ طبل جنگ بجوایئے اور آپ بھی اپنا لشکر صف آرا فرمایئے امیر نے سنا کہ کیومرث لشکر لیکر میدان میں آیا اپنی فوج کا رستم پہلوان پر جا ملا امیر بھی مسلح ہوکر مع سپاہ زرنگار روانہ ہوئے کیومرث نے دیکھا کہ ایک گرد تیرہ و تیرہ خیزہ اٹھی ہر کاہ گرد کے گریبان کو مقراض بادنے چاک کیا نشان معدی کرب کا نمودار ہوا گویا درفش کاویانی پدیدار ہوا نشان کے نیچے دیکھا کہ ایک جوان بڑا ہی طویل القامت و قوی الجثہ گھوڑے پر سوار ہے جسکے چہرے سے بڑی مطوت و ہیبت آشکار ہے اور پنتالیس پہلوان اُسکے گھوڑے کے گرد ہیں اور پیچھے اُسکے چودہ ہزار سوار زرہ پوش ہیں اسعد رستم دستان اسفندیار کے ہر ایک کا تن و توش ہے کیومرث نے نوشیروان سے پوچھا کہ یہی حمزہ ہے جسکی شجاعت کا تم نے ذکر کیا تھا نوشیروان نے کہا کہ حمزہ کی فوج کا ہراول ہے عمرو معدی کرب اسکا نام ہے اسکی بہادری زبان زد ہر خاص و عام ہے اور پنتالیس پہلوان جو اُسکے گھوڑے کے گرد ہیں سب اُسکے برادر حقیقی ہیں بعد زمان ایک جوان بہت سا باقی کے حلقہ میں باقی پر سوار ایک بیس پچیس برس کا اُسکے سر پر گلے زرہ سونی کرنے ہاتھ میں لیے پیدا ہوا اس شان و شوکت سے کہ زمین ہلتی ہوا تھا کیومرث نے پوچھا کہ یہ حمزہ ہے تک کہا کہ حمزہ کی سواری ابھی بہت دور ہے یہ سند کا شہزادہ ہے اسعد رستم کا فرزند ارجمند گرد پیرہ ہزار زرہ پوش کا بادشاہ ہے پہلوان بڑا صاحب صولت و جاہ ہے بعد اسکے دیکھا کہ ایک جوان [illegible] ظاہر ہوئے کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تک کہا کہ یہ دونوں شاہزادے یونان کے ہیں [illegible] کا نام استفتا نوش اور دوسرے کا نام [illegible] ہے پیچھے دو پہلوان اور [illegible] بتایا کہ یہ [illegible]

ہین بچرسات بھائی زابلی بڑے زرق برق سے دکھائی دیے کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہین نجتک نے کہا کہ یہ ساتون بھائی حلب کے شاہزادے ہین بعد اُسکے شیر مار شیر پانی اکلا نجتک نے بتایا کہ یہ شروان کا شاہزادہ اور لوشیروان کا سالا ہی انکا سامان سب سے نرالا ہی بعد ازان متقال شاہ مصری اور ریحان شاہ اور پیر فرخاری اور قندز سرشبان اور سرکوب ترک شاہزادہ ترکستان بعد اسکے سرپرہ تمشی و دیوانہ تمشی شاہزادگان تبتیں اور اُنکے بعد الجوبش نوذگری قامت و سعد زرین کہ جسکے چہرہ کی چمک سے آفتاب شرمندہ نقاب ابر اپنے مُنہ پر ڈالے اپنے اپنے لشکر سمیت برآمد ہوئے نجتک نے ہر ایکا نام و نشان بتلا کر کہا کہ یہ سب سے پیچھے طوق زرین جو گلے مین ڈالے ہوئے ہی پیر حمزہ ہی اسکی بہادری کا بیان از بس محال ہی اسکی تعریف مین زبان ناطقہ سر بگریبان ہی الغرض بسیط اسے جو پہلوان مثل بمثل آتا جاتا تھا نجتک کیومرث کو اُنکا نام و نشان بتاتا تھا ہرگاہ رستم یلیمن سعد بن عمرو کی سواری نمودار ہوئی دیکھا کہ دو پہلوان قوی ہیکل حسین دو تخوت پر سوار ہین جنکے حسن و جمال پر چودھوان کا چاند گمان کرے سر پر سایہ ہی جسمین طرح طرح کا جواہرات بیش قیمت لگا یا ہوا اور کئی ہزار پہلوان زرہ بکتر چار آئینہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار تختون کے گرد ہین نجتک سے پوچھا کہ یہ کون ہین بولا کہ ایک تخت پر رستم یلیمن نامے حمزہ کا بیٹا ہی اور دوسرے تخت پر سعد بن عمرو حمزہ کا پوتا لشکر اسلام کا بادشاہ ہی بعد ازان فیجاز شاہ خاوری نکلا اور آواز دو رباش کی بلند ہوئی جسکی فوج و لشکر کی کثرت سے ہوا کی راہ بھی بند ہوئی پوچھا کہ یہ کون ہی اُسنے کہا کہ پہلے جو نمودار ہوا ہی وہ فیجاز شاہ خاوری ہی اسکی طبیعت مین بڑی جرأت اور دلاوری ہی اور پیچھے اُسکے سواری کے ساتھ ہزار ہزار غلام زرین قبا و زرین کلاہ گھوڑے پر سوار صدائے دورباش بلند کیے چلے آتے ہین آدمیونکو راہ سے ہٹاتے ہین یہ شاہ عیاران عیار حلقہ قلعہ شکن بگوش شہریاران دزدگار شاطر بے بدل رنگ قلعہ گیر بے جنگ خواجہ حمزہ بن امیہ ضمری فرعیاران عیار حمزہ ہی بعد تخلص طلسمات سے سردار و سرآمد سرداران حمزہ ہی بعد ازان علم اژدہا پیکر کی آواز آئی جسکے سننے سے سبکے دلمین ایک ہیبت سمائی کیومرث نے نجتک سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہی نجتک نے کہا کہ یہ آواز حمزہ کے نشان کی ہی معلوم ہوا کہ حمزہ آتا ہی اسکی وہ نشان شوکت ہی کہ جس سے کوہ قاف تھراتا ہی کیومرث نے پوچھا کہ یہ نشان کسنے بنایا ہی یہ روایت بے مثل کہان سے اسکے ہاتھ آیا ہی نجتک نے کہا کہ بزرجمہر نے اسکو تیار کیا ہی یہ طلسم اُسی نے اُسکو دیا ہی کیومرث نے بزرجمہر سے کہا کہ میرے واسطے بھی ایک نشان ایسا بنا دو میرے لیے بھی ایک ایسا ہی علم تیار کرو بزرجمہر بولے کہ جب حمزہ پر فتحیاب ہوگے تب یہ نشان تمھارے واسطے بنا دونگا ہمکو ارشاد کی تعمیل کرو یہ کہکا یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نشان اژدھا پیکر نمود ہوا اور اُسکے سائے مین خورشید عالم حمزہ نامدار افسر دیوزاد پر سوار نمودار ہوئے اور پچاس ہزار غلام زرین قبا زرین کلاہ ترکی تاتاری جنکی چنچی شامی سومی مصری بلخی بخاری ہندی تاتاری آشامی جلبی نگی امیر کے گھوڑے کے گرد جلو ریز تھے کیومرث شاہ نے نجتک سے کہا کہ مین نہ جانتا تھا کہ حمزہ کے ساتھ ایسی جمعیت ہی اسکو ایسا مقدر تقویت ہی ناظرین بے کلف امیر کی تعریف کرنے لگے القصہ جب

امیر کے لشکر کی صف بندی ہوئی کیومرث نیزہ ہاتھ میں لیکر نکلا اور آواز بلند کہنے لگا کہ اے قوم عرب جسکے سر پر قضا کھیلتی ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی دلاوری دکھاوے قیماز شاہ نے تسلیم کرکے امیر سے عرض کی اگر حکم ہو تو آپکے اقبال سے کیومرث کو باندھ لاؤں اُسکے مقابلے کو جاؤں امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے حوالے کیا اللہ کی حفاظت میں تم کو دیا قیماز شاہ جو کیومرث کے سامنے آیا کیومرث نے کہا کہ او نادان مجھکو کیا حماقت نے لیا ہے تو نے کیا ذلت کا کام کیا ہے کہ تو بھی حلقہ بگوشان حمزہ میں محسوب ہوا قیماز شاہ بولا کہ مجھ سے بہتر بہتر حمزہ کی حلقہ بگوشی میں در آئے ہیں اُسکی سرکار سے بڑے بڑے منصب پائے ہیں اور تو بھی اسجکل میں حلقہ اطاعت حمزہ اپنے کان میں ڈالیگا وہ یہ سب تیرا شور و غوغا گھبراتا کا ہیکو ہے کیومرث نے پرہمان کر کہا کہ مجھکو کون حلقہ بگوش کر سکتا ہے کون ایسا ہے جو میرے سامنے دم بہادری کا بھر سکتا ہے چل حربہ کر قیماز شاہ نے کہا کہ اسلام کا دستور پیشدستی کا نہیں تجکو جو حربہ کرنا ہو سو کر کیومرث نے گھوڑیکو کاوہ مارا ایک اور نیزہ کیا قیماز شاہ نے پیچ دیکر اپنی دست میں اُسکے نیزہ کو لیا مگر انی نیزے کی قیماز شاہ کے بائو میں کسی قدر چھو گئی چونکہ سنان نیزہ کی زہر ہلاہل میں بجھی ہوئی تھی قیماز شاہ سوزش سے بیتاب ہو کر اپنے لشکر کیطرف پھر گیا اور خیمہ میں آتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے نوشدارو کی پٹی اسکے زخم پر باندھی اور کیومرث سے آکر مقابل ہوا کیومرث اسکی ہیئت کذائی دیکھ کر بولا کہ اے مسخرے تجکو کیا غلط نے گھیرا ہے کہ میرے سامنے آیا ہے معلوم ہوا کہ ملک الموت تجکو میرے سامنے لایا ہے اگر آیا تو محفل میں آتا کہ محظوظ کرکے انعام لیجاتا یہاں سوا مار دھاڑ کے اور کیا پائیگا مفت میں اپنی جان سے مارا جائیگا عمرو نے کہا کہ اگر آپ جیتے بچے تو محفلیں بھی حاضر ہونگی آپکی خدمتگاری کرونگا یہ کیسی عیاری کرونگا اور اسوقت بھی مقدور بھر مجھسے کوتاہی نہوگی کیومرث نے ہنسکر کہا کہ دیوانہ ہوا ہے جا دوسرے کو بھیج میرے سامنے سے عمرو بولا کہ آپنے میرا کیا بنا لیا ہے کہ دوسرا بنا لیجیے گا تب تو کیومرث کو غیظ آیا نیزے کو گردان کر عمرو پر چلایا عمرو نے کاغذ کی ڈھال منھ پر رکھکے ایک جست ایسی کی کہ اسکے سر پر پہونچا اور سر دے سونٹا اسکے سر پر مارا کہ وہ تیورا کر گرا اور لگے ہاتھوں دوسرا سونٹا اُسکے ہاتھ پر مارا کہ نیزہ اُسکے ہاتھ سے گرا عمرو نے جلدی سے لپک کر نیزہ اٹھا لیا چونکہ اُسکے نیزے میں بہت جواہرات بیش قیمت جڑے تھے اسلیے اُسکو اپنے قبضے میں کیا کیومرث بولا کہ امیر نیزہ میرے حوالے کر اب میں تجھسے نہ لڑونگا پھر کبھی تیرا مقابلہ کرونگا عمرو بولا کہ معلوم ہوا تو مجھسے واقف نہیں ورنہ بھلا آدمی جو چیز کر زمین پر گرے اُسکا مالک نہیں ہوتا چند کیومرث نے دم دلاسا دیا لیکن کچھ مفید نہ ہوا اُسکا کہنا ہرگز قبول نہ کیا۔ آخر شام کا گھڑیال بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے عمرو نے وہ نیزہ لاکر امیر کی خدمت میں گذرانا امیر نے فرمایا کہ زہر اسکا دور کرکے سعد یمانی کو دو کہ وہ بھی نیزہ باز ہے سب نیزہ بازوں میں ممتاز ہے شب کو یہ عیار نے آنکر نوشیروان سے کہا کہ بادشاہ تصلوان نے اپنی بیٹی کو کہ آج حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی آپکے ساتھ عقد کرنیکے واسطے بھیجا ہے آپکو اپنے پاس بلایا ہے اسکے آنیکے لیے اجازت فرمائیے نوشیروان یہ مژدہ مسرت توام سنکر خوش ہوا دامن عجلہ بر چیدہ

کو اُسکے لانے کیواسطے بھیجا خواجہ نے اُسکو محلسرا مین لاکر داخل کیا اُسکے آنے سے نوشیروان کو بہت سرور حاصل
ہوا راوی کہتا ہو کہ وہ شاہزادی پیشتر سے حمزہ کی تصویر دیکھکر بصد دل و جان مشتاق دیدار حمزہ تھی چند روز کے بعد
ایک شب کو فرصت پاکے لباس شب روی پہنکر حمزہ کے لشکر مین داخل ہوئی اور پشت خیمہ سے ایک پایہ اُکھیڑ
حمزہ کے خیمہ مین گئی دیکھا کہ امیر پیغمبر سوتے ہین دارو سے بیہوشی تھنون مین امیر کے جو دی تو امیر چھینک مار کر بیہوش
ہوگئے امیر کا پٹارہ باندھ کر جسطرف سے گئی تھی اُسی طرف سے نکلکر ایک خندق کے اندر لیگئی اُسکی سطح پر لے چھپا کر
لیگئی راوی امیر کی رفع بیہوشی کرکے اپنے عاشق ہونیکا حال بیان کیا اپنے دل کا راز نہان عیان کیا امیر نے پوچھا کہ
تو کون ہو کہنے لگی میرا نام ماہ رخ ہے بنت شاہ صفوان ہون حسن و جمال مین میرا نظیر کہان ہے اور اب نوشیروان
کی بہت مشتاق ہون امیر نے فرمایا کہ ایک تو میرا غیر جو دوسرے تو شوہر دار عورت کی ایسا گناہ تو مجھسے کبھی نہوگا ایسا فعل ہمارے مذہب
مین حرام ہے بہت بُرا کام ہے ہرچند اُسنے امیر سے عشق انگیز باتین کین مگر امیر نے مطلق اُسکی طرف التفات نکیا اُس کا
کہنا بالکل سماعت نفرمایا جب اُسنے دیکھا کہ امیر اتنے ہی نہین ہین اُسنے دھمکایا کہنے لگی اگر تو مجکو قبول
نکریگا تو حمزہ تین بجکر اڑا دونگی امیر نے فرمایا اگر میری یہی مرضی ہو تو چاہے کیا ہی گرفتاری دی کر نے کچھ نہوگا اسی مکان
مین صبح ہوگئی وہ امیر کو اسی مکان مین چھوڑکے اپنے خیمے مین چلی گئی صبحدم امیر کے لشکر مین غل مچا کہ امیر اپنے خیمے سے
غائب ہین ہر شخص ہر طرف ڈھونڈھنے لگا شاہزادہ یہ خبر سنکر کے لشکر مین بھی پہنچی وہ بھی متعجب ہوئے کیومرث
نوشیروان کے آگے لشکر کی کیفیت کہنے لگا کہ حمزہ پیر بیدرد نہ آخر کو کے خوف سے جان بچا کر بھاگ گیا امر کے سے جی چھپا کر
بھاگ گیا یہ سنکر نقارہ جنگ کا بجوا کر سید نعمان صف آرا ہوا پھر لشکر کا مقابلہ ہوا دونو لشکر اسلام نے لشکر کی چار طرف سے صف
کو قرار دیکر صف آرائی کی لندھور بن سدوان شاہزادے سے رخصت ہوکر کیومرث کے مقابل ہوا کیومرث نے جو
اُسکا وہ دیکھا تو لندھور کے سر پر ایک لندھور نے دھان کے جھٹکے سے سکوہ کیا اپنی چالاکی سے وار اُسکا خالی دیا اور
چابک گزار جھکولے سے اُسکے گھوڑے کی باگ پھیر کر دوسرا وار لندھور پر کرے لندھور نے وار خالی کیا لندھور مجروح ہو اپنے
خیمے مین پہونچا پہونچتے ہی کاری زخم کی شدت سے بیہوش ہوگیا ہوش ہونے سے تھوڑے پٹ ایک پٹی نوشادر کی لندھور کے
زخم پر چڑھا دی کہ اُس سوزش کلیجہ سے اُسکو تسکین ہو فرہاد نے اپنے باپ کو مجروح دیکھکر کیومرث سے مقابلہ
کیا وہ بھی زخمی ہو کر بھیرا اُسکے بعد بہرام کو بھیجا اُسنے بھی اُسکا سامنا کیا وہ بھی مجروح ہوا جو اُسکے مقابل ہوا مجروح ہوا تا دین
شام ہوگئی دونون لشکر کے نقارہ جنگ بجا سب لشکر اپنے اپنے مقام پر آیا نیکبخت وہ خفیہ پھر امیر کے پاس گئی اور خبر دی کہ
آج تمھارے لشکر کے خونے خونے تین پہلوان کیومرث کے ہاتھ سے زخمی ہوئے مجکو بہات کا بڑا ملال ہوا کہ ایسے پہلوانون کا
ایسا حال ہوا امیر نے کہا کہ حیف ہے اسوقت مین تو نے مجکو قید کر رکھا ہے مجھ چھوڑ دے کہ مین کیومرث کو نیزہ بازی مین کمانہ دکھاؤن
اچھی شہر آباد ہے اسکو خبر بہ مرگ چکھاؤن وہ قحبہ بولی کہ جبتک مین کامیاب نہونگی ہرگز ہرگز چھوٹونگی اپنے حصول مقصد سے

کبھی مُنھ نہ موڑونگی امیر نے کہا کہ چھوڑ یا نہ چھوڑ مجھ سے تو ایسی حرکت بیوجہ ہوئی یہ کام خلاف شرع ہے ہرگز نہ کرونگا میدان معصیت مین قدم نہ دھروں کافر ضد کرے وہ خوب بھی اسی مین آخر ہوگئی وہ بدبخت بدستور امیر کو چھوڑ کر اپنے خیمے مین گئی کیمورث پھر میدان مین آکر للکارا بڑے زور سے ایک نعرہ مارا کہ جسکے سر پر قضا کھیلتی ہو وہ میرے سامنے آوے میدان جنگ مین آکر گھوڑا کدا وے سعد یمانی شاہزادے سے رخصت ہو کیمورث کے روبرو گیا کیمورث نے نیزہ اُسپر چلایا اُسکے اوپر ہاتھ اُٹھایا سعد نے رد کیا چار پانچ طعن کے بعد کیمورث نے غافل پاکر سعد کو بھی زخمی کیا اسمین شام ہوگئی دونون لشکر رزمگاہ سے پھرے رات کو پھر وہ فاجرہ امیر کی خدمت مین گئی اور اپنا اشتیاق بصد زاری و نالی بیان کرنے لگی اُسکے پاؤن پر سر دھرنے لگی اتفاقاً عمرو بن امیہ امیر کی تلاش کرتے کرتے اُدھر کو جا نکلا اُس مکارہ کی لشکر اُسکے سامنے گیا وہ عمرو کی صورت دیکھتے ہی جھانسے بھاگی عمرو نے امیر سے پوچھا کہ یہ کون تھا اگر حکم ہو تو مار ڈالون اُسکا بھیجا اُسکے سر سے نکالون امیر نے فرمایا جانے دو مارو یہ عورت ہی اس سے درگذر کرو یہ فاحشہ زوجۂ حال نوشیروان رہ چکی ہے اسکے حال پر بہت مہربان ہے عمرو نے چاہا کہ بند امیر کے کھولے امیر نے خود زور کیا تمام بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے عمرو نے کہا دو روز سے کیون زور کرکے قید سے چھوٹے کیا سبب تھا کہ بند پہلے نہ ٹوٹے امیر نے کہا کہ تمام امر وقت پر موقوف ہین اور خدا کی مرضی یون ہی تھی کہ مجھکو ایک عورت بے حقیقت ہاتھ بھے یکسر غفلت سے باہر آئے اور لشکر خدا کا بجالائے اور سلاح و اشتر کو منگوا کے وہین سے سوار ہو کر رزمگاہ مین گئے یاردن نے امیر کو دیکھ کر شادیانے بجوائے سبکے دلون نے آرام پائے کیمورث نے میدان مین نکلکر باآواز بلند کہا کہ ای عرب میرے خوف سے کہان بھاگ گیا تھا امیر نے مسکرا کر اشتر کو جھکا کر اُسکے مقابل جانے کے فرمایا اُس یاوہ گو حرب کر اُسنے گھوڑے کو دے پر لگا کر امیر کے سر پر نیزہ چلایا امیر نے نیزے کو پکڑ لیا اُسکے ہاتھ کو خوب جھٹکا دیا کیمورث بولا حمزہ اسقدر میرے نیزے کا خوف تیرے دلپر غالب ہوا کہ نیزہ میرا پکڑ لیا یہی بہادری کا کام کیا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ تو چھین کیون نہین لیتا کیمورث نے اپنی قوت بھر زور کیا مگر نیزہ نہ چھین سکا امیر نے ایک جھٹکا دیکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور نہر نیزے کی انی سے دور کرکے کہا کہ اے کیمورث تو نیزہ بازی مین مطلق ناقص ہے فن نیزہ بازی تو ہرگز نہین جانتا سپاہ گری کا طرز کچھ نہین پہچانتا اب مجھسے سیکھ لے یہ کہکر ڈانڈ نیزے کی اُس زور سے ماری کہ کیمورث کو لتو آگیا اُسکی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا اور مرکب سے گرکر مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپنے لگا امیر مرکب سے کود کر اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اور مشکین کسکر عمرو کے حوالے کیا بے دست و پا کرکے عمرو کو دیا نوشیروان نے دیکھا کہ کیمورث گرفتار ہو گیا بتحاشا کہا کہ کیمورث تو گرفتار ہو گیا اب اپنا سوچنا کیا چاہیے اب یہانسے نکلنا چاہیے بتحاشا کہا کہ گیلان کو چلیے شاہ گیلان وہانکا حاکم ہے اور اُسکی ایک بیٹی ہے کہ پری بھی حسن و جمال مین اُس سے لگا نہین کھاتی چشم فلک کو بھی ایسی صورت نظر نہین آتی اور نیزہ بازی اور شمشیر زنی و دگر بازی وغیرہ جتنے فنون سپاہ گری کے

جنگ باہم کرنا امیر حمزہ و کیومرث کا اور گرفتار ہونا کیومرث کا پنجۂ عمرو مین

ہین کوئی اس سے سیکھے لیا مجال ہر کہ کوئی اسکا مقابلہ کرے اور ایسی شجاع اور زور آور کہ بڑے بڑے پہلوانون کو اُسنے زیر کیا ہو نام آور بہادرونکو اُسنے صدمہ دیا ہو حمزہ کی قوت اور سپاہ گری کو اُسکے آگے ہیچ سمجھا چاہیے اُسکی تعریف کس زبان سے کیا چاہیے نوشیروان نے اُسیدم دبانے کو فوج کیا اور شبانہ روز منزل طے کر کے گیلان مین پہونچا اُس شہر رشک گلستان مین پہونچا اور ایک نامہ بمضمون زیادتی حمزہ و شکستہ حالی خود و ستد عاے اعانت شاہ گنجال کو لکھا شاہ گنجال نامہ پڑھکر نوشیروان کو استقبال کر کے اپنی بارگاہ مین لے آیا اور بہت سا اطمینان دلایا اور بڑے اخلاق و مروت سے پیش آیا نوشیروان تو خوش و خرم ہو کر حمزہ کا انتظار کرنیلگا وہان امیر نے کیومرث سے کہا اب کیا ارادہ ہر تمھاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہر کیومرث نے عرض کی اراوہ مسلمان ہونیکا اور تا حیات مستعار آپکی خدمتگزاری کرنیکا ہر تمام عمر قصد تمھاری تابعداری کرنیکا ہر امیر نے اُسیدم اُسکو مشرف باسلام کیا اور بندگاسکے کھولکر خلعت فاخرہ پہنایا اور اپنے پہلو مین طلائی کرسی پر بٹھلایا عمرو نے حلقۂ غلامی اُسکے کان مین پہنایا اُسکو بھی امیر کے حلقہ بگوشون مین داخل کیا بعد تناول طعام جام مے گلرنگ چلنے لگا اور مطربان خوش آہنگ نے تجلس گرمی کیومرث نے ہاتھ باندھکر امیر سے کہا کہ مہیدوار ہون کہ میرے شہر مین تشریف لے چلیے کہ خدمت بجا لاؤن بس شہر بےنظیر کی سیر تمکو دکھلاؤن امیر دوسرے دن اسکی بارگاہ مین گئے اُسنے امیر کو تخت پر بٹھلایا اور آپ دامن گرو ان کے مثل چاکران کمتر خدمتگزاری مین مصروف ہوا اور ہر ایک یار کی خاطرداری ہر طرح کی پاسداری کرنے لگا

روانہ ہونا امیر کا شہر گیلان کیطرف اور مسلمان ہونا شاہ گنجال کا اور شادی کرنا امیر کا گیلی سوار دختر شاہ گنجال سے

راوی لکھتا ہی کہ اُسکے شہر کے متصل مرغزار کثرت سے تھے امیر بقیہ شکار مدت تک وہان رہے دن سیر شکار مین کٹتا تھا اور شب عیش و عشرت مین گذرتی تھی اوقات بڑی راحت سے گذرتی تھی ایک دن عمرو سے پوچھا کہ کچھ نوشیروان کی خبر ہی آپکو بخشک کہان لیگیا عمرو نے کہا کہ گیلان مین شاہ گنجال کے پاس ہی امیر نے فرمایا کہ گیلان کی بھی سیر کیا چاہیے وہان بھی عزو چلا جا ہے اُسیدن پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن امیر چلے چند روز مین شہر گیلان کے متصل خیمہ زن ہوے جاسوسون نے شاہ گنجال کو امیر کے پہونچنے کی خبر دی اُنکے حال سے اطلاع دی نوشیروان نے اُسیدن طبل جنگ بجوایا گیلان و مازندران کا لشکر لیکر میدانمین صف آرا ہوا امیر نے بھی اُسکے مقابل اپنے لشکر کو قائم کیا ہنوز دونون طرف سے کوئی میدانمین نہ نکلا تھا کہ جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی دونون لشکر دیکھنے لگے کہ کون کسکی مدد کو آتا ہی اسقدر لشکر کثیر کوٹ مکس کا اُسکی مدد کے لیے لاتا ہی گرد کا دامن چاک ہوتے ہی ایک سوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے نظر آیا جسکا رعب سبکے دل مین سمایا اور خراسان خراسان میدانمین آکر دونون طرف کے لشکر کو دیکھکر لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا اُسکی ہیبت اور لاوری سے سب کو عجب ہوا فیرفیر وانی امیر سے اجازت لیکر اُس سے مقابل ہوا اُس سوار صحرائی نے پہلے ہی وار مین شیر مار کو نیزہ مار کے گھوڑے سے گرا دیا اُسکو اپنی قوت سے مجروح کیا اور کہا تجھے کیا مارون جا اور کسیکو بھیج تا مازترک نے اُسکا سامنا کیا اُسنے مکرمین ہاتھ ڈالکے تازترک کو زمین پر دے مارا اور کہا کہ جا دوسرے کو بھیج کاوس شیروانی نے جاکر مقابلہ کیا یہی حال کاوس کا بھی ہوا کہ اسہین شام ہوگئی لڑائی تمام ہوگئی کاوس اپنے خیمہ گاہ کیطرف اور وہ سوار جنگل کیطرف پھرا امیر عمرو کو ساتھ لیکر دریافت حال کیواسطے اُسکے پیچھے روانہ ہوے اُس سوار نے ہرچند پکارا پیچھے پھرکے جو دیکھا تو سوائے عمرو کو نظر آئے بہت مستعد جوان پائے جلدی سے ایک باغ مین گھس گیا امیر بھی اُسکے تعاقب باغ مین گئے باغ کو کمال تکلف سے آراستہ پایا نہایت خوشنما باغ نظر آیا ایک گوشے مین کھڑے ہوکر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ سوار مرکب سے اُترکر لب حوض کھڑا ہوا چار طرفسے چوبدار پیادے خدمتگار دوڑے مگر سب عورتین تھین مرد کا وہان نام بھی نہ تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ سوار عورت ہی ناگاہ اُسکی بھی نگاہ امیر پر پڑی خواجہ سرا کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ دونون سوار کون ہین اور نام انکا کیا ہی اور یہان آنے سے کیا مطلب ہی یہانتک آنے کا کیا سبب ہی خواجہ نے امیر سے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اور یہان کیون آئے ہو امیر نے فرمایا کہ حمزہ میرا نام ہی اور یہ رفیق میرا خواجہ عمرو عیار ابن امیہ ضمری کہلاتا ہی اُسکی چالاکی کو کون پاتا ہی مگر اُسی محلی تو کہنیری شاہزادی کا کیا نام ہی وہ بولا کہ میری شاہزادی کو گیلی سوار کہتے ہین یہ کہکر شاہزادی کے پاس دوڑ گیا اور حقیقت حال بیان کی اُسکے حالات سے اطلاع دی شاہزادی نے بارہ دری مین جاکر لباس مردانہ و سلاح اُستار کے پوشاک زنانہ پہنی اور امیر کو استقبال کرکے بارہ دری مین لیجاکر مسند پر بٹھایا اور بہت عزو اکرام امیر کا کیا اور خاصہ امیر کے ساتھ تناول کرکے ساقیان

سیمیں غوکو طلب کیا پہلے جام بلورین مو کلزبک سے بھر کے اپنے ہاتھ سے امیر کو دیا نشہ شراب سے انکو مست کیا بعد ازاں
آپ پیا جب دو چار جام کے پینے کی نوبت پہونچی شاہزادی کو سرور ہوا نقاب چہرے سے اٹھا کر امیر کی گود میں آ بیٹھی سب شرم
وحیا اٹھا بیٹھی امیر نے جو اس ماہ پارہ سے چار آنکھیں کیں ناوک مژگان اس کمان ابرو کا امیر کے جگر میں تا لب
سب معشوق غرق ہو گیا دیا خطبہ عقد کی استدعا کی درخواست نکاح پر ملا کی وہاں قوا دہ موجود ہی تھا اسنے قبول کیا
خواجہ نے فی الفور صیغہ پڑھایا کمال رغبت سے اسکو نکاح میں لایا دونوں نے چھک ٹھک برجاکے داد عیش کی دی
اسکے ساتھ عیش و عشرت کی ناگہ یہ خبر گنجال کو پہونچی فی الفور چار ہزار سوار سے باغ کو آکر گھیر لیا بڑی جمعیت سے
محاصرہ کیا شاہزادی نے امیر سے کہا اگر کہو تو اسکا سر کاٹ لاؤں بھی اسکو ملک عدم میں پہونچاؤں امیر نے کہا کہ لاکھ ہو
پھر تمھارا باپ ہے تمھارا بھائی کبھی اسپر نہ اٹھے گا مگر میں جاتا ہوں اسکو اس جرأت کا مزہ چکھاتا ہوں یہ کہکر باغ کے
باہر آئے گنجال امیر کو دیکھکر بولا کہ او عرب یہ بھی تو نے نوشیروان کی بڑی بہادری کہ زبردستی اپنے عقد میں لایا وہی
غرور اب بھی تیرے دماغ میں سمایا دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہوں تجھسے ان حرکتوں کا کیسے انتقام لیتا ہوں یہ سنکر تلوار کھینچکر امیر
کیطرف دوڑا امیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے کمان ماری کہ گھوڑے پر سے گر پڑا امیر خنجر نکال اسکی چھاتی پر جا بیٹھے
اور کہا کہ خدائے عزوجل کا شریک ہو اور زمین اسپر تنگ ہو اسنے بخوشی تمام امیر کے قول کا اعادہ کیا امیر نے اسکو
چھوڑ دیا وہ اپنی بیٹی کے پاس آیا اور اسکو اپنے مسلمان ہونیکا سب حال سنایا پھر تو تمام اطراف و اکناف میں متشر ہو گئی سب چھوٹے
بڑے کو اس حال کی خبر ہو گئی ایک سیمیں غو سوار کے ساتھ باغ میں آتے تھے کہ زرانگیز نوشیروان جسنے بیژن کو تہ کیا امیر
کو خبر قہر میں تیار کھا تھا لباس شہریاری پہن کے تیر و کمان ہاتھ میں لیکر باغ میں آئی اسکو دیکھکر یہ کیفیت نظر آئی کہ امیر گیلی سوار
کو گود میں لیے سوار ہے میں بات سمجھ اسکے کلیجے پر لوٹ گئی کہا کہ حمزہ نے مجھکو قبول کیا اور گیلی سوار کے ساتھ عقد
کیا مجکو بڑا رنج دیا دو تو ہمید قتل کر کیسطرح اسنے درگذر کیا تھی کہ مار ڈالتا کہ گیلی سوار کی آنکھ کھل گئی
گیلی سوار اسکو دیکھکر چھپر کھٹ پر سے اٹھی وہ سقف بام سے نیچے پہونچی ہر گاہ گیلی سوار کہ تک سے اتری وہ گھوڑے
پر سوار ہو کے چلی ماری ڈر کے اپنی سواری گیلی سوار نے بھی گھوڑے پر سوار ہو کے اسکا پیچھا کیا جب باغ سے نکلکر میدان میں
دونوں پہونچیں وہ قحبہ پھر کر کھڑی ہوئی اور بولی کہ میں باغ سے حمزہ کی دہشت سے بھاگی تجھسے نہیں ڈرتی ہوں اور تیر انجکد کیا
خوف و خطر ہی نہ کہکر ایک تیر گیلی سوار پر چلایا گیلی سوار نے اسکو تلوار سے کاٹا مگر گھوڑا مرگیا اس سے بایا گھوڑا اچھلی کیطرف کو دنیا
کر سر پر آیا گیلی سوار نے رکاب سے رکاب ملا کر ایک ہاتھ ایسا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی ایک ہی ہاتھ میں پھر اسنے
سانس نہ لی دنیا سے سیر ملک عدم کی کی امیر بھی دور سے کھڑے ہوتے تماشا دیکھ رہے تھے جب گیلی سوار نے زرانگیز کو مارا امیر نے پکار کر
کہا کہ اے گیلی سوار یہ تھنے کیا کیا نوشیروان جانیگا کہ حمزہ نے مارا اور صفت میں مجل ہوگا اسلئے بہت منفعل ہوا گیلی سوار بولی کہ
اتبو جو ہونا تھا سو ہو چارہ کیا ہے تقدیر الٰہی میں یونہی لکھا تھا یہ کیا ہے امیر گیلی سوار کو لیکر باغ میں داخل ہوئے اور آرام کیا جسکی نوشیروان

کو خبر ہوئی کہ درانگیز موئی ہوئی میدان مین پڑی ہے بے گور وکفن بیابان مین پڑی ہے عیاروں نے لاش اٹھوا کر منگوائی
اور بہت سا افسوس کے کہنے لگا کہ معلوم ہوا یہ فاجرہ حمزہ کے پاس گئی تھی اُسنے اسکو مارا ہے حیف صد حیف ہے
ہماری ایسی نوبت پہونچی کہ ہماری نقل سے عورت اٹھکر دوسرے مرد کے پاس جاوے اور ہماری عزت اور آبرو کا کچھ
اُسکو خیال نہ آوے اب لوگونکو کیا منہ دکھاؤنگا اس بات سے تو مین بڑی ذلت اٹھاؤنگا یہ کہکر اپنے غلامونسے کہا کہ
بہت دن سلطنت کی اب جی چاہتا ہے کہ ملک بملک سیر کرتے پھیرے وہ بولے کہ ہم فرمانبردار ہین ہر صورت تابعدار ہین
جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے وہی کرینگے جو آپ فرمائینگے نوشیروان نے آدھی رات گئے بہت سا مال جواہر وزر نقد
خرجینون بھر کر ہزار نفر غلام کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر نکلکر ختن کی راہ لی اگر کوئی پوچھتا تو سوداگر اپنے کو بتاتا تھا
پنا حال واقعی سب سے چھپاتا تھا یہان تک شکر مین بھکو غل مچا کہ نوشیروان غائب ہے کسی نے کہا کہ امیر نے مروا ڈالا کوئی بولا کہ
عمرو چرا لیگیا مگر بزرجمہر نے کہا کہ اگر حمزہ مار ڈالتا یا عمرو چرا لیجاتا تو ہزار سوار کیا ہو جاتے نہ نوشیروان زرانگیز کی اس حرکت
سے خجل ہوکر کسیطرف چلا گیا ہرمز تاجدار نے چاروطرف لوگ تلاش کرنیکو بھیجے اور خود مشورہ اہالی و موالی و ارکان دولت
تخت پر بیٹھا سلطنت کا انتظام کرنے لگا نوشیروان کی جگہ سب کام کرنے لگا نوشیروان کا حال سنیے کہ یہ جا بجا اپنے کو
سوداگر بتاتا منزل بمنزل چلا جاتا تھا ہزارون طرح کی تکلیف سفر اٹھاتا تھا اتفاقاً جا سوسون نے شہر بہرام تک راہزنونکو
پہونچائی کہ ایک سوداگر بڑے طمطراق سے ختن کو جاتا ہے بھاری ہزار رہزن ہمراہ لیکر سر راہ ہوئے نوشیروان نے رہزنون
کی خبر پاکر اُسدن اسی مقام پر قیام کیا اپنی حفاظت کا انتظام کیا بہرام نصف شب اسکو مع فوج نوشیروان کے اوپر گرا اکثر
غلام مارے گئے اور تمام مال اسباب غارت ہوا اور نوشیروان کو بھی پکڑ کے لیگیا اپنے مقام پر جا کے پوچھا کہ اے
بوڑھے سچ کہ تو کون ہے اور کہانسے آیا ہے اور کسطرف جاتا ہے نوشیروان نے کہا کہ مین نوشیروان بن قباد ہون
بادشاہ باعدل و داد ہون بہرام نے کہا کہ اے پیرے پیرے جھوٹ کیون بولتا ہے ایسی جھوٹی باتیں پر اپنی زبان
کھولتا ہے کہان نوشیروان اور کہان تو نوشیروان ہفت اقلیم کا بادشاہ ہے وہ بڑا صاحب شوکت و جاہ ہے اسکو
سوداگر پیسے کیا کام ہے یہ کہکے گردنیان دیکر نکالدیا سب اسباب و مال لوٹ کر ایک ایک پیسے کا محتاج کیا نوشیروان لباس
فقیری پہنکر ایکدن کی راہ چار دن مین قطع کرکے ختن مین پہونچا جسنے جو دیکھکر ہر شخص سے پوچھتا تھا کہ اے درویش تیرا کہانسے
آنا ہوا نوشیروان کہتا تھا کہ مین نوشیروان بن قباد ہون پیشہ تجارت اختیار کرکے سیطرف چلا تھا راہ مین بہرام رہزن نے مجکو لوٹ لیا ایسا بے مال و زر کیا جب کچھ نہ رہا مجبور ہوکر فقیری اختیار کی اس ملک کی اولی
سامع اسکو جھوٹا سمجھکر دھکا دیتا تھا ذلت سے نام لیکر پکارتا تھا شہ شدہ بخبر بادشاہ ختن کو پہونچی کہ ایک فقیر اس مرتبہ
وارد ہوا ہے جو کوئی اس سے پوچھتا ہے کہ تو کون ہے تو کہتا ہے کہ مین نوشیروان بن قباد ہون بادشاہ نے اپنے روبرو بلایا جب
نوشیروان اسکے سامنے آیا کیفیت پوچھی اُسنے جس سے بھی یہی کہا جو کہتا تھا بادشاہ کو یقین ہوا حکم دیا اس جھوٹے درویش کو ہماری سرحد

سے نکالدو اس ملک سے اُسکو باہر کردو المختصر جس شہر یا گاؤن مین جاتا تھا اور لوگونسے سچ سچ حال بیان کرتا تھا لوگ اُسے کاذب سمجھکر اُسمقام سے نکالدیتے تھے پھر تے پھرتے آتشکدۂ نمرود پر پہونچا وہان معمول تھا کہ جو مسافر وارد ہووے تین دن اُس کو کھانا ملے چوتھے دن رخصت کردیتے تھے اور اگر کوئی رہا تو اُسکو جنگل سے لکڑی آتشکدہ کے مصرف کیواسطے لانی پڑتی تھی حکم حاکم سے مشقت اُٹھانی پڑتی تھی اس سبب سے تین دن نوشیروان کو کھانا ملا چوتھے دن جو آیا اور کہا کہ اگر لکڑی جنگل سے لاؤ تو کھانا ملیگا اس شرط پر نوشیروان نے کبھی کا میلا لکڑی کاٹی تھی کاپٹ بڑی چیز ہر مجبور جنگل مین گیا اور کسیقدر لکڑی کاٹکر لایا مجبوری سے یہ رنج اُٹھایا داروغہ نے کہا کہ یہ فقیر لکڑی بہت کم لایا ہی اُسی مقدار پر اُسکو کھانا بھی دیا جائے لکڑی کو لایا ہی کھانا بھی کم پائے نوشیروان صبدن بھوکا رہا دوسرے دن جو لکڑی کاٹنے گیا اپنے سے تو نہو سکا اور رونکی کاٹی ہوئی لکڑی مین سے چرا کر اپنے گٹھے مین رکھنے لگا نگہان کسی نے دیکھ لیا سمجھا نے ملکر خوب نوشیروان کی ہڈیان نرم کین اور کہا کہ او فقیر تو چوری کرتا ہی بھاگ کاٹی ہوئی لکڑیان چرا چرا کر اپنے گٹھے مین رکھتا ہی مثل مشہور ہی بانس کے بانس ملاحی کی ملاحی مارا تو مارا لکڑیان بھی اُن لوگون نے چھین لین نوشیروان پہلے دن سے بھی کم لکڑی لایا اُسدن اور بھی کھانا کم پایا الغرض جسقدر لکڑیان جنگل سے کو ٹھکر لاتا تھا اُسیقدر کھانا بھی ملتا تھا اب ذرا نوشیروان کے لشکر کا حال سنیئے ہرمز نے بزرجمہر سے کہا کہ لوگون نے ہر چند تلاش کیا مگر بادشاہ کا سراغ نہ ملا آپ تو رمل سے دریافت کیجئے اُنکے حال سے اطلاع ہو بزرجمہر نے کہا کہ مین پہلے ہی دریافت کرچکا ہون نوشیروان آتشکدۂ نمرود مین ہی اور بڑی تکلیف مین ہی اگر کوئی معین نہ پہونچیگا تو صبح شام مین مرجائیگا پھر اُسکو کوئی زندہ نہ پائیگا ہرمز نے کہا کہ خواجہ تم نوشیروان کو جاکر لے آؤ لازم ہی کہ اتنی مشقت تم اُٹھاؤ بزرجمہر نے کہا کہ میرے یا تمھارے جانے سے کام نہ نکلے گا جبتک حمزہ نجائیگا نوشیروان ہرگز نہ آئیگا ہرمز بولا کہ حمزہ کا ہیکو جائیگا وہ بھلا ایسی محنت کیون اُٹھائیگا بزرجمہر نے کہا کہ اگر تمھاری مان حمزہ کو لکھینگی تو بادشاہ حمزہ جاکر نوشیروان کو لے آئیگا اُنکا کہنا یقین ہی کہ عمل مین لائیگا کہ وہ بیمروت نہین بد اخلاقی اُسکی عادت نہین ہرمز نے جاکر اپنی ماں سے شرح حال بیان کیا مہرانگیز بانو نے ایک خط حمزہ کو اس مضمون کا لکھا کہ اے فرزند سعادت مند اگرچہ مہرنگار کے مرنیسے رشتہ ٹوٹ گیا تمھارا علاقہ ہمسے چھوٹ گیا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ بختک بدذات وبیحیا کے کہنے سے نوشیروان نے سوائے بدی کے تمھارے ساتھ نیکی نہین کی مفسدون کے بہکانے سے ہمیشہ تمھین اذیت دی لیکن چونکہ تمکو خدا نے سعادتمند و اولوالعزم و صاحب مروت و ہمت پیدا کیا ہی بسواسطے لکھتی ہون کہ تم جاکر آتشکدۂ نمرود سے بادشاہ کو لے آؤ اُسکو اس مصیبت سے چھڑاؤ نہین تو ہرمز کا کام تمام ہو جائیگا وہ یہانتک کیونکر آنے پائیگا اور یہ تکلیف بالایطاق جو اُٹھاؤ گے اور اُسکو اُس بلائے جانستان سے چھڑاؤ گے تو لوگ جا بجا نیکی تمھارا چرچا کرینگے اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ اسوقت بادشاہ بڑی مصیبت مین گرفتار ہی دشمنون کے ہاتھ سے سخت مجبور و ناچار ہی امیر نے خط پڑھکر عمرو کو ہرمز چہر کے پاس بھیجا کہ آپ کے

نزدیک بادشاہ کہان ہو اُسکے قیام کا پتہ لگا یئے مفصل و ہاکا حال بیان فرمایئے برزجمہر نے کہا کہ اُنسے کہہ دینا نوشیروان آتشکدہ نمرود مین ہو اگر فوراً جاؤ گے اور جلد پہونچو گے تو نوشیروان کو پاؤ گے نہین تو خدا جانے اُس کا کیا حال ہوگا پھر تم کو بڑا ملال ہوگا

جانا امیر کا آتشکدہ نمرود کیطرف نوشیروان کے لانے کیواسطے اور بعد مرجعت شادی کرنا نوشیرواں کی دوسری بیٹی سے

راوی روایت کرتا ہی کہ امیر پوشاک اُتار تہمد باندھ دلق پہن بساعت سعید نمرود کے آتشکدہ کیطرف روانہ ہوے اثنار راہ مین امیر کو معلوم ہوا کہ بہرام رہزن نے نوشیروان کو لوٹا تھا کمال سنگدلی سے ایسے بادشاہ عالی مکان کو لوٹا تھا لہذا بہرام کے قلعہ کے نیچے جاکر اس زور سے نعرہ مارا کہ قلعہ تھرا گیا جسنے وہ آواز سنی خوف کے مارے گھبرا گیا بہرام گھبراکر ہزار سوار ساتھ لیکے قلعہ سے باہر نکلا امیر کو تنہا دیکھکر گرز گھما کر مارا امیر نے گرز اُسکا چوبدستی سے رد کیا اور وہی لکڑی اُس زور سے ماری کہ بہرام چلدون شانے چیت زمین پر گر پڑا فوراً چھاتی پر چڑھ گئے کہا کہ خداوند ہی اور دین ابراہیم برحق ہی نہین تو ابھی تیری گردن پر خنجر چلاتا ہون تجکو ملک عدم مین پہونچاتا ہون بہرام بولا کہ پہلے آپ اپنا نام بتائیے اپنا مفصل حال بیان فرمایئے پیچھے جو کہنا ہوگا کہونگا جو آپ کہیے گا وہی کرونگا امیر نے فرمایا میرا نام حمزہ ہی بہرام نے حمزہ کا نام سنتے ہی بصدق دل کلمہ پڑھکر اسلام قبول کیا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لیجاکر کئی دن تک دعوت کی پھر طرح سے ساحتدی امیر نے نوشیروان کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ یا امیر نوشیروان کے باب مین میرا ہی قصور ہی مین نے سوداگر سمجھکر اُسکو لوٹا جب اُسنے کہا کہ مین نوشیروان بن قباد ہون مجکو یقین نہ آیا مین اُسکے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ لایا جھوٹا سمجھکر اُسکو بدلت و خواری نکالدیا اُسکو بیدست و پا کیا شاید حشمت کیطرف گیا ہی یہ سنکر امیر عازم خشم ہوے بہرام بھی اکیزار و نیزار کمر مین باندھکر امیر کے ہمراہ ہوا چند روز مین خشم پہونچے پھر ایک سے حلیہ بتا کے پوچھنا شروع کیا لوگون نے کہا کہ فی الحقیقت ایک بوڑھا فقیر اس شہر مین آیا تھا اپنے کو نوشیروان بن قباد بتاتا تھا حاکم نے اس شہر کے اُس کی دروغگوئی پر شہر بدر کردیا اسکے قول پر مطلق اعتماد نہ کیا پھر نہین معلوم کہ وہ کدھر گیا امیر دہرام شہر کے باہر نکلے اثنائے راہ مین دو شخص آپس مین باتین کرتے آتے تھے کسی طرف کو جاتے تھے ایک شخص نے کہا کہ ایسا خبطی فقیر بھی نہین دیکھا کہ اس سن اور اس حالت مین ایسی لن ترانی کی لیتا ہی دوسرا بولا کہ بھائی تعجب کیا ہی کہ وہ راست گو ہو اور گردش فلکی نے یہانتک نوبت پہونچائی ہو برگشتہ بختی سے اُسپر یہ مصیبت آئی ہو امیر نے اُنکی باتین سُنکر اُنسے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہانسے آتے ہو اور یہ کسکا ذکر ہی ذرا ہمسے صاف صاف کہو اُس شخص کے حال سے ہمکو اطلاع دو وہ بولے کہ ہم اہل حرفہ ہین آتشکدہ نمرود سے آتے ہین وہان ایک بوڑھا فقیر کسیطرف سے وارد ہوا ہی اپنے کو نوشیروان بن قباد بتاتا ہی اپنی عالی خاندانی اور سلطنت موروثی کا حال سب کو سناتا ہی لوگ اُسکی دروغگوئی پر اُسکو بھیک بھی نہین دیتے ہین خاکسنی کرتا ہی تو آتشکدہ سے قوت لایموت اُسکو

ملتا ہو اسطرح پر اپنی اوقات بسر کرتا ہو یہ معاملہ اُسپر گزرتا ہو امیر بیشکر آتشکدہ کیطرف روانہ ہوے آتشکدہ مین پہونچے
خادمون نے میر کو دیکھکر کھانا لاکے سامنے رکھا امیر نے مع بہرام کھانا نوش فرمایا دونون شخصون نے ملکر کھانا کھایا
اور وہین بیٹھکر آپس مین دور دراز کی باتین کرنے لگے شام کو خازش لکڑیونکا بوجھ لیکر پہونچے آتشکدہ کے خادم نے ایک ایک روٹی
سبکو دی حسب معمول تقسیم کی سبکے پیچھے نوشیروان بھی تھوڑی سی لکڑیان سر پر رکھے پہونچا آتشکدہ کے خادم نے
لکڑیون کو دیکھکر کہا کہ اے بوڑھے تو لکڑیان تو سب کے برابر لا نہین سکتا سبکی طرح تو مشقت اُٹھا نہین سکتا تجکو ایک روٹی
کیونکر ملیگی ظاہر ہو کہ سب سے کمتر ملیگی یہ کہکر آدھی روٹی نوشیروان کو دی نوشیروان نے آدھی روٹی کو غنیمت
جانا خادم سے لیکر کھا کے ایک گوشے مین بیٹھ رہا کسی سے کچھ نہ کہا امیر نوشیروان کو دیکھکر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ
وتعز من تشاء وتذل من تشاء وہی نوشیروان ہو کہ جسکے دسترخوان پر ہزارون قسم کا کھانا چنا جاتا تھا ہزارون آدمی
بے تکلف کھانا کھاتا تھا آسمین ایک خوان کھانیکا بڑے تکلف سے خادم آتشکدہ نے امیر کیواسطے بھیجا امیر نے بہرام
سے کہا تم جاکر نوشیروان کو بلا لاؤ بہت جلد جاؤ مگر میرا ذکر اُس سے نکرنا اور اُسکو بھی نوشیروان کہکر نہ پکارنا کہنا کہ اے
بوڑھے یہان آکھانا کھا جا بہرام نے حسب الارشاد امیر نوشیروان کو بکارا وہ کھانیکا نام سنتے ہی دوڑکر امیر کے
سامنے آیا کھانیکی للچ سے اپنے تئین جلد جلد سے اُنکے پاس پہونچا امیر نوشیروان کی تعظیم کرکے بے اختیار رونے لگے
اُسکی خستہ حالی دیکھکر زار زار رونے لگے نوشیروان بولا کہ اے جوان صاحب ہمت مجھپر نوازش کرکے روتا کیون ہو امیر نے
کہا کہ آپکی صورت میرے باپ کی صورت سے بہت مشابہ ہو اُس سے محبکو رونا آیا آپکو یاد کرکے میرا دل تاب نہ لایا امیر
نوشیروان کو اپنے پاس بٹھاکر اپنے ہاتھ سے نوالے کھلانے لگے چپکے چپکے آنسو بہانے لگے جب نوشیروان سیر ہوکر کھا چکا
امیر سے پوچھنے لگا کہ اے جوان سچ بتا تو کون ہو اور کہانسے آیا ہو کس مرز و بوم سے تو نے اپنے تئین یہانتک پہونچایا ہو امیر نے
فرمایا کہ سپاہی ہون اور ہمیشہ سفر مین رہتا ہون مگر تو بتا کہ کون ہو اور تیرا کیا نام ہو وہ بولا کہ اے جوان میرے نام سے
تجکو کیا کام ہو اگر راست رپٹ کہونگا تو بھی مار بیٹھیگا اپنے پاس سے دور کریگا امیر نے سوگند یاد کی کہ مین ہرگز تجکو کچھ نہ کہونگا
سچ سچ کہو اور میرطرف سے مطمئن رہو خاطر جمع رکھو مین تمکو کبھی آزردہ نکرونگا بوڑھا بولا کہ مین نوشیروان بن قباد ہون
گردش آسمانی سے اس نوبت کو پہونچا ہون امیر نے کہا کہ تمنے کہانہا جاہ وحشم و ملک و مال چھوڑکر کیون اپنے کو اس خرابی مین
ڈالا اپنے وہانسے اپنے کو نکالا نوشیروان بولا کہ حمزہ نامے ایک عرب کے ظلم سے سلطنت چھوڑکر چندروز سوداگری مین گذرانی
جنگل جنگل کی خاک چھانی ایک دن بہرام نامے رہزن نے لوٹ لیا مجکو مفلس محض کیا وہانسے اصفہان و خیزان یہانتک
پہونچا سچ ہو کہ تدبیر تابع تقدیر ہو امیر نے پوچھا کہ حمزہ نے تیرا کیا ظلم کیا تمکو کسطرح کا رنج دیا نوشیروان بولا کہ پہلے
وہ میرا بعد ارتھا پھر وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا اور بے اجازت میرے اُسکو نکالکر لیگیا اُسکی مفارقت کا داغ میرے
دلمین و کلیجہ مین تنگ سمجھکر اُسکے لیے شہر بشہر گھومتا پھرا امیر نے کہا کہ مین نے سنا ہو وہ تجھسے تخت کا ارادہ نہین کہتا ہو بلکہ

تم ہی اُسکے دشمن ہو ہمیشہ اُسکے قتل کرنیکی فکر مین رہتے ہو اب ہمارے سامنے اگئی بات کہتے ہو نوشیروان بولا کہ اے جوان راست تو یہی ہے کہ وہ کبھی میری جان و حکومت کا خواہان نہین ہوا کبھی طرح میری عزت اور سلطنت کا خواہان نہین ہوا مگر مختک نامے میرا ایک وزیر تھا وہ نالائق بڑا شریر تھا اُس بدبخت نے میرے اور حمزہ کے درمیان عداوت ڈالی اُسکی بدذاتی سے مجھ مین اُنمین دشمنی آئی امیر نے فرمایا کہ اگر مین حمزہ کو باندھکر تمھارے حوالے کردون تو مجھکو کیا دوگے سچ کہو میرے ساتھ کیا سلوک کروگے نوشیروان خوش ہوکر بولا کہ اے فرزند ارجمند لات ومنات کے فضل وکرم سے وہ بھی دن مین دیکھونگا کہ وہ سرکش میرے قابو مین آئیگا میرے ہاتھ سے اپنے کردار کا بدلا پائیگا امیر نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو مین حمزہ کو باندھکر تمھاری خدمت مین حاضر کرونگا اُسکی خاطر سے تمھارا کام تمین کردونگا نوشیروان نے کہا کہ اے جوان اگر حمزہ کو تو مجھے پکڑ دیگا ایسا احسان مجھپر کریگا تو مین اپنی بیٹی مہر افروز سے تیرا عقد کردونگا اور زلیست بھر تیرا ممنون رہونگا امیر بانواع تلطف ومدارا نوشیروان سے پیش آئے اور دوسرے دن سے لکڑیان لانیکو جانے نہ دیا مگر ابھی تک اپنے حال سے آگاہ بھی نہین کیا دونون وقت کھانا اپنے ساتھ کھلانا عزت سے اپنے ساتھ جھلانا جب تین دن میر مہانی کھا چکے اور سب طرحکی راحت اُٹھا چکے چوتھے دن آتشکدہ کے خادم نے حسب دستور امیر وبہرام سے کہا کہ موافق معمول کے تین دن مہانی ہوچکی اب اگر یہان رہنا منظور ہو تو جنگل سے لکڑیان لاؤ سبکے ساتھ جنگل مین جاؤ حسب دستور روٹی پاؤگے بشرطیکہ سب برابر لکڑی لاؤگے امیر مع بہرام ونوشیروان جنگل کیطرف گئے اور ایک درخت کے سائے مین پاؤن پھیلاکے سو رہے اپنے عصا پر تکیہ لگاکر سو رہے جب تھوڑا سا دن باقی رہا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ اے جوان کہتک سویا کریگا مفت مین اپنی اوقات کھویا کریگا دن تھوڑا ہے لکڑی جنگل سے توڑکر آتشکدہ مین پہونچائین اور کچھ کھانا پائین امیر نے کہا کہ تم بھی سو رہو ہم تمھارے حصے کی بھی لکڑیان توڑ دینگے تمھارے بدلے بھی ہمین محنت اُٹھا دینگے امیر تو یہ کہکر سو رہے مگر نوشیروان نے اُٹھکر کچھ لکڑیان ادھر اُدھر سے جمع کین اور دوسرے خارکشتونکی آنکھ بچاکر اُنکے بوجھے مین سے چُراکے اپنے گٹھے مین رکھین امیر نے یہ حرکت نجیب نوشیروان کی دیکھکر فلک کیطرف نگاہ کرکے فرمایا کمال غیرت سے یہ کلمہ زبان پر لایا کہ تیری گردش بادشاہ ہفت کشور سے بھی چوری کراتی ہے تیری ذات سے نئی نئی بات ظاہر ہین آتی ہے امیر یہ کہکر پھر سو رہے جب آفتاب غروب ہونیلگا نوشیروان نے امیر کو جگایا اور کہا کہ اے فرزند تمام دن تینے سو کے کاٹا اب خارکش بوجھا اپنا لے لیکے چلے جاتے ہین تم لکڑیان کب توڑوگے اور چلوگے مین تو ناچار ہوکے تھوڑی سی لکڑی توڑکر رکھی ہے امیر نے کہا کہ تمکو تو منع کیا تھا کہ تم اس محنت سے اپنے کو دور رکھو پھر تمنے کیون محنت کی اپنے تئین تکلیف عبث دی آخر بہرام نے اُٹھکر سوکھے سوکھے درختونکو اُکھیڑ اُکھاڑ زمین پر مارکے توڑ تاڑ بڑے بڑے بوجھے باندھے لکڑہارے دیکھکر کمال متحیر ہوے اور آپسمین کہنے لگے کہ یہ آدمی ہین یا دیو ہین کہ بڑے بڑے درختونکو جڑسے اُکھیڑ ڈالا ایسے درخت کہ جنکو ہین اُنکو تو زمین سے نکالا القصہ ایک بوجھ امیر نے نوشیروان کو دیا اور ایک بوجھ بہرام کے حوالے کیا اور

ایک بوجھ اپنے سر پر رکھکر خار کشو نکے ساتھ آتشکدہ کیطرف چلے تہنے راہ مین دیکھا کہ نوشیروان لکڑیونکے بوجھ سے دبا جاتا ہی بہزار خرابی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہی امیر نے نوشیروان کو بھی بوجھ سمیت اپنے سر پر بٹھا لیا اسکو راہ چلنے کی اذیت سے بھی آرام دیا جب آتشکدہ کے قریب پہونچے نوشیروان کو سر سے اُتار کر بوجھ لکڑیونکے آتشکدہ مین والے یے خادمان آتشکدہ دیکھکر بولے کہ یہی دو آدمی لکڑیان لانے کیواسطے بس ہین دوسرے خارکش کی حاجت نہین ہی اور آدمیونکی کچھ ضرورت نہین ہی یہ کہکر طعام لذیذ کثرت سے امیر و بہرام کیواسطے بھیجا امیر نے مع نوشیروان و بہرام کھانا تناول فرمایا بسکے دونمین آرام آیا شب کو امیر نے نوشیروان سے پوچھا کہ اس آتشکدہ کا خرچ کس سے متعلق ہی اسکا صرف کہانسے آتا ہی مہتمم یہانکا کس سے پاتا ہی نوشیروان بولا کہ اے فرزندیہ خادم جو ہین سب میرے غلام ہین اور خرچ اسکا میری سرکار سے ملتا ہی امیر نے فرمایا کہ تم اپنے کو ظاہر کیون نہین کرتے نوشیروان نے کہا کہ اے فرزند جب مین آیا تھا مین نے اپنا نام بتایا تھا مگر کسی نے باور نہ کیا رہنے تک کا ٹھکانا نہ دیا اور بہقدر خادمون نے مارا کہ سر سے پاؤن تک مین سوجکر کپا ہوگیا امیر نے کہا کہ اگر تم قسم کھاؤ کہ مین پھر کبھی آتش پرستی نکرونگا اور خدا کو و جدود دین ایزد منعم کو برحق جانونگا تو مین ان خادمونکو مار کر آتشکدہ کو خراب کرون اور تمکو تخت پر بٹھلاؤن ان سبکو تمھارا فرمانبردار بناؤن نوشیروان قسمیہ ہوا امیر نے آتشکدہ مین جاکر ایک خادم کو آگ مین ڈالدیا اور بہتیرونکو جہنم واصل کیا اور آتشکدہ کو تہا بہ سمت کر اُسکے گرد و پیش تھے سمار کیا سب آتش پرستونکو ذلیل و خوار کیا لوگون نے امان مانگی امیر نے امان دیکر کہا کہ بدمجوس نہین جانتے تھے کہ نوشیروان شاہنشاہ ہفت اقلیم گردش فلکی سے بھاگ کر یہان آیا ہی بخت کی برگشتگی نے اُسکا یہ حال بنایا ہی تمنے اُس سے خارکشی کروا کے بھی پیٹ بھر کے روٹی نہ دی اپنے مالک و آقا کے ساتھ ایسی بیسلوکی کی سب لکر بادشاہ کے قدمونپر گرے اور عرض کی کہ ہم مطلق نادانف تھے امید وار معافی کے ہین بڑے خدا ہماری تقصیر معاف کیجے اور کدورت سے اپنے دلکو صاف کیجے نوشیروان نے سبکو معاف کیا اور وہانکے تحصیلدار سے خزانہ طلب کر کے لٹانا شروع کیا اور ہر فقیر کو مالدار بنانا شروع کیا اور سامان سلطنت تیار کر کے بڑی دھوم سے شہر ختن مین داخل ہوا امیر کی حمایت سے سبطرح کا اطمینان اُسکو حاصل ہوا وہانکا بادشاہ نوشیروان کے استقبال کیواسطے اپنے دولتخانہ سے نکلا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ اے فرزند ہن بادشاہ نے مجھکو کیا کیا ایذا و ذلت نہین دی ہی کیسی کیسی برائی میرے ساتھ نہین کی ہی اسکو قتل کرو ہرگز اسکو جیتا نچھوڑو شاہ ختن نے امیر کو اپنا شفیع کر کے قصور معاف کروایا اور بہت سا عذر کیا کہ مین نے بیچارا نہ تھا سین قسم کھاتا ہون کہ مین نے ہرگز انکو نوشیروان جانا نہ تھا اور سبب نہ پہچاننے کا یہ ہوا کہ کبھی حضور کی بارگاہ نہ کی تھی یارے بادشاہ نے امیر کی خاطر سے شاہ ختن کا قصور معاف کیا اور امیر سے کہا کہ شاہ ختن کا قصور تمھاری خاطر سے معاف کرتا ہون لیکن تمکو بھی تنہا ملک نہ کرنا ہوگا کہ حمزہ کو گرفتار کر کے میرے حوالے کردینا امیر نے کہا کہ بسر و چشم مین آپکے ارشاد کی تعمیل کرونگا اور حمزہ کی گرفتار مین بہت سی تعجیل کرونگا پھر ان امیر نے فرمایا کہ ہم تم تنہا تمھارے لشکر مین جاوین اور تمھارے لشکر مین دیکھین تو کوئی پہچانتا ہی یا نہین ہمارا کہنا تمھارا نہین

امیر و نوشیروان لشکر کے بازار مین ایک نانبائی کی دوکان پر روٹی مول لیکر کھانیلگے اتفاقاً مقبل مشقر کو پانی پلانے کے لیے جاتا تھا مشقر امیر کی بو پاکر کھڑا ہوگیا اور عمرو کا بھی اسوقت اسطرف گذر ہوا دیکھا کہ امیر و نوشیروان ایک اجنبی آدمی کو ساتھ لیکر کھانا کھا رہے ہین تینون آدمی بے تکلف طعام لذیذ کا مزہ اٹھا رہے ہین عمرو نے سلام کرکے امیر سے کہا کہ یا امیر خوش آمدی و خوش رفتی نوشیروان نے اسوقت امیر کو پہچانا عمرو نے جبتم لیا تب نوشیروان نے جانا پھر اپنے دلمین کہا کہ اتنے دنون تک حمزہ کا اور میرا ساتھ رہا مگر مین نے حمزہ کو نہ پہچانا اور کیا کیا نہ حمزہ کی بدگوئی حمزہ سے کی البتہ حمزہ اپنے دلمین ناخوش ہوا ہوگا کہ اُسنے کیا کیا نہ مجکو کہا اور مین چپ ہی رہا یہ سوچکر وہانسے اُٹھکے اپنے لشکر مین گیا ارکان دولت نوشیروان کو دیکھکر باغ باغ ہوے اور سید دم تخت پر بیٹھکے شادیانے بجوائے سب امیر امرا ندیمین لائے امیر بھی اپنے لشکر مین جاکر اپنے یارون سے ملے اور تمام سرگذشت بیان کی سبکو تمام سرگذشت سے اطلاع کی دوسرے دن امیر نے سعد سے فرمایا کہ میرے ہاتھ باندھکر نوشیروان کے پاس لیچلو کہ ایفائے عہد ہو عمرو بولا کہ میری رائے نہین ہی کہ تم اسطرح سے نوشیروان کے پاس جاؤ مبادا قابو پاکر یہ بدی پیش آوے کسیطرح کی آفت تمھارے سر پر لاوے امیر نے فرمایا کہ مین اپنی تقدیر پر شاکر ہون جو کچھ مجھپر گذریگا اُسپر صابر ہون جبتک خدا کا فضل ہی وہ میرا کیا کرسکتا ہی آخرالامر سعد امیر کو باندھکر نوشیروان کے پاس لیگیا نوشیروان نے ہکا بکا ہوکر پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہی امیر کو کیون مقید کیا ہی امیر نے کہا کہ مین نے تمسے وعدہ کیا تھا کہ حمزہ کو باندھکر تمھارے حوالہ کرونگا سو اتر اپورا کرنے کے واسطے اپنے کو بندھواکر آپکے پاس حاضر کیا اب آپ بھی اپنا وعدہ وفا کیجیے اور اسلام قبول کرنمین تامل کو دخل نہ دیجیے بختک نے اٹھکر نوشیروان کے کانمین کہا کہ حمزہ اسوقت آسانی تمام مارا جاسکتا ہی اپنے کردار کی سل مین سترپاسکتے ہی پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا جسکے کوئی حمزہ پر قابو نہ پائیگا نوشیروان نے کچھ جواب نہ دیا امیر نے عقلیہ دریافت کیا کہ نوشیروان مجھسے صاف نہین ہی ہاتھ کھولکر سعد سے فرمایا کہ بختک بدبخت کو پکڑکے شلاق کرو اسکی ذات کو اسکی شرارتکی سزا دو سعد نے فوراً حکم کی تعمیل کی نوشیروان بختک کا حال دیکھکر محل مین چلا گیا بختک بدا ختر کی عاقبت کرنیکو جیسے چاہا وہ امیر کے ہاتھ سے مارا گیا القصہ امیر اپنے لشکر مین آئے اور دوسرے دن عمرو کو نوشیروان کے پاس بھیجا کہ مین نے اپنا وعدہ وفا کیا اب آپسے بھی ایفائے وعدہ چاہتا ہون یعنی ملکہ مہر افروز سے میرا عقد کردیجیے جو زبانسے کہا ہی وہ کیجیے عمرو نے نوشیروان کے پاس جاکر امیر کا پیغام ادا کیا پہلے نوشیروان نے عمرو کو بسات کا جواب کچھ نہ دیا اور دزراندماے بیان کیا کہ مین نے حمزہ سے وعدہ کیا ہی کہ مہر افروز کا عقد تیرے ساتھ کردونگا بس اس امر مین تمھاری کیا صلاح ہی کہ مین یا نکروں کونسی بات موجب فلاح ہی ایک منھ ہو کر سب بولے کہ ایک بیٹی دیکر تو حضور آجتک ملک بملک خراب و خستہ پھرتے تھے دوسری بیٹی دیکر دیکھا چاہیے کہ کیا گت ہوتی ہی اب دوبارہ کیسی کیسی دُرگت ہوتی ہی اور سعد سے اسکے شبانہ اصحاب حضور کو کیا کہینگے اس حال کو سنکر سب نفرین کرینگے نوشیروان بولا کہ ہرگاہ ایک بیٹی دی دوسری بیٹی دینے مین کیا قباحت ہی ذلت و خواری

کیا ہو کہ میرے نزدیک حمزہ سے بہتر داماد میسر آئیگا اُسکی سی لیاقت کون پائیگا یہ کہکر عمرو سے کہا کہ جاؤ حمزہ سے کہو کہ شادی کی تیاری کرے اور اپنے یہاں بھی سامان عروسی تیار کرنیکا حکم دیا سب سامان شادی جیسا چاہیے مہیا کیا دوسرے دن ساعت نیک دیکھکر عمرو نے امیر کی عقد خوانی کی کمال عزت سے نوشیروان نے اپنی لڑکی اُسکے نکاح میں دی امیر مہر افروز کو اپنی بارگاہ میں لیگئے بختک نے جا بجا خط بھیجے کہ اے شاہزادہ اے شاہزادہ خیفہ کہ تمھارے ہوتے ایک ادنیٰ عرب نوشیروان کی دو بیٹیوں سے عقد کرے اور شاہنشاہ ہفت کشور کا داماد کہلاوے اور ایسا مزہ اُٹھاوے اب بھی کچھ نہیں گیا ہو اگر ہمت ہو تو آکر اُس عرب سے مہر افروز کو چھین لو اتنی ہمت ضرور کرو جمیع رؤسا نے باہم مشورہ کرکے ہرمز سے کہا کہ بادشاہ کی نوکر سی سے عقل مارگئی ہو مگر تم جوان عقل اور جوان بخت ہو اگر قصد کرو تو ابھی حمزہ کو مار لیا جاتا ہو اپنے افعال ناشائستہ کا عوض پاتا ہو والا یہ سلطنت ایک نہ ایکدن تمھارے ہاتھ سے جاتی رہیگی ہرمز نے پوچھا صلاح کیا ہو سبھوں نے کہا کہ بادشاہ سے کہیے کہ البرز زمین جاکر شاہ البرز سے پناہ لیویں اگر حمزہ سے ہزار دن جاوینگے تو پہلوان ہادی کے ہاتھ سے مارے جاوینگے اور شاہ البرز پر تو بابو نہ پائینگے اور اگر بادشاہ یہ امر قبول نہ کرے تو بادشاہ کو مدائن کیطرف بھیج دیجیے یہ تدبیر ضرور کیجیے اور آپ بخت پر بیٹھکے کوہ البرز کی طرف روانہ ہو جیے دیکھیے تو کیا ہوتا ہو ہرمز نے ارکان دولت کے مشورہ کو بادشاہ سے کہا نوشیروان بولا کہ صاحبو مجھسے کیا کہتے ہو میں نے کیا کیا تدبیر حمزہ کے مارنیکی نہیں کی مگر حمزہ کا بال بھی ٹیڑھا نہوا سکو میں کیا کروں اسمیں مجبور ہوں تقدیر بھی کچھ چیز ہو نہیں باقی البرز جانیے اگر حمزہ مارا جائے اور وہ اُسکے ہاتھ سے نجات پاوے تو اس سے کیا بہتر ہو کوہ البرز کیطرف پیش خیمہ روانہ کرو سب کو تیاری کا حکم دو الغرض اُسدن تو پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن بادشاہ نے کوچ کیا اور جا بجا سے مدد طلب کی

روانہ ہونا امیر کا کوہ البرز کیطرف

راوی لکھتا ہو کہ عمرو نے امیر کو خبر دی کہ نوشیروان کو بختک نے ورغلا کر کوہ البرز کیطرف لیگیا منصوبہ یہ ہو کہ حمزہ گرد ہان جاوے تو جیتا بچکر نہ آوے امیر نے یہ خبر سُنکر تبسم کیا اور جواب دیا کہ ہمارا بھی پیش خیمہ اسطرف روانہ ہووے دو شبانہ روز فیض عشرت میں کاٹا صبح کو کوچ کیا جب کوہ البرز کے دامن میں پہونچے دیکھا کہ نوشیروان دامن کوہ میں خیمہ زن ہو جہاں تیئیں کو موجود پایا ممکن ہو امیر بھی کچھ زاد راہ دیکا اُتر پڑے سر راہ اطراف جوانب سے نوشیروان کی مدد آنے لگی جو فوج آتی اپنے موقع پر پرے جانے لگی ہرگاہ بہرام چوب گردان و عادی چوب گردان کہ پہلوانان ہمعصر میں ضرب المثل تھے شجاعت اور دلاوری میں بیمثل تھے چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے پہونچے مدد کرنیکی نیت سے پہونچے نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا اور لشکر کو رزمگاہ میں صف آرا کیا سب لشکر مقابلہ کو آیا امیر بھی اُسکے مقابل جا کھڑے ہوئے نقیب صفوں کے سامنے پکارنیلگے باواز بلند للکارنے لگے کہ اے پہلوانو اے بہادرو قداح تنگ کھنچے اور باڑ دکھاؤ تم کون کرنیکا دن ہی چاہیے کہ حریف دبدہ اگر جیتا بچے تو باؤ

اسی سے ہمیں تمیں قتل ہوکر ڈھیر ہو جاوے عادی چوب گردان کو جوش شجاعت جو آیا صف آرا ہو کر مبارز طلب ہوا اور عرصہ قتال میں گھوڑا

کو دایا قیمار شاہ خاوری نے کہ عادیہ کے ملک کا بادشاہ ہو امیر سے رخصت لیکر عادی چوب گردان کا مقابلہ کیا اس
مابین مین جنگل کیطرف سے ایک سوار آیا اور دونون لشکرون کے درمیانمین کھڑا ہو کر لشکر کفار سے مبارز طلب ہوا عادی چوب
گردان نے قیمار شاہ کو چھوڑ کر اُسکا مقابلہ کیا اور نہایت گرمی سے سوار کے سر پر وار اُسنے سپر پر روک کے اور کاب سے
رکاب ملا اُسکی دوال کر پکڑ کے بآسانی تمام گھوڑے پر سے اٹھا کے جھنجھوڑ کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ گویا ہڈیان اُسکی سر بسر ہو گئین
ایک بھی اندر اُسکا کام تمام کیا مرکہ مین اپنا نام کیا بہرام چوب گردان نے اپنے بھائی کا حال دیکھ کے میدان مین آکر اُس سوار پر
حربہ کیا اُسنے اُسکا بھی وہی حال کیا تب نوشیروان کے لشکر مین شور پیدا ہوا سبکے دونون سر برس ہو گیا ہوا اور کسی نے اُس سوار
سے لڑنیکی جرأت نہ کی سب کی ہمت پست ہوئی اپنے اپنے خیمونکی راہ لی اُس سوار نے جب دیکھا کہ لشکر کفار سے کوئی نہین آتا ہے اور
ہر شخص لڑنیسے جی چراتا ہے تب لشکر اسلام کیطرف رخ کرکے مبارز طلب ہوا رستم سپلیتن نے آکر اُسکی کمر پکڑی اور اُسنے بھی رستم کی کمر پر
ہاتھ ڈالا دونون زور ہونے لگا ہر گاہ گھوڑے زانو تک زمین مین دھنس گئے اور ایکدوسرے پر غالب نہو سکا جنگلی سوار نے
رستم سے کہا کہ اب آپ جاکر لشکر مین ستائیے تھوڑی دیر آرام فرمائیے سعد طوقی کو بھیجدیجیے سعد طوقی سے بھی دو ساعت
تک اُس سوار نے زور کیا جب کوئی کسی پر بالادست نہوا تب اُس سوار نے سعد بن عمرو کو طلب کیا وہ بھی آکر برابر رہا آخر کش
سوار نے امیر کو بلایا جب امیر اُسکے مقابلہ پر آیا امیر کی کمر پکڑکے زور کرنیلگا امیر نے ایک نعرہ کیا کہ تمام دشت کانپ گیا
اس آواز کو سنکر ہر شخص گھبرایا سبکے دلمین خوف سمایا اور اُسکو کمر پکڑکے سر پر اُٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا پھر چرخ دیکر زمین
پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ کے چاہا کہ خنجر اُسکے گرد مین مارین کہ جان فنا ہو جاے ملک عدم مین جگہ پائے وہ جوان
بولا کہ مجھکو نہ مارئیے مین آپکا پوتا ہون پوچھا اُسکا بیٹا ہے التماس کیا رستم سپلیتن کا فرزند ارجمند کاپسر
ہون اور نام میرا قاسم خاوری ہے مجھکو خداداد دلاوری ہے امیر نے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور سر و رو کے بوسے
لیے اور رستم سپلیتن سے بلا کر فرمایا کہ اے فرزند دلبند مبارک ہو یہ تمہارا لخت جگر ہے میرا بھی نور نظر ہے اتنے دن ایکساتھ جالیس
گز کا قد و قامت لیکر لشکر کفار سے برآمد ہوا اور میدان مین کھڑا ہو کر ہومان خاور کو للکارا اگر مرد میدان کارزار ہے
تو میرے سامنے اپنی بہادری دکھا ہومان اُسکے مقابل ہوا اُس سوار نے کمر پکڑکے ہومان کو اُٹھا لیا اور آہستہ سے زمین پر
چھوڑکے کہا کہ جا قیمار شاہ خاوری کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے قیمار شاہ آنکر اُس سے زور کرنیلگا یہانتک دونون نے
زور کیا کہ ماندے ہو گئے قیمار شاہ کو چھوڑکر اُسنے کہا کہ جا حمزہ کو بھیجدے دیکھون وہ کتنا زور رکھتا ہے امیر پیشتر سے میدان مین آئے
اُس جوان نے دوڑکر امیر کی کمر پکڑلی امیر نے بھی اُسکی دوال کر ہاتھ ڈالا اور طرفین سے زور ہونیلگا جب امیر نے دیکھا کہ اسے زیر
نہین ہوتا ہے نعرہ کرکے اُٹھا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے تا نہین تو زمین پر پٹک کے ہڈیان سر سہ کردونگا دلاور بھرے خاک سیاہ کردونگا وہ بولا
کہ قیس قیمار خاوری میرا نام ہے اور قیمار شاہ کا بیٹا ہون اُسی بادشاہ الاجاہ کا بیٹا ہون امیر نے ہنسکے اُسے چھاتی سے لگایا اور بڑی
طرح سے پیار کیا اور قیمار شاہ کو بلاکر فرمایا کہ بیٹا تمکو مبارک ہووے قیمار شاہ بہت خوش ہوا امیر طلسم باز گشت بجا کر اُسکو لشکر مین لے آئے

اُسدن مجلس جشن کی ترتیب دی محفل عیش و نشاط کی تیاری کی دوسرے دن جو میدانمین صف بندی ہوئی عادی چوب گردان لشکر کفار سے نکلا اور لشکر اسلام مین سے فرخاری شبان باہر آیا شام تک دونون مین جنگ رہی مگر کوئی کسی پر مظفر و منصور نہ ہوا دونون مین سے ایک بھی مغلوب اور مقہور نہوا رات کو دونون لشکرون نے آرام کیا صبح کو پھر صف آرائی ہوئی عادی چوب گردان نے میدانمین آکر امیر کو للکارا بڑے زور و شور سے نام لیکر پکارا امیر نے لشکر کو اسطرح میدانمین ڈیٹا یا کہ میدان کی زمین لشکر کی ٹاپو سے اڑگئی عادی چوب گردان نے اپنی چوب کو چرخ دیکر امیر کے سر پر مارا امیر نے اُسکی چوب دست چھین لی جھٹ پٹ اپنے قبضے مین کی اور اُسی چوب کے اُس زور سے اُسکے بازو پر مارا کہ وہ بیتاب ہوکر زمین پر گر پڑا عمرو نے ہاتھ لیا اپنے پاس قید کیا بہرام چوب گردان نے میدانمین آکر امیر کا سامنا کیا وہ بھی بھاگیا امیر نقارہ ظفر بجاتے ہوئے لشکر گاہ کو پھرے شب کو سر محفل بہرام و عادی کو طلب کرکے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے تمھاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ سوائے اطاعت کے اور کیا ارادہ ہوگا امیر نے اُنکو مسلمان کیا اور عمرو نے اُنکے گلو مین حلقہ غلامی کا ڈالدیا امیر نے اُنکو خلعت دیکر اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اپنے پہلو مین بہت عزت و اکرام سے بٹھلایا اور دور ساغر شروع ہوا بہرام و عادی نے اپنے لشکر سے کہلا بھیجا کہ آج لشکر نوشیروان پر شبخون مار کے لشکر اسلام مین داخل ہو کہ تمکو دولت دین و دنیا کی حاصل ہو

داستان پیدا ہونا شاہزادہ بدیع الزمان کا گیلی سوار دختر گنجال کے بطن سے اور بہا دینا شاہزادے کو صندوق مین بند کرکے دریا مین اور لیجانا قریشہ بنت آسمان پری کا شاہزادہ کو حضرت خضر کے حکم سے

راوی لکھتا ہے کہ امیر نے جب کوہ البرز کیطرف کوچ کیا تھا گیلی سوار کو حاملہ چھوڑ گنجال کے سپرد کرگئے تھے گویا کہ یہ اپنی ایک امانت اُسکے پاس دھر آئے تھے گنجال احسان فروش نے اُنڈیلون اور دایہ کو بلا کر حکم دیا اور اُنسے اقرار لیا کہ جب گیلی سوار کے لڑکا ہووے بجنسہ میرے پاس لے آنا ہرگز اس بات مین دیر نہ لگانا اُنھون نے جانا کہ نانا ہے کوئی بات یمن و سعد اُسکے لیے تجویز کی ہوگی کسی نجومی نے کچھ سعادت یا نحوست کی خبر دی ہوگی لڑکے کو پیدا ہوتے ہی اُس کے پاس حاضر کیا اُس بیرحم نے کہ ترس جانسے بالکل بیبہرہ تھا حکم کیا کہ اسکو مار ڈالو اس لڑکے کو اسیوقت قتل کرو دایہ نے اُسکی پیاری پیاری صورت دیکھکر ترس آیا اُسکا کہنا اُسکو ہرگز نہ بھایا اُسنے شاہ گنجال سے کہا کہ اگر حکم ہو تو اُسکو جیتا زمین مین گاڑ دون اگر فرمایئے تو ایسا کرون بولا کہ بہت اچھی بات ہے دایہ نے ایک صندوق مین بند کرکے دریا مین بہا دیا اُس بچے کو خدا کے سپرد کیا اتفاقاً اُسدن آسمان پری اور قریشہ دریا کی سیر کو آئی تھین وہ صندوق بہتے بہتے اسی کنارے سے جا لگا جہان وہ دو پریان تھین صندوق کو دریا سے نکلوا کر جو کھولا تو ایک لڑکا رشک خورشید و غیرت ماہ ہاتھ کے انگوٹھے چوستا نظر آیا اُنکے دلمین اُس لڑکے کا پیار سمایا اُسکی پیشانی پر جو سیاہ داغ چمکتا ہوا دیکھا آسمان پری بولی کہ یہ داغ علامت جلیل اللہی ہے اُسپر بڑا فضل الٰہی ہے لیکن حضرت خضر نے ظاہر ہوکر آسمان پری سے کہا کہ یہ لڑکا حمزہ کا بیٹا ہے تم اسے اچھی طرح سے پرورش کیجیو جب بالغ ہووے تب حمزہ کے پاس اسکو بھیجدیجیو اور نام اُسکا بدیع الزمان

رکھنا یہ کہکر حضرت خضر تو غائب ہوگئے قریشہ گود مین اُٹھاکے بدیع الزمان کو قاف پر لیگئی اور پریونکا دودھ
پلاکر حفاظت و احتیاط سے پرورش کرنے لگی جب سات برس کا ہوا قریشہ نے فنون سپاہ گری مین طاق کرکے ہتھیار بندوانے
جتنے فن سپاہ گری کے تھے سب اُسکو سکھائے اور جب کسی مہم پر اُسکا جانا ہوتا تو اُسکو بھی لیجاتی اس معرکے کا اُسکو
تماشا دکھاتی جب گیارھوین برس مین پانون رکھا قریشہ سے کہا کہ میرے باپ ان کا کیا نام ہی اور کہان ہین اور
اُنکا کس شہر مین قیام ہی اور بتاؤ وہ جہان ہین قریشہ بولی کہ باپ تو میرا تیرا ایک ہی ہی پر وہ دنیا مین سلطنت کرتا ہی
صاحبقران گیتی ستان زلازل قاف کہ چک سلیمان ابوالعلا عرف امیر حمزہ بن عبدالمطلب ہی باقی تیری
ماں کے نام سے مین واقف نہین ہون کہ وہ کون ہی اور کہان ہی اُنکا کیا پتہ کیا نشان ہی اور تمام کیفیت صندوق
کی مفصل اُس سے بیان کی اُس تمام ماجرا سے اطلاع دی بدیع الزمان نے کہا کہ مجکو میرے باپکے پاس بھیجدو اتنی مہربانی
میرے حال پر کرو آسمان پری نے لبث ساتھ قاف کا ساتھ کرکے قریشہ اور پریونکے سپرد کیا کہ اسکو بحفاظت
تمام کوہ البرز پر لشکر اسلام مین پہونچا دو اسکو راہ مین کسیطرح کی تکلیف نہو اور چلتے وقت سمجھا دیا اور نصیحت دیا کہ
تیرے جتنے بھائی ہین سب پہلی ملاقات مین امیر سے لڑے ہین تو بھی لڑکر ملازمت کیجیو اپنے خاندان کا رسم ہاتھ سے نہ دیجیو
اور جمیع قربا کے نام بتا دیے القصہ بدیع الزمان ملکہ آسمان پری سے رخصت ہوکر کوہ البرز پہونچا دیکھا کہ دونون طرف
کے لشکر صف آرا ہین جوانان تیغ آزما معرکہ پیرا ہین پریون نے بدیع الزمان کو دونون لشکرون کا نشان بتا دیا تا رگاہ
فوج سبز کھا دیا کہ یہ لشکر تیرے باپ کا ہی اور وہ لشکر حریف کا ہی اور آپ سکی نظر اوسے پوشیدہ ہوکر تماشہ دیکھنے لگین
بدیع الزمان دونون فوج کے بیچ مین کھڑا ہوکے لشکر اسلام کیطرف رخ کرکے للکارا آواز بلند پکارا کہ ہی غیرتمند
جسکو آرزوے جمال شاہد مرگ ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی شجاعت اور دلیری دکھا دے دونون لشکر بدیع الزمان
کا حسن و جمال اور آپکا سلاح دیکھکر متعجب ہوے کہ نہ ایسا جوان دیکھا اور نہ ایسا سلاح و لباس کبھی نظر آیا ہی یہ شخص کس ملک کا
ہی اور یہ سامان اُسنے کہان پایا ہی آہن بدیع الزمان نے بھر للکارا کہ ہی مسلمانو اتنی دیر سے مین سباز طلب ہوں کوئی
تم مین سے نہین آتا ہی میرے مقابلے کی تاب نہین لاتا ہی ایسی جان پیاری ہی تو سلاح لگاکر میدان مین کیون آتے ہو
اوڑھنی اوڑھکر گوشے مین کیون نہین بیٹھتے ہو یہ آواز سنکر کیومرث تیرہ بازار امیر سے رخصت ہوکر بدیع الزمان کے سامنے
آیا میدان جنگ مین آکر گھوڑا کودایا بدیع الزمان نے نام پوچھا وہ بولا کہ کیومرث کہتے ہین بدیع الزمان نے حملہ طلب کیا
اُسنے عذر کیا کہ ہمارے مذہب مین پیشدستی حلال نہین ہی پہلے تم حربہ کرو بشرطیکہ جوابہ دونگا بعد بھالے حملہ کرے مین
حربہ کرونگا بدیع الزمان نے ہاتھ بڑھاکر اُسکو کھوڑے سے اُٹھا لیا اور سر گردان کرکے بسہولت تمام زمین پر چھوڑ دیا کہا جاؤ میرے
بھیجدے کہ وہ مجھسے مقابلہ کرے قیماز خاوری نے آکر مقابلہ کیا اُسکو بھی شاہزادے نے قتل کیومرث کھوڑے پر سے پکڑکے چرخ
دیکر کہا کہ جاؤ میرے بھیجدے لندھور نے آکر سامنا کیا شاہزادے نے نام پوچھکر مانند خلال کرکے اُٹھا کر زمین پر دے پٹکا مل اور فولاد

اُسکو بھی زیر کیا اور کہا کہ حمزہ کے فرزندونمین سے کسیکو بھیج مین نے سُنا ہی کہ وہ بہت نوآور ہین بڑے صاحب جرأت اور دلاور ہین بلند صور نے امیر سے آکر کہا کہ وہ جوان آپکی اولاد سے خواہان جنگ ہی اُس شخص کا تو عجب رنگ ڈھنگ ہی قاسم خاوری نے امیر سے رن کی اجازت طلب کی امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا دیکھو بہت ہوشیاری سے لڑنا یہ جوان کچھ بے طرح مجکو معلوم ہوتا ہی اس سے سر بر ہونا مشکل نظر آتا ہی اسکی نقار مین کوئی بہادر نہین سماتا ہو بائے قاسم میدان مین جاکر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ہتھیار تہ کرکے کمر بند پر قاسم کے ہاتھ ڈالا قاسم نے بھی اُسکے دوال کمر کو پکڑا دونون بایکدیگر زور کرنیلگے جب کب انو تک زمین مین دھنس گئے تب دونون گھوڑے سے نیچے آئے اور ہاتھ سے ہاتھ ملائے آخرش بدیع الزمان نے قاسم کا لنگر اُٹھا کے سر پر لیجاکے چرخ دیکے زمین پر چھوڑ دیا اور دکھا سا حال اسکا بھی کیا اور کہا کہ جاؤ رستم سلیتن کو بھیج کہ مین اُسکا بہت مشتاق ہون ذرا وہ بھی میری تیغ آزمائی دیکھے اس فن مین ایسا مشاق ہون رستم نے آکر بدیع الزمان کا سامنا کیا پہر بھی محنت مین رستم کو بدیع الزمان نے زیر کیا اور کہا کہ سعدبن عمرو کو بھیجے سعدبن عمرو نے اُس سے مقابلہ کیا اور بدیع الزمان سے زیر ہوگیا سعد سے کہا کہ اپنے دادا حمزہ کو بھیج کہ زور کا مزہ بھی ملے سعد نے امیر سے آکر کہا امیر میدان مین آئے اُسکے مقابلے پر پاؤن جائے بدیع الزمان بجلی کیطرح مرکب کو کڑکا کے امیر کے پہلو مین پہونچا اور جھٹ کمربند امیر کا پکڑ لیا امیر نے بھی اُسکی کمر پر ہاتھ ڈالا بہاتک دونون نے زور کیا کہ مرکب بیحس ہوگئے اگر اُتر نہ پڑتے تو یقین تھا کہ مرکبونکی ٹوٹ جاتی جب امیر عرق عرق ہوگئے نعرہ کرکے بدیع الزمان کے لنگر اُٹھانیکا قصد کیا اُسکو سر سے اونچا لیجانیکا قصد کیا لیکن تب بھی بدیع الزمان کو جنبش نہوئی امیر نے دوسرا نعرہ کیا اس سے بھی کچھ سود نہوا بخشک کہنے لگا کہ تعجب نہین اگر حمزہ اس جوان کے ہاتھ سے مارا جاوے اور آج اس جوان کے ہاتھ سے شکست پاوے راوی لکھتا ہی کہ اسدن امیر نے متعدد نعرے کیے تاکہ بدیع الزمان کو اُس نعرہ کی ہیبت سے اثر نہوا ذرا بھی خبر نہوا آخرش امیر نے طیش مین آکر صمصام کو میانسے لیکر چاہا کہ بدیع الزمان پر وار کرین اپنی تحتیسر آبدار کا اُس حد اپنے وار کرین کہ قرلیشہ نے ظاہر ہوکر امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُنکو اس امر سے آگاہ کیا کہ باباجان یہ تمھارا بیٹا میرا بھائی ہی امیر متحیر ہوئے کہ یہ کسکے بطن سے ہی قرلیشہ نے تمام قصہ صندوق کا اور جو کہ حضرت خضر نے فرمایا تھا من وعن امیر سے بیان کیا اُس راز نہان کو امیر پر عیان کیا امیر نے بیمان اشتباہ بدیع الزمان کو گلے سے لگایا اُسکی محبت نے اُنکے دلمین جوش کھایا اور عمرو سے پکار کر کہا کہ یہ فرزند ارجمند میرا ہی یہ لخت جگر اور دلبند میرا ہی آفریدگار نے میری مدد کیلواسطے بھیجا ہی یہ کہکر شادیانے بجواتے ہوئے خیمے مین داخل ہوئے اور چہل روزہ ترتیب دیکر مصروف بعیش وعشرت ہوئے مہیا سب سامان راحت ہوئے اوی لکھتا ہی کہ سمندون یوجو امیر کے ڈر کے مارے کوہ قاف سے بھاگا تھا کوہ البرز پر آنکے اُسنے قیام کیا تھا وہان پناہ جاکر آرام کیا تھا اُسکو امیر کے آنیکی خبر پہونچی دو پہر رات گئے امیر کے لشکر مین آرایا اور کسی حکمت سے اپنے کو فوج کے اندر پہونچایا اتفاقاً سعدبن عمرو کا خیمہ اُسکے ملاحظہ ہوا خیمے کے اندر گیا دیکھا کہ سعدبن عمرو بیخبر سوتا ہی سعد کو بیہوش کرکے اپنے مکان پر لگیا صبحکو امیر کو خبر پہونچی کہ سعد اپنے خیمے سے

گم ہو امیر بہت متردد ہوے کہ سعد کو کون لیگیا مجکو یہ رنج دیگیا عمرو سے فرمایا کہ سعد کا حال نرچہر سے دریافت کیا چاہیے ضرور اُس سے اسکا حال پوچھا چاہیے نرچہر نے عمرو سے کہا کہ امیر جن دنون کوہ قاف پر دیو کشی کرتے تھے سمندون نامے دیو نے امیر سے ڈر کر کوہ قاف کو چھوڑ دیا تھا اور کوہ البرز میں آکر رہنا اختیار کیا تھا بالفعل دریا البرز کا جو جنوب میں آیا اُس دیو نے بھاگ کر امیر کے لشکر میں اپنے تئیں پہونچایا جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر صاحبقران کا ہے وہ امیر کو ڈھونڈھنے لگا امیر کو جب نہ پایا وہ مطلب اُسکے ہاتھ نہ آیا تب سعد بن عمرو کو اُٹھا لیجا کر دریا کے پار قلعہ بین قید کیا اپنی دانست میں اُنکو ایسے مقام پر دیا اگر امیر تنہا جاوینگے تو سعد بن عمرو کو زندہ پاوینگے امیر عمرو سے یہ خبر سنکر فی الفور یارو نے رخصت ہوے اور لشکر کو دریا پر اکر پار کیا لشکر کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اُسکو مطلق العنان کیا اور فکار کے کباب لگائے اور خوب اطمینان سے کھائے اور راتکی رات ایلکدرخت کے نیچے سو رہے صبح سوار ہو کر نرچہر نے جو نشان دیا تھا اُسی پتے پر چلے جب قلعہ کے قریب پہونچے دیوون نے کہ امیر کو پہچانتے تھے سمندون کو خبر دی جلد دوڑ کر اطلاع کی کہ صاحبقران عفریت کش آپہونچا سمندون کئی ہزار دیو لیکر قلعہ سے نکلا امیر نے اُسکو دیکھکر فرمایا کہ او ملعون یہ تو نے کیا حرکت کی مجکو اس سفر کی اذیت دی بھلا اب میرے ہاتھ سے تو جانبر ہوگا دیکھنا کہ اب تیرا حال کیسا ابتر ہوگا سمندون نے ایک دیو کو کہ پہلوان مشہور تھا حکم دیا کہ اس آدمی کو پکڑ لاؤ ابھی جلد تم سب جاؤ وہ جو امیر کی گرفتاری کو آیا امیر کے ہاتھ سے مارا گیا پھر ایک بعد دیگرے دوسرا اور تیسرا یہ بھی امیر کے پکڑنے کے لیے آئے امیر نے سبکے سب جہنم میں پہونچائے پھر ہر چند سمندون نے ایک ایک سے کہا مگر کسی نے امیر کے پاس آنے کی جرأت نہ کی سمندون نے خونخوار کئی سومن کا پتھر امیر کے سر پر پھینکا امیر نے اسکو روکر ایک تلوار ایسی لگائی کہ سات ہاتھ اُسکے ضرب میں کٹ گئے اور دیوون کے پیال و پکھر کلیجے پھٹ گئے وہ دیو وہانسے غائب ہو کر ایک ساعت کے بعد تندرست ہو کر پھر امیر کے سامنے آیا اور امیر سے لڑنے لگا القصہ اُسدن شام تک یہی سوانگ ہا کیا خبیث دیو

سمندون دیو نہزار دست کا حمزہ کی ضرب شمشیر سے زخمی ہو کر حوض بحیات پر جانا پھر صحیح و سالم ہو کے بقبلہ صاحبقران آنا

قلعے کے اندر چلے گئے اور امیر ایکدرخت کے نیچے سو رہے خواب مین حضرت خضر نے امیر سے فرمایا کہ قلعے کے اندر ایک چشمہ آبحیات کا ہے پہلے جاکر اُسکو بند کرو تب اس سے لڑنا نہین تو تمام عمر لڑا کروگے اور وہ مارا جائیگا تمھاری تلوار کے تلے آئیگا امیر اس خواب کے دیکھتے ہی چونک اُٹھے اُسیوقت قلعہ مین جاکر اُس چشمے کو کوڑے کرکٹ سے بند کردیا جو حضرت خضرؑ نے فرمایا تھا اُسپر عمل کیا اور بدستور درخت کے نیچے آکر سو رہے اطمینان سے بستر لگا کر سو رہے صبحکو سمندرون اپنی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا امیر نہین آہی کر پرا جایا اور بدستور روز اول ایک پتھر ہزار من کا امیر کے سر پر پھینکا امیر نے اُسکو روکر کے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ آدھی گردن اُسکی کٹ کر لٹک پڑی وہ امیر کے روبرو سے بھاگا امیر نے بھی اُسکا پیچھا کیا دیکھا کہ اُس دیو نے چشمہ کو جو پایا وہ چشمہ اُسکو نظر نہ آیا مرتبک کے مرگیا اُسیوقت اپنی جا نسے گذر گیا اور دیو جو اُسکے رفیق تھے مانند شتر بے مہار بھاگے امیر نے اُن کی خبر نہی بے ختیار بھاگے امیر نے اُسکے سر کو کاٹکر شکار بند مین لٹکایا اور جسم ناپاک اُسکا خوراک جانوران صحرائی کیا اور سعد بن عمرو کو قلعے مین تلاش کرنیکے آخر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک حجرہ مین پہونچے دیکھا کہ سعد بیہوش پڑا ہے کچھ تن بدن کی خبر نہین مرہوش پڑا ہے امیر نے صفی حضرت ابراہیم کی پانی پر دم کرکے اُسکا مُنھ دھلایا سعد کو ہوش آیا آنکھ کھولکر اپنے جد بزرگوار کو دیکھے کے شکر خدا کا بجالایا آنکے دیکھنے سے جی مین جی آیا امیر سعد کو قلعے سے باہر لائے اور کباب شکار کرکے آپ بھی کھائے اور اُسکو بھی کھلائے دو تین دن سعد کو آشفتہ پر لاکر کے لشکر کیطرف لیچلے جب دریا پر پہونچے سعد سے فرمایا کہ تم سوار ہو کہ مکو پیرانہین آتا ہے آپ آشفتہ کی دم پکڑے پار اُترے جسوقت لشکر مین پہونچے دیکھا کہ بازار کارزار گرم ہی امیر نے سر دیا ہمندرون کا حریف کے لشکر کیطرف جھنک کر فرمایا کہ کی دیو امیر سے پوتے کو اُٹھا لیگیا تھا سو مین اُسکو مار کے لے آیا امیر سے ہاتھ سے اُسنے اپنے کردار کا بدلا پایا لشکر کفار دیو کا سر دیکھکر متحیر و متعجب ہوا کہ جسکا ایسا سر ہے وہ دیو کیسا ہوگا جسم اُسکا مثل کوہ فلک فرسا ہوگا حمزہ نے ہر قد و قامت پر اسکو بار اس جو آدمی کہ دیکھ ہوش اُس سے آدمی کیونکر ڈسکے یہ کہہ رہے تھے کہ جنگل کی طرف سے ایک گرد و غبار دونون لشکر کے حواس خبر لینے کو دوڑے کہ دوست ہی یا دشمن معلوم ہوا کہ لشکر شتربان اہ مالک اشتر باقواج جرار نوشیروان کی مدد کو آئے ہین اسکی کمک کے لیے جمعیت کثیر اپنے ساتھ لائے ہین نوشیروان نے مہر مزد اور کئی بادشاہزادون کو استقبال کیواسطے بھیجا جب دونون شاہزادے مع فوج لشکر کفار مین داخل ہوے اُنکے آنیسے ہزار طرح کے اطمینان اُنکو حاصل ہوے نوشیروان طبل بازگشت بجواکے اپنی بارگاہ مین اُنکو لیگیا اور بانواع عزت و احترام پیش آکر خلعت فاخرہ سے اُنکو سرفراز کیا عنایت و نوازش فرمکے اپنے سب سردارونسے اُنکو ممتاز کیا اور مجلس جشن کی اُنکے لیے ترتیب دی تیاری بزم عیش و نشاط کی کی

داستان عجل بن عبد المطلب برادر کوچک امیر حمزہ صاحبقران

راویان شیرین سخن اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ امیر کے آنیکے بعد خواجہ عبد المطلب کے بیٹا پیدا ہوا گویا صدف شرافت سے درشاہوار پیدا ہوا خواجہ عبد المطلب نے نام اُسکا عجل رکھا اور پرورش کرنے لگے

عجل نے بارہ مرحلہ اپنی عمر سے طے کیے تھے کہ قلماق شاہ نے کہ پڑھائی کی اُنسے لڑنے کے لیے صف آرائی کی اہل کہ صف جنگ مین اُس سے سہر برنہ آسکے قلعہ بند ہوے قلت جمعیت سے متمند ہوے یہ خبر عجل تک پہونچی خواجہ عبد المطلب سے سائل ہوا کہ اگر ایک گھوڑا اور ہتھیار مجکو دیتے تو مین اس کافر سے لڑتا ایک ایک کو چن چن کے مارڈالتا خواجہ عبد المطلب نے ہنسکر کہا کہ تم اپنے سن و سال کو دیکھو اور ایسے زبردست سے لڑنیکو زرا تمین خیال کرو سوا ے اسکے گیارہ بیٹے میرے اور بھی ہین یہ بات حمزہ ہی پر ختم ہو کہ ہزار و نحا مقابلہ کرے لاکھونسے نہ ڈرے عجل نے کہا کہ خدا ہمارا یار ہو آخر ہم بھی حمزہ ہی کے بھائی ہین جب اسنے بہت اصرار کیا لوگون نے عبد المطلب سے کہا کہ آپ عجل کو کیون نہین دیتے سچ ہو کہ جسکا خدا یار ہو اُسکو کیا پروا ہو معلوم ہوا کہ یہ بڑا شجاع ہو دیری مین یکتا ہو عبد المطلب لوگونکے کہنے سننے سے مجبور ہوے اور عجل کو ایک مرکب اور اُسکے لائق ہتھیار دے کے فاتحہ خیر پڑھا خدا کی پناہ مین سونپا عجل نے شاہ کہ پہنا اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کے قلعے کے باہر نکلا بڑی شان سے وہ دلاور نکلا یار جو عجل کے تھے وہ بھی ہمراہ ہوے جب میدان مین پہونچا قلماق شاہ نے دیکھا کہ ایک سوار کم سن چند پیادے ہمراہ لیکے قلعے کے باہر نکلا اسطرف کو آتا ہی سمجھا کہ صلح کا پیغام دینے کو آتا ہوگا کوئی پیغام طرف ثانی کی جانب سے لاتا ہوگا ایک سوار کو حکم دیا کہ خبر تو لا وہ لڑکا کس ارادے پر آتا ہو کون کام اسکو یہان لاتا ہی سوار نے عجل کے نزدیک آکر پوچھا کہ اے جوان کس ارادے پر آئے ہو اگر صلح منظور ہی تو میرے بھیان ہو کر چلو مین صلح کرا دون تمھارے درمیان مین مصالحہ کرا دون اور بادشاہ سے خلعت بھی تمکو دلوا دون عجل نے کہا کہ او کافر صلح کس سے کروائیگا اور خلعت کسکو پہنوائیگا تو نہین جانتا کہ عجل میرا نام ہی اور حمزہ کا چھوٹا بھائی اور عبد المطلب کا بیٹا ہون کیسے شخص عالی نسب کا بیٹا ہون کافرون کی جان کا ملک الموت ہون اگر مرد ہی تو سر یہ کراس کافر نے غیرہ ہو کر عجل پر تلوار لگائی عجل نے ڈھال کے چھٹکے سے اُسکو رد کیا اُسکا زخم اپنے اوپر آنے نہ دیا اور کمر بند پکڑ کے اُسکو معلق گھوڑے پر سے اُٹھا کے زمین پر دے مارا یارون نے عجل کے اُسکو باندھ لیا فوراً قید کیا قلماق شاہ نے دوسرے سوار کو حکم دیا کہ جان جلد جا کر اس لڑکے کو کہ میرے پہلوان کو باندھے لیے جاتا ہی پکڑ لاؤ اُس مرد مین اپنی جرأت دکھاؤ اُسنے بھی مقابل ہو کر عجل کے سر پر تلوار چلائی عجل نے اُسکو بھی اسیطرح سے باندھا غرض کہ ایک ایک کر کے چالیس پہلوان عجل نے باندھے جو جو اُسکے روبرو آئے سب بے بدل جا درنے باندھے تب تو قلماق شاہ طیش کھا کر خود عجل سے مقابل ہوا اور گرز عجل کے سر پر مارا عجل نے اُسکی ضرب کو رد کر کے ایک گرز ایسا مارا کہ گھوڑا کانپ گیا گرز کے لگتے ہی جانسے گذر گیا قلماق شاہ نے چاہا کہ عجل کے گھوڑے کو پکڑ لے کر عجل نے کود کر قلماق شاہ کی کمر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لیا اپنی قوت بدنی سے سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکے زمین پر دے مارا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے مشکین باندھین قلماق شاہ کے لشکر مین خبر ہوئی لشکر نے چاہا کہ اسی ایک پر سب آکر گرین قلماق شاہ نے اشارے سے منع کیا کسی کو اُسپر حملہ کرنے نہ دیا عجل نے قلماق شاہ سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہوتا ہی تو تیری جان بچتی ہو ورنہ ابھی تجکو قتل کر دونگا مین ہرگز تیرے فوج و لشکر سے نہ ڈرونگا قلماق شاہ بولا کہ اے عجل مین اس

شرط پر مسلمان ہوتا ہون اگر تو مجھے حمزہ کے پاس لیچلے یا تمامی میری قبول کرے عجل نے کہا جو تو بے استعانت شیطانی ہو قلماق شاہ یہان لایا عجل نے اسکو قید سے رہا کرکے گلے سے لگایا اور اپنے باپ کے پاس لیگیا عبد المطلب نے عجل اور قلماق شاہ کو جمع کیا بہت سا جواہرات دیا اور بڑے تکلف سے قلماق شاہ کی ضیافت کی اسکی بڑی عزت اور حرمت کی دو سرے دن عجل نے عبد المطلب سے کہا کہ مین اپنے بھائی حمزہ کے پاس جاونگا انکو یہ سب گذشت سناؤنگا خواجہ عبد المطلب نے اسکو خوشی خوشی رخصت کیا جانیکا حکم دیا دو منزل گئے ہونگے کہ سامنے سے ایک فوج نظر آئی عجل نے عیار دنکا بھیجکر خبر منگائی معلوم ہوا کہ کرب معدی نام عادی کرکا بیٹا کہ گستہم کی بیٹی کے بطن سے ہے اپنے باپکی ملاقات کیواسطے کوہ البرز کا عازم ہے عجل نے اپنے دلمین کہا کہ اس سے ملاقات کرنا لازم ہے عجل فوج سے جاکر بغلگیر ہوا اور کہا کہ مین بھی حمزہ سے ملنے کے لیے کوہ البرز کیطرف جاتا ہون اسی راہ سے وطن سے آتا ہون چلو خوب ہوا ہمارا تمھارا ساتھ ہوا تکلیف سفر راحت سے کٹیگی یہ راہ بہت فراغت سے کٹیگی کرب معدی بولا کہ اگر مجکو ہمراہ رکاب لیچلنا منظور ہے تو دو تین دن یہان مقام کرو تکلیف سے چند روز آرام کرو مین مکہ کی زیارت کرآؤن عجل نے اسجگہ خیمہ ڈالا اور کرب معدی چھ دن مکہ کی زیارت کرکے عجل کے پاس حاضر ہوا دو سرے دن فوج لشکر ہمراہ ہوکر کوہ البرز کیطرف چلے عجل نے اثنا راہ مین کرب معدی سے کہا کہ مین نے سنا ہے جو فرزند حمزہ کا پہلے پہل جاکر ملا ہے پہلے اسنے زور آزمائی کی ہے پس ہم تم بھی حمزہ سے زور آزمائی کرکے ملاقات کرین گے ہم کو ہاتھ سے مذین کرب معدی نے کہا بہت بہتر ہے اسی قاعدہ سے کیا چاہیے آگے چلنے کی اجازت مذیا چاہیے کہ حمزہ کے لشکر سے چار کوس کا فاصلہ ہے عجل نے کہا پہلے مین تنہا جاتا ہون تمھے سے تم بھی آنا مگر تنہا لشکر کو اسی جگہ چھوڑنا القصہ عجل دو فون کو چھوڑ مین جاکر کھڑا ہوا اور میر کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ حمزہ کے فرزندون مین جسکو دعوی شجاعت ہو وہ میرے سامنے آئے شاہزادہ رستم پہلوان میر سے رخصت ہوکر گیا عجل نے دور کر رستم کی کمر مین ہاتھ ڈالا رستم نے اسکی کمر کی دوال تھامی دونون نے زور ہونیکا دونون لشکر دونون پہلوانونکا زور دیکھکر دعا کرتے تھے آخر عجل نے رستم سے کہا کہ تیرا زور مین نے دیکھا اب اور کسی اپنے بھائی کو بھیج رستم نے میدان سے پھرکر تقریر اسکی امیر سے بیان کی امیر نے بدیع الزمان کو بھیجا اسکے مقابلے کے لیے یہ جوان پہلوان کوہ البرز کا تھا جب دونون مین زور ہوا بدیع الزمان عجل پر غالب رہا عجل نے کہا کہ اے بدیع الزمان تیرا بھی زور مین نے دیکھا ماشاء اللہ اللہم زد اب تو جا حمزہ کو بھیج انکا بھی زور آزماؤن اپنی قوت دکھاؤن بدیع الزمان نے آکر امیر سے کہا کہ سطرحسے وہ پہلوان کہتا ہے امیر لشکر کو صف سے نکالکر اسکے سامنے گئے اور بایکدیگر کمرین پکڑکے زور کرنے لگے امیر نے دیکھا کہ کسیطرح سے اسکا لنگر نہین اٹھتا ہر چند زور کرتا ہون مگر یہ دلاور نہین اٹھتا ایک نعرہ کرکے جو زور کیا عجل کو اٹھا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے جلد اپنا نام بتا اپنے باپ دادا کا مقام تبلا عجل نے کہا کہ مین تیرا بھائی اور عبد المطلب کا بیٹا ہون امیر نے اسے آہستہ زمین پر چھوڑکے گلے سے لگایا انکو اسکے اوپر بہت سا پیار آیا اور کہا اسطرح کیا آنا تھا پہلے مجکو خبر کی ہوتی تا مین فوج یہانسے بھیجدیتا اور خود استقبال کرکے لے آتا تیرے لینے کو بڑی شتابی اور عجلت سے مع لشکر جاتا یہ گفتگو دونون بھائیون

مین ہو رہی تھی کہ ایک جوان مانند شیر نر کے غران میدان مین آ کھڑا ہوا امیر نے عجل سے پوچھا کہ تم اسکو پہچانتے ہو آیا اس شخص کو جانتے ہو عجل نے نادانستہ بیان کی اسمین کرب معدی نے اس زور سے گرز مارا کہ تمام بدن امیر کا عرق آ گیا آنکھون مین اندھیرا چھا گیا امیر نے گرز کو روک کر اسکی کمر پکڑ کے اور ایک لات اُسکے گھوڑے کو اس زور سے ماری کہ گھوڑا دس قدم پیچھے ہٹ گیا اُس صدمے سے کلیجہ اسکا پھٹ گیا اور اسکو سر پر اُٹھا لیا اُسنے عرض کی یا امیر مجکو زمین پر نہ پٹکیے گا مین آپکا خانہ زاد پسر معدی کرب ہون امیر نے اُسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ کے گلے سے لگایا اور عمرو نے معدی کرب سے پکار کر فرمایا کہ بیٹا مبارک ہو اُسنے کہا کیا امیر سے بڑی بے ادبی کی اسکو مار ڈالو اسکا کلیجہ اسکے سر سے نکالو امیر نے کہا کہ مین نے اُسکی تقصیر معاف کی اور اسکو خلعت دی اتنے مین قلماق شاہ مع لشکر حاضر ہو کے آداب بجالایا بعد عجز و نیاز سے پیش آیا امیر تینون بہلوانون کو ساتھ لیکر خیمہ گاہ مین آئے بڑی عزت و حرمت سے اُنکو اپنی فرودگاہ مین لائے اور ہر ایک کے مناسب کو طلائی کرسی عنایت کی اور حبشن کا حکم دیا رات بھر تو امیر حبشن مین رہے صبح کو آواز طبل جنگ کی سنکر زرنگاہ مین گئے نجیہ شتربان میدان مین آ کر للکارا شیر نر کی طرح بآواز بلند پکارا کہ اے عرب جسکو آرزو مرگ کی ہو وہ میرے سامنے آئے سیدھا ملک عدم کو جائے شبان طائفی امیر سے رخصت ہو کر اُسکے سامنے گیا اور کہا کہ اے شتربان بیقدر کیون بلبلاتا ہے سخن بیہودہ کیون زبان پر لاتا ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے اُسنے ایک گرز یقوت تمام شبان طائفی کو مارا مگر اُسکو کچھ ضرر بھی نہوئی جیسا کھڑا تھا اُسیطرح کھڑا رہا اُسی جگہ اڑا رہا اُسنے دوسرا اور تیسرا وار کیا شبان طائفی نے بسکو دکر کے ایک گرز نجیہ کے گھوڑے کو مارا کہ جہان اُسکی ریزہ ریزہ ہو گئین نجیہ پیادہ ہو گیا شبان طائفی بھی اپنے گھوڑے سے کود اور گرز گرز لڑا کیا شام کیوقت دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے صبح کو بدستور نجیہ میدان مین آیا پھر اہل فوج کو وہی بیانا زور و شور سنایا ادھر سے قیس قیماز جو اُس سے مقابل ہوا دونون بہلوان دو پہر کامل گرز بگرز لڑے بعد ازان یکایک بڑھکے زور کرنیلگے نجیہ نے بڑی محنت سے قیس قیماز کو اُٹھا کر دے مارا چاہتا تھا کہ قیس نے لات مار کے نجیہ کو گرایا اسکو زیر کیا اور آپ اُسکی چھاتی پر چڑھ کے قصد باندھنے کا کیا نجیہ نے بھی دونون پانون مار کر قیس کے لنگر کو ایسا اُچھالا کہ قیس زمین پر گرا غرض شام تک بسیطرح سے دونون بہلوان لڑا کیے باخود ہا مقابلہ کیا کیے کوئی کسی پر غالب نہوا رات کو فوجون نے آرام کیا صبح کو پھر صف آرائی کی بدستور میدان مین آ کر تیغ آزمائی کی بدیع الزمان جا کر نجیہ کا مقابلہ کیا نجیہ نے سات سو گز بدیع الزمان پر چلایا اُسکے سر پر یہ گرز گران لایا بدیع الزمان نے اُسکو رد کر کے کہا کہ دو حملے اور بھی کر لے نجیہ نے بقوت تمام دو حملے اور کیے مگر بدیع الزمان کے کچھ بھا نہ آیا آخر بدیع الزمان نے نعرہ کر کے نجیہ کو سر پر اُٹھا لیا بائے طلف سر سے اونچا کیا اور پھر چکر دیکر عمرو کے حوالے کیا عمرو نے اپنے خیمہ مین آ اُسکو بٹھا دیا مالک اشتر نے جب اپنے چچا کا یہ حال دیکھا نوشیروان سے کہا کہ حمزہ کے فرزند بہت زور آور و بہادر ہین اسوقت میرے چچا کو کس بہادری سے جوانمردی نے بٹھا دیا نوشیروان نے کہا کہ حمزہ کی تینی اولاد ہے سب ایسی ہی ہے مالک اشتر نے کہا کہ آج جنگ موقوف رہے کل مین ہی جوانسے لڑونگا تا لوگ یہ

نہ کہین کہ پسر حمزہ کا تھکا ہوا تھا اس سے باز رہا گیا نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے مین داخل ہوا امیر بھی اپنی بارگاہ مین گئے اور بہت کچھ بدیع الزمان پر سے نثار کیا محتاجون فقیرون کو بہت کچھ دیا اور پہلوانی کی کرسی پر بخیمہ طلب کیا اور بمکالمہ اسلام کے بعد اُسنے عرض کیا کہ تا آنے مالک اشتر کے مجکو معاف رکھیے امیر نے اُسکو معد یکرب کے پٹر کیا امین عرض بیگی نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ایک قاصد خرسنہ سے آیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ ہانکے لوگون کا پیام لایا ہی امیر نے اُسکو بلوایا اُسنے حاضر ہو کر فتحنوش کا خط گذرانا لکھا تھا کہ مرزوق فرنگی نے یہانتک ہماری نوبت پہونچائی ہی کہ ہم قلعہ بند ہوے اُسکے جور و ستم سے بہت مستمند ہوے یا تو آپ آیئے یا رستم پہلوان کو بھیجیے نہین تو ملک بھی ہاتھ سے جائیگا اور لوگونکے اسلام مین بھی فرق آئیگا امیر نے بآواز بلند اس خط کو پڑھکر یارونسے فرمایا سبکو سنایا کہ مین خرسنہ کو جاتا ہون اُس مردود کو اُسکی سرکشی کی سزا دیکھاتا ہون میری جگہ پر رستم کو سمجھا رستم نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مجھی کو حکم ہوے خرسنہ مین جاکر اُسکا فرو سر اڑا دے آؤن اُس لائق کا کارت لاؤن امیر نے فرمایا کہ اچھا پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیتے جاؤ جلد وہان اپنے تئین پہونچاؤ رستم نے کہا کہ حاجت فوج کی نہین ہی آپکے اقبال سے مین اکیلا اُس کافر کے قتل کرنے کے واسطے کافی ہون امیر نے کہا کہ لشکر کی کثرت سے حریف خائف ہوتا ہی لہذا انھا جانا تمھارا نا زیبا ہی ایسے حریف زبردست کے مقابلے پر بغیر لشکر حملہ لانا نازیبا ہی رستم نے نہ مانا اور اکیلا رخصت ہو کر دو پسر خرسنہ کی طرف راہی ہوا چند روز مین جا پہونچا اُس ملک مین کمال جرأت سے جا پہونچا دیکھا کہ لشکر فرنگ قلعہ کو محاصرہ کیے ہوے پڑا ہی اُس قلعہ کے لینے کو اڑا ہی جسنے ہی اُسکی فوج چین نعرہ کر کے مبارز طلب ہوا مرزوق شاہ نے مالیا کو اپنے خلف اکبر کو کہ پچاس گز کا قد تھا رستم سے مقابلہ کرنیکے واسطے بھیجا مالیا نے امیر ارادہ کا نام پوچھا رستم نے اپنا نام بتایا اپنا حسب و نسب اُسکو سُنایا مالیا نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکے رستم پر وار کیا رستم نے اُسکا ہاتھ پکڑکے تلوار چھین لی اور وہی تلوار اُس صفائی سے اُسکے سر پر ماری کہ خود دوسر پیچہ و خم کو کاٹتی ہوئی زانو تک گئی اُس حال کے دیکھنے سے سب فوج مارے خوف کے دہل گئی اور مالیا مانند خیار تردد پھانک کر گر پڑا لشکر فرنگ اُسکی ضرب دیکھ کر خائف ہوا کوئی اُس سے مقابلہ کرتے نہ آیا اُسکے مقابلے کی تاب نہ لایا تب رستم تلوار کھینچکر اسطرح سے لشکر فرنگ پر گر پڑا جیسے گلہ مین بکریونکے گھستا ہی جسکے سر پر وار لگاتا تھا اُسکو کھیرے کی طرح سے سر تا دو پھانک کرتا تھا اور وہ زمین پر آتا تھا جس سوار کی کمر پر ہاتھ جاتا تھا وہ دو ٹکڑے ہوا دھر اُدھر گرتا تھا سیدھا ملک علم کو جاتا تھا لشکر فرنگ مین جسطرح حکی چلاجن مچی مرزوق نے دیکھا کہ مالیا کے مارے جانے سے فوج کا جی چھوٹ گیا دست ہمت سکا تو نگیا اُسنے شاہزادے کی طرف رخ کیا سر بھی لشکر یونکے پاؤن تلے ٹھہرے مثل گلہ روباہ بھاگ کھڑے ہوے مرزوق سمجھا کہ مین تنہا حریف پر غالب نہونگا وہ بھی اپنے ہراول کے ساتھ بھاگا رستم نے ہنکا تعاقب کیا اور چار کوس تک کشتونسے پشتے باندھتا چلا گیا فتحنوش بھی فوج لیکر شاہزادے کے پاس پہونچا اور کہا کہ بس چار کوس تک تمنے حریف کا پیچھا کیا اُنکو خوب صدمہ دیا اس سے زیادہ دستور نہین ہی آپ آگے ہمکو منظور نہین ہی رستم نے نہ مانا اور کہا کہ آپ جایئے قلعہ کی مضبوطی کیجیے مجھکی خبر لیجیے ایسا نہو کہ حریف قلعہ خالی اُسکر فوج لیکے پھیکے اپنا

بند و بست کر کے پھر کمین دھوکا دے فتحوش تو قلعہ کیطرف پھرا اور رستم حریف کے پیچھے گیا فتحوش نے اُسیدم کیفیت امیر کو لکھ بھیجی القصہ شاہزادہ کفار کو مار کے شام تک دوسرے حاکم کی سرحد مین پہونچا اور شب کے لحاظ سے ایکدرخت کے نیچے سو رہا صبحکو اٹھکر شکار کے کباب کھا کر پھر گھوڑے پر سوار ہوا اُسیطرف جانیکو تیار ہوا اور کفار کا تعاقب کیا اُنکو بھاگتے ندیا اب تھوڑا حال امیر کا سینکہ جسدن رستم کو شہر خرسنہ کیطرف روانہ کیا اُسی شب کو مہر افروز بنت نوشیروان کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا امیر نے اُسکا نام مہر شاہ رکھا اور چالیس شبانہ روز کے جشن کا حکم دیا بڑا سامان محفل عیش جمع کیا بعد الفراغ جشن آواز کوس حربی کو سنکر امیر نے اپنے لشکر مین کوس سکندری بجوایا سبکو ٹرنیکا حکم دیا اور فوج لیکر میدان رزم مین صف آرا ہوے ہنوز لڑائی شروع ہوئی تھی کہ قاصد فتحوش کا مع نامہ پہونچا امیر نے اُس خط کو پڑھکر یارو سے کہا دیکھو رستم کا لڑکا کیسا باوجود جاتے کے کہ مرزوق شاہ کے ساتھ فوج کثیر تھا کتنا اُسکا تعاقب کیا ہر دیدہ و دانستہ اپنے تئین ایک بلا مین پھنسا دیا ہے خدا جانے ہتک کیا ہوا ہوگا بہرحال اب مجکو جانا واجب ہوا تم لوگ میری جا بدیع الزمان کو سمجھنا اور عمرو سے فرمایا کہ مین پانچ پہلوان اپنے ساتھ لیے جاتا ہون باقی سب فوج یہان موجود جو ابھی لشکر کی تمھارے ذمے ہے تم جانو اور تمھارا کام جانے جمیع امور مین تمکو اختیار ہے تمھارے حکم مین ہر پیادہ و سوار ہے کیا ملک لندھور و شبان طائفی و کرب معدی و استقصا توش و قیما زخاوری کی ہمراہ لیکے دو اسپہ خرسنہ کیطرف روانہ ہوے دو روز وہ سہ روزہ راہ کو ایکدن مین طے کرتے ہوے خرسنہ کے متصل پہونچے فتحوش استقبال کرکے امیر کو قلعہ مین لیگیا اور جشن کا حکم دیا سامان دعوت ہر طرح کا مہیا کیا امیر نے فرمایا کہ مجکو کھانا تاوقتیکہ خوش نہین آتا جشن کیسا انشاء اللہ تعالی پھرتے وقت سمجھا جائیگا جبتک مین اپنے حریف کو قتل نکرونگا مجکو چین نہ آئیگا جشن موقوف رہا رات کی رات وہان آرام کیا صبحکو مرزوق شاہ کے لشکر کیطرف چلے مرزوق شاہ کا حال سنیے اُسنے رستم کے منزلون تعاقب کرنیسے معلوم کیا کہ یہ حمزہ نہین پسر حمزہ کا بیٹا ہے کیونکر حمزہ حریف کا تعاقب چار کوس سے زیادہ نہین کرتے ہین اور مردانہ تجربہ کار ایسی جرأت نہین کرتے ہین اور یہ سبب ناکردہ کاری کے منزلون پیچھا کیے چلا آتا ہے اُسکے دلمین کسیطرح کا اندیشہ نہین سماتا ہے یہ سمجھکر رستم کیطرف پلٹا اور کہا کہ او عرب ادے مین سمجھتا تھا کہ تو حمزہ ہے نہین تو مین تیرے سامنے سے روگردان ہوتا تیرے ہاتھ سے مین عاجز اور پریشان ہوا یہ کہکر رستم پر حربہ کیا رستم نے اُسکے حربے کو خالی دیکر ایک تہمتی جو اری ہاتھ اُسکا قلم ہوگیا اُسنے اپنے گھوڑے کو ہٹا کر لشکر سے کہا کہ ہان اسے مارو یہ جانے پائے آگے قدم بڑھانے پائے تمام لشکر نے رستم پر یورش کی رستم نے دونون ہاتھ سے استقدر تلوارین ماریں کہ کشتونسے پشتے بندھ گئے مگر امیر ارادہ بھی مجروح ہوا اور گھوڑا بھی مارا گیا کفار نے چاہا کہ رستم کو گرفتار کرین لیکن کسی کو جرأت نہوئی اُسکے باندھ لینے کی کسیکو قدرت نہوئی آخر رستم ایک ٹیلے پر چڑھکر تیر سے مارنیلگا ہر تیر مین چار چار پانچ پانچ کافر چھد جاتے تھے مگر اسپر بھی مرزوق شاہ اپنے لشکر کو للکارتا تھا کہ جسطرح ہو اس عربزادے کو پکڑ لو اسکو ہرگز جانے نہ دو ہرگاہ تیر و نسے ترکش خالی ہوگیا اُسوقت امیر زادے متردد ہوکر پشت پر کا بندھا کیا ہوا

معین دیا اور یکبیان یہ وقت مدد کا ہمین سوائے تیرے کس سے عانت چاہون ہنوز دعا کو نہ کھولا تھا کہ امیر مع پہلوانان سام نزاد آپہونچے رستم کو مجروح دیکھکر کفار پر جا گرے مع ہر اہیان اُس فرقہ اشرار پر جا گرے اور نعرہ کرکے کہا کہ جو کوئی جانتا ہو تو جانے اور جو نہ جانتا ہو تو اب جانے کہ مین حمزہ بن عبد المطلب ہون اور کافرو تمھارے قتل کے لیے برسر غضب ہون لشکر کفار نے جو میر کا نعرہ سُنا ایک تلاطم ہو گیا سبکا ہوش گم ہو گیا ایسے بدحواس ہوے کہ تلوار سیدھی اُلٹی مین نہ پہچانتا تھا امیر نے ہزارہا کافرونکو قتل کیا ہزارون نے انکے ہاتھ سے شربت مرگ پیا آخر مرزوق شاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا امیر رستم کے پاس آئے اور زخمونکو پوچھا ہے نوشدارو کے لگا کر قلعہ کیطرف متوجہ ہوے مرزوق نے دیکھا کہ حمزہ بے قلعہ لیے ہوگا نہیں یوقت قتل عالم کریگا زن وبچہ و لوحق میرے سب مارے جاوینگے اسکے ہاتھ سے ہرگز نجات پاوینگے اپنے بیٹون پوتون سمیت کرین و انتون مین باکر قلعہ کے باہر آیا اور اپنے سب اہل وعیال کو امیر کے سامنے لایا اور امیر کے قدمہ پر گرکے امان خواہ ہوا امیر نے فرمایا اگر تو فرزندان و متعلقین سمیت مسلمان ہو اور میرے بیٹے رستم سپلیتن کو اپنی بیٹی دے تو البتہ مین تیرے اور تیرے لوگون کے قتل سے درگذرون اور تیرا سب قصور معاف کرون مرزوق اسیوقت مع فرزندان ہمراہی مسلمان ہوا اور رستم کو بیٹی دینے کا اقرار کیا امیر کو یارون سمیت قلعہ کے اندر لیجا کر مجلس عروسی مرتب کی امیر نے لندھور کو بھیجکر رستم کو طلب کرکے اُسکی بیٹی کے ساتھ منعقد کیا امیر زادہ تو محل مین داد عیش کی دینے لگا اور امیر مع یاران جوان عالم مین مصروف بعیش ہوے چند روز کے بعد مرزوق کو ساتھ لیکر خیر سنہ مین آئے اُن سبکو اپنے ساتھ لے اور فتحوش سے صلحا لو اور یادونو نکو متفق کرایا اور ایک شبانہ روز فتحوش کی دعوت کھائی وہانکی خوب کیفیت اُٹھائی دوسرے دن مع رستم سپلیتن و یاران ہمراہی مرزوق شاہ کوہ البرز کیطرف روانہ ہوے عین صف جنگ مین پہونچے امیر کے لشکر کے سردار امیر کو دیکھکر بہت قوی دل خوش و خرم ہوے اور ہر ایک قدمبوس ہوا امیر نے اُنکو گلے سے لگا کر تمام سرگذشت بیان کی وہانکے حالسے ہر ایک کو اطلاع دی مالک اشتر نے امیر کو دیکھکر نعرہ مارکر کہا کہ حمزہ تو میری بہشت سے کہان بھاگ گیا تھا بارے اجل تیری تجکو گھیر لائی تیری تقدیر نے اب میرے ہاتھ سے جانشنی مرگ کھائی امیر نے فرمایا کہ او پہلوان جنگجو بیہودہ لاف زنی نہین کرتے ہین لا کیا حربہ رکھتا ہے اُسنے گرز گھما کر اس زور سے امیر پر مارا کہ گرز سے قرار سے اُڑ نیکے امیر نے سپر پر روک کے اُسکو دکھایا اور کہا کہ او پہلوان دو حملے اور تجکو معاف ہین پھر باری میری ہے اُسنے دوبار گرز سے حملہ کیا لیکن امیر کو کچھ بھی خبر نہوئی جب باری امیر کی آئی اور اُسکے حملونسے زیادت پائی امیر نے اُسکو ہوشیار کرکے گیارہ سو نی گرز سام کا اس قوت سے اُسکو مارا کہ جسکے صدمے سے اُسکے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی عنان اختیار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ سپر و خود کے رکب سے الگ جا پڑا ہوا امیر بھی بے مہلت اُسکے سر پر آ موجود ہوے مالک اشتر بولا آفرین صد آفرین حمزہ تیرے دست و بازو کو سچ ہے کہ مثل تیرا جہانمین کہان ہے تو منتخب پہلوانان جہان ہے امیر نے دوسرا گرز اُسکے حوالہ کیا اُسنے بزار مشقت اسکو بھی دکھایا پھر دونون پہلوانون گرز بازی ہونیلگی دو پہر کے بعد گرز پھینکیا اور تلوار باندھ یکدیگر سے جھپٹنے لگی آخر مالک اشتر کی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ تلوار کا مع ڈنڈون کے اُسکے ہاتھ مین رہ گیا اُسنے امیر پر پھینک مارا عمرو بن امیہ نے دوڑکر اُسکو اُٹھا لیا

مالک اشتر نے ایک تیر عمرو بن امیہ کو مارا عمرو نے اپنی کاغذ کی سپر پر اسکو روکا اور ایک جست ایسی کی کہ بہتر گز زمین سے اوچھا گیا اور اُترتے وقت ایسی گردنی مالک اشتر کی گرد پر ماری کہ مالک کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا ایک خنجر اس کے دل پر چھوا گیا مالک نے سنبھلکر ایک تیر اور چلایا عمرو نے اسکو بھی کاغذ کی سپر پر روکا مالک نے امیر سے کہا کہ حمزہ نے عجب شخص بلا کو اپنی رفاقت میں رکھا ہے کہ عقل اسکی چالاکی سے حیران ہے یہ تو آفت کا جوان ہے یہ کہکر ایک وار تلوار آبدار کا امیر پر کیا امیر نے سپر پر روکا سپر امیر کی چار انگل کٹ گئی لیکن مالک کی تلوار بھی ٹوٹ گئی عمرو بولا کہ اے مالک قبضہ تلوار کا تیرے ہاتھ میں بڑا معلوم ہوتا ہے اور اب یہ میرا حق ہے اسکو ہاتھ سے پھینک دے مالک نے ہنسکر قبضہ کو اسکی طرف پھینک دیا عمرو نے اسکو زمین سے اُٹھا کر پونچھ کے زنبیل کے حوالے کیا پھر مالک نے نیزہ ہاتھ میں لیکر امیر پر چلایا اسکا صدمہ امیر پر نہ آیا امیر نے اسکو پکڑ کے ایک جھٹکا ایسا دیا کہ نیزہ مالک کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسکو تھاما امیر نے اسکے بدل کو مکا لکر ٹانٹا اسکی اس زور سے ماری کہ نیزہ کی پوری چوبا ہو گئی لیکن مالک نے مردانہ وار اپنے کو سنبھالا مگر کمند امیر پر پھینکی امیر نے کمند کو پکڑ لیا طرفین نے اسقدر زور کیا کہ کمند ٹوٹ گئی امیر نے مالک سے کہا کہ دس پہلوان جتنے ہر سپاہگری کے تھے وہ ہو چکے اب آ میرے تیرے زور ہو کہ میں تیری کمر پکڑوں اور تو میری کمر میں ہاتھ دے جسکو اُٹھا لیوے وہ اسکی فرمانبرداری کرے مغلوب جبتک زندہ رہے تابعداری کرے مالک نے بکشادہ پیشانی اس شرط کو قبول کر کے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اسکی کمر غلما دونوں پہلوانوں میں زور ہونیلگا ان دونکی زور آزمائیگا تمام لشکر میں شور رہونیلگا جب امیر کو جنبش ہوئی امیر نے فرمایا کہ ہشیار ہو جا میں نعرہ کرتا ہوں مالک بولا کہ آ پکی فرمایا دو فغان سے لڑکے ڈرتے ہینگے مردان جنگ تا دیدہ تجھے خوف کرتے ہونگے اور یہ تو بہتیرے نعرے سنے ہیں امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کر کے پہلے ہی ہلہ میں مالک کو سر پر اُٹھا لیا اور کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دے پٹکا کہ مالک بیہوش ہو گیا امیر نے جھٹ پٹ دست و بازو اسکے کمند سے باندھ لیے

مالک اشتر اور امیر حمزہ کی لڑائی اور عمرو کی گردنی دینا مالک کو پھر دینا اور مسلمان ہونا اُس کا

مالک بولا کہ یا امیر مجھے باندھنے سے کیا فائدہ ہے اب میں تا زیست آپکا غلام ہوں جبتک زندہ ہوں آپکی اطاعت جان و دل سے کرونگا امیر نے اُسے دم کلمہ تلقین کر کے اپنے گلے سے لگایا اُسکے حال پر التفات فرمایا اور عمرو نے اُسی جا پر

حلقہ غلامی کا اُسکے کان مین ڈالدیا اور غلامونکے زمرہ مین داخل کیا امیر شادیانے بجواتے ہوے اُسکو اپنے جمعیت مین لے آئے اور کرسی طلائی پر بٹھاکے بخیہ کو طلب کیا وہ بھی بلا عذر مسلمان ہوا اور حلقہ غلامی کا اپنے کان مین ڈالا امیر نے اُسکو بھی رہا کرکے کرسی طلائی پر بٹھلایا اور بخور طبی دیر کے بعد باہم بیٹھکر کھانا تناول فرمایا اور تمام رات شراب چلاکی اور رقص ہوا کیا صبح ہوتے ہی خبر ہوئی کہ ژوبین فولاد تن با فوج کثیر نوشیروان کی مدد کو آیا ہوا اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا ہی امیر سنکر چپ ہو رہے اور عیش و عشرت مین مصروف ہوے ایکدن سر دربار امیر سے عرض بیگی نے عرض کی کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا کہتا ہی کہ مین حمزہ کا باپ ہون ذرا میری خبر امیر کو کرو جلد انکو اطلاع کردہ امیر سنکر بہت بھیا نک ہوے کہ سوائے خواجہ عبد المطلب کے کون میرا باپ ہی مجکو اُسکی بات سے کمال حیرت ہی بلکہ مقام غیرت ہی قفندر نے یاد دلایا کہ یا امیر وہ جو سوداگرون کا قافلہ خرستہ کی راہ مین ملا تھا اور آپنے خواجہ عبد المطلب کا دوست سنکر قافلہ سالار کو باپ کہا تھا شاید وہی ہوگا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی صورت سے یہان آیا ہی اپنے تئین جم تک پہونچایا ہی امیر نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ ہو تو اُسکو لے آؤ پھر گر تو قف نہ کرو قفندر جبارگاہ سے نکلا دیکھا کہ وہی قافلہ سالار ہی اُسکو لے آیا بارگاہ مین پہونچایا امیر نے بکمال عزت و توقیر اُسکو اپنے پاس بٹھلایا اور بہت التفات فرمایا اور احوال پرسی کرکے نوازا اور پوچھا کہ آپکا رنگ کیون زرد ہی کیا بیمار تھے یا کسی بلا مین گرفتار تھے اُسنے کہا کہ مبتلاے بلاے عشق ہون اُسکے بدولت یہ میرا حال ہی کیا کہون جو کچھ مجکو ملال ہی امیر نے فرمایا آخر مفصل بیان تو کرو مین تو سنون اُسکا حتی الامکان تدارک کرون اُسنے امیر کو ایک تصویر نکالکر دکھلائی اور کہا کہ جسکی تصویر ہی وہ شہر بروع کے فرمانروا کی بیٹی ہی اور نام اُس بادشاہ کا ہردم ہی اُسکے باپ کی وصیت ہی کہ جو کوئی ہردم کو پچھاڑے وہ اُس شخص کی بیٹی کے ساتھ شادی کرے قضاکار میرا شہر بروع مین گذر ہوا ایکدن اُسکے جھروکے کے نیچے سے جو ہو کر نکلا میرے اور اُسکے چار آنکھین ہوئین دیکھتے ہی جنون نے آکر مجکو سلام کیا اُسکے عشق نے مجھپر خراب و خوار حرام کیا گریبان صبر و طاقت کو بدہین ہوش جاکر کے مجھے بیحال کو بیہوش بنایا میرا یہ حال بنایا مین نے اپنے مین یہ قوت نہ دیکھی کہ ہردم مجھسے زیر ہوئے آپکے پاس حاضر ہوا کہ آپکی مدد سے ہ نازنین مجھکو لے تصویر اُسکی کھینچوا کر مین نے اپنے پاس رکھی ہی جب بیتاب یا دہ ہوتا ہون تصویر کو دیکھتا ہون تسکین ہوتی ہی فی الجملہ تسلی پذیر میری خاطر اندوہگین ہوتی ہی جتنے سردار امیر کی محفل مین حاضر تھے تصویر کو دیکھکر کہنے لگے کہ حق بجانب اس سودا گر بیچارے کے ہی ایسے معشوق کو دیکھکر کیونکر دل از دست دادہ نہو کسواسطے جان دینے پر آمادہ نہوا امیر نے اُس سوداگر کو کھانا کھلوا کر رخصت کیا اور انجام اس مہم کا قول نیاز اوی الکھتا ہی کہ سعد بن عمرو اُس تصویر کو دیکھتے ہی یکجان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہوگیا جب دوپہر رات گذری دربار سے اُٹھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور بروع کی راہ لی اُس ملک کے جانیکی تیاری کی اور رنگ و گور رنگ طلا یہ بھورہے تھے سعد کو دیکھکر کہا کہ بادشاہ سوقت کدھر کا عزم ہی سعد نے کہا کہ اگر میرے ساتھ چلنا منظور ہو چلے چلو اگر کچھ سوسہ اپنے دل مین لاؤ باقی کچھ پوچھنیسین جہان کہین جاتا ہون آپ کو خود معلوم ہو جائیگا

جوار ادہ میرے دلمین ہو تمھارے سامنے آئیگا دونون سعد کے ہمراہ روانہ ہوے چند روز مین برفرع کی سرحد مین پہونچے ایک باغ عالیشان نظر آیا اُسکا چمن اور قصر نہایت اُنکے دلکو بھائی اُسکے اندر جاکر سیر کرنیلگے ایک طرف کو ایک تالاب بکریونکا گلہ نظر آیا گویا سامان تنعم سیری کا یا یا سعد نے کہا ازبسکہ اسدم اشتہا غالب ہی چار پانچ بکریان اس گلہ سے پکڑکے کباب کرو اب آمین کسی سے نڈرو اون نگ گورنگ نے بادشاہ کا حکم بجالاے جھٹ پٹ اُن بکریون کے کباب لگائے رکھوالے نے جو دیکھا کہ تین آدمی بکریونکے کباب لگا رہے ہین بے تکلف کھا رہے ہین آگ ہو گیا نزدیک جاکر کہنے لگا کہ ہمسا دو کیا تمھاری موت یہان لے آئی ہو یہ کیا بات تمھارے دلمین سمائی ہر نہین جانتے ہو کہ یہ بکریان ہر دم ملک الموت کی ہین سعد نے کہا کہ کیون سیہودہ بکتا ہر جا اپنے ہر دم کو خبر کردے کہ حمزہ کا پوتا آیا ہو اور تجکو بلاتا ہر دیکھو تو وہ اسکا جواب کیا تجکو سناتا ہر رکھوالے نے ہر دم سے جاکر کہا ہر دم نے ہفت زندہ دلو دی ہنسی اور گرز کو ہاتھ مین لیکر دیوانہ وار جھومتا ہوا باغ مین آیا اُسکے پاس جلد اپنے تین پہونچا یا سعد اور نگ و گورنگ کو دیکھکر کہنے لگا کہ ہو جو تم کون ہو اور کہانسے آئے ہو سچ بتاؤ یہان کیون تشریف لائے ہو سعد بولا کہ مین حمزہ کا پوتا ہون و نام میرا سعد بن سکرو ہی تجکو گرفتار کرنے آیا ہون اس جرأت کو دیکھ کہ فقط دو آدمی اپنے ساتھ لایا ہون ہر دم یہ سُنکر بہت ہنسا اور بولا کہ ای عرب ادے اتنی فضولی کیون بکتا ہر میری کثرت لشکر سے نہین ڈرتا ہر حمزہ نے کیا میرا آوازہ نہین سُنا کہ تجھسے لڑکے کو میرے پاس بھیجا ہو ایک تلنفس کو اتنی جمعیت کے مقابلے کو بے وسوسہ بھیجا ہر سعد نے کہا کہ پہلے تو تجکو جواب دیلے پیچھے حمزہ کا نام لیناہر دم اُسکا سامنا کرنیکو موجود ہوا اور نگ و گورنگ نے کہا بادشاہ ہم سرفروش حمزہ ہین کیونکے لیے ہین پہلے یہ ہمسے لڑلیوے بعد ازان آپسے مقابلہ کرے ہر چند سعد نے منع کیا مگر ان اجل گرفتہ نے نہ مانا پہلے ہر دم کا مقابلہ اورنگ نے کیا ہر دم نے اورنگ کو ایک ہی ضرب مین ٹھنڈا کیا گورنگ مقابل ہوا اُسکا بھی وہی حال ہوا جب یہ دونون مارے گئے تو سعد کو بہت ملال ہوا سعد خشمگین ہو کر ہر دم کے سامنے آیا اُسنے گرز گھما کر سعد پر مارا سعد نے اُسکو رد کیا اور پھیے ہٹکر اسقدر تیر مارے کہ ساتون زندہ ہر دم کی سوراخ ہو گئین ہر دم نے مکر پکڑکے سعد کو اُٹھالیا اور زمین پر پھینک کر کہا کہ جا حمزہ کو بھیج تیرے اوپر تجکو رحم آتا ہر میرے ہاتھ سے تو قتل ہوگا یہ کام مجکو نہین بھاتا ہر کیونکہ اپنی بہن سے جاکر کہا کہ حمزہ کا پوتا دو رفیقونسے آیا تھا سو رفیق تو اُسکے میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین اگر مین نے اُسکو پچھاڑکر چھوڑ دیا اُسکو قتل نہ کیا اور کہا جا حمزہ کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے وہ یہ کی کہ بہت خوب کیا سعد جو باغ سے نکلا تو کوس گیا ہوگا کہ دلمین خیال آیا کہ تو ہیر کو جاکر کیا منہ دکھائیگا کیونکر اُسکے سامنے جائیگا اس سے بہتر ہر کہ کسی اور ملک مین چل اور نام و نشان سے اپنے کسیکو واقف نکرے سو چلتے چلتے جنگل کی راہ لی کئی فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک باغ نظر آیا باغ کے اندر گیا تو نمونۂ بہشت پایا گھوڑے کو نہر سے پانی پلا کر چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور آپ لب حوض زین پوش بچھاکے بیٹھا فکر و تردد مین اپنے عصا پر تکیہ لگا کے بیٹھا ہی وقت صاحب باغ کہ ہر دم کی بھائی تھی چند خواصون کو ساتھ لیے ہوے طواف

آئی بطریق سیر وہان تشریف لائی دیکھا کہ ایک جوان عمدا لب حوض بیٹھا ہوا ہے سعد بن عمرو کے پاس آکر مستفسر ہوئی کہ ایسا جوان تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کس مہم پر تو پہنچا یا ہے سعد نے اسکو دیکھکر جھٹ پٹ سلاح اپنے بدن سے لگائے اور اسکے مقابل ہوا اس ماہ پارہ نے چھوٹتے ہی سعد پر تیرہ چلایا سعد نے تیرہ چھین کر اسی اندھی کو وہ نازنین لوٹ پوٹ ہوگئی سعد اسکے سینے پر چڑھ بیٹھا اور قصد باندھنے کا کیا کہ ہاتھ اسکے سینے پر چاپڑ اغور اسکے سینے پر سے اوڑھنی کے نقاب الٹ کر دیکھا کہ ماہ چہاردہم اس ماہ چہاردہ ساد کے پر نور حسن سے کسب ضیا کرتا ہے اسکے سامنے آفتاب حیا کرتا ہے اسکو دیکھکر ہر دم کی بہن کو بھول گیا اسکی صورت و غریب دیکھکر مارے خوشی کے پھول گیا پوچھا کہ اے جہان افروز تو کون ہے وہ بولی کہ ہر دم کی بھانجی ہوں سعد نے کہا ہر دم کی بہن کی تو ہنوز شادی نہیں ہوئی تو کیونکر پیدا ہوئی اس غیرت ماہ نے کہا کہ وہ میری خالہ ہے سعد نے کہا کہ اگر مجھ غریب مسافر پر کرم کیا ہے تو ایک ساعت اپنے نورجمال سے میری آنکھوں کو روشن کر میرے ویرانہ دل کو اپنا جمال دکھا کر گلشن کر وہ بولی تمام عمر لونڈی گری میں حاضر ہوں مگر تو سچ سچ اپنا نام و نشان بتا اپنا حسب و نسب ٹھیک ٹھیک جتا سعد بولا کہ میں حمزہ کا پوتا ہوں سعد بن عمرو میرا نام ہے میرے باپ دادا کا مکہ معظمہ مقام ہے یہ کہکر کیفیت اپنے آنیکی مفصل بیان کی اپنے قصد و ارادے سے اسکو اطلاع دی وہ مہ پارہ سعد کو اپنے مکان پر لیگئی اور خوشی خوشی سعد کے نکاح میں دیدی وہ یہ سمجھی کہ میں نے نعمت عظمیٰ پائی اور شب و روز دونوں ملکر وادعیش کی دینے لگے مزہ زندگی کا اتصال جسمانی سے لینے لگا امیر کا حال سینے سعد کے گم ہونیکی خبر سنکر نہایت متردد ہوئے چاروطرف آدمی تلاش کو دوڑائے لیکن سعد کا کہیں پتہ نہ ملا کسی نے اسکا نشان کچھ نہ دیا لشکر میں عرض کی کہ جسوقت ہرمز و اگرنے تصویر دکھائی تھی میں نے دیکھا تھا کہ سعد کے حواس درست نہ تھے کیا عجب ہے اگر سعد نے بزرچ کی راہ لی ہو اسکے شہر میں پہونچنے کی نیت کی ہو اتنے میں خبر پہونچی کہ اورنگ و گورنگ بھی لشکر سے غائب ہیں امیر نے فرمایا کہ بلاشبہ سعد بزرچ کیطرف گیا اورنگ و گورنگ بھی اسکے ساتھ گئے عمرو بولا کہ میں نے سنا ہے کہ ہرمز مارا و بروت پہلوان ہے اسکے لشکر کا منتخب زمانہ ہر ایک جوان ہے ایسا نہ ہو کہ سعد کے دشمنوں کو کچھ چیستہ زخم پہونچے امیر نے رستم بیلتن کو اپنا قائم مقام کیا اور اپنے سب کاروبار کا اسکو اختیار دیا اور عمرو کو ہمراہ لیکر بزرچ کیطرف روانہ ہوئے چند روز کے بعد بزرچ کی سرحد میں پہونچکر اسی باغیچہ میں وارد ہوئے جہاں سعد پہونچا تھا دیکھا کہ اورنگ و گورنگ کی لاشیں پڑی ہیں عمرو سے کہا کہ سعد بھی مارا گیا عمرو بولا کہ اگر سعد مارا جاتا تو اسکی بھی لاش یہیں ہوتی مگر ہر دم نے اسکو زندہ پکڑ کے قید کیا ہوگا تو عجب نہیں ہے امیر نے اورنگ و گورنگ کو اسی باغیچہ میں دفن کیا اور بہت سا انکے لیے روئے یہیں وہ بیٹھا کہ بکریوں کا غول آیا عمرو نے جا بکریاں پکڑ کے ذبح کیں اور کباب لگانے لگا اور نہایت اطمینان سے وہ کباب لگانے لگا رکھوالا چار بکریاں گلے میں کر دیکھکر باغیچہ میں تلاش کرنے لگا دیکھا کہ دو شخص بیٹھے ہوئے بکریوں کے کباب لگا رہے ہیں بہت مزہ سے کھا رہے ہیں دوڑ کر امیر کے پاس آیا اور گھبرا کر کہنے لگا کہ ہرمز نیا لوگ یا جہل تھا ہی لشکر میں گیر ہو رہی ہے کہ بکریوں کو ذبح کر کے کباب لگاتے ہو پرایا مال اپنا سمجھکر قبضے میں لاتے ہو بھی کسی کی بات

ہوے کہ حمزہ کا پوتا دو رفیقو نسے یہان وارد ہوا تھا اور اُسنے بھی تین بکریونکے کباب لگائے تھے ہردم نے اُنکو جانیسے مار کے کیسی سے کچھ خوف و باک نہ کیا امیر نے پوچھا کہ حمزہ کا پوتا بھی مارا گیا یا زندہ گرفتار ہوا اُسنے کہا کہ ہردم نام اُسکے رفیقو نکو مار کے حمزہ کے پاس لحاظ سے اُسکو جیتا چھوڑ دیا اُسکے قتل کا ارادہ نہ کیا پھر معلوم نہین کہ وہ کدھر کو گیا امیر نے سجدۂ شکر کیا کہ بارے سعد زندہ ہے مارا نہین گیا رکھوالے سے فرمایا کہ جاکر ہردم کو خبر کردے کہ حمزہ آیا ہے اور تجھے بلاتا ہے کچھ خبر اُسکی تجکو سناتا ہے اور رکھوالے نے ہردم کو اطلاع کی حمزہ کے آنیکی خبر دی ہردم اُسیدم گرز اُٹھا کر باغین آیا امیر ہردم کو دیکھکر سلاح لگا کے گھوڑے پر سوار ہوے ہردم امیر کو دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ حمزہ جیسے مین نے تیرا نام سُنا تھا مین تیرا مشتاق تھا کہ تجھسے ملاقات ہووے تو مین تجھسے لڑون تیری شجاعت و بہادری دیکھون ہان حربہ کر امیر نے کہا کہ پہلے دستی کرنیکا بنا معمول نہین ہے پہلے تو حربہ کر پھر مین کرونگا تیرے حربہ کا جواب دونگا ہردم نے گرز کو چرخ دیکر امیر کے سر پر مارا امیر نے اپنے گرز پر رد کا تو زنجیر اُسکے گرز کی امیر کے گرز مین لپٹ گئی سانپ کیطرح سے چمٹ گئی دونون آدمی اپنی اپنی طرف کھینچنے لگے اُس زنجیر کو مع گرز اینچنے لگے زنجیر ہردم کے گرز کی چٹ چٹ ٹوٹ گئی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہردم نے قبضہ اُسکا امیر کے اوپر پھینک مارا امیر نے اُسکو خالی دیا اُسکے حربے نے کچھ کام نہین کیا ہردم جب نہتا ہو گیا باغ سے درخت اُکھیڑ کر امیر پر پھینکا امیر جست کر کے اُنکی زد سے الگ ہو گئے درخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہردم نے کہا کہ حمزہ آفرین صد آفرین تیرے دست و بازو کو جیسا مین نے سُنا تھا ویسا ہی پایا تجھسا جوان دلیر آجتک نظر نہین آیا ذرا اپنے چہرے سے نقاب اُٹھا دے اپنا جمال بالکمال برائے خدا مجکو دکھا دے کہ مین تیری زیارت کرون اپنی آنکھون کو جلاے دو افروز امیر نے اپنے چہرۂ انور سے نقاب اُٹھا دیا اپنا چہرۂ پر نور اُسکو دکھا دیا ہردم نے دیکھا کہ چہرۂ امیر کا آفتاب کو شرماتا ہے مگر سن مبارک ایک مرد دانشمند اور جہاندیدہ ہے ہردم نے کہا کہ آج تو رات ہوئی اب کل تجھسے لڑونگا صبح کو تیرا مقابلہ کرونگا یہ کہکر اپنے مکان پر گیا اور چند بکریان مجرد صرف احسان گوناگون شراب کی امیر کیواسطے بھیجین عمرو نے اُنکے کباب لگائے امیر نے عمرو کو

امیر پر ہردم کا ایک درخت اُکھاڑ کر پھینکنا اور امیر کا اُس سے بچنا

ہمراہ لیکر کباب و شراب کھاپی کے چین سے آرام کیا اور ہردم نے بیت سی تعریف امیر کی اپنی بہن سے کی اور کہا کہ ہر چند مسن ہی مگر ایسا ذی قوت و صاحب جمال دیکھنے مین کیا کبھی سننے مین نہین آیا اللہ نے اُسکو سب باتون مین بیمثل بنایا ہی وہ سنکر بہت خوش ہوئی دوسرے دن پھر ہردم گرز لیکر امیر کے پاس آیا اور مستعد بجنگ ہوا آخر لڑتے لڑتے شام ہوگئی قریب شام گرز ہردم کا ٹوٹ گیا ہردم نے امیر سے کہا کہ میرے پاس دو گرز تھے سو وہ دونون ٹوٹ گئے اب جنگ گرز تیار رہو مجکو مہلت ملے لڑائی سے دو ایک روز فرصت ملے امیر نے کہا بہت بہتر ہی مگر سچ بتا کہ پوتا میر اکیا ہوا ہردم بولا کہ حمزہ تیرا نام سُنکر مین نے تیرے پوتے کو زندہ چھوڑ دیا ہی کے ساتھ سلوک بد نہ کیا مگر یہنین معلوم کہ وہ کدھر کو گیا یہ کہکر ہردم اپنے گھر کو گیا اور چند دنے اور عیش و شراب کے امیر کیواسطے بھیجدیئے اسدن بھی امیر کی جوانمردی کا حال اپنی بہن سے بیان کیا اور کہا کہ اس سے بہتر تیرے اسطے دنیا مین جفت نہوگا اور کمار کو بلا کر حکم دیا اور اُسکو ہمسات پر آمادہ کیا کہ اتون رات نو سو من لوہے کا گرز تیار کردے اُسکی مزدوری جو مانگے سو لے کمار نے صبح ہوتے ہوتے گرز تیار کردیا ہردم کا حکم تعمیل کیا ہردم ضروریات ستہ سے فراغت کرکے باہمین آیا اور امیر سے کہنے لگا کہ دو گرز تو میرے ٹوٹ چکے مین اگر یہ گرز بھی ٹوٹ جائیگا تو مجکو بڑی دقت ہوگی کیونکہ تم اپنے گرز پر میرے گرز کو روکتے ہو اس سے بہتر یہ ہو کہ تم اپنے گرز کو الگ رکھدو اگر بہادر ہی کہلاتے ہو تو میرا کہنا کرو امیر نے قبول کیا اور گرز سکمار پر کا امیر کے سر مین چار انگل گرز دہ آیا اس ضرب سے اُنھون نے بڑا صدمہ پایا امیر نے جھنجھلا کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ساتون زرہین ہردم کی کٹگئین اور مجروح ہوا ہردم نے دم سر دیکھینچکر امیر سے کہا کہ یہ سن ہو امیر اور لڑتے لڑتے مگر آپس مین نہ تھکے ہوا دونون پہلوان اپنے اپنے زخم اچھا کرنمین مصروف ہوے مقابلے موقوف ہوے چند روز مین ہردم و امیر اچھے ہوے اور پھر یکدیگر سے لڑنیلگے ہردم نے چاہا کہ پھر اُسی زخم پر گرز مارے امیر نے دوڑکر دونون بازو اُسکے پکڑلیے اور زمین پر کے سر پر اُٹھالیا اور جمع دیکر زمین پر دیمارا اور چھاتی پر چڑھ کے دعوت اسلام کی کی اسلام لانے پر اُس سے قسم لی وہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہر طرح سے تابع فرمان ہوا اور امیر و عمرو کو اپنے مکان مین لیجاکر بڑے تکلف سے دعوت کی اور کہا کہ میرے باپ کی وصیت تھی جو کوئی تیری پیٹھ زمین کو لگائے تو اُسکے ساتھ اپنی بہن کی شادی کردینا یہ لڑکی بیخوف و خطر دنیا سو آپنے مجکو پچھاڑا اب میری بہن کے ساتھ شادی کیجیے اُسکو اپنے عقد مین لیجیے امیر کی اجازت سے عمرو نے صیغہ پڑھا امیر محل مین جاکر مصروف بعیش ہوے یہ خبر سعد کو پہونچی کہ میر بیانتک پہونچے اور ہردم کی بہن کے ساتھ عقد کیا اُسکو اپنے نکاح مین لیا سعد مسلح ہوکر اپنے گھوڑے پر سوار ہو ہردم کے پاس جانیکو تیار ہوا اور شہر بند کرنے کی راہ لی ہرگاہ ہردم کے دروازے پر پہونچا ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ امیر کے کانون مین آواز پہونچی اور امیر نے ہردم سے کہا دیکھو یہ نعرہ کس پہلوان نے کیا ایسا قصد دلیرانہ کس جوان نے کیا ہردم اپنا گرز اُٹھا کر باہر آیا ایک برکیو اپنے دروازے پر کھڑا پایا سعد نے مرکب سے کود کر دونون بازو ہردم کے پکڑلیے اور چاہا کہ زمین سے اُٹھالیا ہردم

چرخ دبکر زمین پر دیارا اور سینے پر چڑھ بیٹھا ہردم بولا کہ اے بہادر اپنا نام بتا کہ تو کون ہے سعد نے کہا کہ میں سعد بن عمرو بن حمزہ ہوں ہردم نے کہا میرے سینے سے اُتر تا تجکو بتیرے دادا سے ملا دوں تیرے ساتھ یہ احسان کروں سعد اُسکے سینے سے اُتر کر ہمراہ ہوا جونہی امیر سے چار آنکھیں ہوئیں دوڑ کر قدمبوس گرا امیر نے سعد کو چھاتی سے لگایا اُسکے دیکھنے سے اُنکے قلب کو چین آیا اور سر دردکے بوسے لیے ہردم نے امیر سے عرض کی کہ ایک امر میں میں کمال متحیر ہوں پہلے آپکے پوتے سعد کو بآسانی تمام میں نے اُٹھا لیا تھا اور آج سعد نے ہی سولت سے مجکو اُٹھا لیا جیسے کوئی پہلوان کسی بچہ شیر خوارہ کو اُٹھالے اُسمیں کیا تھا اور آج کیا ہوا اسکا حال مجھسے کہیے کہ یہ کیا ہوا ہر امیر نے فرمایا کہ آگے وہ بیمار عشق خانہ خراب تھا حواس خمسہ منتشر تھے طاقت سلب تھی تمین خلجان اور اضطراب تھا اور آج بفضلہ تعالی تندرستی اور قوت اصلی موجود ہے وہ سامان تردد و انتشار یکقلم مفقود ہے یہ کہکر ہردم کو سعد سے بغلگیر کر دیا دونوں کو آپس میں ملوا دیا اور کھانا منگوا کے سبھوں نے ایک دسترخوان پر تناول کیا ساقیان ہوش خورشید منظر صراحیان بادہ گلفام رکی لے لے کر حاضر ہوئے اور مطربان خوش آہنگ قاصان پری پیکر بجا کر نیلگے صبحکو امیر نے ہردم سے کہا کہ اب میں اپنے لشکر کلان جاؤنگا اپنا ارادہ بتا کہ کیا ہے تو کس بات پر حیا ہے اُسنے عرض کی یا امیر ہردم آپکے ساتھ موجود ہے جبتک دم میں دم ہے ایکدم تو جدا ہونیکا نہیں امیر ہردم کی بہن سے خصومت ہوئے اور ہردم و سعد کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف چلے اُسوقت پہونچے کہ ژوبین اور مرزوق شاہ فرنگ سے صف جنگ میں لڑائی ہو رہی تھی باخود ہا تیغ آزمائی ہو رہی تھی امیر کو دیکھکر جتنے سردار تھے سب خوش ہو گئے اور آکر قدمبوس ہوئے ژوبین فولادتن نے مرزوق کو اُٹھا کر زمین پر دیمارکر کہا کہ اے فرنگی تجکو کیا مارون جا اور کسیکو بھیج مرزوق تو لشکر میں آیا یہاں خراب سبکو سنایا مالک اشتر نے جاکر ژوبین کا مقابلہ کیا ژوبین فولادتن نے مالک اشتر پر ایسا گرز مارا کہ ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا مالک اشتر نے بھی اپنے گرز سنبھال کر ایسا جو بدیا کہ ژوبین بھی حیران ہو گیا دو پہر تک دونوں پہلوان گرز بگرز لڑے بجوتلوار پکڑی ژوبین فولادتن نے قریب شام کے مالک کے ہاتھ کو زخمی کیا برات کر کے زخم کاری یاسمین شہسوار فلک دل نے درمیان آکر مصالحہ کیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے جب چوتھا شاہ فلک جلوہ پہلوتنی جنگ کا تماشا دیکھنے کیواسطے تخت روز پر جلوہ افروز ہوا اور اُسکی روشنی سے سطح روے زمین بہرہ اندوز ہوا دونوں لشکروں نے صف آرائی کی نیت زور آزمائی کی ژوبین اور رنجبہ شیریان سے مقابلہ ہوا ژوبین نے نیزہ مرکب بخیہ کو گرا کر کہا کہ جا اور کسیکو بھیج بخیہ لشکر میں آیا قند زسر شیران ژوبین کے سامنے گیا قند زنے ژوبین کے وار کو رد کر کے ایک گرز مارا ژوبین نے خالی دیکر قند زکا کچھ پھینک کر قند زکو گھوڑے سے کھینچ لیا قند زکا بند بند اُسکی گردن میں ڈالکر اپنی طرف کھینچا قند زنے بھی دست نوئی میدان میں جا کر ژوبین سے تا شام گرز گرز دست بگلمک سے لڑا کہ دونوں لشکر و نمین آواز تحسنت و آفرین کی بلند ہوئی ہر ایک جوان کی زبان سے صدا تحسین کی بلند ہوئی ہرگاہ دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرے بخبنگ نے فوشیروان سے کہا کہ کل ژوبین فولادتن سے

اور بدیع الزمان سے ضرور جنگ ہوگی کہ اُس لڑائی کے دیکھنے سے عقل بہادروں کی دنگ ہوگی نوشیرواں نے کہا تعجب کیا ہے میرا دل بھی اسبات پر گواہی دیتا ہے ہمارے رات گذر گئی جب صبح ہوئی اومید ہین طرفین کے لشکر آئے ژوبین نے گھوڑا میدان مین نکالا اپنے تئین خوب سنبھالا اومبارز طلب ہوا اودھر سے شاہزادہ بدیع الزمان اپنے مرکب کو اُٹھا کر اُس سے مقابل ہوا ژوبین بولا کہ اول پست قد تو کون ہے اپنا نام بتا کہ بے نام و نشان مارا جائے تیرے قتل پر ہر شخص افسوس کھائے میرزادہ بولا کہ بدیع الزمان بن حمزہ میرا نام ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے ژوبین نے ایک گرز امیرزادہ کے ایسا مارا کہ تین سو ساٹھ گز مین خون دور گیا اور ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا مگر امیرزادہ نے مردانہ وار اپنے کو قائم رکھکر کہا کہ ہان اور دو حربے کرے ژوبین نے کمال گرمی سے دو حربے اور شاہزادے پر کیے اور جنگ زمتوا تر اُسکے بدن سے شاہزادے نے اُسکے حربو ںکو روک کے ایسا گرز مارا کہ سر ژوبین کی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور ژوبین کی آنکھ تین اندھیرا آگیا سیاہی کا عالم میسر چھا گیا اسیطرح دو پہر کامل تک دونون پہلوان گرز بگرز لڑے پھر نوبت تلوار کی آئی معرکہ جنگ نے اور ہی صورت دکھائی تلوارین بھی لڑتے لڑتے آری ہوگئین کمندین چلنے لگین بعد ازان دونون بہادر پیادہ ہوکر بایکدیگر زور کرنے لگے امیرزادہ نے دو بار ژوبین کو تا بزانو اُٹھا لیا بڑے زور سے گھٹنون تک لایا لیکن زیادہ اس سے نہ اُٹھا سکا کسی طرح وہ سر تک نہ آسکا اسین شام ہوگئی دونون لشکر ڈنین طبل بازگشت بجا بھیجا پھر تو بعد صرف آرائی ہوئی ژوبین زرنگاہ بین جا کر للکارنے لگا ہر ایک کا نام لیکر پکارنیلگا کہ جسکی موت ہو وہ میرے سامنے آئے ممکن ہو کہ میرے سامنے سے بچکر زندہ جاوے امیر نے اشقر دیو نژاد کو قلب لشکر سے نکالا اور ژوبین نے جھپٹتے ہی امیر کی کمر پکڑی امیر بھی اُسکی کمر پر دست انداز ہوے اور بایکدیگر زور کرنیلگے جب دونونکے مرکب تا بزانو زمین مین دھنس گئے دونون بہادر پیادہ ہوے کشتی کرنے پر آمادہ ہوے دیر تک داؤ پیچ چلا کیے آخر امیر نے زور کرکے ژوبین کو اُٹھا کر سر گردان کیا اور زمین پر دے مارا کے چھاتی پر چڑھ بیٹھے عمرو بن امیہ نے کمند سے باندھ لیا فی الفور سیر کیا امیر نقارہ شادیانی کا بجواتے ہوے خیمہ گاہ کیطرف چلے اور سیدھے محلسرا مین چلے گئے یہان پہلوانون نے جمع ہوکر عمرو بن امیہ سے کہا کہ ژوبین نے ہم سبکو ذلیل و شکست جنگ مین کیا ہے بڑا حسد دیا ہے اگر یہ زندہ رہیگا تو ہمیشہ آنکھ اس سے جھکتی رہیگی تمام خلقت ہمکو برا بے غیرت کہیگی کسی تدبیر سے یہ مرواڈالا جاتا یہ بھی ہمارے ہاتھ سے فلت اُٹھاتا تو رنج مٹتا عمرو نے کہا کہ امیر بھی ژوبین سے پہلو تہی نہ مانینگے بلکہ بہ نسبت اسکے زیادہ عزیز رکھینگے کہ ایسے پہلوان صد و بیست مین آتے ہین قدر شناس بہادران ایسے جوان جری کا قتل کبھی خیال مین بھی نہین لاتے ہین جب لوگون نے عمرو کو لالچ دیا عمرو نے ہرمز سے کہا کہ تو سیسہ گرم کر کے ژوبین کے پلا دے اگر امیر کچھ آزردہ ہونگے تو مین جوابدہی کرونگا اُنکو بصورت ضامند کرونگا ہرمز نے سیسہ گرم کرکے ژوبین کو پلا دیا ژوبین کا دل و جگر اُسیوقت پگھل گیا امیر جو محل سے برآمد ہوے ژوبین کو طلب کیا معلوم ہوا کہ ہرمز نے اُسکو سیسہ پلا کر بیدم کر دیا اُسکے ساتھ ایسا سلوک نامناسب کیا امیر ہرمز سے بابت ناراض ہوے ہرمز نے عرض کی کہ مین نے

عمرو بن امیہ کے کہنے سے عمل کیا اُنکے کہنے سے مین نے اُسکو سیسہ پلا دیا میرا کچھ اسمین قصور نہین ہے ایسا کام از خود کرنا میرا مقدور نہین خون اُسکا عمرو بن امیہ کی گردن پر ہوگا امیر نے عمرو سے ناخوش ہو کر کہا کہ اسنے بُرا کیا بگاڑا جو تو نے اسکو مروا ڈالا عمرو بولا کہ یا امیر یہ گردن زدنی اسی قابل تھا کہ مارا جائے تا مخلوق اُسکے دست ظلم سے نجات پائے امیر نے ارشاد کیا کہ کیا کروں اگر عمرو کی جایہ کوئی اور ہوتا تو بر سبب کھیہ اُسکو بھی سیسہ پلا کر مارڈالتا مگر اسپر بھی سات چابک عمرو کو مارے اور فرمایا کہ اگر بارگاہ سلطانی کی حرکت بے حکم میرے کی تو بہت بڑی طرح سے پیش آوگا ایک بلائے عظیم تیرے سر پر لاؤنگا عمرو نے کہا کہ سات کوڑون کے بدلے ستر کوڑے امیر کو نہ مارے تو امیہ ضمری کے نطفے نہین یہ کہکر سیدھا نوشیروان کے پاس چلا گیا اور کہا کہ ای شاہنشاہ مین نے اس عرب کے لیے کیا کیا سختیان اور جانفشانی کی اُسکا نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ ایکبار فریب واسطے سات کوڑے مجکو مارے تمام پہلوانونکی آنکھون مین مجکو سبک و ذلیل کیا میرے دل پر کتنا بڑا داغ ہے اگر حضور مجکو رخصت فرمائین تو خدمتگزاری مین حاضر رہون دل جانسے آپکی تابعداری مین حاضر رہون نوشیروان نے خوش ہو کر کہا کہ ای عمرو تو میری آنکھون پر رہ یہ کہکر خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا سب مصاحبونسے اُسکو ممتاز کیا اور کرسی بیٹھنے کو دی بہت تو قیر اور عزت کی امیر نے جو یہ خبر سُنی اُسکی دہشت سے شب بیداری اختیار کی ہر طرح سے ہوشیاری اختیار کی اور عمرو بر شب امیر کی فکر مین آنا مگر بیدار پاکر چھپکا چلا جاتا آخر ایک شب کو امیر سو گئے بمقتضائے بشریت غافل ہو گئے عمرو تو اسی تاک جھانک مین رہتا تھا امیر کو غافل پاکر تفنگ سے دارو بھری ہوئی قطعون مین پھونک کر بیہوش کیا اور کمند سے باندھکر جنگل کیطرف لیجاکے ایکدرخت تنہ دار سے مضبوط باندھکر رفع بیہوشی کی اُن کوڑون کے عوض مین یہ ذلت دی امیر نے اپنے کو درخت سے بندھا دیکھکر اُنکو اتنو مین جو بائی اُنکو طیش غیرت آئی عمرو ایک

بدلہ لینا عمرو کا صاحبقران سے اور معاف کرانا اپنے قصور کا صاحبقران سے بعجز و انکساری

ٹہنی درخت سے کاٹ لایا اور ستر لکر میان کمر امیر کو مارین امیر نے تبسم کرکے کہا کہ بھلا ای دزد مکار اگر خون تیرا نکروں تو میرا حمزہ نام نہین اب بغیر قتل کیے تیرے مجکو چین و آرام نہین یہ کہکر زور سے کمند کو کھینچا عمرو بولا الاعمر و مثل خسرے مہار امیر کے سامنے سے بھاگا امیر نے تیر و کمان کو ہاتھ مین لیا عمرو نے جانا کہ تیرا امیر کا بیخطا ہوتا ہی مفت مین تو مارا جائیگا اسکے ہاتھ سے بچان پائیگا دوڑکر امیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر میرا قصور معاف کرو امیر نے فرمایا کہ مین نے سوگند کھائی ہے کہ تیرے

بدنسے خون نکالونگا تجکو عذاب دونگا عمرو نے کہا اگر یہی مرضی ہو تو میں حاضر ہوں میری گردن حاضر ہے تامل سے کیا فائدہ امیر نے سوگند اُتارنے کیواسطے نشتر نکال کے عمرو کی باگ سے ذرے خون نکالا اور بعد ازاں عمرو کو لیکر لشکر میں آئے

آنا مزدک حکیم کا لشکر امیر میں اشارے سے بختک کے اور اندھا کر دینا امیر کو مع سرداران کے

راوی لکھتا ہے کہ ایکدن مزدک نامے حکیم کو بختک سے بہت دوستی رکھتا تھا بختک کے پاس آیا اور یہ سخن اُسکو سُنایا کہ اگر نوشیروان کے تو میں امیر کو اُسکے یارون سمیت اندھا کرون ایک تدبیر سے سبکو نابینا کرون نوشیروان نے بختک سے یہ تقریر سنکر کہا کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں اُنکو کور کیا چاہیے مزدک کو بلا کر خلعت دیا اور بہت سی نوازش کی اور انعام دیکر بہت خوش کیا مزدک عمرو امیر کے پاس گیا اور اپنی ہمکنیی مصیبت بیان کرکے بہت سی ژاژخائی کی اور کہا کہ اگر آپکی عنایت سے میر کنجد مٹین میرا رہنما ہو تا تو لشکریون کی دوا کر کے اوقات بسر کرتا عمرو نے موقع پاکر امیر سے عرض کی امیر نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر وہ حکمت کرکے اپنے اوقات بسری لشکر میں کریگا تو خالی از ثواب نہیں ہے ہمارے عمرو حکیم مزدک کو امیر کے پاس لے آیا اور اُسکی تعریف کرکے اُسنے ملایا امیر نے اُسکے حال پر بہت سی نوازش کی اور فرمایا کہ بہتر ہے ہمارے لشکر میں رہ کر بیماروں کا علاج کیا کرو جو چاہو سو سکو دو اور مزدک لشکر میں رہنے لگا اتفاقاً امیر کی آنکھ میں کچھ غبار سا آگیا اُنکی بینائی پر جالا سا چھا گیا امیر نے مزدک سے بلا کر بیان کیا مزدک نے ایک سرمہ مقول تیار کرکے امیر کی آنکھ میں لگایا امیر کی آنکھیں تارسی روشن ہو گئیں اس تکلیف سے افاقہ پایا امیر نے دوبارہ سہ بارہ اُس سرمہ کا استعمال کیا اور مزدک کو بہت کچھ انعام دیا ہر صورت سے خوش کیا یارون نے بھی امیر سے سرمہ کی تعریف سُنکر اپنی آنکھ میں اُس سرمہ کو لگایا ہر شخص اپنی حاجت اُسکے پاس لایا سب نے فائدہ دیکھکر حسب استطاعت مزدک کے منشکش کیا جسکو جو میسر ہوا اُسکو دیا بعد ازان مزدک نے اُس سرمہ میں اندھے ہونیکی دو اُئیاں شامل کیں اور امیر سے جا کر عرض کی کہ بفعل جو سرمہ میں نے بنایا ہے ایک جزو اعظم اسمیں ملایا ہے پہلے سرمہ سے یہ بہتر ہے حقیقت میں اکسیر کے برابر ہے زیادہ تر صفت اسمیں یہ ہے کہ ایکدفعہ کے لگانے سے زندگی بھر آنکھ نہیں دُکھنے لگیگی اور تیل کبھی نہ ہوگی پھر کبھی آنکھ سرمہ کی محتاج نہ ہوگی امیر نے یارون سمیت اُس سرمہ کو لگایا بسکے استعمال میں وہ سرمہ آیا مزدک نے دیکھا کہ میں اپنا کام کر چکا سب کا کام تمام کر چکا اب اگر میاں رہونگا تو امیر آنکھیں میری نکلوا لینگے اس سے پہلے کہ اس حرکت کی کسر نکالینگے وہانسے چلنا بہتر ہے اگر اب یہاں سے نہانا مناسب ہے اس جگہ سے بھاگنا واجب ہے نوشیروان سے آکر کہا کہ میں نے امیر کو یارون سمیت نابینا کر دیا سبکو یکقلم اندھا کیا نوشیروان نے کہا کیونکر معلوم ہو کہ قول تیرا راست ہے جو تو کہتا ہے بے کم و کاست اُسنے عرض کی طبل جنگ بجوائیے آپ ہی معلوم ہو جائیگا سارا لشکر اندھا ہے مقابلے کو کون آئیگا نوشیروان نے بیوقت طبل جنگ بجوایا امیر نے مع یارونکے طبل جنگ کی آواز سنکر پانی مُنھ دھونیکو منگوا کر مُنھ دھویا دیکھیں تو کچھ نظر نہیں آتا ایک سرے سے اپنے تئیں اندھا پایا امیر نے فرمایا کہ ہان مزدک کو دیکھو تو کہاں ہے مزدک سوکھ اب کب دکھائی دیتا ہے امیر نے کہا کہ یار بڑا ظلم ہوا آنکھوں سے نظر نہیں آتا اور حریف کے لشکر میں طبل جنگ بجا اگر میدان نہیں چلتے ہیں تو وہ دن بھاگے لشکر کو آگئے سب بیحد لوٹ

لیجائینگے اور سکو ایک ایک کوڑیکا محتاج کرینگے بہرحال جو کچھ ہو صف آرائی کیا چاہیے امیر یہ سوچکر میدان مین آئے اور دشمن کی صفون کو قائم کیا نوشیروان نے مزدک سے کہا کہ اگر یہ لوگ اندھے ہوتے تو میدان مین نہ آتے اندھونکو لڑنیکے لیے نہ بلاتے وہ مزدک بولا کہ کسی کو لڑنے کے واسطے بھیجنے معلوم ہو جائیگا نوشیروان نے عادیونمین سے ایک پہلوان کو بھیجا اُسنے میدان مین آکر بآواز بلند کہا کہ اے عرب تم کیا ایک سرے سے اندھے ہوگئے ہو کہ مین کب سے مبارز طلب چلا رہا ہون اور تم مین سے کوئی نہین آتا میدان مین آکر اپنی بہادری مجھین دکھاؤ ہرمدم کو اُسکا للکارنا گوارا ہوا اپنے گھوڑے پر اٹھکر اُسکے روبرو آیا اور گرز اپنا گھما کر ایسا اُس عادی کے سر پر مارا کہ عادی مع مرکب لیٹ ہو گیا تو نوشیروان نے پوچھا پہلوان عادیونمین سے ایک ایک کرکے اور بھیجے ہرمدم نے سبکو ٹھکانے پہنچا دیا تو نوشیروان نے فوج کو حکم دیا کہ ہرمدم کو گھیر کے مارو ہر گز جانے نہ دو جب لشکر نوشیروان کا ہرمدم پر گرا ہرمدم نے دو تین گرز مارنا شروع کیا سیکڑون کا وار گئے آخر تاب نہ لاکر ہرمدم کے سامنے سے بھاگے اور ایک پرتاب تیر کے فاصلے سے تیر مارینگے ہرمدم کے گلے مین ہفت زرہ داؤدی تیر کب اثر کرتا تھا اُنکا تیر مارنا اُسکو کب جنر کرتا تھا آخر بچتا بچتا کہا کہ یارو ہرمدم ہفت زرہ داؤدی پہنے ہوے ہے اُسکے بدن مین تیر نہ لگے گا مگر ران یا پاؤن مین تیر مارو تبھی گر پڑیگا تیر اندازون نے ایسا ہی کیا ہرمدم نے امیر کو آواز دی کہ یا امیر اسدم وقت مدد کا ہے جلد گھوڑے کو ہوا سے باتین کرتے ہوے فوج کفار کے ہاتھ سے بچایئے امیر نے تھکر باگ لیکر زبان جنی مین کہا کہ اسدم مین نابینا ہون تو جہان کافرونکو دیکھتا اُسطرف جاتا ان کافرونکو عاجز کرتا ہے امیر نے لشکر کفار مین گھسکر کشتونکے پشتے باندھدیے ہزارون سیدین قتل کیے نوشیروان نے لشکر سے کہا کہ جرار کیطرف سب بڑھے مین کہتا ہون کہ لڑینگے آخر ٹھوکرین کھا کھا کر گر پڑینگے اُسوقت تم لوگ ہمت کرو ہرمدم نے ایک ایک کرکے جنکے مارا ہزار چند کفار نوشیروان کے لشکر سے لڑے مگر آخر بھاگ کھڑے ہوے امیر منتظر و متصور اپنے خیمے مین داخل ہوے اور یارونسے کہنے لگے کہ جبتک آنکھین روشن رہون تبتک یہان رہنا اچھا نہین ہے جو شہر کہ یہانسے نزدیک ہو وہان چلکر آنکھونکا علاج کیا چاہیے پھر سمجھا جائیگا بعد اطمینان کے سامان جنگ کا کیا جائیگا چوبکردان پہلوان نے عرض کی کہ یہانسے تین منزل پر میرا شہر ہے جسکا نام آردبیل ہے اور قلعہ اُسکا بہت مستحکم ہے اگر مرضی مبارک ہو تو صحت تندرستی جلد تشریف رکھیے امیر نے فرمایا کہ اچھا تم بدیش خیمہ مع لشکر لیکر روانہ ہو اور آگے سے جاکر قلعہ کو مستحکم کرو مین بھی آتا ہون سب لوگونکو آرام سے اپنے ساتھ لاتا ہون اُسیدن امیر کے لشکر نے وہانسے کوچ کیا تمام فوج و لشکر کو اپنے ساتھ لیا اور آردبیل کیطرف راہی ہوے نوشیروان نے اندھا سمجھکر اُنکا تعاقب کیا فوجکو اُنکے پیچھے جانیکا حکم دیا امیر جو چار پہلوانون سے رہ گئے تھے لشکر کفار پر جا گرے اور سقدر تیغزنی کی اور کافرونکے کہ عالم بنایا مین کبھی کسیکا ایسا کشت و خون نہ کیا ہوگا آخر فوج کفار بھاگ کھڑی ہوئی ایک بھی ٹھہر اسب فرار ہوے بھاگنین بے اختیار رہے امیر بہ ظفر و فیروزی قلعہ آردبیل مین داخل ہوے جب وہان پہنچے تو سب لشکر اطمینان حاصل ہوے

اور قلعہ کے دروازے کو مستحکم کر کے خندق کو پانی سے لبریز کر دیا حریف کے آنے جانیکا بالکل راستہ بند کر دیا اور جابجا فصیلوں پر مورچہ بندی کر کے آنکھوں کی بینائی کیواسطے بارگاہ الٰہی میں مناجات کرنے لگے تو شیروان نے جا کر پہلے تو قلعہ سے لڑائی ڈالی جب قلعگیروں نے اُسکے بہت سے لوگ مارے تب محاصرہ کر کے اُترپڑا قلعہ کے لینے پر اڑا۔

آنا ہاشم بن حمزہ اور حارث بن سعد کا امیر کی ملازمت کیواسطے اور اچھا ہونا امیر کی آنکھ کا حضرت خضر کی مدد سے

راوی لکھتا ہے کہ ہرذرم کی بہن کے بطن سے امیر کا بیٹا ہوا تھا اُسنے نام اُسکا ہاشم رکھا تھا اور سعد بن عمر و بن حمزہ کی منکوحہ بھی بیٹا جنی تھی اُسنے نام اُسکا حارث رکھا تھا دونوں دادا پوتے نو برس کے ہوئے تھے بسبب ہمسنی کے دونوں میں بایکدیگر بڑی محبت تھی باخود ہاکمال اُلفت تھی شکار کھیلنے کو بھی دونوں ساتھ ہی جاتے تھے کھانا بھی ہر روز ساتھ ہی کھاتے تھے ہاشم بن حمزہ کا معمول تھا کہ جب شیر کا شکار کرتا اُسکا کلیجہ بھون کر کھاتا ہمیشہ یہی عمل میں لاتا اس سے ہاشم شیر خوار اُسکا لقب ہوگیا تھا جب امیر کے قلعہ بند ہونیکی خبر لشکر میں پہنچی دونوں دادا پوتے لشکر جرار لیکر آرد سیل کیطرف روانہ ہوئے چند روز میں قلعہ آرد سیل کے نیچے جا پہنچے دیکھا کہ کفار قلعہ کو محاصرہ کیے پڑے ہیں نوچکی نشان جا بجا گڑے ہیں جسطرح شیر غران بکریوں کے گلہ میں گھستا ہے ہاشم اور حارث لشکر میں گھسکر لشکر کفار میں گھس پڑے بیدھڑک اُس فرقہ ناہنجار میں گھس پڑے اور سقدر تیغزنی کی ایسی داد شجاعت دی کہ کافروں کے حواس کجا رہے ہزار ہا کا فرطعمہ نہنگ شمشیر ہوئے ساکنان جہنم سے جا کر بغلگیر ہوئے آخر قلعہ کے نیچے سے بھاگ کر کوئی پرتاب تیر کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے لشکر اسلام نے جانا کہ غضب سے ہاری ہے دادی قلعہ کا دروازہ کھول کر ہاشم و حارث کو قلعہ کے اندر لے لیا اُن دونوں کو داخل قلعہ کر لیا دونوں جا کر امیر کے قدموں پر گر پڑے اور اپنے نام و نشان سے امیر کو آگاہ کیا اُنکو اپنا قصہ سب سنا دیا امیر کو عجب طرح کی خوشی ہوئی کہ جسکا بیان نہیں بیان اُسکا ہو سکے امکان نہیں دونوں کو دونوں زانو پر بٹھلا کے پیار کرنے لگے اور لوگ سپر زر و جواہر نثار کر نیلگے ہاشم نے عرض کی کہ یہ مقام اچھا نہیں ہے ہمارے لشکر کو کمال تکلیف ہوگی اس سے بہتر ہے کہ برزخ میں تشریف لیجیے کہ وہاں لشکر کو آرام ملیگا یہ سنکے اپنے لشکر کو اچھا مقام ملیگا امیر نے نقارہ کوچ کا بجوایا اور برزخ کیطرف روانہ ہوئے لشکر کفار بھی پیچھے پیچھے چلا گیا جب امیر شکافی دمولی قلعہ برزخ میں داخل ہوئے لشکر کفار قلعہ کو محاصرہ کر کے اُترپڑا امیر شب و روز ہی آنکھوں کی بینائی کیواسطے رو رو کر مناجات کیا کرتے تھے درگاہ الٰہی میں بصارت کیلیے دعا کرتے تھے ایکدن خواجہ خضر وارد ہوئے اور ایک تر بتہ ملکے اپنے ہاتھ سے چند قطرے عرق کے امیر کی آنکھوں میں ٹپکائے امیر کی آنکھیں تا رسی روشن ہوگئیں سب غبار اور اندھیرا دور ہوگیا خانہ چشم پر نور ہوگیا امیر نے خواجہ خضر سے مشرف ہو کر کہا کہ میں تو آپکی بدولت اچھا ہوا لیکن میرے خیمے یا ہمیں سب اندھے ہو نیسے یکبارگی بینائی کے جانیسے سخت مجبور و لاچار ہیں اور ظاہر ہو کہ بے یار سردار بیچارہ ہو خواجہ خضر نے چند تر بتے دیکر فرمایا کہ انکا عرق سبکی آنکھوں میں ٹپکا دو بس ہی دوا کرو سب بینا ہو جائینگے اللہ کی عنایت سے بینائی پا لینگے یہ کہکر غائب ہو گئے امیر نے سب لوگوں کی آنکھوں میں اُن بتوں کا عرق ٹپکایا سب نابینا بینا ہو گئے حضرت خضر کی عنایت سے مقصود دلی پایا عمرو بن امیہ نے امیر سے کہا کہ معلوم ہوا ایسی شرارت بختک کو رطبان کی تھی اگر حکم ہو تو

اُسکو کچھ سزا دون اُس سے اس حرکت کا انتقام لون امیر نے فرمایا کہ وہ آپ اپنی سزا کو پہونچ رہیگا کسی کو بیچ مین پڑنا کیا ضرور ہی یہ بات سنکر ہرگز نہین منظور ہی عمرو تو سیر زہر کھائے ہوے تھا اسکو چین کہان تھا اُسوقت تو چپ ہو رہا امیر کے خوف سے کچھ نہ کہا شبکلاہ باورچی کی صورت بنکر بختک کے خیمے پر گیا دربانون سے کہا کہ وزیر سے عرض کرو جلد اطلاع دو کہ ایک باورچی دم سے آیا ہو اگرچہ نمکین و شیرین سب خوب پکاتا ہی لیکن ہر ایسا ایسا پکاتا ہی کہ دنیا مین اُسکا جواب نہین ہی بختک نے اُسکو خیمے مین تو بلا لیا اپنے پاس آنیکا حکم دیا مگر ڈرا کہ ایسا نہو عمرو ہوے پھر دل مین سمجھا کہ عمرو تو نابینا ہی بالبتہ باورچی ہی ہوگا مگر اُسپر بھی کئی عیار بھیجے اُسکی تحقیقات کے لیے کئی آدمی ہوشیار بھیجے کہ دیکھو عمرو حمزہ کے پاس ہر دم نہین عیار خیمے سے نکلکر یا یکدیگر شورہ کرینگے کہ اگر شاید یہ شخص عمرو ہی ہووے تو ہمارے ساتھ آیندہ کو عداوت کریگا یہ ایسا شخص ہی کہ کسی سے نہ ڈریگا یہ سوچکر تھوڑی دیر جا کے پھر آئے اور بختک سے کہا کہ حمزہ کے پاس عمرو ہی بختک کو اطمینان ہوا عمرو کو ہر ایسے پکانیکا حکم دیا سب سامان اُسکا فوراً مہیا کیا عمرو نے ایسا عمدہ ہر ایسے پکایا کہ بختک نے پیالہ پیالہ چاٹ کھایا اور نوشیروان سے جا کر بکمال صفت ثنا اُسکی تقریب کی اور اُسکے کمالات سے اطلاع دی نوشیروان نے اپنے باورچی خانیکا اُسکو داروغہ کیا سب کا اسکو حکمتیار دیا عمرو ہر روز نئی طرح کے کھانے پکا کر کھلانیکا ایک خبکو سہ منی دیگ چولھے پر چڑھائی گرمیکے دن تھے اُسمین گوشت وغیرہ کچھ نہ ڈالا جب نصف شب گذری باورچیونکو بیہوش کر کے بختک کے خیمے مین گیا دیکھا کہ بختک کی نفیر خواب بلند ہی جوش خواب سے سبکی آنکھ نیند کی مشقال عیر بیہوشی اُسکی ناک مین دیا چھینکا مارکر وہ بیہوش ہو گیا عمرو اُسکو چادر مین لپیٹ کر باورچی خانہ مین لایا اور اُسی دیگ مین کہ پانی جوش کھا رہا تھا ڈال دیا جب وہ حلوہ ہو گیا تو پوست و سر کو تو زمین مین گاڑ دیا حکمت عملی سے نہ خاک کیا باقی اعضا کا ہر ایسے پکا کر صبکو بادشاہ کے دسترخوان پر بھلوایا بادشاہ نے اکثر امرا کو اُسمین سے عنایت کیا اور تو لقین کر کے کھانیکا اُنکی کاریگری کی توصیف سبکو سنانے لگا اتفاقاً ایک انگلی ہر ایسے مین سے نکلی اور اُس انگلی مین انگوٹھی عنایتی بادشاہ کی تھی نوشیروان نے اُس انگلی کو دیکھکر ہاتھ کھانیسے کھینچا باورچی سے پوچھا کہ یہ انگلی کسکی ہی اُس کھانیمین کہانسے آئی ہی تو نے کیون پکائی ہی باورچی تو کچھ نہ بولا مگر انگوٹھی سے پہچانا کہ بختک کی ہی حکم کیا کہ دیکھو تو بختک کیا کرتا ہی بلا لاؤ اُسکو میرے پاس جلد لاؤ لوگ بختک کے خیمے مین گئے تو بختک کا پلنگ خالی پایا معلوم نہین کیا ہوا کس بلا مین مبتلا ہوا ادھر اُدھر ڈھونڈھکر عرض کی کہ بختک اپنے خیمے سے غائب ہی بادشاہ نے معلوم کیا کہ یہ ہر ایسہ بختک کے گوشت کا تیار ہوتا تھا تو کرتے کرتے بیمار ہو گیا ہی تکلیف شدید سے حال اُسکا زار ہو گیا اور عمرو ہنسے اور بختک ہو کے امیر کے پاس جا کے موجود ہوا امیر بزرجمہر نوشیروان نے اول بزرجمہر سے فرمایا کہ تمھارے حصے کا ہر ایسہ رکھا ہی اُسے کھاؤ تم بھی اس غذاے لطیف سے مزہ اُٹھاؤ جب بزرجمہر نے عذر کیا کہ مین کھانا کھا کے آیا ہون اور غذا پر غذا کھانیسے تداخل واقع ہوتا ہی کھانیوالیکو تکمل واقع ہوتا ہی نوشیروان نے کہا کہ مین نے جانا جس سبب سے تم نہین کھاتے ہو اُسکے کھانیمین عذر لاتے ہو یقیناً تمنے ازروے دل دریافت کیا ہوگا مگر مجھے اطلاع نہ کی کچھ سمجھ کر خبر دی

برزجمہر نے کہا کہ حکما کا دستور نہیں ہے کہ بے پوچھے کچھ کہیں اور جب پوچھیں تو خاموش رہیں تب نوشیروان جب
واقف ہوا اور برزجمہر کے اس کلام سے ثابت ہو کر برزجمہر کی آنکھوں میں تیل کی سلائیاں پھروا دیں جسکی آنکھیں اندھی کرا دیں
اور ہرمز کو اپنا قائم مقام کر کے خود مدائن کو چلا گیا برزجمہر نے امیر سے آکر کہا کہ اسی فرزند میں نے سنا ہے کہ خاتم النبیین نے
خروج کیا ہے پس مجکو مکہ جیسے کہ زیارت حاصل کروں انکی قدمبوسی سے سعادت حاصل کروں امیر نے لوگ ہمراہ کر کے بڑے احترام سے برزجمہر کو مکہ
میں بھیجدیا بخوشی خاطر رخصت کیا جانیکہ عبدالمطلب برزجمہر سے ملاقات کر کے بکمال تواضع و تکریم پیش آئے اور پیغمبر آخرالزمان صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدمبوس کرایا جب برزجمہر کو جمال باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظر آیا برزجمہر نے نعلین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں میں لگائی فوراً برزجمہر کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور انکی برکت سے آنکھیں میں
روشنی اور دلمیں معرفت آگہی ہی سما گئی اور یہ معجزہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مالک ملک شہرو ہوا جب ہرمز کا حال سنے نوشیروان
ہرمز کو تخت پر بٹھلا کے آپ مدائن کیطرف گیا ہرمز نے سیاوش بن برزجمہر کو خلعت وزارت دیکر وزیر اول کیا اور
اپنے دہنے کرسی بیٹھنے کو دی بہت سی عزت وتوقیر کی اور بختیارک بن بختک کو کہ قریب شہر طیطنت میں اپنے باپکا باپ
تھا وزیر دوم کر کے باہیں طرف کرسی بیٹھنے کو عنایت کی بختیارک نے چند روز میں ایسا ہرمز کے مزاجمیں دخل کیا
کہ گویا خود بادشاہ ہو گیا بے اسکی اجازت کے کوئی امر ہرگز نکرتا تھا اتفاقاً ایکدن ہرمز نے بختیارک سے کہا کہ اب دیر ہے
تدبیر ایسی فکر کیجیا چاہیے کہ حمزہ مع فرزندان وعزیزان ورفقا مارا جائے تب میرے دلکو قرار آئے اسنے عرض کی کہ
باختری مشہور ہے کہ آدمخور ہیں اگر وہ لوگ یہاں آویں تو بلاشبہ مطلب حضور کا حاصل ہو یہ کہکر ایک نامہ ہرمز کیطرف سے گاؤلنگی
بادشاہ جمام کو شکایت حمزہ کا لکھا اور اسمیں درج کیا کہ یہاں تو ایسا ایسا اس عرب نے کیا ہے اس شہر کے سب آدمیونکو
شکنجے میں لیا ہے مگر آپکے ملک کو بھی تاخت وتاراج کیا چاہتا ہے مجکو بھی اذیت دیا چاہتا ہے ہرگاہ گاؤلنگی نام
کے مضمون سے آگاہ ہوا اپنے بیٹیکی طرف دیکھکر کہا کہ کوئی جا کر حمزہ کو میرے پاس پکڑ لائے اس مقدمہ میں اپنی دلاوری
دکھائے مرزبان زردہشت نام گاؤلنگی کا داماد اٹھ کھڑا ہوا اور زمین ادب چومکر بولا کہ یہ کام میرا ہے گاؤلنگی نے
تیس ہزار شیر سوار ہمراہ کر کے روانہ کیا جب مرزبان شہر ریوند کے متصل پہونچا ہرمز استقبال کر کے اسکو اپنے لشکر
میں لے آیا اور خلعت فاخرہ پہنا کر شرط مہمانداری بجا لایا اور لشکر میں شادیانے بجنے کا حکم دیا اور سامان عیش ونشاط کا
بخوبی مہیا کیا امیر نے عمرو سے پوچھا کہ آج لشکر کفار میں شادیانے کیسے بجتے ہیں یہ تمارے عدکے ہنسد کیوں گر جتے ہیں
اسنے دریافت کر کے عرض کی کہ بختیارک نے نامہ مضمون استعانت ہرمز کیطرف گاؤلنگی بادشاہ جمام کو بھیجا تھا سو اسنے
مرزبان زردہشت نامے اپنے داماد کو ہرمز کی مدد کیواسطے بھیجا ہے اسکے آنیکی خوشی لشکر کفار میں ہو رہی ہے امیر تبسم کر کے
چپ ہو رہے اسبات کا کچھ جواب نہ دیا اور ہرگز کچھ اندیشہ نکیا جب صبحکو لشکر کفار سے طبل جنگ کی آواز آئی جاسوسوں نے خبر دی
امیر نے بھی میسرہ میمنہ جا کر اپنے لشکر کی صف آرائی کی مرزبان نے ایک ضیر سوار میمنہ میں بھیجا اسنے لشکر عرب کی طرف

رخ کرکے آواز دی کہ جسکو روح قبض کروانی ہو وے وہ خود ملک الموت کے سامنے آوے مگر کہین گرہا دری دکھاوے
امیر سے یاردن نے کہا کہ گھوڑے ہمارے شیر کی بو سے بھڑکینگے کبھی شیر کیصورت نہین دیکھی ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ ہم پیادہ
ہو کر شیر سوار سے لڑین یہی مناسب ہی کہ بے سواری اس نابکار سے لڑین امیر بولے کہ پیدل اور سوار کی لڑائی کیونکر بنیگی ہرد م
نے عرض کی کہ یا امیر آپ جانتے ہین کہ مین ہمیشہ پیادہ ہو کر لڑتا ہون مجکو حکم ہو کہ اس شیر سوار سے جاکر مقابلہ کرون
پیادہ ہو کر لڑون امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا ہردم نے شیر سوار سے جاکر مقابلہ کیا اسنے ہردم پر حملہ کیا ہردم نے
اُسکے حربے کو اپنے گرز کی زنجیر سے لپیٹ کر چھین لیا چالاکی کرکے اپنے قبضے مین کیا اور گرز گھوڑے پر اس زور سے مارا کہ اُسکو شیر
سمیت پست کردیا عمر و بن امیہ دوڑکے شیر کی گردن کاٹ لایا اس کام پر اُسنے قابو پایا اور گھوڑے کو اُسکی بو سونگھانی لگا امیر
نے کہا کہ یہ سنجوگی کیا ہی اس حرکت سے کیا فائدہ ہی بولا کہ بو سونگھا کر گھوڑا نکو دھیٹ کرتا ہون کہ پھر شیر کی بو سے نڈر ہین
جرأت کرکے مقابلہ کرین امیر ہنسنے لگے جبمین دوسرا شیر سوار ہردم سے لڑکر پہلے شیر سوار کے پاس پہونچا اسیطرح سے ایک
ایک کرکے چالیس شیر سوار ہردم نے شام تک جہنم واصل کیے اپنی شجاعت اور دلیری سے دوزخ مین داخل کیے شام کو
دونون لشکرون نے طبلی بازگشت بجایا ہر ایک لشکر اپنی اپنی جگہ پر آیا ہردم کو امیر نے گلے لگاکر بہت سی شاباشی دی
سبکے سامنے بہت سی تعریف کی صبح پھر بدستور ہردم اور ایک شیر سوار سے مقابلہ ہوا وہ بھی ہردم کے ہاتھ سے
مارا گیا پھر کوئی شیر سوار نے جرأت نہ کی ہر چند مرزبان نے حکم دیا لیکن کسی نے نہ سنا اور عذر کرگئے کہ جسے پہلوان دیوانے
کے سامنے جاتا ہی وہ جیتا نہین پھرتا ہی بس ہمکو اپنی جان بھاری نہین ہی کہ اس پہلوان سے مقابلہ کرین اُسکے سامنے جاکر
بموت مرین تو مرزبان خود کھسیانہ ہوکر ہردم کے سامنے آیا اور بقوت تمام ہردم پر حملہ کیا ہردم نے پہلو تہی دیکر
اُسکے حربے کو گرز کی زنجیر سے لپیٹ کر چاہا کہ حربہ مرزبان کا چھین لے مگر چھین نہ سکا بلکہ اور لپیٹنے کے دینے پڑگئے یعنی گرز
ہردم کے ہاتھ سے چھوٹنے لگا بے اختیار امیر کو پکارا کہ جلد آیئے مجھ تک اپنے تئین پہونچایئے ورنہ گرز امیر کے ہاتھ سے
جاتا ہی حریف مجھپر قابو پاتا ہی امیر نے اشقر کی باگ لی اور متصل جاکر ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ مرزبان فلک کو اس
گمان سے دیکھنے لگا کہ شاید سخت فلک ٹوٹکر زمین پر گر پڑے اور ہاتھ مرزبان کا کمزور ہو گیا بلکہ ہر عضو اُس جوان کا سست
ہو گیا ہردم نے گرز اپنا اُسکے ہاتھ سے کھینچ لیا مرزبان امیر کیطرف مخاطب ہوکر بولا کہ او جوان تو کون ہی کہ میرے نیکا کو
مجھسے چھڑا دیا یہ تو نے بڑا غضب کیا بھلا اب اُسکے بدلے تو ہی میرا صید ہو یہ کہکر امیر پر حملہ کیا اور بولا کہ اگر سکندری
ہوتی تو اس ضرب سے بیٹھ جاتی اُس کو تاہ قد کی کیا حقیقت تھی کہ تاب لاکر ہر کو میرے ہاتھ سے نجات پاتا امیر نے
فرمایا کہ اری مرد کہ وحربے اور بھی کرلے تب تجکو معلوم ہوگا کہ ضرب اسکو کہتے ہین بہادر لوگ ہلہ تو تکہ حربے یون ہوتے ہین
مرزبان نے پھر دو حربے اور کیے امیر جیسے کھڑے تھے ویسے ہی کھڑے رہے جیسے گیرا کے نخ اڑے لیے امیر
کی باری آئی امیر نے گرز گھما کر اس زور سے مرزبان پر مارا اور اس قوت سے اس پہلوان پر حملہ کیا کہ زرہ آہنی لشکر کفار کے

اُسکی دھمک سے بہرے ہو گئے اور مرزبان کے ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا اُسوقت مرزبان نے اپنے دلمین اندیشہ کیا کہ حمزہ بڑا زبردست ہی گویا کہ ایک فیل مست ہی اسکا زیردست ہونا معلوم اور اپنے واسطے اُسکے ہاتھ سے ضرر پہونچنا تعجب نہین ہی پس غیر کے واسطے اپنی جان شیرین دینا مطلق دانائی سے بعید ہی یہ سوچکر امیر کے سامنے سے گھوڑا اُٹھا کر بھاگا اپنی جان بچاکر بھاگا امیر نے اپنے مرکب کو اُسکے مرکب کے پیچھے تک بھیجا کر اس زور سے گرز مارا کہ مرزبان کا بازو ٹوٹ گیا حربہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایک قے بھر کر خون مُنھ سے نکل پڑا مرزبان اس ہیئت کذائی سے ہرمز کے پاس گیا اور کہا کہ اے شاہزادے حمزہ مجھسے بہت زور آور ہی وہ شخص بڑا دلاور ہی مین اُس سے لڑ نہین سکتا اگر تمکو اُس سے اپنی نجات منظور ہی تو قضا و قدر مین سریال بن صلصال کے پاس جاکر پناہ لو اُس سے التجا کرو وہ البتہ حمزہ پر غالب آویگا یقین ہی کہ وہ اسپر قابو پاویگا ہرمز نے پوچھا کہ قضا و قدر کہان ہی مرزبان نے کہا کہ باختر کے نزدیک ہی اور وہانکا بادشاہ سریال بن صلصال ہی بڑا زبردست پہلوان اور قدر اُسکا ایسا ویسا نہین صاحب جاہ و جلال ہی اگر ارادہ آپکا ہو تو مین وہان آپکو پہونچا دون آپکا حال مفصل اُس سے کہون ہرمز نے لوگونسے مشورہ کیا سب نے بالاتفاق کہا کہ حسین حمزہ مارا جاے وہ کام کیجیے اُس سے ضرور انتقام لیجیے سیاوش بن بزرجمہر نے کہا کہ میری صلاح وہان جانیکی نہین ہی اور اگر جایئے گا تو پشیمان ہوجیے گا مین کہے دیتا ہون بہت حیران ہوجیے گا بختیارک بولا کہ ہان یہ تو کہا ہی جاہین اپنے ہم مذہب کا سکیو پاس ہوتا ہی سیاوش یہ سُنکر چپکا ہو رہا دوسرے دن ہرمز نے وہانسے کوچ کیا سب کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا اور چند روز مین مسافت قطع کرکے قضا و قدر کی سرحد مین پہونچا مرزبان نے پہلے سے جاکر سریال سے ہرمز کی تعریف کی اُسکی پر یقین حالی کی اطلاعدی سریال ہرمز کو استقبال کرکے لیگیا شکیو جب کھانا کھانے بیٹھے ہرمز نے دیکھا کہ سور چہ سور کیا ہوا سریال کے روبرو رکھا ہی سریال نے اپنے ہاتھ سے تھوڑا سا گوشت کا ٹکڑا ہرمز کو دیا ہرمز نے کچھ عذر کیا مرزبان نے ہرمز کے کانمین کہا کہ اگر نہ کھایئے گا تو سریال بہت ناراض ہوگا ہرمز نے مجبور ہوکر ایک لقمہ اپنے مُنھ مین ڈالا مگر اُسیدم قے کی سریال کو بہت ناگوار ہوا اور اپنے ہمنشینو نکو حکم دیا کہ لات و مُنات نے یہ بدبان تمھارے لیے بھیجی ہی تم شوق سے ہرمز کے لشکر مین جاکر گوش و برنج غذا سے طبیعت کو لذت دو لوگ اُسکے ہرمز کے لشکر مین جاکر آدمیونکو پکڑ پکڑ کے کھانیلگے یہ آفت اُنکے سر پہ لانے لگے ہرمز کمال خائف و عاجز ہوا اور زہرا زہرا لعنت بختیارک کی عقل پر کی بعد ازان سیاوش سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے خواجہ زادے نفس الامر مین اگر مین تمھارا کہنا مانتا تو یہ ذلت و خواری و افعال نہ اُٹھانا اپنے تمام لشکر کو اس بلا مین پھنسا تا اب کیطرح یہانسے نکلنا چاہیے کوئی تدبیر یہانسے چلنے کی کیا چاہیے سیاوش بولا کہ بغیر اعانت حمزہ آپکا نکلنا یہانسے دشوار ہی بندہ اس امر مین مجبور و لاچار ہی ہرمز نے کہا کہ حمزہ کا ہے کو بھلا میری مدد کریگا وہ تو مجھسے ناراض ہی البتہ اگر آپ کہیے گا تو عذر نکریگا سیاوش نے عرض کی کہ حمزہ ازبسکہ صاحب مروت ہی آپ جانتے ہین کہ بڑا عالی ہمت ہی البتہ اگر آپ کہیے گا تو عذر نکریگا ہرمز نے کہا کہ اگر ایسا جانتے ہو تو تمھین میری طرف سے جاکر کہو میری خرابی سے اُسکو

اطلاع دو سیاوش نے امیر سے جا کر بہت کچھ ہرمز کی سفارش کی امیر نے فرمایا کہ ایک شرط سے میں اسکی اعانت کرتا ہوں کہ وہ بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام کا تابع فرمان ہو سیاوش نے ہرمز سے جو کچھ امیر نے کہا تھا بیان کیا ہرمز نصف خنجر امیر کے پاس گیا اور بہت سے زار و نالی کی شرح حسنہ حالی کی امیر نے اسکو کلمہ پڑھا کر تشفی تمام تخت پر بٹھلایا اور کھانا منگا کر بالاتفاق نوش جان فرمایا ہرمز نے کہا کہ یا امیر مجکو مدائن پہونچوا دیجیے اپنی مہربانی میرے حال پر کیجیے امیر نے فرمایا کہ تمکو خیانت ہم جان جی چاہے وہاں ہو جیسا مناسب جانو وہ کرو مگر دین اسلام سے نہ پھرنا نہیں تو پچتاؤ گے بہت افسوس کھاؤ گے یہ کہکر ہرمز کو رخصت کیا سرپال ہرمز کے بے رخصت چلے جانیسے بہت برہم ہوا اسبات کا اسکو بڑا غم ہوا اور سیدم طبل جنگ بجوا کر میدان میں آیا سب لشکر کو معرکے میں لایا امیر نے بھی اپنے لشکر کی صف بندی کی سرپال نے امیر کو دیکھکر خود ہی گھوڑیکی باگ لی اور میدان میں کھڑے ہو کر للکارا کہ اے بکریچہ سگو فوج ہو تمکی اذیت منظور ہو تو میرے سامنے آوے میں بے دریغ کیے اسکو کچا چبا جاؤنگا ہڈی چمڑا سب کھا جاؤنگا شیر شاہ سراندیپ تاجدار ہندوستان ملک لنڈھور بن سعدان امیر سے رخصت لیکر سرپال کے سامنے گیا سرپال نے اسکو دراز قامت دیکھکر پوچھا کہ حمزہ تو ہی ہے لنڈھور نے کہا کہ میرا نام لنڈھور بن سعدان ہے میری جو انمردی سے واقف سارا جہان ہے سرپال نے لنڈھور پر مارا لنڈھور نے ہزار محنت و مشقت اسکو روکیا اسکا صدمہ اپنے اوپر آنے نہ دیا سرپال بولا کہ معلوم ہوا تو بڑا مرد ہے لا کہ میرا دکھتا ہے لنڈھور نے سرپال پر گرز چلایا اپنا زور دکھایا سرپال قہقہہ مار کے ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ اے لنڈھور تو اس قد و قامت کا آدمی ہو کر ایسا کم قوت ہے معلوم ہوا کہ تیرا جسم بالکل بے طاقت ہے بارے دو تین گرز چلنے لگے شام تک کوئی کسی سے مجروح نہ ہوا لشکر دن نے بعد غروب آفتاب کے لشکر گاہ میں جا کر استراحت کی اپنے اپنے مقام پر پہونچکر اقامت کی دوسرے دن پھر صف آرائی ہوئی فیماز خاوری نے سرپال کا جا کر مقابلہ کیا اور سرپال کے گرز کی ضرب کو روکر کے سرپال کے مرکب کے چاروں پاؤں تلوار مار کے قلم کیے اور گھوڑے پر سے کود کر سرپال سے لپٹا سرپال نے فیماز کو اٹھا کے زمین پر مارا امیر نے نعرہ کر کے فیماز کو سرپال سے چھڑایا اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا سرپال دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے امیر سے کہنے لگا کہ او کوتاہ قامت تو نے میرے شکار کو کیوں مجھ سے چھڑایا تو نے مجکو بڑا رنج دیا اب میں ہو کر تجکو صید کروں ہرگز زندہ نہ چھوڑوں جلد اپنا نام بتا کہ بے نام و نشان مارا جاوے تیرے بے نشان مرنے پر کوئی تاسف نہ کھاوے امیر نے فرمایا کہ حمزہ بن عبد المطلب میرا نام ہے میری شوکت و جلالت سے واقف ہر خاص و عام ہے سرپال نے گرز امیر پر چلایا امیر نے ڈھال کے جھٹکے سے اسکو رد کیا اور کہا کہ او کافر دو حرفے اور کر لے پھر میری باری ہے سرپال نے دوسرا گرز امیر کو مارا امیر نے اسکو بھی خالی دیا جب تیسرا گرز چلایا امیر نے ہاتھ بڑھا کے اسکے گرز کے قبضے کو پکڑ لیا اور کمان کو گلے میں ڈالکر جو کھینچا سرپال زمین پر آ رہا عمرو نے پیچھے کمند کے اس پر مار کے دست اور پا زور کے ہاتھ لیے امیر مظفر و منصور لشکر و دیا کو بجواتے ہوئے خیمے میں داخل ہوئے فضل الٰہی سے سب طرح کے اطمینان حاصل ہوئے اور سرپال سے کہا کہ اب کیا کہتا ہے وہ

بولا کہ سنگ غلامی ہوں تمہارے ملک کیلئے تا بعداری میں مجکو لیجیے امیر نے اُسکو مسلمان کرکے خلعت دیا اُسکو فرقہ اسلام میں داخل کیا اور طلائی کرسی لنڈھور کے زیر دست بچھوا کے بیٹھنے کو حکم کیا عمرو نے حلقہ غلامی کا اُسکے کانمیں ڈالدیا سرپال نے امیر کو اپنے شہر میں لیجا کر حسب ترتیب دیا امیر نے بخشش کے فرمایا کہ سرپال تیرے ملک میں کچھ عجائبات ہو تو مکو دکھلاؤ ادرات اس دیار کے میرے سامنے لاسرپال نے عرض کی کہ یہانسے تین منزل پر طلسمات جمشیدی واقع ہو چلیے اُسکی سیر کیجیے اس طلسم کے دیکھنے سے اپنی طبیعت کو سرور دیجیے امیر نے کہا کہ اگر تو نے اُس طلسم کو دیکھا ہو تو پہلے اُسکی کیفیت بیان کر کہ کیا بنا ہوا ہے اور کسنے بنوایا ہے سب اُسکی حقیقت بیان کر وہ بولا کہ جمشید نے قریب ہر گ اپنے شہر کو رعایا سے خالی کرکے سوا پیادے چوبدار جمعدار چوبی بنوا کر جا بجا قائم کیے اور قید میں کرنے لیے اُسی جا بنوائی تھی جا کر سور ہا اُس مکان میں نام دنیا سے اُٹھا کر سویا اور دوسرا تماشا یہ ہے کہ جنگل میں جا دوے جمشید یہ ہے کہ اُسکا وہ علم نام وہ ڈنکا جیسا کہ مقام ہے اور بھی ہے بیان میں ایک دیو سفید رہتا ہے کہ اُسکو ہر شخص ظالم مردار خوار کہتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ دیو ہیری دہشت سے کوہ قاف سے بھاگا تھا معلوم ہو کہ یہاں آکر چھپا ہے ہر چند یہ میں آکر رہا ہے امیر نے لشکر تو ہیں چھوڑا اور آپ عمرو سرپال عیار جادوے جمشید یہ کیطرف روانہ ہوئے جب جمشید یہ میں پہونچے ایک آواز مہیب امیر کے کانمیں آئی کہ سب سننے والوں نے دہشت کھائی پوچھا کہ یہ آواز کسکی ہے سرپال نے کہا کہ یہ آواز طلسم کی ہے جب دروازے پر پہونچے امیر نے چاہا کہ اس طلسم کے اندر جاویں اُسکے عجائبات دیکھیں دروازے پر جو سپاہی کھڑا تھا اُسنے امیر پر تلوار چلائی امیر کو ذرا لگا ہوئے سرپال نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ اس شہر میں مطلق آدمی طلسم کے ہیں اور اس گنبد پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے ایک مرغ طلسم کا رہتا ہے جسکو دیکھتا ہے آواز دیتا ہے اگر اُسکو مار سکو تو تمام طلسم کا صاف ہو جائے پھر تمپر کوئی صدمہ نہ آئے امیر نے گنبد پر جو گاہ کی تو واقع میں ایک جانور بڑا خوش آوازی تمام بول رہا ہے امیر نے سوفار تیر کمان میں جوڑ کر ایسا نشانہ لگایا خوب شست جوڑ کے ہدف بنایا کہ وہ مرغ مرکر بھد سے نیچے آرہا اُسکا گرنا تھا اور طلسم کا ٹوٹنا تھا ہر دروازے کھلکر اندر گئے جن آدمیوں نے امیر پر حملہ کیا تھا اُنکر مع سلاح زمین پر گرپڑا بجمیع الوجوہ سب طلسم پر قبضہ کیا امیر نے سرپال کے روبرو خزانہ کی کوٹھڑیونکو جو کھولا تو سونے لکھوکھا سانپ اور بچھو دیکھے امیر نے بدستور قتل کر دیا اُسکو پھر بند کر دیا اور سرپال سے کہا کہ تماشا جادوے جمشید یہ کا دیکھا اب سفید دیو کو بتاؤ کہ کہاں ہے اُسکے ہے کا کون مکان ہے سرپال نے امیر کو بیابان خضر میں لیجاکے ایک کنوئیں کو دکھا کر کہا کہ اسمیں دیو سفید رہتا ہے امیر نے سرپال سے فرمایا کہ اس کنوئیں کے منھ پر جو پتھر ہے اُسکو تو ہٹاؤ سرپال نے ہر چند زور کیا لیکن پتھر اپنی جگہ سے نہ ٹسکا امیر نے جو ہٹو کہا ری پتھر کڑکڑے ہو گیا سرپال سے کہا کہ میں اسکے اندر اُترتا ہوں تم اسی جگہ پر ہوشیاری تمام حاضر رہنا اور قسم سے زبان بند میں کہا کہ خبردار یہانسے نہ ٹلنا اور کسی دیو کو اس کنوئیں کے اندر جانے نہ دینا ہر گز کسی کو ہٹنے نہ دینا یہ کہکر کمند کے سہارے سے کنوئیں میں اُترے ایک دروازہ دیکھا اُسپر ایک تختہ سنگ کا لگا ہوا تھا اُس تختے کو جو ہٹایا یہ نظر آیا کہ سفید دیو شدت روتھیر سر نیچے کیے ہوئے خوش تخت پر بیٹھا

ہوا ہی اور جس دیو نے امیر کے آنیکی خبر پہونچائی تھی اور امیر کے اس جگہ پہونچنے کی کیفیت سنائی تھی اس سے پوچھتا ہی کہ تو نے زلازل قاف کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور پہچانا اُسنے کہا کہ زلازل قاف گھوڑے پر سوار تھے اور آدمی پیادہ ہمراہ تھے اور میں بخوبی زلازل قاف کو پہچانتا ہوں اُنکو خوب جانتا ہوں بولا کہ اس آدمی نے اٹھارہ برس قاف میں رہکر تمام دیوان قاف کا کھوج کھویا لاکھوں کو دریاے ہلاکت میں ڈبویا چنانچہ اُسی کی بہشت سے میں نے یہاں آکر سکونت اختیار کی تھی سو بلاے آسمانی کیواسطے یہاں بھی نازل ہوا اس حرامت کو تو دیکھو کہ کونین کے اندر داخل ہوا معلوم ہوا کہ اپنی زندگی کے ایام آخر ہوے سب موت کے نشان ظاہر ہوے یہ کہتا ہی تھا کہ صاعقہ ان نے نعرہ کیا سفید دیو بولا لہ اے زلازل قاف میں تیرے خوف سے جلاوطن ہوا اور یہاں گوشہ میں پناہ اختیار کیا اب عزیز و اقربا کو چھوڑ دیا تو نے یہاں بھی میرا پیچھا کیا اس گوشہ تنگ و تار میں گھیر لیا بہر حال مجھ سے جہاں تک ہو سکیگا قصور نکرونگا حتی الامکان دست سی اذیت دونگا یہ کہکر سومن کا پتھر اٹھا کے امیر کے سر پر مارا امیر کود کے الگ ہوے پتھر زمین پر گرا پھر پتھر لیکر زمین پر جھکا امیر نے پیچھے سے ایک تلوار ایسی لگائی کہ سر بیچ سے کٹکر زمین پر آرہا اور ندا دیا ہو کہ گرا بولا کہ ایک ہاتھ اور بھی لگاؤ اپنی مہربانی فرماؤ کہ جلد اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو جاؤں ان زخموں کی اذیت اٹھاؤں امیر نے فرمایا میں پتھر اٹھاتے میں ایک ضرب شمشیر لگاتا ہوں سفید دیو کو اور سر شیک کر مرتا ہوں اُس کا

تیری قوم سے بخوبی واقف ہوں جو تیرا مطلب ہی سنونگا سفید دیو یہ امیر کے سر شیک کے مر گیا اور اپنی جان لیکر نرک گیا اور دیو جو اُسکے ساتھ تھے اکثر مارے گئے بعضوں نے بھاگکر پناہ لیا بعضے امان طلب ہوے امیر نے اُنکو مسلمان کرکے اپنا فرمانبردار بنایا اور فرمایا کہ تم قاف میں جاکر قرنیشہ کے پاس حاضر رہو وہاں جاکر اُسکی اطاعت کرو بعد اسکے سفید دیو کا سر لیکر کونین کے باہر آئے اور سر یاں کو کھا کر تشنہ سند میں لنگا دیا دیو کو اسطرح زیر کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کے دہانے روانہ ہوے تھوڑی دور جاکر ایک بزرگ دیکھے کہ شکار کھیلنے میں مصروف ہوے سب کھیلنے دیکھنے موقوف ہوے شعید ہونار رستم پیلتن کا اہرمن شیر گرفتن کا لاغ والی باتہ کی جنگ میں زرا جانا قتد رشیبان الجبس کا اہرمن کا ہاتھ سے

راویان سخن سنج اسطرح قصہ پرداز ہیں کہ جب پیلتن نے دیکھا کہ امیر کو گئے ہوے عرصہ ہوا تنکی تک کچھ خبر نہ پائی

کچھ اُنکی کیفیت سُننے مین نہ آئی پس ہم بیان مختصر کیا کہ بن اس سے بہتر یہ ہو کہ جمشید یہ مین جاکر طلسمات کی سیر کرین سہ بال کے بیٹونکو رہبر کرکے قضا و قدر سے مع فوج روانہ ہوا چند روز کے عرصہ مین طلسمان جمشیدیہ مین پہونچا اُسکو کوٹا دیکھکر کہا کہ معلوم ہوا کہ امیر اسکو توڑکر اور طرف گئے یہانکے سب دیو و بکا کام تمام کیا اب دوسرے ملک کا رہتہ لیا مع فوج شہر کے اندر جاکر گنبد کا جو دروازہ تو ڑا تو ایک تخت پر جمشید کی لاش دیکھی وہانسے مکلکر خزانے کی کوٹھڑیان کھولین سانپ بچھوؤن کو مارا اور سہ بال کے بیٹونسے کہا کہ باہر چلا جاہیے وہانکی بھی سیر کیا چاہیے اُنھون نے کہا کہ اہرمن شیر گردان نامے ہانکا بادشاہ ہو بڑا صاحب حشمت و جاہ ہو اور ایکسو پچیس گز کا قد و قامت ہو اور تمام فوج و رعایا اُسکی آدمخوار ہو وہ شہر گویا قہر پروردگار ہو وہان جانا اچھا نہین ہو وہانسے کوئی زندہ پھرا نہین ہو رستم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو سہ بال کا وہ ہمزور ہو جب تو اُسکا ایسا زور و شور ہو اُنھون نے کہا کہ سہ بال سے کہین زیادہ تر زور آور ہو وہ اُس سے ہزار درجے بڑھکے دلاور ہو جبہ ہمارے ملک مین آتا تو باپ ہمارا اُسکی دہشت سے پہاڑ پر بھاگ جاتا ہو رستم نے پوچھا کہ مرزبان زرہشت کہان گیا وہ بولے کہ جسدن امیر نے سہ بال کو مسخر کیا اُسدن وہ بھاگکر اہرمن شیر گردان کے پاس گیا وہین اُسنے قرار لیا رستم نے یارون و برادرون سے کہا کہ امیر تو سفید دیو کو مارنے گئے ہین اور یقینًا پھرتے وقت باختر جاوینگے وہ اپنے تئین اُس شہر مین بھی ضرور پہونچا دینگے اگر امیر کے آنے تک ہم جاکر اہرمن شیر گردان کو زیر کرین تو کیا نیکنامی حاصل ہو ہمارا نام بھی شجاعون مین داخل ہو سپہون نے کہا رضائے مولی از ہمہ اولی ہم تابعدار ہین جیسا حکم ملیگا ویسا کرینگے آپکی اطاعت سے کبھی نہ پھرینگے رستم نے اسیدم کوچ کیا اور چند روز مین باختر کے متصل پہونچا مرزبان تو وہان موجود ہی تھا اُسنے رستم کے پہونچنے کی خبر اہرمن شیر گردان کو دی اُسکو اُنکے پہونچنے سے اطلاع کی وہ مردک بہت ہنسا اور مرزبان کو ہمراہ لیکر رستم کے لشکر کے قریب آکر للکارا کہ اے بکر یو جسکو آرزو گلا کٹوانے کی ہو وہ میرے سامنے آوے اس میدان مین آکر اپنا گلا کٹوا وے قضا ضرور شبان رستم سے رخصت لیکر اُس سے مقابل ہوا اور شہید ہوا آدمخوارون نے دوڑکر اُسکی بوٹی بوٹی تقسیم کرلی ہڈی پسلی سب توش کی الجوش نے جاکر اہرمن شیر گردان کے لشکر مین اس زور سے پنجہ قبض ماری کہ ہاتھ تک الجوش کا گھس گیا لیکن اُسکا کچھ ضرر نہوا اُس صدمہ سے وہ ہرگز خبر نہوا اہرمن شیر گردان نے الجوش کو پکڑکے چاہا کہ اُسکو بھی پھاڑ ڈالے مگر وہ ہزار وقت اُس سے لگا ہوا اور جہاد کرنیلگا آخر لڑتے لڑتے اُس آدمخوار نے الجوش کو پکڑکے کھا چاہا رستم نے دیکھا کہ وہ پہلوان نامی شہید ہوتے ہوتے بچھلا کر گھوڑے کی باگ پھیری اُسکے مقابلہ کی جرأت کی اہرمن شیر گردان نے کہ رستم نے اُسکو ڈھال سے روکے ایک تلوار ایسی لگائی کہ اگر سپر نہ پڑتی تو وہ دو ٹکڑے ہو جاتا کہین نشان تک نظر نہ آتا مگر اُسنے خالی دی رستم نے گھوڑے سے کود کر اُسکے دونون بازو پکڑکے یہانتک زور کیا کہ وہ شکم پھٹ گیا سپاہ اور دیو نے دیکھا کہ رستم سخت ہو گیا ہی ایسا نہو کہ مارا جائے اُسکے مارے بیٹے اور دیو بھاگ گئے رستم نے گھوڑا کو دا کر ایک [illegible] پاؤن سے لڑنیلگا رستم کو لشکر مین لیگئے اہرمن شیر گردان

نے قاسم سے پوچھا کہ وہ کون تھا اور تو کون ہے قاسم نے کہا کہ وہ میرا باپ تھا اور حمزہ کا بیٹا تھا اہرمن بولا کہ باوجود
رہنے حمزہ کے اُسنے کیون اپنی جان دی اُسکے باپ نے مدد کیون نہ کی قاسم بولا کہ امیر سفید دیو کے مارنیکو گئے ہین لشکر
مین نہین ہین اہرمن بولا کہ حمزہ لشکر مین نہین ہے تو مین تم دھوکے ساتھ کیا لڑون مجکو لازم نہین ہے کہ تمھارا مقابلہ
کرون یہ کہکر اپنے گھر کو چلا گیا وہ تو اُدھر گیا قاسم مع سپاہ اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ رستم جان بحق تسلیم ہوا اُسی صدمہ سے
ہوا عجیب طرح کا لشکر اسلام مین ماتم پڑا کہ جسکی تحریر سے جگر خامہ شق ہو تا ہی سننے والو کا کرزت غم سے رنگ فق ہوتا ہی القصہ
رستم کو تجہیز و تکفین کرکے سب لوگ امیر کا انتظار کرنیلگے امیر جب شکار سے فارغ ہو کر جنسید یہ کو آئے لشکر کے اُترنیکی علامت دیکھکر
عمرو سے فرمانیلگے کہ معلوم ہوتا ہی کہ رستم بہادر سخت گیا تھا بے غیرت سے اپنے تئین بیہانا کہ ہو پہنچایا تھا جنسید یہ کو زیر و زبر کرکے
باختر کیطرف گیا خدا اُسکو چشم زخم روزگار سے بچاوے مجکو اُسکے صحیح وسالم دکھاوے کیونکہ میرا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہی کلیجہ میرا مُنھکو
آتا ہی یہ کہکر امیر باختر کیطرف روانہ ہوے جب قریب پہونچے جتنے یار و فرزند تھے سب سر و پا برہنہ روتے ہوے امیر کے قدمو پر
گرے امیر رستم و قندرز والجوش کی سُناتی کر رکب سے زمین پر گر پڑے اور خاک پر لوٹنے لگے نہایت بیقرار ہوے بڑے غم و
اندوہ مین گرفتار ہوے یارون نے دیکھا کہ امیر کا حال ابتر ہی بالاتفاق کہا کہ یا امیر اگرچہ قضا و قدر سے چارہ نہین ہی
اللہ کے حکم سین دم مارنیکا یارا نہین ہی لیکن تمام یار و فرزند تھا سے رستم کے غم مین گرفتار ہین اور سب سے زیادہ تمھارا حال
دگرگون ہی کہ دیکھنے والو کا جگر خون ہی اس سے بہتر یہ ہو کہ چند روز جنگل کیطرف چل کے سیر و شکار سے غم غلط کیجیے اپنے دل بیقرار کو
تسکین دیجیے آخر ہر طرح سمجھا کر امیر کو لوگ جنگل کیطرف لیگئے ناگہان مرزبان زرد بشت اہرمن سے رخصت ہو کر شہر
رخام کو جاتا تھا اثنار راہ مین اُسنے سُنا کہ حمزہ مع یاران و فرزند شکار مین مشغول ہی بیٹے کے خون مین اُسکو بڑی رحمت اور سب
طرف سے غفلت ہی یہی وقت فرصت ہی ایک جادو گر کو بلا کر ایک گھوڑا جادو کا مع زین و ساز مرصع تیار کروایا اور اُسکو صحرا مین ایک
طرف کھڑا کرکے آپ کچھ لوگو لیکے کمین گاہ مین بیٹھا جو اُنکے آنیکی راہ تھی اُسی راہ مین بیٹھا اتفاقاً سعد بن عمرو شکار کرتے
کرتے اسواروں کو جا نکلا گھوڑیکو دیکھتے ہی اُچھل پڑا فوراً اپنے گھوڑے سے اُتر کر اُسپر سوار ہو کر ایک چابک لگایا وہ گھوڑا ہوا سے
ہوا ہوا ہر چند سعد نے اُسکی لگام کو کھینچا لیکن گھوڑا نہ تھا سعد نے تلوار کھا کر اُس گھوڑیکی گردن پر ماری گھوڑا سعد سمیت
زمین پر گر پڑا مرزبان نے دوڑکر سعد کو باندھ لیا اُسکو قید کیا اور مقام کیطرف روانہ ہوا جو وقت گاؤلنگی کے پاس
پہونچا سعد کو حاضر کرکے کہا کہ یہ تو حمزہ کا ہو اور لشکر اسلام کا بادشاہ ہو اُسکو کیونکر قید مین لایا ہون انصاف کیجیے کہ کیا بڑا
کام کرکے آیا ہون سعد بولا کہ اے گاؤلنگی یہ جو تم کہتا ہو کہ مین زیر کرکے لایا ہون یہ تو کچھ بات نہین ہی تو میرے سامنے یہ سمجھے لڑے
زیر کرنا معلوم ہو جائیگا جب میرا اسکا مقابلہ ہو گا تب تو جھوٹ سچ [illegible] گاؤلنگی بولا کہ راست ہی مجکو منظور ہی
جو کچھ تیری درخواست ہی سعد کے ہاتھ کھولدیے سعد نے بسم اللہ [illegible] مرزبان نے گرز اُٹھا کر سعد پر [illegible] سعد نے
خالی دیکر مرزبان کے دونون بازو پکڑ لیے اور زور کرکے سر پر اُٹھا لیا [illegible] مرزبان بچا کہ گر پڑے

گاؤلنگی نے کہ منصف مزاج تھا ہر زبان کو گرز مار کے مار ڈالا بھیجا اُس نالائق کا اُسکے سر کے منہ سے نکالا اور سعد کو بہت
داد آفرین کر کے گلے سے لگایا اور اپنے پہلو میں تخت پر بٹھلایا اور کہا کہ اے فرزند یہ تیرا گھر ہے جو خاطر جمع سے رہ میں تجکو رخصت کرتا
مگر اسواسطے رکھتا ہوں کہ حمزہ تیرے واسطے یہاں ضرور آوے گا تیرے دیکھنے کے لیے وہ یہاں آنیکی مشقت
ضرور اُٹھاویگا اور میں مدت سے حمزہ کا مشتاق ہوں پس تیرے سبب سے حمزہ سے ملاقات ہوگی بہت خوش ہونگا جب
مجھسے اُس سے بات ہوگی سعد گاؤلنگی کی الفت و محبت دیکھکر بخوشی رہنے لگا اُسکے التفات کا شکر ہر دم کرنے لگا
بدیع الزمان نے جو سعد کے گھوڑیکو خالی اور جادو کے گھوڑیکو مواد دیکھا حیران ہوا اس حالکو دیکھکر بہت پریشان ہوا
کہ سعد کہاں گیا ادھر اُدھر خوب سی تلاش کی مگر کہیں پتہ کا نشانہ لگا دست پاچہ ہو کر یارو نسے کہا کہ بڑا غضب ہوا سعد غائب
ہو مجکو اسکی تلاش لازم واجب ہوا امیر مہنوز رستم کے ماتم سے فارغ نہیں ہوئے ہیں سعد کے گم ہونیکی جو خبر سنینگے تو اور بھی جان اپنا
زبون کرینگے فرط غم و الم سے جگر اپنا خون کرینگے چلیے سعد کو تلاش کر کے لے آیا چاہیے ایسا نہ ہو میں دیر لگایا چاہیے قیاس
چاہتا ہوں کہ یہ بدذاتی مرزبان کی ہو بے شبہ یہ حرکت اُسی مردود جہان کی ہو خیر کیا مضائقہ ہو دیر آئے درست آئے اگر اللہ
چاہیگا تو وہ میرے ہاتھ سے بڑی ذلت اور خفت اُٹھائے یہ کہکر سعد کی تلاش میں نکلا کئی دنکے بعد ایک شہر نظر آیا معلوم ہوا
کہ یہانکا حاکم طاؤس یا ختری والا دوم گاؤلنگی ہو یارو نسے کہا کہ سعد کو یہاں دریافت کرنا فقرہ وہری ہے شاید مرزبان
نے یہاں لاکر رکھا ہو اسی شہر میں اُسکو چھپا کر رکھا ہو یہ سوچکر ایک نامہ طاؤس یا ختری کو لکھا کہ اے طاؤس یا ختری آگاہ ہو
کہ سعد نامے میرے بھتیجے کو مرزبان فریب کر کے لے آیا ہو میرے گمان میں ہر کہ اُسکو یہاں چھپایا ہو اگر تیرے پاس لکر رکھا
ہو تو اُسکو میرے پاس بھیجدے اور مرزبان کو بھی باندھکر میرے یارونکے حوالے کر نہیں تو تیرے ملک کو بیچراغ کر دونگا اور
تجکو بھی ذلیل کرونگا اور اس خرابی سے بارونگا کہ ہو تو تو بھی افسوس ہوگا فقط ہر دم بردعی نے جاکر طاؤس یا ختری کے
ہاتھ میں نامہ دیا اُسکو اس کیفیت سے آگاہ کیا اُسنے پڑھکر پھاڑ ڈالا ہر دم نے گرز مارکر اُس نامور سے طاؤس یا ختری
کو مارا اُسکا تخت تابوت ہو گیا ہر شخص پر ماجرا دیکھکر مبہوت ہو گیا کفاردن نے ایک ہنگامہ برپا کیا اور ہر دم کو چاروں
طرف سے گھیر لیا ہر دم نے گرز گھمانا اور کفار کو مارنا شروع کیا بدیع الزمان یہ خبر سنکر یاروں سمیت ہر دم کی مدد کو دوڑے
اور کفار دونکو طعمۂ نہنگ شمشیر کر لیلگے جب صدہا کو فنا کر گیا بقیۃ السیف نے امان مانگی بدیع الزمان نے امان دی
اسکے بعد جہر بانی کی اور کفار کے سر دونکو نیچا پر ڈھیر کر دیا اور اسکے اوپر طاؤس یا ختری کا سر رکھا اور وہاں سے آگے کو چلے دو تین
دن میں شہر نیمروز پہونچے وہاں سعد گاؤلنگی کا حکومت کرتا تھا گویا سلطنت کا دم بھرتا تھا اُسکو بھی بدیع الزمان نے بمضمون
سابق خط لکھکر ہر دم بردعی کے ہاتھ بھیجا اور وہ بھی بقصور بے اعتدالی ہر دم کے ہاتھ سے مارا گیا اور بدیع الزمان نے جاکر اُس شہر
کو اسکنہ کو زیر و زبر کیا اسکو تیغ و آتش دیا اور بقیۃ السیف کو امان دیکر آگے کو روانہ ہوئے چند روز میں شہر زنام علیج پہنچے اور نامہ
بھیجکر بالا گاؤلنگی کے نام لکھکر ہر دم کے ہاتھ بھیجا اور زبانی پیام دیا کہ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو ہر ہر دم ہر ہر ہر دم ہر گاہر دم

نے دیکھا کہ ایک ہی تخت پر گاؤلنگی و سعد بیٹھے ہوئے ہیں ہر دم گاؤلنگی کا قد و قامت دیکھکر متحیر ہوا کہ اس قدر کا آدمی بھی خدا نے پیدا کیا ہے کہ جسکے دیکھنے سے خوف آتا ہے دل دہشت کھاتا ہے گاؤلنگی نے ہر دم کو سراپا دیکھکر کمال زمی و اخلاق کیساتھ ہر دم خوش آمدی بیاضانہ تست یہ کہکر سلامت اُس سے کہا کہ اگرچہ بدیع الزمان نے میرے دو دامادوں کو مارا ہے مگر میں بپاس حمزہ انکے خون سے درگذرا باوجود قدرت کے اُس سے انتقام نہ لیا ہر دم اخلاق گاؤلنگی کا دیکھا کمال محل ہوا۔ دلمیں بہت منفعل ہوا کہ اسکا یہ اخلاق اور نامہ کا وہ مضمون مگر مجبور نامہ نہ پڑھتا تھا کہ نامہ بر ہو کے گیا تھا نامہ گاؤلنگی کے ہاتھ میں دیا اور پیام زبانی بھی ادا کیا گاؤلنگی نامہ پڑھکر سعد سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے سعد میں نے تمھارے ساتھ کیا برائی کی ایسی کیا اذیت دی کہ جسکے عوض میں تمھارے چچا نے اسطرح کا نامہ لکھا ہے کہ اُسکے پڑھنے سے مجکو ملال ہوا عجب طرحکا حال ہوا سعد نے کہا کہ وہ تو واقف نہیں ہیں کہ تمنے اس لطف و کرم سے مجلوب رکھا ہے اگر ایسا جانتے تو ہرگز ایسا نہ لکھتے گاؤلنگی بولا کہ البتہ یہ بات بھی سچ ہے ہر دم کو خلعت دیکر کہا کہ اچھا تم جاؤ اور میری طرف سے بدیع الزمان کو یہ سلام کے یہ پیغام سناؤ کہ فی الحقیقت سعد کو مرزبان دغا سے لایا تھا مگر وہ غریب اُسکے سر قابو پایا تھا میں نے اُسکو اُس قصور پر جہنم واصل کیا ہے زمرۂ اہل دوزخ میں داخل کیا اور سعد کو تا آنے حمزہ کے اپنا مہمان کیا اور کہا آپ بیان آرام فرمایئے ہرگز فکر نہ کیجئے کہ بعد حمزہ سے ضرورت داری ہو پس تم بھی تا آنے حمزہ کے سیر و شکار میں مصروف رہو سب تمھارے واسطے ہو چکا گی اور اگر مجھسے لڑنیکا قصد کروگے تو انجام اُسکا پشیمانی ہے تمھارا ہی خرابی کی نشانی ہے بدیع الزمان نے پیام گاؤلنگی کا سنکر کہا کہ نقارہ کوچ کا بجایا جائے میدانمیں پر افوج کا جایا جائے میں ابھی کھڑے کھڑے سعد کو اُس سے لونگا کوئی عذر نہ سنونگا ہر گاہ بدیع الزمان مع فوج قلعہ کے متصل پہونچے گاؤلنگی نے سعد سے کہا کہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان محض نادان ہے یہ شخص تمیز لازم حیوان ہے ہر حال تم قلعہ کے برج میں بیٹھکر تماشا دیکھو میں تنہا جاکر بدیع الزمان کو گرفتار کرتا ہوں سعد نے عرض کیا کہ میں بھی ہمراہ آپکے ہونگا گاؤلنگی نے کہا کہ آپ گاؤلنگی سے لڑنیکا حوصلہ نہ کیجئے کہ آپ سے ہو چکیگا تم یہ کہکر گاؤلنگی برگاؤ پر سوار ہو کے قلعہ سے نکلا تمام یاروں نے بدیع الزمان کو منع کیا کہ آپ گاؤلنگی سے نہ لڑیں مگر بدیع الزمان نے نہ مانا گھوڑے کی باگ اُٹھائی لندھور نے گھوڑے کی باگ پکڑکے کہا کہ آخر ہم کس دن کیلیے ہیں ہر چند بدیع الزمان نے انکار کیا لیکن لندھور نے نہ مانا خود جاکر گاؤلنگی سے مقابلہ کیا گاؤلنگی نے پوچھا کہ اے جوان اپنا نام و نشان بتا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اور تیرا کہاں مقام ہے بولا کہ خسرو ہندوستان مالک لندھور بن سعدان مگر میرا نام ہے ہر چند اٹھارہ ہزار برس میرے کابا صناہ ہوں لیکن امیر حمزہ کا غلام ہوں انھیں کی تابعداری سے میں ممدوح خاص و عام ہوں گاؤلنگی بولا کہ آوازہ تیرا میرے کان تک پہونچا تھا اچھا لڑیئے حربہ رکھتا ہے لندھور نے کہا کہ حمزہ کے آئین و مذہب میں پشیمانی منع ہے پہلے تو حربہ کر پیچھے یہ سمجھ لونگا جو کچھ مجھسے بن آئیگا کرونگا یہ سنکر گاؤلنگی نے ایک گرز بقوت تمام لندھور کے سر پر مارا لندھور نے بمشقت تمام اُسکے گرز کو رد کیا اور اپنی جگہ پر قائم رہا گاؤلنگی نے کہا کہ اب تو وار کر لندھور نے کہا کہ ابھی دو حملے تو اور کرلے تو میں جواب دونگا گاؤلنگی نے تعریف کرکے کہا کہ لندھور سچ ہے

کہ تو بڑا بہادر ہے نہین تو آجتک کوئی میر اگر رکھا کر سامنے میرے قائم نہین رہا جھا تو جا اپنے خیمے مین آرام کر دوسرے پہلوان کو بھیج میرے مقابلے کیواسطے او جوان کو بھیج لندھور نے کہا کہ مین بے پھرے تیرے خیمے کیطرف مُنھ نہین پھیر سکتا گاؤلنگی نے قبول کیا او میدان سے پھر گیا ملک لندھور اپنے خیمے مین آیا یہ حال سبکو سُنایا ہر گاہ پھر گاؤلنگی میدان مین آکر للکارا مالک اشتر اُس سے مقابل ہوا اور گرز رکھا کر سُست ہوا گاؤلنگی نے دوسرا پہلوان طلب کیا سر برہنہ تیشی میدان مین آیا نہایت دلاوری سے گھوڑا کو دایا گاؤلنگی نے کہا اے پہلوان سہر سہر کی پناہ کہ مین گرز مارتا ہون سر برہنہ تیشی بولا کہ مین سر ہی پر گرز کو روکا کرتا ہون ایسے جو بے نہین ڈرتا ہون تو حربہ مار گاؤلنگی نے گرز گھما کر جو مارا سنیہ سر برہنہ تیشی کا صندوق سر ہو گیا دیوانہ تیشی نے جا کر مقابلہ کیا گاؤلنگی نے ضرب گرز سے اُسکو بھی مع اسپ پست کیا اُسکو بھی زیر دست کیا او ر بیل پر سے اُتر کر دونون لاشین لیجا کر بدیع الزمان کے سامنے رکھ کے بولا کہ اے شاہزادے تو نے زیدہ پہلوان قوی ہیکل عیب میرے ہاتھون برباد کروائے مفت مین جانسے مروائے اور مجکو اپنے باپ سے شرمندہ کیا حقیقت مین بڑا رنج دیا بہر حال جو ہوا سو ہوا اب بھی لڑنے سے باز آ او جنگ کا ارادہ ہر گز اپنے دلمین نہ لا اور اگر تجکو میرا قتل کرنا منظور ہے تو مین اسیواسطے تنہا آیا ہون لے مجکو مار شوق سے میرا سر میری گردن سے اُتار بدیع الزمان نے کہا کہ مین جلا دتو ہون نہین کہ بے بس کر کے مارون کیا نامرد ہون جو ایسا کام کرون تو ہتھیار باندھ کر میرے سامنے آتا میرا بھی جوہر تجھے معلوم ہو گا گاؤلنگی مجبور مسلح ہو کر اپنے بیل پر سوار ہوا اُسکے مقابلے کو تیار ہوا او شاہزادے کے سامنے آکر پھر عذر کرنیلگا کہ امیر کے غلبا نے لڑنا اچھا نہین ہے یہ حرکت تم کو ہرگز زیبا نہین ہے حمزہ کے روبرو ارمان نکال لینا بدیع الزمان کہنے لگا تھا اُسکی وہ کیا حقیقت جانتا تھا آخر گاؤلنگی نے گرز بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے اُسکو رد کیا اور کہا کہ دو حملے اور کرلے گاؤلنگی نے دو حملے اور کیے شاہزادے نے اُنکو بھی رد کیا اب تو گاؤلنگی بر سر جا ہے کر شاہزادے کی تعریف کرنیلگا اُسکی جرات اور دلاوری کی سب سے توصیف کرنیلگا اور کہا کہ بچی جنگ کا خاطر خواہ تھا بدیع الزمان نے گرز اُٹھا کر گاؤلنگی پر اس زور سے مارا کہ اُسکے صدمہ سے گاؤلنگی کا بیل مر گیا اور ایک ہی ضربہ مین بیل بیچارہ اپنی جان سے گذر گیا اور گاؤلنگی کے ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا شاہزادہ اپنے مرکب سے کود کر شام تک گاؤلنگی سے گرز بگرز تیغ بہ تیغ نیزہ بہ نیزہ لڑا کیا معرکۂ قتال مین دا د شجاعت دیا کیا یہ خبر امیر کو ہوئی کہ زبان سعد کو دغا سے پکڑ لیگیا اور بدیع الزمان اُسکے تعاقب مین تا رخام پہونچا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ مین تو جبتک اہرمن فیر گردان کی ہمسر نہ کرونگا تبتک میانے نہ ملونگا لیکن تم جا کر میرے فرزندون او یار دوستون کی خیمہ لاؤ اپنے تئین جلد پہونچاؤ عمرو بن ہبیرہ کے مانند دبانسے ہوا ہوا او بہت جلد رخام مین پہونچا دیکھا کہ بدیع الزمان گاؤلنگی سے لڑائی ہو رہی ہر بار خود باتیغ آزمائی ہو رہی ہر دو سردار لشکر دو طرف کھڑے ہو تماشا گیر ہوے گاؤلنگی نے جو عمرو کو دیکھا ہاتھ لڑائی سے کھینچا اور عمرو سے باتین کرنے لگا عمرو نے کہا کہ فضل الٰہی سے آپ کو تا دامت قامت ہین اس سے بات سنائی نہین دیتی آپکے پاس آکر بیٹھون تو آپکے کلام سے محظوظ ہون یہ کہکر ایک جست کر کے گاؤلنگی کے

ہاتھ پر جا بیٹھا اور کہنے لگا کہ مین نے تیری جوانمردی کا شہرہ جب سے سنا تھا تب سے تیرے دیکھنے کا مشتاق تھا جو کہ تیری ملاقات کا بہت اشتیاق تھا مگر بڑا تعجب ہو کہ تو امیر کے غائبانہ امیر کے فرزند سے لڑتا ہو اور امیر کے پہلوانو نکو شہید کرتا ہو گاؤلنگی بولا کہ میرا اسمین کچھ قصور نہین ہو کوئی بات امیر کے خلاف کرون یہ ہرگز میرا مقدور نہین ہو جو کچھ کیا شاہزادے کے اصرار نے کیا اور مین نے کیا کیا عذر نہین کیا اور نہایت عجز کرتا رہا کہ تیرے کلام کا تمام لشکر امیر کا گواہ ہو تجھکو اسکیلیے شاہزادہ کو منع کرو مجکو امیر سے مجال نہووے کسی امر مین مجکو اُسنے ندامت ہووے عمرو نے بدیع الزمان کو بھیجکر زنگاہ سے بھیرا اور آپ گاؤلنگی کے ساتھ قلعہ مین گیا ہر چند عمرو نے رخصت طلب کی مگر گاؤلنگی نے نہ مانا اُس شب کو اپنے یہان مہمان رکھکر کہا کہ مین آج تمھارا تماشا دیکھا چاہتا ہون مجھسے لوگون نے تمھاری تعریف زیادہ از حد بیان کی ہو تمھارے صفات عجیبہ سے مجکو اطلاع عدی ہو یہ کہکر کھانا منگوا کے مع سعد و عمرو نوشجان کیا اور شراب کباب کھاپی کے کہا کہ اور تو تجھمین سب خوبیان ہین مگر ایک عیب ہو کہ تو ڈاڑھی منڈواتا ہو اپنے اس فعل قبیح سے مردونکے سامنے نہین شرماتا ہو عمرو بولا کہ سات سو درم اپنی ڈاڑھی کا بھی خراج دلوائیے ان دنون لبّ الاہ اکے دینے مین ہرگز دیر نہ لگائیے ورنہ یہ ڈاڑھی روے مبارک پر نہ ہیگی تمکو خلعت میری طرح بے حیت کیہگی گاؤلنگی نے کہا تب ہی مین تجکو مردہ جانونگا جب تو میری ڈاڑھی مونڈیگا اور مین ہرگز آزردہ نہونگا عمرو بولا کہ آپکی ڈاڑھی مونڈنا کچھ مشکل نہین ہو بہت اچھا آج مین اسکو آپکی ڈاڑھی مونڈ دونگا خبردار رہیے گا اس بات سے بہت ہوشیار رہیے گا گاؤلنگی ارکان دولت کو رخصت کر کے تنہا تخت پر بیٹھکر شراب پینے لگا غرض یہ تھی کہ جاگ کر سحر کر دیجیے کسیطرح سے غفلت نہ کیجیے ایسا نہو کہ عمرو غافل پاکر اپنے کیے پر عمل کرے میری پیشانی پر داغ بدنامی دے عمرو کی سینے اُسنے دیکھا کہ گاؤلنگی تنہا تخت پر بیٹھا ہو اور شراب پی رہا ہو تاج سر پر رکھکر اُسکے قریب آیا اور کہا تو نہین سنتا یا پھر چند مثقال افیون سبوحی صراحی مین ڈالدی و اشتہ جی سے ایسی چالاکی کی گاؤلنگی نے تین چار جام پیے تھے کہ بیہوش ہو کر تخت پر گر پڑا عمرو نے نصف ڈاڑھی مونڈکر گاؤلنگی کو ہوش مین لاکے در سے سلام کیا اور کہا کہ ذرا آئینہ دیکھیے گاؤلنگی نے جو آئینہ دیکھا تو نصف ڈاڑھی منڈی پائی اسکو بڑی عجالت آئی عمرو کی تحریف کر کے بولا کہ حقیقت مین تو شاہ عیاران روزگار ہی فی الواقع تو بے مثل جیسا ہی جیسا مین نے سنا تھا اُس سے زیادہ پایا فن عیاری مین بے نظیر نظر آیا مگر اب کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ ڈاڑھی بدستور میرے مُنھ پر ہو جاوے کوئی ہو بات سے اطلاع پائے نہین تو ارکان دولت کے روبرو سخت مجکو خجالت ہوگی حد سے زیادہ ندامت ہوگی عمرو نے وہ نصف بھی مونڈ ڈالی اور ڈاڑھی جعلی زنبیل سے نکال کے اُسکے چہرے پر گاؤدی مثل اصلی ڈاڑھی کے بنا دی اور کہا کہ جبتک گرم پانی سے دھوئیے گا یہ ڈاڑھی قائم ہیگی مخلوق اُسکو ہرگز ڈاڑھی جعلی نہ کہیگی گاؤلنگی نے جو آئینہ دیکھا تو واقعی ڈاڑھی بدستور چہرے پر ہو جو ہی جب صبح ہوئی گاؤلنگی نے سر دربار سات سو تمن خلعت پر اضافہ کر کے عمرو کو دیے اور رخصت کیا عمرو نے وہانسے آکر بدیع الزمان کو بخوبی سمجھا دیا کہ جبتک امیر نہ آوین یہان تشریف نہ لاوین خبردار خبردار گاؤلنگی سے نہ ڈرنا اس خیال مین ہرگز نہ پڑنا یہ کہنا امیر کے

پاس روانہ ہوا کئی دن میں پہونچکر تمام کیفیت مفصل بیان کی بدلنے حال سے اُنکو خبر دی امیر نے دیوانہ پیشی و سر برہنہ پیشی کے لیے بہت غم کیا ان دونوں کا بڑا ماتم کیا پھر بجوا ہرمن شیر گردان کو اس جنگ بجوا کر میدان میں آیا بہت سے کلمے فحش کے زبان پر لایا امیر بھی صف آرائی کرکے اہرمن شیر گردان سے مقابل ہوے امیر پر اُسنے گرز چلایا امیر نے اُسکو خالی دیکر فرمایا کہ اور دو حملے کرلے اُسنے جھنجھلا کر اس زور سے گرز مارا کہ شور فریاد کرنیکا الغرض تیسرا حملہ بھی جب کر چکا امیر نے پہلے ہی سے مرکب کو بچا لیا چراگاہ عدم کا مہمان کیا اور خود شہ پر سے کود کر اُسکے مقابل ہوے تھوڑی دیر تک گرز چلا کر کسی حیلے سے طپانچہ زمین کا مارا بعد ازاں تلوار چلی پھر نیزہ بازی کرکے کمند کے لچھے ایک نے دوسرے پر پھینکے لیکن کسی سے باندھا نہ گیا شام ہونے سے دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرے دوسرے دن بھی لڑتے لڑتے شام ہوگئی اور کوئی کسی پر غالب نہ آیا تیسرے دن بھی علی ہذا القیاس چوتھے دن امیر نے نیزہ کرکے اُسکو سر پر اُٹھا لیا اور تیز دیکر زمین پر دے مارا اور عمرو سے کہا کہ باندھ لے عمرو اہرمن کو باندھ کر لیگیا اور امیر تلوار کھینچکر اُسکے لشکر میں گھسے جو مسلمان ہوا اُسکو امان ملی گویا اُسکو جان ملی باقیماندہ تیغ بیدریغ کیے گئے یاروں نے عمرو سے کہا کہ امیر اہرمن کو بھی نہ مارینگے تو ستم کے خون کا قصاص کیونکر عمرو نے تسلیم سلیمہ گرم کرکے اُسکے کان میں ڈال دیا اُسکے ساتھ یہ معاملہ کیا وہ مرد ک واصل جہنم ہوا پھر دوسرے دغدغہ کم ہوا امیر نے آکر عمرو سے فرمایا کہ اہرمن کو میرے سامنے لاؤ اُسکو میرے پاس بلاؤ عمرو نے کہا کہ اُس سے خون ستم کا قصاص لیا گیا امیر چپکے ہورہے دوسرے دن امیر نے فرمایا کہ آدم خور سے جو قلعہ بند ہوے ہیں انکو مع قلعہ سر نگ لگا کر اڑا دو اسکو برابر دوزخ دکھا دو عمرو نے فی الفور سرنگ کھدوا کر بجا فلعہ کو اُڑا دیا امیر کے کہنے پر عمل کیا جتنے آدمخور تھے سب فی النار والسقر ہوے رستم جنس بچوں و خطر ہوے امیر نے اہرمن شیر گردان کی لڑائی فتح کرکے کوچ کیا پیادہ زمین خالی متصل پہونچے گاؤلنگی نے امیر کے آنیکی خبر سنکر سعد کو لباس فاخرہ پہنا کے باتحائف و سوغات امیر کے پاس بھیجا اور آپکے سامنے ہونیکو بھی نقد جنس دیکے بہت خوش کیا امیر نے سعد کو گلے سے لگایا اور گاؤلنگی کے سلوک کی بہت رضامندی ظاہر کی پھر سعد گاؤلنگی کو اس طرح بجا کر میدان میں آیا معرکہ قتال میں اپنی فوج کا پرچما یا امیر بھی مسلح ہو کر زیبگاہ میں گئے گاؤلنگی نے امیر کو للکارا تمام لشکر دیکھکے کہ اُٹھا دوسرے پہلوان کیا کہنے لگا کہ او پہلوان مجکو کام حمزہ سے ہے مجھ سے سروکار نہیں ہے ایسے ایسے پہلوانوں سے لڑنا میرا شعار نہیں ہے تو جا حمزہ کو بھیج دے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے امیر نے فرمایا کہ حمزہ بن عبد المطلب میں ہی ہوں گاؤلنگی بولا کہ یا امیر میں سمجھا تھا کہ تم مجھسے طویل القامت قوی ہیکل ہوگے اتنی قد و قامت پر قیمت ہزاروں پہلوان گردنکش گردنکش و مطیع اور قحاف میں دیوان زبردست کو زیر دست کیا ہے اسی فن توش پر پڑے پڑے یوں نکو پست کیا ہے امیر نے فرمایا کہ اگر میں ضعیف الجثہ ہوں تو کیا ہوا میرا یار تو بہت بڑا توانا ہے جسکے سامنے آسمان و زمین کا وجود کچھ اصل نہیں رکھتا ہو وہاں کیا بحر ہے دیکھتا ہے امیر سے سامنے آ کر ذرا اپنی جوانمردی دکھا گاؤلنگی نے کہا کہ پہلے تم حربہ کر و میں تمھاری قوت کو دیکھوں کہ کیسی ہے امیر بولے کہ ہم خود پر ستو نہیں سبقت کرینگا دستور نہیں ہے حریف پر پیشدستی کریں یہ ہم کو منظور نہیں ہے

گاؤلنگی نے توا تر و توالی تین حربے امیر پر کیے امیر کے ہر تین موسے عرق تو نکل آیا مگر مردانہ وار سامنے اُسکے قائم رہے پیچھے پانوں نہ ہٹایا گاؤلنگی کہا ں تعجب ہوا کہ اسقدر قوت ہو اللہ کی قدرت ہو بارے امیر نے گیارہ سونی گرز گاؤلنگی پر اس زور سے لگایا کہ اُسکی دھمک سے گاؤلنگی کی سواری کا بیل مرگیا اور اُسپر بھی صدمہ آیا گاؤلنگی نے چاہا کہ امیر کے مرکب کو بھی پکڑے امیر کو دیکھ اُسکے سامنے ہوے گاؤلنگی نے دو تلوار ین امیر کو ماریں اگرچہ چار انگل سپر امیر کی کٹگئی مگر اُسکی بھی تلوار ٹوٹ گئی شمشیر اُسکے قبضے سے چھوٹ گئی گاؤلنگی نے قبضہ پھینک کر امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے اُسکی دو ال کر تھامی شام تک ایک پگرز رہا گاؤلنگی نے کہا کہ یا امیر شب استراحت کے لیے ہے اوسوقت آرام کیجیے اب مجکو حملہ دیجیے جیسا جو ہونی ہو سو ہوگی امیر نے فرمایا کہ بے یکسو کیے مین نہین پھر نیکا دونون کے طبیخ سے کھانا آیا ایکدیگر بیٹھکر کھانا کھایا اور چند شراب کے ساغر پیکر مشعلون کی روشنی مین پھر زور کرنے لگے راوی لکھتا ہے کہ کیس شبانہ روز تک امیر و گاؤلنگی لڑے دونون شخص خوب میدانمین اڑے کوئی فن سپاہگری کا ایسا نہ تھا کہ طرفین سے باقی رہگیا ہو ہم بائیسوین دن امیر نے گاؤلنگی سے فرمایا کہ کوئی فن سپاہگری کا باقی نہین رہا اب تم ہمارا لنگر اُٹھاؤ اور ہم تمھارا اُس سے جس کا لنگر اُٹھ جائے وہ حلقۂ اطاعت مین در آئے گاؤلنگی نے بخوشی تمام قبول کیا اور ہنسکر امیر کو جواب دیا اور کہا کہ یا امیر اس شرط سے تم چوکے اور بڑی خطا کی جو یہ شرط درمیان مین نہی بڑے بڑے عظیم الشان درخت جڑ سے اکھیڑ کر پھینکے ہیں تنکے کیطرح جڑ سے اکھیڑ لیتا ہون آپکا لنگر کچھ اُن درختونسے زیادہ نہین ہے امیر نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہوا ابھی معلوم ہوا جاتا ہے دیکھو تو کون ذلت اُٹھاتا ہے گاؤلنگی نے اسقدر زور کیا کہ انگلیان پھٹکر خون نکل آیا اور ناک کان سے بھی خون جاری ہوا غش اُسکے اوپر طاری ہوا لیکن امیر کا لنگر اُٹھا نہ سکا امیر تا کمر زمین مین دھنس گئے گاؤلنگی سست ہوکر بولا کہ یا امیر مجھ مین جہانتک زور تھا کر چکا امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہو جائین نعرہ کرتا ہون وہ بولا کہ جتنا جی چاہے اتنا شور و غل کیجیے خوب چلا کر زمین کو سر پر دھر لیجیے مین رکا تو ہون نہین کہ دہل جاؤنگا تمھاری آواز سے خوف کھاؤنگا امیر نے نعرۂ اللہ اکبر جو کیا سولہ کوس تک دشت کانپ گیا اور گاؤلنگی کو سر پر اُٹھا کے چرخ دیکے بہولت ہیرے پر رکھ دیا اُسکا سب عروسی ہاتھ کر دیا پھر عمرو سے فرمایا کہ اسکو باندھدے اب اسکو ذرا مہلت نہ دے گاؤلنگی بولا کہ امیر مجھے باندھنے کے واسطے ہوین تو آپکے رشتۂ اطاعت مین بندھا ہوا ہون امیر نے فرمایا کہ تو پھر اسلام قبول کر اُسنے بسیم صمد صمول کلمہ پڑھا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا اور سبکو اُسکے مسلمان ہونیکا مژدہ سنایا اور خیمے مین لیجا کر تمام پہلوانون سے ملوایا اور کھانا اپنے ساتھ کھلوایا گاؤلنگی امیر کو مع یارون کے اپنے شہر مین لیگیا اور جالندھن امیر کو جشن مین مشغول رکھا

روانہ ہونا امیر کا باختر کی طرف اور قتل کرنا کاخ باختر نامے وہان کے بادشاہ کو

راوی لکھتا ہے کہ بعد جشن کے امیر نے گاؤلنگی سے پوچھا کہ اب یہانسے آگے کون شہر ہے اُسنے کہا کہ کاخ باختر شہر ہے اور باختر اُس شہر کا نام ہے بہت اچھا مقام ہے مگر کاخ باختر وہان کا بادشاہ آدمخوار اور ایکیسو ساٹھ گز کا قد

اور پہلوانی مین مرتب اعلیٰ ہو جرأت اور بہادری مین بھی بے بدل ہو ہر گاہ وہ میرے شہر مین آتا ہو مین اُسکے خوف سے
اُسکے ہاتھ لگکر پہاڑ پر بھاگ جاتا ہون اُسکے ظلم سے اپنی جان بچاتا ہون کہ وہ مجھسے کہین زبردست ہو گویا وہ ایک
فیل مست ہو اور علاوہ اسکے خود بھی جادوگر ہو اور رفیق بھی اُسکے جادوگر ہین اس فن مین بڑے ہنروہین امیر نے
فرمایا کہ مین جادوگرون اور آدمخوارون اور کافرون کا دشمن ہون ان سبکا فرون کا غرور شکن ہون جبتک اُسکا قلع قمع نہ کرونگا
چین مجکو نہ آویگا بے قتل کیے میرا دل تسکین نہ پائیگا بقول زبرجمہر فراش دین میرا لقب ہو یہ کہکر امیر نے گاؤلنگی سے فرمایا کہ اچھا
خدا حافظ ہم مین رخصت ہوتا ہون گاؤلنگی نے عرض کی کہ یا امیر جیتے جی تو آپکے قدمونسے مین جدا نہین ہوتا مجکو
اپنے پیچھے کسان جاتے مین ایسا بیرنج مجکو کیون دکھلاتے ہین امیر نے کہا اگر یہی مرضی ہو تو بسم اللہ میرے ساتھ ہو نواع مہماتے
اپنے دل سے دھو گاؤلنگی نے اپنے بڑے بیٹے کو کہ نام اُسکا ریل گاؤلنگی تھا اپنا ولیعہد کیا اپنے سب کاروبار کا اُسکو اختیار دیا اور
خود امیر کے ہمراہ ہوا پندرہ سے مین باختر کی سرحد مین پہونچے اور چار کوس کے فاصلے پر اُترے کاخ باختر کو نامہ لکھا کہ ہم باختر
یہان حاضر ہو کر مسلمان ہوینگے تابع فرمان ہونگے تو اس خرابی سے مجکو مارو گے ایسا ذلیل و خوار کرونگا کہ چرندو پرند تیرے
حال پر لعنت کرینگے جب عمرو بن اُمیہ نامہ لیکر گیا اور اُسکو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے خدا پرست نے نامہ بھیجا ہو حکم کیا کہ نامہ لے آؤ مجکو لاکر
دکھاؤ عمرو نے کہا کہ اُس سے کہو کہ اپنی عقل کے ناخن لیوے یہ نامہ کسی ایسے ویسے بڑے گھڑے کو نہین ہو کہ تیرے پاس بھیجدون اور
خود لیکر آؤن کاخ باختر نے کہا اچھا حاضر ہونے دو اُسکو آنیکا حکم کرو عمرو نے بارگاہ مین جاکر کاخ باختر کے قدر و قوت
کو دیکھا خدا کی قدرت پر عش عش کیا اور نامہ کاخ باختر کے ہاتھ مین دیا اُسنے تھوڑا ہی سا پڑھا تھا کہ مارے غیظ کے منہ سے نکلا تمتما
گیا حکم دیا کہ ہان اس نامہ بر کو پکڑلو اُسکو جانے نہ دو عمرو نے ٹوپی جھاڑکر سر پر رکھی اور اُسکی نظر دنسے غائب ہوا چلتے
وقت اپنے ہون مارکے کاخ باختر کے سر سے تاج اُتار کے زنبیل کے حوالہ کیا وہ تاج اپنی چالاکی سے لیا اور بآواز بلند کہا
کہ تمہارا ہون میرے آقا کا حکم نہین ہو تو قرار واقعی تجکو سزا دیتا تجھے خوب انتقام لیتا جتنے لوگ حاضر تھے
اُنھون نے بالاتفاق کہا کہ ہمنے ایسا آدمی نہین دیکھا جیسا یہ نامہ بر تھا یہ فرشتہ تھا یا انسان تھا کاخ باختر بولا کہ
کل اس نامہ بر کے آقا سے اُسکا عوض لونگا دم لینے کی فرصت نہ دونگا عمرو نے آکر امیر سے تمام سرگذشت بیان کی اُس
حال سے مطلع ہوا عدی رات تو امیر نے عبادت مین کاٹی جب صبح ہوئی دکاخ باختر طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا
اپنی فوج کو مرکب مین لایا امیر بھی مسلح ہو کر رزمگاہ مین گئے کاخ باختر نے امیر سے کہا کہ اے ضعیف القویٰ مین نے تجکو
نہین بلایا ہو تو میرے سامنے کیون آیا ہو مین حمزہ کا طالب ہون تو کیون جان کے عوض جان دیتا ہو امیر نے فرمایا
کہ حمزہ میرا نام ہو بولا کہ تو نے اس ضعیف جثہ پر تمام عالم کو سحر کیا ہو مگر تو جادوگر ہو امیر بولے کہ مین جادوگر اور جادو پر
لعنت کرتا ہون میرا خدا بہت قوی اور توانا ہو جو مجکو منظفر اور منصور کرتا ہو میرے دشمنو تکو مخذول و مقہور کرتا ہو
لا کیا حربہ رکھتا ہو اُسنے گرز گھما کر امیر کے اوپر چلایا امیر جہان کھڑے تھے وہان سے ہٹ کھڑے ہوئے گرز زمین پر گرا

کئی ہیگہ زمین اُسکے صدمے سے دھنس گئی اور پانی نکل آیا سب دیکھنے والونکے دلونمین ہول سما یا پھر دوسرا گرز مارا امیر نے اُسکو بھی خالی دیا کچھ اُسکے حربے نے ضرر نہ کیا جب تیسرا گرز مارا امیر نے اُسکو ڈھال پر روکا اُسکے صدمے سے تا بزانو امیر زمین مین دھنس گئے کاخ یاختر بولا کہ مارا اور پست کیا ایسے زبردست کو زیردست کیا امیر نے گرز مین سے نکالکر فرمایا کہ او حرامخور کسکو مارا اور پست کیا مین تو تیرا حریف موجود ہون یہ کہکر ایک ہاتھ حامل کا مارے اسکو زمین پر گرا دیا ایک ہی ضرب مین اُسکو ملک عدم مین پہونچا دیا کاخ یاختر سر پٹک کر مر گیا کاخ یاختر کی فوج امیر پر آگری امیر نے دونون ہاتھون سے تلوار مین مارنی شروع کین جب قلیل سی باقی رہ گئی بھاگ کر قلعہ بند ہوئی عمرو نے بموجب حکم امیر سرنگ دوار اکر قلعہ کو اُڑا دیا دم بھر مین خاک سیاہ کیا جتنے آدمخوار تھے طعمۂ آتش فنا ہوئے اہی ملک بقا ہوئے ان سے نجات پاکر ارجاش کے شہر مین آئے وہانکی سیر کرکے ارجاش کے شہر مین تشریف لائے ارجاش امیر کے آنے کی خبر سنکر قلعہ سے نکلا امیر نے دیکھا کہ ایک سو اسی گز کا قد اور بڑا ہی قوی ہیکل ہے ہر گاہ اُسنے امیر پر گرز چلایا امیر کود کر دوسری طرف جا کھڑے ہوئے گرز اُسکا زمین پر گرا اتنا قطعہ زمین کا دھنس گیا اُسنے جھک کر چاہا کہ گرز اُٹھائے پھر اسی گرز کو اُٹھا کر امیر پر چلا دے امیر نے بسم اللہ کرکے ایک ہاتھ حملور کا ایسا مارا کہ ارجاش دو ٹکڑے ہو گیا فوراً جا نے گز گیا فوج اُسکی یہ ساخہ دیکھکر قلعہ بند ہوئی ہر طرح سے عاجز اور متمند ہوئی عمرو بن اُمیہ نے بارود سرنگ مین بھراکر اس قلعہ کو بھی اُڑا دیا سب ملک و مال ارجاش کا برباد کیا جتنے آدمخوار تھے سب جہنم واصل ہوئے بالکل دوزخ مین داخل ہوئے

روانہ ہونا امیر کا نیستان کیطرف اور قتل کرنا نیستان سنگ انداز خونخوار وہانکے حاکم کو

راوی کہتا ہے کہ امیر نے بعد استیصال ارجاش کا ولنگی سے پوچھا کہ اب سکے آگے کون شہر ہے عرض کی کہ نیستان ہے اور وہ بڑا ایک شہر عظیم الشان ہے اور وہانکے حاکم کا نام سنگ انداز خونخوار نیستان ہے اور فوج بھی اُسکی بہت جرار اور دلاور ہے اور قد اُسکا ایکسو نوے گز کا ہے اور آنکھین اُسکی مثل تنور روشن ہین اور لشکر بھی اُسکے پاس بیحساب ہے اور راہ ایسی تنگ ہے کہ دو آدمی برابر جا نہین سکتے ہین جانور وہان داخل نہین پا سکتے ہین اور دو رویہ ہین سے شعلے آگ کے نکلتے ہین جسکی گرمی سے پہاڑ تک پگھلتے ہین امیر نے ان باتونکا خیال نہ کیا اور نیستان کیطرف روانہ ہوئے جب امیر اُس مقام پر پہونچے لشکر امیر کا تاب نہ لا سکا وہ شدت نہ اُٹھا سکا آگ کی گرمی سے لوگ مرنے لگے اُسوقت امیر نے کمان خواجہ خضر کی زمین پر ڈالی اور فرمایا کہ اُسکے سرے کو پکڑ کے چلے آؤ جب کچھ اپنے دلمین وسوسہ نہ لاؤ راوی لکھتا ہے کہ تمام سپاہ امیر کی مع مرکب جل گئی ایک شتر پر ایک پہلوان اور تین سو سپاہی کمند کو پکڑے اُس دریائے آتش سے پار ہوئے باقی سب راہی ملک عدم ہوئے بارے خیر خیریت سے امیر متصل شہر کے پہونچے نیستان سنگ انداز خونخوار جو وہانکا بادشاہ تھا امیر کے آنے کی خبر سنکر مع سپاہ شہر سے باہر آیا اپنا تمام لشکر مقابلے کے لیے لایا امیر نے دیکھا کہ ہر سپاہی کے گلے مین ایک توبڑا بندھا ہوا ہے اور ہاتھ مین ایک سرے سے سب چھوارنے لگے امیر کے ہمراہیون سے اکثر آدمی بچے باقی سب حریف کے

ہاتھ سے سنگسار ہوے امیر اس حال کو دیکھکر سخت مجبور و ناچار ہوے مگر تلوار کھینچکر اسطرح اُنکی فوج مین گھسے جیسے شیر بکریونکے گلے مین گھستا ہی اور دونون ہاتھون سے تلوارین مارنے لگے مگر اُنکے گردنونسے اُنار نیلگے یہانتک خونخوار مارے گئے کہ اُنکے خون سے ایک دریا بہنے لگا پھر شخص آمیر کی تعریف زبان حال سے کہنے لگا آغاز الہام نستان سنگ انداز خونخوار نے آکر امیر کے سر پر تلوار ماری امیر نے اُسکو خالی دیا جب وہ گزر اُٹھانے لگا امیر نے جست کرکے ایک تلوار ایسی لگائی کہ اُسکے دونون پانون زانو سے کٹ کر گر پڑے اور زمین مین در آئی امیر نے دوسرا ہاتھ اور لگا کر اُسکو جہنم واصل کیا اُس کو بھی اُنھین جہنمیون مین شامل کیا اور بقیۃ السیف جو قلعہ مین بند ہوے تھے اُنکو آگ لگا کر جلا دیا سب کو خاک کیا اور فرمایا کہ مین نے یہ زچہر سے سُنا ہی کہ ستر یارون سمیت ظلمات سے باہر نکلونگا اُن سب دشمنون کو زیر و زبر کرونگا اب اکھتر آدمی میرے ساتھ ہین دیکھا چاہیے کہ اُنہین سے کسکی قضا ہی کسکا نام صفحہ ہستی سے مٹتا ہی یہ کہکر بہت مغموم ہوے راوی کہتا ہی کہ امیر نے گاؤلنگی سے کہا کہ اے دوست لاکھ سوار پیدل میرے ساتھ تھے منجملہ اُنکے یہ اکھر آدمی بچے ہین باقی سب کام آئے مین نے اُنکے مرجانے سے بڑے رنج اُٹھاے اب بتاؤ کہ آگے اسکے کون شہر ہی گاؤلنگی نے کہا کہ یہانسے چند منزل اردبیل ہی اور اُسکے حاکم دو بھائی ہین اردبیل پیل دندان و مرزبان پیل دندان اور اُسکے آگے زرد ہشت جادو کا طلسمات ہی وہ نگی ہر شہر عجائبات ہی امیر اردبیل کی طرف روانہ ہوے چند روز کے عرصہ مین منزل مقصود پر پہونچے اردبیل پیل دندان و مرزبان پیل دندان کو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے پہلوان کسی ملک سے آیا ہی وہ قاتل کفار یہان بھی تشریف لایا ہی دونون بھائی لشکر لیکر میدانمین آئے معرکۂ جنگ مین پہنچے جائے اور جنگ خونخوانی کرنیلگے امیر مسلح ہوکر اُنکے سامنے گئے اردبیل نے چھوٹتے ہی امیر پر حملہ کیا اور چاہا کہ دانتونسے امیر کو زخمی کرے امیر نے تلوار کھینچکر اُسکی گردن پر ماری سر اُسکا بھٹا سا سان سے اُڑ گیا مرزبان پیل دندان اپنے بھائی کو مرا دیکھکر امیر پر دوڑا امیر نے اُسکو بھی ایک ہی وار مین ٹھنڈا کیا جہنم مین اُسکو مقام دیا اور اُنکی فوج کو قتل کرکے دیا سے کوچ کیا کئی دنمین زرد ہشت جادوگر کے طلسمات مین پہونچے ایک چار دیواری بے در نظر آئی وہانکی عمارت نئے طرز کی بانی اندر اُسکے ایک گنبد تھا بلند کہ باہر سے دکھائی دیتا تھا اور اُس گنبد سے آواز رقص و سرود کی آتی تھی صدا گانے بجانیکی دور تک جاتی تھی امیر نے گاؤلنگی سے فرمایا کہ اسکے اندر کچھ آدمی معلوم ہوتے ہین کہ آواز گانے بجانیکی آتی ہی جس سے طبیعت بہت حظ اُٹھاتی ہی گاؤلنگی نے عرض کی کہ یہان آدمی کا کیا ذکر ہی یہ طلسمات ہی یہان سے یہطرح آواز آیا کرتی ہی یہ نیرنگی طلسمات سبطرح سے شعبدے دکھایا کرتی ہی امیر نے فرمایا کہ ہم سب مین تم طویل القامت ہو دیکھو تو یہ معاملہ کیا ہی تحقیق کرو کہ یہ ماجرا کیا ہی گاؤلنگی نے جو دیوار سے جھانک کر دیکھا بے اختیار نعرہ مارکے کود پڑا امیر نے لندھور سے کہا کہ ذرا تم تو دیکھو گاؤلنگی کس شوخ کو دیکھکر نعرہ مارکے چار دیواری کے اندر کود پڑا لندھور نے جو جھانکا وہ بھی ہنستے ہنستے چار دیواری کے اندر کود پڑا فرض جو گیا وہ پھیت رہا کسی نے دوبارہ کا حال کچھ نہ کہا عمرو امیر سے کہنے لگے عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو مین پہنچ کر پتہ لیتا ہون کہ جانکون دیکھون کہ اسکے اندر کیا ہی کہ دیکھتے ہی الا

بے اختیار ہو کر احاطہ کے اندر کود پڑتا ہی امیر نے کہا کہ اچھا دیکھو مگر بہت ہوشیاری سے ایسا نہو کہ تم بھی یارونکے ساتھ مجسمہ کی طرح تم بھی اسی بلا مین پھنسو عمرو بولا کہ گمان ہی کوئی مستورہ احاطہ کے اندر ہوگی یا لوگ اُسکو دیکھکے کود پڑے مین تو کچھ عاشق تن نہین ہون کہ اُسپر شیفتہ ہوکر کود پڑونگا اُسکے حسن پر فریفتہ ہونگا یہ کہکر دیوار پر چڑھا اور بدستور یاران دیگر قہقہہ مار کر کود پڑا امیر تنہا رہ گئے بے اختیار یارون کے لیے روئے اور مناجات کرنے لگے روتے روتے جی سے گذر گئے اتفاقاً اسی عالم مین آنکھ لگ گئی دیکھتے کیا ہین کہ آسمان پر سے ایک تخت اترا اور اُسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوے ہین امیر سلام کرکے رونے لگے اُن بزرگ نے کہا اے فرزند روتا کیون ہی مرغ سفید جو گنبد پر بیٹھا ہی اُسکو تیر سے مار طلسم فتح ہوجائیگا اور اس بلا سے نجات پائیگا یہ کہکر تخت تو آسمان کیطرف اُڑ گیا دفعۃً اُنکی نظر سے غائب ہوا اور امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعی گنبد پر ایک مرغ سفید بیٹھا ہوا ہی امیر نے جو اُسکو ہدف تیر کیا وہ مرغ زمین پر گرا طلسم ٹوٹ گیا یار لوگ جو اُسکے اندر تھے خود فتگی سے آپ مین آکے اس بیہوشی سے افاقے پائے اور امیر کے قدمون پر گر پڑے امیر نے سب کو چھاتی سے لگایا اُسکو پیار فرمایا اور خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا یارونسے جو پوچھ دیکھا اُس احاطے مین یہ چھ آدمی تھے انہون نے کہا کہ ایک پری پیکر صورت دکھائی دیتی تھی کہ اُسکو دیکھکر ہم بارہ آدمی بیخبر ہو جاتے تھے اور احاطے مین کود پڑتے تھے امیر نے فرمایا کہ گنبد کے دروازے کو کھولو دیکھون تو کہ اُسکے اندر کیا ہی دریافت کرون کہ اس معاملہ کیا ہی ہر چند سبون نے زور کیا مگر گنبد کا دروازہ نہ کھلا آخر کار امیر نے اُس دروازے کو توڑا اندر جا کر دیکھا کہ چھت مین ایک تابوت لٹکتا ہی تابوت کو اُتارا تو دیکھا کہ زرد بہشت جادو کی لاش اُسمین رکھی ہی نہایت احتیاط سے رکھی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا ابھی سو یا ہی امیر نے فرمایا کہ تابوت مین اُسکے پاس اور کچھ بھی ہوگا بغور دیکھنا چاہیے اس مقدمے مین خوب تامل کیا چاہیے عمرو نے جو تلاش کیا تو ایک کتاب جادو کی ملی امیر نے اُسکو مع کتاب جلا دیا نام و نشان اُسکا بالکل مٹا دیا عورتے کئی ورق اُسکے نکال رکھے کہ وہی جادو ابتک دنیا مین پھیلا ہوا ہی ہر شخص اُسی پر عمل کر رہا ہی القصہ جب امیر نے زرد بہشت جادوگر کی لاش کو مع کتاب جلا چکے اُسکے اطمینان کلی پا چکے طلسمات کے کنارے آئے اور یارونسے فرمایا کہ یہ مقام بہت خطرناک ہی ہمکو ہر جگہ خوف ہلاکت ہی سکے سب اکیار گی نہ سو چو کی دینا ضرور ہی یہ کہکر پہلی چوکی عمرو معدیکرب کی دوسری چوکی مالک اشتر تیسری چوکی ملک لنددھور کی چوتھی چوکی اپنی امیر نے مقرر کی اسیطرح جاگنے اور ہوشیار رہنے کی اجازت دی عمرو معدیکرب جو چوکی دینے بیٹھا ایک ہرن سامنے سے نظر آیا اُسنے اُسکو شکار نیا اور صاف کرکے گوشت اُسکا پکا نیا جب گوشت تیار ہوا ایک ضعیفہ پیدا ہوئی ایک بلا کیصورت ہویدا ہوئی معدیکرب پر دانت پیسنے لگی معدیکرب نے کہا کہ او بڈھیا سچ کہہ تو کون ہی یہان کیون آئی ہی تو نے اس سفر کی ذلت کیون اٹھائی اور مجھ پر دانت کیون پیستی ہی نہین تو ابھی تجھکو قتل کرونگا اپنا حال سچ سچ بتا نہین ابھی سزا دونگا تب وہ بعاجزی کہنے لگی کہ اے فرزند مین ایک سوداگر کی جورو ہون مجھکو تو شیر نے مار ڈالا اس جنگل مین حیران پریشان پھرتی ہون بے یار و یاور و سراسیمہ و سرگردان پھرتی ہون آج چار روز ہوے ہین کہ ایک دانہ انار کا آنکھ سے

نہیں دیکھا اگر تھوڑا سا گوشت مجکو دیدے تو میں کھا کر تیرے حق میں دعا کرون جان و دل سے تیری شکر گذار رہون عمرو معدیکرب کو اُسپر رحم آیا گوشت اُسکے دینے کے لیے دیگچی سے نکالنے لگا اُس بڑھیا نے کہ ذکر ایسا طمانچہ معدیکرب کو مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑا بعد ایک ساعت کے ہوش آیا اُس صدمے سے جب افاقہ پایا دیکھا کہ دیگچی خالی پڑی ہے رات گذر گئی معدیکرب مالک اشتر کو جگا کر سو رہا مالک اشتر نے خالی دیگچی دیکھکر کہا کہ او شکم بندرگ تو نے گوشت پکا کر تنہا خوری کی مجکو شریک نہ کیا ہمکو ذرا بھی نہ دیا وہ بولا کہ میں بھوکا تھا اسلیے میں نے کھا لیا اگر تجکو بھی بھوک ہوتو شکار کرکے تو بھی پکا کر کھا بھوک کی تکلیف نہ اُٹھا تھوڑی دیر کے بعد مالک اشتر کے سامنے بھی ایک ہرن آیا مالک اشتر نے شکار کر کے گوشت اُسکا پکایا یا ہرگاہ وہ گوشت پک چکا وہی بڑھیا پھر آئی اور زار رونا پکار کے گوشت مانگنے لگی مالک اشتر نے بھی رحم کھا کر چاہا کہ گوشت اُسکو دیگچی سے نکالکر دیوے بھوکے کو کھانا دیکر ثواب لیوے اُس بڑھیا نے لپک کر طمانچہ مارا وہ تو بیہوش ہوکر گر پڑا بڑھیا گوشت کھا کر چلتی ہوئی پکے پکائے کا مزہ اُٹھا کر چلتی ہوئی مالک اشتر ہوش میں آیا مالک لشکر حضور نے خالی دیگچی چولہے پر دیکھکر کہا کہ کیون مالک اشتر تو نے گوشت پکایا اور آپ ہی آپ کھا یا ہمکو ایک پارچہ بھی نہ دیا مالک نے کہا کہ یار گوشت تھوڑا تھا میرا ہی پیٹ نہیں بھرا میں تجکو کیا شریک کرتا شکار یہان کثرت سے ہی تو بھی شکار کرکے گوشت پکا کر کھا اس جنگل کے ہرن گوشت بہت لذیذ رکھتے ہین تو بھی مزہ اُٹھا لشکر حضور نے بھی ایک ہرن شکار کرکے گوشت اُسکا پکایا یہ اُس بڑھیا نے آکر لشکر حضور کو طمانچہ مار کے بیہوش بنایا اور وہ گوشت نکالکر کھا کے چلی گئی گوشت کھا لیا اور شکم بندا فعل بنا کر چلی گئی جب لشکر حضور کو ہوش آیا اور اسنے افاقہ پایا معدیکرب و مالک اشتر نے کہا کہ ایسی ہی تنہا خوری ہمنے بھی کی تھی جیسی قحبے کی لشکر حضور بولا کہ تم اگر مجھسے کہدیتے تو میں کیون فریب کھاتا کوئی تدبیر عمل میں لاتا معدیکرب و مالک نے کہا جو ہونی تھی سو ہوئی اب چپکے ہو رہو ہرگز زبانسے کچھ نہ کہو امیر کو جگا دو دیکھو تو امیر سے اور بڑھیا سے کیسی بنتی ہے لشکر حضور نے کہا کہ امیر کو دغا کھانا گوارا نہیں ہے اُنکا اذیت اُٹھانا گوارا نہیں ہے معدیکرب بولا کہ امیر کبھی دغا میں نہ آئینگے ہرگز فریب نہ کھائینگے آپ یہ باتین کرکے امیر کو جگا دیا امیر نے بھی بنی چکی میں شکار کیا اور گوشت پکا نیلگے بڑھیا کو توزہ پڑا ہوا تھا جسوقت گوشت پک چکا امیر کے روبرو بھی آمکر وہی راگ گانے لگی وہی سخن زبان پر لانیلگی امیر کو جو اُسکے مُنھ سے گوشت کی بو محسوس ہوئی دلمیں سوچے کہ یہ طلسمات ہے خدا جانے کہ یہ بڑھیا کون بدبلا ہے بیشک یہ چڑیل ہے اس سے اپنے تئین بچانا واجب ہے ایک ہاتھ میں تلوار لیکر دوسرے ہاتھ سے گوشت نکالنے لگے بڑھیا نے امیر کو بھی طمانچہ مارنیکا قصد کیا امیر نے ایک تلوار حواسی راسکا تن سے جدا ہوکر زمین پر گرتے ہی ایکطرف کو دوڑا امیر نے اُسکا تعاقب کیا دیکھا کہ وہ سر ٹوٹتے ٹوٹتے ایک کنوین میں اُتر گیا امیر اس کنوین کے اوپر کھڑے ہوگئے یا رہبی امیر کے پاس پہونچے امیر نے فرمایا کہ سپر کو کمند میں باندھکر مجھ کو اندر اُترون عمرو امیہ بولا کہ اپنے ہوتے آپکو کاہیکو کنوین کے اندر اُترنے دونگا میں اس کام میں نامل نکرونگا آپ کنوین کی جگت پر کھڑے رہیے میں اندر جاکر خبر لاتا ہون آپکے بدلے میں جاتا ہون یہ کہکر عمرو کمند کے سہارے کنوین میں اُتر گیا دیکھا کہ وہ سر سیڑھی کے طباق میں ایک خوبصورت

چہاردہ سالہ کے سامنے رکھا ہوا ہو اور وہ معشوقہ رو رو کر کہہ رہی ہو کہ تین نے منع کیا تھا کہ تو میر کے نزدیک نہ جانا آخر تو نے میرا کہنا نہ مانا اور جان اپنی گنوائی مجکو بھی مصیبت دکھائی عمرو نے یہ سنکر کمال چالاکی چاہ حلقہ کمند کے سر پر ڈالکے باندھ لیا جلد چالاکی کر کے اسیر کر لیا اور کنوئیں سے نکلکر مع سر اسکو امیر کے سامنے حاضر لایا اور جو کچھ اس معشوقہ سے سنا تھا وہ بھی بیان فرمایا امیر نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہو اور یہ بڑھیا کون تھی وہ بولی کہ مین زرد ہشت کی بیٹی ہون اور یہ بڑھیا اسکی ماں تھی امیر نے پھر پوچھا کہ تو اکیلی کیوں آئی تیرے اور بھی کوئی ہو اسنے کہا کہ دو بہنین میری اور بھی ہین وہ طلسمات مین مع لشکر رہتی ہین وہ بھی اس بڑھیا کے مرنیکی خبر پاکر آوینگی اسکو مقتول دیکھکر بڑا رنج اٹھائینگی اور مقدور بھر عرصہ تنگ کرنیکی کا تہیہ کرینگی مجھسے ارادہ جنگ کرینگی امیر نے اسکو عمرو کے حوالے کر کے فرمایا کہ اسکو حفاظت سے رکھو اور اس سے کسیطرح غافل نہ ہو وہ رات تو گذر گئی فجر کو جوق جوق لشکر جادوگرونکا اسی کنوئیں کے اندر سے نکلکر میدان مین اترا اور اس لشکر کی سردار زرد ہشت کی دو بیٹیان تھین ایکا نام گرخ تھا اور دوسرے کو فرخ کہتے تھے اور انکی ایک ایک بہن جادوگری مین ضرب المثل تھی انھون نے اسی بہن کو جادو کرنیکے واسطے حکم دیا اسلو جادو کرنے پر مستعد کیا ایکدن امیر نے اسی لڑکی کو جو عمرو کی قید مین تھی طلب کر کے پوچھا کہ تین تیری مجھسے کیا لڑینگی میرے مقابلے مین کیا آوینگی وہ بولی کہ آپسے لڑنیکی طاقت انھین کہان ہو مگر جادو البتہ کرینگی اور بزور سحر بلاشبہ آپ پر قادر ہونگی اسوقت انکی کارسازیان تم پر ظاہر ہونگی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم اس سے بجائے خود دریافت کرو اس سے اچھی طرح سے پوچھو کہ جادو کیا شی ہے اور کیونکر کرتے ہین عمرو اسکو اپنے مکان پر لے آیا اور زہر چند بھسلا چندلا کر پوچھا مگر اسنے کچھ نہ بتایا آخر وہ تنگ ہو کر اسکو مار ڈالا مغز اسکے سر سے نکلا اور امیر سے آکر کہا کہ مین نے ہر چند دم دلاسا دیکر اس سے پوچھا لیکن اسنے کچھ نہ بتایا اسکا حال مجھسے مطلق چھپایا تب مین نے ناچار ہو کر اسے مار ڈالا امیر نے کہا کہ ناحق تو نے اسکو مارا شاید تقریر مین آکر بتا دیتی اسکی حقیقت سب سنا دیتی عمرو نے عرض کیا کہ یا امیر وہ بڑی خام پارہ تھی مین نے اسکو کس کسطرح نہین دم دیا مگر اسنے نہ بتانا تھا نہ بتایا اسلیے مین نے اسکو مار ڈالا کہ بیسود اس سے بھی کوئی ضرر پہونچے باقی رہا حال کا دریافت کرنا مین ابھی آپکو دریافت کیے دیتا ہون اسکے سر پہیونسے ساری کنگھی نکالکر اپنے بہون یہ کہکر جادوگرونکی طرف روانہ ہوا راہ مین ایکسوار جادوگرونکے لشکر کا ملا اسنے چاہا کہ عمرو کو پکڑ لیوے عمرو نے اسکی اذیت دیکر اسکو بھی قتل کر ڈالا اور آپ اسکی صورت بنکر جادوگرونکے لشکر مین گیا کہ موقع پاکے اپنا مطلب حاصل کرے کسی خیمہ کے اندر اپنے کو داخل کرے جب رات ہوئی تب چوکی کے لوگونکے ساتھ فرخ کے پلنگ کی چوکی دینے کیواسطے گیا اتفاقاً ایک جلوہ گرنے فرخ سے آکر کہا مضطر ہو کر جلد جاکر کہا کہ آج کئی دن ہوئے ہین یہ حمزہ کے لشکر پر جلوہ کرنے گئی ہے مگر ابتک اسکا کچھ اثر معلوم نہوا کہ وہ کیا ہوئی کس بلا مین مبتلا ہوئی فرخ بولی کہ کل شام تک جادو تیار رہوگا دیکھوگے کہ حمزہ کے لشکر مین کیسی تباہی پڑیگی کہ ایک آدمی زندہ نہ بچیگا کوئی نجات نہ پائیگا عمرو نے یہ سنکر اگر امیر سے بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر ہونی چاہیے کہ اسی کے لشکر پر اسکا جادو الٹ جاوے اسکا وبال اسی پر آوے عمرو نے عرض کی کہ وہ مردار آپکے نہ کہنے سے بیچے ہے

تیار کر رہی ہو کل شام تک تیار ہوگا مین جاکر اُس قحبہ کو پکڑ لونگا اور اُسکا جادو اُسی کے لشکر پر الٹ دونگا پرسے وہ دن تو گذرا دوسرے دن عمرو عصر کیوقت جادوگرونکا لباس پہنکر ایک صراحی شراب بیہوشی آمیختہ کی لیکر دایہ کے پاس گیا اور کہا کہ فرخ نے مجکو بھیجا ہو کہ تین دن سے تم کیا کرتی ہو ہنوز کچھ جادو کا اثر حمزہ کے لشکر پر نہین ہوا ان لوگون کا ذرا بھی ضرر نہین ہوا اور یہ صراحی شراب کی تمہارے واسطے بھیجی ہو وہ بولی کہ بغیہ جادو کا تیار ہو چکا ہو آفتاب جسدم غروب ہوگا اُسی دم تماشا دکھائی دیگا کہ حمزہ کے لشکر کا کیا حال ہوا آپنے کیسی آفت پڑی اور ہر شخص کس طرح سے گرفتار و بال ہوا یہ کہکر صراحی مُنھ سے لگاکے غٹ غٹ پی گئی بے تامل جھٹ پٹ پی گئی شراب کا شیشہ حلق کے اُتر نا تھا اور دایہ کا بیہوش ہونا تھا عمرو بن اُمیہ نے اُسکو دبوچا ایک گٹھے مین گاڑ دیا اُس قحبہ کو واصل جہنم کیا اور بغیہ و شیشہ لیکر امیر کے پاس آیا اور کہا کہ اسی بغیہ و شیشہ مین جادو بھرا ہو سو اب مین جاکر گلرخ و فرخ کے لشکر پر مارتا ہون اس جادو کو اُنھین پر اُتارتا ہون امیر نے فرمایا کہ جلدی کرو اس کام کے کرنے مین دیر نہ لگاؤ عمرو نے جادوگرون کے لشکر مین جاکر پہلے تو بغیہ کا مواد اُنکے لشکر پر چھوڑ کے تمام خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا دم بھر مین سبکو خاک سیاہ کیا بعد ازان شیشہ مین جو کچھ بھرا تھا اُسکو انڈیلا اسقدر بارش ہوئی کہ تمام لشکر جادوگرونکا مع گلرخ و فرخ نہ آب ہوا سب اسباب و لشکر اُنکا تباہ و خراب ہوا نام کو کوئی زندہ نرہا چند روز امیر اُس نواح مین متعول بہ سیر و شکار رہے ایک دن گاؤلنگی سے پوچھا کہ اب جو اور بلا باقی ہو سو کہو بھی بتایا چاہیے کوئی تازہ خبر سنایا چاہیے وہ بولا کہ باختر سے ظلمات تک جتنا فتنہ و فساد تھا سب دفع ہوا اب خرام مین چلکر جنے سے استراحت فرمائیے میرے ساتھ تشریف لائیے وہانسے کوچ کرکے خرام مین آئیے اُس شہر عالیمقام مین آئے گاؤلنگی نے بکمال تکلف امیر کیواسطے جشن مین تب کیا تیاری سامان دعوت کا کاربردازان کو حکم دیا بعد الفراغ جشن شکار کے لیے شہر سے نکلے کہ ناگہان ایک ہرن بدیع الزمان نے دیکھا چاہا کہ اُسکو صید کرین ہرن چوکڑیان بھرتا ہوا آگے کو چلا بدیع الزمان نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اُسکے مارنیکے لیے بندوق کو سنبھالا اچھی طرح درجہ کر ایک حوض مین ہرن کو دیکھا بدیع الزمان نے بھی اپنے گھوڑے کو اُس حوض مین ڈالا امیر بھی یارون سمیت اُسی حوض مین کود پڑے آنکھ کھولکر جو دیکھا ایک میدان وسیع نظر آیا عجب طرح کا جنگل بیابان جنمین چرند و پرند کا نام نہین ہرن کو تلاش کیا لیکن نشان کا نہ لگا امیر نے آبدیدہ ہوکر یاران سے فرمایا بہت بہتیرے ملال سے لیکن اُنکو سنایا کہ ستر آدمی رہ گئے الحقر وین بدیع الزمان تھے جو غائب ہوئے حیف ہو کہ تازہ سوراخ میرے کلیجے مین اور ہوا اس غم سے میرا بُرا طور ہوا یارون نے بجائے خود میر کو سمجھا کر کہا کہ امیر تقدیر سے کوئی ستیزہ نہین کرسکتا ہو مشیت ایزدی مین دائرۂ سکوت سے کوئی قدم باہر نہین دھر سکتا ہو سوائے مرہم صبر کے اس زخم کاری کا علاج نہین ہو میر نے سوائے صبر و فکر کے دم نہ مارا سوائے خاموشی کے چارہ نہ دیکھا بولنے کا یارا نہ دیکھا روانہ ہوئے امیر کا مکہ معظمہ کیطرف اور شہید ہونے کا باب ظفر انتساب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین اور اختتام داستان

راویان سخن سنج اس داستان دلچسپ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب امیر کو کئی قدر صبر آیا اور اُنکے قلب نے اضطرار سے

قرار پایا گاؤ لنگی نے کہا کہ آپنے فرمایا تھا کہ بجلو پیمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرا دونگا انکا جمال مبارک ضرور دکھاؤنگا پس بسکہ کیطرف آشریف لے چلیے امیر گاؤ لنگی اور یاروں کو ہمراہ لیکر بلکے کیطرف روانہ ہوے قضا وقدر مین پہونچے سہ یال بن وبال استقبال کرکے امیر کو اپنے مکان پر لے گئے اور حق مہمانداری ادا کیا کئی دن کے بعد سہ یال کے باپ نے رحلت کی امیر نے اسکی تجہیز وتکفین کرکے سہ یال کی تشفی کی اور رخصت پر بلکہ بھلا کے کیطرف راہی ہوے چند روز مین مسافت طے کرکے بلکے متصل پہونچے گاؤ لنگی اور تمام یاران حمزہ جناب پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قدمبوس ہوکر مشرف باسلام ہوے سب مین نیکنام ہوے ایکدن جناب پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مسجد مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصر وروم وشام کے کفار جمع ہوکر بارادہ فساد آئے ہین لشکر کثیر اپنے ساتھ لائے ہین حضرت نے پہلے امیر حمزہ کو مع دیگر صحابہ کرام کو قبیس پر بھیجا بعد ان خود تشریف لیگئے کفار نے صف آرائی کی امیر نے گاؤ لنگی کو میدان کی رخصت دی ایک کافر قوی ہیکل گاؤ لنگی کے سامنے بہت سے کلمے غرور کے زبان پر لایا گاؤ لنگی نے اسکو زمین سے اٹھا کر اسقدر چرخ دیے کہ وہ بیجان ہوگیا نہایت عاجز وحیران ہوگیا جب مین پر دیار مقے جان جو باقی تھی وہ بھی بدن سے نکل گئی دوسرا کافر آیا اسکا بھی یہی حال ہوا اسیطرح چند کو گاؤ لنگی کے ہاتھ سے مارے گئے لشکر کفار کمال خائف ہوا کوئی گاؤ لنگی کے سامنے نہ آیا بسکے دلمین خوف سما یا آخر شاہزادہ ہند نے کہ پورہندی اسکا نام تھا گھوڑا اپنا میدان مین نکالا اور گاؤ لنگی کے مقابل آکر ایک نیزہ سینہ پر مارا کہ گاؤ لنگی کی پشت سے نکل گیا اور اسی ضرب سے گاؤ لنگی جان بحق تسلیم ہوا امیر اسکے واسطے بہت متاسف ہوے اور طیش کھا کر خود اسکے مقابل ہوے پورہندی بولا کہ ای بوڑھے تو کیون اپنی جان کو آیا ہے کیا خیال خام تیرے دلمین سمایا ہے یہان نوجوان کا تو حوصلہ تجھسے مقابل ہونیکا ہوتا نہین ہے بہتر ہے نام اپنا بتا کہ بے نام ونشان مارا نہ جائے اس میدان سے کوئی تیری لاش بھی نہ اٹھائے امیر نے فرمایا کہ ای بیہودہ گو نام میرا حمزہ بن عبدالمطلب ہے وہ بولا تو ہی ہے جسنے سنا تھا کہ حمزہ باختر کیطرف گیا ہے امیر نے فرمایا کہ سچ ہے وہانسے آتے ہوے چند روز محلو ہوے ہان لا کیا حربہ رکھتا ہے پورہندی نے نیزہ امیر پر راست کیا امیر نے نیزہ چھین لیا اور اسکو عاجز کیا اور وہی نیزہ اسکے جگر پر مارا کہ پشت سے نکل گیا اور پورہندی گھوڑے سے گر کر مر گیا یہ واقعہ اپنی جانسے گذر گیا امیر نعرہ کرکے اسکے لشکر پر گرے اور بہت سے کفار مارے ہزارون نابکار مارے کفار دون نے امیر سے عاجز ہوکر راہ فرار سجھون نے برابر پیچھا دی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر کو لیکر منظفر ومنصور بلکے مین آئے اس فتح سے خدا کا شکر بجا لائے راوی لکھتا ہے کہ پورہندی کی ماں اپنے بیٹے کی سنانی سلاطین ہند وروم وشام وچین وچوش و زنگبار وترکستان کو مع فوج جرار لیکر مازندران مین آئی اپنے بیٹے کے انتقام کے لیے بڑی فوج اپنے ساتھ لائی اور ہرمز سے داد بیداد کی ہرمز بھی مع لشکر اسکے ساتھ ہوا ہرگاہ یہ سب فوجین کے متصل ہوچین جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے سنکر فرمایا حمزہ میرا چچا ان فوجوں کے قلع قمع کرنیکے واسطے اکیلا کافی ہے چونکہ آنحضرت نے پہلے کلمہ انشاء اللہ تعالیٰ استثنائے
زبان نہ کیا تھا جناب احدیت کو ناگوار ہوا جب آنحضرت صحابہ کو لیکر کفار سے مقابل ہوئے ہرمز نے اپنے لشکر سے کہا کہ ایک
ایک لڑکے ان عربوں سے نہ لڑو بالاتفاق اُنپر گرد اور ہنوں ہاتھ مارو ورنہ اپنے غالب نہ ہوگے ہرمز کا لشکر ایکبارگی
اہل اسلام پر ٹوٹ پڑا ان جمعہ روسعد بن عمرو بن حمزہ بمع یکرب وغیرہ جتنے یار امیر حمزہ کے تھے سب کے سب
شہید ہوے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر کفار تیر برسانے لگے چار و نا چار فصیل پر تیر آنے لگے اور ایک
کافر نے تیر مار کے ایک انت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا شہید کیا یہ خبر عمرو بن معبد بصری نے امیر حمزہ
کو دی اس مصیبت جانکاہ سے اُنکو خبر کی امیر مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوے قتل کفار پر تیار ہوے اور کفار کو قتل کرتے
ہوے ہرمز تک پہونچے ہرمز امیر حمزہ کو دیکھکر تخت پر سے اُتر بھاگا اور لشکر بھی اُسکا مفرور ہوا اسیکو ٹھہرنیکا یارا نہوا
چار کوس تک امیر حمزہ نے اُنکا تعاقب کیا اور جا بجا کشتوں کے پشتے باندھ دیے ہزاروں کافر واصل خیر آبدار سے قتل کیے
ہرگاہ منطفر و منصور کے کیطرف پھرے اثنار راہ میں ہندہ مادر پور ہندی نے کہ کمینگاہ میں فوج لیے بیٹھی تھی پیچھے سے آکر
ایک تلوار اُنکے کے ایسی لگائی کہ چاروں پاؤں اُسکے قلم ہو گئے امیر حمزہ تو غافل تھے مرکب کے گرتے ہی زمین پر آرہے
اُس خانہ خراب نے تلوار خون آشام زہر آلودہ امیر حمزہ کے سر مبارک پر ایسی لگائی کہ امیر کا سر تن سے جدا ہو گیا اور امیر کا
پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالکر کھا گئی اور جسم مبارک کے ستر ٹکڑے کیے بعد ازاں اُسکا نشہ غفلت جو اُترا متردد ہوئی کہ فرشتہ
نے امیر حمزہ جیسا اپنے باپکی شہادت کی خبر سنے گی تو مع فوج دیوان وجنات آکر مجھسے بدلا لیوگی یہ سوچکر جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر پناہ لی اور حضرت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بہت منت وزاری
کی اور اسلام قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ میرے عم بزرگوار کی نعش مجکو دکھلا کہ وہ شیر خدا کہاں ہے ہندہ نے حضرت کو
ہمراہ لیکر نعش امیر کی دکھلائی اپنے ساتھ آنحضرت کو امیر حمزہ کی لاش پر لائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کے جسم کے
ٹکڑے جمع کر کے ہر ٹکڑے پر جدا گانہ نماز پڑھی اور اُسوقت اُنکو ٹھوں کے بل حضرت کھڑے تھے بعد دفن کرنیکے لوگوں نے
اُنکو ٹھے کے بل ٹوٹے ہو کر نماز پڑھنے کا سبب پوچھا آنحضرت نے فرمایا کہ بجائے اسکے میں سر سے کھڑا تھا کہ فرشتوں کی
فترت سے میدان میں جگہ نہ تھی اور ملائکہ نے ہر ٹکڑے پر ستر ستر مرتبہ نماز ادا کی امیر حمزہ کی اس مرتبہ و بزرگی کی سیکو خوشخبری دی
الآخر حضرت جب امیر کو دفن کر کے پھرے سدہ حضرت جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئی آنحضرت نے
منھ اسکی طرف سے پھیر لیا اسکی طرف مطلق التفات نہ کیا اسیوقت وحی نازل ہوئی اے حبیب میرے حمزہ تو شہید ہوا مگر
آسمان کیطرف تو نظر کر حضرت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ امیر حمزہ تخت مرصع پر بہشت میں بیٹھے ہوے ہیں اور حور و غلمان دست بستہ
سامنے کھڑے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کر کے دو گانہ شکریہ ادا کیا کئی دنکے بعد قریشیہ مع لشکر بیشمار آنحضرت کی
خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے باپکے قاتل کو طلب کیا آنحضرت نے مراتب امیر المؤمنین حمزہ رضی اللہ عنہ کے دکھلا کر فرمایا کہ تو بہت

خوش ہوا اور سپاس خدا کا کیا کہ اے قریشہ اگر تیرا باپ شہید ہوتا تو یہ مرتبہ نہ پاتا اللہ تعالیٰ اسکو ایسے درجے پر کیونکر پہنچاتا پس اب تو انتقام سے باز آ میرا کہنا بجا لا راوی لکھتا ہے کہ اسیوقت سورۂ جن نازل ہوئی قریشہ کو تسکین قلب حاصل ہوئی بارے قریشہ بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقام سے باز آئی بموجب مضمون کا بانیرتہ لائی اور خجلت ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہوئی ایک قول تو یہ ہے کہ آنحضرت نے جو کلمہ بے انشاء اللہ تعالیٰ کے فرمایا تھا کہ اس فوج کی قلع قمع کرنے کے واسطے میرا چچا اکیلا کافی ہے لاکھوں افراد کے قتل کے لیے یہ جوان تنہا کافی ہے جناب باری تعالیٰ کو یہ کلمہ ناپسند ہوا اسی سبب سے امیر حمزہ کے جسم مبارک کے ستر ٹکڑے ہوئے اور آنحضرت کا دندان مبارک شہید ہوا اور دوسری روایت یہ ہے کہ ایک شب کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پیراہن میں پیوند لگا رہی تھیں اپنے پیٹے ہوئے کپڑے کو سوئی درست بنا رہی تھیں کہ آنحضرت وارد ہوئے اور اتفاقاً چراغ گل ہو گیا اور سوئی کے ناکے سے تاگا نکل گیا ہر دو متحیر ہوئے حضرت نے تبسم کیا دانتوں کی روشنی میں حضرت عائشہ نے تاگا سوئی میں پرو دیا حضرت نے فرمایا کہ دیکھا تم نے دانت میرے ایسے روشن ہیں جنکی روشنی میں تم نے تاگا سوئی میں پرو لیا میرے دانت نے کونسا گناہ کیا یہ بات جناب باری کو پسند نہ آئی اور اس سے دانت آنحضرت کے شہید ہوئے اور اسی لڑائی میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاؤں میں پیکان ٹوٹ کر رہ گیا ہر چند جراح نے چاہا کہ پیکان کو زخم سے نکالے مگر نکال نہ سکا ہر گاہ حضرت نماز کے سجدے میں آخر میں گئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت علی کے پاؤں سے پیکان نکال لو کہ اسکے جسم کو آرام ہو چنانچہ پہلوانوں نے اس پیکان کو زینہ سے پکڑ کے نکالا اور آنحضرت کو مطلق خبر نہ ہوئی جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھکر یہ پوچھا کہ یہ لہو کیسا ہے یہ پیکان میرے زخم سے کسوقت نکالا ہے صحابیوں نے حقیقت حال عرض کر کے پوچھا کہ یا حضرت آپکو کیا خبر نہیں ہے آپنے فرمایا لا الہ الا اللہ یعنی قسم خدا کی کہ ہرگز مجھکو معلوم نہیں ہوا کہ پیکان کسوقت نکالا گیا اور انحق شہادت دندان مبارک نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تصدق زخم پائے مبارک و نماز و دنیا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آمین یا مترجم و محرر کی عاقبت بخیر کر اور دنیا میں کسی کا محتاج نہ کر کے اپنے خزانۂ غیب سے حسب دلخواہ سرفراز کر اور رہبت و دروغ اس قصہ کا راویان موجد سے متعلق کر

خاتمۃ الطبع

قدرت صانع بیمثال قابل سپاس لاکلام ہے اور سب سے زیادہ شاندار بے منتہا کا یہ مقام ہے کہ فصحا و بلغا کو قوت تصنیف عطا کی کے طریقۂ تالیف سیر و تاریخ بتا دیا داستان گوئی و ایجاد قصص کا ملکہ دیا اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو افکار اور پریشانی مٹانے کا کوئی طریقہ ملاحظۂ تاریخ و معائنۂ قصص سے بہتر پیدا نہیں حالت رنج و غم میں کوئی مونس اور رفیق ایسا نہیں اگرچہ ہر داستان کو یہی درجہ حاصل ہے مگر خاصۃً داستان نادر بیان امیر حمزہ کا رتبہ

سب داستان مین علی وکامل ہر اسکے مولف نے عجب بحر کاری فرمائی ہر نہین معلوم اسقدر دل آویز و لچسپ حکایتون کی کنجی کہان سے اسکے ہاتھ آئی ہو کہ ہر شخص اسکا دل وجان سے خریدار ہی مشرق سے مغرب تک اسکی سوداگری کا گرم بازار ہی جو بصرف توجہ وزر کثیر جناب معلی القاب مجسمہ فیض ونوال مظہر جود وافضال عالی ہمت والا منزلت جناب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای - مرحوم معاوضۂ عطیۂ گرانبہا سرو فخر فصحاے عصر مولوی حافظ سید عبد اللہ صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے آراستہ فرما کر اور تعقید عبارت دفع کرکے اس قصہ کی عبارت کو اردو ے معلی بنا دیا اسی زمانہ مین غایت اہتمام سے یہ کتاب اسی مطبع مین علی الاطباع سے راستہ ہوئی اسکی بھی خریداری کی بسقدر نوبت پہونچی دکھنے کی بات ہی ایک جلد بھی نظر نہ پڑی بعدہٗ بارہا صاحب فہم وذکا ماہر زبان روزمرہ اردوے معلے مولوی سید تصدق حسین صاحب مرحوم مصحح مطبع نے تعمق نظر ثانی فرما کر طرز مناسب پر عبارت قصہ کو آراستہ کیا فی الحال یہ کتاب حسن صحت اوصافی کتابت سے بارششم مطبع نامی وگرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب ایماے رایے بہادر منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع موصوف ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ع مطابق ماہ صفر سنہ ۱۳۳۵ ہجری مین بسنگار زیب وتزئین حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر کحل البصر دیدۂ ارباب انتظار ہوئی مشتاق سراپا انتظار اس بحر گوہربار کی خریداری فرمائین اور اس کے مضامین دل آویز اور حسن ترکیبات فقرات سے لطف اٹھائین اور قدر مکرر کا ذائقہ پائین فقط

تمت

اعلان

تہذیب وترتیب اسکی عبارات ومحاورات کی بصرف زر خطیر طبع ہوئی اور جناب مولوی حافظ سید محمد عبد اللہ صاحب بلگرامی نے یہ دماغ سوزی بایماے جناب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای - مرحوم مالک مطبع گوارا فرمائی ہر اور بعد ازان بارچہارم مین ماہر زبان مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی مصحح مطبع نے کمال سعی وعرق ریزی کے ساتھ آخرین نظر سے اس کو زیادہ تر راستہ کیا ہر پس اول یہ داستان امیر حمزہ اردو نثر سابق بماہ جون سنہ ۱۸۷۶ع مین طبع ہوئی اور [illegible] سنہ ۱۸۷۸ع بنمبر ۵ و ۶ جسکی ہوئی ہر لہذا حق تالیف ہر اس کتاب کا بحق نولکشور [illegible] ہر کوئی صاحب بغیر اجازت تحریری مالک مطبع کے قصد طبع کا نہ فرمائین فقط